Season - 1 حصار محبت
تحریر: آن فاطمہ

آسمان پہ سورج پوری آب وتاب سے جگمگاتے ہسپتال کی عمارت پہ پوری طرح بسیرا کیے ہوئے تھا۔ہوا کے زور سے لہراتے پتوں کی سرسراہٹ اور زمین پہ اڑتے مٹی کے ذرے ہوا میں ہی کہی گم ہو جاتے محسوس ہو رہے تھے۔ ہسپتال کی عمارت کے دونوں اطراف میں موجود قد آور درخت گرم ہوا کے ذور سے لہراتے ایک ہولناک سا منظر پیش کر رہے تھے۔یہ منظر ہے شہر کے سب سے بڑے ہسپتال کا جہاں ہسپتال کے داخلی دروازے کے عین باہر اکادکا لوگ اپنے عزیزواقارب کی خیر وعافیت جاننے کیلیے موجود تھے۔ ہسپتال کی عمارت کے عین اوپر چسپاں بڑی سی تختی جس پہ ہسپتال کا نام پوری شان سے جگمگا رہا تھا۔اندر داخل ہوتے ہی ریسیپشن پہ موجود ایک نرم مسکراہٹ چہرے پہ سجائے لڑکی فون پہ کسی سے محو گفتگو تھی اور چند افراد لابی میں اپنی نشست سنبھالے اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔ کسی جانب ہڑبڑی مچی ہوئی تھی جہاں نرس پریشانی کے عالم میں فائلز تھامے یہاں وہاں بھاگ رہی تھی۔دائیں جانب راہداری میں مڑتے ہی پہلے

کمرے کے اوپر چسپاں نام تختی پہ موجود نام پڑھتے ہی پڑھنے والوں کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل جاتی تھی کیونکہ اندر موجود شخصیت ہی کچھ ایسی تھی جو ہر کسی کو اپنا قائل کرلے۔اندر داخل ہوتے ہی سامنے ہی کرسی پہ براجمان شخص کرسی پہ جھولتے چہرے پہ سپاٹ تاثرات سجائے بیٹھا فائل کی ورق گردانی کرنے میں مصروف تھا۔چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے۔کمرے میں خاموشی کا راج تھا گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز کمرے کی فضا میں گونج رہی تھی معاً فون پر آنے والی کال کی بدولت کمرے کی فضا میں ارتعاش پیدا ہوا۔اس نے چونک کر فائل کی نگاہیں ہٹائی اور آنکھوں میں سرد مہری لیے موبائل کی جانب دیکھا مگر سکرین پہ چمکتے نام کو دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لب دلکشی سے مسکرادیے تھے۔فائل ایک جانب کرتے فون کان سے لگاتے وہ مقابل کے بولنے کا انتظار کرنے لگا جہاں سے مدھم سی سرگوشیوں کی آوازیں آرہی تھی۔وہ سمجھ گیا تھا کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہوچکی ہے مگر دوسری جانب سے آنے والی ہنوز سرگوشیوں کی آواز پہ وہ اکتاہٹ بھرے انداز میں نظریں گھما کر رہ گیا۔

"السلام علیکم!میرے خیال میں مجھے فون ملایا ہے آپ نے تو کچھ بولنے کی بھی زحمت کریں۔"

وہ بظاہر اپنا غصہ دباتے کڑے لہجے میں گویا ہوا۔مقابل اس کے لہجے پہ حواس باختہ ہوگئی۔

"وہ بھائی۔"

وہ جی جان سے فون کی دوسری طرف شخص کی طرف متوجہ ہوا۔

"بھائی۔آپ جلدی سے گھر آجائے۔"

وہ گھبراہٹ سے بولتے آخر میں اسے تفصیل سے آگاہ کرنے لگی۔ صائم توجہ سے اس کی بات سننے میں محو تھا۔ آگے سے جو اسے کہا گیا اس کے چہرے پہ فوراً فکر مندی کے آثار نمودار ہوئے جبکہ چہرے کے عضلات تن گئے۔ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ریلیکس ریلیکس بھائی کی جان۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں رونا بند کرو شاباش۔"

وہ اپنی فائلز سمیٹتے ہوئے گاڑی کی چابیاں اٹھاتے تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کیبن سے باہر نکلا اور تیز تیز قدموں سے ریسیپشن کی جانب بڑھنے لگا۔ وہاں موجود لڑکی کسی سے فون پہ بات کرنے میں محو تھی۔ اس نے چابی کاؤنٹر پہ بجاتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ سامنے صائم کو دیکھتے گڑبڑا گئی تبھی فون کان سے ہٹاتے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا یہاں پہ موبائل استعمال کرنے کی اجازت آپ کو ملی ہوئی ہے مس۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے تند لہجے میں بولا۔ وہ شرمندگی کے احساس سے سرخ پڑتے چہرہ جھکا گئی اور اپنی انگلیوں کو آپس میں الجھاتے چٹخانے لگی۔ صائم نے اپنی پیشانی کو مسلتے سر جھٹکا اور گہرا سانس بھرتے دوبارہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"اینی ویز مس عروبہ اگر ڈاکٹر مجتبیٰ میرا کچھ پوچھے تو آپ انہیں انفارم کر دیجئے گا کہ گھر میں ایمرجنسی ہو گئی ہے میں جا رہا ہوں۔ ان شاءاللہ ان سے اب کل ہی ملاقات ہو گی۔"

اور سنجیدگی سے اسے اطلاع دیتے ایک کرخت نگاہ اس پہ ڈالتے مضبوط قدم اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اس لڑکی نے بہم مسکراہٹ سمیت اس کی چوڑی پشت کو تکا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ڈیوٹی ٹائم میں موبائل استعمال کرنا سختی سے منع ہے تبھی وہ یوں گھور کر گیا ہے۔ اس کے دل میں گدگدی سی ہونے لگی وہ تھا ہی اس قدر وجیہہ شخص۔ وہ ابھی تک اس کی نگاہوں کے حصار میں خود کو محسوس کر رہی تھی۔ بلاشبہ وہ ایک وجیہہ مرد تھا اور ڈاکٹر کا کوٹ پہنتے تو اس کی شخصیت میں مزید چار چاند لگ جاتے تھے۔ معاً کسی کی آمد پہ اس نے سر جھٹکتے اپنی توجہ سامنے کی جانب مبذول کرائی مگر ذہن بار بار بھٹک کر صائم خان کی جانب جا رہا تھا۔

پارکنگ میں پہنچ کر اپنی گاڑی نکالتے اس نے سرعت سے گھر کی جانب دوڑائی تھی کیونکہ اپنے گھر والوں کی آنکھ میں اسے ایک بھی آنسو قطعی برداشت نہیں تھا اور اب تو فون بھی اس کی سب سے چھوٹی اور جان سے پیاری بہن کا تھا جسے وہ چاہ کر بھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔

****

گھڑی صبح کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔ سورج بھی جم کر آگ برسا رہا تھا مگر کمرے میں اندھیرا ہونے کی بدولت باہر پھیلی ہوئی دھوپ کا کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا۔ کھڑکیوں پہ لٹکے بھورے رنگ کے دبیز پردے جو سورج کی کرنوں کو اندر آنے سے روک رہے تھے۔ اسی اثناء میں کمرے کا دروازہ ہولے سے کھلا اور ایک وجود کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اندھیرے میں کسی چیز کو ٹٹولتے آگے کی جانب بڑھتا زمین پہ گری کسی چیز کی بدولت ان کا پاؤں بری طرح لڑکھڑایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ توازن کھوتے زمین بوس ہوتی انہوں نے بروقت صوفے کا سہارہ لیتے خود کو گرنے سے بچایا اور مشکلوں سے اطراف کا جائزہ لیتے سوئچ بورڈ ٹٹولا تھا۔ کمرے کی لائٹ

جلاتے ہی وہ کمرے کی بکھری حالت دیکھ چکرا کر رہ گئی۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھامتے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔

ایک تکیہ بیڈ سے نیچے آدھا بستر زمین پر کتابیں سائڈ ٹیبل پر بکھری ہوئی، کشنز ان کے قدموں میں سلامی پیش کر رہے تھے اور وہ خود محترمہ خود بستر پر آڑی ترچھی لیٹی دنیا جہاں سے مافیہا بے خبر نیند کی وادیوں میں گم تھی۔ ان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ نا جانے یہ لڑکی ان سے چاہتی کیا تھی۔

"اس لڑکی کا کیا ہو گا پتہ نہیں کب عقل آئے گی اسے۔ مجھے گھما کر رکھ دیا ہے۔"

فوزیہ بیگم کو تو تپ ہی چڑھ گئی تبھی غصے سے بڑبڑاتے وہ کھڑکی کی جانب بڑھی اور جھٹ سے پردے پیچھے کیے۔ چھن سے اس سے چہرے پہ پڑتی دھوپ سے جوں ہی اس کے چہرے پہ سلامتی بھیجی اس کی نیند میں بے تحاشہ خلل پڑا تھا مگر وہ ایک بار پھر کسمسا کر رخ پھیر کر سوتی بنی۔ فوزیہ بیگم نے کوفت سے آنکھیں گھمائی اور تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی۔

"آیت اٹھ جاؤ شاباش۔ نیچے تمہارے بابا انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ اشتعال میں عالم میں بولی مگر آیت نے ان کی بات پہ ایک کان بھی نا دھرا بلکہ ویسے ہی سوتی رہی۔

"آیت اب اگر تم ایک منٹ میں نہ اٹھی نہ تو میں نے تمہارا یونیورسٹی جانا سختی سے بند کر دینا ہے۔"

فوزیہ بیگم نے ڈپٹنے والے انداز میں بولتے ہمیشہ والا حربہ آزمایا۔ آیت کی آنکھیں ان کی بات پہ بھک سے اڑی اور ان کی توقع کے عین مطابق آیت اگلے سکینڈ ہی وہ ہڑبڑا کر اپنی جگہ پہ ہی اٹھ بیٹھی۔ اس نے مندی مندی نگاہوں

سے فوزیہ بیگم کی جانب دیکھا جو کینہ توز نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی ساتھ ساتھ ہاتھ بھی تیزی سے حرکت کر رہے تھے جو کہ اس کا پھیلایا ہوا گند سمیٹ رہی تھی۔

"کیا ماما تھوڑی دیر تو مزید سونے دیتی۔ اتنا اچھا خواب دیکھ رہی تھی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے افسردگی سے گویا ہوئی۔ فوزیہ بیگم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ذرا ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ محترمہ کس قسم کے خواب دیکھتی ہے جس کا کوئی سر پیر بھی ہے یا خود کی طرح کے فضول۔"

وہ طنز کے تیر چلاتے ہوئے بولی۔ آیت ان کی بات سونے پہ سہاگہ ان کے لہجے پہ بلبلا اٹھی تھی تبھی ناراض نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔

"ماما اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ اتنے کام کا خواب دیکھ رہی تھی۔ آپ کا ہی مسئلہ حل ہو جانا تھا کہ میرے لیے رشتہ نا دیکھنا پڑتا۔ چلیں یہاں بیٹھیں آپ میں بتاتی ہوں۔ ایک شہزادہ سفید رنگ کا لباس پہنے سفید رنگ کے ہی گھوڑے پہ سوار ہوا میں گھوڑا دوڑاتے مجھ تک آرہا ہے اور میں سفید رنگ کا زمین کو چھوتا فراک پہنے کسی ریاست کی شہزاری معلوم ہو رہی ہوں اور آنکھوں میں بے تحاشہ جگنو لیے اس کی منتظر ہوں۔ ہائے یہ میرے خوابوں کی تعبیر ہو سکتی تھی مگر آپ نے میرے سارے خواب پر پانی پھینک دیا۔ ارے نہیں نہیں پھینکا نہیں بلکہ ندیاں ہی بہا دی۔"

وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں مصنوعی آہ بھرتے تنک کر بولی۔ فوزیہ بیگم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اکیس سال کی ہونے کی باوجود نا جانے خود کو کونسی بچی سمجھتی تھی۔ وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

شکر الحمد اللہ میں نے تمہیں بروقت نیند سے جگا دیا ورنہ تم سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس گھوڑے پہ بیٹھ کر تم اس کے ساتھ ہی چلی جاتی پھر میں اپنی گھوڑی کو کہاں ڈھونڈتی۔ اور تو اور جتنا پھیلاوا تم ڈالتی ہو ناوہ سفید سوٹ والا شہزادہ تمہیں اسی سفید گھوڑے پہ ڈالتے واپس آسمان سے زمین پہ پٹخ دیتا تا کہ تم پہلے صفائی ستھرائی سیکھ لو۔"

وہ بمشکل قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ چہرہ لیے کاٹ دار لب و لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔ معاًوہ ان کی بات کا مفہوم سمجھتے چلائی تھی۔

"ماما بس کریں نا آپ مجھ پہ اب طنز کیوں کر رہی ہے۔ اینڈ ڈونٹ انڈر ایزٹیمیٹ دی پاور آف مائی شہزادہ۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے باور کرانے والے لہجے میں بولی۔

فوزیہ بیگم نے سر جھٹک کر اس کی جانب دیکھا جو گلابی رنگ کے نائٹ سوٹ میں الجھے بالوں سمیت بیٹھی تھی۔ آنکھوں میں نیند ابھی بھی باقی تھی۔

"ویسے اس سے یہ بات تو ظاہر ہوئی کہ تم جیسی فضول لڑکی کو ایسے فضول خواب ہی آسکتے ہیں جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتی اس کا دل جلا کر راکھ کر گئی۔ اس نے کوفت سے ان کی جانب دیکھتے پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکا کر بیٹھ گئی۔ ہیزل آنکھوں میں غصہ صاف جھلک رہا تھا۔

"چلواب یہ ٹیڑھے میڑھے منہ بنانا بند کرو اور اٹھو جلدی کرو۔ ریڈی ہو کر نیچے آؤ۔ پتہ بھی ہے تمہارے بابا کا تمہارے بغیر ناشتہ نہیں ہوتا پھر بھی انہیں انتظار کرواتی ہو۔"

فوزیہ بیگم اسے سختی سے تاکید کرتے ہوئے کمرے سے چلی گئی۔ اس نے ایک نظر صاف ستھرے کمرے کو دیکھا اور فوزیہ بیگم کی صفائی کا سوچتے دلکشی سے مسکرادی۔ یہ اس کا تقریباً روز کا معمول تھا کمرے میں گند ڈالنا جو کہ وہ غصے سے اسے بول بول کر سمیٹتی تھی۔ وہ ہمیشہ سوچتی تھی کہ اب صفائی رکھے گی مگر ہمیشہ اس کا یہ خیال ہی رہ جاتا تھا۔ معاً وہ چپل پیروں میں اڑستے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

10 منٹ بعد وہ تولیے سے چہرہ تھپتھپاتے ہوئے باہر نکلی اور بالوں کو ایسے ہی پونی میں جکڑ کے ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھتے نیچے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے بابا نے اس کے بغیر ناشتہ شروع نہیں کیا ہو گا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ کھانے سے روک کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے خاموشی سے ان کے عقب سے ہی ان کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔

"گڈ مارننگ پیارے بابا۔"

عادت کے مطابق ان کے گال پہ محبت بھرا بوسہ دیتے ہوئے وہ چہکتے لہجے میں گویا ہوئی جواباً انہوں نے پیار سے اس کا سر تھپکا تو وہ مسکراتے ہوئے اپنی کرسی کھینچ کے بیٹھ گئی۔

"پرنسس سلام کرتے ہیں کتنی بار بتانا پڑے گا۔

کیوں میری پیاری بیگم کو غصہ دلاتی ہو آپ۔ باز آجاؤ۔"

مراد صاحب ترچھی نگاہوں سے فوزیہ بیگم کی جانب دیکھتے اخبار بند کر کے آیت کی طرف متوجہ ہوئے جو دانتوں میں زبان دیے بیٹھی تھی۔

اور ساتھ ہی اپنی بیگم کو دیکھ کر شرارت سے مسکرائے جواباً وہ آیت کو گھور کر رہ گئی جس کی عادتیں دن بدن بگڑتی ہی جارہی تھی۔

"جی اور جیسے آپ کو تو میرے غصے سے کوئی فرق پڑتا ہے نا۔آپ تو اس بارے میں کوئی بات ہی نہ کیا کریں۔آپ کے بے جا لاڈ پیار نے اسے بگاڑ دیا ہے۔بچی نہیں ہے اب یہ۔"

فوزیہ بیگم آیت پہ غصہ ہوتے ہوئے بولی اور مراد صاحب کو دیکھتے کٹیلے لہجے میں بولتے بریڈ پہ مکھن لگانے لگی۔

"بیگم ایک ہی تو اولاد ہماری یہاں بیٹھی ہوئی ہے۔اب ہم اسے بھی یوں ڈانٹتے ڈپٹتے رہے تو پھر وہ کیا سوچے گی۔"

وہ انہیں رام کرنے کی کوشش کرنے لگے ساتھ ہی سامنے پرچ میں رکھی چائے کا کپ اٹھاتے لبوں سے لگایا تھا۔آیت جانتی تھی کہ اب پورے ناشتے کے دوران ان کا موضوع اس کی ذات ہی ہو گی۔

"بچوں سے پیار سے پیش آیا جاتا ہے مراد مگر موقع ملنے پہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کی جاتی ہے ورنہ وہ بگڑ جاتے ہیں۔ہمیں اپنے بچوں کو بگاڑنا نہیں ہے بلکہ سنوارنا ہے۔"

وہ آیت کی پلیٹ میں سینڈوچ رکھتے جتانے والے لہجے میں بولی۔آیت نے بیچارگی سے مراد صاحب کی جانب دیکھا جو خود بھی اس وقت مظلومیت کی تصویر بنے ہوئے تھے۔

"اچھا نہ سوری ڈارلنگ ماما اب پکا نہیں کرتی بس آپ غصہ نہ کیا کریں۔آپ جانتی ہے غصے میں بابا کو آپ پہ زیادہ پیار آتا ہے۔"

آیت شرارت سے ان دونوں کو دیکھ کر مزے سے گویا ہوئی تو فوزیہ بیگم کا چہرہ اس کی بیہودہ بات پہ لہو چھلکانے لگا۔انہوں نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر مراد صاحب کی آنکھوں میں بھی شرارت دیکھ وہ اپنی بے ساختہ امنڈ آنے والی مسکراہٹ کو لبوں میں ہی دبا گئی۔

"ہٹ بے شرم اور چپ کر کے ناشتہ کرو۔"

فوزیہ بیگم نے مسکراہٹ دبا کر سب کی توجہ ناشتے کی طرف مبذول کرائی تو سب بھی خاموشی سے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"ارے ہاں یاد آیا میں آپ دونوں کو تو ایک بات بتانا بھول ہی گیا۔آپ دونوں کیلیے اس ویکنڈ پہ ایک سرپرائز ہے۔منتظر رہیے گا۔"

مراد صاحب نے چونک کر گلہ کھنکھارتے بات کا آغاز کیا تو ان دونوں نے بھی چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا بابا۔جلدی سے بتائیں۔"

آیت نے خوشی سے دمکتے چہرے سمیت تجسس سے پوچھا۔فوزیہ بیگم کی تمام سماعتیں بھی انہی کی طرف متوجہ تھیں۔

"ارے ابھی تو کہا سرپرائز ہے اور سرپرائز اچانک ہی ملتے ہیں۔"

وہ مصنوعی حیرت سے بولتے چائے کی چسکیاں بھرنے لگے۔آیت کا منہ اگلے ہی لمحے ان کی بات پہ اتر گیا۔

"تو آپ کو ابھی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اس طرح تو ہمارا دل للچائے گا کہ نا جانے ایسی بھی کونسی بات ہے جو آپ ہمیں نہیں بتا رہے۔"

فوزیہ بیگم نے بھی حساب بے باک کیا۔ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے کیونکہ اب انہیں مجبوراً بتانا پڑنا تھا ورنہ اس بار ان کی شامت پکی تھی۔

"جی تو ایان آرہا ہے یو۔ایس سے اسی ہفتے اس کا سال مکمل ہو گیا ہے ہمارے صاحبزادے کا ہمارے بغیر دل نہیں لگتا میں مائیگریشن کروالی ہے اس نے۔ میں نے تو کافی اصرار کیا کہ اب وہاں گیا ہی ہے تو تعلیم (UCP) وہاں۔ یہی مکمل کرے کیونکہ وہاں کی ڈگری زیادہ اہمیت کی حامل ہے مگر اس کا کہنا ہے کہ گھر کے بغیر اس کا دھیان پڑھائی میں نہیں لگ رہا اور اسی بدولت وہ اپنی ڈگری خراب نہیں کر سکتا۔"

مراد صاحب نے سنجیدگی سے تفصیل ان دونوں کے گوش گزار دی۔

جبکہ ان کی بات سن کے آیت اور فوزیہ بیگم کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔ ان کے چہرے باقاعدہ خوشی سے دمکنے لگے تھے۔

"تو آپ کیوں اسے یہاں آنے سے روک رہے ہیں۔ اس کا دل نہیں لگ رہا ہوگا نا میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ مت جائے۔ میرا بیٹا واپس آرہا ہے میں تو سب کچھ اپنے بیٹے کی پسند کا بنواؤں گی۔ نا جانے وہاں کیا کیا کھاتا رہا ہوگا میرا شہزادہ۔"

فوزیہ بیگم فوراً خوش ہوتے آخر میں تفکر بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ آیت اور مراد ان کی خوشی پہ ہولے سے ہنس رہے تھے۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ سب تیاریاں کرلیں۔اب میں چلتا ہوں۔آپ دونوں اپنا خیال رکھیے گا رات میں ملاقات ہوتی ہے۔"

مراد صاحب رومال سے منہ تھپتھپاتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں تاکید کی کیونکہ انہیں آفس سے تاخیر ہورہی تھی۔آیت نے ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلایا تھا۔فوزیہ بیگم باہر گیٹ تک انہیں چھوڑنے گئی اس دوران وہ پوری دلجمعی سے ناشتہ کرنے میں محو تھی۔

قریشی ہاؤس میں مراد قریشی اپنی زوجہ فوزیہ قریشی اور ایک بیٹے ایان قریشی اور بیٹی آیت قریشی کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔آیت یونی کی طلبہ تھی جبکہ ایان جو ضد کرکے ہائر سٹڈیز کیلئے یو۔ایس (US) گیا تھا وہاں دل نہ لگنے کی وجہ سے لاہور کی یونیورسٹی (UCP) میں مائیگریشن کروا چکا تھا جس کی بدولت ایک بار پھر قریشی ہاؤس میں رونقیں بحال ہونے والی تھی۔

****

گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کمرے کی خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کررہی تھی۔پورے کمرے میں معنی خیز خاموشی کا راج تھا جبکہ کمرے میں جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹتے وجود کے چہرے سے اضطراب چھلک رہا تھا۔انگلیاں دانتوں میں داب رکھی تھی معاً وہ گہرا سانس بھرتے بیڈ پہ بیٹھی مخلوق کی جانب متوجہ ہوئی۔

"تم کیوں اس قدر سکون سے بیٹھی ہوئی ہو۔"

وہ جی بھر کر اکتاہٹ بھرے لہجے میں غرائی۔ایک تو کوتاہی اس کی سونے پہ سہاگہ وہ کس قدر سکون میں تھی۔

"کیونکہ میرے اندر تمہاری طرح ڈر کے کیڑے موجود نہیں ہے عزہ میڈم۔"

وہ دانت نکوستے ہوئے بولی۔ کس قسم کی شانِ بے نیازی تھی کہ عزہ عش عش کر اٹھی۔

"میری باتیں یاد رکھنا اگر بھائی سے مجھے ذرا سی بھی ڈانٹ پڑی نہ تو میں تیرا قیمہ بنانے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گی فسادی عورت۔ سارے کام کا بیڑا غرق کر کے کس قدر سکون سے بیٹھی ہوئی ہوا گر بھائی ہم سے محبت کرتے ہیں تو وہ ہمارا قیمہ بنانا بھی جانتے ہیں۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی۔ جس کی بدولت اس کے بائیں گال پہ پڑتا گھڑا مزید واضح ہوا تھا وہ آنکھوں میں شدید ناگواری لیے حجاب کو گھور رہی تھی۔

کیونکہ اسے شک نہیں یقین تھا کہ اس حرکت کے بعد کلاس پکی ہے جو وہ حجاب کے کہنے پہ سرانجام دے چکی تھی۔ حجاب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"اوہو آرام کر کچھ نہیں ہوتا تھوڑی سی ڈانٹ ہی تو پڑے گی بس اس سے زیادہ کیا ہو گا۔ اس کے بعد کا سوچو کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ پھر آئسکریم بھی تو کھانے کو ملے گی۔ اب ہم آئسکریم کیلیے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں نا۔ کھانے پہ نو کومپر ومائز کھانے کیلیے کچھ بھی سمجھ آئی میری بات۔"

حجاب اپنے مخصوص انداز میں دونوں پونیوں کو جھلاتے ہوئے ایک ادا سے بولی۔ عزہ نے باقاعدہ اس کی بات پہ تالیاں بجائی تھی۔

"دل تو چاہ رہا ہے کہ میری تالیاں تو یہی ہو مگر اس کے درمیان میں منہ تمہارا ہوتا کہ اپنا سرخ چہرہ دیکھ تمہیں اندازہ ہو کہ تم کیا گھٹیا حرکت کر چکی ہو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کشن اس کی جانب اچھالتے ہوئے بولی جسے وہ بروقت کیچ کر گئی۔

"اگر کسی قسم کا ایکسپیریمنٹ کرنے کو جی چاہ رہا ہے تو اپنے پہ کرو مجھ پہ آزمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ منہ بسور کر بولتی دوبارہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر گویا ہوئی۔ عزہ نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔ ہمیشہ یہی تو ہوتا تھا اس کے کہنے پہ وہ کچھ غلط کر تو لیتی تھی مگر بعد میں پچھتاتی بھی بے تحاشہ تھی۔

"محرم آپی کو بتا دیں کیا ان کی وجہ سے کم از کم جان بخشی تو ہو جائیں گی ناں۔"

عزہ چٹکیوں میں مسئلے کا حل اسے بتاتے ہوئے مزے سے بولی۔ اس کے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھ حجاب نے آنکھیں گھمائی۔

اسے کوئی اس طرح ڈرتے دیکھ لیتا تو اسے یقیناً غش ہی آجاتے کیونکہ عزہ اور ٹینشن کا ان دونوں چیزوں کا دور دور تک کوئی رشتہ نہیں۔ ہاں کسی کو ٹینشن دینی ہو تو وہ الگ بات تھی۔

"نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے انہیں پریشان کرنے کی اور ویسے بھی وہ اپنے روم میں نماز پڑھ رہی ہیں۔ ویسے تم تو ایسے برتاؤ کر رہی ہو جیسے بھائی تمہیں کچا چبا جائیں گے۔ چل کر برو یہ تو زندگی کا ایک مزے والا حصہ ہے بے فکری کی زندگی۔"

حجاب اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں بولتے اسے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔

"دفعہ ہو جاؤ تم منحوس انسان میں جا رہی ہو باہر گارڈن میں چہل قدمی کرنے۔ تم تو پتہ نہیں کس مٹی کی بنی ہو۔ اللہ کرے بھائی آج تمہارا سر ہی پھاڑ دیں۔ پھر ہی تمہیں اندازہ ہو گا کہ تم کیا حرکت کر چکی ہو۔"

عزہ حجاب کی باتوں سے عاجز آتے چڑ کر بولی اور کمرے کا دروازہ زور سے مارتے بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

جبکہ پیچھے اب حجاب کا عزہ جیسا حال تھا۔ وہ بظاہر تو اسے تسلی دے چکی تھی مگر اب چہرے کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کیونکہ یہ بات انہیں سچ میں ازبر تھی کہ صائم کو جھوٹ بولنے سے سخت قسم کی نفرت ہے مگر آج وہ بھوک کے ہاتھوں مجبور ہوتے یہ کام کر چکی تھی۔

"حجاب اس کی باتوں کو دل پہ حاوی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے یہ تو ایسے ہی بولتی ہے بھلا بھائی ہمیں کچھ کہہ سکتے ہیں کبھی نہیں۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو تسلی دینے والے انداز میں بولی ورنہ چہرہ تو ایسا تھا جیسے کسی نے رکھ کر منہ پہ ایک لگا دی ہو۔

"اللہ جی پلیز ہمیں بچا لینا۔ ہم تو آپ کی پیاری سی معصوم سی بھولی سی بندیاں ہیں نا اور آپ تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والے ہیں۔"

حجاب دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اونچی آواز میں بڑبڑائی۔ ڈر اس کے لہجے سے واضح تھا اسے اب عزہ کی بات کا احساس ہو رہا تھا کہ انہیں سچ میں اس کام میں محرم کو شامل کرنا چاہیے تھا کیونکہ اس کے ہوتے بھائی تھوڑی بہت چھوٹ تو دے ہی دیتے ان کی سب سے بھولی اور معصوم بہن جو ٹھہری تھی وہ مگر فالوقت انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

****

"ناجانے یہ عزہ اور حجاب کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ ان دونوں کے ساتھ ہو کر بھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں اس گھر میں تن تنہا جی رہی ہوں مجال ہے جو کبھی میرا ہاتھ ہی بٹا دے کس قدر عجیب بہنیں عطا کی ہیں اللہ نے مجھے بھی۔"

وہ غصے سے ہانڈی میں چمچ ہلاتے زور زور سے بڑبڑانے میں بھی مصروف تھی۔آنکھوں میں اشتعال کی شدید لہر دوڑ رہی تھی۔اسے غصہ کم کم ہی آتا تھا مگر جس پہ آتا تھا بہت شدید والا آیا تھا جیسے ابھی عزہ پہ آرہا تھا جو یونی نا جا کر بھی گھر میں ویلی گھوم رہی تھی۔

وہ پوری دلجمعی سے اپنے دھیان میں کھانا بنانے میں مگن تھی ساتھ ساتھ عزہ اور حجاب دونوں کو پکارتی بھی جا رہی تھی تاکہ ان دونوں میں سے کوئی اس کی سلاد کٹوانے میں مدد کروا دے مگر وہ تو جیسے کان بند کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔جوں ہی ہانڈی کو دم پہ رکھتے وہ اپنی جگہ سے ہٹی تاکہ خود ہی سلاد کاٹ سکے باہر سے آنے والی مردانہ آواز پہ اس کی تمام حسیں بیدار ہوئی تھی۔اس نے آواز پہ غور کیا تو وہ صائم کی آواز تھی۔اس کے قدم غیر محسوس انداز میں باہر کی جانب بڑھے تھے۔

صائم کی آواز سن کر وہ تولیے سے ہاتھ خشک کرتے وہ حیران ہوتے ہوئے کچن سے باہر نکلی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتے پریشانی کے عالم میں گھر میں داخل ہو رہا تھا۔سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو ایک بجا رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ کام کے معاملے میں صائم کتنا سخت اور اصول پسند ہے وہ کبھی یوں بے وقت گھر نہیں لوٹتا۔کسی ایمرجنسی میں یا طبیعت خرابی میں ہی ایسا ممکن ہوتا تھا کہ وہ جلدی گھر لوٹ آئے۔وہ سرعت سے اس تک پہنچی۔

"کیا ہوا بھائی خیریت آج آپ جلدی آ گئے۔طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔"

محرم نے چہرے پہ جھولتے اپنے بکھرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے تشویش سے استفسار کیا۔صائم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو نا سمجھی سے اس سے مخاطب تھی۔

"گڑیا حجاب کو کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے۔ کچھ بتایا اس نے اب۔ عزہ کا فون آیا تھا کہ حجاب کالج سے جلدی آئی ہے روئے جارہی ہے اسی لئے جلد بازی میں آیا ہوں۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے گویا ہوا اور تحریم بیگم کی تلاش میں نگاہیں گھمائی مگر وہ وہاں ہوتی تو اسے دکھاتی دیتی نا۔ محرم نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو وہ شاید کسی کو تلاش کر رہا تھا۔

"ماما کہاں ہے۔"

صائم نے انگوٹھے سے اپنی شیو کو سہلاتے سوال کیا اور ساتھ ہی تحریم بیگم کی غیر حاضری کے بابت پوچھا۔

"وہ ماما کہ سر میں درد تھا تو میں نے پین کلر دے کر لٹایا ہے کہ تھوڑی دیر آرام کر لیں اور بابا بھی آنے والے اسلئے کھانا بنا رہی تھی۔"

محرم نے نرمی سے مسکراتے تفصیل اس کی سماعتوں میں اتار دی۔ اس کی بات پہ وہ اتنی پریشانی میں بھی دھیما سا مسکرایا تھا۔

صائم کو بے ساختہ اپنی بہن پہ پیار آیا جو کسی کا بھی خیال کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی شاید اسی نرم مزاجی کی بدولت وہ سب سے زیادہ محرم کے ہی نزدیک تھا۔ اس نے آگے بڑھتے اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لیا اور اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔

"کبھی اپنا بھی خیال کر لیا کرو۔"

وہ اسے ساتھ لگا کر پیار بھری تھپکی دیتے ہوئے محبت سے بولا۔ محرم مسکرا کر خاموشی سے چہرہ جھکا گئی تھی۔

"خیر بھائی آپ کیا بول رہے تھے۔"

وہ اس کی بات یاد آنے پہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی اور اس کا چہرہ دیکھا۔

"حجاب کے بابت بول رہا تھا پریشانی ہونے لگ گئی تھی مجھے نا جانے کیوں کرتی ہے وہ ایسے کھل کر بتایا کریں جو بھی بات ہے۔ جانتی بھی ہے آپ سب کے رونے سے میرا دل بند ہونے لگتا ہے۔"

وہ متفکر سے بولا جبکہ محرم وہ تو ساکت کھڑی اس کی باتیں سن رہی تھی جو عزہ اور حجاب کے ہاتھوں شاید بے وقوف بن چکا تھا۔ اس نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

صائم نے ایک نظر اسے دیکھتے حجاب کے کمرے کا رخ کیا۔ اسے سوچ سوچ کہ ہی کچھ ہو رہا تھا کہ اس کی جان سے پیاری بہن رو رہی ہے جن کی آنکھوں میں اسے ایک آنسو بھی برداشت نہیں ہے۔

جبکہ پیچھے کھڑی محرم ان دونوں کی ہونے والی درگت اور صائم کے پاگل بننے پر افسوس ہی کر سکتی تھی۔ اسے ہنسی بھی آ رہی تھی اور ان دونوں پہ ہونے والی حالت زار پہ افسوس بھی ہو رہا تھا کہ سچ میں حجاب اور عزہ کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا جو نجانے کہاں کہاں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ترکیبیں لگاتی تھی۔ وہ بھی کچھ سوچتے نفی میں گردن ہلاتے حجاب کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کھانا تو ایک طرح کا تیار ہو چکا تھا۔

اب یہ تو وقت ہی بتاتا کہ عزہ اور حجاب کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اور صائم ان کے جھوٹ بولنے کی انہیں کیا سزا دیتا۔

صائم اور محرم ایک دوسرے کی تقلید میں جوں ہی کمرے میں داخل ہوا ان کی نگاہ بیڈ پہ بیٹھی عزہ اور حجاب پہ پڑتے ہی ساکت ہو گئی۔

"حجاب میری جان کیا ہوا۔"

حجاب اور عزہ جو مگن انداز میں مووی دیکھنے میں مصروف تھی چونک کر دروازے کی جانب متوجہ ہوئی مگر وہاں کھڑے صائم اور محرم کو دیکھتے ان کا سانس سینے میں ہی کہی اٹک گیا۔ان دونوں نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت ایک دوسرے کی جانب دیکھا البتہ محرم دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر سنجیدگی سے ان کا جائزہ لے رہی تھی جن کی حالت قابل رحم تھی۔

اس کے برعکس صائم ناسمجھی سے ماتھے پہ بل ڈالے کبھی ٹی وی سکرین کی جانب دیکھتا تو کبھی حجاب عزہ کو جن کے چہرے اس کے آنے سے قبل تو تروتازہ اور شاداب تھے مگر اسے دیکھتے ہی زرد پڑ چکے تھے۔اس نے کٹیلی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا تو حجاب کے ہاتھ سے ریموٹ چھوٹتے قالین پہ جا گرا۔

"عزہ بچے آپ کا مجھے فون آیا تھا کیا ہوا حجاب کو مجھے بتانا پسند کریں گی۔"

صائم تند نظروں سے ان دونوں کو گھورتے ہوئے دھیمے لہجے میں غرایا۔ان دونوں کا ہی سانس سوکھ گیا اس کے کرخت لہجے پہ۔

اسے تو سوچ سوچ کے ہی حیرانگی ہو رہی تھی اور غصہ بھی آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ اس طرح کا مزاق ہوا ہے اور وہ بھی اس کی اپنی ہی بہنوں نے کیا ہے۔

جبکہ پیچھے کھڑی محرم اب ان کی سن حالت پہ بمشکل اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔عزہ اور حجاب نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جوابا وہ بائیں آنکھ دبا گئی تھی۔

"بھائی یہ دیکھیں اس کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔کب سے روئے ہی چلی جا رہی تھی۔"

عزہ جلد بازی میں بہانہ گھڑتے ہوئے بولی۔ صائم کی پیشانی پہ ایک بار پھر شکنیں نمودار ہوئی اس کے جھوٹ بولنے پہ۔ اب کی بار حجاب نے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے پیٹ پہ گرتے ہی جگہ سنبھالی اور پیٹ درد ہونے کی ناکام اداکاری کرتے ہوئے کراہنے لگی۔

"حجاب ذیادہ درد ہو رہا ہے کیا۔ کہو تو مزید چپس کے پیکٹ لا دوں اپنے بچے کو۔ پیٹ درد ٹھیک ہو جائے گا۔"

صائم کے طنز پہ حجاب کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا۔ اس نے تنک کر عزہ کی جانب دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سارا ملبہ عزہ پہ پھینکتی وہ بروقت بول اٹھی۔

"بھائی وہ یہ سب حجاب کا کیا دھرا ہے میں نے اسے منع بھی کیا تھا کہ یہ حرکت نہ کرے جھوٹ مت بولیں مگر یہ سنتی ہی نہیں ہے۔۔ ہے نہ آپی ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں۔"

عزہ نے بمشکل مسکرا کر بولتے اپنا دامن بچا کر محرم کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ کسی طرح ہی جان بخشی ہو جائے جبکہ محرم کی آنکھیں اس کی بات پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"مجھے تو تم لوگ معاف ہی کرو۔ بھائی مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ یہ دونوں یہ حرکت کریں گی تو مہربانی کر کے بھائی کو بھی حساب بے باک کرنے دو یہ دونوں سراسر آپ کی گنہگار ہیں۔"

محرم نے خونخوار نگاہوں سے انہیں دیکھتے صاف ہری جھنڈی دکھائی اور سر جھٹک گئی۔ عزہ اور حجاب کا منہ اس کے سوتیلے جیسا رویہ محسوس کرتے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ کیسے بڑی بہن ہو کر اس سے بے نیازی برت سکتی تھی۔ صائم نے گہرا سانس بھرتے بمشکل اپنے اشتعال پہ قابو پایا۔

"اب مجھے بتاؤ آپ لوگوں کے ساتھ کیا ہونا چاہیے۔ پتہ ہے ہاسپٹل میں کسی بھی وقت کسی بھی قسم کی ایمرجنسی ہو سکتی ہے اور آپ لوگوں کو مذاق کرنے کی سوجھ رہی ہے عزہ حجاب مجھے آپ دونوں نے اس قسم کی بے وقوفی کی قطعی توقع نہیں تھی۔"

صائم ان دونوں سے بگڑتے ناگواری سے گویا ہوا۔

ان دونوں کا سر شرمندگی کے مارے جھک گیا۔

"چہرہ مت جھکائے اپنی سزا کا انتخاب خود کریں۔"

وہ ڈپٹنے والے لہجے میں بولا تو وہ دونوں خائف سی ہو گئی۔

"بھائی اسی خوشی میں آئس کریم ہی کھلا دیں۔"

حجاب زیادہ دیر خود پہ ضبط نا کر پائی تبھی دانت نکوستے ہوئے بولی۔

"حجاب کین یو پلیز شٹ اپ۔"

وہ کرخت لہجے میں گویا ہوا۔ حجاب کی مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔

"اچھا نہ بھائی سوری آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔"

حجاب صائم کی ناراضگی کے خوف سے فوراً سے پہلے اس کے سینے سے لگتے ہوئے معصومیت سے بولی۔

عزہ نے بھی حجاب کے دیکھا دیکھی یہی کام دہرایا۔ ان دونوں کو اب واقعی اپنی حرکت پر شرمندگی ہو رہی تھی کہ انہیں یوں صائم کو جلد بازی میں گھر نہیں بلانا چاہیے تھا۔

"میں آپ دونوں پہ یقین کس بیس پہ کروں اگر کوئی انسان ایک بار یہ کام کر سکتا ہے تو وہ بار بار بھی کر سکتا ہے سزا کا انتخاب کر رہی ہیں یا بابا کو بتاؤں وہ بہت اچھی سزا دیں گے۔"

صائم کے سپاٹ لہجے پہ ان دونوں نے بیچارگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا بابا کو بتانا مطلب جان جانے کے مترادف تھا کیونکہ وہ ایسے ہی تھے غلط حرکت پہ کھری کھری سنانے والے۔ان دونوں کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"بھائی مت کریں ناہم آپ کی معصوم سی چھوٹی چھوٹی سی ننھی منھی سی پریاں ہیں جنہیں آپ نے اپنے ہاتھ میں کھلایا ہے اب آپ یہ سب کرتے ہوئے اچھے لگے گے۔"

وہ دونوں ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوئی۔ صائم نے گہری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ زمان صاحب کا نام سن کر ہی خوف اتر آیا تھا۔اس نے سرعت سے مسکراہٹ کو لبوں میں دبایا تھا۔

"کوئی بات نہیں آئندہ خیال کرنا۔"

صائم ان دونوں کا سر چوم کر محبت سے بولا کیونکہ ذیادہ دیر وہ بھی ان سے ناراض نہیں رہ سکتا تھا۔جو بھی تھا اپنی بہنوں میں اس کی جان بستی تھی۔

"اور اب مجھے سچ سچ یہ بتاؤ کال کی کیوں تھی۔"

صائم اب تھکے تھکے انداز میں صوفے پر جگہ سنبھالتے ہوئے بولا اور انکی جانب دیکھتے بھنویں اچکائی۔

"وہ نہ بھائی۔ ہمیں نہ۔ آئسکریم کھانے جانا تھا اسلئے۔"

حجاب اس کے ڈر سے ایک ہی سانس میں آنکھیں میچ کر بولی۔ صائم نے نہایت سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا جو مسکینیت سے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"وہ ہم رات کا بھی کر سکتے تھے شاید عزہ حجاب مجھے آج آپ کی حرکت نے بہت ناراض کیا ہے۔ اینی ویز کھانے کے بعد چلیں گے اب۔"

صائم سر جھٹک کر بولتے ان دونوں کا سر تھپکتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی ان دونوں نے مرجھائے ہوئے چہرے سمیت ایک دوسرے کو دیکھا اور اچانک ہی وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مارتے کھلکھلاتے ہوئے ہنس دی۔

"بھائی آپ کیلئے چائے لاؤں۔"

محرم اسے اپنی پیشانی مسلتے دیکھ پریشان ہوتے اپنے مخصوص نرم انداز میں بولی۔ صائم نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو سوالیہ نگاہوں سے اسی کے جواب کی منتظر تھی۔

"نہیں بھائی کی جان ابھی شاور لے کر لنچ ہی کروں گا۔۔ اور ماما کو اٹھالو آپ بابا سے تو رات میں ہی ملاقات ہو گی۔"

صائم محرم کے سر پر پیار بھرا بوسہ دے کر اسے تاکید کرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اب گھر تو وہ آ ہی گیا تھا تو کیوں نا فریش ہوتے تروتازہ ہو جاتا تبھی اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ اس کے جاتے ہی محرم بھی روٹیوں کو سوچتے کچن کی جانب بڑھی تھی۔ جاتے جاتے وہ عزہ کو آواز دینا نہیں بھولی تھی تاکہ وہ سلاد بنا سکے۔ جانتی تھی کہ اب کچھ دیر تک کسی بھی کام سے وہ دونوں انکار نہیں کریں گی تبھی اس چیز سے فائدہ اٹھانے کا سوچا دل ہی دل میں وہ اپنی چالاکی کا سوچتے مزے سے ہنس دی تھی۔

"ایسے تو پھر ایسے ہی سہی"

وہ شانے اچکاتے روٹیوں کیلیے پیرے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

****

فلمیں کرنے استعمال موبائل کھانے بس ساتھ کرو کروادیا کام ذرا اور سے یہاں اٹھو آیت"
میں کاج کام کے گھر اور سے یہاں اٹھو ہے نہیں کام کوئی تمہیں علاوہ کے پڑھنے رسالے دیکھتے
" بٹاؤ۔ ہاتھ میرا

آواز کی ان تھی محو میں دیکھنے مووی سے دلجمعی پوری بیٹھی پسارے میں صوفے میں لاؤنج جو وہ
پہ تلووں لگی پہ سر کے اس سمجھتے مفہوم کا بات کی ان معا ہوئی متوجہ جانب کی ان کر چونک پہ
ہوئی۔ کھڑی اٹھ سے جگہ اپنی کر بدک بجھی۔وہ

کررہی جہاد ہوں جاتی یونی میں ہوں پڑھتی جو نے آپ گنوادیے کام برے سارے ماما کردیں بس
گی۔ کروں نہیں برداشت قطعی ناانصافی یہ میں ہے نہیں خیال کوئی میں بارے کے اس ہوں
تھی۔ اٹھی تو ہی تڑپ پہ الزام کے بولی۔ماں ہوئے ہانپتے بسورتے منہ وہ

"بی۔ بی آیت سامنے کے آپ جائے کیا پیش کیا پہ مجھ آپ ہیں کررہی احسان بہت اچھا"
بولی۔ میں انداز والے کرنے طنز کرتے خم کو سر سامنے کے اس وہ

نہیں مسئلہ کوئی دیں دے بھی فرائز ہے مست تو بوتل اور میکرونی ایک بس نہیں کچھ زیادہ ماما"
"ہوں۔ کھالیتی میں ہیں جانتے آپ ہے

بولی۔ میں لہجے بھرے معصومیت ہوئے پٹپٹاتے آنکھیں وہ

اسے کہ گا کہے شوہر تمہارا ہی دن اگلے بس تو تمہارے نا رہے لچھن یہی کہی خوب کیا واہ"

"سکتے۔ سنبھال نہیں ہم سنبھالے

تھمایا کلوتھ ڈسٹ میں ہاتھ کے اس ہی لگی۔ساتھ کرانے باور اسے بولتے میں لہجے تند وہ

لگی۔ کرنے ڈسٹنگ کی صوفوں جھٹکتے سر اور ڈالی پہ کپڑے اس نگاہ ناقدرانہ ایک نے تھا۔آیت

"بس۔ پیچھے آگے پیچھے گا۔آگے رہے کرتا حضوری جی میری کہ گی ڈھونڈوں ایسا گا دیکھیے"

رہا چل بھی ہاتھ ساتھ ساتھ بولی ہوئے پھیرتے جانب کی ان رخ جھٹکتے کو بالوں سے ادا ایک وہ

کی اس میں کیفیت کی سکتے جو پہ وجود کھڑے پیچھے کے صوفے بجائے کی چلنے پ صوفے مگر تھا

رہا چل مسلسل ہاتھ مگر تھا جانب کی بیگم عالیہ منہ اور نگاہیں کی جس تھا رہا دیکھ زبان چلتی ٹر ٹر

تھا۔

"آپ۔ صائم ارے"

مسکراہٹ میسنی کر بدک نے اس تھا لگا جھٹکا کا وولٹ چالیس سو چار کو آیت پہ آواز کی ان

تھا۔ رہا دیکھ ہی جانب کی اس سے نگاہوں کٹیلی وہ تو پھیرا رخ جانب کی اس سمیت

"نہیں۔ یا ہے سیدھی قل کوئی تمہاری"

کو کلوتھ ڈسٹ اور دیکھا جانب کی اس بناتے صورت سی مسکین نے آیت پہ آواز سرد کی اس

تھا۔ کیا پیچھے اپنے سے سرعت

احساس کا خوبصورتی اپنی انہیں بس تو ہیں رہتی دیتی بددعائیں مجھے ماما بس وہ آپ بھائی صائم"ص
اس ہے خیال کیا کا آپ بھائی صائم نا ہوگا ویسے ہوگا لٹو پیچھے میرے تو والا میرا کہ تھی دلارہی
"میں۔ بارے

نگاہوں سرد اور خاموش اسے جواباً مگر پھیلاگئی ہاتھ جانب کی اس لگاتی قہقہہ کا قسم ذبردست وہ
نگاہوں کیٹیلی نے بیگم تھے۔عالیہ سمٹے بیشتر سے فورا لب مسکراتے کے اس پاکر گھورتا کو خود سے
چابی نے کسی تو پہ زبان بس تھا لیتا نہیں ہی نام کا ہونے بند منہ کا جس دیکھا جانب کی سےاس
تھی۔ گھمادی

ہو نا عقل پاس کے جن اور ہے ہوتی ضرورت بھی کی عقل نہیں خوبصورتی صرف کیلیے شادی"
"کرتی۔ ہوا نہیں شادیاں انکی

تھے۔ رہے پھوٹ سے شرارے سے لہجے کے اس

ہی سامنے کے نگاہوں کی آپ اور ہوگی میری تو شادی کریں خوف کا خدا بھائی صائم توبہ توبہ"
حرام جینا کا آپ جو ملے لڑکی ترین بےوقوف کو آپ کرے اللہ والے عقل بڑے ہوگی۔آئے
"کردے۔

جھٹکا سر سے سرعت نے بولی۔صائم میں لہجے بھنے جلے کڑھتے پہ باتوں کی اس میں دل ہی دل وہ
تھا۔ بڑھایا جانب کی بیگم عالیہ لفافہ خاکی ایک اور
"تھی۔ کمی بہت کی وقت مگر تھی پہنچادینی ہی کل نے میڈیسن۔میں کی انکل یہ"

وہ مدھم سا مسکراتے ہوئے بولا تو انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔اس سے قبل کہ وہ
باہر کی جانب بڑھتا عالیہ بیگم کی آواز وہی تھم کر رکا جو اسے بیٹھنے کا کہہ رہی تھی۔

"نہیں آنٹی پہلے ہی سر میں بہت درد ہے۔"

وہ ہولے سے بولا۔اس کا اشارہ جس جانب تھا وہ بخوبی سمجھ گئی البتہ اس کی بات آیت کے سر پہ
سے گزرگئی۔

"صائم بھائی میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔"

آیت پرجوشی سے بولتے اس کے نزدیک آئی تو صائم نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"شاید تم میری بات کا مفہوم سمجھی نہیں میں بول رہا ہوں کہ میرے سر میں بہت درد ہے۔"

اس کے کاٹ دار لہجے پہ آیت نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جو اسے سردرد بولتے
خود باہر کی جانب بڑھ چکا تھا۔آیت اس کی بات کا مفہوم سوچتے پیر پٹخ کر پیچ و تاب کھاتی رہ
گئی۔اس کی حالت دیکھ عالیہ بیگم نے مسکراہٹ دباتے کچن کا رخ کیا تھا۔

****

اپنے نزدیک ہونے والی غیر معمولی

کھٹ پٹ اور غیر معمولی شور کی آواز پہ اس نے نیند میں ہی ہاتھ ہوا میں ہلاتے سائیڈ ٹیبل پہ مارا تھا معاً اسی تگ ودو
میں سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اس کا موبائل بری طرح زمین بوس ہوا۔اسی وقت اسے اندازہ ہوا تھا کہ جس چیز نے اس کی
نیند میں خلل پیدا کیا وہ الارم کی آواز تھی۔

اس نے اپنی نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو کھول کر بروقت اپنے موبائل کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تو اگلے ہی لمحے اس کی ساری نیند بھک سے اڑی تھی۔

"ہائے اللہ میرا موبائل۔"

وہ زور سے اپنے سر پہ ہاتھ مارتی روہانسی ہوتے بڑبڑائی اور لیٹے لیٹے ہی زمین پہ ہاتھ مارنے لگی اسی اثناء میں اس کے ہاتھ میں موبائل لگا تھا۔ ایک بار پھر الارم بجتا ریکھ اس نے موبائل کی سکرین کی جانب دیکھا جہاں آفس جانے کا الارم زور و شور سے بج رہا تھا۔

"افففف یہ کیا آفس جانا تھا آج تو مجھے اور پہلے دن ہی لیٹ ہو گئی۔ یا وحشت مام نے بھی نہیں اٹھایا۔ وہ کیوں اٹھائے گی بھلا وہ ہی تو میری جاب کے سب سے زیادہ خلاف ہیں۔ وہ تو کبھی نا اٹھاتی پریشے یہ کیا کیا تو نے۔"

وہ صدمے کی کیفیت میں منہ میں بڑبڑاتے خود سے مخاطب ہوتے اٹھی اور اپنا سر پیٹتے چپل پیروں میں اڑس کر اپنی قمیض درست کرتے جلدی سے اٹھتے الماری کی جانب بڑھی اور ہینگ کیا ہوا کرتا نکالتے بھاگنے والے انداز میں فریش ہونے بڑھی تھی۔ اگلے دس منٹ میں واشروم سے باہر نکلتے ہی وہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور ایک تنقیدی نگاہ خود پہ ڈالتے عجلت میں اپنے لمبے بالوں کی پونی بناتے ایک نگاہ خود پہ ڈالی۔ آنکھوں میں کاجل کی ایک باریک دھاڑ نکالتے آنکھوں کو مزید دو آتشہ بنایا تھا۔ لبوں پہ گلابی رنگ کا گلاس لگاتے گرے رنگ کا حجاب سر پہ لیتے ایک طائرانہ نگاہ خود پہ ڈالی تھی۔ خود کی تیاری دیکھ کر پر سکون ہوتے ہی وہ گہرا سانس بھرتے مسکرا اٹھی۔ جلدی جلدی میں اپنا بیگ اور موبائل اٹھاتے وہ کمرے کا دروازہ کھولتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ وہ کسی صورت بھی اس معاملے میں تاخیر نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ آج اس کا آفس میں پہلا دن تھا اور بہت منتوں مرادوں کے بعد اسے یہ اجازت ملی

تھی۔ وہ زینے اترتے جوں ہی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی شازیہ بیگم ناشتے سے میز کو سجانے میں مصروف تھی۔ یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ گھر میں ملازم ہونے کے باوجود بھی کھانا وہ اپنے ہاتھوں سے بناتی تھی یا یوں کہا جائے کہ وہ کچن کا ہر کام خوشی خوشی خود سرانجام دیا کرتی تھی۔ وہ بھی مسکرا کر اپنی نشست پہ جا کر بیٹھ گئی۔

"اسلام علیکم مام ڈیڈ۔"

کرسیوں پہ موجود شازیہ بیگم اور احتشام صاحب کو نرمی سے سلام کرتے ہی سرعت سے اس نے فریش جوس کا گلاس لبوں سے لگایا۔ شازیہ بیگم نے تند نگاہوں سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا۔

"وعلیکم اسلام۔ ارے بیٹا کہاں کی جلدی ہے آرام سے پہلے ناشتہ تو کر لو میری جان۔"

احتشام صاحب نے نرمی سے اسے مخاطب کرتے اس کی جلد بازی پہ چوٹ کی تو وہ کھسیاتے ہوئے چہرہ جھکا گئی۔

"کہا بھی ہے جاب کی ضرورت ہی کیا ہے تمہیں لیکن نہیں تمہیں تو اپنی ہی کرنی ہے آپ ہی کچھ سمجھائے اسے میری تو سن نہیں رہی کیا پتہ آپ کی سن لے۔"

شازیہ بیگم پریشے کی تیاری کو دیکھتے احتشام صاحب سے ناراض ہوتے ہوئے بولیں۔ ان کے لہجے میں اس کیلیے فکر بھی گھلی تھی کیونکہ آج کل کے حالات ویسے بھی بہت خراب تھے تو ان کا دل گھبراتا رہتا تھا۔

"بیگم کیا ہو گیا ہے۔ اتنی بڑی بات تو نہیں یہ جاب کرنا اور ویسے وہ کونسا غیروں کے آفس جا رہی ہے۔ میں نے زمان سے بات کر لی ہے وہاں اسے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہو گی مگر پھر بھی آپ کو وہاں کسی بھی قسم کی پریشانی ہو آپ نے زمان انکل سے بات کرنی ہے اوکے۔ وہ فوراً ہی اس مسئلے کا حل بتا دیں گے"

احتشام صاحب نے سنجیدگی سے دونوں کو باری باری تاکید کی تو پریشے ان کی بات پہ پر سکون ہوتے دلکشی سے مسکرادی۔ وہ سب اسی دوران باتوں میں مصروف تھے معاً مخصوص کلون کی مہک محسوس کرتے ان سب کی نگاہ بیک وقت زینوں کی جانب اٹھی تھی جہاں سے وہ فون کان سے لگائے سختی سے کسی کو فون پہ تاکید کر رہا تھا۔ پیشانی پہ بے تحاشہ بل پڑے ہوئے تھے جو اس کے غصے کے گواہ تھے۔ پریشے نے محبت سے اس کی جانب دیکھا جو اپنے معمول کے حلیے میں تھا۔ بلیک پینٹ کوٹ نیچے وائٹ شرٹ پہنے بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے وہ بلاشبہ ایک وجیہہ مرد تھا اور پریشے کو تو اس کی شخصیت ویسے ہی بہت بھاتی تھی۔ اسے اپنا بھائی کی حیثیت سے متعارف کرواتے ویسے بھی اس کی گردن فخر سے تن جایا کرتی تھی۔ وہ ابھی اسے گھورنے میں ہی مصروف تھی معاً اپنے سر پہ کسی کا لمس محسوس کرتے اس نے چونک کر چہرہ اٹھایا تو اذلان اس کی جانب دیکھتے مسکرا رہا تھا۔ اس نے اسے مسکرا کر دیکھا تو وہ اپنی مخصوص مغرورانہ چال چلتے احتشام صاحب کی بائیں جانب رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور سنجیدگی سے سب کو سلام کیا جس کا جواب سب نے مسکراتے ہوئے دیا تھا۔

"ہاں جی صاحبزادے کس سے اس قدر غصے میں بات کر رہے تھے آپ۔"

احتشام صاحب نے ناشتہ کرتے دوران اس سے استفسار کیا تو وہ اشتعال کے عالم میں سر جھٹک گیا۔

"لیواٹ ڈیڈ۔ آفس کی بات ہے ہم آفس میں ہی ڈسکس کر لیں گے۔ آپ کھانا شروع کریں۔ بیٹھیں آپ بھی مام۔"

وہ نرمی سے انہیں قائل کرتے آخر میں تحریم بیگم سے مخاطب ہوا۔ وہ اس کی بات پہ مسکرادی۔ پریشے نے چونک کر گھڑی کی جانب دیکھا اور ایک نظر اذلان کی جانب دیکھا۔

"بھائی آپ مجھے آج چھوڑ دیں گے آفس پلیز۔"

پریشے موقع کے حساب سے چوکا مارتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

جسے دیکھ کر اذلان شاہ کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ پر مسکراہٹ در آئی۔

"جی بلکل چھوڑ دوں گا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے خیر یہ عفان نہیں اٹھا ابھی تک یونیورسٹی نہیں جانا اس نے۔"

اذلان کی بھاری گھمبیر آواز ہال کی فضا میں گونجی تو سب کی نگاہیں بیک وقت ایک دوسرے کی جانب اٹھی تھی۔وہ سب واقف تھے کہ اس معاملے میں اذلان کس قدر سخت مزاج ہے وہ بلکل بھی لاپرواہی برداشت نہیں کرتا تھا۔اس سے پہلے کہ تحریم بیگم کچھ بولتی پریشے بول اٹھی۔

"بھائی آپ جانتے تو ہے وہ ڈھیلی مج ہے ساری ساری رات الوؤں کی طرح جاگتا ہے اور پھر دن چڑھے تک سوتا رہتا ہے ویسے بھی اس نے آج یونی لیٹ جانا ہے۔"

پریشے نے آنکھیں گھما کر شرارت سے بولتے آخر میں اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔تحریم بیگم نے اس کی بدتمیزی پہ اسے ایک سخت گھوری سے نوازا مگر وہ ہنوز لاپرواہ بنی بیٹھی رہی۔

"اونہہ پریشے بری بات ایسے نہیں بولتے بڑا ہے وہ آپ سے۔یہ بدتمیزی کے ذمرے میں آتا ہے۔"

اذلان نے موقع پہ ہی اسے ٹوکتے پیار بھری سرزنش کی تو وہ فوراً سے بیشتر سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

"سوری بھائی آئندہ سے نہیں ہوگا۔"

پریشے ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتے منہ بنا کے بولی کیونکہ وہ بھی اسے ہمہ وقت تنگ کرتا تھا اب اگر اس نے کر دیا تو اس میں مضائقہ ہی کیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ناشتے سے فراغت حاصل کرتے کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پریشے بھی سرعت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے مام ڈیڈ میں نکلتا ہوں اب اور ڈیڈ آپ ریسٹ کریں آج آفس آنے کی قطعاً ضرورت نہیں میں سب سنبھال لوں گا۔"

اذلان نے سختی سے احتشام صاحب کو تاکید کی کیونکہ دو دنوں سے ان کی طبیعت کچھ ڈھیلی سی تھی۔ انہیں ایک نظر دیکھتے اذلان نے اپنا موبائل اور بریف کیس اٹھایا اور معمول کے مطابق محبت سے شازیہ بیگم کا ماتھا چوم کر پریشے کو باہر آنے کی تاکید کرتے خارجی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ پریشے بھی ان دونوں کا گال چومتے پیچھے ہٹی۔

"اللہ حافظ مام ڈیڈ۔"

وہ کہہ کر جانے کیلیے مڑی ہی تھی کہ کانوں میں پڑنے والی فوزیہ بیگم کی آواز سے اسکے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔

"اللہ تمھیں کامیاب کرے۔ دھیان سے جانا اللہ کے امان۔"

فوزیہ بیگم محبت سے لبریز لہجے میں بولتے اسے دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ کون کہ سکتا تھا کہ یہ وہی ہے جو اسے جاب کرنے پہ ٹوک رہی تھی بلکہ اب تو ان کا ایک نیا ہی محبت بھرا روپ دیکھنے کو ملا تھا کسی نے سچ ہی کہا تھا کہ یہ مائیں بہت ہی معصوم ہوتی ہیں۔ اس کے باہر جاتے ہی احتشام شاہ اور فوزیہ شاہ اپنی اس چھوٹی سی جنت کو دیکھتے مسکرا دیے۔

"شاہ ولا" میں احتشام شاہ اپنی بیگم فوزیہ شاہ اور اپنے دو بیٹوں اذلان شاہ جنہیں ان کا ان کا دایاں ہاتھ کہنا زیادہ مناسب ہوگا، عفان شاہ اور ایک بیٹی پریشے شاہ کے ساتھ خوشیوں بھری زندگی گزار رہے تھے۔ احتشام شاہ کا کہنا تھا کہ اوپر بیٹھی ذات نے ان کی جھولی اس قدر خوبصورت اولاد سے بڑھ کر ان کے گھر کی. رونق کو مزید دوبالا کر دیا تھا۔
آفس میں پہلا دن ہونے کی بدولت وہ اچھا خاصہ پریشان ہو چکی تھی حالانکہ زمان صاحب احتشام صاحب کے بہت گہرے دوست تھے مگر پھر بھی پہلا دن ہونے کی بدولت ایک جھجک سی تھی جو آڑے آ رہی تھی۔ وہ تفصیل سے آفس کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیتے اپنی سوچوں میں غلطاں اندر کی جانب بڑھ رہی تھی معاً بے دھیانی میں چلتے ایک چٹانی وجود سے زوردار تصادم کی صورت میں اسے اپنے چودہ طبق روشن ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے اس سے پہلے وہ زمین کو سلامی پیش کرتی دو مضبوط ہاتھوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر گرنے سے بچایا اور جھٹکے سے اپنے مقابل کیا کہ اسی اثناء میں اس کے لبوں سے اس کی سختی پہ کراہ نکلی تھی۔
معاذ جو راہداری سے گزرتے اپنے کیبن کی جانب جا رہا تھا اسی دوران پریشے سے زوردار تصادم ہونے کی بدولت اس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی تبھی اس کے وجود کو زبردست قسم کا جھٹکا دیا تھا۔
"مس آپ دیکھ کر نہیں چل سکتی کیا کوئی پیچھے لگا ہوا ہے جو ایسے بھاگی جا رہی ہیں۔"
دھیان سے تو وہ خود بھی نہیں چل رہا تھا مگر وہ معاذ ہی کیا جو کبھی اپنی غلطی تسلیم کر لے اور دوسروں کو زچ کرنے کی انتہا نہ کر دے۔

"ایکسکیوزمی۔ پہلے تو ذرا مجھ سے دس قدم کے فاصلے پہ رہیں اور یہ ہاتھ ہٹائیں اپنے۔ اندھوں کی طرح خود چل رہے ہیں مانا میں تھوڑی جلدی میں تھی تو کیا۔ میری اکیلی کی غلطی تو نہیں ہے۔ اور چلیں اب راستہ دیں پہلے کی لیٹ ہو گئی ہوں چھو چھوندر کہی کے۔"

سامنے بھی پریشے تھی۔ وہ کب باز رہنے والوں میں سے تھی تبھی موقع ہی چوکہ مارتے تمام حساب بے باک کیے تھے۔ آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔

معاذ جو پریشے کے چہرے کی معصومیت اور اس کی فراٹے بھرتی زبان کو محو ہو کر دیکھنے میں مصروف تھا اس کی آواز سن کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور فوراً سے پہلے اپنے عجیب و غریب خیال کی نفی کی تھی۔

اور دل میں "لاحولہ ولا قوۃ الا باللہ" پڑھتے جھرجھری لے اٹھا اور اپنی ساری سوچوں پہ لعنت بھیجی کیسے ایک ہی ملاقات میں وہ اسے گھور رہا تھا اسے اپنا آپ سب سے بڑا ٹھرکی محسوس ہوا تھا۔

"محترمہ آپ ہیں کون۔ پہلے دیکھا نہیں آپکو یہاں۔"

وہ اس لڑکی سے مخاطب ہوا جو صرف دیکھنے کی حد تک ہی معصوم لگ رہی تھی ورنہ اندر سے تو جلاد ہی محسوس ہو رہی تھی۔ پریشے نے اس کے سوال پہ مشکوک نگاہوں سے سرتاپا اس کی جانب دیکھا جو سیاہ رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔ اس کے تیور دیکھ کر تو لگ رہا تھا جیسے وہ آفس ہی اس کا ہو مگر یہ تو زمان انکل کا ہے تبھی اپنی سوچ پہ گہرا سانس بھرتے پرسکون ہو گئی۔

"آپ سے مطلب میں کیوں بتانے لگی آپ کو۔ جائیں کام کریں اپنا چلے آتے کہیں بھی منہ اٹھا کر اور مجھ پہ رعب جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے کسی دن میں نے آپ کو جھاڑ دیا تو بس افسوس سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔"

اس کی بات سن کر تو معاذ کا دماغ اگلے ہی لمحے گھوم گیا مطلب اس کمپنی کے مالک کے بھتیجے کو وہ لڑکی اتنا کچھ کہہ کر بے عزت کر گئی جس کے سامنے کوئی اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تھا اور وہ خالص زنانیوں کی طرح ہاتھ میں چوڑیاں پہن کر اس کی زبان سے چلتے نشتر اپنے دل پہ گرتے محسوس کر رہا تھا۔

"مس یو۔"

اس سے پہلے کہ معاذ طیش کے عالم میں غراتے اپنی بات مکمل کرتا زمان صاحب کی آواز پر مشکل غصہ دباتے ان کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے سامنے کھڑی اس حجابن لڑکی سے مخاطب تھے۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔"

زمان صاحب نے شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے پوچھا جوابا وہ دھیما سا مسکرا دی۔ معاذ نے اس کی مسکراہٹ پہ ناک چڑھایا۔

"میں بلکل ٹھیک انکل۔ آپ کیسے ہیں۔"

پریشے مسکراتے لہجے میں نرمی سموئے بولی۔ اب وہ اس کے بابا کے دوست تھے تو احترام تو لازم تھا نا تبھی سارا غصہ تو کہی دور جا سویا تھا۔

"میں بھی الحمداللہ اچھا آپ ان سے ملئے یہ آپ کے سینئیر ہیں اور میرے بھتیجے بھی اور یہ ہی آئندہ آپ کو گائیڈ کریں گے۔"

وہ سنجیدگی سے بتاتے معاذ کی جانب اشارہ کرنے لگے۔ان کی برخستہ بات پہ پریشے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس نے حلق تر کرتے معاذ کی جانب دیکھا جو تمسخرانہ انداز میں اسی کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ جان گئی کہ میں کون ہو اور اکڑ کس بل بوتے پہ رہا ہو۔

"مگر انکل۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی معاذ نے نرمی سے اس کی بات کاٹی تھی۔

"جی بڑے پاپا میں اچھے سے سمجھ گیا ہوں میں بہت اچھے سے سمجھادوں گا انہیں ایک ایک بات تعارف کا تعارف ہو جائے گا اور آئندہ یہ کسی کو کچھ غلط سمجھنے کی کوتاہی بھی نہیں کریں گی ایسا سمجھاؤں گا انہیں میں کہ آج یہ مجھ سے خوش ہو کر جائیں گی چاہے تو آپ پوچھ لیجیے گا۔"

وہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولتے اس کا چہرہ دھواں دھواں کر گیا۔

"میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے تو میں چلتا ہوں۔انشاء اللہ جلد ہی ملاقات ہو گی اس وقت تک آپ سب کچھ معاذ سے سمجھ لیں پریشے بیٹا۔"

وہ ان دونوں کو تاکید کرتے ہوئے میٹنگ روم کی جانب بڑھ گئے جہاں سب اس کے منتظر تھے۔اس نے ان کے جاتے ہی حلق تر کرتے معاذ کی جانب دیکھا جو تلخی سے مسکرا رہا تھا۔آنکھوں میں واضح وارننگ تھی۔

پریشے کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے اس نے فوراً سے بیشتر پارٹی بدلنے کا سوچا اب سب کچھ سیٹ ویٹ بھی تو کرنا تھا۔

"سوری سر۔دراصل میں نئی آئی ہوں تو مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ آپ۔"

ان کے جانے کے بعد وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولتے اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی جو اس کی شان میں نا جانے کیا کیا کہ چکی تھی۔

اس کی یہ حرکت معاذ کی نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی تبھی زیرِ لب مسکرایا تھا۔ پریشے نے پیشانی پہ بل ڈالے اس کی جانب دیکھا مگر اچانک یاد آتے ہی کہ وہ اس کا باس ہے تبھی میسنی سی مسکراہٹ سمیت ہنس دی۔ معاذ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"اٹس اوکے مس پریشے آپ چلیں۔ مجھے ویسے بھی کچھ انٹرویوز لینے ہیں کچھ دیر آپ کو انتظار کرنا ہوگا"

معاذ پریشے کو لیتے اپنے آفس کی جانب بڑھا اور اسے ایک جانب رکھے صوفے پہ بٹھا کر وہاں موجود ورکر کو ان لڑکیوں کو باری باری اندر بھیجنے کا کہا تھا۔ پریشے وہاں بیٹھی پورے کیبن کا تفصیلی معائنہ کرنے میں مصروف تھی۔ معاذ نے ایک سرسری سی نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی جو بیزاریت سے وہاں بیٹھی تھی اور نگاہوں کا زاویہ بدلتے آنے والی لڑکی کی جانب متوجہ ہو گیا جو اب اس کے سامنے جگہ سنبھالتے اس کی جانب اپنی سی وی والی فائل بڑھا رہی تھی۔

****

پریشے کو آفس چھوڑ کر اس نے گاڑی اپنے آفس کی جانب موڑ لی تھی۔

ویسے تو روز کا معمول کچھ یوں تھا کہ پہلے احتشام صاحب آفس جاتے اور ان کے کچھ دیر بعد ازلان جاتا تھا مگر آج احتشام صاحب طبیعت خرابی کی بدولت نہیں آئے تھے تو ازلان آج جلدی آیا تھا تاکہ وہاں جا کر تمام انتظامات دیکھ لے۔ کچھ ہی دیر کی مسافت کے بعد اس کی گاڑی آفس کی پارکنگ ایریا کے سامنے رکی تو تختی پہ لکھے شاہ گروپ

آف انڈسٹریز کو دیکھتے اس کی آنکھیں جی جان سے مسکرائی تھی۔ وہ سپاٹ چہرے سمیت گاڑی سے اترا تو سامنے کھڑے گارڈز آج احتشام کے بجائے اذلان کو دیکھتے سانس روک گئے اور سرعت سے اپنی اپنی جگہ سنبھالی۔ اذلان نے بریف کیس اٹھاتے قدم اندر کی جانب بڑھائے ساتھ ساتھ کان میں لگی بلیوٹوتھ سے وہ کسی سے بات کرنے میں بھی مصروف تھا مگر اگلے ہی لمحے اندر سے آنے والی غیر معمولی شور کی آواز پہ اس نے ایک نگاہ ریسیپشن کی جانب ڈالی جہاں موجود لڑکی کسی سے فون پہ بات کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ اس کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا آگے کی جانب آیا مگر آفس کی حالت دیکھ کر اذلان کا دماغ ہی گھوم گیا اور ماتھے پہ بل پڑنا شروع ہوئے مطلب اذلان شاہ کے آفس میں سارا کام پھیلا ہوا تھا اور سارا اسٹاف آپس میں لاپرواہی سے باتوں میں مشغول تھا۔ کسی کو بھی آفس کی پرواہ نہیں تھی۔ ریسیپشن پہ موجود لڑکی اس کا سرخ چہرہ اچانک دیکھ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی تو اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اگلے ہی لمحے ان سب کو ہوش میں لانے والی اذلان شاہ کی گرجدار آواز تھی۔ ایک سیکنڈ میں وہاں اودھم مچا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے یہاں۔ آپ سب باتیں کرنے آئے ہیں کیا۔ کام کرنے کی جگہ ہے کوئی پارک نہیں یا کوئی پارٹی چل رہی ہے۔ تھوڑا سا لحاظ کر لیں ورنہ مجھے آپ سب کو فائر کرنے میں دو منٹ سے کم وقت درکار ہے مائنڈ اٹ۔"

وہ غیض کے عالم میں دھاڑا تھا۔ سب حواس باختہ سے اپنی جگہوں کی جانب بھاگ رہے تھے۔

"سر وہ۔"

ایک اسٹاف میمبر نے اپنے دفاع میں بولنے کی ہمت کی پر اذلان کی گھوری نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ کر اپنے مخصوص سرد انداز میں شہادت کی انگلی اٹھاتے گویا ہوا۔

"میں نے کوئی وجہ نہیں پوچھی پانچ منٹ ہیں آپ سب کے پاس یہ سب سمیٹ کر اپنے کام پر لگیں ورنہ انجام کے ذمہدار آپ سب ہی ہونگے کیونکہ مجھ سے کسی قسم کی نرمی کی توقع مت رکھیے گا کیونکہ آپ جیسے کاہل اور سست لوگوں کی اس آفس میں قطعی ضرورت نہیں ہے۔اسے اپنی غلطی اور میری آخری وارننگ سمجھے کیونکہ میں دوسری غلطی کرنے والے کو نا ہی موقع دیتا ہوں اور نا ہی وارننگ۔مجھے اپنے کام میں کوتاہی ذرا بھی نہیں پسند۔اب میری شکل کیا دیکھ رہے ہیں کریں اپنا کام۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں سرد مہری سے بولتے ان سب کو تنبیہہ کر اٹھا۔سب کو اس کی گرجدار آواز پہ سانپ سونگھا ہوا تھا۔اذلان نے ایک کٹیلی نگاہ ان سب پہ ڈالی اور غصے میں تن فن کرتا اپنے آفس کی جانب چل دیا اور پیچھے سارا اسٹاف اپنے کام پہ جت گیا تھا کیونکہ اذلان سے کوئی بعید بھی نہیں تھا کہ ابھی ٹرمینیشن لیٹر ہاتھ میں تھماتے آزادی کا پروانہ تھما دیتا۔

انکے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج احتشام سر کی جگہ اذلان سر آئیں گے ورنہ وہ کبھی ایسی حرکت کرنے کی کوتاہی کرتے کیونکہ اس کے جلال سے سب ہی واقف تھے۔

آفس کے تمام ورکرز اذلان شاہ کے سرد انداز کو دیکھتے خائف تھے کیونکہ احتشام صاحب اس کے برعکس بہت نرم خو طبعیت کے مالک تھے۔

یہ نہیں تھا کہ اذلان بدلحاظ تھا۔اپنوں سے بروں کی عزت کرنا وہ خوب جانتا تھا۔ان کیلیے اس کی آنکھوں میں ہمیشہ احترام ہی چھلکتا تھا مگر اپنے کام میں کوتاہی دیکھ وہ خود پہ ضبط نہیں کر پاتا تھا اور اسی بدولت اس کے انداز میں ایسا سرد پن عود آتا تھا جو سب کو جھرجھری لینے پر مجبور کر دیتا تھا۔ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا وہ تو بول کر جا چکا تھا مگر سب کی سماعتوں میں اس کے الفاظ ابھی تک گردش کرتے انہیں سہمنے پہ مجبور کر رہے تھے۔

****

"اففف بھائی آج تو بہت مزا آیا۔ تھینکیو سو مچ۔"

عزہ اور حجاب چہک کر بولتی اس کے گلے کا ہار بنی تھی۔صائم نے محبت سے ان کا سر تھپتھپاتے خود سے پیچھے کیا تھا۔سامنے ہی صوفے پہ تحریم بیگم بیٹھی مسکراتے ہوئے انہی کی جانب دیکھ رہی تھی ساتھ ساتھ چائے کا کپ بھی ہاتھوں میں تھاما ہوا تھا۔محرم نے ان کی طبیعت کے پیشِ نظر سہولت سے صائم کو انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے پیچھے سے وہ تنہا ہوں۔ تحریم بیگم نے بے حد اصرار کیا مگر وہ سختی سے انہیں ٹوک گئی تھی۔ابھی بھی وہ دونوں چائے پینے کے دوران پورے دن کی روٹین کا ملاحظہ کر رہے تھے کہ وہ تینوں بھی باہر سے لوٹ آئے۔ محرم نے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی جو شام کے پانچ بجا رہی تھی اور اپنی جگہ سے اٹھتے ان کیلیے پانی لینے چل دی۔کچھ ہی دیر میں صائم نے شکریہ کہتے ٹرے میں سے گلاس اٹھایا تھا۔

"میرے خیال میں اب مجھے ہسپتال جانا چاہیے۔پہلے ہی ان کی بدولت میں بھاگا بھاگا گھر پہنچا تھا اور میری ڈیوٹی اتنی آسان بلکل نہیں ہے۔"

وہ اپنی چوڑی کلائی میں بندھی سیاہ رنگ کی گھڑی میں وقت دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تحریم بیگم نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ وہ انہیں الوداع کہتے دروازے کی جانب بڑھا مگر دروازہ کھولتے ساتھ ہی آیت جو دروازہ بجانے والی تھی سیدھا اس کے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔ اس کے وجود سے اٹھنے والی مسحور کن خوشبو نے ایک لمحے کیلیے اس کے حواس جھنجھنا کر رکھ دیے۔ اس نے بڑی دقت سے نگاہیں اٹھاتے صائم کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح اس کیلیے صرف نفرت کا جذبہ ہی دکھ رہا تھا۔ وہ آنکھیں گھماتی خود ہی اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔"

وہ ذہر خند لہجے میں گویا ہوا۔ آیت نے اس کی جانب ایسے دیکھا جیسے وہ جانتی نا ہو کہ وہ کس سے مخاطب ہے۔ اسے تو وہ گھر چھوڑ کر آیا تھا کہ وہ آنا پائے مگر وہ شروع سے ہی ایسی ڈھیٹ تھی کہ کسی کی باتوں سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ابھی بھی وہ خود ہی منہ اٹھائے یہاں آگئی تھی من موجیوں کی طرح۔

"ایک منٹ بتاتی ہوں میں پہلے آپ مجھے ایک بات کا جواب دیں صائم بھائی کہ آپ کے گھر میں آپ کے علاوہ بھی اتنے لوگ رہتے ہیں مگر مجال ہے کہ آپ کے علاوہ کوئی دروازہ کھولنے آیا ہو۔ ہمیشہ آپ ہی منہ اٹھا کر آجاتے ہیں میرا دیدار کرنے۔"

وہ ہمیشہ کی طرح منہ پھٹ لہجے میں بولتی اس کا دماغ بھک سے اڑا گئی۔ صائم نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے اس کی جانب دیکھا جو سراپا سوال تھی۔

"شٹ اپ آیت قریشی رہی بات دروازہ کھولنے کی تو اگر اس گھر میں آتی ہو تو مجھے مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولتا اسے حیران کر گیا۔ آیت نے عجیب سی نگاہوں سے س کی جانب دیکھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ ٹھہر جایئے بھائی صاحب۔ میں نے آپ کو مخاطب نہیں کیا بلکہ آپ نے مجھے کیا ہے مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کے منہ لگنے کا۔"

وہ ناک چڑھا کر بولتی وہاں سے آگے کی جانب بڑھنے لگی مگر اگلے ہی لمحے اس کا چوڑا وجود آیت کی راہ میں حمائل تھا۔

"صائم بھائی جانے دیں اب یا پھر گود میں اٹھا کر اندر لے کر جائیں گے۔ میں بتا رہی ہوں میں آپ کی گود میں بلکل نہیں جاؤں گی۔"

وہ کڑھ کر جھنجھلاتے ہوئے بولی مگر صائم کی صدمے سے کھلی آنکھوں کو دیکھتے آیت میسنی سی صورت بناتے دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جما گئی۔ اس نے سہم کر صائم کی آنکھوں میں دیکھا جو شعلے اگل رہی تھی۔

"آیت بی بی یو آر جسٹ ایمپوسیبل۔"

وہ کاٹ دار لب و لہجے میں دھاڑا تو وہ اپنی جگہ سے اچھلتے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ صائم غصے سے اس کے کندھے پہ اپنا کندھا مارتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ کراہ کر زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ محرم جو اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی چونک کر اس کی جانب آئی مگر وہاں آیت کو زمین پہ بیٹھا دیکھ وہ تیز قدموں سے اس تک آئی اور اسے تھام کر اٹھایا۔

"کیا ہوا آیت ایسی چیخ کیوں رہی ہو۔"

محرم اس کا تفصیلی جائزہ لیتے متفکر سی بولی جوابا اُس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ساتھ ساتھ اپنا کندھا سہلانے لگی۔

"محرم آپی سنیں ذرا یہ دکھ بھری داستان راستے میں ایک بکری جا رہی تھی بلکل نازک سی آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی اپنی ہی دنیا میں مگن پھر اسی دوران اس پہ ایک عذاب نازل ہوا۔ وہ بکری اندر تک سہم گئی کیونکہ دور سے ہی ایک موٹا کھلا سانڈ بھاگتا ہوا اس کی جانب ہی آ رہا تھا جس کی آنکھوں سے لہو بہہ رہا تھا۔ مگر پھر اصل قیامت تو اس وقت برپا ہوئی جب وہ زوردار قسم کا ٹھڈا مار کر بھاگتا ہوا موقع سے فرار ہو گیا۔ اس وقت سے وہ بکری تکلیف سے دوہری ہو رہی ہے۔"

وہ کراہتے ہوئے مظلومیت سے بولی محرم نے کچھ ترحم آمیز نگاہوں سے مگر کچھ کچھ ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اف وہ بکری کس قدر تکلیف میں ہو گی بھلا اس بکری نے سنڈے کا کیا بگاڑا تھا۔ اسی لیے مجھے سنڈے نہیں پسند۔ مگر ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی آیت کہ سنڈے نے بکری کو مارا تھا تو اس کی جگہ تم کیوں یوں تڑپ رہی ہو۔"

وہ چہرے پہ الجھن بھرے تاثرات لیے ناسمجھی سے گویا ہوئی اور اپنا ناخن دانتوں میں داب لیا۔ اس کی برجستہ بات پہ آیت نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا آیا کہ وہ سچ میں اس قدر معصوم ہے یا بننے کی اداکاری کر رہی ہے مگر اس کے چہرے پہ تو سچ میں الجھن رقم تھی۔ وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"کیونکہ محرم آپی وہ نرم و نازک سی بکری میں اور وہ سنڈا آلو موٹا گینڈا اصائم بھائی ہے جو میرا کندھا یہ توڑ چکے ہیں۔ یہ کہانی میری آب بیتی ہے۔"

وہ آہیں بھرتے ہوئے مصنوعی آنسو پونچھتے ہوئے بولی تو محرم کا ذہن اس کی بات پہ بھک سے اڑا۔ اس نے چبھتی نگاہوں سے آیت کی جانب دیکھا جواب کھسیانی ہنسی ہنستے بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی۔ اس کے

جاتے ہی دروازہ بند کرتی محرم اپنی کم عقلی پہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔اس کا گھر ان سے تقریباً قریب ہی تھا اور ویسے بھی سوسائیٹی ہونے کی بدولت وہ باآسانی آجایا کرتی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب آپس میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھے کہ اسی دوران آیت نے اپنا صبح والا خواب سناتے منہ بسورتے ہوئے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔

"آیت کیا ملتا ہے ایسی حرکتیں کر کے۔ہمارے گھر میں دو بہت ہیں مزید ایک اور نہیں چاہیے۔"

محرم اس کی بک بک سے عاجز آتے اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔آیت نے اس کی بات پہ منہ بنایا۔

"اپنے منہ کے زاویے درست کرو ورنہ تمہیں شہزادہ تو دور کی بات کوئی لنگور بھی نہیں دے گا۔"

عزہ اس کے برے برے منہ بنانے والی عادت پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا یہاں تمہاری بات نہیں ہو رہی اسی لیے بکواس بند رکھو۔"

وہ تنک کر بولی۔سب نے اس کے چڑنے پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔کچھ ہی دیر میں وہ تحریم بیگم کے ساتھ لگ کر بیٹھی ان سب کی شکایت لگانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی جس میں صائم سرفہرست تھا جبکہ وہ سب فقط مسکرا کر اس کی سننے پہ مجبور تھے جس کی دہائیاں عروج پہ تھی۔

****

"مجھے مزید کتنا انتظار کرنا پڑے گا۔"

وہ جو کافی دیر سے بیٹھے بیٹھے اکتا گئی تھی معاذ کی جانب دیکھتے کھردرے لہجے میں گویا ہوئی جو وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھا۔اس کی بے نیازی پہ پریشے اچھا خاصہ کڑھ کر رہ گئی۔اسے اب زمان انکل پہ حیرت ہو رہی تھی

جو اسے یہاں اس انسان کے پاس تن تنہا چھوڑ کر نجانے خود کہاں جا چکے تھے۔ وہ اپنی اکڑی ہوئی کمر سیدھی کرنے کی خاطر صوفے سے پشت ٹکا کر آرام سے بیٹھ گئی۔ معاذ نے ایک ترچھی نگاہ اس پہ ڈالی جو کس قدر آرام دہ حالت میں بیٹھی جمائیاں روک رہی تھی۔

"اب پتہ چلے گا اس لومڑی کو۔ آئی بڑی مجھ سے پنگا لینے والی۔ ابھی جانتی نہیں ہے کہ معاذ خان کون ہے۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کی جانب متوجہ ہو گیا جو اسے لیپ ٹاپ پہ کچھ دکھانے میں مصروف تھی اور معاذ کی نگاہوں کا محور اس وقت پریشے کی ذات تھی جو اب اپنی بوجھل ہوتی آنکھوں کو بمشکل ہی کھول پا رہی تھی شاید اس کی توقع کے عین مطابق نیند اس کے اعصابوں پہ حاوی ہو چکی تھی وہ تمسخرانہ انداز میں ہنس دیا۔

"مس ایسا کریں آج کیلیے اتنا بہت ہے آپ گزرے ماہ کی تفصیلاً ایک فائل ترتیب دیں اور کل تک اسے مکمل کرتے مجھ تک پہنچائے۔"

وہ ایک نظر گھڑی پہ ڈالتے اپنے سامنے رکھا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے سپاٹ لب ولہجے میں بولا۔ اس لڑکی نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی آنکھوں میں سرد سا تاثر دیکھ وہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی مگر جاتے جاتے بھی وہ ایک نگاہ بے خبر سوئی ہوئی پریشے پہ ڈالنا نا بھولی تھی۔ نا جانے کتنی دیر سے خالی ذہن اور ویلے بیٹھ بیٹھ کر اس کی آنکھیں نیند کے بوجھ تلے دب چکی تھی تبھی وہ خاموشی سے نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

"تم نے میری انا پہ وار کرتے میرے وجود کی دھجیاں ادھیڑی ہے۔ مجھ سے الجھنے کی سزا اب میں تمہارے لیے منتخب کروں گا مس پریشے۔"

معاذ نے لبوں پہ کاٹ دار مسکراہٹ سجائے اپنا کوٹ اتارتے کرسی کی پشت سے ٹکایا اور اپنے مضبوط قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔اس کی نیند اس قدر گہری ہو چکی تھی کہ بھاری بوٹوں کی چاپ پہ بھی وہ جوں کی توں پڑی رہی۔ بازو کے کف فولڈ کرتے اس کی گہری نگاہیں پریشے کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ بند آنکھوں پہ سایہ فگن لامبی پلکیں ہلکا سا نیم واں لب معاذ کی نگاہیں اس کے گلابی لبوں پہ جم کر رہ گئی۔اس کا شدت سے جی چاہا کہ ان لبوں کی نرمی کو اپنی انگلیوں سے محسوس کرے تبھی بہکے بہکے انداز میں اس کے گلابی پڑتے چہرے پہ جھکا تو اس کی گرم سانسیں اس کا چہرہ جھلسانے کو کافی تھی۔ معاذ نے اس کی ٹھوڑی پہ دباؤ ڈالتے اس کا منہ بند کیا تو وہ دوبارہ سے کھل گیا۔اس نے پریشے کے دائیں بائیں ہاتھ جماتے اسکی فرار کی تمام راہیں مسدود کر دی۔اپنے چہرے پہ کسی کی گرم سانسیں محسوس کر پریشے نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے جوں ہی اطراف کا جائزہ لیا مگر اپنے چہرے پہ جھکے معاذ کو دیکھتے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

اگلے ہی لمحے پریشے کا دایاں ہاتھ فضا میں بلند ہوا اور کمرے کی فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی جو کہ معاذ کے چودہ طبق روشن کر گئی۔اس کی آنکھوں سے شرارے سے پھوٹنے لگے۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسی گھٹیا حرکت کرنے کی۔"

وہ اسے خود سے دور دھکیلتی حلق کے بل دھاڑی۔ معاذ نے بمشکل پیچھے رکھی کرسی کا سہارہ لیتے تنفر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اگلے ہی لمحے تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچتے اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی گرفت میں لیتے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"ابھی تو میں کچھ کیا ہی نہیں مس پریشے مگر آئی سوئیر یور لپس اٹریکٹس می سو مچ۔"

وہ گہری نگاہیں اس کے لبوں پہ جماتے بہکے بہکے لہجے میں بولتے پریشے کے اوسان خطا کر گیا۔پریشے نے سہمی ہرنی کی مانند نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔

"چچ۔ھوڑیں مجھے پلیز۔"

وہ فوراً سے پہلے لائن پہ آتی ہکلاتے لہجے میں بولی۔معاذ نے اسے بھیگی بلی بنے دیکھ زبردست قسم کا قہقہہ لگایا تھا۔خوف پریشے کے اندر تک اتر گیا۔ناجانے وہ شخص کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"اگر میں تمہیں چھوڑ دوں گا تو تم کسی اور کا لقمہ اجل بن جاؤ گی جو مجھے کسی صورت گوارا نہیں ہے۔"

وہ بھاری پر تپش لہجے میں بولتے اسے کان کی لوؤں تک سرخ کر گیا۔اس نے بھیگی نگاہیں معاز کی جانب اٹھائی تو وہ تمسخرانہ انداز میں مسکرانے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"کک۔کیا مطلب۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی اور پھیلی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں واضح تنبیہ تھی۔معاذ نے اس کی بات پہ ایک جھٹکے میں اس کا رخ صوفے کی جانب کیا جہاں ایک کاکروچ بیٹھا سنجیدگی سے اسی کو گھور رہا تھا۔اگلے ہی لمحے پریشے کے لبوں سے دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔وہ کسمساتے ہوئے اس کی گرفت سے باہر نکلی اور اس کی پشت پہ پناہ لی تھی۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔"

وہ غائب دماغی کی کیفیت میں بولتے اسے ٹھٹھکا گئی۔معاذ نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ناجانے کس نوعیت کے سوال کر رہی تھی۔

"جو بھی کر رہا ہے مجھ سے پوچھ کر نہیں کر رہا۔"

وہ کرخت لہجے میں بولتے اسے خجل کر گیا۔ پریشے نے ہش ہش کرتے اسے دور بھگانا چاہا تھا مگر معاذ مکمل طور پہ اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

"دیکھیں پلیز میں آپ سے معافی مانگتی ہوں جو میں نے آپ کو تھپڑ مارا مجھے لگا کہ آپ کچھ ایسا ویسا۔ خیر آپ پلیز اسے باہر بھیجیں نا۔"

وہ اس کا بازو تھام کر ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ معاذ نے حیرت زدہ سی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"ہش ہش چلو جاؤ یہاں سے بس شو ختم ہو گیا ہے۔ جاؤ جاؤ تمہارے ماں باپ تمہارا انتظار کر رہے ہونگے۔"

وہ مصالحتی انداز میں بولتے کاکروچ سے مخاطب ہوا۔ اس کی بات کو مشکل ہی پریشے نے ہضم کیا تھا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ وہ آپ کا دوست نہیں ہے جو آپ کے کہے پہ باہر نکل جائے۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولتی دانت پیس گئی۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کسی ہیرو کی مانند اس کاکروچ کی جان لے کر اسے باہر پھینک کر آؤں مگر سوری ایسا بلکل بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ مجھے بھی کاکروچ سے ڈر لگتا ہے۔"

وہ سرد لہجے میں بولتے آخر میں مسکین سی صورت بنائے بولا۔ پریشے کا منہ تعجب سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"معاذ بیٹا وہ پریشے۔"

زمان صاحب جو ابھی اپنی میٹنگ سے فراغت حاصل کرتے معاذ کے کیبن میں لوٹے تھے تاکہ پریشے کے متعلق استسفار کر سکے مگر وہاں ان دونوں کے حواس باختہ چہروں کو دیکھتے انہوں نے ناسمجھی سے صوفے کی جانب دیکھا

جہاں ایک کاکروچ پوری شان سے گھومنے میں مصروف تھا۔وہ دونوں بھی ان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔چند ساعتوں بعد ان کے کہنے پہ ایک ملازم نے اس کاکروچ کو مارتے باہر پھینکا تھا۔پریشے نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے زمان صاحب کی جانب دیکھا تھا۔

"معاذ آپ نے پریشے کو آفس کے متعلق سب چیزوں سے آگاہ کر دیا گیا۔"

وہ کرسی کھینچ کر اس پہ جگہ سنبھالتے پیپر ویٹ گھماتے ہوئے سنجیدگی سے بولے۔اس سے پہلے کہ معاذ کچھ بولتا پریشے عجلت میں بول اٹھی تھی۔

"جی انکل میں نے سب کچھ بہت اچھے اور تفصیل سے سمجھ لیا ہے مزید سمجھنے کی تمنا قطعی نہیں ہے میں بس اب گھر جانا چاہتی ہوں اسی بدولت میں نے بھائی کو میسج بھی کر دیا ہے۔"

وہ موبائل پہ تیزی سے انگلیاں چلاتے مصروف سے لہجے میں بولتے اس کی جانب دیکھنے لگی جو اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلا گئے تھے مگر معاذ کے چہرے پہ تو الجھن رقم تھی کیونکہ وہ تو سارا وقت سوتی رہی تھی تو سمجھا کیا اس نے خوابوں میں تھا۔پریشے بھی موقع دیکھتے اذلان کو میسج کر چکی تھی۔اس دوران اس نے ایک بار بھی معاذ کی جانب دیکھنے سے گریز کیا تھا۔کچھ ہی دیر میں گھر سے ڈرائیور کی آمد پہ پریشے زمان صاحب سے ملتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔معاذ نے بھی اس کی تقلید میں قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"ایم سوری مس پریشے میں بس مذاق۔"

وہ معذرت خوانہ لہجے میں بولتے اسے تلخی سے ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔پریشے نے اس کی بات پہ کچھ بھی بولے بغیر باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔اس کے جاتے ہی کچھ عرصہ تو وہ آفس میں ہی اپنے اپنے کام نپٹاتے رہے کیونکہ . زمان

صاحب کو کسی سائٹ پہ جانا تھا۔ تقریباً رات کے وقت ان کی واپسی ہوئی تھی۔ معاذ نے انہیں لیتے قدم باہر پارکنگ ایریا کی جانب بڑھائے۔ ان کے آنے تک ان کا خاص آدمی ان کی گاڑی تیار کر چکا تھا۔ وہ دونوں جوں ہی اپنی سیٹوں پہ براجمان ہوئے معاذ نے گاڑی گھر کی جانب دوڑائی تھی۔ معاذ پہلے انہیں چھوڑ کر اپنے گھر جایا کرتا تھا۔ زمان صاحب کو لانے اور چھوڑنے کی ذمہداری اس نے خوشی خوشی قبول کی تھی کیونکہ جب وہ اسے اپنا بیٹا گردانتے اتنی بڑی ذمہداری اسے سونپ سکتے تھے تو اس کے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد ان کی گاڑی خان ہاؤس کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔ چوکیدار نے گیٹ کھولتے انہیں سلام کیا تو وہ سنجیدگی سے سر ہلاتے گاڑی سے باہر نکلے تھے۔ ان کے نکلتے ہی معاذ نے گاڑی سرعت سے موڑی تھی کیونکہ اسے جلد از جلد گھر پہنچنا تھا۔

"معاذ تم بھی اندر چلو ڈنر کر کے چلے جانا۔"

وہ اسے موقع سے فرار ہوتا دیکھ تحکم بھرے لہجے میں بولے تو وہ کچھ خائف سا ہو گیا۔

"نہیں بڑے پاپا۔ آپ جائیں میں گھر کیلئے نکلو ویسے بھی بہت دیر ہو گئی ہے۔ ماما پاپا انتظار کر رہے ہونگے کل ملاقات ہو گی اب۔ انشاءاللہ زندگی نے موقع دیا تو اگلی بار سہی۔"

معاذ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے انہیں ٹالنے والے انداز میں بولا ویسے بھی آج تھکاوٹ شدید قسم کی تھی کیونکہ پہلے پریشے سے جھگڑا پھر انٹرویو لینا اس کا دماغ سن ہو چکا تھا وہ بس گھر جا کر پرسکون نیند سونا چاہتا تھا۔ زمان صاحب نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ینگ مین تم اب میری بات ٹالو گے۔"

زمان صاحب نے اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے استسفار کیا تو وہ کچھ حد تک خجل سا ہو گیا۔ انہیں یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ معاذ نے ان کی آج تک کوئی بات نہیں ٹالی بلکہ وہ ہمیشہ سے ان کی بات کو بنا کہے ہی پورا کر دیتا تھا۔ تبھی وہ انہیں بے تحاشہ پسند تھا۔ دل ہی دل میں وہ اس کیلیے کچھ سوچ بھی ہوئے تھے اب بس انتظار تھا تو صحیح وقت کا جب وہ اپنی سوچوں کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر بڑے پاپا۔"

وہ ہمیشہ کی مانند ہار مانتے ان کے شانے کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا تو زمان صاحب اس کے ٹل جانے پہ مدھم سا ہنس دیے تھے۔ اس کے بعد دونوں نے ایک ساتھ ہی اندر کا رخ کیا تھا۔ معاذ نے ایک نظر اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے نو بجا رہی تھی۔ وہ دونوں جوں ہی اندر داخل ہوئے محرم جو میز پہ کھانا رکھنے کا فریضہ سرانجام رے رہی تھی زمان صاحب کے ساتھ اندر آتے معاذ کو دیکھ کر خوشگوار حیرت سے مسکرائی۔

"اسلام علیکم بابا ارے معاذ بھائی آج آپ نے یہاں آنے کا کیسے شرف بخش دیا۔"

محرم ہنوز مصروف سے انداز میں معاذ پر میٹھا سا طنز کرتے ہوئے بولی تو وہ اس کی بات پہ مدھم سا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ وہ جانتی تھی معاذ نے جب سے آفس جوائن کیا ہے۔ اس کا کہی بھی آنا جانا بہت کم ہو گیا ہے۔ اس نے خود کو بس آفس تک ہی محدود کر لیا ہے پھر بھی اسے تنگ کرنے کی خاطر گویا ہوئی۔ اس دوران وہ تحریم بیگم سے پیار لے رہا تھا۔

"اب ہم کامی بندے ہو گئے ہیں ہمیں دو گھڑی کی بھی فرصت نہیں ہے۔"

وہ اس کی بات کا اثر ذائل کرنے کی خاطر فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولا تو محرم نے ترچھی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔اتنی دیر میں صائم عزہ اور حجاب بھی کھانے کی میز پہ پہنچ چکے تھے اور حسبِ معمول آیت بھی۔صائم نے اسے دیکھتے دانت کچکچائے تھے۔مطلب اس لڑکی کو اپنے گھر میں سکون ہی نہیں تھا۔

"ارے آیت بیٹی بھی آئی ہے۔"

زمان صاحب اس کا سر تھپتھپاتے محبت سے بولے جواباً وہ دھیما سا مسکراتے عین صائم کے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"جی دراصل مراد بھائی اور فوزیہ کو کہی رشتے داروں کے ہاں جانا تھا تو اسی لیے آیت یہاں آئی ہے۔اب تو وہ واپس بھی لوٹ آئیں ہونگے میرے خیال میں صائم اسے کھانے سے فراغت حاصل کر کے ڈراپ کر دے۔"

تحریم بیگم نے تفصیل ان کے گوش گزار دی۔

"جی بابا اور مجھے آیت کے کچھ نوٹس بھی چاہیے تھے۔میں نے تو ویسے ہی اسے آنے کی دعوت دی ہوئی تھی۔'

عزہ نے بھی درمیان میں ہی لقمہ دیا تو وہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا گئے۔محرم نے تاسف سے ان سب کی جانب دیکھا تھا جن کے آگے کھانا رکھا ہوا تھا مگر سب کا دھیان باتوں کی جانب تھا۔

"چلیں باقی باتیں چھوڑیں اور کھانے کی جانب توجہ دیں یوں کھانا سامنے رکھ کر باتیں کرنا بلکل درست نہیں ہے۔"

وہ ڈپٹنے والے لہجے میں بولتی خود بھی اپنی جگہ سنبھال گئی۔

"ماما آپ کی طبیعت کیسی ہے اب"

صائم کھانے سے ہاتھ روک کر چونک کر بولا۔ اس کے تو ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔

"کیا ہوا آپ کی طبیعت کو۔"

زمان صاحب بھی حیرت سے تحریم بیگم کی جانب متوجہ ہوئے جن کا چہرہ انہیں بھی اترا اترا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ اپنا وہم سمجھ کر جھٹک گئے تھے مگر ابھی صائم کی برجستہ بات نے ان کے شک پہ یقین کی مہر ثبت کی تھی۔

"جی وہ بس سر میں ہلکا سا درد تھا تو محرم نے دوائی دے دی تھی اور مجھے آج کوئی کام بھی نہیں کرنے دیا۔ خود ہی سب کچھ کرتی رہی۔ آپ جانتے ہیں عزہ اور حجاب تو کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتی۔"

تحریم بیگم اپنے لہجے میں خفگی سموئے بولی۔ عزہ اور حجاب ان کی بات پہ پہلو بدل کر رہ گئی جبکہ آیت نے ایک بار پھر حجاب کے کان میں جھک کر کوئی سرگوشی کی تھی جس کی بدولت وہ چہرہ جھکائے ہنس دی۔ صائم نے اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچی تھی۔ یہ لڑکی خود تو بگڑی ہوئی تھی ہی مگر اب اس کی بہنوں کو بھی بگاڑ رہی تھی۔

"بہت اچھا کام کیا میرے بیٹے نے۔"

زمان صاحب کی آواز پہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا جو محرم کو شاباشی دے رہے تھے۔

"اور صائم ہاسپٹل میں کام کیسا جا رہا ہے۔"

اب کی بار وہ صائم کی جانب متوجہ ہوئے جو دل ہی دل میں کڑھنے میں مصروف تھا اس لڑکی کا وجود اسے اپنے گھر میں برداشت نہیں تھا کجا کہ وہ اس کے عین سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ زمان صاحب کی بات پہ وہ مسکرا کر ان کی جانب متوجہ ہوا جنہوں نے اس معاملے میں اپنے بچوں پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی بلکہ جس شعبے میں ان کا لگاؤ تھا اس میں بھرپور طریقے سے ان کا ساتھ دیا اور ان کی پسند کو ترجیح دی تھی۔

"جی بابا آل گڈ الحمدللہ بس آج آپ کی ان صاحبزادیوں نے بہت ہی غلط حرکت کی تھی۔"

صائم کی بات پہ زمان صاحب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جواب عزہ اور حجاب کو دیکھ کر تفصیل انہیں بتا رہا تھا۔

"ویری بیڈ عزہ حجاب میں آپ دونوں سے ایسی توقع نہیں کر رہا تھا آپ کی ہر خواہش پوری کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ یوں جھوٹ بول کر فریب دے کر کسی کو گھر بلائیں۔ایسے تو آپ کی حالت بھی ویسی ہو گی شیر اور گڈریے جیسی بس اگلی بار سے کچھ اصل میں ہو جانے کے باوجود آپ سب کو پکاریں گی مگر اختتام میں کیا ہو گا کہ سب سمجھیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔مذاق کبھی بھی مذاق نہیں ہوتا جھوٹ کے ذمرے میں ہی آتا ہے یہ ہم لوگوں نے جھوٹ بول کر آخر میں یہ کہ دینا کہ ہم تو مزاق کر رہے تھے اپنا حق سمجھ لیا ہے۔"

زمان صاحب نے ان کی حرکت پہ سختی سے انہیں سمجھایا تو وہ منہ بسور کر رہ گئی۔اتنی دیر میں معاذ بھی کھانے سے ہاتھ کھینچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔سب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرے خیال میں اب مجھے نکلنا چاہیے رات بھی آہستہ آہستہ سرک رہی ہے۔زیادہ دیری کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اتارتے صائم کی جانب بڑھا تھا۔صائم اسے لیتے دروازے تک چھوڑنے باہر کی جانب بڑھ گیا۔پیچھے وہ سب برتن اٹھانے میں مصروف ہو گئی۔

****

اگلے دن کا سورج نئی قسم کی امیدیں لیے پوری شان سے آسمان پہ نمودار ہوا تھا۔ سورج کی کرنوں نے زمین پہ چاروں اطراف میں احاطہ کیا ہوا تھا۔ ایسے میں وہ سب یونی کی گراؤنڈ کے ایک جانب بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ وہ سب ایک ہی یونی میں تعلیم حاصل کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی مگر سمیسٹرز الگ الگ تھے۔ ابھی بھی محرم تو اپنی کلاس میں تھی البتہ عزہ آیت دونوں گراؤنڈ میں موجود تھی۔

"قسم سے سر عاکف نے تو جان ہی عذاب میں ڈالی ہوئی ہے کل ان کی مہندی ہے مگر یونی پڑھانے آنے والے ہیں مجھے تو ڈر ہی لگتا ہے کہ کسی دن میں مرتے ہوئے قبر میں پہنچ جاؤں تو وہ میرے پیچھے ہی نا پہنچ جائے اور میری ٹانگ سے کھینچ کر باہر نکالے کہ آیت پہلے کوئز دے جاؤ پھر سکون سے مر جانا۔"

وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے مظلومیت سے بولتے عزہ کو بھی اپنا دکھ رونے پہ مجبور کر گئی۔

"تمہارا تو صرف پڑھائی کی حد تک ہے آیت میرا سوچو پیچھے جو مڈز ہوئے ہیں سیشنل مارکس اس میں رو رو کر دیے ہیں انہوں نے جس کی بدولت میری جی پی اے 4 سے نیچے چلا گیا ہے۔ اتنی خواہش تھی کہ ہر سبجیکٹ میں 4 جی پی اے لے کر آؤں۔"

وہ افسردگی سے بولتی ہاتھوں سے گھاس کھینچ کر اتارنے لگی۔ آیت نے اس کی بات پہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس ناشکری کو دیکھا جو اتنا اچھا جی پی اے لے کر بھی مرنے والی ہو رہی تھی۔

"یا وحشت عزہ تم میرے سے سو قدم فاصلے پہ رہا کرو یہ نا ہو کسی دن تمہاری بدولت میں احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاؤں۔"

وہ اسے خود کو دور جھٹکتے ہوئے بولی جوابا اُس نے کھینچ کر اپنا رجسٹر اس کے شانے پہ دے مارا۔ آس پاس بیٹھے لڑکے لڑکیاں ان کی جانب متوجہ ہوئے تو وہ دونوں ہی خجل سی ہو گئی اگلے ہی لمحے آیت کی نگاہ دور کھڑی لڑکی پہ پڑی جو اس کی جانب ہی آ رہی تھی اسے اس لڑکی پہ حدیقہ کا گمان ہوا تھا تبھی عزہ کو بھی چپکے سے اس جانب متوجہ کیا۔

"اس کو دیکھ یہ وہی ہے جس کی شادی ابھی کچھ عرصہ پہلے ہوئی ہے اللہ شادی کے بعد بھی پڑھنے پہنچ گئی یہ۔ اتنا شوق مجھے کبھی مت عطا کرنا میرے اللہ اور نا ہی میرے ہونے والے شوہر کو آمین ثم آمین۔"

وہ دعا مانگنے والے انداز میں دونوں فضا میں بلند کرتے ہوئے بڑبڑائی۔ عزہ نے بروقت اس کے شانے پہ دھموکا جڑا۔ اتنی دیر میں وہ لڑکی بھی ان کے نزدیک آ چکی تھی۔

"ارے حدیقہ کیسی ہو۔ شادی والی زندگی کیسی گزر رہی اور ابھی تمہاری شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے سکون سے گھر بیٹھتی دیکھو ذرا مہندی کا رنگ بھی نہیں اترا۔"

آیت بمشکل مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں لگی مہندی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ عزہ نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"ہاں بس میرے شوہر کو بہت شوق ہے تبھی گھر نہیں ٹکنے دیا مجھے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"توبہ استغفر اللہ۔"

آیت کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ اس کی سماعتوں سے مخفی نا رہی۔ اس نے نا سمجھی سے آیت کی جانب دیکھا۔

"میرا مطلب ہے کہ ماشاءاللہ۔"

وہ خفت سے سرخ پڑتے چہرے سمیت بولی تو وہ اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔

"ویسے حدیقہ تم نے اپنے شوہر کو کہا نہیں کہ اب کہاں پڑھائی ہو سکتی ہے۔اب تو تمہیں گھر داری ہی سنبھالنی چاہیے۔"

اب کی بار سوال کرنے والی بھی آیت تھی۔اس کے چہرے پہ چھایا تجسس دیکھ وہ شرم سے چہرہ جھکا گئی۔ان دونوں نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو اب کچھ زیادہ ہی زمین میں گھستی چلی جا رہی تھی۔

"کہا تھا میں نے کہ اب تو میری نیند بھی پوری نہیں ہوتی شادی کے بعد بھلا دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ مگر انہوں نے پھر محبت سے سمجھایا تو میں مان گئی۔اب بھلا انہیں انکار کیسے کر سکتی تھی۔"

اس کی جھجکتی ہوئی آواز پہ ان دونوں نے معنی خیزی سے ہنستے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو کوئی اشارہ کیا تھا۔ عزہ تو خاموشی سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی البتہ آیت نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے نیند نا پوری ہونے والی چیز کا شادی سے کیا کنیکشن۔ بھئی مجھے پہلے ہی بتا دو تا کہ میں لاکھ مرتبہ سوچوں کیونکہ مجھے تو اپنی نیند بہت پیاری ہے۔میں کسی کیلیے بھی اپنی نیند قربان نہیں کر سکتی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے پریشانی سے بولی۔اس کی بات پہ حدیقہ عجیب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ فلحال ایسی بات پوچھتے ہوئے وہ اسے کوئی پاگل ہی محسوس ہوئی تھی۔آیت نے نا سمجھی سے عزہ کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ کر دانت کچکچا رہی تھی بھلا کیا ضرورت تھی اتنی گہرائی میں جانے کی۔وہ عزہ کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ بے نیازی سے کندھے اچکا گئی مگر ابھی بھی ذہن میں وہی بات

گردش کر رہی تھی۔ عزہ نے خاموشی سے اپنا چہرہ کتاب پہ جھکا لیا البتہ وہ پر سوچ نگاہوں سے اب عزہ کے جھکے سر کو دیکھ رہی تھی۔

"آیت آج تم میرے گھر چل رہی ہو مجھے کچھ سوالات تم سے سمجھنے ہیں اور انکار مت کرنا پلیز۔"

معاًوہ ایکدم اس کا دھیان ہٹانے کی خاطر کتاب سے سر اٹھاتے ہوئے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ آیت نے اس کی بات پہ خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان اس بابت کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

****

"آج بھائی ابھی تک گھر نہیں آئے ماما۔ انہوں نے تو کبھی ایسے تاخیر نہیں کی لوٹنے میں۔ عفان بھی نہیں ہے۔"

وہ سب لوگ رات کے کھانے سے فراغت حاصل کرتے لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے اسی دوران پریشے نے شازیہ بیگم کو مخاطب کیا۔ وہ جو بار بار فون پہ عفان کو کال ملا رہی تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ازلان تو گھنٹہ پہلے کا آچکا ہے مگر فلحال اسے کسی کلائنٹ کو میل سینڈ کرنی تھی تبھی وہ اپنے کمرے میں ہے۔"

احتشام صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا اور دوبارہ کتاب پکڑ کر اس کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ پریشے نے شازیہ کی جانب دیکھا گویا پوچھنا چاہ رہی ہو کہ عفان۔

"اسے تو تم جانتی ہی ہو۔ دوستوں کے ساتھ نکلا ہوا ہے کسی چیز کا ہوش نہیں ہے۔ ابھی تک اس کی حرکتیں ازلان سے چھپی ہوئی ہیں مگر جس دن میں نے اسے اطلاع دے دی اس بابت تو نا جانے ازلان کیا کرے گا۔ ابھی بھی

ریکھیں میں ناجانے کب سے اسے کال کر رہی ہوں موسم ابر آلود ہو رہا ہے کسی بھی وقت بارش کا امکان ہے مگر صاجزادے صاحب کو اپنی عیاشیوں سے فرصت ملے تو پھر نا۔"

وہ کٹیلے لہجے میں جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔ایک ان کی اس اولاد نے انہیں بے تحاشہ تنگ کر کے رکھا ہوا تھا۔پریشے نے ان کی جانب دیکھتے مسکراہٹ دبائی اور آنکھوں میں مخصوص چمک لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے وہ بہت کچھ سوچ چکی ہو۔

"تم کہاں چلی اب۔"

انہوں نے اب کی بار پریشے کی جانب دیکھا۔

"وہ بھائی کام کر کر کے تھک گئے ہونگے تو سوچا کہ میں انہیں اپنے ہاتھ کی گرما گرم کافی ہی دے آؤں۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے گویا ہوئی۔انہوں نے سر ہلاتے اسے جانے کی اجازت دی تھی۔تقریباً دس منٹ بعد وہ ٹرے میں کافی کا مگ رکھے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔زینے عبور کرتے ہی اس نے اذلان کے کمرے کا دروازے ہلکے سے بجاتے اندر آنے کی اجازت چاہی تھی۔کچھ ہی دیر بعد اندر سے آنے والی آواز پہ اس نے قدم اندر رکھے مگر فضا میں پھیلی عجیب سی بدبو اس کے حواس جھنجھنا کر رکھ گئی۔پریشے نے سائیڈ ٹیبل پہ ٹرے رکھی رکھی تو اذلان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور خاموشی سے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔

"بہت شکریہ میری جان۔بہت طلب محسوس ہو رہی تھی اس کی۔"

وہ کافی کا مگ ہاتھوں میں تھامتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا۔پریشے نے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔اذلان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو شاید کچھ کہنے کی تمہید باندھ رہی تھی۔

"کچھ کہنا ہے کیا آپکو پریشے۔"

ازلان نے سوال کرتے اس کی مشکل آسان کرنی چاہی۔ پریش ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے اس کے نزدیک کھسکی۔

"بھائی وہ عفان۔"

اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی تاکہ ازلان مکمل طور پہ اس کی جانب متوجہ ہو سکے۔ ہوا بھی کچھ ایسا ہی اگلے ہی لمحے وہ اپنے تمام تر کام چھوڑتے اپنی سماعتیں اس کی جانب مبذول کرا چکا تھا۔

"عفان ابھی تک گھر نہیں لوٹا بھائی۔ ماما بھی اتنی پریشان ہیں۔ اسے فون بھی ملا رہی ہیں مگر وہ اٹھا نہیں رہا۔ تقریباً تین دنوں سے یہی ہو رہا ہے مگر مام نے آپ کو نہیں اطلاع دی اس بابت۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی مصنوعی فکر کرنے والے انداز میں بولتے جلتی پہ نمک چھڑکنے والا کام کر گئی تھی۔ اس کی بات پہ ازلان کی کشادہ پیشانی پہ بے شمار شکنیں نمودار ہوئی۔ آنکھوں میں بے پناہ طیش لیے اس نے پریشے کی جانب دیکھا اور اگلے ہی لمحے سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے عفان کو کال ملائی تھی۔ پریشے قع اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا گئی۔ دوسری جانب پہلی بیل جاتے ہی فون اٹھا لیا تھا۔ پریشے نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا جس نے اگر عفان کو فون ملایا تھا تو اگلے ہی لمحے اٹھا بھی لیا گیا تھا۔

"عفان یو ہیو اونلی ٹین منٹس مجھے تم گھر ملو اینڈ یور ٹائم سٹارٹ ناؤ۔"

وہ کرخت لہجے میں بولتے بغیر اس کی سنے کال کاٹ گیا۔ پریشے نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے۔ وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

"آفس میں دن کیسا گزرا آپکا پریشے۔"

اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بھاگتی اذلان کی نرم آواز پہ اس نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔آفس کا منظر یاد کرتے ہی اس کی آنکھوں میں اکتاہٹ پن چھلکا تھا مگر وہ اذلان کو بتا کر احتشام اور زمان صاحب کی دوستی میں دراڑ نہیں ڈال سکتی تھی۔اذلان کے گلہ کھنکھارنے پہ اس نے نگاہوں کا زاویہ اس کی جانب کیا۔

"جی بھائی بہت اچھا گزرا۔"

وہ مدھم سا مسکراتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔اذلان نے بغور اس کی جانب دیکھا۔

"ہمم۔اگر کسی بھی قسم کی پریشانی ہو تو آپ نے بلا جھجک مجھے بتانا ہے۔اب آپ جا کر سو جاؤ صبح پھر سے آفس جانا ہو گا۔"

اس کے تنبیہی لہجے پہ پریشے نے مرے مرے انداز میں سر ہلایا اور بمشکل مسکراتے کمرے سے باہر نکل گئی۔اذلان نے کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی نیا سیگریٹ سلگاتے لبوں سے لگاتے گہرا کش لیا تھا ساتھ ہی نگاہیں اور ہاتھ لیپ ٹاپ پہ تیزی سے حرکت کرنے میں مصروف تھے۔

****

"تم کہاں کھوئی ہو محترمہ۔"

محرم نے اسے کسی گہری سوچ میں غلطاں دیکھ سنجیدگی سے استفسار کیا۔حجاب سونے جا چکی تھی اور عزہ اپنے کمرے میں اسائنمنٹ مکمل کرنے میں مصروف تھی۔تحریم بیگم اور زمان صاحب نے بھی کمرے کا رخ کیا تھا جبکہ محرم باہر لاؤنج میں آیت کے ساتھ بیٹھی صائم کا انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ اسے بھیج کر اپنے کمرے میں سونے جا چکے ویسے بھی

صبح سے تھکاوٹ کی بدولت آنکھیں بوجھل سی ہو رہی تھی تبھی اس نے کھوئی کھوئی بیٹھی آیت کو مخاطب کیا تو اس نے الجھے تاثرات سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں محرم آپی کچھ خاص نہیں بس وہ ایک بات یاد آگئی تھی یونی کی اچانک سے۔"

وہ اس کی جانب جھکتے رازداری سے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ محرم نے بھی تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس کی جانب دیکھا۔

"میری کلاس کی ایک لڑکی ہے اس کی کچھ عرصہ قبل ہی شادی ہوئی تھی مگر آج وہ واپس یونی آگئی۔ میں نے اس بابت سوال کیا تو کہتی کہ میرے شوہر کو شوق ہے بیچاری نے تو منع بھی کیا تھا کہ نہیں جانا اس نے یونی اب سے کیونکہ اس کی نیند پوری نہیں ہوتی مگر اب مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی کہ شادی کا نیند نا پوری ہونے سے کیا لنک ہے۔"

وہ ہولے سے سرگوشی کرتے ہوئے بول رہی تھی لاؤنج میں سناٹا ہونے کی بدولت ان کی ہلکی سی آواز بھی گونج رہی تھی۔ محرم کا چہرہ اس کی بات اور بیوقوفی پہ پھیکا پڑنے لگا۔ اس نے بمشکل مسکراتے اطراف کا جائزہ لیا۔ صد شکر تھا کہ صائم اسے داخلی دروازے سے اندر آتا ہوا دکھائی دیا ورنہ وہ اسکی پاگلوں والی بات کا کیا جواب دیتی۔

"لو صائم بھائی آگئے جاؤ آیت۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولی۔ صائم نے میز پہ رکھا پانی کے جگ میں سے گلاس میں پانی ڈالتے لبوں سے لگایا اس دوران وہ ڈوپٹہ اچھے سے درست کر چکی تھی۔ صائم نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تو آیت بھی پیچھے دیکھ کر محرم کو ہاتھ ہلاتی اس کی تقلید میں چل پڑی مگر اگلے ہی لمحے صائم سے زوردار

تصادم کی بدولت وہ اپنا سر پکڑے کھڑی کراہ رہی تھی۔ اس نے خونخوار نگاہوں سے صائم کی جانب دیکھا جو اس کے سامنے چٹان بن کر کھڑا اسے آنکھوں کے راستے نگلنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

"مجھے آج آپ بتا ہی دیں کہ آخر آپ کا مسئلہ کیا ہے سنڈوں کی طرح ٹکریں مارتے رہتے ہیں آتے جاتے۔ یہ سب حواسوں میں کرتے ہیں یا نیند میں کرتے ہیں نہیں ویسے حواسوں میں ہی کرتے ہونگے کیونکہ نیند تو آپ کی پوری ہو ہی جاتی ہوگی کیونکہ آپ کی کونسا شادی ہوئی ہے جو نیند نا پوری ہو۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولتی آخر میں سوچ سمجھ کر سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔ محرم نے فق چہرے سمیت صائم کی جانب دیکھا جس کی حالت آیت کی بکواس کے بعد ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ نہایت سنجیدگی سے اس بے وقوف لڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا جس کی عقل نا جانے کہاں تھی جو اس کے سامنے بھی ایسی بے ہودہ بات کروانے سے گریز نہیں کر رہی تھی معاً صائم نے سرخ چہرے سمیت سختی سے مٹھیاں بھینچی اور آنکھوں میں نفرت لیے اس لڑکی کی جانب دیکھا جو اسے زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی سونے پہ سہاگہ اس کی باتیں کانوں سے دھواں نکالنے کو کافی تھی۔ اس سے پہلے کہ صائم کچھ بولتا محرم تیز تیز قدم اٹھاتی آیت کے نزدیک پہنچی اور اس کے بازو کو ایک جھٹکا دیا تھا۔

"بھائی آپ گاڑی سٹارٹ کریں میں بس اسے بھیج رہی ہوں۔"

محرم نے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ سہولت سے اسے مخاطب کیا مبادہ یہاں وہ دونوں گتھم گتھا نا ہو جائیں۔ وہ آتش فشاں بنا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے آیت یہ کس قسم کی بے ہودہ بکواس کر رہی ہو بھائی کے سامنے۔ براہ مہربانی اب خاموشی سے جانا پورا راستہ کچھ بھی بولنے کی کوشش مت کرنا ورنہ بھائی سے کوئی بعید نہیں کہ تمہیں اٹھا کر گاڑی سے باہر ہی پھینک دے ان سے تو تم پھر اچھے سے واقف ہو۔ کسی قسم کی نرمی کی توقع مت رکھنا اس نے۔ تمہیں بھی یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ بھائی ان حرکتوں سے کس قدر چڑتے ہیں مگر پھر بھی عاجز کر کے رکھ دیتی ہو۔"

محرم اس کے سر پہ چپت لگاتی غیض کے عالم میں بولی مگر اس کے لہجے میں بھی پیار ہی چھلک رہا تھا۔ آیت نے اس کی باتوں پہ مسکرا کر اس کے گلے کا ہار بنتے اس کا گال چوما اور بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی جہاں صائم اس کا محو انتظار تھا۔ اس کے جاتے ہی محرم نے بھی اپنے کمرے میں جانے میں ہی عافیت جانی تھی۔

"صائم بھائی وہ میں کہہ رہی تھی کہ۔"

"تم کچھ مت کہو آیت بی بی بس خاموش رہو پلیز بلکل خاموش رہو۔

اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی صائم دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتے منت کرنے والے انداز میں بولا تو وہ اپنی بے عزتی پہ خفت سے سرخ پڑتی رخ ونڈ سکرین سے پار کر گئی۔

****

اگلے دن موسم معمول کی نسبت سہانا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں روح میں اترتے وجود کو معطر کر رہی تھی۔ آسمان پہ سورج اپنی چھپ دکھلا کر غائب ہو جاتا وہی ٹھنڈی ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا جس کی بدولت درختوں کے پتے ہوا میں سرسراتے فضا میں شور برپا کر رہے تھے۔ ایسے موسم میں شہر کی سب سے بڑی یونی میں رنگ و بو کو سیلاب آیا ہوا

تھا۔ ہر طرف گہما گہمی تھی کیونکہ آج نئے سٹوڈنٹس کا پہلا دن تھا۔ دائیں جانب دوستوں کا ایک گروپ کھڑا خوش گپیوں میں مصروف تھا جب کہ بائیں جانب کچھ لڑکے قہقہہ لگانے میں محو تھے۔

وہیں ایک جانب وہ گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا اطراف کا تفصیلی معائنہ کرنے میں مصعوف تھا معاً ایک جانب درخت تلے بیٹھے لڑکا لڑکی کو دیکھتے وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔ سر پر ہوڈی ڈالے وہ گاڑی کے اوپر ہی نیم دراز تھا۔ آنکھوں پہ سیاہ رنگ کی سن گلاسز لگائے جس میں پوشیدہ شرارت سے لبریز آنکھیں طائرانہ ملاحظہ کر رہی تھی۔ وہ انگلی میں گاڑی کی چابی گھماتے ہوئے اپنے پسندیدہ مشغلے میں مصروف تھا۔ اس کے دائیں بائیں اس کے دوست کھڑے ایک لڑکے کی ریگنگ کرنے میں مصروف تھے اور وہ ہنوز انگلی میں چابی گھمارہا تھا۔ آس پاس سے گزرتے لوگ جب اس لڑکے کو مرغا بنا دیکھتے تو اس کا مزاق اڑا کر گزر جاتے۔

"یار بھائی مجھ غریب پہ مہربانی کریں اور اس گاڑی کی چابی دے دیں اور مجھے جانے دیں آج پہلا دن اور پہلا ہی لیکچر ہے۔"

وہ لڑکا اب اس کے اشارے پہ مسلسل اٹھک بیٹھک کرتے ہوئے منت سماجت پہ اتر آیا۔ آنکھوں میں ایک التجا سی رقم تھی مگر وہ تو جیسے ترس کھانے کے موڈ میں قطعی نہیں تھا۔ اس کی فقط ایک ہی رٹ تھی کہ جو کام کرنے کو وہ بول رہا ہے سامنے کھڑا لڑکا خاموشی سے اس کے اشاروں پہ ناچتے مکمل کرے۔

"جو میں بول رہا ہوں وہ کرنے کو تیار ہو۔"

اس کی سپاٹ آواز پہ مقابل لڑکے کے اعصاب سنسنا اٹھے۔ اس نے اپنے دوست کے ہاتھ سے بوتل کا کین کھینچتے لبوں سے لگایا اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔ اس لڑکے نے چندپل سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور مرے

مرے انداز میں سر ہلا گیا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی راستہ اسے ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہا تھا اور اس کے تیور دیکھ اس سے بعید بھی نہیں تھا کہ چابی لے کر بھاگ جاتا۔

"سب سے پہلی اور اہم بات تمہیں اس گیٹ تک جانا ہے اور یہ پھول تھامو۔ وہاں سے جو بھی پہلی لڑکی اندر داخل ہو گی اسے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یہ پھول پیش کرنا ہے۔"

وہ دونوں بھنویں اچکاتے مزے سے بولتے اسے ساکت کر گیا۔ مطلب کیا وہ اسے جان سے مروانا چاہتا تھا یا پھر اس یونی سے نکلوانے کا ارادہ رکھے ہوئے تھا۔ ہاں اس بے ایسے بہت سے کام کیے تھے مگر یوں پہلے دن ہی یہ سب۔ وہ اچھا خاصہ غصہ ضبط کرنے کے چکروں میں تھا۔

"بھائی ایسے ظلم و تشدد تو نہ کریں کم از کم ویسے تو میں جانتا ہوں کہ میں حقیقت میں بہت بڑا ٹھرکی ہوں لیکن پہلے ہی دن جامعہ میں عزت کا فالودہ نکل جائے یہ تو کسی صورت منظور نہیں نا۔"

وہ لڑکا پہلی بات اونچی جبکہ باقی منہ میں دانت پیستے ہوئے مسکین سی صورت بناتے ہوئے بولا۔ اس کی ساری بات اس کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہی تھی تبھی سمجھنے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ کہا کیا تم نے مجھے سمجھ نہیں آئی۔"

وہ مصنوعی کان کھجاتے ہوئے ہٹ دھرمی سے گویا ہوا۔ چہرے پہ ازلی معصومیت رقم تھی جو قطعی اس کے چہرے کا خاصہ نہیں تھی۔ وہ برتاؤ تو ایسے کر رہا تھا جیسے اسے سچ میں سمجھ نہ آئی ہو۔

"نہیں نہیں میں جا رہا ہوں مگر اگر اس نے تھپڑ مار دیا تو۔"

وہ میسنی شکل بنا کر انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولا تو اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے تھے۔

"تو کھالینا اس میں کیا مضائقہ ہے ویسے بھی لڑکی کے ہاتھ سے کھایا گیا تھپڑ بھی پھول ہی محسوس ہوتا ہے۔"

وہ مسخرے پن سے بولتے آخر میں چھت پھاڑ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ اس لڑکے نے دانت کچکچاتے قدم گیٹ کی جانب بڑھائے تو وہ بھی اس کے جاتے ہی اپنے دوستوں کو اشارہ کر کے خود کانوں میں ہینڈ فری لگا کر بونٹ سے ٹیک لگا کر سکون سے نیم دراز گیا تاکہ اس منظر سے لطف اندوز ہو سکے مگر اگلے ہی لمحے گیٹ سے اندر داخل ہوتی لڑکی کو دیکھ اس کے شاطرانہ انداز میں مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔ اس نے سکتے کی کیفیت میں اپنے دوستوں کی جانب دیکھا اور سرعت سے کانوں میں سے ہینڈ فری اتارتے ایک جست میں بونٹ سے چھلانگ لگاتے اس لڑکے کی جانب بھاگا تھا تاکہ اس لڑکے کو یہ حرکت کرنے سے ٹوک سکے مگر اگلے ہی لمحے اس لڑکے کو عین اس لڑکی کے سامنے دیکھ اس کے قدم گویا زمین پہ ہی جم گئے۔ اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا کیونکہ وہ لڑکا اب عزہ کے سامنے ایک گھٹنے کی بل بیٹھ چکا تھا۔ اس نے آنکھیں میچتے شدت سے وہاں سے روپوش ہونے کی دعا کی تھی مگر اب فقط افسوس ہی کیا جا سکتا تھا۔ وہ کچھ سوچ کر پیچھے مڑا اور بھاگنے والے انداز میں اپنے دوستوں تک پہنچا جو خود ہونقوں کی طرح اس بگڑی صورتحال کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ اس نے اپنے دوستوں کو لیتے کچھ دور جا کر ایک بینچ پہ خاموشی سے جگہ سنبھال لی جہاں سے سب کچھ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

اس لڑکے نے عزہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ایک نظر اپنی پشت پہ گھمائی جہاں اس لڑکے کا تو کیا کسی کا بھی نام و نشان نہیں تھا مگر اسی دوران اس کی نگاہ ایک کونے پہ بینچ پہ بیٹھے اس کے وجود پہ پڑی تو اس کے ہاتھ پاؤں لرزنے لگے۔ اس نے سہم کر گلاب کا پھول عزہ کی جانب بڑھایا تھا۔ عزہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو کانپتے ہاتھوں سے شاید اسے پرپوز کر رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ اٹھا اور اس لڑکے کے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا۔ وہ جو ایک

گھٹنے پہ بیٹھا تھا بری طرح زمین بوس ہوا۔اس تھپڑ نے حقیقت میں اس کے چودہ طبق روشن کر دیے تھے۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس پھول کے بدلے میں مقابل کی جانب سے چماٹ ملنے والی ہے۔

"کیا بے ہودگی یہ ہے جاہل انسان۔شرم و حیا نامی چیز سے کبھی پالا پڑا ہے یا ختم ہو چکی ہے۔یہ یونی ہے یہاں پڑھنے آتے ہو یا اس قسم کی گھٹیا حرکات کرنے۔اپنی ماں باپ کی کمائی کو حرام کی کمائی سمجھا ہوا ہے کیا جو وہ تمہاری فیسیں بھرے اور تم یہاں آ کر لڑکیوں کو پھول پیش کرو۔"

وہ اس کا کالر تھام کر کھڑا کرتی حلق کے بل چلائی۔آس پاس سے گزرتے سٹوڈنٹس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے جسے کسی کا بھی لحاظ نہیں تھا۔

"مم۔مگر میں نے۔"

"بکواس بند کرو اپنی۔لگتا ہے نئے ہو تبھی اس قسم کی گھٹیا حرکت کرنے کی جرأت کی ہے خیر اب تو تمہیں اندازہ ہو جانا چاہیے مگر اگر نہیں بھی ہوا تو اگلی بار کسی کے ساتھ یہ حرکت کرنے سے قبل ایک بار یہ تھپڑ ضرور یاد کر لینا۔

وہ شہادت کی انگلی اس کی نگاہوں کے عین سامنے کرتے تنفر بھرے لہجے میں بولی۔اس لڑکے نے گھبرا کر سرعت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اب اسی گلابی پھول کی طرح تمہارا گال بھی گلابی ہو چکا ہے۔دوسرا گال بھی کروانا ہو تو مجھ سے بلا جھجک رابطہ کرنا۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے تمسخرانہ مسکراہٹ سمیت بولی۔محرم نے اس سب منظر کو دیکھتے ٹھنڈی آہ فضا میں خارج کی تھی۔

"ویسے میرے خیال میں عزہ ہمیں اسے لے کر ڈین آفس جانا چاہیے ایک بار چمڑی ادھیری جائے گی نا اگلی بار کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔"

آیت کی بات سے وہ بھی کسی حد تک متفق تھی تبھی تائیدی انداز میں سر ہلا گئی۔اس لڑکے کا ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے کہے پہ کچھ عمل کرتی اپنے عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ عزہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا جبکہ جبڑے بری طرح بھینچ لیے۔اس کے برعکس آیت اور محرم نے ہولے سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے نا یہاں اتنا ہنگامہ کیوں برپا ہے۔کوئی مسئلہ ہوا ہے کیا۔"

وہ اسی لڑکے کے گلے میں بازو ڈالتے مزے سے بولا تو اس لڑکے نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔وہ یوں بن رہا تھا جیسے اس سارے قصے سے انجان ہو۔

"اگر کوئی مسئلہ تھا بھی تو تمہیں کس خوشی میں بتائیں تم ہمارے ابا لگے ہوئے ہو کیا۔میرے ساتھ اگر کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوگا تو ہم اسے حل کرنا بخوبی جانتے ہیں آپ کے اس دکھاوے کی قطعی ضرورت نہیں ہے ہمیں۔"

وہ آنکھوں میں طیش لیے باور کرانے والے انداز میں بولی۔عفان نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنا رخ محرم کی جانب کیا جو اب اچھا خاصا پریشان ہو چکی تھی۔

"محرم کچھ ہوا ہے کیا۔"

عفان نے دانت پہ دانت جما کر بولتے آنکھوں کے راستے اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کی تو اس کی آنکھوں میں التجا دیکھ وہ کسی حد تک سمجھ بھی گئی تھی۔اس کے بعد محرم نے اس کا ساتھ نبھانے کی خاطر ساری بات اس کے گوش گزار دی کہ کیسے اس لڑکے نے سے پھول دینے کی کوشش کی اور جواب میں اسے عزہ کا تھپڑ ملا ہے۔

"اوہ تو اب میں سمجھا۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکرایا جس کی بدولت اس کے گال کا ایک گڑھا نمودار ہوا مگر وہ اگلے ہی لمحے اسے چھپا گیا تھا کیونکہ عزہ سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کا بھی سر ہی پھاڑ دیتی۔

"اچھا اب میں اسے دیکھ لوں گا آپ سب جایئے یہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا ہے نا۔"

وہ اس کی ٹھوڑی جکڑتے مصنوعی پچکارنے والے انداز میں بولتے دباؤ بڑھا گیا۔

"ہاں ہاں میں مر کر بھی دوبارہ ایسا قطعی نہیں کروں گا میری توبہ میرے باپ کی بھی توبہ۔"

وہ آہ و پکار کرتا ہوا تڑپ کر بولا کیونکہ وہ اپنا دباؤ بڑھاتا جا رہا تھا۔عزہ نے اس کی بات پہ سختی سے رد کی تھی۔اس کے مطابق گنہگار وہ اس کا تھا تو سزا منتخب کرنے کی حقدار بھی وہی تھی۔

"جاؤ بھی اب میں دیکھ لوں گا بول رہا ہوں نا۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے دانت پیستے ہوئے بولا اور ایک نظر محرم کی جانب دیکھا تھا جو اب عزہ کو کھینچ رہی تھی۔

"چلو عزہ کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔وہ دیکھ لے گا۔"

محرم مصالحتی لب و لہجے میں بولی۔اس کی بات عزہ کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی تبھی ایک زہریلی نگاہ اس پہ ڈالتے تن فن کرتی وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔عفان نے اس کے جاتے ہی اس کے گلے کے گرد دباؤ بڑھایا تھا۔

"اوہ بھائی مجھے معاف کردے مجھے کونسے جنم کی سزا دے رہا ہے مجھے اب اپنا آپ گنہگار سا محسوس ہونے لگا ہے جیسے میں نے تیری بھینس چرائی ہو۔"

وہ اس کی سخت گرفت میں کسمساتے ہوئے روہانسا چہرہ بنائے بولا۔ وہ اس کی بات پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ اس سے پہلے وہ اس کے جواب میں کچھ بولتا سامنے سے اتے اپنے دوست کو دیکھ وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جو اس کا فون ہاتھ میں تھامے باقاعدہ ہانپ رہا تھا۔ اسے اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے بھنویں اچکاتے اپنے دوست کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ لے تیرا فون۔"

وہ اس کی جانب فون بڑھاتا ہوا بولا جسے اس نے بروقت تھام لیا۔

"ہاں فون تو میرا ہی ہے مگر تو مجھے کیوں تھما رہا ہے۔"

وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے بولا جواباً اُس نے سر کھجایا تھا۔

"اوئے عفان تیرا فون کب سے بج رہا ہے دیکھ کوئی ضروری کال نہ ہو۔

وہ گھبراہٹ آمیز لہجے میں بولا۔ عفان نے واپس اس کے ہاتھ میں موبائل تھامتے اپنی توجہ اس لڑکے کی جانب مبذول کرائی۔

"عفان دیکھ لے مسلسل دس کالز ہیں۔"

اس نے ایک بار پھر اس کی توجہ فون پہ آنے والی کال کی طرف مبذول کرائی۔

اس کی بات پہ اس نے جھٹکے سے رخ پھیرتے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا تھا۔

"دھت تیری کی۔ دعا کر بھائی کا نہ ہو ورنہ میری جان بخشی آج ناممکن سی چیز ہے۔"

اب کی بار اس کے چہرے پہ پریشانی کا عنصر صاف نمایاں تھا مگر اگلے ہی لمحے کال لاگ دیکھتے فون اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا کیونکہ اس کا خیال بلکل درست تھا۔ فون کسی اور کا نہیں بلکہ اذلان کا ہی تھا۔ اس نے حلق تر کرتے اپنی پیشانی مسلی اور فون ملاتے کان سے لگایا تھا۔ تقریباً دوسری بیل پہ فون اٹھالیا گیا۔

"اسلام و علیکم بھائی۔ کیا حال چال ہے۔ سب ٹھیک ہے نہ۔ میں بلکل ٹھیک ٹھاک۔ مجھے پتہ ہے آپ نے یہی پوچھنے کیلیئے فون کیا ہے نا۔"

کال پک ہوتے ہی اپنی آواز کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے عفان اپنی ہی شروع ہو چکا تھا جیسے ان باتوں سے ضروری کوئی بات ہی نا ہو۔ البتہ اذلان کے چہرے پہ سرد سا تاثر ابھرا تھا۔

"ہولڈ آن عفان۔ میں بلکل ٹھیک ہوں۔ البتہ آپ کے مزاج کچھ درست نہیں لگ رہے۔"

اذلان کی سرد و سپاٹ مگر طنز میں ڈوبی ہوئی آواز سپیکر سے ابھری جو عفان کی جان نکالنے کیلیئے کافی تھی۔ اس نے گھبرا کر وہاں سے نکل کر ایک درخت کے نیچے جانے میں ہی عافیت جانی۔

"جی بھائی آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ ہو سکتا ہے کیا۔"

عفان ہنستے ہوئے مزاحیہ لب و لہجے میں بولا۔

Shut up Affan and be serious.

اذلان اپنی ہنسی پہ قابو پاتے ہوئے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے گرجا۔

ورنہ اس جوکر افلاطون کی باتوں پہ ہنسی نہ آئے یہ ناممکن بات تھی۔ عفان اب کی بار مکمل طور پہ سنجیدہ ہوا تھا مبادہ ازلان بگڑ نا جائے۔

"مجھے تمہارے پروفیسر کا فون آیا تھا تم نے آج بھی لیکچر بنک کیا تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آتی۔ یوں نالائقوں کی طرح برتاؤ کرنا تم کب بند کرو گے آخر۔ مگر اب میں نے سوچ لیا ہے یہ اس چیز کا اب ایک ہی حل ہے کہ تم فوراً سے پہلے گھر پہنچو۔ تمہیں میں ڈیڈ سے کہ کر بنا کوئی تاخیر کیے آفس میں لگواتا ہوں۔"

وہ اس کی آئے دن کی بدتمیزیوں سے تھک ہار کر اپنے لہجے میں کرختگی لیے بولا۔

اس سے پہلے کہ عفان اپنے دفاع میں کچھ بولتا ٹوں ٹوں کی آواز سنتے ہی وہ موبائل کان سے ہٹاتے خالی خالی نگاہوں سے موبائل کی سکرین کو دیکھ کر رہ گیا۔

سب کے سامنے شیر بننے والا عفان شاہ حقیقت میں ازلان شاہ کے سامنے بھیگی بلی تھا۔ وہ گھر میں یونی سے بلکل برعکس تھا یونی میں اپنی چلانے والے کی گھر میں ایک نہیں چلتی تھی اور یہی بات اسے پریشان کرتی تھی۔ ابھی بھی وہ بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔

"آپ کا نام بگ برو نہیں بلکہ جن برو ہونا چاہیے تھا۔"

وہ روہانسا منہ بنائے غصے سے بولا۔

"اگر ڈیڈ نے بھائی کی سن کر مجھے آفس۔ نہیں نہیں میں ایسا قطعی نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ سختی سے اپنے خیال کی نفی کرتے اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا تاکہ کوئی جگاڑ لگا سکے۔

****

"محرم آپی نہیں آئی ابھی تک۔"

عزہ جو کیفے میں تنہا ٹیبل پہ بیٹھی اپنے دھیان میں چپس کھانے میں مگن تھی آیت کی آواز پہ اس کی جانب متوجہ ہوئی اور نفی میں سر ہلایا۔ آیت اثبات میں سر ہلاتے وہی جگہ سنبھال گئی۔

"نہیں بس لیکچر تو اوور ہو گیا ہے آنے والی ہی ہو نگی۔"

عزہ نے سنجیدگی سے جواب دیتے ساتھ ہی چپس کا دوسرا پیکٹ کھول لیا۔ آیت اس کی حرکت پہ بھونچکا رہ گئی۔

"ندیدی عورت بھوکوں کی طرح ٹھونس رہی ہے مگر مجال ہے کہ صلح ہی مار لے۔"

آیت جو خود پہ ضبط کا کڑا پہرہ بٹھائے عزہ کو کب سے چپس کھاتا دیکھ رہی تھی ضبط کا پیمانہ لبریز ہوتے ہی چپس اس کے ہاتھوں سے چھینتے کاٹ دار لہجے میں بولی۔ جواباً اس نے چٹخارہ بھرتے اسے دیکھتے بائیں آنکھ دبائی تھی۔ وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"ہیلو لڑکیوں کیسا رہا دن۔"

محرم بھی ان دونوں کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے ہوئے بولی۔ ان دونوں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جواب اپنا بیگ اتار کر ٹیبل پہ رکھ رہی تھی۔

"جیسا روز ہوتا ہے سڑا ہوا۔"

عزہ کی طرف سے ٹکا سا جواب آیا تو وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"جیسا انسان خود ہوتا ہے اس کو ہر چیز ویسی ہی لگتی ہے۔ جیسے اب تم سڑی ہوئی ہو تو سب کچھ ہی سڑی ہوئی لگے گی۔"

آیت چپس کا بدلہ اتارنے کی خاطر بھولپن سے پلکیں جھپکتے ہوئے بولی۔

"اچھا آپی آپ سے ایک ٹاپک سمجھنا ہے آپ سمجھا دیں گی پلیز پلیز۔"

آیت عزہ کو اسی کی طرح ٹکا سا جواب دے کر محرم کی جانب متوجہ ہوتے معصوم منہ بنا کر بولی۔اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں گھر آجانا تم میں آرام سے سمجھا دوں گی۔"

وہ اپنے مخصوص نرم لہجے میں بولی۔ محرم کی بات سن کر آیت کو ایسا محسوس ہوا گویا کڑوا بادام منہ میں چبا لیا ہو کیونکہ ان کے گھر جانا مطلب کڑوے کریلے کا سامنا کرنا جو کرنے کا وہ بلکل دل نہیں رکھتی تھی مگر ان سب کے سامنے یہ بات کیسے بولتی۔

"آپی ابھی کل تو آئی تھی۔آپ یہی سمجھا دیجیے گا نا۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔ عزہ نے مشکوک انداز میں نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"کیوں تمہیں کیا مسئلہ ہے اور ویسے بھی یہ آج یا کل کیا ہوتا ہے۔چپ کر کے پہنچ جانا تم روز روز بھی آؤ گی جب ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے تو پھر اپنے یہ اعتراضات پیچھے ہی رکھو۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے ناگواری سے بولی۔ آیت اس کی بات پہ ہڑ بڑا گئی۔

"نہیں نہیں کچھ نہیں آجاؤنگی شام تک میں فلحال میں چلتی ہوں بابا کی مسڈ کال آگئی ہے وہ آگئے ہونگے۔اوکے اللہ حافظ۔"

آیت نے بمشکل مسکراتے ہوئے جواب دیا۔اب مزید بحث کرتے وہ اس کے منہ سے کچھ اگلوا ہی نا لیتی اور وہ تو تھی بھی صدا کی منہ پھٹ۔

وہ ان دونوں کو الوداعی کلمات کہتے بیگ کاندھے پہ لٹکاتے ہوئے گیٹ کی جانب چل دی ان دونوں نے گہری نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا معاً عزہ نے شانے اچکائے تھے۔

"چلو ہم بھی چلتے ہیں ڈرائیور انکل آنے والے ہونگے۔"

محرم کرسی کھینچ کر اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی تو عزہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"جی چلتے ہیں۔"

عزہ نے بھی زور و شور سے اس کی تائید کی تھی اور وہ دونوں بھی ڈیپارٹمنٹ کے گیٹ کی جانب بڑھی تھی۔

****

"اوکے بابا۔میں آپ کو فون کر دوں گی بس وقت پہ لینے پہنچ جایئے گا۔"

وہ مراد صاحب کا گال چومتے محبت سے بولی تو وہ اثبات میں سر ہلاتے گاڑی وہاں سے بھگا لے گئے۔وہ بھی دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے دبے پاؤں خان ہاؤس میں داخل ہوئی تھی۔صائم کے ڈیوٹی ہاورز کے بابت وہ جانتی تو نہیں تھی مگر شدت سے دل میں دعا ضرور کی تھی کہ وہ اس وقت ہسپتال ہی ہو ورنہ اس کیلیے مصیبت کھڑی ہو جاتی۔اس کے طعنے تو شے سن سن کر وہ اکتا چکی تھی جس نے اس سے خدا واسطے کا ہی بیر بنایا ہوا تھا۔

"ایسا کرتی ہوں سیدھا محرم آپی کے کمرے ہی چلی جاتی ہوں کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔"

وہ معصم ارادہ کرتی مضبوط چال چلتی محرم کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی معاً صوفے کے پاس رکھے چھوٹے سے میز سے پاؤں ٹکرانے کی بدولت وہ میز بری طرح ہلا تھا۔اس نے شکرادا کیا کہ اس پہ موجود چیزیں گری نہیں مگر اگلے ہی لمحے دھڑام کی آواز کے ساتھ میز زمین بوس ہوااور چھناکے کی آواز کے ساتھ ہی اس کا دل بھی اسی طرح چکنا چور ہو گیا تھا۔وہ صدمے کی کیفیت میں گھڑی یک ٹک زمین پہ دیکھ رہی تھی۔

"ہائے اللہ یہ کیا ہو گیا۔یہ ٹ۔ٹوٹ گیا۔"

وہ بروقت نیچے جھکی اور کانپتے ہاتھوں سے ٹوٹے ہوئے پرفیوم کو تھاما تھا جس کی تیز مہک اس کے اعصاب جھنجھنا رہی تھی۔اس کے جینٹس پرفیوم لکھا دیکھ آیت کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت رہ گئی کیونکہ اس گھر میں جینٹس مطلب صائم خان۔

"یا اللہ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ آپ نے میری موت اس صائم خان کے ہاتھوں ہی لکھی ہے۔"

اپنے ہاتھ میں موجود مہنگے ترین پرفیوم کو دیکھ وہ روہانسی ہوتے دل ہی دل میں بولی۔اس سے سامنے کا سوچ کر ہی اس کی سانسیں رکنا شروع ہو گئی تھی۔ابھی بھی وہ ساکت کھڑی اسی پرفیوم کو گھور رہی تھی معاً کسی کے قدموں کی چاپ پہ اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی۔

"کون ہے وہاں۔"

صائم جو بالوں کو سنوارتے نیند کے خمار سے بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے زینے اتر رہا تھا غیر معمولی سا شور سن کر اسی جانب متوجہ ہوا اور اطراف میں نگاہیں گھمانے لگا مگر سامنے لگے پلر کی بدولت اس کی کوشش بری طرح

ناکام ہوئی تھی۔اس کے برعکس عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ آیت کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔وجود سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں یہ اس وقت کوئی آیت سے پوچھتا۔

صائم جس کی باوقار شخصیت دیکھ لڑکیاں اپنا دل تھام لیتی تھی اسے دیکھ کر آیت کے لبوں سے اس کی شان میں صرف ایک ہی الفاظ ادا ہوتا تھا۔

"جلاد خان"

وہ سر سراتے لہجے میں بڑبڑائی اور عجلت میں صوفے کے عین پیچھے چھپتے آنکھوں کو سختی سے میچ گئی کچھ اس طرح کا اس کا پورا وجود صوفے کی پناہ میں تھا جو ہولے ہولے لرز رہا تھا کیونکہ صائم سے کوئی بعید نہیں تھا کہ جیسے اس نے اس کا پرفیوم توڑا تھا ویسے ہی صائم اس کا منہ توڑ دیتا اور پھر وہ اپنا ٹوٹا ہوا منہ لے کر کہاں جاتی۔اس نے تو سوچ کر ہی جھرجھری لی تھی کیونکہ وہ اس جلاد کا سامنا قطعاً نہیں کرنا چاہتی تھی۔صائم نے مضبوط چال چلتے قدم صوفے کی جانب بڑھائے تھے۔

"محترمہ اب آپ وہاں سے باہر نکلنا پسند کریں گی۔یاں رات یہی گزارنے کا ارادہ ہے۔"

صائم جو اپنی ان گستاخ آنکھوں سے آیت کو صوفے کے پیچھے جاتے دیکھ چکا تھا اس پر طنز کے تیر چلاتے ہوئے کھردرے لہجے میں دھاڑا۔

اس لڑکی کو دیکھ کر تو اسے ویسے بھی عجیب سی چڑ ہوتی تھی نا جانے اس کے گھر والوں کو کیوں اس قدر پسند تھی وہ جس کی حرکتیں بچوں سے بھی بدتر تھی۔اس کے لہجے پہ وہ اچھل کر صوفے کی پشت سے باہر نکلی تھی چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو تم۔ارے نہیں نہیں یہ تو بہت معمولی سا سوال ہے تو تم آئے دن یہی پائی جاتی یو۔"

وہ برفیلے لہجے میں بولا۔اس کی ریڑھ کی ہڈی تک میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

"وہ صائم بھائی میں تو محرم آپی اور عزہ سے ملنے آئی تھی مگر سچ میں ایسے ویسے نہیں آئی بلکہ مجھے محرم آپی سے کچھ سمجھنا تھا ابھی بھی میں وہی جا رہی تھی مگر نا جانے کیسے یہ گر گیا۔"

آیت شرمندہ شرمندہ سی منمناتے ہوئے بولی اور بے دردی سے انگلیاں چٹخانے لگی۔ازل سے ایسا ہی ہوتا آیا تھا کہ سب کے سامنے ٹرٹر بولنے والی آیت قریشی جی آواز صائم کے آگے گلے میں پھنس جاتی تھی اور باہر نکلنے سے ہی انکاری ہوتی تھی۔ابھی بھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کسی نے سولی پہ لٹکایا ہو۔

"تم نے میرا پسندیدہ پرفیوم توڑ دیا۔آنکھیں کیا کرایے پہ دے کہ آئی ہو آیت بی بی یا شروع سے ہی اندھی ہو۔"

اس نے زمین پہ گرے پرفیوم کو دیکھتے کرخت لہجے میں استفسار کیا جو چکنا چور ہو چکا تھا جس کی بدولت اس کی مہک پورے لاؤنج کی فضا میں بسیرا کر چکی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کی جان لے لے۔

ایک اس پرفیوم کے لیے وہ کس قدر خوار ہوا تھا۔پرفیوم لگانا اسے اس قدر پسند نہیں تھا اور نا ہی تیز قسم کے اسے اپنی جانب متوجہ کرتے تھے مگر اس والے سے اسے الگ قسم کی ہی انسیت سی تھی اور وہ بھی اس لڑکی نے توڑ بھی دیا تھا۔

"ہاں تو اب غلط جگہ پہ رکھا ہوا تھا اس میں میری کیا غلطی۔پہلے آپ کو خود ہی ٹھکانے پہ رکھنا چاہیے تھا تاکہ یہ نا ٹوٹتا۔اب میں نے تو لا کر اسے یہاں نہیں رکھا اور پاؤں مار کر توڑا۔

آیت دل ہی دل میں خود کو تسلی دیتے اپنے آپ کو پر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے سپاٹ لب و لہجے میں بولتے اسے نئے سرے سے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔اس کے خوف کی بدولت سینے میں دل پسلیاں تور کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔

"ایک تم سے غلطی سرزد ہوئی اور تم معافی مانگنے کی بجائے اوپر سے اپنی گز بھر لمبی زبان چلا رہی ہو۔ آئندہ میرے سے اس لہجے میں بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا آیت بی بی ورنہ میرے سے برا کوئی نہیں ہو گا اور اب جاؤ یہاں سے۔ مجھے زبان دراز لڑکیاں قطعی پسند نہیں۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں بولتے سر جھٹک گیا۔ آیت نے چبھتی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تھی۔

اس کی بات سن کر آیت کے تن بدن میں آگ لگ گئی جبکہ اہانت کے احساس سے چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"تو میں نے کب کہا کہ مجھے پسند کریں آپ۔ یا میں کونسا آپ کے عشق میں ڈوبی ہوئی ہوں۔ میں نے کونسا آپ جیسے انسان سے شادی کرنی ہے۔"

وہ شرربار نگاہوں سے اسے دیکھتے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔

لیکن جب اندازہ ہوا کہ وہ کیا بول چکی ہے تو فوراً زبان دانتوں تلے دبالی۔ شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

اس کی بات پر صائم نے آیت کو ایسے نگاہوں سے دیکھا گویا کچا چبا جائے گا مگر مزید بحث اور وہ بھی اس کے ساتھ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اشتعال کے عالم میں وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"شکر بلا ٹلی۔ افف ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کھلی فضا میں سانس لے رہی ہوں۔ قسم سے ان کے سامنے پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے۔"

اس کے جاتے ہی وہ اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں بولی اور جس کام کی بدولت آئی تھی وہ سرانجام دینے محرم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

****

شام کے وقت موسم اچھا خاصہ سہانا تھا آسمان پہ موجود گھٹائیں اٹھکیلیاں کرنے میں مصروف تھی۔ہلکا ہلکا پھیلتا اندھیرا ایک طمانیت بھرے احساس سے روشناس کروا رہا تھا۔ایسے موسم میں وہ سب لان میں بیٹھے چائے پینے کے ساتھ آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔اسی دوران اذلان اپنی مخصوص مضبوط چال چلتے لان میں داخل ہوا تھا۔اس کے نم بال دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ ابھی فریش ہو کر لوٹا ہے۔عفان نے خشمگین نگاہوں سے پریشے کی جانب دیکھا جس نے کل رات کو اس کی شکایت بھائی سے کرنے کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔اسے پکا یقین تھا کہ اب اذلان احتشام صاحب سے اس کی پڑھائی چھڑوانے کی بابت بات ضرور کرے گا۔اذلان خاموشی سے ایک کرسی پہ بیٹھتے اپنا لیپ ٹاپ کھول گیا۔اگلے ہی لمحے اس کی نگاہیں اپنے دائیں جانب بیٹھے عفان کی جانب اٹھی جو مسکین سی صورت بنائے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ میں کچھ سوچ رہا ہوں۔"

اذلان نے سنجیدگی سے احتشام شاہ کو مخاطب کیا جوابا اُنہوں نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔سب کی نگاہوں کا محور اب اس کی ذات تھی جواب کچھ بولنے کی تمہید باندھ رہا تھا۔

"ہمارے عفان کو اب پڑھائی کا بلکل بھی شوق نہیں رہا تو کیوں نا ہم اس کی پڑھائی چھڑوا کر آفس میں ہی رکھ لیں۔میرا نہیں خیال کہ ایسے فیسیں ضائع کر کے آپ کو کچھ حاصل ہونے والا ہے مزید اس کی عادات ہی بگڑتی جا رہی ہیں۔"

وہ کٹیلی نگاہیں اس پہ جمائے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا تو عفان کو سانپ سونگھ لیا البتہ پریشے نے اسے دیکھتے شرارت سے آنکھ دبائی تھی۔

احتشام صاحب اور شازیہ نے سنجیدگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پوری دلجمعی سے اثبات میں سر ہلا گئے۔ عفان کے دل کی دھڑکن عین اسی لمحے تھمی۔

"نہیں بھائی آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں نا کہ اگلی بار سے ایسا کبھی نہیں ہو گا کیا آپ اپنے چھوٹے بھائی کو ایک موقع بھی نہیں دے سکتے جن بھائی۔"

وہ مسکینیت سے بولتے آخر میں بگڑ گیا۔ ازلان کی پیشانی پہ بے تحاشہ سلوٹیں نمودار ہوئی اس کے طرزِ مخاطب پہ۔

"جان بھائی جان بھائی۔"

وہ ہکلاتے انداز میں ہنس کر بولتے اس کے آگے ہاتھ پھیلا گیا تا کہ وہ تالی مار دے مگر وہ شاید یہ بات فراموش کر چکا تھا کہ سامنے بیٹھی شخصیت ازلان شاہ کی ہے جو نہایت سنجیدگی سے اسے گھور رہی ہے۔ وہ خجل ہوتے سرخ چہرہ جھکا گیا۔ اگلے ہی لمحے اس کے ذہن کی بتی جلتے ہی کچھ کلک ہوا جسے سوچتے ہوئے وہ مدھم سا مسکرایا اور معنی خیز نگاہوں سے ازلان کی جانب دیکھا جو اب کافی کے ہلکے ہلکے سپ کرتے کسی کو میل سینڈ کرنے میں مصروف تھا۔ وہ کھسک کر پریشے کی جانب ہوا جو نا سمجھی سے بھنویں اچکا رہی تھی۔ معاً وہ جھکا اور پریشے کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں کچھ کہا۔ اس کی بات پہ پریشے نے بغور اس کا چہرہ جانچا اور اگلے ہی لمحے وہ بھی جی جان سے مسکرائی تھی۔ پریشے اپنی جگہ سے اٹھتے ازلان کی جانب بڑھی اور اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔ ازلان نے ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"بھائی۔"

"ہمم۔بولو۔"

ازلان جو لیپ ٹاپ استعمال کر رہا تھا غائب دماغی کی کیفیت میں اسے جواب دیتے ہوئے ہولے سے بولا۔ جبکہ اسکا دھیان اپنی جانب نہ دیکھ اب کی بار وہ اس کے کان میں جھکتے دھیما سا چلائی تھی۔ازلان نے غصے سے اس کی جانب دیکھا تو وہ مصنوعی ناراضگی سے اسی کی جانب متوجہ تھی۔وہ گہرا سانس بھرتے لیپ ٹاپ بند کر گیا۔عفان دل ہی دل میں سوچتے مزے سے قہقہ لگا اٹھا کیونکہ اب شامت کی باری پکا پریشے کی ہی تھی۔

"بھائی! سنیں نا۔"

اس کے اس طرح مخاطب کرنے پہ احتشام صاحب اور شازیہ کے ساتھ ازلان بھی ہلکا سا مسکراتا ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"جی بولیں میں سن رہا ہوں۔کیا کہنا ہے آپ دونوں نے۔"

اس کے سوال پہ پر عفان نے آنکھوں کے راستے پریشے کو اشارہ کیا مگر وہ سختی سے نفی میں سر ہلا گئی۔عفان نے دانت کچکچائے کیونکہ وہ چالاک عورت عین موقع پہ سارا ملبہ اس پہ گرانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"بھائی پہلے تو آپ یہ بولیں کہ ڈانٹیں گے نہیں۔قسم سے بہت بے عزتی محسوس ہوتی ہے کیوں پریشے۔"

معصومیت سے بولتے اس نے پریشے سے حمایت لینا ضروری سمجھی اور سب کی توقع کے برخلاف حیرت انگیز طور پر آج اس نے عفان کی بات کی تائید کی جس پہ سب کا حیران ہونا لازمی تھا۔

"جی بھائی جلدی بولیں ہماری بات سن کر نا غصہ ہونگے آپ نہ ناراض۔"

پریشے تو آج سب کو حیران ہی کر رہی تھی۔

پہلے اس کی بات کی تائید کرنا اب اس کی طرفداری کرتے ہوئے اذلان سے ضد کرنا۔

"ٹھیک ہے نہیں کرتا غصہ اب بولو کیا بات ہے۔ مجھے بہت ضروری کام ہے عفان پریشے۔"

وہ اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے ہوئے مصنوعی غصہ کرتے ہوئے بولا کیونکہ اسے ان دونوں کا اندازہ بے تحاشہ کھٹک رہا تھا بھلا ایسی بھی کیا بات تھی جس پر پہلے ہی غصہ نہ ہونے کی تصدیق مانگی جا رہی تھی۔ اس کی بات پہ عفان نے گلہ کھنکھارتے پھر سے بات کا آغاز کیا تھا۔

"اممم دیکھیں بھائی اب ہم لوگ نا کچھ سوچ رہے ہیں اور اس سوچ پہ عمل پیرا ہونے کیلیے آپ کا ہونا ایک ضروری عمل ہے تو بات دراصل یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اب آپ کی شادی کروا دیں۔ گھر میں بھابھی آئینگی تو رونق بڑھے گی۔ بچے آئیں گے مزید رونق بڑھے گی پھر میری شادی کی باری آئے گی تو رونق لگانے کیلیے میں اکیلا کافی ہوں میرے بچے آئیں گے تو تباہی پہ تباہی ہو گی۔ پھر تو عیش ہی عیش ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے آخر میں بات کو مزاح کا رنگ دے گیا مگر اس کی بات پہ اذلان نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا البتہ مسٹر اینڈ مسز شاہ کی باچھیں تو کھل چکی تھی۔ اذلان کوفت سے گہرا سانس بھرتے سر جھٹک گیا۔

"بھائی ایسے مت کریں ویسے بھی کافی وقت ہو گیا ہے کوئی تقریب نہیں اٹینڈ کی۔ اب ہمارا بھی دل کرتا ہے اور آپ کی عمر بھی تو نکلتی جا رہی ہے اب۔ آپ دونوں کا کیا خیال ہے مام ڈیڈ۔"

اپنی بات مکمل کرتے اس نے ان دونوں سے بھی مشورہ مانگا۔

"خیال تو بہت نیک ہیں برخوردار بس یہ آپکا بھائی نہیں مانتا۔"

مسٹر شاہ اذلان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولے۔

"اوہ ہو ڈیڈ بھائی مان جائینگے آپ لوگ کہیں نا انہیں۔اب آپ ماں باپ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ کی بات تھوڑی ناٹالیں گے بھائی۔مان جائیں نا بھائی۔"

اب کی بار روہانسی ہو کر بولنے والی پریشے تھی۔

"میں تو کہہ رہی ہوں اسے کہ کوئی پسند ہے تو بھی بتادو میں وہاں رشتہ لے جاؤں۔پر موصوف کا ایک ہی جواب ہوتا کہ مام ابھی میں نے شادی نہیں کرنی۔اگر آج یہ رضامندی ظاہر کرے تو میں لڑکیوں کی لائن لگوادوں بھلا میرے ہیرے جیسے بیٹے کیلیے کوئی کمی ہے کیا۔"

مسز شاہ اذلان کی نقل اتارتے ہوئے اپنے لہجے میں ناراضگی سموئے بولیں۔اذلان نے سب کی توپوں کا رخ اپنی جانب دیکھتے اپنی پیشانی سہلائی تھی۔

"ارے بھائی آپ بولیں بس میں اپنی بھابھی خود ڈھونڈ لاؤنگا۔بس ہاں کر دیں۔آپ ہاں کریں گے تو میری باری آئے گی نا۔"

پہلی بات زور سے بول کر باقی بس منہ ہی منہ میں بڑبڑایا لیکن ساتھ بیٹھا شخص بھی اسکا بھائی تھا اس کی بڑبڑاہٹ سنتا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"زیادہ جلدی نہیں ہو رہی تمھیں شادی کی پہلے پڑھ لو تم خاموشی سے۔"

اذلان اس کی بات پہ اسے جھڑکتے آنکھیں دیکھتا ہوا بولا تو عفان خون کے آنسو روتے منہ بسور کر رہ گیا۔

"اچھا بھائی آپ موضوع نہ بدلیں بتائیں کب کر رہے ہیں شادی پھر۔میں نے بہت ساری شاپنگ بھی کرنی ہے۔"

پریشے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے آخر کار اپنے مطلب کی بات پہ آئی تھی تو سب کو سمجھ آیا کہ آج یہ عفان کا ساتھ کیوں دے رہی تھی۔

"اب اس بات کو ختم کریں۔ جب مجھے شادی کرنی ہو گی بتادونگا مام کو۔"

ازلان جان چھڑوانے والے انداز میں بولتے ان سب کی باتوں کو ہوا میں اڑا گیا۔

"نہیں بس میں بتارہی ہوں اب مجھے کوئی لڑکی پسند آئی تو میں رکونگی نہیں سمجھ لو تم میری بات۔ بس بہت انتظار کر لیا تمھارے کہنے کا اب نہیں۔"

مسز شاہ اب کی بار غیض کے عالم میں بھڑک اٹھی۔

"اوکے مام دیکھ لیں پھر آپ جیسی آپ کی مرضی۔"

ازلان انہیں ناراض ہوتا دیکھ عجلت میں سرینڈر کرنے والے انداز میں بولا مبادہ سچ میں ہی ناناراض ہو جائیں۔

"میرا پیارا بیٹا۔"

وہ اسکی رضامندی پہ گویا کھل اٹھی تھی تبھی اسی سمت دیکھ کر محبت بھرے لہجے میں بولیں۔ اسکی یہ بات سن کر تو وہ جیسے ان کے اندر تک ٹھنڈک اتر گئی تھی۔

"میں تو کچھ ہوں ہی نہیں نا۔"

عفان ان کے مٹھاس بھرے لہجے پہ مصنوعی منہ پھلا کر بولا۔ شازیہ نے اسے دیکھتے مدھم سا قہقہہ لگایا تھا۔

"تم تو رہنے ہی دو میں کچھ ہوں ہی نہیں سب سے بڑے ڈرامے باز تم ہی ہو۔"

پریشے اس کو تنگ کرنے کی خاطر تنک کر بولی۔ حسبِ معمول وہ چڑ بھی گیا تھا۔اس کے برعکس باقی سب مسکرا دیے کیونکہ اب ان دونوں کی جنگ کا نا رکنے والا سلسلہ جو شروع ہوا تھا۔

"اچھا بھائی ایک اور بات صبح مجھے آفس سے واپسی پر آپ مال بھی لے کر جائیں گے میں نے کچھ خرید نا ہے پلیز اب انکار مت کیجیے گا۔"

پریشے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

"اوکے اور کچھ۔اب میں کام کرلوں۔"

ازلان ہاتھ جوڑتے ہوئے ان سب کی باتوں سے عاجز آتا ہوا بولا۔اس کے ہاتھ جوڑنے پر سب کھلکھلا کر ہنس دیے۔

تو ازلان بھی نفی میں سر ہلاتا اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

****

"تمہارے ماتھے پہ کیوں اتنے پسینے آ رہے جیسے کوئی جنگ لڑ کے آئی ہو۔"

آیت محرم کے کمرے میں آ کر جوں ہی صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تو اندر موجود عزہ نے حیرت سے استسفار کیا۔

"بس کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔پتہ نہیں اپنی بہنوں سے کیسے پیار سے بول لیتے ہیں۔مجھے تو دیکھتے بھی ایسے جیسے کچا چبا جائیں گے بات کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔"

آیت اونچی آواز میں بولتی آخر میں خود ترسی کے عالم میں بڑبڑانے والے انداز میں بولی۔عزہ اور محرم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔

"کون کچا چبا جائے گا۔ سمجھ نہیں آئی۔"

محرم جو الماری میں کپڑے ہینگ کر رہی تھی اس کی بات سنتے حیرانگی سے گویا ہوئی۔

"نہیں نہیں کوئی نہیں۔"

آیت محرم کی آواز پہ سن کر گڑبڑا گئی تبھی میسنے لہجے میں بولی۔

"اچھا نیچے بھائی سے کیا بات ہو رہی تھی تمہاری۔؟ میری کمرے سے نکلتے نکلتے نظر پڑی تھی۔"

محرم کتابیں پکڑتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی جبکہ عزہ نے بھی اپنی توجہ اب آیت کے اوپر مبذول کروائی کیونکہ بات آیت اور صائم کی تھی تو دلچسپ نا ہو یہ تو ہو نہیں سکتا تھا۔

"جی وہ حال چال پوچھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اتنے دیر سے کیوں آئی ہو اور یہ بھی کہہ رہے تھے کہ تم یہاں سے جایا ہی مت کرو۔"

آیت کے بولنے کا انداز اس قدر رعونت سے بھرا تھا کہ ان دونوں کی بیک وقت ہنسی چھوٹ گئی۔اس نے کینہ توز نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔ کیونکہ اس گھر میں سب واقف تھے کہ صائم اور آیت کی کوئی خاص دشمنی ہے۔

ان دونوں کے مسلسل ہنسنے پر ناراض نگاہوں سے آیت نے انہیں دیکھا۔

"دیکھو آیت اب تم ناممکن بات کرو گی تو ہنسی ہی آئے گی نہ۔"

محرم نے پھر سے ہنستے ہوئے کہا۔آیت کندھے جھٹک گئی۔ محرم نے اس کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ عزہ کو باز رہنے کیلیے آنکھیں دکھائی۔

"اچھا سب کچھ چھوڑو آؤ تمہیں کیا سمجھنا ہے میں وہ سمجھا دوں اور اس کے بعد ڈنر کر کے جاؤ گی آج تم۔"

محرم نے اسے ٹالتے ہوئے ڈیل پکی کی۔ کچھ ہی دیر میں محرم نے اسے سمجھاتے ہی دم لیا۔ آیت نے تشکر آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور شدت سے اس کا گال چوم لیا۔ اس کی دوستی ویسے تو عزہ اور حجاب سے زیادہ تھی مگر محرم سے اسے الگ ہی قسم کا لگاؤ تھا۔ محرم نے ہولے سے اس کے سر پہ چپت لگائی تھی۔

"اچھا اب میں نیچے جا رہی ہوں تم دونوں بھی چیزیں سمیٹ کر نیچے آ جاؤ۔"

محرم ان دونوں کو سختی سے تاکید کرتے ہوئے نیچے کی جانب چلی گئی تاکہ تحریم بیگم کی کھانے میں مدد کروا سکے۔ اسلام علیکم انکل آنٹی طبیعت کیسی ہے آپ دونوں کی۔ اور تم کیسی ہو حجاب۔"

آیت سب سے خوشدلی سے ملتے چہکتے لہجے میں بولی تحریم بیگم کے تو باقاعدہ گلے ہی لگ گئی۔ جواباً انہوں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔

"ہماری بیٹی کتنی دیر بعد آئی ہے۔"

تحریم بیگم نے آیت کو پیار کرتے ہوئے کہا۔ آیت کو ایسا محسوس ہوا گویا اس پہ طنز کیا گیا ہو اس نے بے ساختہ نگاہیں چرائی تو وہ سیدھا صائم کی نگاہوں سے جا ملی جو تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

صائم نے ایک اچٹتی نگاہ آیت کے اوپر ڈالتے ہٹالی اور دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔

"آنٹی مگر میں تو ابھی کل ہی تو آئی تھی۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے شرمندگی سے بولی جواباً انہوں نے اس کا گال تھپتھپایا تھا۔

"تو ہمارا تو ہماری اس بیٹی کے بنا ایک گھنٹہ گزارنا بھی محال ہے جس سے گھر میں رونق سی لگی ہوتی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تو آیت نے دلکشی سے مسکراتے فاتحانہ نگاہوں سے صائم کی جانب دیکھا تھا جو اس کے دیکھتے ہی نگاہوں کا زاویہ ہی بدل گیا۔

زمان صاحب اب اس سے باقی گھر والوں کا حال دریافت کرنا شروع ہو گئے جس کا جواب وہ خوشی خوشی دے رہی تھی۔اسی طرح سب نے ہنسی خوشی ڈنر کیا۔ڈنر کے بعد سب لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے عین اسی لمحے موبائل کی رنگ ٹون نے آیت کو اپنی طرف متوجہ کیا۔اس نے چونک کر موبائل کی سکرین کی جانب دیکھا جہاں بابا کا میسج جگمگا رہا تھا۔وہ عجلت میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے انکل آنٹی اب میں چلتی ہوں ڈرائیور انکل آ گئے ہیں باہر۔بابا کا میسج موصول ہوا ہے مجھے اللّٰہ حافظ صبح ملتے ہیں یونی میں اینڈ تھینک یو محرم آپی"

آیت ان سب کو ملتے باہر کی طرف چل دی۔سب نے اس کے جاتے ہی اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا تھا۔

****

اگلی صبح عزہ نے ناشتے سے فراغت حاصل کرتے صوفے پہ رکھا اپنا بیگ کندھے پہ لٹکایا تھا۔

"ماما ہم اب نکل رہے ہیں۔چلو حجاب تمہیں بھی راستے میں چھوڑ دیں گے آج بھائی جلدی چلیں گئے ہیں۔اور محرم آپی جلدی آجائیں آپ بھی۔"

عزہ حجاب اور محرم کو تاکید کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔آج اسے یونی جلدی پہنچنا تھا کیونکہ آج اسکا ایک ضروری لیکچر تھا جو وہ غلطی سے بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

"ہاں ہاں تم بیٹھو گاڑی میں۔میں بس آ گئی ماما سے کچھ کہنا ہے میں نے۔"

محرم عزہ کو کہتی کچن کی طرف بھاگ گئی تاکہ تحریم بیگم کو الوداع کہ سکے۔وہ ایسی ہی تھی جاتے جاتے تحریم بیگم کے سینے سے لگنا نہیں بھولتی تھی۔

"اچھا ماما ہم نکلتے ہیں آپ اپنا خیال رکھیے گا۔کوئی بھی پریشانی ہو فوراً سے پہلے کال کیجیے گا۔اور واپسی میں ہمیں دیر ہو جائے گی آپ کو بتایا تھا نہ مال جانا ہے کچھ ضروری خریدنا ہے۔"

محرم تحریم بیگم کے سینے سے لگتے تفصیل ان کے گوش گزارتے ہوئے بولی۔تحریم بیگم نے معمول کے مطابق اس کی پیشانی چومی تو وہ ہنستی ہوئی باہر کی طرف چل دی کیونکہ اسے بس یہی چاہیے تھا۔

"ویسے آپی عزہ پرسوں کیا دن ہے۔"

گاڑی میں بیٹھتے ہی حجاب نے مصنوعی تجسس سے بات کا آغاز کیا تو ان دونوں نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جو لاپرواہی سے بولتی ونڈ سکرین پہ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ رہی تھی۔

حجاب ان کا جواب سن جاننا چاہ رہی تھی آیا کہ کسی کو اس کی سالگرہ یاد ہے بھی یا نہیں۔

"کیا دن ہے۔"

عزہ نے لاپرواہی کا اظہار کیا۔

جبکہ عزہ کے اس طرح لاپرواہی سے بولنے پر حجاب کا دل چاہا کہ اسکا سر پھاڑ دے۔

"آپی آپ بتائے کچھ سپیشل ہے نہ بہت خاص۔"

اب کی بار حجاب نے محرم کی طرف رخ کرتے پر شوق نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جیسے اسے یقین تھا کہ محرم اسکا بھرم نہیں توڑے گی۔

"پرسوں منگل ہے حجاب گڑیا اور وہ ہر ہفتے آتا ہے۔اس میں اتنا سپیشل اور خاص بات کیا ہے ناہی سوچنے کی بات ہے۔"

محرم نے بھی عزہ کی طرح مصنوعی حیرانگی کا اظہار کیا جیسے کسی بھی بات کا کوئی علم ہی نہ ہو۔ حجاب نے مشکوک نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جواب موبائل استعمال کرتی مصروف ہو چکی تھی۔ وہ دل مسوس کر رہ گئی۔

"اچھا پھر کچھ نہیں ہو گا۔"

حجاب نے منہ بسور کر بولتے دوبارہ شیشے کی جانب رخ پھیر لیا۔

ورنہ اندر ہی اندر وہ ان کے بھول جانے پر تلملا رہی تھی۔ جبکہ حجاب کے اس طرح منہ بنانے پر ان دونوں نے بہت مشکلوں سے مسکراہٹ ضبط کی تھی ورنہ اس کے بیوقوف بننے پہ دونوں کا شدت سے جی چاہا تھا کہ زور زور سے قہقہے لگائے۔

انہی باتوں کے درمیان حجاب کو کالج چھوڑ کر انہوں نے یونی کی راہ لی تھی۔ گاڑی تیزی سے یونیورسٹی کی جانب گامزن تھی اور ان دونوں کی باتوں کا مرکز صرف اور صرف حجاب کی سالگرہ تھی۔

****

وہ اپنے آفس میں بیٹھا کسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھا۔ چہرے پہ ازلی سکون چھایا ہوا تھا۔ معاً باہر سے آنے والے غیر معمولی شور کی آواز پہ اس کی تمام حسیات ایکدم چوکنا ہوئی۔ وہ عجلت میں اپنی کرسی چھوڑتے ہوئے اٹھا اور کوٹ پہنتے تیز تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ جیسے جیسے وہ قریب بڑھتا جا رہا تھا آوازیں مزید بلند ہوتی جا رہی تھی مگر باہر جا کر جو منظر معاذ کو دیکھنے کو ملا پہلے پہل تو اسے اپنی بصارتوں پہ یقین نہیں آیا مگر اگلے ہی لمحے اس

کا خون کھول اٹھا۔ وہ تن فن کرتا مجمعے کو چیرتا ہوا اندر داخل ہوا تو پریشے کی متورم آنکھوں کو دیکھتے اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی۔

"کیسا شور مچا ہوا ہے یہاں اور مس پریشے آپ رو کیوں رہی ہیں۔ از ایوری تھنگ از آل رائٹ۔"

اس کی صورت دیکھ نا جانے کیوں ایک لمحے کیلیے دل کو سکون میسر آیا تھا اب اسکا رونا دیکھ اس کا دماغ ہی گھوم گیا۔ پریشے نے بھیگی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تو معاذ کا دل ان میں ڈوبنے لگا۔

"سر یہ نا جانے کہاں سے آگئی ہے میں نے تو بس انہیں اتنا یاد دلایا ہے کہ آپ محترمہ غلط جگہ آگئی ہیں کیونکہ آج سے پہلے انہیں یہاں پہ دیکھا نہیں نہ!"

معاذ کی سیکرٹری نے پریشے کو سرتاپا دیکھتے اس کے حجاب کو نشانہ بناتے حقارت سے کہا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت سی چھلک رہی تھی۔ پریشے کے حجاب کرنے کی وجہ سے وہ اسے کوئی کمتر اور غریب گھرانے کی سمجھ رہی تھی کیونکہ آج تک یہاں جو بھی جاب کیلئے آیا تھا وہ سب تمام میک اپ اور فیشن سے واقف تھی اور یہ اکلوتی بہن جی قسم کی تھی جو حجاب لپیٹ کر آگئی تھی۔ وہ نخوست سے سر جھٹک گئی۔

جبکہ معاذ کو تو رانیہ کے دیکھنے کے انداز پہ ہی آگ لگ گئی کس قدر گھٹیا انداز تھا اسکا۔ اگر ابھی رانیہ کو علم ہوتا نہ کہ پریشے کس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے تو یہ سب بولنے پہ سو دفعہ اپنے آپ کو ضرور کوستی۔ اس نے ناگواری سے رانیہ کی جانب دیکھا۔

"اپنی زبان کو لگام دیں۔ اور آئندہ کسی بھی ورکر کے ساتھ میں آپ کو اس طریقے سے بات کرتے ہوئے نہ دیکھو مس رانیہ۔ اور آپ کو کوئی حق نہیں کہ کسی کی ڈریسنگ کو یا ذات کو نشانہ بنانے کا کیونکہ اگلا انسان بھی پھر آپکی

ڈریسنگ کو ہی نشانہ بنائے گا جو کچھ خاص تو ہے نہیں۔ آفس میں جاب کرتی ہیں تو کیا مطلب ہے اس بات کا باہر کی عورتوں کی طرح شرم ولحاظ بھلادیں اصل عورت ہی وہ ہے جو ایسا کام کرتے ہوئے بھی اپنی شرم وحیا کو برقرار رکھیں نا کہ ایسا لبادہ اوڑھیں جس سے غیر محرم اور مرد آپ کی جانب متوجہ ہو۔"

معاذ نے اس کی ٹائٹ جینز اور شورٹ شرٹ پہننے پہ گہرا وار کیا تو وہ بلبلا اٹھی۔

Be in your limits and say sorry to her.

"مگر سر میں نے۔"

I said say sorry to her.

رانیہ کے کچھ بولنے سے قبل ہی معاذ نے سرد انداز میں شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے تنبیہہ کی۔ پریشے نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ نرمی کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

Sorry.

رانیہ نے بڑے ضبط سے اسے سوری کہا۔

اور پریشے کو ایسے گھورا جیسے زندہ نگل جائے گی۔ پریشے نے اسے دیکھتے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ وہ اس کی حرکت پہ مٹھیاں بھینچتے تلملا کر رہ گئی۔

"اور آپ مس پریشے جلدی سے میرے آفس میں آئیں مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

معاذ پریشے کی روئی روئی آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے ایک تنفر بھری نگاہ رانیہ پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے آفس کی طرف چل دیا۔

پریشے نے بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے معاذ کی تقلید کی تھی جبکہ پیچھے رانیہ سب کے سامنے اپنی اس قدر بے عزتی پر پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔ پریشے جوں ہی آفس میں داخل ہوئی وہ غصے میں یہاں سے وہاں ٹہلنے پہ مجبور تھا۔ پریشے نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے معاذ کی لہو رنگ آنکھوں کو دیکھتے خوف اس کے اندر تک سرائیت کر گیا۔

"مس پریشے گر آپ ایسے ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر روتی رہیں گی تو جاب بلکل نہیں کر پائیں گی یہاں تو آئے دن کچھ نیا فیس کرنا پڑے گا لوگوں کا کام یہی ہے آپ کی ذات حتی کہ ہر چیز کو نشانہ بنانا لیکن یہ آپ پہ منحصر ہے کہ آپ اسے کیسے برداشت کرتے ہیں اور ضبط کا مظاہرہ کرتے ہیں یا نہیں۔ آپ یہاں ڈوپٹہ گلے میں لے یا سر پہ لوگوں نے ہر چیز پر تنقید کرنی ہے کیونکہ انسان ہے ہی ناشکرا۔ اگر مزید اس جاب کو جاری رکھنے کا ارادہ ہے تو تھوڑا بہادر بنے آپ۔"

معاذ جو پریشے کے اندر آنے ساتھ ہی غصے سے جو بولنا شروع ہوا تو بولتا ہی چلا گیا جبکہ معاذ کے یوں بولنے پر پریشے کے تھمے ہوئے آنسو ایک بار پھر سے پھر سے تواتر بہنا شروع ہو گئے۔

"میں ایسی نہیں ہوں مگر پتہ نہیں کیسے مجھے سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ اچانک ہوا کیا۔"

پریشے آنسو صاف کرتے ہوئے وضاحت دینے والے انداز میں بولی۔ معاذ نے گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال پہ قابو پاتے گہرا سانس بھرا تھا۔ وہ بھلا اسے کیوں بول رہا تھا۔

"ویسے مجھے نہیں پتہ تھا کہ میرے سامنے اتنا بولنے والی دوسروں کے سامنے آنسو بہانا شروع کر دے گی۔"

معاذ کو پریشے کے اس طرح بولنے پر اپنے غلط رویے کا احساس ہوا تو اب کی بار وہ اپنے لہجے میں شرارت سموئے بولا۔اس کی بات پہ پریشے نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے منہ بگاڑا تھا۔معاذ نے چہرہ جھکاتے مسکراہٹ چھپائی۔

"اوکے لاسٹ ٹائم میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔"

Be confident in urself.whatever you are.

معاذ نے سنجیدگی سے اسے باور کرایا اور تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اوکے سر آئندہ خیال کروں گی۔"

معاذ کی باتوں سے پریشے کو تھوڑا بہت حوصلہ ہوا تبھی اعتمادی سے گویا ہوئی۔معاذ نے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"اٹس گڈ۔ چلیں اب اپنی جگہ پہ جائے۔اور مجھے یہ فائل پڑھ کر خاص خاص پوائنٹ بتائیں۔"

معاذ نے اس کے موڈ کے پیش نظر اسے کام دینا ہی بہتر سمجھا تاکہ یہ باتیں اس کے ذہن سے نکل جائے۔پریشے نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے فائل تھامی آفس سے باہر جانے لگی ہی تھی معاً کچھ یاد آنے پر پلٹی۔

"وہ معاذ سرررآج نہ مجھے جلدی گھر جانا ہے۔تو کیا میں جا سکتی ہوں۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو معاذ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"محترمہ آج آپ کا یہاں دوسرے سے تیسرا دن ہے اور آپ کو جلدی جانے کی پڑ گئی ہے۔"

معاذ اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولا۔وہ اس جاب کو لے کر اس قدر لاپرواہ تھی۔

"نادیں آپ اجازت میرا کیا ہے میں زمان انکل سے پوچھ لوں گی اور آئی ایم شیور وہ مجھے منع نہیں کریں گے۔ وہی تو اس کمپنی کے اونر ہے۔ آپ کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں ہے مجھے۔"

پریشے اپنی پرانی ٹون میں واپس لوٹتے ہوئے مزے سے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولی۔

"اوکے لیکن یہ فرسٹ ٹائم ہے اسلئے جانے دے رہا ہوں۔"

معاذ اسے اجازت دیتے ہی بنا مبادہ وہ سچ میں برے پاپا کے پاس نہ چلی جائے کیونکہ ان کے پاس جانے کا مطلب معاذ کی کلاس جو وہ بلکل برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ فلحال اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

"اوکے سررر تھینک یو سرررر۔"

پریشے شرارت سے سر پہ زور دے کر بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی اس کی حرکت پہ پیچھے معاذ سر جھٹک کر ہنس دیا۔

****

"تم ابھی تک یہی بیٹھی ٹھونس رہی ہو عزہ۔ محرم آپی سے پتہ کیا تم نے کہ کب تک مال جانا ہے۔"

آیت جوں ہی اس کا میسج پڑھتے کیفے میں داخل ہوئی وہ لاپرواہی سے بریانی کھانے میں مصروف تھی تبھی وہ غصے کیفیت میں اس کے کندھے پہ بیگ مارتی اس کے ساتھ ہی کرسی کھینچ کر براجمان ہوگئی۔

"کیا تم نے جانا ہے شاپنگ پہ نہیں نا تو پھر منہ بند رکھو محرم آپی کو کیسے سنبھالنا ہے میں بخوبی جانتی ہوں۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتی دوبارہ کھانے کی جانب متوجہ ہوگئی۔ آیت نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے پلیٹ اس کے آگے سے اپنی جانب کھسکائی اور دوسرے چمچ سے کھانے لگی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ کولڈ ڈرنک لبوں سے لگاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا اب میں جا رہی ہوں اس سے پہلے ہماری نرم دل بہن سخت دل بن جائے۔ میں کسی کی بھی ڈانٹ سننے کی حالت میں نہیں ہوئی کیونکہ کھانا آج میں نے بے حد کھا لیا ہے۔"

وہ کولڈ ڈرنک واپس اس کے پاس رکھتی باہر کی جانب بھاگی تھی۔ آیت نے اس کی جلد بازی پہ تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اُفف نا جانے کب سے میرا انتظار کر رہی ہو نگی آیت ٹھیک کہہ رہی تھی مطلب۔"

وہ ٹشو سے اپنا چہرہ تھپتھپاتے ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔ محرم جو یونی کے گیٹ کے عین سامنے کھڑی عزہ کی منتظر تھی اسے جیسے ہی عزہ آتی دکھائی دی تو وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"مزید تاخیر کرنی تھی عزہ یا آتی ہی نا کم از کم میں کب سے یہاں کھڑی خوار تو نا ہو رہی ہوتی۔ پتہ بھی ہے کہ مال جانا ہے وہاں بھی اچھا خاصہ وقت درکار ہے مگر نہیں تمہیں کھانے سے فرصت ملے تو میری بات غور سے سنو نہ۔"

وہ اس کے ہاتھ سے ٹشو کھینچ کر اس کے لبوں سے نزدیک سے صاف کرتے کھردرے لہجے میں بولتی اسے کھسیاہٹ میں مبتلا کر گئی۔

حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اس ڈانٹ کا عزہ پہ زیادہ دیر کوئی اثر نہیں رہنے والا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ اپنے حواس بحال کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی کیونکہ اس کے چہرے پہ شرمندگی کے کوئی آثار موجود نہیں تھے۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں کھا رہی تھی کہی میرے کھانے پہ نظر رکھنے کیلیے کسی قسم کے کیمرے تو نہیں فٹ کروائے ہوئے۔"

عزہ اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں بولتے اسے مزید طیش میں مبتلا کر گئی۔ محرم نے اسے دیکھ کر تاسف سے نفی میں سر ہلایا اور گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے تھے۔

"چلو اب آ گئے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔ گھر میں ماما اور حجاب ہیں بس اور ہمارا رات تک جانا درست بھی نہیں۔"

وہ سر جھٹک کر سادہ سے لہجے میں بولتی خود گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر براجمان ہو گئی۔ عزہ نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

"اچھا آپی کل کیلئے کیا پلین کیا اور انوائٹ کیسے کرنا۔ مطلب اس متعلق آپ نے کچھ سوچ وچار کی کیا۔"

عزہ گاڑی کا دروازہ بند کرتے مصروف سے انداز میں بولی اور بالوں کو رول کرتے جوڑے میں لپیٹتے دوبارہ ڈوپٹہ سر پہ جمایا۔ محرم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"یہ تو مجھے نہیں پتہ اس چیز کا ہولڈ میں نے بھائی کو دے دیا ہے کیونکہ جو جو بھی قریبی رشتہ دار یا فیملی فرینڈ ہیں ان کے متعلق زیادہ بھائی ہی جانتے ہیں اسی لیے میں اس جھنجھٹ میں نہیں پڑی۔ اب اتنی ٹینشنز میں نہیں لے سکتی تھی۔"

محرم پانی پیتے ہوئے لاپرواہی سے ہاتھ ہلا کر بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے خاموشی سے اپنی نگاہیں موبائل پہ ٹکا لی جہاں حجاب کا میسج شو ہو رہا تھا۔

"حجاب کا میسج ہے پوچھ رہی ہے کہاں ہو۔"

عزہ سر کھجاتے ہوئے بولی کیونکہ حجاب کو ان سب پلیننگ کی بابت علم ہی نہیں تھا جو اس کی پشت پہ ہو رہی تھی۔

"ایسا کرو اسے کہو کہ ہم آیت کے گھر ہیں کچھ دیر میں آجائیں گے۔ چالاک تو یہ بھی بہت ہے اتنی آسانی سے نہیں سکون لے گی۔"

محرم اس کی چالاکی پہ نفی میں سر ہلا کر ہنستے ہوئے بولی۔ عزہ نے محرم کے کہے کے مطابق میسج ٹائپ کرتے سینڈ کر دیا تھا مگر اگلے ہی سیکنڈ بلیو ٹک ہوتے ہی وہ سرعت سے موبائل ڈاٹا آف کر گئی مبادہ وہ سوالوں کی بوچھاڑ نا کر دے۔

تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت کے بعد ان کی گاڑی مال کے پارکنگ لاٹ میں داخل ہوئی تھی۔ گاڑی ایک جانب پارک کرتے ہی وہ دونوں گاڑی سے اتری اور ڈرائیور کو کچھ دیر ٹھہرنے کا بولتے مال کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی ان کی آنکھیں روشنیوں سے بھرے مال کو دیکھتے جگمگا گئی۔ ہر جانب گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔ کچھ لوگ شاپنگ کرنے میں مصروف تھے تو کچھ لوگ یوں ہی ونڈو شاپنگ کرنے میں۔

"مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کیا خریدنا ہے آپی ہمیں۔ یہ مال دیکھ کر تو مجھے باقاعدہ چکر آ رہے ہیں۔"

عزہ عجیب سے لہجے میں بولتی اطراف میں نگاہیں دوڑانے لگی جہاں ہر جانب ہجوم تھا۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں پریشان مت ہو۔ ایک شاپ سے تمام سجاوٹ کا سامان لینا ہے۔ ایسا کرتے ہیں پہلے وہی چلتے ہیں۔"

محرم چٹکیوں میں اس کی پریشانی کا حل تلاش کرتے ہوئے مزے سے بولی۔ عزہ نے تائیدی انداز میں سر ہلاتے اس کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے معاً محرم کی نگاہ ایک دکان پہ موجود کسی چیز کی جانب اٹھی تو وہ جم کر رہ گئی۔ اگلے ہی لمحے اس کی انکھیں دلکشی سے مسکرائی۔

"عزہ تم یہاں سامان مکمل کرو اور یہاں سے کہی مت جانا میں بس اس دکان سے ہو کر آئی مجھے کچھ خریدنا ہے۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے باور کرانے والے انداز میں بولتے گہرا سانس بھر کر دکان سے باہر نکل گئی۔ عزہ کی نگاہوں سے دور تک اس کا پیچھا کیا جب تک وہ اس دکان میں داخل نہیں ہو گئی۔ اس کے جاتے ہی وہ بھی سجاوٹ کا سامان پرکھنے میں مصروف ہو گئی۔

****

"آپ نے زمان انکل سے پوچھ لیا نا جلدی جانے کی بابت۔"

اذلان نے گاڑی کا گئیر بدلتے اپنے ساتھ ہی بیٹھی پریشے کو مخاطب کیا جو آج اس کے ساتھ شاپنگ جانے کی بدولت چہکتی پھر رہی تھی۔

"جی بھائی بھلا وہ کیوں مجھے انکار کرنے لگے۔"

وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولی تو اذلان نے اپنی نگاہوں کا رخ ڈرائیونگ کی جانب مبذول کر لیا۔

"بھائی میں نے آج کھل کر ڈھیر ساری شاپنگ کرنی ہے۔ عفان کے ساتھ آؤ تو وہ تو رو رو کر کچھ لے کر دیتا ہے (کمینہ کہیں کا)۔ آپ کے ساتھ میں کافی ٹائم بعد آئی ہوں اسلیے آپ کی سزا ہے کہ آپ مجھے کسی بھی چیز سے روکے یا ٹوکے گے نہیں۔"

پریشے اذلان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بیٹھی اس کے شانے سے سر ٹکائے بڑی چالاکی سے اپنی تمام تر شرطیں گنوا رہی تھی۔ اذلان نے اس کی بات پہ ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا وہ جو اپنی انتہائی ضروری میٹنگ کسی اور کے حوالے کر کے پریشے کے ساتھ شاپنگ کیلیے مال آیا تھا پریشے کہ اس طرح بولنے پر بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی اب ایسے تو نہ دیکھیں کم از کم میں نے کونسا قارون کا خزانہ مانگ لیا ہے اور ویسے بھی میں پھر بھی باز نہیں آنے والی اور ہاں یاد آیا مجھے حجاب کیلیے بھی گفٹ لینا ہے۔ کل جانا ہے نہ ہم نے زمان انکل کی طرف صائم بھائی کا فون آیا تھا ڈیڈ کو آپ گھر نہیں تھے تو انہوں نے ڈیڈ کو انوائٹ کر دیا۔"

پریشے اذلان کو تفصیل بتاتے ہوئے سنجیدگی سے بولی کیونکہ کوئی بھی کام ہو صائم زیادہ تر اذلان کو ہی فون کرتا تھا۔

یونی میں اذلان صائم کا سینئیر رہا تھا اسلئے اس کی اذلان کے ساتھ کافی اچھی دوستی تھی سونے پہ سہاگہ زمان صاحب کے ساتھ احتشام کی دوستی ایک طرح سے فیملی ٹرمز نکل آتے تھے تو ان سب کی کافی اچھی بول چال تھی۔

"اوہ او کے۔ کیا خریدنا ہے آپکو۔"

اس نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے استسفار کیا اور قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ پریشے نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"یہ تو اب میں گفٹ شاپ پہ یا لیڈیز شاپ پہ ہی کچھ دیکھوں گی تبھی معلوم ہو گا کہ مجھے کیا لینا ہے اس کے علاوہ بھی اگر مجھے کچھ لینا ہوا تو میں دیکھ لوں گی۔"

وہ اطراف میں نگاہیں دوڑاتے بے نیازی سے گویا ہوئی معاً اذلان کی نگاہ ایک جانب جینٹس شاپ کی جانب اٹھی تھی۔

"اچھا آپ نے جو بھی دیکھنا ہے دیکھیں اور بلا جھجک خریدلیں میں اتنی دیر میں عفان کیلیے شرٹ اور گھڑی پہ نظر ثانی کرلوں کیونکہ اگر نالے کر گئے تو اس کے موڈ کا آپ کو پتہ ہی ہے۔"

اذلان مدھم سا مسکراتے ہوئے بولا تو پریشے نے بے ساختہ اسکی نظر اتاری کیونکہ عموماً سنجیدہ رہنے کی بدولت اس کی شخصیت ذرا سی اکھڑ مزاج محسوس ہوتی تھی مگر یہ بات کم ہی لوگ جانتے تھے کہ ظاہری طور پہ سرد دکھنے والا یہ انسان اندر سے کس قدر خوبصورت ہے۔

"او کے بھائی میں وہاں سامنے جاتی ہوں۔آپ کو جو لینا ہے وہ دیکھ لیں۔"

پریشے سامنے دکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور مسکرا کر اس دکان کی جانب بڑھ گئی۔اس سے پہلے کہ اذلان مطلوبہ دکان کی جانب بڑھتا اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا جہاں اس کے پی اے کی کال تھی۔اس نے سرعت سے فون اٹھاتے کان سے لگایا اور اس کی بات سنتے بے دھیانی میں آگے کی جانب بڑھنے لگا۔

"واٹ ربش۔"

وہ جو اپنی پیشانی مسلتے بے دھیانی میں آگے کی جانب بڑھ رہا تھا زوردار تصادم کی صورت میں اس کا فون چھوٹتے بے دردی سے زمین بوس ہوا اگلے ہی لمحے اس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔ محرم جو تحریم بیگم کو فون پہ اپنی واپسی کے متعلق آگاہ کر رہی تھی چٹانی وجود سے ٹکراتے ہی اسے اپنے آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے بروقت کسی چیز کا سہارہ لیتے خود کو گرنے سے بچانا چاہا اگلے ہی لمحے دو مضبوط ہاتھوں نے محرم کو سہارا دیا تھا۔وہ اس کا کوٹ اپنی مٹھیوں میں جکڑے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔اچانک ٹکر کی بدولت اس کی آنکھوں میں نمی سی پھیل گئی۔وہ ابھی تک اس کا بازو ہی تھامے ہوئی تھی۔اذلان نے کوفت سے اس کے جھکے سر کو دیکھا جو اس کے کوٹ کو اپنا مال سمجھ کر کھڑی تھی۔ایک تو وہ اپنے پی اے سے اس قدر ضروری بات کر رہا تھا کہ اس محترمہ سے سارا کام خراب کر دیا۔

"ہیلو مس آپ ٹھیک ہیں۔؟"

اذلان کو احساس ہوا کہ شاید اسے کچھ زیادہ ہی لگ گئی ہے تبھی اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کی طرف پریشانی سے متوجہ ہوا جو ابھی بھی اپنا سر تھامے ہوئی تھی۔اس کے ورزشی جسم کے آگے تو وہ اور چھوٹی اور نازک لگ رہی تھی لیکن چہرہ نیچے ہونے کی وجہ سے اسے دیکھ نہیں پایا تھا۔ محرم جو اپنا سر دونوں ہاتھوں سے دباتے موبائل کی سکرین میں دیکھ رہی تھی جہاں ابھی بھی کال چل رہی تھی معاً اپنے قریب سے محسوس ہونے والی تیز کلون اور سیگریٹ کی ملی جلی مہک پہ اس کی آنکھیں خوف کے مارے پھیل گئی۔اس نے تڑپ کر اپنا چہرہ اوپر اٹھایا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے اس کی جان ہوا ہو گئی جو سرد و سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب ہی متوجہ تھا مگر اگلے ہی لمحے اذلان کی آنکھوں سے سرد مہری کا عنصر ہٹتے ایک مخصوص چمک نے لے لی۔ وہ اپنی جگہ پہ ساکت رہ گیا۔

پیچ کلر کا سوٹ زیب تن کیے جس کے بارڈر پہ کڑھائی ہوئی تھی،ڈوپٹہ سر پر سلیقے سے اوڑھے، گورا شفاف و شاداب چہرہ، گلابی ہونٹ، تھوڑی پہ چمکتا سیاہ تل،اور ناک پہ موجود نوز پن جو اس کے معصوم چہرے پر اور زیادہ جچ رہی تھی۔ وہ تو سادگی میں بھی تمام ہتھیاروں سے لیس تھی۔

وہ مبہوت سا کھوئی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔ محرم کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے اپنی نم ہتھیلیاں مسلتے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے نسوانی مترنم آواز اسے ہوش کی دنیا میں کھینچ لائی تھی۔

"ایکسکیوز می۔ایم رئیلی سوری آپ کو کہی لگی تو نہیں۔وہ دراصل میں فون پہ مصروف تھی تو انجانے میں آپ سے ٹکرا گئی۔"

محرم جھجکتے ہوئے کسمسا کر اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی سعی کرتے ہوئے معذرت خوانہ لہجے میں بولی۔اذلان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔کس قدر میٹھے لہجے میں وہ اس سے مخاطب تھی۔اس کے بولنے کے انداز پر اذلان کو اعتراف کرنا پڑا کہ اس سے زیادہ معصوم لڑکی اس نے آج تک نہیں دیکھی۔وہ یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہا تھا اور محرم اس کی نگاہوں کی ارتکاز سے گھبراتے پہلو پہ پہلو بدل رہی تھی۔اس کی گھبراہٹ کے پیشِ نظر اذلان نے واپس اپنے خول میں سمٹتے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا اور گہرا سانس بھرتے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔

"نو۔آئی ایم سوری۔آپ کو کہی لگی تو نہیں۔"

اذلان اس کی بات کو ایک جانب رکھتے اپنے مخصوص سنجیدہ مگر سرد لیجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔اس نے عجیب سی نگاہوں سے اس سوٹڈ بوٹڈ شخص کی جانب دیکھا۔

"نہیں تھینک یو۔"

محرم اس کے رویے پر پریشان ہوتے ہوئے نظریں جھکاتے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولتے ہوئے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ اب مزید کسی بھی قسم کی بات کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔اس کے جاتے ہی وہ اپنے حواسوں میں لوٹا تھا۔نگاہوں کے سامنے ابھی بھی اس پری وش کا چہرہ گھوم رہا تھا۔اس کی نگاہوں نے اسے نگاہوں سے اوجھل ہونے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

****

سب کھانے کی میز پر براجمان پوری دلجمعی سے کھانا کھاتے ہوئے آپس میں باتیں کرنے میں بھی مصروف تھے کہ اسی دوران اچانک ڈور بیل بجنے کی آواز پہ سب نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ باہر کھڑے شخص نے بیل پکڑ ہی لی جیسے اس نے کہیں بھاگ جانا ہے۔آیت نے گھٹیا شخص کی گھٹیا حرکت پہ دانت پیسے تھے جس نے ان کا کھانا بھی حرام کر دیا تھا۔

اندر بیٹھے نفوس کی توجہ دروازے کی طرف مبذول ہوئی تو مسز قریشی نے پریشان ہوتے مخاطب کیا۔

"اس وقت کون آگیا۔اللہ خیر کرے۔"

"مسز پریشان نہ ہوں میں دیکھتا ہوں۔"

مراد صاحب ان کے چہرے پہ گھبراہٹ دیکھ کر تسلی آمیز نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے اٹھے۔اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتے آیت نے درمیان میں ہی انہیں ٹوکا تھا۔

"بابا رکیں آپ میں دیکھتی ہوں یہ جو بھی ہے معمولی انسان نہیں معلوم ہو رہا۔"

وہ یہ بات کہ کر ڈائیننگ ٹیبل سے چھری اٹھاتے اپنے اندر امنڈنے والے ڈر کو ایک جانب رکھتے دبے پاؤں دروازے کی جانب بڑھ گئی۔جبکہ اس کی پشت پہ کھڑے مراد صاحب اور فوزیہ بیگم اس کی بیوقوفیوں پہ دھیمے سے ہنس دیے کیونکہ اس لڑکی کا حقیقت میں کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔مراد صاحب نے بھی اس کے پیچھے جانا ضروری سمجھا مبادہ وہ سچ میں کسی کا سر نا قلم کر دے۔آیت نے چھری اپنی پشت پہ چھپاتے جھٹکے سے دروازہ کھولا مگر اگلے ہی لمحے اس کی زوردار چیخ گھر کی فضا میں گونجی تھی۔

"آہہہہہہہ"

وہ مسلسل چیخ چلا رہی تھی اور اچھل اچھل خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ وہ دونوں بھی اس کی چیخ پہ گھبرا کر جلدی سے دروازے تک پہنچے مگر انہوں نے وہاں جو منظر دیکھا اسے دیکھتے ہی مسز قریشی کی آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا۔ وہ حیرت اور صدمے کی سی ملی جلی کیفیت میں سامنے کا منظر تک رہیں تھی جب مسٹر قریشی نے ان کی حالت کے پیشِ نظر ان کے کندھے پر بازو پھیلاتے ہوئے انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔ آیت مسلسل اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی اور ایان وہ محبت سے کبھی اس کے بالوں کو چومتا تو کبھی پیشانی کو۔ وہ دونوں ماں باپ خوشی سے مسکراتے ان کا ملن دیکھ رہے تھے۔

"برخوردار بہن سے مل لیا ہو تو یہاں بھی نظر کرم کیجیے اپنا۔ منتظر ہیں یہاں بھی ہم۔"

ایان جو آیت کو سینے سے لگائے کھڑا اسے رونے سے باز کرا رہا تھا باپ کی آواز پر ان کی جانب متوجہ ہوا۔ ان سے ملتے ہی وہ فوزیہ بیگم کی جانب بڑھا اور اپنے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے ان کا ماتھا محبت سے چوما۔ اور ان کے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے چپ ہونے کا اشارہ کیا۔

"اوہ ہووو بس کر دیں نا آپ دونوں نے کتنا رونا ہے اب تو میں آ گیا ہوں نا۔"

ایان ان عورتوں کو مسلسل روتے دیکھ ہنستے ہوئے ان کی اداسی کا سبب ذائل کرنے کی خاطر بولا تو وہ دونوں اس کی بات پہ روتے ہوئے بھی مسکرا دیں تھی۔ ایان نے ان دونوں کا مسکراتا چہرہ دیکھ تشکر سے گہرا سانس بھرا۔

"تم نے تو ہفتے کو آنا تھا نا۔ پھر آج یوں اچانک۔"

مسز قریشی آنسو صاف کرتے ہوئے بولیں۔ ایان نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔

"میری پیاری ماما جان آنا میں نے ہفتے کو ہی تھا لیکن پھر سوچا کیوں نہ آپ کو سرپرائز دے دوں اور میری توقع کے عین مطابق میری آمد پہ سب کو سکتہ طاری ہو گیا تھا تو بتائیں پھر کیسا لگا سرپرائز۔"

ایان اندر کی طرف جاتے ہوئے ہنوز ماں کو حصار میں لیتے ہوئے بول رہا تھا۔ فوزیہ بیگم نے محبت سے اس کے گال پہ ہاتھ پھیرا۔

"بہت برا لگا عجیب مخلوق ہو ڈرا دیا ہم سب کو اور اب پوچھ رہے ہو کہ کیسا لگا ادھر آؤ ذرا بتاتی ہوں تمھیں میں۔"

آیت اس کی بات پہ تنک کر تند لہجے میں پہلی بار گویا ہوئی۔ ایان نے بروقت فوزیہ بیگم کی پشت پہ پناہ لی تھی۔

"اچھا اچھا بس کرو زیادہ ڈرامے لگانے کی ضرورت نہیں ہے جا کر اپنا منہ دھو کر آؤ چڑیل لگ رہی ہو بالکل۔"

آیان اسکا مزاق اڑانے والے انداز میں بولتے اسے جلا کر راکھ کر گیا کیونکہ رونے کی بدولت سارا کاجل پھیل کر آیت کے گالوں پہ لکیروں کی صورت میں نشان چھوڑ چکا تھا۔

"بابا دیکھیں نا اسے۔ یہ پھر سے تنگ کر رہا ہے۔"

"ہاہاہا نہیں کرو ایان میری بیٹی کو تنگ۔"

مسٹر قریشی اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے بولے ساتھ ہی آیت کو حصار میں لیا تھا۔

"آپ بھی ہنس رہے ہیں جائیں میں ناراض ہوں بس آپ سب سے سب نے اس بدتمیز کے آنے پہ پارٹی ہی بدل لی اور اب میں اس وقت ہی مانونگی جب آپ شاپنگ پر لے کر جائیں گے۔"

ناراض ہوتے ہوئے آیت نے ساتھ حل بھی پیش کیا۔

"اوکے بابا لے جائیں گے اب مان جائیں آپ۔"

مسٹر قریشی نے اس کی بات مانتے مسئلہ ہی ختم کر دیا۔ آیت نے ہنس کر ان کے سینے پہ سر رکھا تھا اور آسودگی سے آنکھیں موندلی معاً اچانک ہی کچھ یاد آنے پہ اس نے چونک کر سب کی جانب دیکھا۔

"اوہ ہاں بابا ماما یاد آیا حجاب کی برتھڈے ہے کل تو ہم سب نے جانا ہے اسی بدولت میں نے اس کے لئے بھی گفٹ لینا ہے۔"

آیت نے سب کو اطلاع دیتے سوالیہ انداز میں سب کی جانب دیکھا۔

"جی جی صائم کا فون آگیا تھا مجھے اچھا ایان آپ بھی چلو گے کیا۔"

آیت کی پریشانی ختم کرتے اب وہ ایان سے مخاطب ہوئے جس کے چہرے پہ تھکاوٹ صاف چھلک رہی تھی۔"

"امم نہیں بابا آج ہی آیا ہوں میں ریسٹ کرونگا اور کل میں نے اپنے دوست کی طرف جانا ہے جو کہ بے حد ضروری ہے یونی کا کچھ کام ہے آپ لوگ چلے جایئے گا۔ میں وقت دیکھتے مل آؤں گا۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے تھکے تھکے سے انداز میں بولا۔ آیت نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ٹھیک ہے پھر ہم سب تو جائیں گے آپ دوست سے مل لیجیئے گا مگر ہمارا جانا فلحال ضروری ہے۔"

مسز قریشی نے بھی ان کی بات میں حصہ لیا تو وہ خاموشی سے سر جھکا گیا۔

"اچھا ماما جان اب ان سب باتوں کو چھوڑیں اور مجھے کھانا دیں دے جلدی سے بھوک سے جان نکل رہی ہے میری فلائٹ میں بھی کچھ نہیں کھایا کہ گھر جا کر آپ کے ہاتھوں کا بنا ہوا کچھ سیر ہو کر کھاؤں گا۔"

ایان صاحب کی تو فرمائشی لسٹ شروع ہو گئی تھی۔ ہوتی بھی کیوں نا اتنے ٹائم بعد ماں باپ اور بہن سے ملا تھا۔اس کی بات پہ فوزیہ بیگم تو باقاعدہ کھل ہی اٹھی تھی تبھی اس کے سر پہ بوسہ دیتے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی پلیٹ میں کوفتے ڈالنے لگی۔ ساتھ ہی روٹی اور سلاد اس کے سامنے رکھا تھا۔

"آج میرا بیٹا بس اسی پہ گزارا کرے کل آپ جو کہو گے میں بنادوں گی۔"

وہ اس کے بال سنوارتے ہوئے چاہت بھرے لہجے میں بولی تو وہ ان کا ہاتھ چومتے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اتنے عرصے بعد گھر کے کھانے کی اشتہا آمیز خوشبو ایک طمانیت بھرا احساس اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

انہیں سب باتوں میں ان سب نے کھانا کھایا تھا۔اس کے بعد آیت کو فوزیہ بیگم کے ساتھ کچن کی جانب بڑھ گئی البتہ ایان آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

****

محرم اس حادثے کو ذہن سے جھٹکتے جوں ہی دکان پہ داخل ہوئی تو وہ ہنوز ٹیڑھے میڑھے منہ بناتی سامان پسند کرنے کی تگ و دو میں تھی تبھی محرم نے اسے مخاطب کیا۔

"عزہ کچھ پسند کیا تم نے یا نہیں۔؟"

محرم اپنے ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگ کو ایک جانب رکھتے ہوئے اپنے دھیان میں بولی مگر جوں ہی اس کی نگاہ عزہ کے ساتھ کھڑے وجود پہ پڑی جو مسکراتے ہوئے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی۔

"کیسی ہو محرم۔"

پریشے کی نظر ساکت کھڑی محرم پر پڑی تو زیرِلب مسکراتے خوشدلی سے گویا ہوئی۔ محرم ایکدم اپنے خیال سے چونکتی خجل سی ہو گئی۔

"اوہ پریشے تم واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز میں تو بلکل ٹھیک ہو تم بتاؤ۔ کتنے عرصے بعد ملیں نہ اور جاب کیسی جا رہی۔ بابا نے اطلاع دی تھی تمہاری جاب کے بابت۔"

محرم تو پریشے کو عزہ کے ساتھ دیکھ کر سن ہی ہو گئی کیونکہ کافی عرصے بعد وہ آپس میں یوں مل رہے تھے اور وہ بھی بلکل اچانک۔

"ہاں میں بھی آج شاپنگ کیلیئے آئی تھی بھائی کے ساتھ اور ویسے بھی کل تو ملاقات ہونی ہی تھی ہماری۔ یقین کرو مجھے تم لوگوں سے یوں مل کر کس قدر خوشی ہو رہی ہے اور رہی جاب کی بات تو وہ بھی اچھی جا رہی ہے مگر وہ تمہارے کزن صاحب۔"

"پریشے شاپنگ مکمل ہو گئی آپ کی۔؟"

اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی اذلان نے وہاں آکر اسے مخاطب کرتے اس کی بات میں مداخلت کی تھی۔ سب نے بیک وقت بھاری مردانہ آواز کی جانب نگاہیں اٹھائی تھی۔

"جی بھائی۔ بس ہو گئی یہ دیکھیں مجھے کون ملا محرم اور عزہ زمان انکل کی بیٹیاں آپ ان سے بہت کم ملے نہ یا شاید ملے ہی نہیں کیونکہ ذاتی طور پہ آپ کا صائم بھائی کے گھر جانا ہی نہیں ہوا۔"

پریشے نے خوشی سے چہک کر بولتے اذلان کو اپنی طرف متوجہ کیا لیکن اگلے ہی لمحے جیسے ہی دونوں کی نظروں کا تصادم ہوا دونوں کی آنکھوں میں حیرانگی در آئی کیونکہ اس نے بہت پہلے پریشے اور عفان کے بڑے بھائی کو دیکھا تو تھا مگر اب یاد بلکل نہیں تھا۔ عفان سے تو یونی میں بات چیت ہو جاتی تھی اور پریشے بھی ابھی ہی یونی سے پڑھ کر نکلی تھی تو اسلئے ان دونوں سے اچھی خاصی بول چال تھی مگر اذلان سے وہ سب بلکل ہی انجان تھی۔

"اسلام وعلیکم۔"

اس نے بغور اس کی ساکت آنکھوں میں جھانکتے سلام کیا تو محرم ہوش میں آتے سلام کرتے ایک طرف ہو گئی۔ اس کی گہری نگاہیں ویسے بھی اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس کے برعکس عزہ اپنی عادت کی وجہ سے زیادہ دیر خاموش نہ رہ پائی۔

"آپ کیسے ہیں بھائی میں تو آپ کو پہلی دفعہ دیکھ رہی مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ آپ اتنے پرکشش خوبصورت اور ہینڈسم ہے تو تھوڑی سی خوبصورتی اپنے بھائی کو بھی دے دیتے۔"

عزہ تو پرجوش سی اپنے ہی راگ الاپ رہی تھی مگر آخری بات وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولی تھی۔

محرم جو اس کے ساتھ کھڑی اس کی بکواس سننے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی اس بات پہ اس نے عزہ نے اس کی کمر پہ زبردست قسم کا ٹھوکا مارا تھا کہ وہ اس اچانک حملے سے بلبلا اٹھی۔

"میں بلکل ٹھیک۔ آپ بتائیں کیسی ہیں۔"

اذلان اپنے مخصوص سنجیدہ لب و لہجے میں بولا۔ عزہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو موبائل پہ کسی کو میسج ٹائپ کر رہا تھا۔

"جی میں بھی بلکل ٹھیک۔آپ اتنا کم بولتے ہیں کیا۔"
عزہ کی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی۔

"جی۔"

جبکہ اپنی بات پہ اس کے ایک لفظی جواب پر عزہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ محرم نے عزہ کی صورت دیکھ تیوری چڑھائی جو اذلان کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔

"چلیں پریشے دیر ہو رہی ہے مجھے۔"

اذلان ایک نظر محرم کو دیکھ کر پریشے سے مخاطب ہوا تو وہ بھی کاؤنٹر پہ اپنا سامان پیک کروانے لگی۔اذلان نے ایک خاموش نگاہ پوری دکان میں دوڑائی تھی۔

"جی بھائی آپ چلیں بس میں یوں آئی۔"

پریشے کہ کر کائنٹر کی جانب ہی کھڑی رہی تاکہ بل ادا کر سکے۔اس کی بات پہ اذلان ان دونوں کو الوداعی کلمات کہ کر دکان سے باہر نکلا اور گہرا سانس بھرتے اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔

"ہنہہ اکڑ دیکھی ہے ان میں جیسے کہی کے شہزادے لگے ہو بندہ اتنا سڑی مرچ بھی نہ ہو ویسے۔"

محرم نے منہ بسور کر جلتے بھنتے اس کی شخصیت پہ طنز کیا تھا۔ محرم کے اس طرح بولنے پر عزہ نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا کیونکہ محرم نے کبھی کسی کے بارے میں رائے قائم نہیں کی تھی اُسے تو کسی کی ذات سے بھی مطلب نہیں ہوتا تھا۔

اس لیے کبھی کبھی عزہ اور حجاب اسے بھولی بھی کہتے تھے۔

"اوکے میں چلتی ہوں اب کل انشاءاللہ ملاقات ہو گی سب سے۔"

پریشے ان دونوں کے گلے ملتے ہوئے اپنے بیگز اٹھاتے باہر کی طرف چل دی۔ پیچھے وہ دونوں بھی کاؤنٹر پر بل کلئیر کروانے کے بعد باہر کی جانب بڑھی۔ پارکنگ لاٹ میں کھڑے اذلان شاہ کو دیکھ کر اس نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔ گاڑی کی جانب بڑھتے اس کی نگاہ ایک لڑکے کی جانب بڑھی جو سیگریٹ پہ سیگریٹ چڑھا رہا تھا۔ محرم نے غصے سے ناک منہ چڑھائی تھی مطلب سیگریٹ ہے یا آب حیات جو گھونٹ پہ گھونٹ بھری جائے۔

"نا جانے کیسے یہ کام کر لیتے ہیں یہ لوگ۔ سیگریٹ بھی بھلا کوئی پینے والی چیز ہے۔ کوفت ہوتی ہے مجھے ایسے لوگوں سے۔"

اس کا رعونت ذدہ لہجہ اپنی گاڑی سے پشت ٹکائے فون پہ مصروف اذلان شاہ کی سماعتوں میں گونجا تو اس نے بے ساختہ اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا جو بلکل خالی تھے۔ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا مگر اچانک ہی اپنی بے اختیاری پہ وہ دل ہی دل میں خوب شرمندہ ہوا تھا۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے دھول اڑاتی اپنے اپنے گھروں کی جانب گامزن تھی۔

****

شام کے سائے ہر جانب بسیرا کر چکے تھے۔ کالی رات مزید گہری ہوتی جا رہی تھی۔ سیاہ بادلوں نے آسمان پہ ڈیرا جمایا ہوا تھا مگر نا جانے کیوں اس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر آنکھیں موندے دایاں ہاتھ آنکھوں پر رکھے تھکا تھکا سا لیٹا ہوا تھا۔ ذہن کے دریچوں میں آفس کے مناظر کسی فلم کی مانند گردش کر رہے تھے اسی دوران کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے گہرا

سانس بھرا اور ہلکا سا ہاتھ اٹھا کر دیکھا تو توقع کے عین مطابق نادیہ بیگم کمرے میں دودھ کا گلاس اور دوائی لیئے داخل ہو رہی تھی۔ آہٹ پر وہ پہچان گیا تھا کہ اندر کون آیا ہے۔

"ماما میں نے کہا بھی تھا کہ میں بلکل ٹھیک ہوں بس سر ہلکا سا درد ہو رہا ہے آپ کو زحمت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے ایک نگاہ ان پہ ڈالتے ناراضگی سے گویا ہوا۔ نادیہ بیگم نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ان کی اکلوتی جان سے بھی عزیز اولاد تھی۔

"ارے تھوڑا درد کیا ہوتا ہے یہ دوائی لائی ہوں میں اور دودھ بھی چلو جلدی پیو اسے کچھ ہی دیر میں آرام آجائے گا تمہیں۔"

وہ تھوڑا غصے سے جھڑکنے والے انداز میں بولیں تو معاذ نے تاسف سے ان کی جانب دیکھتے ان کی ہتھیلی سے دوائی لی۔ دوائی کھا کر دودھ پیتے ہی اس نے کھینچ کر نادیہ بیگم کو اپنے سرہانے بٹھایا اور پر سکون سا ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔ انہوں نے تفکر سے اس کا چہرہ جانچا جو بے تاثر تھا۔

"کیا ہوا میرا بیٹا پریشان ہے۔"

انہوں نے اس کے سر میں انگلیاں چلاتے ہوئے استسفار کیا تو وہ ان کا نرم گرم لمس اپنے بالوں میں محسوس کر آسودگی سے آنکھیں موند گیا۔

"نہیں ماما۔ کچھ نہیں بس ویسے ہی سر درد ہے۔"

آفس میں کام زیادہ تھا تو اس لئے اب دوائی کھالی ہے صحیح ہو جاؤں گا صبح تک آپ بلکل بھی پریشان نا ہو۔"

وہ انہیں بہلانے کی طرح بات کو گول مول کرتے ہوئے بولا۔لاپرواہی دکھانے کی بہت کوشش کی گئی تھی مگر وہ بھی اس کی ماں تھی اس کی ایک ایک رگ سے واقف۔

شازیہ بیگم نے اس کے تسلی آمیز لہجے پہ خود بھی زیادہ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ اس کے سر میں پہلے ہی درد تھا بعد میں بات کرنے کا سوچتے وہ خاموشی اختیار کر گئی اور وہ بھی ویسے ہی ماں کی آغوش میں سکون محسوس کرتے نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔

****

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں بیٹھے سیاہ بادلوں سے ڈھکے آسمان پہ نگاہیں جمائے سب گھر والوں کے رویے کے بابت سوچ رہی تھی۔اسے شدید قسم کی حیرت ہوئی تھی ایسا کیسے ممکن تھا کہ کسی کو بھی اس کی سالگرہ کے متعلق کوئی علم نا ہوتا یا یاد نا ہوتی کیا وہ سب کیلیے اس قدر ناکارہ تھی۔

"میں ہی سب کی برتھ ڈے یا خاص دنوں وغیرہ کو یاد رکھوں باقی کوئی میرے متعلق نار کھا کریں۔"

وہ ہاتھوں میں موجود تکیے میں سے روئی نکالتے غصے سے زمین پہ پھینکتے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی مگر پھر بھی غصہ تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں حجاب کوئی نہیں کر رہا تو نا کریں ہم اکیلے ہی کافی ہیں خود کیلیے۔"

وہ ایک ادا سے اترا کر بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دراز سے کیک نکالتے اس نے میز پہ سجایا تھا۔اس دوران اس کی آنکھیں بخوبی چمک رہی تھی۔کچھ ہی دیر میں کیک منہ میں ڈالتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجائی تھی۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو ڈیئر حجاب۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجاتے خوشی گویا ہوئی اور دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے اطراف میں یوں دیکھا جیسے سب اسے سالگرہ کی مبارک باد دے رہے ہو۔ چند ساعتوں بعد اپنے اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ چہکتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھی۔

"اب سکون کی نیند آئے گی۔"

وہ بیڈ پہ گرتے ڈھے جانے والے انداز میں بولتی خود پہ کمفرٹر اوڑھ گئی۔ وقتی تسکین کیلیے وہ یہ کر تو چکی تھی مگر جانتی تھی نیند ابھی بھی آنا ناممکنات میں سے ایک ہے۔ گھر بھر کی سب سے لاڈلی اور چھوٹی بیٹی ہونے کی بدولت کبھی بھی کوئی اس کی سالگرہ فراموش نہیں کر پاتا تھا مگر آج سب کے رویے سے اس کا سچ مچ دل دکھا تھا۔ اس نے لیٹے لیٹے یوں ہی کمرے میں نگاہ دوڑائی تو نظر دیوار پہ لگے ایک فریم پہ جم کر رہ گئی جس میں سب موجود تھے۔ اس نے ایک شکوہ کناں نگاہ سب پہ ڈالی اور منہ بسورتے کروٹ بدل گئی۔ یہ ناراضگی ظاہر کرنے کا صاف اشارہ تھا۔ کچھ ہی دیر میں یوں ہی ٹکٹکی باندھے سامنے دیوار کو دیکھ دیکھ کر نا جانے کب نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

****

گھڑی رات کے پونے بارہ بجا رہی تھی۔ ہر جانب خاموشی کا راج تھا۔ گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز لاؤنج میں گونج رہی تھی اور وہ دونوں آپس میں سرگوشیوں میں بات کرنے میں مصروف تھی۔

"سب کچھ سیٹ کرلیا ہے نہ۔ کچھ کمی نہیں رہنی چاہیے کسی بھی چیز میں"

عزہ نے سلیب پہ رکھی موم بتیاں ہاتھ میں تھامتے استفسار کیا۔ محرم نے ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"ہاں سب کچھ میرے خیال میں تیار ہے بس تم وہاں سے چھری پکڑلو۔ سب سے اہم چیز ہے بلکل مت بھولنا۔"

محرم نے اس کے ہاتھ سے موم بتیا پکڑتے ہوئے اسے آرڈر جاری کیا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے مڑ گئی۔

اسی اثناء میں ڈور بیل کی زوردار آواز نے ان دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرگئی۔ ایک لمحے کیلیے تو وہ دونوں ہی گھبرا گئی مگر اگلے ہی لمحے محرم اور عزہ نے حیرانگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا کیونکہ رات کے بارہ بجے یوں گھر کون آسکتا تھا۔ ان کے لیے یہ بات باعث حیرت تھی۔

"میں دیکھتی ہوں آپی۔"

عزہ نرمی سے بولتے مڑی معاً محرم کی آواز سن کر وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"پہلے ہول سے دیکھنا یوں ہی منہ پھاڑ کر دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولی اور اس کے جاتے ہی سرعت سے اپنا ڈوپٹہ اچھی طریقے سے خود پہ پھیلایا تھا۔

اس سے پہلے کے عزہ دروازے کی جانب بڑھتی صائم جو ہسپتال کا کچھ کام کرنے میں مصروف تھا بیل کی آواز پہ عجلت میں نیچے کی جانب آیا تھا اسے ٹوک کر خود دروازے کی جانب متوجہ ہوا۔ محرم اور عزہ نے بھی صائم کی تقلید کی تھی مگر دروازہ کھولتے ہی جو چہرہ انہیں دیکھنے کو ملا ان سب کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔ محرم اور عزہ تو سکتے کی کیفیت میں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج کے دن یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا۔ وہ مارے حیرت کے کچھ بول بھی نہیں پا رہی تھی۔ ان دونوں کے تسلسل کو صائم کی بھاری آواز نے توڑا تھا۔

"ایان تم کب آئے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔"

صائم خوشگوار حیرت میں گھرے ایان کو گلے لگاتے ہوئے گویا ہوا تو آیت نے اس کے مٹھاس بھرے لہجے پہ ناک منہ چڑھائی تھی۔

"صائم بھائی میں بھی آئی ہوں یہاں کبھی مجھ سے بھی پیار سے بات کر لیا کریں۔"

آیت کو ایان کے ساتھ ہی خان ہاؤس آئی تھی صائم کو دیکھتے ایک ادا سے بولی۔ صائم نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو بلیو رنگ کے گھٹنوں کو چھوتے فراک اور جینز کے ساتھ ڈوپٹے مفلر کی صورت میں گلے میں ڈالے اسے زہر سے بھی بری لگی تھی۔

"کر سکتا ہوں مگر افسوس آیت بی بی آپ کی صورت دیکھ کر میرے وجود میں صرف ایک ہی احساس پنپتا ہے وہ بھی بے تحاشہ غصے کا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔ آیت اس کی بات پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"اور تم منحوس۔ تم نے کیوں نہیں بتایا کتنی تم چھپے رستم ہو۔"

عزہ آیت سے ناراض ہوتے ہوئے اس کے شانے پہ دھموکا جڑتے ہوئے بولی۔

"یار سچ میں میرے ذہن میں ہی نہیں رہا ویسے بھی یہ میرے لیے کونسا اتنا ضروری ہے جو مجھے یاد رہتا۔"

آیت شرمندہ ہوتے ہوئے آخر میں مصنوعی کوفت سے گویا ہوئی۔ محرم ان کی باتوں پہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ایان سے ملتے گہرا سانس بھر گئی۔

"چلو اب اندر تو آؤ کہ ساری باتیں دروازے پہ ہی کر لینی ہے اور ویسے بھی بارہ بجنے والے ہیں اب مزید دیری مناسب نہیں ہے ورنہ بمب کا گولہ پھٹ جائے گا ہمیں بس اب اٹیک کرنا چاہیے۔"

محرم ایان کو اندر آنے کا کہتے ہوئے آخر میں شرارت بھرے لہجے میں بولتے ان سب کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

"جی جی چلیں فوج تو نا جانے کب سے تیار ہے۔"

عزہ مخصوص فوجیوں کی مانند سیلیوٹ مارتے ہنستے ہوئے بولی۔ ان سب نے بھی آگے پیچھے مسکراتے ہوئے قدم حجاب کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ سب ونیلا کیک ٹرالی میں سجائے ساتھ اطراف میں غباروں سے سجاوٹ کیے جوں ہی کمرے میں داخل ہوئے جو کمفرٹر کمبل تک تانے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔ اس دوران آیت کا پاؤں کسی چیز پہ پڑا تو اس نے چونک کر وہ کاغذ ہاتھ میں اٹھایا تھا مگر کیک کا خالی پیکٹ دیکھ اس نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"لگتا ہے ترسی ہوئی حجاب نے خود ہی اپنی سالگرہ منالی۔"

ایان مسکراہٹ دباتے مذاق اڑانے والے انداز میں بولا۔ اس کی ہنسی کو بریک محرم کی گھوریوں سے لگی تھی۔ صائم ان سب کو وہی چھوڑتے خود بیڈ کی جانب بڑھا اور ہولے سے اس کے بال سہلاتے جھکا تھا۔

"ہیپی برتھڈے میرا بچہ۔"

صائم اس کے ماتھے پہ بھرپور انداز میں بوسہ دیتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا جو اباً حجاب ذرا سا کسمسائی تھی مگر اگلے ہی لمحے ان سب کو اپنے چہرے پہ جھکا دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھامے عجیب سی نگاہوں سے ان سب کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

"ہیپی برتھڈے ٹو یو۔"

محرم، عزہ، اور آیت ایک کورس میں گنگنائی تو حجاب کی نیند ان کی بات پہ بھک سے اڑی۔ ہاں اسے یاد آیا اس کی تو آج سالگرہ تھی جس کی سیلیبریشن وہ اکیلے ہی کر چکی تھی۔

"تھینکو سو مچ۔ آپ سب کو یاد تھا مجھے لگا کہ آپ سب بھول گئے کیونکہ صبح سے کسی نے ڈھنگ سے بات ہی نہیں کی مجھ سے۔"

حجاب بجھے دل سمیت بولی تو محرم کو بے ساختہ اس پہ پیار سا آیا۔

"ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کا جنم دن بھول جائیں مہارانی حجاب۔"

عزہ شاہانہ انداز میں ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے بولی تو وہ نفی میں سر ہلاتے کھلکھلا کر ہنس دی۔ نا جانے اس نے سوچ بھی کیسے لیا تھا کہ وہ سب اس کی سالگرہ بھول جائیں گے۔

ان سب کو یوں ہی ایک دوسرے میں مصروف مسکراتے دیکھ حجاب کی نظر جیسے ہی دروازے کے اندر اٹھی وہ وہی منجمد ہو گئی۔ وہ یک ٹک بے یقینی کی کیفیت میں دروازے پہ ایستادہ شخص کو دیکھ رہی تھی۔ ایکدم شعور کی منزل طے کرتی ہی وہ جتنی شدت سے چلا سکتی تھی چلائی تھی۔

"بڈی!"

دروازے پر پھیلے ایان کو دیکھ کر حجاب خوشی کے مارے چیخی۔ اتنے عرصے بعد اسے یوں اچانک اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی۔ اس سے بہتر تحفہ اس کیلیے کیا ہو سکتا تھا کہ اس کے اتنے خاص دن پہ اس کا بڈی اس کے ساتھ ہے۔ ایان اس کی کیفیت سے سرشار ہوتے مضبوط قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا۔

"یس لٹل ڈون ایم ہیئر کیسی ہو موٹو۔"

ایان اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے محبت سے اس سے مخاطب ہوا تو وہ اس کے طرزِ مخاطب پہ اس کے شانے پہ ہاتھ مارتے ہنس دی۔

باقی سب بھی ان دونوں کو دیکھ کر دلکشی سے مسکرا دیے کیونکہ وہ سب ان دونوں سے واقف تھے کہ کیسے وہ ایک دوسرے پر جان چھڑکتے ہیں۔ تین سال کا فرق ہونے کے باوجود بھی ان دونوں کی دوستی بے مثال تھی اور پورے خاندان بھر میں جانی مانی تھی جس سے کسی کو انکار نہیں تھا۔ ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا باتیں شیئر کرنا حتیٰ کہ سب سے قبل کچھ بھی بات ہو ایک دوسرے کو فون ملانا یہی ان دونوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ان دونوں ہی کی وجہ سے دونوں گھروں میں رونق تھی۔

"چلو رونا بند کرو بھوتنی۔"

ایان اسے ہنوز روتا دیکھ چھیڑتے ہوئے بولا۔

"اچھا چلو اب بس کرو۔ رات کے بارہ بجے کون سا دکھی سین چل پڑا ہے باقی کا کل پہ رکھتے ہیں ابھی کیلئے کیک کاٹ لو قسم سے بہت نیند آ رہی ہے لیکن یہ مجھے اٹھا کر لے آیا کہ بندریا کی برتھڈے ہیں اسے سرپرائز کرنا ہے۔"

آیت نے مصنوعی جمائی لیتے ہوئے جان بوجھ کر حجاب کو بندریا کہہ کر مخاطب کیا تاکہ اس کا دھیان اس جانب سے ہٹ سکے اگلے ہی لمحے اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئی تھی۔

جبکہ آیت کی بات پہ صائم نے اپنی پیشانی مسلتے آنکھیں گھمائی کیونکہ یہ لڑکی کچھ بھی بولنے کی ہمت رکھتی تھی۔

"تم نے مجھے بندریا کہا تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔؟

تم ہو گے بندر کہی کے۔ سفید والے بندر جو درختوں کو پھلانگتے ہیں۔"

"حجاب جلدی کرو بچہ۔۔۔ ماما بابا اٹھ جائیں گے جلدی سے کیک کٹ کرو۔ صبح سے سب کی روٹین ویسی ہی ہو جانی ہے پھر۔"

اب کی باران کی بے وجہ سے لڑائیوں پہ تھک ہار کر صائم نے بھی اس کی توجہ ٹرالی میں موجود کیک کی طرف مبذول کرائی تو وہ ٹھٹھک گئی اور کھلکھلا کر کیک کی جانب دیکھا۔ جانتی تھی محرم نے اپنے ہاتھوں سے کیک بنایا ہوگا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسے کریم کیک کس قدر پسند ہے۔

حجاب نے ان سب کو ایک نظر مسکرا کر دیکھتے کیک کاٹنے کیلیے چھری تھامتے جوں ہی کیک کو کٹ لگانا چاہا اگلے ہی لمحے بغیر کسی لمحے کی تاخیر کیے پانی کا فوارا ابلتے اس کے کپڑوں کو گیلا کرتا چلا گیا۔

حجاب شاک کی کیفیت میں کبھی اپنے کپڑے تو کبھی غبارے والے کیک کو دیکھ رہی تھی جس پر چاکلیٹ سے سارا کور کر کے اوپر بنٹی لگائی ہوئی تھی دکھنے میں بلکل بھی محسوس نہین ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ حرکت کی گئی ہوگئی۔ حجاب کی حالت دیکھ ضبط کے باوجود سب کی ہنسی نکل گئی۔

"عزہ کی بچی یہ تمہاری حرکت ہے نہ اور آپی آپ۔ آپ بھی اس کے ساتھ مل گئی۔"

حجاب تند نگاہوں سے عزہ کو گھورتے محرم کے سامنے رونا روتے ہوئے بولی اور صائم کے گلے لگ گئی جسے اس نے ہنستے ہوئے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں بھی لے لیا۔

"تمہارے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا مجھے تو بہت مزا آیا۔ وہ کہتے ہیں نا کشمیر کی ٹھنڈی ہوائیں پڑی ہے۔"

ایان چڑانے والے انداز میں بولتے عزہ کے ساتھ تالی مارتے ہوئے ہنس دیا۔ ان کے چھت پھاڑ قہقہے پہ صائم کی کرخت نگاہ ہی کافی تھی تبھی ان کے لبوں سے مسکراہٹ گویا کسی نے نوچ لی تھی۔ حجاب نے ان کی بات پہ منہ بسورا۔

"اچھا اچھا بس اب کوئی تنگ نہ کریں میری بہن کو حجاب گڑیا یہ تو بس ایک چھوٹا سا پرینک تھا۔اصلی کیک تو ہم ماما بابا کے ساتھ کاٹے گے صبح۔"

محرم عزہ اور ایان کو مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے مشکل سے ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولی تو حجاب نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اوکے آپی۔"

ماما بابا کا نام سن حجاب حجاب کی خوشی بھی مزید دوبالا ہو گئی۔

"چلو پھر ہم بھی نکلتے ہیں کافی تاخیر ہو گئی ہے۔"

ایان اپنی کلائی میں بندھی گھڑی پہ وقت دیکھتا ہوا بولا جو رات کے پونا ایک بجا رہی تھی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد سب کو الوداعی کلمات کہتے وہ آیت کو باہر آنے کا اشارہ کرتے باہر اپنی گاڑی کی جانب چل دیا آیت نے بھی سب سے ملنے کے بعد ایان کی تقلید کی تھی۔ان کے جاتے ہی نیند کا خیال سونے پہ سہاگہ کل کا تھکاوٹ بھرا دن کے بابت سوچتے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔کل کا دن بھی ان سب کا بے حد مصروف جانے والا تھا۔

****

اگلے دن صائم کسی کو بتائے بغیر ہی صبح صبح ہسپتال سے لیو لیتے حجاب کو کسی بہانے سے باہر لے گیا تاکہ پیچھے ان سب کا سرپرائز اچھے سے تیار ہو جائے اور کسی قسم کی دقت نا پیش آئے۔حجاب کے جاتے ہی معاذ بھی خان ہاؤس آ گیا تھا تاکہ عزہ اور محرم کی مدد ہو سکے ویسے بھی ان سب تیاری میں کسی مرد کا ہونا بے حد لازم تھا۔گھر کی تقریب ہونے کی بدولت انہوں نے سجاوٹ کا سارا ذمہ اپنے سر لے لیا تھا۔

حجاب کے ڈریس کے رنگ کی مانند منتخب کیے گئے غباروں اور لڑیوں سے ایک مخصوص جگہ کو سجایا گیا جہاں وہ کھڑے ہو کر کیک کاٹنے والی تھی۔ پیچھے سیاہ رنگ کا پردہ لگا ہوا تھا۔ تقریباً دو گھنٹوں کی ان تھک محنت کے بعد ان سب نے گہرا سانس بھرتے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں گھمائی اور تسلی ہوتے ہی ایک دوسرے کے ساتھ مسکراہٹ کا تبادلہ کیا اور خود ہی سجنے سنورنے کی بدولت اپنے کمرے کا رخ کیا تھا تاکہ جلد از جلد تیار ہوتے تحریم بیگم اور زمان صاحب کے ساتھ مہمانوں کو خوش آمدید کہہ سکیں۔

"آپی کیسی لگ رہی ہوں۔"

عزہ خود کا ابھرتا عکس آئینے میں دیکھتے ہوئے بولی۔ محرم نے عزہ کو دیکھ کر بے ساختہ اس کی نظر اتاری۔ سی گرین کلر کی میکسی جو اس کے ٹخنوں کو چھو رہی تھی بالوں کو سٹریٹ کرتے درمیانی مانگ نکال کر دونوں اطراف سے شانوں پہ پھینکا ہوا تھا۔ کانوں میں ننھے منھے پرل جو نہایت خوبصورت لگ رہے تھے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ کسی کی نظر نہ لگے اب جلدی سے اپنی تیاری کو آخری ٹچ دو اور ماما کے پاس جاؤ کسی چیز کی ضرورت نہ ہوا نہیں۔ میں بھی بس تیاری مکمل کر کے پہنچتی ہوں۔

محرم نے سنجیدگی سے اسے ہدایت کی اور اپنے کپڑے لے کر فریش ہونے چل دی۔ پیچھے عزہ نے جلدی جلدی میں ہلکا ہلکا میک اپ کر کے بالوں کو ایک بار پھر سے سیٹ کیا اور آئینے میں اپنا مکمل تنقیدی جائزہ لیتے تحریم بیگم کے کمرے کی جانب چل دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد محرم بھی اپنی تیاری مکمل کرتی وہی چلی آئی۔ تحریم بیگم جو عزہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی اس کی جانب نگاہ اٹھتے ہی سرعت سے آیت الکرسی پڑھتے اس پہ پھونکی تھی کہ کہی

اسے ان کی ہی نظر نا لگ جائے مگر وہ یہ بات سوچتے اس بات کو فراموش کر گئی تھی کہ ماؤں کی نظر کہاں لگا کرتی ہے۔

"واؤو۔ آپی ویسے میں کیا کہہ رہی ہوں کوئی آج آپ پہ لٹو ہی نہ ہو جائے ہمارے آپی چاند کا وہ ٹکڑا لگ رہی ہے جسے دیکھ کر ہی اس کے نایاب ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اتنی پیاری لگ رہی ہیں آپ ماشاءاللہ سے کوئی شہزادہ اب آ ہی جانا چاہیے آپ کیا کہتی ہیں ماما۔"

عزہ شرارت سے آنکھ دبا کر بولی اور تحریم بیگم کو بھی اپنی باتوں میں ساتھ ملانا چاہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ میری بیٹی تو دلہن بن کہ بہت پیاری لگے گی اور ویسے بھی میں نے محرم کے رشتے کے بارے میں کوئی بات کرنی ہے اب ان سب سے نبٹ کر پھر ہو گی تفصیلاً۔"

تحریم بیگم نے محرم کو محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے ان دونوں کو اطلاع دی۔ وہ جو ان کی باتوں پہ محرم جھینپ سی گئی تھی آخری بات پہ بھنویں اچکاتے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا جو مسکراتی نگاہوں سے اسے ہی تک رہی تھی۔

"ماشاءاللہ میری بیٹیاں تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"

اسی اثناء میں زمان صاحب بھی کمرے میں اپنی پر وقار شخصیت سمیت داخل ہوئے اور ان دونوں کو سینے سے لگاتے سر پہ پیار کیا اسی دوران باہر پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پر وہ دونوں ساری سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تا کہ حجاب کو وقت رہتے تیار کر سکیں۔ لاؤنج میں آتے ہی حجاب نے تو سب گھر والوں اور گھر کی سجاوٹ دیکھ کر خوشی کے مارے منہ پہ ہاتھ جما لیے۔

"اووووائووو یہ سب۔ کتنا حسین لگ رہا ہے۔ تھینکو سو مچ ماما بابا آپی بھائی عزہ۔ آپ نہیں جانتے یہ میرے لیے میری زندگی کا سب سے اچھا سرپرائز ہے۔"

حجاب آنکھوں میں چمک لیے بھیگے لہجے میں بولی۔ محرم نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے اس کی پیشانی چومی۔

"اچھا باقی باتیں چھوڑو سب سے پہلے تیار ہو جاؤ مہمان آنے والے ہونگے۔ اس معاملے میں بلکل بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔"

تحریم بیگم کی بات پہ محرم اور عزہ حجاب کو لیتے اپنے کمرے کی سمت چل دی مبادہ سچ میں عین وقت پہ حجاب نارہ جائے اور صائم بھی تیار ہونے کیلیے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

زمان صاحب اور تحریم بیگم نیچے لاؤنج میں ہی موجود تھے تاکہ وہ آنے والے مہمانوں کو ریسیو کر سکیں کیونکہ مہمانوں کی آمد آمد تھی۔ انہوں نے چند قریبی لوگوں کو ہی مدعو کیا تھا تاکہ وہ ان کی بیٹی کی خوشیوں میں شریک ہو سکے۔

"ارے آؤ آؤ۔ احتشام کیسے ہو تم تو ہمیں بھول ہی گئے ہو۔ ابھی بھی میرا بیٹا تمہیں انوائٹ نا کرتا تو تم اپنی صورت ہی نا دکھاتے۔"

مسز خان اور مسز شاہ ایک دوسرے کے گلے لگی اسی دوران زمان صاحب نے احتشام صاحب سے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسے کیسے بھول جائیں گے ہم اپنے جگری یار کو۔۔ بس کاموں میں مصروف۔

اسلام و علیکم انکل کیسے ہیں آپ۔"

اس سے قبل کہ احتشام صاحب اپنی بات مکمل کرتے عفان کی زندگی سے بھرپور آواز نے ان سب کی توجہ اپنی جانب کھینچی جواب پھولوں کا گلدستہ تحریم بیگم کی جانب بڑھا رہا تھا۔پریشے نے بھی نرمی سے عفان کی تقلید کی۔

"ینگ مین میں بلکل ٹھیک آپ سنائیں زندگی سہل ہوئی یا نہیں اور ہماری بیٹی کیسی ہے ان سے تو ملاقات ہو ہی جاتی ہے۔"

زمان صاحب نے عفان کو گلے سے لگاتے ہوئے آخر میں شرارت آمیز لہجے میں بولے۔

"نا چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں بھئی انکل زندگی سہل ہوتی ہے صرف بیوی کے آنے سے مگر میرے بڑے بھیا نا خود بیوی لا رہے ہیں اور نا مجھے لانے دے رہے ہیں پھر کہاں کی سہل۔"

وہ ڈرامائی انداز میں اپنا ماتھا پیٹتا ہوا روہانسے چہرے سمیت بولا۔وہ اس کی بات پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

"ہماری بیٹی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔"

تحریم بیگم نے ان سب کو باتوں میں مشغول دیکھ بے ساختہ پریشے کو گلے لگایا تو وہ جھینپ سی گئی۔

جو گلابی رنگ کی میکسی زیب تن کیے بالوں کی فرنچ بناتے ایک شانے پہ ڈالے ہوئے تھے کانوں میں گول گول آویزے جو اس کی تیاری میں چار چاند لگا رہے تھے۔

"آنٹی محرم وغیرہ کہاں ہے۔"

پریشے متلاشی نگاہیں اطراف میں گھماتے ہوئے بولی۔

"وہ اوپر کمرے میں ہیں آپ اوپر ہی چلی جاؤ۔"

وہ مسکرا کر بولتی دوبارہ ان کی جانب متوجہ ہو گئی۔ وہ بھی اپنی میکسی سمیٹتے آگے کی جانب بڑھی تھی۔ اس کا گھیر ازیادہ ہونے کی بدولت وہ بار بار اس کے پاؤں میں آ رہی تھی جس سے گرنے کا خدشہ تھا۔ پریشے جس کا مکمل طور پہ دھیان اپنی میکسی کی طرف تھا سامنے سے آتے ہوئے معاذ کو دیکھ نہ سکی اور ذوردار تصادم کی بدولت اس سے پہلے کہ معاذ اس کی میکسی سے اڑتے توازن کھوتا اس نے سرعت سے پریشے کے دونوں شانوں کو تھام لیا۔ اس کی نزدیکی پہ پریشے کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

اس سے پہلے کے معاذ کچھ بولتا پریشے کو اپنی نگاہوں کے عین سامنے دیکھ کر اس کی زبان تالو سے چپک گئی۔ وہ آنکھیں پھاڑے یک ٹک اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا جس کی آج سج دھج ہی نرالی تھی معاً پریشے کے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجانے پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"ہیلو سر جی کیسے ہیں۔"

پریشے بھنویں مزے سے اچکاتی آنکھوں میں ڈھیر ساری شرارت لیے بولی معاذ تو گویا ان آنکھوں کی حرکت میں کھو سا گیا معاً اس کے ایک بار پھر چٹکی بجانے پہ وہ اپنی خود ساختہ حرکت پہ خفت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گیا۔

"میں بلکل ٹھیک آپ کیسی ہیں۔"

معاذ شرمندگی کا اثر ذائل کرنے کی کوشش کرتے دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔ اس کا چہرہ دیکھ معاذ کے چہرے پہ جو مسکراہٹ بکھری تھی وہ دور کھڑے مسٹر اینڈ مسز مراد کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی اور مسز مراد کو اسی لمحے اپنے بیٹے کا دل چرانے والی کے بابت پتہ لگ گیا تھا جس بات سے ان کا بیٹا اتنے دنوں سے بے خبر تھا وہ ایک منٹ میں وہ راز جان چکی تھیں۔ انہوں نے سکون سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے مراد صاحب کی جانب کر لیا۔

"انکل آپ کے بڑے صاحبزادے صاحب کدھر ہے جن کا کبھی آنے جانے کو دل نہیں چاہتا۔"

زمان صاحب، احتشام صاحب اور مراد صاحب اپنی باتوں میں مصروف تھے اسی دوران صائم نے احتشام صاحب کو مخاطب کیا۔ مراد کو زمان کا بھائی ہونے کی وجہ سے وہ لوگ جانتے تھے۔

"لو دیکھو وہ آگیا میرا شیر۔"

احتشام صاحب کی تفاخر بھری آواز پہ ان سب کی توجہ بیک وقت داخلی دروازے کی جانب اٹھی تھی جہاں سے وہ اپنی شاندار شخصیت اور سپاٹ چہرے سمیت مضبوط چال چلتے انہی کی جانب آرہا تھا۔ سیاہ رنگ کے پینٹ کوٹ میں نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں میں ایک ٹھہراؤ تھا جو سب کو اپنی جانب متوجہ کرتا تھا۔

"اسلام وعلیکم انکل آنٹی۔ کیسے ہیں آپ دونوں۔"

اذلان نے اپنی مخصوص بارعب انداز میں انہیں سلام کیا اور نرمی سے مسکراتے صائم کے گلے لگا تھا۔ زمان صاحب نے بہت خوشدلی کے ساتھ مصافحہ کیا جبکہ تحریم بیگم نے بھی اس کے سر پر پیار کیا تھا وہ دونوں ہی اس کی شخصیت سے کافی مرعوب دکھائی دے رہے تھے۔

انہی باتوں میں آیت ایان کی فیملی بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔ ان سے ملنے کے بعد وہ سب میز کی جانب بڑھے تھے۔ اذلان کی نگاہیں نا چاہتے ہوئے بھی بھٹک کر اس حسین پری کی تلاش میں تھی جو پہلی ہی نظر میں اس کے دل کی دنیا میں طلاطم برپا کر چکی تھی۔

****

"چلیں اب ہم بھی چلیں اسے دلہن نہیں بنانا ہم نے۔ دماغ چاٹ کر رکھ دیا ہے اس نے ہمارا۔"

آیت حجاب کو دیکھ کر جل بھن کر بولی جو آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہاں ہاں بس ہو گیا بس یہ لاسٹ کرل ڈال لوں۔"

محرم مصروف سے انداز میں بولتے دوبارہ اسی جانب متوجہ ہو گئی۔اگلے دو منٹ میں اس نے کرل ڈال کر ہی دم لیا اور مسکراتی نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا تھا۔

"حجاب تو ماشاءاللہ پرنسس لگ رہی ہے۔"

پریشے نے تو جھٹ سے اسکی تعریف کر ڈالی۔ان سب نے سالگرہ کے مطابق میکسی کی تھیم کی تھی بس سب کے رنگوں میں واضح فرق تھا۔حجاب بھی پلم کلر کی پاؤں کو چھوتی میکسی میں ملبوس تھی جس کے گلے پہ بڑے بڑے پھول لگے ہوئے تھے۔بالوں کو کرل کرتے اس نے ایک ہی شانے پہ رکھا ہوا تھا۔ہلکا پھلکا گلابی میک جو بلکل نیچرل محسوس ہو رہا تھا۔

"چلو اب ویسے بھی کافی لیٹ ہو گئی ہے اس سے پہلے کہ ماما بابا غصہ کریں۔"

محرم نے انہیں تاکید کرتے جلدی سے سامان سمیٹا اور ان تینوں کو حجاب کو لے کر لاؤنج میں جانے کا کہا تھا۔

حجاب کے ساتھ ان چاروں نے جوں ہی لاؤنج میں قدم رکھا تو سب ان کو دیکھتے رہ گئے جو ایک ساتھ چلتی کس قدر خوبصورت لگ رہی تھی۔

ازلان جو صائم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا بے دھیانی میں محرم پہ نگاہ پڑتے ہی جہاں کا تہاں رہ گیا۔وہ آنکھوں میں واضح جگنو لیے بغیر رکے اسے گھورنے کا فریضہ سر انجام دے رہا تھا کہ معاذ کے مخاطب کرنے پہ وہ جلد ہی خود کو کمپوز کرتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا کیونکہ جو بات اسکا دل اسے سمجھانا چاہ رہا تھا وہ اسے قطعی سمجھنا نہیں چاہتا

تھا۔اس کا دل الگ ہی پر لے پہ راگ الاپ رہا تھا۔کچھ ہی دیر میں کیک کاٹتے ہی سب حجاب کے چہرے پہ کیک ملنے میں مصروف تھے کہ اسی دوران کسی کی کھنکتی ہنسی پہ سب کی توجہ اس جانب ہوئی مگر وہاں کھڑی ہنستی آیت کو دیکھ صائم کے چہرے پر ناگواری سرعت سے پھیلی جبکہ چہرے کے عضلات تن گئے جو معاذ کے ساتھ ہاتھ پہ ہاتھ مارتے باتوں میں مصروف تھی یہاں تک کہ ارد گرد کا ہوش بھی نہیں تھا۔اس کی یہ حرکت اذلان نے نہایت غور سے دیکھی اور اس کے بگڑے تیور دیکھ مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔وہ اس کی آیت سے چڑ سے بخوبی واقف تھا مگر فالوقت اس نے اس بابت اس سے کسی بھی قسم کی بات کرنا مناسب نہ سمجھا اور گہرا سانس بھرتے اپنی بھٹکتی نگاہوں پہ قابو پانے لگا۔

پوری تقریب میں محرم مسلسل مسز شاہ کی نظروں کے حصار میں رہی تھی کیونکہ اسے دیکھ کر جو بات ان کے ذہن میں کوندا سا لپکا تھا اس بدولت ان کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔انہیں اپنے اذلان کیلیے ایسی ہی سمجھدار اور معصوم سی لڑکی کی تلاش تھی جو اس کے بیٹے کو ہمیشہ کیلیے سنبھال لیتی۔ایک اچھا بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں انہیں اچھی بہو کی بھی جھلک دکھی تھی۔انہوں نے بہت جلد اس بارے میں احتشام صاحب سے بات کرنے کا سوچا تھا۔

"معاذ بھائی آپ یہاں ہیں میں آپ کو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔"

عزہ جو کب سے معاذ کو ڈھونڈ رہی تھی کچن کے نزدیک کھڑے معاذ کو دیکھتے ہی اس کے پاس پہنچی اور نروٹھے پن سے گویا ہوئی۔

"میں کب سے یہی ہوں اور بتاؤ کیوں ڈھونڈ رہی تھیں مجھے۔

معاذ نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ چپت لگاتے جواب دیا۔

"میں کیوں ڈھونڈ رہی تھی آپ کو۔ وہ میں اففف ایک یہ یاداشت میری پھر سے بھول گئی۔"

عزہ منہ بسور کے بولی تو معاذ کا چھت پھاڑ قہقہہ لاؤنج کی خاموش فضا میں گونجا۔

"کوئی بات نہیں جب یاد آئے جب بتا دینا۔"

معاذ نے پیار سے اس کا گال کھینچتے ہوئے اسے تسلی دی تو وہ مدھم سا ہنس دی تھی۔

"اففف۔ نہیں کھینچا کریں نا گال درد ہوتا ہے۔"

عزہ اپنا گال سہلاتے ہوئے مصنوعی ناراضگی سے گویا ہوئی۔

"ہیلو محترم اور محترمہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

عفان ان کے ساتھ ہی کھڑے ہوتے معاذ کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے دوستانہ لہجے میں بولا۔

"ہم تو ٹھیک ہے ہے تم کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے۔"

"سہی پہچانا بلکل میں بلکل بھی ٹھیک نہیں ہوں تمہیں اب تک تو اندازہ ہو جانا چاہیے تھا۔"

معاذ کے طنزیہ لہجے پہ وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔ وہ دونوں اپنی باتوں میں لگ کر عزہ کی موجودگی کو وہاں فراموش ہی کر بیٹھے تھے۔

"معاذ بھائی ہم نے سیلفیز لینی تھیں یاد آیا۔"

عزہ سے خود کو اگنور کیا جانا برداشت نا ہوا تو عفان کو نظر انداز کرتے معاذ کو مخاطب کیا جس پہ وہ بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلاتے سرعت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عزہ اس کے ساتھ کھڑی ہو کر سیلفی لینے لگی مگر دو تین پار اینگل

بدلنے سے بھی معاذ پورا نہیں آرہا تھا۔ عفان کو یوں دونوں کا ساتھ کھڑے رہنا ایک آنکھ نا بھایا تبھی فوراً عزہ سے فون چھپٹا اور مسکینیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ تھوڑی چھوٹی ہیں محترمہ معاذ بھائی پورے نہیں آرہے میں لیتا ہوں۔ آپ کو اتنا تردد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ کہتے اس نے عزہ کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بنا دو چار سیلفیز لیتے موبائل واپس اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔ اس دوران وہ ہونقوں کی طرح ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"آپ کو محرم بلا رہی ہے۔"

"پر آپ تو کب سے یہاں ہیں آپ کو کیسے پتہ۔"

عزہ کہاں چپ رہنے والی تھی تبھی مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ اس سے پہلے عفان اسے بھیجنے کے لئے کوئی مزید بہانہ تراشتا محرم بھی وہی چلی آئی۔

"ارے آپ سب یہاں ہو وہاں باقی سب آپ لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں چلیں چائے تیار ہے معاذ بھائی نشہ نہیں کرنا آج۔"

محرم نے طنزیہ لہجے میں معاذ کو مخاطب کیا تو وہ اس کے طنز پہ کھل کر ہنس دیا۔

"ہاں چلو پر آپی آپ نے مجھے بلایا تھا کیا۔"

عزہ کو تو اچھا موقع ملا تھا عفان کی بے عزتی کرنے کا بھلا کیسے جانے دیتی یہ موقع تبھی کھردری نگاہ اس پہ ڈالتے ہوئے بولی۔

"نہیں تو۔ارے ہاں میں نے بلایا تھا تم آئی نہیں تو خود آنا پڑا مجھے اب چلو بھی۔"

اس سے پہلے کہ وہ نا سمجھی سے انکار اس کے ہاتھ میں تھماتی عفان کی طرف نگاہ پڑتے ہی وہ اس کا اشارہ سمجھتے بات سنبھال گئی۔

لاؤنج میں پہنچتے ہی وہ بھی ان سب میں مصروف ہو گئے جو آپس میں سب خوش گپیوں میں مصروف تھے ہر جانب رونق لگی ہوئی تھی۔ تمام بڑے اپنی باتوں میں اور ینگ پارٹی زمین پہ کشنز رکھ کر بیٹھی اپنی شغل بازیاں لگانے میں مصروف تھی۔

اسی دوران محرم ملازمہ کے ہمراہ وہاں چائے لے کر آئی تو اذلان کی نگاہیں ایک بار پھر مسلسل اس کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"کتنی پیاری بیٹی ہے آپکی ماشاءاللہ"

مسز شاہ نے اس کے ہاتھ سے چائے پکڑتے ہوئے اس کے سر پہ پیار دیا جس پہ وہ جھینپ کر ہولے سے مسکرا دی اور یہی وہ لمحہ تھا جب اذلان کی نگاہ اس کے ٹھوڑی کے تل پہ جم کر رہ گئی کیونکہ اس کے مسکرانے سے اس کی تھوڑی پہ جگمگاتا تل بھی پوری شان سے مسکرایا تھا۔اذلان کی نظریں اس کے تل پہ جم کے رہ گئی

لیکن خود پہ ضبط کرنا وہ بہت اچھے سے جانتا تھا اس لیے بمشکل اپنا سر جھٹکتے دوبارہ نگاہیں صائم کے چہرے کی جانب مبذول کر لی معاً موبائل رنگ ہونے کی آواز پہ وہ میز پہ سے اپنا موبائل اٹھاتے سب سے معذرت کرتے ایک جانب ہو گیا۔ محرم جو مسلسل اس کی نظروں کے حصار میں خود کو محسوس کر بے چین ہو رہی تھی اپنے ہاتھ مسلتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"محرم ذرا کچن کی سلیپ پہ میرا موبائل رہ گیا ہے وہ لادوں گی۔"

معاذ کے ملتجیانہ لہجے پہ وہ ہولے سے سر ہلاتی کچن کی جانب قدم بڑھانے لگی۔ اذلان کو فون پہ بات کرتے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ کچن کے نزدیک ہی چلا آیا تھا۔ محرم جو بے دھیانی میں کچن سے نکلتے معاذ کو موبائل تھمانے جا رہی تھی کسی کے قدموں کی آہٹ پہ ٹھٹھک کر رکی تھی معاً اس کی نگاہ اپنے سامنے کھڑے اذلان کی جانب اٹھی جو خود اس کی وہاں موجودگی پہ دم بخود رہ گیا تھا۔

"آپ۔ یہاں کچھ چاہیے تھا کیا۔"

وہ اس کی والہانہ نظروں سے خائف ہوتے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

"جی چاہیے ہیں مجھے۔"

وہ اس کی گھبراہٹ سے لطف اندوز ہوتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے گہرے لہجے میں بولا۔ محرم نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"کیا چاہیے آپکو۔"

اس کے لبوں سے نا جانے کتنی دقت سے یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔

"آپ۔"

وہ بے دھیانی میں اس کے چہرے کو تکتے بھاری لہجے میں بولتے اس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار کروا گیا۔

"جی میں کچھ سمجھی نہیں۔"

وہ اس کے چہرے کے تاثرات پرکھتی ہونق پن سے گویا ہوئی جہاں مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔ اذلان سرعت سے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"میرا مطلب ہے کہ آپ کے ہاتھ کی چائے بہت لذیذ تھی کیا ایک کپ اور ملے گا۔"

وہ اپنے سرخ پڑتے چہرے پہ پھیلتے اضطراب پہ قابو پاتے بمشکل مسکراتے ہوئے جھوٹ کا سہارہ لے گیا کیونکہ چائے تو اسے سرے سے پسند ہی نہیں تھی۔ محرم اس کی فرمائش پہ بھونچکارہ گئی۔

"اوکے آپ جائیں وہاں میں لاتی ہوں۔"

وہ گہرا سانس بھر کر بولی اور دوبارہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی اذلان نے اشتعال کے عالم میں اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے دیوار پہ مارا تھا۔ وہ کیوں اسے نگاہوں سے پریشان کر رہا تھا۔ اسے خود پہ بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔

****

چائے کا کپ ملازمہ کے ہاتھ بھجواتے وہ خود اپنے کمرے کی جانب آگئی تھی کیونکہ باہر سب کی نگاہیں اسے ایک عجیب سے احساس سے روشناس کرا رہی تھی مگر وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سب اس کے بیڈ پہ ڈیرہ جمائے باتوں میں مصروف تھیں۔

"کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں ایک دوسرے کے کانوں میں گھس کر۔ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔"

محرم ان کے پاس ہی بیڈ پر جگہ سنبھالتے ہوئے بولی۔

"کچھ خاص نہیں آپی۔ بس ایسے ہی ہم لوگ نہ اپنے ہونے والے پارٹنرز کو ڈسکس کر رہے تھے کہ کیسا ہونا چاہیے۔"

عزہ شرارت سے آنکھ دبا کر بولتی اسے مدھم سا ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

"اوکے۔ تم لوگ جاری رکھو اپنی پارٹنرز کے ڈسکشنز۔ میں تو چینج کرنے جا رہی۔"

محرم کو تو ویسے بھی اس ٹاپک سے چڑ تھی اسلیے نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی مبادہ وہ اسے بھی خود میں نا الجھا لیں۔

"ارے ارے کدھر چپ کر کے یہاں بیٹھو۔ اور ہمیں اپنے نادر خیالات کے بارے میں آگاہ کرو۔ ہم آپ کے خیالات کے بابت جاننے میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔"

پریشے اب اپنا تھوڑا سا بڑا ہونے کا مصنوعی رعب جھاڑتے ہوئے جتانے والے لہجے میں بولی۔

"تم بھی پریشے ان پاگلوں کے ساتھ مل گئی ہو۔"

محرم اس کی بات پہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔

چونکہ ان دونوں میں صرف کچھ ماہ کا فرق تھا اسلیے وہ کبھی آپ جناب کے چکر میں نہیں پڑی تھی۔

"ہاں چلو اب بتاؤ کیونکہ تم جو مرضی کہ لو ایک لڑکی نے اپنے ذہن میں اپنے ہمسفر کیلیے کچھ سوچا ہوتا ہے کہ وہ کیسا ہو۔ ایک خاکہ سا بنا ہوتا ہے۔"

پریشے اس کو دیکھتے دلچسپی سے گویا ہوئی۔ محرم نے لحظے بھر کیلیے کچھ سوچا اور سوچ سوچ کر بولنا شروع ہوئی۔

"زیادہ کچھ نہیں بس میں چاہتی ہوں مجھے ایسا زندگی کا ساتھی ملے، جو میری غلطی پر مجھے بچوں کی طرح سمجھائے، اور میرا خیال کرے اور میرے اندر کے درد کو باہر نکال کر محبت بھر دے، میری باتیں سنے، میرے اشک پونچھے، جو میرے غصے کے پیچھے اپنے لئے ہونے والی فکر اور توجہ کو سمجھ سکے. جو میرے ساتھ دنیا گھومنے کی بجائے میرا ہاتھ پکڑ

کے کعبہ کے چکر لگائے اور اگر میں اللہ کے کسی حکم سے غافل ہوں تو میرا ہاتھ تھام کر بولے "میں جنت میں اکیلا نہیں جانا چاہتا مجھے جنت میں بھی تمہارا ساتھ چاہیے۔"

محرم ٹرانس کی کیفیت میں بولتے ہوئے کسی اور ہی جہان میں کھو گئی تھی اور وہ چاروں پورے انہماک سے محرم کی باتیں سن رہی تھی۔

انہیں تو بے ساختہ اس شخص پہ رشک آیا جو محرم کی زندگی میں آئے گا۔

"کہاں کھو گئیں۔"

محرم ان سب کو خود کو گھورتا پا کر ہنس کر بولی۔اس کے خاموش ہونے پر ان چاروں نے بیک وقت آمین کہا تھا۔

"آپی یہ ساری باتیں میرے دل کی تھی۔"

عزہ مصنوعی منہ پھلا کر بولتی اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

"تو میری جان۔اللہ کرے تمہیں میرے سے بھی بہترین ہمسفر ملے۔"

محرم پیار سے اس کا گال چھو کر بولی۔

"مجھے تو بلکل میرے جیسا چاہیے۔"

ان سب کی باتیں سن نا جانے آیت کو کیا سوجھی تبھی ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے بولی۔وہ سب اس کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

"ویسے پریشے آپی۔سب سے پہلے تو شادی آپ کی ہی انجام پانی چاہیے ویسے کوئی ہیرو ہے کیا جو آپ کے دل کے تار چھیڑ چکا ہو ہمیں بھی بتائے۔جس کے سامنے آنے پر آپ کے دل میں گھنٹیاں بجی ہو۔"

حجاب ڈرامائی لہجہ اپناتے ہوئے بولی۔اس کے ایک دم سے اس قسم کا سوال پوچھنے پر وہ جی بھر کر گڑبڑائی معاً آنکھوں کے سامنے چھن سے معاذ کا سراپا لہرایا تھا۔

"کیا فضول سوچتی ہو تم پریشے۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو جی بھر کر ملامت کرتے ہوئے بولی۔

"آپی۔کچھ پوچھا ہے آپ سے کہاں کھو گئی۔"

"اوہ۔ہا۔ہاں۔نہیں نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

پریشے کھسیاہٹ سمیت لب کچلتے ہوئے بولی۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ اگر ان لوگوں کو اس بابت کچھ پتہ لگتا نہ تو پھر اس کی خیر نہیں تھی۔دروازہ ناک ہونے کی آواز پہ پریشے نے تو دل ہی دل میں بے تحاشہ شکر ادا کیا کہ بلا ٹلی اور وہ لوگ بھی اس طرف متوجہ ہوئی۔

"وہ نیچے پریشے بی بی اور آیت بی بی کو بلا رہے ہیں۔"

وہ مسکرا کر پیغام دیتی وہی سے واپس مڑ گئی۔محرم نے پانی کا جگ میز پہ رکھتے ان کی جانب دیکھا۔

"چلو لگتا ہے گھر واپس جانے کا وقت ہو گیا ہے تم لوگوں کا۔میرا پینڈنگ پہ۔"

پریشے شرارت سے بولتے کھلکھلا کر ہنستے باہر کی جانب بڑھ گئی جبکہ اس کے یوں بات ادھوری چھوڑنے پہ وہ سب تلملا کر رہ گئی۔

"اوکے باندری چلتا ہوں دعاؤں میں یاد رکھنا۔"

ایان جاتے جاتے بھی حجاب کو چھیڑنے سے باز نہ آیا کیونکہ اس کے مطابق جو مزہ حجاب کو چھیڑنے میں تھا وہ اور کسی چیز میں نہیں۔

"لگتا ہے سارے پاگل اسی گھر میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔"

عفان نے بھی ایان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عزہ کو نشانہ بنایا لیکن ظاہر کسی طور پہ بھی نہیں ہونے دیا۔

"یو بد تمیز پاگل کسے کہا۔"

عزہ کو تو اپنے اپ کو پاگل کہنے پر آگ ہی لگ گئی تبھی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"میں نے تمہارا نام لیا کیا۔ میں نے تو ساروں کو مخاطب کیا ہے۔ تمہارا تو وہ حساب ہے چور کی داڑھی میں تنکے والا۔"

وہ معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔ عزہ کو تو اس کے لہجے پہ تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔

"شٹ اپ۔ میرے سے پنگے نہ لیا کرو تم۔ ورنہ حلیہ بگاڑ دوں گی۔"

عزہ چڑ کر بولتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

"میری تو دلی خواہش بر آئے گی۔ نا جانے کب تم عمل کرو گی اس پہ۔"

وہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے دلفریبی سے بولتے ان سب کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گیا۔

"تم میری بہن کو تنگ نہ کیا کرو سدھر جاؤ۔"

محرم اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے مسٹر اینڈ مسز شاہ کی طرف متوجہ ہوئی جو جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ آیت نے پریشانی سے ایک نظر صائم کو دیکھا جس کے چہرے کا رخ دوسری جانب تھا۔ وہ پریشانی سے انگلیاں مسلنے لگی معاً اس نے خود میں ہمت مجتمع کرتے اسے مخاطب کرنے کا سوچا۔

"آلتو جلال تو آئی بلا کو ٹال دو۔"

وہ مسلسل اس چیز کا ورد کرتے ہوئے صائم کو مخاطب کرنے لگی۔

"صائم بھائی وہ۔"

آیت دو سے تین بار اسے بلانے کے بعد جنجھلا کر بولی کیونکہ وہ جو بہرا بنا بیٹھا تھا۔اور وہ خود کب سے صائم کے پاؤں کے نیچے سے ڈوپٹہ نکالنے کی تگ ودو میں اچھا خاصہ چڑ گئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں چیخ رہی ہو۔"

وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے اپنی پشت پہ دیکھنے پہ مجبور ہوا جہاں ہمیشہ کی طرح اس کی جانی دشمن کھڑی اس کا خون چوسنے کا ارادہ کیے ہوئے تھی۔

"وہ آپ کے نیچے۔"

گھبراہٹ کے مارے اس کی زبان تالوں سے ہی چپک گئی تھی۔لب بری طرح کپکپا رہے تھے کیونکہ صائم کی شر ربار نگاہیں اس کا اطراف کرنے میں مصروف تھی۔

"کیا میرے نیچے منہ سے بولو گی کچھ یا نہیں۔"

آیت کی آواز گلے میں ہی پھنسی دیکھ صائم اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"دیکھیں صائم بھائی میں تو آرام سے بولنے والی تھی مگر آپ کی یہ جو ڈائناسور جیسی نگاہیں ہیں نا مجھے زہر سے بھی بری لگتی ہے اور یہ ڈائناسور جیسا منہ جس سے ہمیشہ آگ نکلتی رہتی ہے اس چیز نے مجھے یہ سب کہنے پہ مجبور کیا ہے۔میں جانتی ہوں اس کا مطلب پتہ کیا ہے۔آپ چاہ رہے کہ میں ابھی یہاں سے کہی نا جاؤ بلکہ یہی رہ جاؤ ہے نہ۔"

آیت بے دھیانی میں اپنے ڈوپٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پھر سے غصے میں ہمیشہ کی طرح کچھ الٹا سیدھا بول گئی جو صائم کے پاؤں کے نیچے تھا۔ ہمیشہ کی طرح جس کا ادراک اسے بولنے کے بعد ہی ہوا تھا۔ وہ سختی سے زبان دانتوں تلے دباتے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ گئی۔

"آیت بی بی۔ مجھے ابھی ایسے کوئی شوق لاحق نہیں ہوئے جو تم جیسی کچرہ رانی کو اپنے گھر میں رہنے کا بولوں۔ کبھی تو سوچ سمجھ کر بولا کرو مہربانی ہو گی اور یہ پکڑو اپنا ڈوپٹہ اور ابھی کے ابھی یہاں سے غائب ہو جاؤ۔"

صائم باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے رعونت ذدہ لہجے میں بولا۔ آیت نے میسنے پن سے اس کی جانب دیکھا۔

"سوری صائم بھائی۔"

آیت منمنا کر بولتے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔

صائم کے سامنے آنے جانے سے اسلیے اس کی جان جاتی تھی۔ وہ اس کے ہاتھ سے ڈوپٹہ کھینچتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی مبادہ مزید کچھ غلط نہ ہو جائے۔ انہی باتوں کے درمیان آیت کے گھر والے بھی اجازت لے کر روانہ ہوئے تھے۔ اسی طرح ایک خوبصورت دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

****

مراد ہاؤس پہ ایک خوبصورت دن اترا تھا۔ آسمان پہ چھائے بادلوں کی اوٹ میں کبھی سورج اپنی چھب دکھلاتا تو کبھی وہی روپوش ہو جاتا۔ ہلکی ہلکی ہوا کے زور سے لہلہاتے پتے کی سرسراہٹ فضا میں گونج رہی تھی۔ گھر کے تمام مکین

ناشتے کی میز پہ بیٹھے ناشتہ کرتے ہوئے ساتھ ساتھ مسٹر اینڈ مسز آفندی باتوں میں بھی مصروف تھے جب وہ نک سک سا تیار ہوتے خوشبوئیں بکھیرتا اپنے بالوں کو سنوارتے ڈائننگ ٹیبل کی حدود میں داخل ہوا۔

ان دونوں کو سلام کرتے معاذ اپنی کرسی کھینچتے اس پہ بیٹھا اور ایک نظر انہیں دیکھ کر مسکراتے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"وعلیکم اسلام۔بیٹا مجھے دراصل آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔"

مسز مراد کی پریشانی سے بھرپور آواز پہ معاذ کی حسیات چوکنا ہوئی۔

"جی ماما بولیں کیا بات ہے۔میں ہمہ تن گوش ہوں۔"

معاذ نے سنجیدگی سے بولتے چائے کا کپ لبوں سے لگایا اور چسکیاں بھرنے لگا۔

"میں سوچ رہی ہوں اب ہمیں تمھاری شادی کر دینی چاہئے۔آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں مراد صاحب۔"

انہوں نے سپاٹ لب و لہجے میں بات مکمل کرتے آخر میں مراد صاحب سے تائید چاہی تو انہوں نے بھی بغیر کسی قسم کی چوں چراں کیے تائیدی انداز میں سر ہلایا جیسے اس بات سے بالکل متفق ہوں۔ان کی برجستہ بات پہ معاذ کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ابھی تو وہ خود اپنے دل و دماغ کی جنگ میں الجھا ہوا تھا کیسے شادی کیلیے رضامند ہو جاتا۔

"مام اتنی بھی کیا جلدی ہے اور ڈیڈ آپ بھی۔"

شادی کی بات سنتے ہی اس کے ذہن میں پریشے کا کھلکھلاتا ہوا چہرہ گھوما جسے جھٹک کر اس نے ان دونوں سے شکوہ کیا۔

"ارے کیسی جلدی شادی کی عمر ہو گئی ہے تمھاری اب۔اور مزے کی بات میں نے تو لڑکی بھی پسند کر لی ہے۔"

مسز مراد تو جیسے ہتھیلی پہ سرسوں جمانے کی کوششوں میں تھی۔یہ بات سنتے ہی معاذ جو جلے دل سمیت چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا اسے زور کا اچھو لگا۔اس نے مسلسل کھانستے ہوئے ان کی جانب دیکھا مطلب اس کی مرضی کا کیا اس کے لئے اس کی ماما لڑکی بھی پسند کر چکی اور اسے اب بتانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"مام شکر ہے آپ نے مجھے اطلاع دے دی کہ آپ نے کوئی لڑکی پسند کی ہے ورنہ مجھے تو لگا تھا جیسے میرا رشتہ آپ کروا رہی ہیں ویسے ہی کسی دن میرے بچوں کو میرے پاس لا کر کہتی مبارک ہو معاذ تمہارے بچے ہوئے ہیں۔"

وہ ہٹیلے لہجے میں جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا ہوا بولا۔اس کے لہجے میں چھپی تلخی انہوں نے شدت سے محسوس کی تھی۔

"ارے واہ بیگم۔کیا واقعی کون ہے وہ ہمیں کب ملوا رہی ہیں آپ اس سے۔"

مراد صاحب اس سارے قصے میں پہلی بار مخاطب ہوئے اس کے برعکس مسز آفندی کی نظریں معاذ کے چہرے کا طواف کر رہی تھی کہ وہ ابھی کچھ ذکر کرے اس لڑکی کا لیکن انہیں اس بار بھی ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا۔وہ اپنے فیصلوں میں کس قدر اٹل تھا یہ بات انہیں آپ اچھے سے سمجھ آ چکی تھی۔ان دونوں کی باتیں مزید سننا اب معاذ کے بس کے باہر تھا ابھی تو وہ اپنے احساسات کو ہی کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا اور یہ سب یہاں اس کے ماں باپ سب طے کر بیٹھے تھے۔وہ طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا اور ایک ناراض نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے ان سب باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ عجلت میں اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی سمت چل دیا ویسے بھی اسے آفس کیلیے تاخیر ہو رہی

تھی۔اس کی چوڑی پشت کو تکتے وہ دونوں اسے آوازیں دیتے رہ گئے مگر وہ کچھ سنے بولے بغیر ہی وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

"ایسے کیسے مام ڈیڈ میری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ لے سکتے ہیں معاف کیجیے گا مام ڈیڈ مگر میں اس بار آپ کے اس فیصلے کو قطعی نہیں مانوں گا اور پریشے شاہ تمہیں تو میری ہی قسمت کی لکیر بننا ہے اور اگر نہیں بن پائی تو معاذ خان ذبردستی کرنا بھی بخوبی جانتا ہے۔"

وہ سٹیئرنگ پہ سختی سے ہاتھ جمائے قہر برساتے لہجے میں خود سے مخاطب تھا۔اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی سختی اور شدت پسندی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے انگیشن میں چابی گھمائی تو گاڑی فضا میں دھول اڑاتی گھر کی حدود کو پار کرتی چلی گئی۔

****

خان ہاؤس میں معمول کے برعکس خاموشی کا راج تھا۔حجاب صوفے پہ ٹانگیں چڑھائے بیٹھی پڑھائی کرنے میں مصروف تھی۔ محرم کی توجہ کا مرکز بھی اس کا یونی کا کام تھا۔اس دوران عزہ ہی تھی جو ویلوں ناکاروں کی طرح موبائل میں مصروف تھی۔ابھی وہ دل ہی دل میں خود کو کوسنے دینے میں مصروف تھی معاًاس کے برعکس اس کے ذہن میں جھماکہ ساہوا۔اس نے پرجوشی سے اپنا رخ تحریم بیگم کی جانب کیا۔

"ماما کل آپ آپی کے رشتے کے متعلق کوئی بات کر رہی تھی وہ تو پوری کر دیں قسم سے کل سے پیٹ میں درد ہو گیا ہے سوچ سوچ کر۔"

عزہ نے تحریم بیگم کو اپنی طرف متوجہ کیا تو ان کے ساتھ ساتھ اس کی بات پر محرم اور حجاب بھی اپنے تمام کام چھوڑتی تحریم بیگم کی طرف متوجہ ہوئی تھی جواب اپنے ہاتھ میں موجود کتاب بند کرتے میز پہ رکھ چکی تھی۔

"جی جی وہ آپ کے بابا کے بزنس پارٹنر کا بیٹا ہے آپ کی بابا سے کافی جان پہچان بھی ہے تو اسلیے انہوں نے رشتہ مانگا ہے ہماری محرم کیلیے اب کل ان لوگوں نے آنا تو ہے محرم کو دیکھنے۔دیکھتے ہیں پھر کیا نتیجہ نکلتا ہے ان سب باتوں کا۔"

تحریم بیگم نے مسکرا کر تفصیل ان کے گوش گزار دی۔وہ تینوں ان کے اس اچانک فیصلے پہ بھونچکا رہ گئی۔اگلے ہی لمحے حجاب اور عزہ شعور کی منزل طے کرتے ہی جوش میں آگئی۔

لیکن ناجانے کیوں محرم کی دل کی حالت ان کی بات پہ عجیب سی ہو گئی تھی۔وہ بمشکل مسکراتے ان سب سے معذرت کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ تینوں یہی سمجھی تھی کہ شاید وہ شرما گئی ہے تبھی ہولے سے ہنس دی۔اس کے جاتے ہی وہ سب دوبارہ اپنی باتوں میں مصروف ہوگئی۔ان کی باتوں کا مرکز بھی وہی رشتہ تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک عجیب سی گھٹن کا احساس اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے لیکن پھر یہ سوچ کر کچھ حد تک تسلی ہوئی کہ اللہ جو بھی اپنے بندوں کے حق میں کرتا ہے بہتر ہی کرتا ہے۔اس میں اسے کسی قسم کا شک نہیں تھا۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کھڑکی کی جانب آئی اور اس کے دونوں پٹ کھولتے کھلی فضا میں گہرے سانس بھرنے لگی۔اس نے تھک ہار کر پشت دیوار سے ٹکائی اور نگاہیں وسیع وعریض آسمان پہ جمالی جہاں شام کے سائے اپنی تمام تر خوبصورتی سمیت پھیل رہے تھے۔اس کی

آنکھوں میں دلچسپی کے تمام رنگ اترے تھے۔ وہ ٹھنڈی ہوا کو اپنے چہرے پہ محسوس کر ہولے سے آنکھیں موند گئی۔

"اللہ تو ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے نہ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بندوں کے حق میں کچھ برا کریں۔ بے شک اس نے میرے لیے بھی کچھ بہترین ہی سوچ رکھا ہے۔"

محرم نے ہنوز آنکھیں موندے ہی طویل سانس خارج کیا اور نرمی سے مسکراتے اس ہوا کو ایک بار پھر محسوس کیا تھا۔ بھینی بھینی مٹی کی خوشبو کس قدر دل کے نزدیک محسوس ہو رہی تھی۔ اسی دوران دور کہی مسجد سے آنے والی مغرب کی آذان کی آواز پہ اس نے کھڑکی کے پٹ بند کرتے دبیز پردوں کو کھینچ کر برابر کیا اور خود نماز کی نیت سے وضو کرنے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ اللہ پہ اپنا فیصلہ چھوڑتے دل بے حد پر سکون اور ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔

****

"جینے کے ہیں چار دن اووو
باقی کے بیکار دن اووو"

عفان جو کہی جانے کیلیے نک سک سا تیار گنگناتے ہوئے ساتھ ساتھ لہراتا زینے بے دھیانی میں اتر رہا تھا سامنے سے آتے وجود کو دیکھ وہ ساکت رہ گیا اگلے ہی لمحے اس سکتے کی جگہ پریشانی نے لے لی تھی کیونکہ وہ کبھی بھی یوں بنا کسی مقصد کے گھر نہیں آیا تھا۔

"یہ بھائی کیوں اتنی جلدی آ گئے۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولتے تیز تیز قدم اٹھاتا اذلان کے نزدیک پہنچا جو صوفے پہ سر پیچھے گرائے ماتھے کو مسل رہا تھا۔اس نے ہولے سے اس کی پیشانی پہ اپنا ہاتھ رکھتے دبایا تو اذلان نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولی۔

"بھائی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔"

عفان نے اس کی پیشانی دباتے پریشانی سے استسفار کیا تو وہ اس کی تشویش پہ ہولے سے مسکرادیا۔اس کی مسکراہٹ میں بھی ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں بس ذرا سا سر درد تھا تو اسلئے جلدی آگیا۔"

اذلان نظریں چڑاتے ہوئے بولا۔اس کی حرکت عفان کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی کیونکہ اس نے کبھی بھی اپنے بہن بھائی سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔آج بھی دل میں کسک سی اٹھی تھی۔اب وہ اسے کیا بتاتا کہ اسے کیا ہو رہا ہے جو اس کی سمجھ سے بھی باہر ہے۔

"بھائی آپ سچ بول رہے ہیں نا مجھے آپ کا رویہ کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے کچھ دنوں سے۔"

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوا۔

"بھائی اگر آپ کچھ شئیر کرنا چاہے تو میں آپ کے ساتھ ہی ہو۔"

عفان اذلان کے ساتھ بیٹھتا ہوا دوستانہ لہجہ اپناتے ہوئے بولا تاکہ وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرلے۔

"میں جانتا ہوں اچھے سے ان سب باتوں کو چھوڑو اب تم جاؤ آج آپ کی دوستوں کے ساتھ ڈنر ہے نا۔"

اذلان اس کی تیاری پہ نظرثانی کرتے اپنے آپ کو ہشاش بشاش ظاہر کرتا ہوا بولا تاکہ وہ ذیادہ پریشان نا ہو۔عفان نے بھی اس کی طبیعت کے پیشِ نظر ذیادہ اصرار کرنا مناسب نہیں سمجھا اور خاموشی سے سر ہلاتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے بھائی چلتا ہوں۔"

عفان نے اب اسے ٹالنا ہی بہتر سمجھا تاکہ بات سنبھلنے کی بجائے بگڑ ہی نا جائے۔ اذلان کے موڈ کا ویسے بھی اسے کچھ اندازہ نہیں ہوتا کہ کب وہ اگ بگولہ ہو جائے۔ اس سب کے باوجود وہ اپنے دل میں تہیہ کر چکا تھا کہ وہ جان کر رہے گا کہ اذلان کو کیا پریشانی ہے کیونکہ اس نے کبھی بھی اس کے چہرے پہ یوں بے بسی نہیں دیکھی تھی مگر اب اس کے دل کو اذلان کی حالت کچوکے لگا رہی تھی۔ اذلان ایک نظر اسے دیکھتے اس کا شانہ تھپتھپایا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ عفان نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو تکا جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

"یا اللہ مجھے کوئی راہ دکھا پلیز۔ اگر وہ میرے نصیب میں ہے تو اسے میری قسمت کی وہ لکیر بنا دے جو کبھی بھی نا مٹ سکے اور اگر وہ میرے نصیب میں نہیں ہے تو پھر بھی انہیں ان کے حصے کی وہ تمام خوشیاں سونپنا جسے پانا ان کا حق ہے۔ میں تجھ سے کسی قسم کی زبردستی نہیں کروں گا نا کوئی ضد لگاؤں گا مجھے کچھ نہیں چاہیے بس جو ہمارے لیے بہترین ہے وہ ہو جائے۔"

وہ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے سینے میں ہو رہی جلن کے باعث اے سی آخری حد تک بڑھاتے ہوئے بولا مگر جلن کا احساس تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اس نے شدت گریہ سے سرخ ہوتی اپنی آنکھوں کو میچا تو آنکھوں کے دریچوں میں اس پری وش کا چہرہ پوری آب و تاب سے جگمگایا تھا۔ وہ تکلیف کی شدت سے اپنی جلتی ہوئی آنکھوں کو موند گیا۔

****

رات کے سائے ہر جانب پوری آب و تاب سے اپنے پر پھیلا چکے تھے۔ چار سوں سناٹے کا راج تھا۔ اس سناٹے میں ذرا سی ہلچل سے ارتعاش پیدا ہوتا اور اگلے ہی پل معدوم ہو جاتا۔ اسی طرح کمرے کی فضا میں بھی دو نفوس کی

موجودگی کے باوجود خاموشی کا راج تھا اسی دوران شازیہ بیگم نے ان کو مخاطب کرتے بات کا آغاز کچھ اس طرح کیا تھا۔

"سنیں ایک بات تو بتائیں یہ محرم کیسی لگتی ہے آپکو۔ میرا مطلب پیاری بچی ہے نا۔ میرے تو دل کو لگی ہے۔ نرم سی نازک سی گڑیا جیسی۔ بات کرنے کا انداز دیکھا تھا آپ نے اسکا۔"

شازیہ بیگم کے یوں اس کی تعریفوں میں قلابیں باندھنے پہ احتشام صاحب جی جان سے ٹھٹکے اور ناسمجھ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھنے لگے

تو انہوں نے ان کی نگاہوں کے مفہوم کو نظر انداز کرتے اپنی بات دوبارہ جاری کی۔

"آپ کی بات کا مطلب ذرا آپ کھل کر سمجھائیں بیگم ہم ڈھکے چھپے لفظوں میں سمجھنے سے قاصر ہیں۔"

ان کے سنجیدہ لہجے پہ وہ کچھ خائف سی ہوتی بات کی تمہید باندھنے لگی۔

"میرا مطلب تھا کے اذلان کے لئے کیسی لگی آپکو مجھے تو بہت پسند ہے بچی بالکل ویسی ہی جیسی اذلان کے لئے چاہئے مجھے۔ آپ جانتے ہیں ایسی جوڑیاں ہی تو آخر تک ساتھ نبھاتی ہیں اور میرے جن بیٹے کیلیے تو ویسے بھی ایسی نازک اندام لڑکی ہی بہترین انتخاب ہو گی۔"

شازیہ بیگم پر جوش سی اپنی ہی دھن میں بولتی جا رہی تھی۔

"ارے ارے بیگم میری بھی تو سن لیں یا خود ہی سب سوچے بیٹھی ہیں۔ محرم واقعی بہت پیاری بچی ہے اس میں کسی قسم کا شائبہ نہیں ہے اور اپنے اذلان کے لئے بالکل اس جیسی ہی ٹھیک رہے گی سلجھی ہوئی سمجھدار لیکن پہلے آپ

اذلان سے تو اس متعلق بات کر لیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ ہمیں اپنی اولاد پہ اپنی مرضی قطعی نہیں تھوپنی چاہیے جس کا نتیجہ غلط بھی نکل سکتا ہوں۔"

احتشام صاحب نرمی سے انہیں ٹوکتے ہوئے اپنی رائے دینے لگے جس پہ وہ کچھ حد تک سمجھتے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"جی آپ درست کہہ رہے ہیں مگر میں نے سوچا پہلے آپ سے بات کروں پھر اذلان سے کرونگی۔ ویسے مجھے پتہ ہے اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا بھلا اتنی اچھی لڑکی سے شادی کیلیے کون انکار کرے گا۔"

انہوں نے احتشام صاحب کی بات کی تائید کرتے مسکراتے ہوئے تفاخر سے اپنی بات مکمل کی تو احتشام صاحب ہولے سے اعتراف کرتے ہنس دیے۔

"چلیں کل اذلان سے بھی بات کروں گی میں۔ میں نہیں چاہتی کہ وقت ہمارے ہاتھ سے پھسل جائے۔"

وہ اذلان سے کل بات کرنے کی باطت سوچتے ہوئے نہیں اطلاع دیتی اپنی جانب کا لیمپ آف کرتے کروٹ بدل گئی۔ احتشام صاحب ان کی جلد بازی پر ہنکارہ بھرتے فقط مسکرا کر رہ گئے۔ ان کی بات سے وہ تو پوری طرح متفق تھے مگر اذلان کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ کچھ بھی بولتے رشتے سے انکار کر دیتا یا وہ خاموشی سے حامی بھی بھر سکتا تھا۔ اس کے بابت وہ فلحال کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے تھے۔ اب وہ خیالوں میں اذلان اور محرم کا آپس میں موازنہ کرنے میں مصروف تھے۔

****

اگلے دن کی چھٹی کے بعد وہ سب یونی آئی تھی۔ تھکاوٹ ہونے کی بدولت کسی میں ہمت نہیں تھی کہ صبح صبح جاگ کر یونی کی شکل دیکھتا۔ سونے پہ سہاگہ عزہ کی اسائمنٹ کا بوجھ جو اس نے کل ہی چھٹی میں ہی مکمل کرتا تھا کیونکہ آج اس کی آخری تاریخ تھی۔

"آپی میں جا رہی ہوں اندر لیکچر کا وقت ہو رہا ہے۔"

محرم جو اپنی کسی کلاس فیلو کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی عزہ کی جھنجھلائی ہوئی آواز پہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔ اس کے جاتے ہی کچھ ہی دیر بعد محرم نے اس سے مصافحہ کرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے معاً کسی غیر معمولی پن سے احساس کے تحت اس نے چونک کر نگاہوں کا زاویہ بدلا تو بائیں جانب ہیوی بائیک کے نزدیک ہی کھڑا ایک لڑکا یک ٹک اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کی حرکت پہ محرم کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ نا وہ زیادہ بڑا تھا اور نا ہی چھوٹا بلکہ درمیانی عمر کا لڑکا تھا۔ اسے حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ ہوا تھا اپنی جوان نسلوں کے خراب ہونے کا جو بڑے چھوٹے کا لحاظ بھلائے بیٹھی تھی۔ محرم تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اس سے قبل کے اندر کی جانب بڑھتی اس کی سیٹی کی دھن پہ محرم پہ قدم وہی منجمد ہو گئے۔ اپنے بیگ پہ اس کی گرفت نا چاہتے ہوئے بھی مضبوط ہوئی تھی مگر دوسری جانب سے آنے والی سیٹی کی آواز کے رکتے ہی محرم نے چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے جھٹکے سے رخ موڑا تو نگاہوں میں واضح حیرانی در آئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس لڑکے کی گردن کو اذلان شاہ کے شکنجے مین مقید دیکھا تو دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جما لیے۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔ اس لڑکے کو مسلسل کھانستا دیکھ محرم دوڑتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچی اور یہی اذلان شاہ کا ضبط ٹوٹا تھا تبھی اس لڑکے کے چہرے پہ جھکتے غرایا۔

"اب چھیڑوا نہیں۔"

اس کی پاٹ دار آواز پہ محرم کو اپنے وجود میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس لڑکے کی مدد طلب نگاہیں خود پہ محسوس کر محرم نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا۔

"آپ اسے چھوڑ دیں وہ شرمندہ۔"

"خاک شرمندہ ہے وہ اپنی حرکت پہ۔اس کے جیسے لڑکوں کی بدولت آج کل کی جوان نسل تباہ و برباد ہے۔"

وہ قہر برساتے لہجے میں بولتے اس کے کالر کو ایک جھٹکا دیتے اسے چھوڑ چکا تھا اور اس کے غصے سے محرم ایک جانب کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔اس نے تو کبھی اپنے گھر میں بھی صائم یا زمان صاحب کا اونچا لہجہ نہیں سنا تھا۔سے اپنی حالت خراب ہوتی محسوس ہوئی۔

"آئندہ اگر کسی بھی لڑکی پہ غلط نگاہ ڈالنے کی کوشش کی تو ایسی موت ماروں گا کہ خود کو ہی پہچان نہیں پاؤں گے۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور آپ جائیں اندر ڈرائیور چھوڑ کر جاتا ہے تو باہر کھڑی ہو کر وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے سیدھا اندر جایا کریں۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے گویا ہوا۔محرم نے اس کے لہجے پہ سرعت سے اثبات میں سر ہلاتے بھاگنے والے انداز میں قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔اذلان کو اپنے دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اپنے کوٹ کو غصے سے جھٹکتے تن فن کرتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔آج آفس جلدی جانے کی بدولت عفان نے اس کے ساتھ یونی آنے کو ترجیح دی تھی۔ابھی بھی وہ ماتھے پہ شکنیں سجائے آنکھوں میں سوچ کے بادل کیے اس کی جانب دیکھ رہا تھا جو اب اشتعال کے عالم میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسی کی جانب آ رہا تھا۔

"اندر کیوں نہیں گئے اب تک۔"

وہ دروازے سے جڑ کر کھڑے عفان کو دیکھتے نا سمجھی سے گویا ہوا۔

"میں نے سوچا ذرا آپ کے جنونی روپ کا ملاحظہ تو کروں وہ بھی محرم کیلیے۔ بہت حیرت ہو رہی ہے بھائی۔"

وہ آنکھوں میں واضح پیام لیے جتانے والے لہجے میں بولا۔ اذلان کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"اچھا تو میں کیا کرتا اس لڑکے کی گھٹیا حرکتوں کو شہہ دیتا مسٹر عفان شاہ۔"

وہ کڑک دار لہجے میں بولتے اسے کھسیاہٹ میں مبتلا کر گیا۔ اگلے ہی لمحے اسے اندازہ ہوا تھا کہ مقابل کوئی اور نہیں بلکہ اذلان شاہ ہے جس کے آگے زبان چلانے کی اس کی ہس کی بات نہیں ہے۔

"میں تو ایسے ہی بول رہا تھا بھائی آپ نے بہت اچھا گیا۔ میں چلتا ہوں آپ بھی جائیے۔"

وہ گھبراہٹ آمیز لہجے میں بولتے بمشکل مسکراتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ یہ اشارہ تھا تو اوپر والے کی طرف سے مگر اسے کوئی واضح بات نہیں معلوم ہو سکی تھی اور وہ اس کے اور محرم کے بابت قطعی نہیں سوچ سکتا تھا ان کے مزاج تو ایک دوسرے سے بلکل مختلف تھے۔

"تو بھی نا عفان کچھ بھی سوچتا ہے۔ اگر محرم کی جگہ وہاں کوئی بھی لڑکی ہوتی تو مجھے یقین ہے کہ بھائی اس کیلیے بھی ایسے ہی میدان میں کود پڑتے۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو کوس کر تسلی دیتے سر جھٹک کر جامعہ کا داخلی دروازہ عبور کر گیا۔ پریشانی کا احساس ابھی تک رگ وپے میں سمایا ہوا تھا۔ نا جانے زندگی اسے کس جانب لے جانی تھی۔ وہ جتنا اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس میں اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔

****

"مس پریشے اس فائل کی تمام معلومات مجھے چاہیے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد اور اس میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ از اٹ کلیئر۔"

معاذ جو اپنے کیبن کے گلاس ڈور سے پریشے کو ایک میل ورکر کے ساتھ بات کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا تبھی ضبط ٹوٹتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور تن فن کرتا پریشے کے سر پر پہنچتے تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوا۔ پریشے نے ہونق پن سے اس کی جانب دیکھا۔

"لیکن سر۔"

"میں نے آپ سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی جواز نہیں مانگا اسی لیے بغیر بات کو طول دیے چپ کر کے کام مکمل کریں اور ٹھیک آدھے گھنٹے بعد میرے آفس میں لے کر آئیں۔"

معاذ کے یوں حکم صادر کرنے پہ پریشے بھونچکا ہوتے اس کا سرد انداز تک رہی تھی جو اچانک ہی کسی جن کی مانند کوئی زبردست قسم کی مرچیں چبا کر اس کے سر پہ نازل ہو گیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔ سب ٹھیک ہے معاذ۔"

زمان صاحب نے غیر معمولی شور پہ تشویش کا اظہار کیا۔

"جی بڑے پاپا۔ وہ بس کام دے رہا تھا پریشے میڈم کو لیکن مجھے لگتا ہے کہ یہ یہاں صرف گپے ہانکنے آتی ہیں۔"

اس کی پتھریلے لہجے پر پریشے نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جی جی بیٹا جی۔ سب کچھ دیکھ رہا ہوں میں آپ کا انداز بھی دیکھ چکا ہوں کہ آپ کس طرح مخاطب ہیں۔"

زمان صاحب نے مصنوعی آنکھیں دکھاتے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔ان کی بات پر معاذ خجالت سے سر کھجا کر رہ گیا۔

پریشے نے فاتح نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گردن اکڑائی جیسے کوئی محاذ فتح کر لیا ہو۔

"ایم سوری بڑے پاپا۔پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا اچانک"

معاذ شرمندگی کی کیفیت میں بولا اور بغیر کسی کو دیکھے وہاں سے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا۔

"اور آپ خاموشی سے کام لے کر اس کے پاس جائے کوئی شکایت نہ ملے مجھے۔"

پریشے جو ابھی تک مسکراہٹ دبا کر معاذ کو جاتا دیکھ رہی تھی زمان صاحب کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتے دیکھ ہڑ بڑا گئی اور عجلت میں اپنی جگہ پہ بیٹھتے پوری دلجمعی سے مطلوبہ فائل پر کام کرنا شروع کر دیا تقریباً پچیس منٹ بعد کام مکمل کرتے ہی وہ گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے اپنی جگہ سے اٹھی تاکہ معاذ کے پاس جا سکے۔

"ڈر یہ اس فائل کا سارا کام کر دیا ہے میں نے اور کچھ حکم مجھ غریب کیلیے۔"

پریشے نے دل ہی دل میں دانت پیستے بظاہر ہنستے ہوئے طنز کیا ورنہ دل تو شدت سے چاہ رہا تھا کہ یہی فائل اس کے سر میں دے مارے۔

"نہیں محترم۔یو کین گو ناؤ۔"

معاذ نے اس کے انداز پہ بمشکل مسکراہٹ چھپائی کیونکہ اس کی آنکھوں میں غصہ وہ بخوبی دیکھ چکا تھا۔پریشے جو پیر مٹض کر جانے کیلیے مڑی تھی کچھ یاد آنے پر پلٹی۔

"ویسے سر۔آنٹی نے کیا آج مرچیں کھلائی تھی جو اتنی چبا رہے تھے یا بچپن سے دورے پڑتے ہیں۔"

پریشے مصنوعی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔معاذ نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"ماما کا تو پتہ نہیں۔ لیکن یہ کام بیوی بخوبی کر سکتی ہے۔"

معاذ کے بولنے کا انداز ہی ایسا گہرا تھا کہ پریشے بھی گھبرا گئی اور دل ہی دل میں خود کو کوسنا بھولی۔ بھلا کیا ضرورت تھی بلاوجہ اسے مخاطب کرنے کی۔

"اللہ حافظ سر۔"

پریشے اس کے جواب پہ بھاگنے کے انداز میں آفس سے باہر نکلی۔

"افف یہ سر کو اچانک کیا ہو جاتا ہے میری سمجھ سے باہر ہے۔"

وہ ماتھے پہ آکا نادیدہ پسینہ ہاتھ کی پشت سے پونچھتے ہوئے بڑبڑائی۔ اس کے بھاگنے پہ معاذ اس کی جلد بازی پر قہقہہ لگا کر رہ گیا۔

****

جامعہ میں ہر جانب گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔ امتحانات نزدیک ہونے کی بدولت تمام گروپس آپس میں پڑھائی میں مصروف تھے۔ اسی جھرمٹ میں گراؤنڈ کے ایک جانب درخت کے سائے تلے ایک لڑکا مسکین سی صورت بنائے اپنے سامنے کھڑی آفت کو دیکھ رہا تھا جس نے خون چوسنے میں اس کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"اوئے لڑکے۔ بات سنو میری۔"

عزہ اپنے سامنے کھڑے اس مظلوم ریگنگ والے لڑکے پہ رعب جھاڑتے ہوئے تند لہجے میں بولی۔ وہ فوراً سے بیشتر سیدھا ہوا۔

"جی جی آپی جی۔"

اس کا مہذب سے پر لہجہ عزہ کی سماعتوں میں گونجا تو وہ ضبط کرتے اپنی مسکراہٹ چھپا گئی اور اپنے چہرے پہ ازلی سنجیدگی طاری کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے ایک بات بتاؤ اور بلکل سچ بتانا جھوٹ سننا اور بولنا میں بلکل پسند نہیں کرتی۔"

عزہ شاہانہ انداز میں بولتی اس کے طوطے اڑا گئی۔ ساتھ بیٹھی آیت جو سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی اسے تو اسکی بات پہ غش ہی آ گئے۔

"سب سے بڑی جھوٹی تو خود ہے کمینی۔"

دل ہی دل میں آیت نے اس کے جھوٹ پہ لاحولہ پڑھی۔

"جی جی پوچھیں۔ میں ہمہ تن گوش ہوں۔"

وہ لڑکا فوراً مسکینیت سے گویا ہوا۔ عزہ نے گلہ کھنکھارتے آیت کی جانب دیکھا اور دوبارہ نگاہیں اسی لڑکے پہ جمالی۔

"اس دن تم نے جو حرکت کی تھی داخلی دروازے پہ کس کے کہنے پہ کی تھی جلدی بتاؤ۔"

عزہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ لڑکے کا چہرہ پھیکا پڑنے لگا۔

"وہ ہہ۔ وہ اب پرانی کو کیا یاد کرنا۔ چھوڑیں زخم تازہ ہوتے ہیں پرانی باتوں کو یاد نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ لڑکا عفان سے اپنی درگت یاد کرتے ہوئے ہکلاتے لہجے میں بولا۔

"چپ کر کے بتاتے ہو یا نہیں۔ فضول کی بکواس نہیں سننی مجھے اور اپنا یہ بھاشن اپنے پاس رکھو۔"

وہ ماتھے پہ لاتعداد شکنیں سجائے بولی۔ وہ لڑکا اب کی بار سچ مچ گھبرا گیا تبھی سچ بولنے کا سوچا۔

"وہ جو بعد میں سر آئے تھے نہ۔ کیا نام تھا ان کا ہاں عفان۔"

وہ ہڑ بڑا کر بولا اور ساتھ ہی عفان کا نام بڑ بڑانے والے انداز میں لیا۔اس کے لبوں سے لیا گیا نام عزہ کی تیز سماعتوں سے مخفی نہیں رہا تبھی دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"دیکھا میں تمہیں کہہ رہی تھی نہ کہ یہ اسی کی حرکت ہے اب تم دیکھنا اسے تو میں نہیں بخشتی کمینہ ایک نمبر کا ہے وہ۔نا میں نے اس کا بینڈ نا بجایا تو میرا نام بھی عزہ نہیں۔"

عزہ آنکھوں میں شیطانی چمک لاتے ہوئے آیت سے مخاطب ہوئی جسے اب اس کے خطرناک تیوروں سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔چند ساعتوں بعد جوں ہی وہ اپنی مطلوبہ میز پہ آکر بیٹھا عزہ دل میں معصم ارادہ کرتے جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی کسی لڑکی کو چھیڑتے ہوئے یا شرم بیچ کھائی ہے۔"

عفان جو ابھی ٹیبل پر بیٹھ کر موبائل میں مصروف ہوا تھا اس اچانک ہوئی افتاد پہ ہڑ بڑا گیا۔

لیکن پھر خود ہی سنبھل کر وہ جو بولا اس نے عزہ کے تن بدن آگ ہی لگادی۔ بھلا وہ عفان ہی کیا جو اپنی غلطی مان لے۔

"کیا ہوا باجی جی۔"

وہ معصومیت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے بولا جیسے اس سے زیادہ شریف کوئی اس دنیا میں ہو ہی نا۔

"قس دن تم ریگنگ کر رہے تھے نہ جو اس لڑکے کو پھول دینے کو کہا اور ایک منٹ یہ باجی کسے بولا تم خود ہو گے انکل۔"

عزہ ان کی فضول گوئی پہ دانت پیستے ہوئے بولی جیسے دانتوں تلے عفان شاہ ہو۔

"او جاؤ باجی آرام کرو۔ ناجان نہ پہچان آکر الزام لگادیا۔ ہم نے تو دیکھا بھی آج ہے آپکو۔ ایوی فضول میں کہاں کہاں سے اٹھ کر آجاتے ہیں دماغ خراب کرنے۔"

عفان اپنی بات مکمل کرتے مکمل لاپرواہی ظاہر کرتے ہوئے دوبارہ موبائل پہ جھک گیااور دل ہی دل میں اپنی شاندار اداکاری کو داد دی۔

"چلو عزہ ہم چلیں۔"

آیت جو کب سے تماشہ دیکھنے میں محو تھی لڑائی بڑھتے دیکھ عزہ سے مخاطب ہوئی جس کے منہ کے زاویے عفان کو دیکھ کر بگڑ رہے تھے جیسے ابھی کچا چبا جائے گی اور باقی لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہو رہے تھے۔

"تم۔ تم بھی۔ مجھ سے بات نہ کرو میں جا رہی ہوں۔"

عزہ کی بات پہ آیت نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو پیر پٹختے ہوئے وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

****

اسے یونی سے لوٹے دو گھنٹے ہو چکے تھے مگر وہ ہنوز موبائل میں مصروف تھی۔ تحریم بیگم اسے بارہا کہہ چکی تھی کہ کام میں ہاتھ بٹادے لیکن وہ تھی کہ سننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"عزہ اب تم یہاں سے نہ اٹھی نہ پھر میں نے تمہاری خاطر تواضع کر دینی ہے بہت اچھے سے۔"

تحریم بیگم اس کی حرکات سے عاجز آتے کڑھ کر بولی۔ آج محرم سو رہی تھی اس وقت اور حجاب کی ایکسٹرا کلاس ہونے کی بدولت اسے بھی آنے میں تاخیر تھی اسلیے وہ عزہ سے مدد کا کہہ رہی تھی۔

"جی جی ماما بس اٹھ گئی اس کی کیا ضرورت ہے بھلا۔"

عزہ فوراً ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے موبائل صوفے پہ پھینکتے ہوئے بولی۔

"کوئی سویٹ ڈش دیکھ لینا باقی میں کر چکی ہوں۔"

وہ عزہ کو کام میں لگا کر خود فریش ہونے چلی گئی۔ اتنی دیر میں زمان صاحب اور صائم بھی ہسپتال سے لوٹ آئے تھے۔

"آج میری بیٹی نے کچن کو کیسے شرف بخشا۔"

زمان صاحب عزہ کو کچن میں مصروف دیکھ شرارت سے بولے۔ ان کی بات پہ عزہ نے منہ بسورا۔ اسی اثناء میں ڈور بیل کی آواز پر وہ سب دروازے کی جانب متوجہ ہوئے۔

"لگتا ہے وہ آگئے میں انہیں بٹھاتا ہوں آپ اپنی ماما کو بھیج دیں اور آپ میرے ساتھ آجاؤ۔"

انہوں نے عزہ کو تاکید کرتے صائم کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ تحریم بیگم کو اطلاع دیتے وہ کمرے کی جانب بڑھی۔

"ارے آپی آپ تیار ہوگئی چلیں پھر۔ آپ اتنی ٹھنڈی کیوں ہو رہی ہیں۔"

عزہ محرم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے تشویش سے بولی۔

"پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے۔ بس کچھ عجیب سا ہے۔ مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"

محرم روہانسے لب و لہجے میں بولی۔ عزہ اس کے احساسات سمجھ رہی تھی۔

"جائیں اندر شاباش۔"

عزہ نے محرم کو پچکارتے ہوئے مخاطب کیا تو وہ جھجک کر چہرہ جھکاتے ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔ مسز ولید نے تو اسے دیکھتے ساتھ ہی اپنے ساتھ بٹھالیا۔

"ماشااللہ بہت پیاری بچی ہے ہم تو اب ذرا سی بھی دیری نہیں کرے گے کیوں بھئی احتشام۔"

ولید صاحب نے انہیں مخاطب کیا۔ وہ سب اس کی بات پہ فقط مسکرادیے۔ کچھ ہی دیر میں کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرتے وہ سب رخصت ہوئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد صائم نے زمان صاحب کی ہدایت کے مطابق محرم کے کمرے کا رخ کیا۔ دروازہ ناک کرتے ہی وہ اندر داخل ہوا۔

"ارے بھائی آپ آئے نہ۔"

محرم صائم کو دروازے پہ ایستادہ دیکھتے ہوئے محبت سے بولی۔

"کیسی ہے میری گڑیا۔ دراصل میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا تھا یہ جو رشتہ آیا ہے کیا آپ اس سے خوش ہو۔"

صائم اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔ محرم نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی جیسی آپ سب کی مرضی۔ مجھے کسی کے فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

محرم بظاہر مسکرا کر بولی۔ ایک بار پھر دل کی حالت بدلی تھی۔

"مجھے امید ہے کہ وہ میری گڑیا کے حق میں بہت اچھا ثابت ہو گا۔"

"جی بھائی انشااللہ۔"

محرم اپنے بھائی کے چہرے پہ چھائی خوشی دیکھتے ہوئے نرمی سے گویا ہوئی کیونکہ اسے گھر والوں کی خوشی میں خوش ہونا آتا تھا جبکہ دل پہ منوں بوجھ آ گرا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اور وہ یہ کیوں سمجھنے سے قاصر تھی۔ صائم مسکرا کر اس کا

ماتھا چومتے کمرے سے نکل گیا مگر محرم کا دماغ ابھی تک اسی رشتے میں الجھا ہوا صائم کے احتشام صاحب کو آگاہ کرتے ہی انہوں نے مزید دیری نا کرتے ہوئے آناً فاناً رشتہ طے کر دیا تھا۔ان کے مطابق دوستی بہت گہری تھی اور اچھے رشتوں میں دیری نہیں کرنی چاہیے۔ محرم کا رشتہ پکا ہونے پر سب سے زیادہ خوش حجاب اور عزہ تھی۔ بات بات پر محرم کو چھیڑتی جبکہ محرم صحیح سے خوش بھی نہ ہو پاتی۔

اس کیلیے یہی بہت تھا کہ اس کے گھر والے اس رشتے سے بہت خوش اور پر سکون ہے ہیں۔ جان پہچان تو شادی کے بعد ویسے بھی ہو ہی جاتی ہے

اور اصل محبت بھی وہی ہوتی ہے جو اپنے محرم کے ساتھ ہو۔اسلیے اسے اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ باقی اسے یقین تھا کہ جو اس کے حق میں بہتر ہو گا اللہ تعالیٰ وہی کریں گے تبھی اس کا دل بھی اب اس رشتے کو لے کر آمادہ تھا۔

****

"اذلان نہیں آیا میز پہ اب تک جاؤ عفان بلا کر لاؤ۔"

وہ سب لوگ ڈنر کرنے کیلیے ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے جب احتشام صاحب نے سنجیدگی سے حکم صادر کیا۔اس سے پہلے کہ وہ اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھتا اذلان کی بھاری آواز پہ ان سب کی توجہ اس کی جانب مبذول ہوئی تھی۔

"اسلام وعلیکم مام ڈیڈ۔"

اذلان اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو میچتا ہوا بولا تو ان سب نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جواب کرسی کھسکا کر بیٹھ رہا تھا۔

"کیا ہوا بیٹا طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔"

مسز شاہ نے پریشانی سے استفسار کیا جس کے چہرے سے اضطراب صاف جھلک رہا تھا۔

"جی مام۔ بس ویسے ہی سر میں درد ہے اور کوئی بات نہیں آپ لوگ کھانا شروع کریں۔"

اذلان نرمی سے ان سب کو قائل کرتے کھانے کی طرف متوجہ ہو چکا تھا جبکہ عفان بہت غور سے اذلان کو دیکھ رہا تھا جیسے کچھ جانچنا چاہ رہا تھا اسی دوران اذلان کے ایک دم آئبرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا تو وہ گھبراتے سرعت سے نفی میں سر ہلاتا کھانے پہ جھک گیا۔ پریشے جو کھانے میں مصروف تھی ایکدم ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی سب کی جانب متوجہ ہوئی۔

"اوہاں۔ مجھے ایک بات تو آپ لوگوں کو بتانا یاد ہی نہیں رہی۔"

وہ ایکدم سے سر پہ ہاتھ مار کر افسوس کرتے ہوئے بولی جیسے اس نے یہ بات نا بتا کر بہت بڑی کوتاہی کر لی ہو۔

"بول لو کیونکہ بولے بغیر تمہیں کھانا تو ہضم ہو گا نہیں۔"

عفان نے اس پہ طنز کرتے گویا اسے اجازت دی۔ پریشے نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ لوگوں کو معلوم ہے محرم کا رشتہ لے کر آئے تھے آج کچھ لوگ شاید زمان انکل کے فیملی فرینڈز تھے اور میرے خیال سے اس کا رشتہ پکا بھی ہو گیا ہو گا۔"

اذلان جو خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے کھانا کھا رہا تھا محرم کا نام سن کر پریشے کر فوراً سے پہلے پریشے کے چہرے پہ نگاہیں جمائی مگر اس کی اگلی بات سنتے ہی اس کے گلے میں پھندا سا اٹکا۔ اسے فضا میں آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی۔

"بھائی آپ ٹھیک ہے نہ۔"

اذلان کو کھانس کر دوہرا ہوتے دیکھ عفان اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی پیٹھ سہلائی جس کا چہرہ لہو چھلکا رہا تھا۔ باقی سب بھی پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اذلان اگلے ہی سیکنڈ اپنے خول میں سمٹتے بمشکل مسکرا اٹھا۔ وہ اپنا آپ کسی پہ بھی آشکار نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ محبت کے سفر میں بری طرح ناکام ٹھہرا ہے۔

"ہاں میرا ہو گیا بس میں اپنے روم میں جا رہا ہوں۔"

اذلان رومال سے چہرہ تھپتھپاتے اٹھ کھڑا ہوا اور بنا کسی کی جانب دیکھے کمرے کی طرف چل دیا۔

اس کے برعکس عفان کی پرسوچ نگاہیں ابھی تک اذلان کی چوڑی پشت پہ جمی تھی کیونکہ اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ جو بھی بات ہے وہ محرم سے متعلق ہے اور اس متعلق جو بات اس کے ذہن میں آرہی تھی وہ ایسی بات سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

****

رات کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلا چکے تھے۔ آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے پوری آب و تاب سے ڈیرا جمایا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں نے بھی زور پکڑا ہوا تھا مگر ایسے موسم میں بھی اس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا وہ پوری انہماک کے ساتھ ٹی وی سکرین پہ دوڑتے مناظر کو تک رہی تھی۔ چہرے کے تاثرات کبھی بدلتے تو کبھی سہم جاتے کیونکہ سامنے چلنے والے مناظر کسی ہورر موووی کے تھے معاً اسے کمرے کے دروازے پہ کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ اپنی جگہ سے بے اختیار اچھلتے بیڈ کراؤن سے جا لگی۔ اس نے حلق تر کرتے اطراف میں نگاہیں گھمائی مگر ایسا کچھ دکھائی نہیں دیا جو اس کے ڈر میں اضافہ کرتا تبھی دوبارہ ٹی وی کی جانب اپنی توجہ مبذول

کرالی۔ اگلے ہی لمحے ایک زوردار آواز کی بدولت ُیت کے لبوں سے بھی دبی دبی چیخ برآمد ہوئی۔ چپس کا پیکٹ ہاتھوں سے چھوٹتے وہی کر گیا کیونکہ اب کی بار آواز پہلے کی بانسبت کافی اونچی تھی۔

"کونن ہے۔"

وہ اپنے پیروں میں چپل اڑستے سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھی اور چہرے پہ جھولتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

مگر اب کی بار جواب میں بلی کی آواز سن کر اس کا دل بری طرح دھک دھک کرنا شروع ہو گیا۔ سانسوں کا تسلسل بری طرح ٹوٹا۔ وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتی کھڑکی کی جانب بڑھی جس کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کھڑکی کے قریب پہنچتی کسی نے سختی سے اس کے لبوں پہ ہاتھ رکھتے اس کی سانسیں روکی تھی۔ آیت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ وہ ہوں ہوں کرتے پوری طرح مزاحمت کر رہی تھی۔ بے بسی و بے کسی کی بدولت آنکھوں سے آنسو بھی تواتر بہنے لگے۔ ایان جو اسے ڈرانے کے ارادے سے س کے کمرے میں آیا تھا اپنے ہاتھ پہ نمی محسوس کر سرعت سے ہاتھ ہٹایا اگلے ہے لمحے اس کے گلہ پھاڑ پھاڑ کے رونے پر بوکھلا گیا۔

"کیا مصیبت ہے۔ کیوں پاگل ہو رہی ہو ماما بابا اٹھ جائیں گے۔"

ایان اس کے بری طرح رونے پہ اس کے بال کھینچتے ہوئے دانت پیس کر بولا۔ آیت کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔

"تت۔ مم۔ تم یہاں کیا کر رہے ابھی میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو۔"

آیت شعور کی منزل طے کرتے ہی اس کے سینے پہ پے در پے مکے مارتے ہوئے بولی۔

"تو میری جان چھوٹ جاتی اور یہ ساری جائداد کا اکلوتا وارث میں ہوتا۔"

ایان اسے تنگ کرنے کی خاطر قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا۔ آیت نے دانت کچکچائے۔

"اتنی جلدی نہیں مرتی میں۔ اپنے حصے کی جائداد لے کر ہی مروں گی مگر تمہارے حصے نہیں آنے دوں گی اور زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے چلو میرے کمرے سے باہر۔ دماغ گھما دیا ہے میرا آئندہ میری توبہ جو اس ٹائم ہارر مووی دیکھو۔"

آیت جل بھن کر بولی۔ ایان اس کی بات پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ آیت نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم جاتے ہو یا ماما بابا کو اٹھاؤں چیخ چیخ کر۔"

وہ اس کے مسلسل ہنسنے پہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ ایان نے اس کی دھمکی آمیز لہجے پہ کڑھتے ایک بار پھر سے اس کے بال کھینچ کر کمرے سے دوڑ لگا دی۔ جبکہ پیچھے وہ اس کی حرکت پہ چیختی چلاتی رہ گئی۔

****

کمرے میں آکر بھی گھٹن کے احساس میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ وہ بلکل خاموش تھا کسی ٹھہرے ہوئے سمندر کی مانند۔ وہ تو ابھی تک سکتے کی کیفیت میں تھا۔ بھلا ایسا کیسے ممکن تھا؟ ابھی تو اس نے محبت کے احساس کو محسوس کرنا شروع کیا تھا۔ ابھی تو اس احساس سے روشنائی حاصل ہوئی تھی۔ ابھی تو اس نے خود میں بدلاؤ کو شدت سے محسوس کیا تھا مگر کیسے سب کچھ پلٹ گیا تھا کیسے وہ وجود اس کے لیے اہم ہوا تھا مگر آپ نے اسے کسی اور کے نام بھی کر دیا۔ میرے ہر احساس کو اندر تک جھنجھوڑتے نوچ ڈالا۔ اگر اسے مجھے ملنا ہی نہیں تھا تو میرے سے ملایا کیوں

تھا۔ میں نے تو آپ سے کسی قسم کی ضد نہیں لگائی تھی کہ مجھے یہی چاہیے۔ میں تو ایسا کوئی احساس بھی محسوس نہیں کیا تھا تیرے ہی اشارے پہ وہ مجھے ملی تھی نا تو اب چھیننے والا بھی تو ہی ہے۔

وہ دل ہی دل میں اللہ سے شکوہ کناں تھا۔ کس قدر مختصر اور پر درد تھی اس کی کہانی۔ اس نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو حیرانگی سے صاف کیا اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔ آنکھوں کے ساتھ دل بھی جلنے لگا تھا۔ وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے کھڑکی کے پٹ کھول گیا تا کہ سرد ہواؤں سے کچھ افاقہ ہو مگر کمی نا آنے پہ وہ سپاٹ چہرے سمیت ایک بار پھر سگریٹ سلگا کر بیٹھتے اپنے پسندیدہ مشغلے میں مصروف ہو گیا۔ ایک یہ ساتھ ہی تو پکا تھا جو پوری زندگی کیلیے اسکا تھا۔ جیسے جیسے رات گزرتی جا رہی تھی ویسے ویسے دل پہ بوجھ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ سانسوں میں ایک عجیب سی بے چینی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے ایک گہرا کش لیتے وسیع آسمان کی جانب دیکھا جہاں ڈھیروں ستارے ٹمٹما رہے تھے۔ دل میں ابھی تک اس دشمنِ جاں کا چہرہ گھوم رہا تھا جس سے محبت کی گواہی اس کے دل نے دی تھی مگر شاید کچھ چیزیں آپ کے نصیب میں نہیں ہوتی۔ کچھ چیزوں کیلیے صبر کرنا پڑتا ہے اور شاید محرم بھی انہی میں سے ایک تھی۔

اسے کھونے سے ڈرتا تھا

بہت رونے سے ڈرتا تھا

پھر اک دن سمجھ آیا

کہ رویا ان کو جاتا ہے

جو بچھڑ جائے مقدر سے

کہ کھو یا ان کو جاتا ہے

جو حاصل ہوں میسر ہوں

جو دانستہ بچھڑ جائے

اسے رو یا نہیں کرتے

جسے پایا نہیں اب تک

اسے کھو یا نہیں کرتے

****

"ناجانے کیوں دل اس قدر گھبر ا رہا ہے۔ یا اللہ پلیز میں تیری رضا میں ہر وقت راضی رہی ہوں مگر پلیز مجھے سکون دے دے تاکہ میں اس سب پہ خوش ہو سکوں جو میری زندگی میں میرے لیے ہو رہا ہے۔"

وہ کھوئے کھوئے انداز میں زینے اترتی خود سے مخاطب تھی۔ کل رات وہ سونے سے قبل سب کچھ تسلیم کر چکی تھی مگر دل تھا کہ ابھی بھی بے چین تھا کچھ بھی سننے سمجھنے سے قاصر اور ایسا کیوں تھا یہ بات محرم سمجھنے ست قاصر تھی مگر کچھ ہی دیر بعد اس کا اصل سکون اس وقت غارت ہوا جب تحریم بیگم نے اس کے سامنے فائق کی بات رکھی۔ وہ تو اپنی جگہ سے اچھل ہی پڑی تھی۔

"محرم فائق چاہتا ہے کہ آپ ان سے ایک بار مل لیں تاکہ ایک دوسرے کو جان سکیں اچھی طرح اور بعد میں کوئی پرابلم نہ ہو۔ بعد مطلب شادی کے بعد۔

تحریم بیگم نے اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے محبت سے اس کے سامنے فائق کی بات رکھی جو اسے شدید ناگوار گزری تھی۔

"لیکن ماما میں نہیں ملنا چاہتی آپ کو پتہ ہے مجھے یہ سب نہیں پسند۔"

محرم تو ملنے لے نام پہ ہی گھبرا گئی تھی تبھی سیدھی طرح انہیں ٹوک دیا۔

"لیکن اس میں کوئی حرج تو نہیں زندگی آپ دونوں نے ہی گزارنی ہے۔اگر ابھی سے ایک دوسرے کو سمجھو گے تو بعد کیلیے آسانی ہو گی۔"

انہوں نے نرمی سے اسے قائل کرنا چاہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ فائق باہر سے پڑھ کے آیا ہے تو اس کی سوچ بھی ان کے مطابق ہے۔

"ماما ضروری تو نہیں کہ ہم باہر جا کر اکیلے میں ملیں یا یہ کہی لکھا ہے کہ شادی سے قبل لڑکے لڑکی کا ملنا از حد ضروری تھا۔یہ انگروزوں کی بنائی ہوئی رسمیں ہیں ماما ان ہی کی رہنے دیں۔

محرم بھی اب کی بار تلخ ہوتے انہیں سمجھاتے ہوئے بولی جو ایک ہی بات پہ بضد تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔ہم تم پہ کسی طرح کی زبردستی نہیں کر رہے۔"

تحریم بیگم اس کی بات سنتے ہار مانتے ہوئے بولی۔

"تھینکیو ماما۔"

محرم ان کے ماننے پہ مسکرا کر ان کے سینے سے لگتے ہوئے بولی اور آنکھوں میں آئی نمی کو چپکے سے صاف کیا۔ایک لڑکی کیلیے آسان تو نہیں ہوتا اس گھر کو ہمیشہ کیلیے چھوڑ دینا جہاں ان کی زندگی کا ایک حصہ گزرا ہو اور کسی پڑائے گھر کو اپنا کہنا جہاں کسی کی بھی جان پہچان نا ہو۔ناجانے یہ کیسی ریت تھی جو ہر لڑکی نے نبھانی تھی۔

"اوہو ابھی سے اموشنل سین کیا ہو گیا ابھی تو شادی کو بہت وقت ہے۔"

عزہ اور حجاب ان دونوں کے پاس بیٹھتے ہوئے ان کے گلے کا ہار بنتے ہوئے شریر لہجے میں بولی۔

"ویسے آپی میں آپ کو بہت مس کروں گی۔"

حجاب محرم کو مسکہ لگاتے اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔وہ اس کی بات پہ فقط مسکرا دی۔

"موٹی آپی کو یا آپی کے ہاتھ کے کھانے کو اور میں تو رہ گئی۔"

عزہ اس کے کندھے پہ جھانپڑ رسید کرتے آخر میں منہ بسورتے ہوئے بولی۔ محرم نے مسکرا کر ان دونوں کو ایک ساتھ گلے لگایا۔ تحریم بیگم بھی ان تینوں کی محبت دیکھ کر دلکشی سے مسکرا دی۔وہ چاروں ہی تو ان کا کل سرمایہ تھے جنہیں دیکھ دیکھ کر وہ جیتی تھی۔

****

نیم اندھیرے میں آڑھے ترچھے لیٹے ہوئے وجود کو دیکھ آیت نے دانت کچکچائے تھے جو بیڈ پہ اوندھا لیٹا سکون سے نیند کی وادیوں میں گم تھا۔

"ایان اٹھ بھی جاؤ میں نے تمہارے اوپر ٹھنڈا پانی پھینک دینا ہے۔پھر مت کہنا کہ مجھے نہلا دیا۔میں برداشت بلکل نہیں کروں گی۔

آیت جو ایان کو کافی دیر سے اٹھانے کی تگ و دو میں تھی تنگ آ کر تنک کر بولی۔

"بکواس نہ کیا کرو میرے ساتھ آئے دن تم وہاں پہنچی ہوتی ہو کوئی کام نہیں ہے کیا۔ سکون سے گھر میں بھی بیٹھ جایا کرو کبھی۔"

ایان نیند میں اسے زبردست قسم کی جھاڑ پلاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں ابھی اصل بات نہیں پتا ورنہ تم بھی ایسے ہی اچھل رہے ہوتے جیسے میں وہاں جانے کو اتاولی ہو رہی ہوں۔"

آیت اس کی بات کو چولہے میں جھونکتی پرجوشی سے بولی۔

"بولو کیا بات ہے تھوڑا میں بھی خوش ہو جاؤں۔

قسم سے جب سے آیا ہوں تمہاری شکل دیکھ دیکھ کر سڑ ہی رہا ہوں۔"

ایان آیت کو تنگ کرنے کی خاطر اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئی۔

"ہاں اتنی ہی بری لگتی ہوں تو آنکھوں پہ پٹی باندھ کے گھوما کرو۔"

آیت اس کی بات پر تنک کر بولی مگر اس کو دوبارہ سونے کی تیاری پکڑتے دیکھ سرعت سے سیدھی ہوئی مبادہ وہ دوبارہ سونا جائے۔

"خیر محرم آپی کا رشتہ ہو گیا اس لیے جا رہی ہوں تم بھی ان سے مل لینا نہ۔"

ایان جو آنکھیں ملنے میں مصروف تھا اس کی بات پہ اس کی پوری آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔

"یہ کب ہوا اتنا اچانک۔"

ایان حیرانگی سے بولا اور ایکدم اپنی جگہ سے اٹھتے وارڈروب کی جانب بڑھا تاکہ فریش ہو سکے کیونکہ یہ بلکل غیر متوقع تھا۔ اب اسے آیت سے زیادہ جلدی تھی وہاں جانے کی۔ آیت نے ایکدم مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی فریش ہو کر باہر نکلا۔ وہ دونوں گھر میں اطلاع دیتے خان ہاؤس کیلیے نکل پڑے۔

"ایسا کرتی ہوں محرم آپی کیلیے کچھ لے لیتی ہوں۔ ایان کسی مارکیٹ کے سامنے روکنا۔"

آیت گاڑی میں بیٹھتے ہی متانت سے گویا ہوئی۔ آیت کی برجستہ بات پہ اب کی بار کچھ سوچ کر ایان کی آنکھوں میں شرارت ناچی جبکہ ہونٹوں پہ شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت طے کرتے وہ جوں ہی خان ہاؤس پہنچے آیت نے تحریم بیگم سے ان کی بابت پوچھتے ان کے پاس جانے میں جلدی کی تھی۔

"ہیلو ایوری ون۔ بہت بہت مبارک ہو بی بنو۔"

آیت سب سے ملتے ہوئے آخر میں محرم کے گلے لگتے ہوئے شرارت سے بولی تو وہ اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دی۔ اس سے زیادہ کی اسے تمنا نہیں تھی۔

"زیادہ ہی جلدی نہیں آ گئی تم۔"

عزہ نے اس کے گھنٹہ لیٹ آنے پر طنز کیا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"تو میں کیا کرتی یہ نواب نہیں اٹھ رہا تھا اور میں نے اسی کے ساتھ آنا تھا۔"

آیت نے انہیں اپنی تاخیر کی وجہ بتائی۔

"سست لوگ۔"

حجاب نے ایان کو چھیڑنا ضروری سمجھا۔ وہ تو ابھی تک ایان سے اس کا برتھڈے گفٹ نہ دینے پر ناراض تھی تبھی اپنی ناراضگی جتاتے ہوئے بولی۔

"کیا ابھی بھی ناراض ہو۔"

ایان سر کھجاتے ہوئے شرمندگی سے بولا۔ اس کی بات پہ حجاب نے جواب دینا بلکل ضروری نہیں سمجھا۔

"چلو ٹھیک ہے پھر عزہ یہ گفٹ تم رکھ لو کوئی اور تو بات کر نہیں رہا تو گفٹ بھی قبول نہیں کریں گا ایسے میں وقت کا ضیاع کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔"

عزہ جیسے ہی گفٹ پکڑنے آگے کو ہوئی حجاب نے اس کے ہاتھ سے گفٹ اچک لیا۔

"میں اپنی چیزیں کسی کو نہیں دیتی سمجھ آئی اور تم دس قدم پیچھے رہو۔"

حجاب گفٹ اس کے ہاتھ سے چھین کر ایک ادا سے بولی اور ساتھ ہی عزہ کو حکم صادر کیا۔

عزہ نے تلملا کر اس کی نقل اتاری۔ اسی اثناء میں پریشے بھی آگئی سب سے مل ملا کر اس نے محرم کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"کیا ہو گیا سب کو چپ کیوں ہو گئے کیا باتیں ہو رہی تھی۔"

پریشے اپنی آمد پہ ان سب کو خاموش دیکھ کر حیرت سے بولی۔

"وہ ایان نے حجاب کو برتھڈے گفٹ ابھی دیا ہے تو بس اسی پہ ہی بے وجہ سی لڑائیاں جن کا کوئی مقصد نہیں ہے۔"

محرم نے اسے بتاتے آخر میں جتانا ضروری سمجھا۔

"اچھا واہ تو کھولو نہ کیا ہے اندر۔"

پریشے بھی جوش سے گویا ہوئی۔اس کی بات پہ حجاب نے گفٹ کھولنے کو ترجیح دی اور باقی سب نہایت انہماک سے اسے دیکھ رہے تھے جس کا پورا دھیان گولڈن ریپ ہوئے گفٹ کی جانب تھا۔

"آئیی ماما چوہا۔چوہا۔"

لیکن جیسے ہی حجاب نے وہ بوکس کھولا اس کے اندر سے چوہا نکلتا دیکھ کر اس کی فلک شگاف چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔اب صورت حال یہ تھی کہ ساری لڑکیاں بیڈ کے اوپر تھی اور ایان اور ان کا شور سن کر کمرے میں آیا صائم ہونقوں کی طرح انہیں اچھلتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

صائم نے نا سمجھی سے ایان کو مخاطب کیا جو ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال انار ہوا پڑا تھا

"وہ صائم بھائی ایک مذاق کیا تھا نقلی چوہے کا لیکن لگتا ہے مجھے ہی مہنگا پڑ گیا۔"

ایان اپنے سینے پر وہی بوکس بجتے دیکھ کر سینہ سہلاتے ہوئے درد بھرے لہجے میں بولا۔اس کی شکل دیکھ کر صائم کی ہنسی نکل گئی۔اب کی بار ہونقوں کی طرح صائم کو دیکھنے کی باری آیت کی تھی جو بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ جلاد ہنستا بھی ہے۔"

آیت بڑبڑانے والے انداز میں بولی۔

"بھائی آیت آپ سے کچھ کہہ رہی ہے۔"

محرم جو اس کی بات سن چکی تھی شرارت سے ان دونوں کو دیکھ کر بولی جبکہ آیت کا حال ایسا تھا جیسے ابھی گر جائے گی۔محرم کی بات سن کر صائم نے آیت کو دیکھ کر بھنویں اچکائی

جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا ہوا۔

"ووہ میں کہہ رہی تھی کہ کیا کہہ رہی تھی۔"

ہمیشہ کی طرح اس جلاد کو سامنے دیکھ آیت کی آواز حلق میں دب چکی تھی۔

"کیا کہنا ہے تم نے بولو گی بھی یا نہیں۔"

صائم تنک کر بولا۔ باقی سب آیت کی حالت سے حظ اٹھا رہے تھے۔

"ہاں! وہ میں کہہ رہی تھی کہ آپ ہنستے ہوئے اچھے لگتے ہیں۔"

اس کی برجستہ بات پر صائم نے تو دانت پیسے جبکہ آیت روہانسی ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس کی صورت دیکھ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ کچھ غلط بول چکی ہے۔ اس کی بات پہ باقی سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ان کو ہنستے دیکھ صائم آیت پر ایک قہر بھری نظر ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی آیت افسوس سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"میں نہیں بولتی آپ سے محرم آپی آپ کو پتہ بھی ہے کہ آپ کے بھائی کی میرے ساتھ کوئی خاص دشمنی ہے پھر بھی۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے محرم سے بولی۔ اس کی بات پہ سب کی ایک بار پھر ہنسی چھوٹ گئی۔

"اچھا اچھا سوری اب نہیں کرتی۔"

محرم اس کا پھولا چہرہ دیکھ اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے بولی۔

"تمہیں نہیں بخشتی میں بدتمیز انسان۔"

حجاب کے ہاتھ میں جو آرہا تھا وہ بری طرح اسے مار رہی تھی۔

"خادم ہر وقت حاضر ہے۔"

ایان اس کے حملوں سے بچاؤ کرتے اپنے لہجے میں دلفریبی سموئے شرارت سے آنکھ دبا کر بولا مگر اپنی بات پہ اسے لیمپ اٹھاتے دیکھ ایان نے وہاں سے دوڑ لگا دی کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ سر ہی پھاڑ دیتی۔اسے یوں ڈر کر بھاگتا دیکھ وہ سب کھلکھلا کر ہنس دی۔

****

وہ مسلسل جلے پیر کی بلی کی مانند کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔انگلی دانتوں میں دابی ہوئی تھی جس سے کبھی کبھی وہ اپنی پیشانی مسل لیتا۔اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔

"بھائی کے ساتھ آخر کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔کیا محرم سے ان کی کوئی بات ہوئی ہے۔"

"نہیں نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔"

وہ کمرے میں بند مسلسل اذلان کے بارے میں مفروضے لگا رہا تھا لیکن کوئی سرا تھ نہیں آ رہا تھا اور محرم کے بابت سوچتے اس نے سرعت سے اپنے خیال کی نفی کی تھی۔

"افف کیا مصیبت ہے۔"

اچانک ہی پریشانی سے اس نے اپنے سر کے بال مٹھی میں جکڑ لیے کیونکہ کچھ معلوم تو ہو نہیں رہا تھا۔

"اتنا زور و شور سے کیا سوچ رہے ہو کہی کوئی لڑکی کا چکر تو نہیں۔"

پریشے جو محرم کے گھر سے لوٹتے اپنے کمرے میں جا رہی تھی رک کر عفان کو ٹہلتے دیکھ کر شرارت سے بولی۔

"تم تو بولا ہی نہ کرو ہمیشہ کچھ الٹا ہی بولتی ہو۔"

عفان جو پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا چڑ کر بولا۔ پریشے ایکدم سیدھی ہوئی کیونکہ عفان کو کبھی اس نے ایسے نہیں دیکھا تھا۔

"سب ٹھیک ہے نہ۔"

اب کی بار پریشے بھی سنجیدہ ہوئی۔ عفان کو ویسے بھی کوئی ساتھی چاہیے تھا جس کے ساتھ وہ شئیر کر سکتا اسلیے اس نے ساری بات پریشے کو بتادی۔ اس کی بات پہ پریشے کی حالت بھی ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے مجھے محرم کا تو ایسا کچھ نہیں لگا۔ وہ تو خوش تھی۔"

پریشے ساری بات سن کر نا سمجھی سے بولی۔

"وہی تو یہی تو سمجھ نہیں آرہا۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو محرم کا رشتہ کبھی نا ہو پاتا۔"

عفان پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"چلو بھائی کو دیکھ کر آتے ہیں کہ کیا کر رہے۔"

اچانک ہی پریشے کو پتہ نہیں کیا سوجھی اسی لیے وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ عفان نے اس کی بات پہ اسے ایسے دیکھا جیسے کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہو۔

"تم بھائی کی جاسوسی کرنا چاہ رہی ہو۔"

عفان بھنویں سکیڑتے ہوئے بولا۔

"اففف باقی باتیں چھوڑو اور چلو تو سہی۔"

پریشے جھنجھلا کر اس کا ہاتھ تھامتے اذلان کے کمرے کی طرف چل دی۔ کمرے کے باہر پہنچتے ہی عفان نے اسے ایک جانب کیا اور خود ہول سے اندر جھانکنے لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو کب سے۔اندر کیا کر رہے بھائی۔"

پریشے اسے مسلسل اندر جھانکتے دیکھ تند لہجے میں بولی کیونکہ وہ جب سے آیا تھا کمرے کے لاک والی جگہ سے اندر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سگریٹ پینے کے علاوہ اندر کوئی شغل نہیں ہو رہا تھا۔

"کمر ہلا ہلا کر مجرہ کر رہے ہیں دیکھنا ہے تم نے بھی۔"

عفان مصنوعی سنجیدگی سے اسے ڈپٹتے ہوئے بولا۔

"تمیز سے بتاؤ کیا کر رہے ہیں بھائی اور زرا آہستہ بولو۔"

پریشے اس کی آواز اونچی ہوتی دیکھ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی نما لہجے میں بولی۔

"حد ہو گئی اتنے سگریٹ کون پیتا ہے بندہ پی پی کر کالا ہی ہو جائے۔"

عفان آہستہ آواز میں جل کر بولا جبکہ اب کی بار اس کے تبصرے پہ پریشے سلگ کر رہ گئی۔

"افف۔پانی بھی ختم ہے نیچے سے لانا پڑے گا اب۔"

اذلان سائیڈ ٹیبل پہ رکھے خالی جگ کو دیکھتے ہوئے بولا اور کوفت سے جگ تھامتے جوں ہی نیچے جانے کیلیے دروازہ کھولا اگلے ہی لمحے عفان جو دروازے کے ساتھ چپک کر کھڑا اس کی حرکات کا ملاحظہ کر رہا تھا دھڑام کے ساتھ نیچے گرا۔جبکہ اس کے سہارے سے کھڑی پریشے نے دیوار کا سہارا لے کر اپنے آپ کو گرنے سے بچایا۔اذلان کے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا۔اب کی بار وہ پیشانی پہ بل ڈالے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"یہاں کیا کر رہے رات کے اس وقت آپ دونوں۔"

اذلان سرد مہری سے گویا ہوا۔

"وہ بھائی ہم آپ سے ملنے آئے تھے یاد آرہی تھی آپ کی۔"

عفان کمر پہ ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کراہ کر بولا جبکہ اذلان مسلسل ہاتھ باندھ کر اسے گھورنے میں مصروف تھا۔

"بھائی اب میں کمر دبوائے بغیر نہیں جاؤں گا۔آپ کی وجہ سے ہی لگی ہے۔"

عفان بیڈ پہ لیٹتے ہوئے مصنوعی درد بھرے لہجے میں بولا۔اب اذلان کا رخ پریشے کی جانب تھا جو بے چینی سے انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔

اذلان نے عفان کو اس نے بعد میں ٹھیک کرنے کا سوچا۔اذلان کو رخ اپنی طرف دیکھتا پا کے پریشے نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا۔

"وہ بھائی میں اسے دیکھنے آئی تھی یہ چھپ چھپ کر آپ کو دیکھ رہا تھا اور میں اسے کہہ رہی تھی کہ کسی کی جاسوسی نہیں کرنی چاہیے۔ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں اچھا بھائی میں چلتی ہوں۔"

پریشے مصنوعی جمائی لیتے ہوئے اپنی طرف سے سمجھدار بنتے کی ناکام اداری کرتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی وہاں سے دوڑ لگا دی۔

اس کے برعکس اس کی بات بدلنے پہ عفان نے دانت پیسے جیسے دانتوں کے نیچے پریشے ہو جو اسے پھنسا کر خود راہِ فرار حاصل کر چکی تھی۔

"اور تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ یہ نہ ہو کہ ایک دن تم مجھ سے کھالو۔گھوڑے جتنے ہو گئے ہو لیکن عقل گھٹنوں میں ہی رہ گئی ہے۔چلو اٹھو اب کمرے میں جاؤ۔"

ازلان تاسف سے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا۔

"بھائی اب گھوڑا تو نہ کہیں کم از کم اپنے اتنے ہینڈسم بھائی کو۔"

عفان بیڈ سے اٹھ کر لڑ کھڑاتے ہوئے منہ بسور کر بولا۔

"بھائی نے تو مجھے ہی مجرا کرا دیا ہائیں میری کمررر۔"

جبکہ اس کی خالص آنٹیوں والے انداز میں دہائیاں دیکھ کر ازلان نے بمشکل مسکراہٹ دبائی جو باہر نکلنے کو بے تاب تھی خود وہ گہرا سانس بھرتے پانی لینے کچن کی طرف چل دیا۔

ایک بات اس کو اچھے سے سمجھ آگئی تھی کہ جو چیز آپ کے نصیب میں نہیں ہو گی وہ آپ کو کسی صورت نہیں مل سکتی وہ پاس ہوتے ہوئے بھی آپ سے چھین لی جاتی ہے اور جو چیز آپ کے نصیبوں میں ہو گی تو کوئی دوسرا آپ سے اس کو چھین نہیں سکتا۔

****

"آپ کو میں نے پرسوں بتایا تھا نہ کہ ہم نے لنچ ولید کی طرف کرنا ہے تاکہ آپ لوگ بھی فائق سے بھی مل لیں اور اس بارے میں کسی بھی قسم کے اگر شک و شبہات ہیں تو وہ ختم ہو جائیں۔"

زمان صاحب نے تحریم بیگم کو فون پہ آگاہ کیا۔ وہ جو کچن کے کاموں میں بری طرح غرق تھی ان کی بات پہ چونک کر تولیے سے اپنے ہاتھ صاف کرنے لگی۔

"مجھے تو یاد ہی نہیں رہا بلکل بھی اب کیا کریں نہ ہی عزہ حجاب کو بتایا کیونکہ ظاہر سی بات ہے اگر ہم جائیں گے تو وہ بھی تو جائیں گی۔"

تحریم بیگم نے تشویش کا اظہار کیا۔ اپنی حرکت پہ وہ سوائے افسوس کے اب کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ زمان صاحب ان کی پریشانی پہ دھیما سا مسکرائے۔

"اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے آپ انہیں ابھی کہیں کہ تیار ہو جائیں۔ میں بھی تھوڑی دیر تک گھر پہنچتا ہوں اب اس وقت منع کرنا بھی اچھا نہیں لگتا۔"

زمان صاحب نے سنجیدگی سے انہیں سمجھاتے ساتھ میں حل بھی پیش کیا۔

"چلیں میں پھر فون رکھ رہی ہوتا کہ انہیں تیار ہونے کا کہوں۔"

تحریم بیگم نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

اب ان کا رخ عزہ اور حجاب کے کمرے کی طرف تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی کمرے کا حال دیکھ چکر کر رہ گئی۔ انہوں نے تند نگاہوں سے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں محرم تو موبائل میں مصروف تھی البتہ وہ دونوں آڑھی ترچھی بیڈ پہ لیٹی تکیوں سے لڑنے میں مصروف تھی۔ ان کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں تم دونوں کو کب عقل آئے گی اور محرم تم انہیں منع نہیں کر سکتی۔"

تحریم بیگم نے انہیں دیکھ کر بے ساختہ اپنا ماتھا پیٹا اور ساتھ محرم کو بھی لتاڑا۔ ان کی بات پہ اس نے ہڑبڑاتے اپنا موبائل تکیے کے نیچے رکھا۔

"ماما میں تو کہہ کہہ کے تھک گئی لیکن کوئی سنے تو تب نہ آپ اچھے سے جانتی ہیں یہ نہیں سدھر سکتی پھر کیوں بار بار انہیں کہہ کر اپنی انرجی ضائع کرنی۔"

محرم نے متانت سے بولتے صاف دامن بچایا۔وہ دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ کر رہ گئی جس نے انہیں ایک بار بھی ٹوکنا ضروری نہیں سمجھا تھا اور اب ماما کے سامنے کس قدر شریف بن گئی تھی۔

"وہ ماما۔"

اس کی بات پہ اس سے پہلے کہ وہ منمنا کر اپنے دفاع میں کچھ بولتی تحریم بیگم نے سختی سے انہیں جھڑک دیا۔ان کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

"یہ کمرہ فوراً سے پہلے صاف ہو مجھے ایک بھی چیز یہاں سے وہاں دکھائی نا دے سب کچھ اپنی جگہ پہ ہونا چاہیے اور ہاں سچ میں یہ اطلاع دینے آئی تھی کہ آج ہم نے انکل ولید کی طرف جانا ہے یوں ہی فائق سے ملنے تم دونوں بھی فائق سے مل لینا۔"

عزہ نے جانے کے نام پہ ہی ناک منہ چڑھائی البتہ حجاب کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں اس۔"

ابھی عزہ کی بات اس کے منہ میں ہی تھی کہ تحریم بیگم کی زبردست قسم کی گھوریاں دیکھ اس نے فوراً سے بیشتر تصیح کرنا ضروری سمجھا۔

"مجھے بہت شوق ہے ماما سب سے زیادہ مجھے ہی تو ہے۔میں اس انسان سے ملے بغیر رات کیسے کاٹوں گی۔"

وہ ہڑ بڑا کر زبان دانتوں تلے دبا کر بولی۔اس کی یوں بات پلٹنے والی حرکت پر حجاب اور محرم کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

"اچھا اب یہ ڈرامے بازیاں بند کرو اور فوراً سے پہلے کام پہ لگو۔وقت کا خیال بھی کر لینا۔"

وہ انہیں آنکھیں دکھاتی ہوئی باہر کی طرف چل دیں تاکہ خود بھی تیاریاں وغیرہ کر سکیں۔ان کے جاتے ہی عزہ نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔کچھ ہی دیر میں وہ تمام کاموں سے فراغت حاصل کرتے ہلکا پھلکا تیار بھی ہو چکی تھی۔

"چلیں آج ہم فائق صاحب سے مل کر آتے ہیں جن کا کچھ زیادہ ہی بول بالا ہے۔"

وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتی ڈوپٹے کو حجاب کی صورت میں لپیٹتی گہرے لہجے میں بولی۔حجاب نے بھی زور وشور سے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"ویسے کسی کو دیکھے پرکھے بغیر ہمیں اس کی تعریفیں ہضم نہیں ہو سکتی اسی لیے ہم خود اسے جانچیں گے تاکہ اندازہ لگا سکیں کہ وہ اپنی آپی کے شایانِ شان ہے یا نہیں۔"

حجاب نے بھی اس کی بات پہ حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔ عزہ شرارت سے مسکرادی تھی۔

"آخر ہم بھی تو دیکھے یہ فائق نامی بلا ہے کیا چیز۔"

عزہ آنکھوں پہ نادیدہ عینک لگاتے ہوئے شوخی سے بولی۔ اس کی حرکت پہ محرم نے بے ساختہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگائی تو وہ مدھم سا کھلکھلا کر ہنس دی۔ زنک رنگ کے گھٹنوں سے نیچے آتے فراک میں وہ محرم کو بے حد پیاری لگی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ ایک دوسرے کی تقلید میں زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

" چلیں بابا فائق بھائی سے ملنے۔"

عزہ صوفے پہ براجمان زمان صاحب کو دیکھے دل ہی دل میں دانت پیستے بظاہر ہنستے ہوئے بولی۔ انہوں نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے قدم پورچ کی جانب بڑھائی تھی۔

" تمہیں دیکھے بغیر ہی کیوں اس قدر چڑ ہو رہی ان سے۔"

حجاب گاڑی میں بیٹھتے ہوئے حیرت آمیز لہجے میں بولی۔ عزہ نے موبائل سے نگاہیں ہٹاتے اس کی جانب دیکھا۔

"پتہ نہیں۔"

عزہ لاپرواہ انداز میں کندھے اچکا کر بولتے دوبارہ موبائل پہ جھک گئی۔ یہ بات تو وہ اصل میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں اس قدر اس سے چڑ رہی ہے۔ اس کی بات پر حجاب فقط ہنکارہ بھر کر رہ گئی۔

"آپی ابھی کچھ دیر میں آپ کے پاس آیت آجائے گی۔ میں نے اسے بتادیا تھا کہ آپ گھر اکیلی ہیں۔اس پاگل کے ساتھ آپ کا دھیان بھی لگ جائے گا۔"

محرم عزہ کے فکر کرنے پر ہولے سے مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔ کچھ ہی دیر میں جوں ہی گاڑی دھول اڑاتی پورچ کی حدود پار کر گئی محرم بھی بنا کسی تاخیر کے گھر کا داخلی دروازہ بند کر کے اندر آگئی۔اس کا ارادہ سب سے پہلے صائم کا کمرہ صاف کرنے کا تھا۔ وہ نیم اندھیرے کمرے میں جوں ہی داخل ہوئی ہر چیز نفاست سے رکھی ہوئی تھی۔ محرم کو اسی بات کی بے تحاشہ خوشی ہوتی تھی کہ صائم کے کمرے کی تفصیلی صفائی سے وہ بچ جاتی تھی بس ہلکی پھلکی ڈسٹنگ کرتے وہ اس کام سے فارغ ہو جایا کرتی تھی۔ابھی بھی وہ بیڈ کراؤن پہ ڈسٹ کلوتھ مارنے میں محو تھی معاً سائیڈ ٹیبل پہ رکھی ڈائری بری طرح زمین بوس ہوئی تھی جس کے نتیجے میں اس ڈائری سے نکلتی چند تصویریں الٹی اس کے قدموں میں گری۔ محرم نے ناسمجھی سے دوزانوں بیٹھتے تصویروں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا تو سامنے ہی صائم کے ساتھ اذلان شاہ اپنی مخصوص پروقار شخصیت سمیت لبوں میں سیگریٹ دبائے سلگانے میں مصروف تھا۔ محرم کی آنکھوں میں ناگواری در آئی۔

"مطلب یہ بھی چین سموکر کی ہی اولاد ہیں۔ تبھی تو آنکھیں ہر وقت نشے میں رہتی ہیں۔"

وہ جھرجھری لیتے ان تصویروں کو دوبارہ ڈائری میں رکھ کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھ گئی۔اس دن یونی کا منظر ذہن کے دریچوں میں کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔

"یہ تو غصیلے بھی اس قدر ہے اسی لیے تو عفان کا ان کے سامنے تراہ نکل جاتا ہے جیسے میرا اس دن نکل گیا تھا۔"

وہ چور لہجے میں بولتی دروازے کی جانب بڑھی تھی مبادہ کوئی سن نا لے کہ وہ اذلان شاہ سے خوفزدہ تھی۔ باہر نکل کر نماز کی نیت سے اس نے قدم کمرے کی جانب بڑھائے۔ وضو کر کے کچھ ہی ساعتوں بعد اس نے نماز پڑھ کر جوں ہی دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے تو آنسو خود بخود لڑیوں کی صورت میں اس کے گالوں پہ بہہ نکلے۔ اس نے گہرا سانس بھرتے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔ وہ اس بابت سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر دل نا جانے کیوں اس سب پہ آمادہ نہیں تھا۔ وہ اس رشتے پہ خاموش تھی مگر اس کا دل چیخ چیخ کر انکار کرنے کی صلاح دے رہا تھا۔ اس کا دماغ دل بری طرح الجھا ہوا تھا۔ کبھی کبھی تو وہ سوچ سوچ کر اس قدر تھک جاتی کہ اسے اپنی تمام حسیات مفلوج ہوتی محسوس ہوتی تھی۔

"پتہ نہیں کیوں جب سے رشتہ ہوا تھا اس کا دل گھبراتا رہتا تھا جیسے کچھ برا ہونے والا ہو مگر اس کے جواب میں وہ تو بس اس ذات کے آگے ہاتھ پھیلاتے دعا ہی کر سکتی تھی کیونکہ وہ پاک ذات تو قادر ہے ہر چیز کی بازی پلٹنے میں اور برے کو اچھا کرنے میں۔ اسے اپنے اللہ پہ پورا یقین تھا کہ وہ بازی پلٹنے میں ایک لمحہ نہیں لگاتا۔ اگر اس کا اللہ اس رشتے پہ راضی ہوا تو وہ اس شخص کے نکاح میں جاتے اس رشتے کو بخوبی نبھائے گی مگر اگر کچھ غلط ہوا تو یہ سب خود بخود ہی ختم ہو جائے گا اور پھر اس کے دل کو بھی سکون میسر آ جائے گا۔"

****

"بھائی آپ کو کچھ بتانا تھا میں نے۔ اجازت ہو تو عرض کروں۔"

عفان معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا۔ آج ایک ضروری میٹنگ کی بدولت اذلان نے کچھ دیر ٹھہر کر آفس جانے کا سوچا تھا جس کی بدولت وہ باہر لان میں بیٹھے تازہ ہوا سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ پہلے پہل تو عفان نے

مختلف بہانے سوچ اس کے منہ سے اگلوانا چاہا مگر دال نا گلتی دیکھ اپنی بھوندی سی بات اس کے سامنے رکھی۔ اذلان نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو عفان اگلے ہی لمحے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"میرا مطلب ہے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو کچھ بولوں گا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اپنا سر کھجانے لگا۔

"اور اگر میری اجازت نہیں ہوئی تو۔"

وہ لیپ ٹاپ بند کرتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اسی دوران سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکراتے ایک سکون سا ان کے وجود میں برپا کر گیا۔

"تو پھر بھی بولوں گا اب بات دل میں رکھ کر پیٹ میں درد تھوڑی نا کروانا ہے میں تو بس فارمیلیٹی نبھا رہا تھا۔"

وہ کھسیاہٹ سمیت ہنستے ہوئے بولا۔ اذلان نے نہایت سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"بس جتنی فضول گوئی اس دنیا میں کرنی ہے وہ آپ نے ہی کرنی ہے کسی اور سے توقع نہیں ہے مجھے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے عفان کو ہنسنے میں مجبور کر گیا۔

"بھائی کسی سے کرنی بھی نہیں آپ نے کیونکہ میں ون اینڈ اونلی پیس ہوں اب جو میں کروں وہ سب کریں گے تو میں عفان شاہ کیسے کہلاؤں گا۔"

وہ مزے سے بھنویں اچکا کر بولتے اسے عاجز کرنے کی کوششوں میں تھا مگر جواب میں اسے پرسکون دیکھ عفان کی تیوری چڑھی اس نے اگلے ہی لمحے اگلا حربہ آزمانے کا سوچا۔

"بھائی مجھے محبت ہو گئی ہے وہ بھی بہت شدید والی۔"

وہ مصنوعی شرماتے ہوئے بولتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گیا۔ازلان نے بھنویں اچکاتے سکون سے اس کی جانب دیکھا۔

"بہت اچھی بات ہے عفان۔یقین کریں یہ جان کر مجھے بے تحاشہ خوشی ہوئی ہے۔"

اس کے جواب پہ عفان کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔اس نے دل ہی دل میں دانت پیسے۔

"بھائی آپ میری بات پہ غور کریں میں کیا بول رہا ہوں۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے غصے سے چڑ کر بولا۔ازلان نے لیپ ٹاپ اٹھاتے ٹھہر کر اس کی جانب دیکھا جس کی ناک غصے سے پھولی ہوئی تھی۔

"مبارک ہو عفان آپ مجھے عاجز کرنے کی کوشش میں بری طرح ناکام ٹھہرے ہیں البتہ میں نا چاہتے ہوئے بھی آپ کو عاجز کر چکا ہوں اسی لیے یہ بازی میرے نام ہوئی۔"

وہ مسکراتے لہجے میں جلتی پہ نمک چھڑکتے ہوئے بولتے لان کی حدود کو پار کرتے داخلی دروازہ عبور کر گیا۔اس کے جاتے ہی پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

****

"شکر تم آ گئے اتنا لیٹ کر دیا آنے میں مجھے تو لگ رہا تھا کہ نہیں آؤ گے تم۔"

ولید صاحب نے زمان صاحب کے گلے لگتے ہوئے کہا وہ لوگ ابھی ان کے گھر پہنچے تھے۔

"ہاں بس ہماری بیگم بھول گئی تھی۔"

وہ مسکراتے ہوئے تحریم بیگم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے تو وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

"اور آپ دونوں کیسی ہو۔"

مسز ولید ان کے ساتھ ہی کھڑی عزہ اور حجاب کو پیار کرتے ہوئے بولی جو سنجیدگی سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔

"جی آنٹی بلکل ٹھیک۔"

ان کی بات پہ ٹھٹھکتے دونوں مسکرا کر بولی۔

" چلیں آئیں بھائی صاحب اندر آیئے بھابھی۔"

وہ ان کو لے کر اندر کی طرف بڑھے۔وہ سب چائے پینے میں مصروف تھے ساتھ ساتھ خوش گپیاں بھی عروج پہ تھی لیکن فائق کا اس دوران کہی نام ونشان ہی نہیں تھا ان سب کو عجیب تو لگا لیکن اس چیز کو نظر انداز کر دیا کہ شاید بچہ کام میں مصروف ہوگا تبھی منظرِ عام پہ نہیں آیا۔

"آنٹی فائق بھائی کہاں ہے نظر نہیں آرہے۔ہم تو خصوصاً انہی سے ملنے آئے ہیں آپ سے تو گھر بھی مل لیے تھے۔"

حجاب سے زیادہ دیر انتظار نہ ہوا تو وہ سادہ سے لہجے میں بول اٹھی۔

"ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ سب سے پہلے وہ ملتے۔"

عزہ نے بھی ہنستے ہوئے میٹھا سا طنز کیا جو ان دونوں نے بخوبی محسوس بھی کیا تھا۔

"جی جی بیٹا بس آرہا ہوگا اپنے دوستوں سے ملنے گیا تھا تو اب ذرا فریش ہونے گیا ہے۔لو وہ آگیا۔"

مسز ولید نے تفصیل سے بتایا اور ساتھ ہی زینوں کی جانب اشارہ بھی کر دیا جہاں سے وہ نیچے اتر رہا تھا۔بلیک پینٹ کے اوپر بلیک ہی شرٹ پہنے جس کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے ہاتھ میں پہنے ہوئے بینڈ گلے میں موجود ہلکی سی

چین وہ سب اس کا حلیہ دیکھ کر ایک سیکنڈ کیلیے تھمے ضرور تھے۔ عزہ کو تو وہ پہلی دفعہ ہی دکھنے میں لوفر لگا تھا تبھی ناگواری اس کے وجود میں سرائیت کر گئی۔

"اسلام و علیکم کیسے ہیں آپ سب۔"

وہ سب کی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے صوفے پر بری بے تکلفی سے بیٹھا تو وہ سب اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیے۔

"ہم تو بلکل ٹھیک برخوردار بڑی مشکلوں سے اپنا دیدار کرایا آپ نے۔"

زمان صاحب ہنستے ہوئے بولے تو وہ ان کی بات پہ تمسخر سے ہنس دیا۔

"جی بس میرا تو اس کا بھی ارادہ نہیں تھا۔"

وہ ہنستے ہوئے نا جانے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ان سب کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے۔

"ہمیں اصل میں شوق بھی نہیں تھا بس جیسے زبردستی آپ کے ساتھ ہوئی ویسے ہی ہمارے ساتھ بھی ہوئی۔"

عزہ کی جانب سے جوابی کاروائی محسوس کر اس کا وجود سلگ کر راکھ ہو گیا مگر پھر بھی وہ ہولے سے ہنس دیا زبردستی کی مسکراہٹ۔

"ارے میں تو مذاق کر رہا تھا آپ سنجیدہ کیوں ہو گئی۔"

اپنی ماں باپ کی جانب سے ملنے والی گھوریوں پہ اس نے فوراً سے پہلے پینترا بدلتے ہنس کر اسے آگاہ کیا۔

"نہیں نہیں فائق بھائی۔آپ سنجیدہ ہوئے ہیں حالانکہ میں نے بس آپ کے مذاق کے جواب میں مذاق کیا ہے۔"

وہ آنکھوں میں واضح چیلنج لیے مزے سے بولتی اسے ذہر سے بھی بری لگی تھی۔اس کے جبڑے غصے سے تن گئے مگر ایک بار پھر وہ خود پہ ضبط کر گیا۔کچھ ہی دیر میں وہ سب ان باتوں کو بھلاتے ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول تھے۔

فائق کا رخ بھی اب عزہ اور حجاب کی سمت تھا۔

حجاب تو اس سے خوشی خوشی باتیں کر رہی تھی

جبکہ عزہ مارے باندھے ہی جواب دے رہی تھی۔

"کچھ تو ہے جو اس لڑکے میں غلط ہے اوپر سے اس کے دیکھنے کا انداز۔"

عزہ نے کڑھ کر اپنے دل میں سوچا۔بس نہیں چل رہا تھا اس کی آنکھوں میں انگلیاں ڈال دیتی۔

"فائق بیٹا جاؤ بہنوں کو گھر دکھاؤ۔"

مسز ولید نے فائق کو حکم صادر کیا جس پہ وہ مارے باندھے خود کو گھسیٹتا انہیں لے کر لاؤنج سے نکلتے راہداری کی جانب بڑھ گیا۔

"محرم سے میں نے ملنے کی بات کی تھی لیکن انہوں نے انکار کر دیا مگر فون پہ تو بات ہو ہی سکتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔

تو اگر آپ لوگ ان نمبر دے دیں تو ہماری بات ہو جائیں گی اور ایک دوسرے کی نیچر کا بھی پتہ لگ جائے گا۔"

فائق نے خود ہی بات کا آغاز کیا۔اب محرم کے بارے میں بھی تو جاننا تھا۔اس کی بات سن کر عزہ کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئی۔

"لیکن میرے خیال میں لائف پارٹنر کو شادی کے بعد ہی جاننا بہتر ہے۔۔یونو اس سے پہلے تو چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بحث ہو جاتی ہے تو یہ تو کسی بھی رشتے کیلیے اچھا نہیں۔"

"آؤچ۔"

اس سے پہلے کہ عزہ کی بات پہ فائق کوئی جواب دیتا حجاب جو گارڈن میں لگے گلاب کے پھولوں کو اشتیاق سے دیکھ رہی تھی اس کا پاؤں مٹی میں لگ گیا۔اس کی چیخ پہ وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے جو مٹی سے آلودہ پاؤں ہوا میں معلق کیے اچھل رہی تھی۔

"کیا ہوا۔"

عزہ نے تشویش سے پوچھا۔

"یہ دیکھو پاؤں سارا گندا ہو گیا۔"

حجاب اپنا پاؤں دکھاتے ہوئے منہ بنا کر بولی۔

"آئیں آپ میرے ساتھ میں آپ کو واشروم لے چلتا ہوں۔"

اس کی حالت کی پیشِ نظر فائق نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے اس کی تقلید میں قدم بڑھانے لگی۔

حجاب جیسے ہی واشروم سے باہر آئی تو فائق اسی کے انتظار میں وہی کھڑا تھا۔

"چلیں میرا ہو گیا۔"

حجاب اسے مسکرا کر بولتے آگے بڑھ گئی مگر اگلے ہی لمحے اس کی آواز پہ حجاب نے تھم کر اس کی جانب دیکھا جو اس سے محرم کا نمبر مانگ رہا تھا۔پہلے تو اس کی آنکھیں تحیر سے پھیلی مگر اگلے ہی لمحے محرم سے رشتے کا سوچتے وہ ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔

"ہاں اس میں کیا حرج ہے شادی تو ہونے والی ہے دے دیتی ہوں۔"

حجاب نے دل ہی دل میں خود سے سوال جواب کرتے اور اسے نمبر دیدیا۔فائق کے لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

"شکریہ آجائیں۔"

فائق مسکرا کر کہتا اسے ساتھ لیے نیچے آگیا جہاں سب انہی کے منتظر تھے۔کچھ دیر مزید ٹھہرنے کے بعد وہ سب گھر کی جانب روانہ ہوئے تھے۔عزہ کو تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ جس کام کو اس نے ٹالا ہے حجاب وہ کام سرانجام بھی دے چکی ہے۔

****

ان سب کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی آیت خان ہاؤس آگئی تھی اور محرم کو اپنی بے وقوفانہ باتوں سے بھی بہلا لیا تھا۔اب وہ آیت کے کہنے پر اس کے ساتھ ہورر مووی دیکھنے میں مصروف تھی ساتھ ساتھ اس کی چیخوں کا شغل بھی جاری تھا جس کی محرم اچھا خاصہ عاجز آچکی تھی۔

"آاا"

"کیا مسئلہ ہے آیت ٹک کے بیٹھ جاؤ ایک تو اپنی مرضی سے مووی لگائی اور اوپر سے تمہاری چیخیں توبہ۔"

محرم اب کی بار چڑ کر بولی۔ ابھی تھوڑی دیر ہی مزید گزری تھی کہ آیت کی چیخ ایک بار پھر سے بلند ہوئی۔ اب تو محرم نے غصے سے ٹی وی ہی بند کر دیا مبادہ اس کے کان کے پردے ہی نا پھٹ جائے۔

"اترو یہاں سے نیچے چلیں ہم بھائی بھی آنے والے ہونگے۔"

محرم غصے سے اسے اٹھاتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ آیت بدک کر بیڈ کراؤن سے جالگی۔

"میں نہیں جارہی نیچے اس جلاد کے پاس۔"

آیت تو صائم کا نام سن کر ہی کرنٹ لگا تھا اسی لیے منمنا کر بولی۔ محرم نے اس کی بات پہ سرے سے ہی کان نا دھرے اور کھینچ کر اسے نیچے لے گئی۔ ابھی انہیں کچن میں کھڑے ہوئے مشکل سے 10 منٹ ہی ہوئے تھے کہ صائم کی گاڑی کا ہارن بجا۔

"جاؤ آیت دروازہ کھول آؤ۔"

محرم مصروف سے انداز میں بولی۔ اس کی بات سن کر آیت نے اسے ایسے دیکھا جیسے ان کا ذہنی توازن خراب ہو۔

"ایسے کیا گھور رہی ہو جاؤ بھی۔"

محرم نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو

آیت اپنا حلق تر کرتی مرے مرے قدموں سے گیٹ تک آئی اور آیت نے الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر اور گیٹ کے اس پار صائم کے اوپر پھونکتے گہرا سانس بھرا اور ایک جھٹکے میں دروازہ کھول دیا۔

"کدھر رہ گئی۔"

ابھی صائم کی بات منہ میں ہی تھی جب محرم کی بجائے آیت کو سامنے دیکھ اس کی زبان کو بروقت بریک لگی۔

"اسلام علیکم صائم بھائی۔"

آیت دل میں دل میں خود کو مضبوط کرتے ہلکی آواز میں بولی۔اس کے سلام کا جواب دے کر اس نے اپنا کوٹ صوفے پر رکھا اور آرام سے صوفے سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔ محرم نے آکر اسے سلام کرتے اس کی جانب پانی کا گلاس بڑھایا تو صائم نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑا اور اس کے سر پہ پیار دیا۔

"جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم باہر آئسکریم کھانے چلتے ہیں۔"

پانی پیتے پی صائم اسے تاکید کرتا ایک نظر آیت کو دیکھ کر اپنے کمرے میں چل دیا۔آیت نے سرعت سے اپنا فون تھاما تاکہ ایان کو بلا سکے۔

"چلو آیت۔"

محرم اسے کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"کدھر آپی میں تو نہیں جاؤ گی آپ جائیں میں ایان کو بلا لیتی ہوں۔"

"بکواس نہ کیا کرو چلو جلدی۔"

محرم اسے جھڑک کر بولتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اتنی دیر میں صائم بھی لاؤنج میں آگیا اور ان دونوں کو لیتے گاڑی آئسکریم پارلر کی جانب موڑ لی۔

****

"بھائی اب آ ہی گئے ہیں تو کچھ آرڈر بھی کریں نہ۔"

عفان اسے ہنوز سنجیدگی سے موبائل پہ جھکا دیکھ منہ بنا کر بولا۔ پریشے نے بھی زور و شور سے اس کی تائید کی۔ وہ اذلان کو زبردستی کر کے آفس سے آئسکریم کھانے لے کر آیا تھا تاکہ اس کا موڈ فریش ہو اور جو بھی اسے پریشانی ہے اس کا اثر ذائل ہو سکے۔

"میرا بلکل دل نہیں ہے عفان تم لوگ کھاؤ۔ میں یہاں آگیا ہوں یہی کافی ہے مزید ذور ذبردستی کی ضرورت نہیں ہے؟"

اذلان سختی سے اسے ٹالتے ہوئے بولا۔

"بھائی اب میں یہاں اکیلے کھاتا ہوا اچھا لگوں گا کیا۔"

عفان منہ بناتے ہوئے بولا۔ اسی دوران اذلان کی نگاہ اندر آتے ہوئے شخص کی طرف جم کر رہ گئی۔ آنکھوں کی پتلیوں میں درد ہلکورے کھانے لگ گیا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جس سے وہ بھاگ رہا ہے اس سے اس کا سامنا یوں ہو جائے گا مگر فلحال اسے مضبوط بننا تھا وہ اپنے اصل سے بلکل بھی بھاگ نہیں سکتا تھا۔

عفان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں جوں ہی دیکھا تو وہاں سے آتے صائم آیت اور محرم کو دیکھتے اس کی باچھیں کھل اٹھی۔ وہ کرسی کھسکاتے تیز قدموں سمیت خوشی خوش ان کی طرف چل دیا۔

"اسلام علیکم۔ واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔ بھائی آجائیں ہمیں جوائن کریں۔"

عفان نے مسکرا کر اس سے مصافحہ کرتے انہیں دعوت دی۔

"ہم۔؟"

صائم نے ناسمجھی سے استسفار کیا۔

"اوہ پریشے اور بھائی بھی ہے وہاں۔"

عفان نے تفصیل سے بتایا تو وہ ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے اس کے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگا۔

"اچھا چلو تمہارے بھائی صاحب سے بھی مل لیتے پتہ نہیں کدھر غائب ہوتے ہیں موصوف۔"

کرسیوں پہ جگہ سنبھالتے پی محرم بائے چانس ہی اذلان کے بلکل سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی جس کا اس نے تو کوئی نوٹس نہیں لیا البتہ اذلان کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی۔پریشے نے تو محرم اور آیت کو باتوں میں لگا لیا

لیکن اذلان کا وہاں رہنا اب مشکل ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا تمہاری آنکھیں کیوں اتنی سرخ ہو رہی ہیں۔طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔"

صائم نے تشویش سے پوچھا۔

"نہیں بس پتہ نہیں کیا ہو گیا شاید آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے خیر تم لوگ آئسکریم کھانا شروع کرو۔"

اذلان نے ان کی توجہ اپنے سے ہٹا کر آئسکریم کی جانب مبذول کروائی مبادہ وہ اس کے دل کا حال ہی نا جان لیں اور ایک شدت بھری نظر سے محرم کی جانب دیکھا تھا۔وہ گہری نگاہوں سے بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا کہ آئسکریم کھانے میں مصروف محرم خود پہ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے جوں ہی نگاہیں اوپر اٹھائی تو سیدھا اذلان کی لہو رنگ ہوتی نگاہوں سے جا ٹکرائی۔ محرم کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اس کی سرخ آنکھیں دیکھ محرم نے بے ساختہ جھر جھری لی مگر پھر نگاہوں کا زاویہ بدلتے توجہ آئسکریم کی جانب کر لی۔

وہاں سے فراغت حاصل کرتے ہی اذلان تو ضبط ٹوٹنے سے قبل عجلت میں بہانہ بنا کر وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور فون کان سے لگاتے سب سے مل کر مضبوط قدم اٹھاتا باہر کی طرف چل دیا۔

"مجھے لگتا ہے اسے کچھ ہوا ہے گھر جا کر پتہ کر لینا۔"

صائم نے عفان کے گلے لگتے ہوئے پریشانی سے کہا جس پر وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"جی جی بھائی آپ ٹینشن نہ لیں آج تو کچھ بھی ہو جائیں پتہ کر کے رہوں گا۔"

عفان کہتا ہوا ایک نگاہ محرم پہ ڈالتے پریشے کو لے کر باہر چل دیا۔ صائم بھی ان دونوں کو لے کر گھر کو روانہ ہوا کیونکہ زمان صاحب کا فون آیا تھا کہ وہ لوگ کسی بھی وقت پہنچنے والے ہیں

تو وہ لوگ گھر آ جائیں کیونکہ اگر عزہ اور حجاب کو آئسکریم کا پتہ لگ جاتا تو پھر صائم کی بلکل بھی خیر نہیں تھی۔

پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ گاڑی میں خاموشی کا راج تھا۔ گھر آتے ساتھ بھی اذلان تو بغیر کسی کو مخاطب کیے اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔ اس کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔ وہ دونوں اس کی پشت کو تکتے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔ پریشے اور عفان اب حقیقتاً پریشان تھے کیونکہ اذلان کا کبھی انہوں نے ایسا رویہ محسوس نہیں کیا تھا۔ ہاں وہ خشک مزاج اور گم گو تھا مگر یوں بلکل ہی سب سے قطع تعلق ہو جانا پریشے اور عفان کی حالت خراب کر رہا تھا۔

"بھائی کو کیا ہو گیا عفان ابھی کچھ دن پہلے تو بلکل ٹھیک تھے۔ اچانک ہی سب کچھ الجھ گیا ہے۔"

پریشے افسردگی سے گویا ہوئی۔اس سے تو اذلان کی یہ حالت دیکھی ہی نہیں جارہی تھی۔وہ سب کے ساتھ جس قدر اچھا تھا جواب میں وہ سب بھی اسے اداس نہیں دیکھ سکتے تھے۔ابھی وہ دونوں ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے معاً شازیہ بیگم کی آواز پہ ان کی سمت متوجہ ہوئے۔

"کیا ہوا اذلان کو طبیعت ٹھیک ہے نہ اس کی ہم سے ملے بغیر تو کبھی نہیں گیا۔"

مسز شاہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں ماما شاید سر میں درد ہے آپ پریشان نہ ہو میں دیکھتا ہوں۔"

عفان نے ٹال مٹول سے کام لیا کیونکہ جو سوچیں اس کے ذہن میں آرہی تھی وہ اسے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا نا ہی ان سب کی رسائی ان باتوں تک کرنا چاہتا تھا ورنہ معاملہ سنبھلنے کی بجائے مزید بگڑ جاتا اور ویسے بھی فلحال یہ صرف اس کے دماغ کا فتور تھا۔

"اگر ایسا کچھ ہوا تو وو پھر کیا ہوگا۔"

عفان نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے تفکر سے سوچا مگر چاہ کر بھی کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا۔

"پریشے تم اپنے کمرے میں جاؤ میں بھائی کے پاس جارہا ہوں۔"

عفان جیسے کسی نتیجے پہ پہنچا اور اسے تاکید کرتے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔پریشے جو پریشانی سے اپنی انگلیاں مسل رہی تھی اداسی سے اثبات میں سر ہلا گئی۔اس ایک انسان سے ہر انسان کی خوشی وابستہ تھی اور اب جب وہ اداس اور خاموش تھا تو سب اس کیلیے پریشان تھے۔عفان کو بے ساختہ اس پہ پیار آیا تو اس کے کندھے کے گرد حصار بنا کر کمرے تک لایا اور سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھاتے اس کے لبوں سے لگا یا۔

"پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے اوکے ریلیکس رہو اور ان تمام بے لگام سوچوں کو جھٹک کر پرسکون نیند سو جاؤ۔"

وہ نرمی سے بولتے پریشے کا گال تھپتھپاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔اب اس کا رخ اذلان کے کمرے کی طرف تھا وہ سوچ چکا تھا کہ آج تو جان کر ہی رہے گا چاہے جواب میں اذلان غصے میں اس پہ ہاتھ کیوں نا اٹھا لیتا مگر اس نے جیسے ہی دروازے کے ہینڈل کو ہاتھ رکھتے ناک کرنا چاہا وہ کھلتا چلا گیا شاید وہ جلد بازی میں لاک کرنا بھول گیا تھا۔

"بھائی تو لاک رکھتے ہیں پھر کھلا کیسے۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اندر داخل ہوا لیکن جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت کی زیادتی سے آخری حد تک پھیل گئی۔

****

تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد ان کی گاڑی خان ہاؤس کے پورچ میں رکی تھی۔ محرم نے گاڑی سے نکلتے آسمان کی جانب دیکھا جہاں چاند تاروں کا نام و نشان تک نہیں تھا بلکہ سب چیزوں کو کالی گھٹاؤں نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا شاید بارش ہونے کے امکانات تھے۔

"آپ دونوں اندر جاؤ میں گاڑی کھڑی کر کے آرہا ہوں۔"

صائم انہیں تاکید کرتے ہوئے بولا۔

"جی بھائی چلو آیت۔"

محرم صائم کو جواب دیتی آیت کو ساتھ لیتی اندر چلی گئی۔ آیت جو بے چینی سے بار بار پہلو بدل رہی تھی ایکدم دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے محرم کی جانب متوجہ ہوئی۔ اس کے دل میں مسلسل ایک سوال پنپ رہا تھا مگر وہ پوچھنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

"آپی آپ کو اذلان بھائی عجیب نہیں لگے مطلب ایسا لگتا ہے جیسے ان کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔"

آیت اذلان کے متعلق اپنا تجزیہ بیان کرتے ہوئے بولی۔ محرم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"پتہ نہیں میں نے اتنا دھیان نہیں دیا ہو سکتا ہے شاید ان کی طبیعت نہ ٹھیک ہو۔"

محرم نے کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے جواب دیا۔

"ہیلو آپی کہاں ہیں ہم آ گئے۔"

اسی اثنا میں عزہ نے باہر سے آواز لگائی تو محرم اور آیت جو کچن میں کھڑی تھی وہاں سے باہر نکل آئی۔

"ارے تھینکیو میری جان تم آ گئی تمہارے ہوتے ہوئے کوئی ٹینشن ہی نہیں ہوتی قسم سے۔"

عزہ آیت کے گلے لگتے ہوئے اس کا گال چوم کر محبت سے بولی تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"اب تم ایسے تھینکیو کہہ رہی جیسے میں کوئی غیر ہوں۔"

آیت نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ آپس میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ آیت نے ان کے آتے ہی ایان کو کال ملا دی تھی کیونکہ اچھی خاصی رات ہو چکی تھی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی ایان کی آمد پہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سب کو الوداع کہتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ صائم نے اس کے جانے پہ کوفت سے آنکھیں گھمائی تھی کیونکہ وہ جاتے جاتے بھی چیخنے چلانے سے باز نہیں آئی تھی۔

"بہت پیاری بچی ہے ماشاءاللہ"

تحریم بیگم نے پیار سے مسکراتے ہوئے آیت کے بابت تبصرہ پیش کیا جس پہ پانی پیتے صائم کو ذبردست قسم کا اچھو لگا۔اس نے سرخ پڑتے چہرے سمیت سب کی جانب دیکھا جو تائیدی انداز میں سر ہلا رہے تھے۔

"پیاری اور وہ بھی یہ بچی۔بس کریں ماما خدارا جھوٹ مت بولیں یقین کریں اس سے زیادہ برا کوئی نہیں ہے۔"

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولتے ان سب کو شش وپنج میں مبتلا کر گیا۔

"کیا ہوا بھائی۔"

محرم ساری بات سمجھ کر شرارت آمیز لہجے میں بولی۔صائم نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگائی۔

"ہش چپ۔"

صائم اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"اسے کیا ہو گیا اچانک۔"

تحریم بیگم الجھے لہجے میں بولی۔

"ماما چھوڑیں آپ ان کی آیت سے چڑ سے بخوبی واقف ہیں بس اسی لیے آپ چھوڑیں یہ سب اور ریسٹ کریں۔"

محرم ہنس کر بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

****

"بھائی یہ کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے کیا ہوا ہے مجھے بتائیں۔ سب ٹھیک ہے نا خدارا شئیر کریں مجھ سے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی کند چھری سے ہمارے دل کے ٹکرے کر رہا ہو۔"

عفان بنا کسی دیری کے عجلت میں اُذلان کے پاس پہنچا جو اپنا سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا جبکہ کمرے میں ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ تمام پرفیومز فرش پہ چکنا چور گرے پڑے تھے۔ بیڈ شیٹ پہ بھی جارحانہ انداز میں حملہ کیا گیا تھا۔

"نہیں ہوا کچھ تم کیسے آئے اندر کوئی کام تھا کیا مطلب کیا ہوا۔"

اذلان اس کی بات کاٹتے ہوئے تند لہجے میں بولا۔ عفان جانتا تھا کہ اذلان ایسے کیوں بات کر رہا ہے کیونکہ وہ بغیر اجازت کے اس کے کمرے میں داخل ہوا ہے مگر آج اسے اس کے ردِ عمل سے کوئی لینا دینا نہیں تھا فلحال اس کے منتشر ذہن میں بس ایک ہی بات تھی کہ اسے کسی بھی طرح اذلان کے اس برتاؤ کی وجہ جاننی ہے۔

"بھائی مجھے بتائے ہوا کیا ہے مجھے جاننا ہے اور آپ جھوٹ نہیں بول سکتے اور نا ہی ٹال سکتے ہیں۔"

عفان ضدی لب و لہجے میں بولتے اسے اشتعال میں مبتلا کر گیا۔

"میں اپنی بات کسی کو بھی بتانے کا پابند نہیں ہوں تو عفان شاہ یو کین گو ناؤ۔"

اذلان سرد انداز میں بولا۔ عفان نے غصے سے جبڑے بھینچ لیے۔

"آپ ہیں بھائی۔ سنا آپ نے آپ ہیں پابند۔ کیوں نہیں بتائیں گے آپ ہمیں۔ جب ہمارے ساتھ کوئی مسئلہ ہوتا ہے یا کوئی پریشانی ہوتی ہے تو آپ جہاں بھی ہو اپنا آپ پیش کر دیتے ہیں کبھی اف تک نہیں کی کبھی ہماری باتوں پہ غصہ نہیں کیا ہماری پریشانی کو اپنی پریشانی گردانا ہے تو پھر ہمیں بھی کوئی موقع دیں اپنی خدمت کا۔ ہم سے نہیں

برداشت ہوتی آپ کی یہ حالت۔ اگر یہاں اس کمرے میں آپ تڑپ رہے ہیں ویسے ہی اس کمرے سے باہر آپ کے بابت سوچتے ہم بھی تڑپ رہے ہیں۔"

عفان تو تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے آج پھٹ ہی پڑا۔ اذلان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کی اتنے دنوں کی سوچیں تھی جو آج باہر آئی تھی۔

"کچھ باتیں بتائی نہیں جاتی ان کا قصہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔ میری والی بات کا قصہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اب اس بات کو طول دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

اذلان اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے بولا جو ضبط سے سرخ پڑ رہی تھی۔

"نہیں بھائی کچھ بھی ناممکن نہیں ہے کچھ بھی نہیں۔ آپ بتائیں تو سہی پلیز۔"

عفان اپنے بھائی کی آنکھوں میں نمی دیکھتے تڑپ ہی تو اٹھا تھا تبھی اس کا ہاتھ تھامتے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولا۔ اس راز کی گرہ اب کھلنے لگی تھی اور عفان کے دماغ نے بھی تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

"نہیں کچھ بھی ممکن نہیں ہو رہا۔ وہ میری آنکھوں کے سامنے بھی کسی اور کی ہو جائے گی اور میں بس خالی خالی نگاہوں سے انہیں کسی اور کا ہوتے دیکھتا رہ جاؤں گا۔ میں تہی دامن رہ جاؤں گا۔ میں نے تو کبھی اس سب کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا ان چیزوں پہ اعتبار ہی نہیں تھا میرا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہوا میں نے کبھی انہیں ایسی نظر سے نہیں دیکھا تم میرا یقین کرو میں چاہ کر بھی ان پہ غلط نگاہ نہیں ڈال سکتا مگر پھر بھی وہ میرے نصیب میں کیوں نہیں کیوں مجھے نہیں ملی وہ۔ کیا میں ان کے لائق نہیں تھا۔"

وہ درد سے ہنستے ہوئے بولا جبکہ اس کی آنکھوں میں نمی اور آواز میں درد ہی درد تھا۔ عفان کا دل دھک سے رہ گیا۔ اسے اپنا سوچا گیا سب کچھ سچ ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"بھائی آپ محرم کی بات کر رہے نہ۔"

عفان نے شدت سے دعا کی کہ وہ نہ ہو لیکن اپنے بھائی کا ہاں میں ہلتا سر دیکھ وہ ساکت رہ گیا۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں سر ہلایا کیونکہ محرم کی تو اب شادی ہونے والی تھی۔ اگر اس کا رشتہ نا ہوا ہوتا تو اس بابت سوچا جا سکتا تھا اور وہ اپنے بھائی کیلیے ہر حد بھی پار کر جاتا مگر اب۔ اس کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔

"بھائی یہ کس راستے پہ چل پڑے۔"

عفان اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔ اسے اپنی آواز گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں نہیں چلا میں کچھ نہیں جانتا تم یقین کرو۔

اس کا رشتہ ہونے کی خبر ملی تو میں نے پیچھے ہٹنے کی بہت کوشش کی۔ میں ان کی اس راہ میں حائل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں نے بہت سمجھانا دل کو کہ وہ میری ازل سے ہی نہیں تھی لیکن یہ دل یہ تو کچھ سنتا ہی نہیں ہے۔ اب تم آج ہی دیکھ لو میں جس کو بھولنے کی کوشش میں ہوں وہ پھر میرے سامنے کسی امتحان کی صورت میں آن کھڑی ہوئی۔ میرا دل پھٹتا ہے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے خون کی گردش رک گئی ہو۔"

اب کے تھک ہار کر اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو اس کی شیو میں جذب ہوا تھا عفان کی آنکھوں میں بھی اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر آنسو آ گئے۔ اس نے ہاتھ کی پشت سے آنکھوں کو رگڑتے گہرا سانس بھرا۔

"بھائی کیا محرم بھی۔"

"نہیں انہیں کچھ نہیں معلوم وہ تو کچھ جانتی بھی نہیں۔اس راہ کا تنہا مسافر ہوں میں۔"

اذلان عفان کی بات پوری ہونے سے قبل ہی بولتے صوفے سے پشت ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔عفان نے جیسے ہی اسے تسلی دینے کی خاطر اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔وہی اذلان کا ضبط ٹوٹا اور وہ اس کے شانے پہ سر رکھے رو دیا۔

"بھائی پلیز سنبھالے خود کو یہ ٹھیک نہیں ہے ہم سب آپ کی یہ حالت نہیں دیکھ سکتے۔آپ تو ہماری طاقت ہے نہ تو آپ کیسے بکھر سکتے ہیں۔"

اذلان نے اس کی بات سن کر سرعت اپنے آنسو پونچھے جو جذبات میں آ کر بہہ نکلے تھے اور وہ جذبات کی رو میں بھکتے اپنے دل کا غبار سب کچھ عفان کی سماعتوں میں اتار چکا تھا مگر ہوش میں لوٹتے ہی اب مسلسل اپنی نظریں چرا رہا تھا۔عفان کو اب بخوبی اندازہ ہوا تھا کہ اذلان اس سے نگاہیں نہیں ملا پا رہا تبھی اس کی مشکل حل کرنے کا سوچا۔

"بھائی آپ آرام کریں میں چلتا ہوں کمرے میں اور اس بابت سوچنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

عفان اسے نظریں چراتا دیکھ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتا عقب سے آنے والی بھاری آواز نے اس کے قدم روک لیے۔اس نے سختی سے دونوں ہاتھوں کو انگلیوں کو آپس میں الجھالیا۔

"یہ میرا اور میرے بھائی کا ایک سیکریٹ ہے اور میں نہیں چاہوں گا کہ یہ تم کسی کے ساتھ بھی شیئر کرو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ ان کی عزت پہ حرف آئے۔مجھے امید ہے کہ تم میری بات کا بھرم رکھو گے۔"

اس کی بات پہ عفان نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا جسے اس حالت میں بھی صرف اسی کی پرواہ تھی مگر کچھ بھی بولنے سے گریز کیا۔

"جی بھائی میں خیال رکھوں گا۔"

عفان سپاٹ لہجے میں مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔اس کے جاتے ہی اذلان نے اپنی جلتی ہوئی آنکھوں پہ بازو رکھ لیے گویا انہیں سکون پہنچانا چاہا تھا جو جلن کے باعث شدید تکلیف دے رہی تھی۔اذیت میں تو اس کا دل بھی تھا مگر اب اسے خود ہی مضبوط بننا تھا سب کچھ جانتے بوجھتے نظرانداز کرنا تھا۔

"کیا مجھے پریشے کو یہ سب بتانا چاہیے۔"

اپنے کمرے میں آتے ساتھ ہی وہ ٹہلتے ہوئے اس بابت سوچ رہا تھا مگر پھر اذلان کی بات یاد کرتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں اسے نہیں بتانا بھائی نے سختی سے منع کیا ہے کیونکہ وہ ایک لڑکی ہے اور ایک لڑکی کے پیٹ میں زیادہ دیر بات نہیں ٹھہر سکتی اگر اس نے عزہ وغیرہ کسی سے بھی کر دی تو پھر نہیں میں بھائی کو مزید شرمندہ نہیں کرواؤں گا۔"

وہ پر عزم لہجے میں بولتے ٹیرس پہ آ کھڑا ہوا تاکہ اتنا سب جاننے کے بعد اپنے جلتے وجود کو ٹھنڈک سے روشناس کروا سکے۔نا جانے قسمت کیا سوچے بیٹھی تھی جو سب کے اس قدر امتحان لے رہی تھی۔وہ فقط سوچ کر رہ گیا۔

****

رات کی تاریکی نے چاروں اطراف میں ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔صبح کالج جانے کی بدولت حجاب بھی سو چکی تھی جبکہ عزہ مسلسل فائق کی حرکات و سکنات کے متعلق سوچ رہی تھی جو اسے بے تحاشہ کھٹک رہی تھی۔اس نے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے ایک نظر محرم کی جانب دیکھا جو خود کو ناول میں الجھائے بیٹھی تھی۔وہ کھسک کر اس کے نزدیک ہوئی اور اس کے ہاتھ سے ناول کی کتاب چھینتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔

"کیا ہو گیا ہے واپس کرو۔"

محرم اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی مگر وہ مسکینیت سے نفی میں سر ہلا گئی۔اس نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپی مجھے ایک بات بتائیں سچ سچ۔"

عزہ حجاب کے ہی سونے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ کھل کر محرم سے اس متعلق بات کر سکے ابھی بھی اس کے سوتے ہی اس نے محرم کے دونوں ہاتھ کو تھامتے دبایا اور اجازت چاہی۔

"ہاں بولو۔"

محرم بھی ناسمجھی سے اس کی طرف متوجہ ہوئی جو شاید الفاظ کا زخیرہ جمع کر رہی تھی۔

"آپ اس رشتے سے خوش ہے مطلب کوئی زور زبردستی تو نہیں ہے آپ کے ساتھ مطلب کہ گھر والوں کو کی خوشی کیلیے آپ نے حامی بھری ہو جبکہ آپ کا دل آمادہ نا ہو اگر ایسا کچھ ہے تو آپ اپنی بہن سے شئیر کر سکتی ہیں میں آپ کیلیے کچھ بھی کر جاؤں گی۔ٹرسٹ می۔"

عزہ اس کا ہاتھ تھام کر مصالحتی لب ولہجے میں بولی۔ محرم نے محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں ماما بابا کے فیصلے سے متفق ہوں اگر انہیں لگتا ہے کہ وہ شخص میرے لیے اچھا ہے تو میں بھی خوش ہوں۔ پھر کوئی ذور زبردستی نہیں ہے۔بس ایک بات دل میں شدت سے آتی ہے کہ جو بھی میری زندگی میں آئے اس کیلیے صرف میں ہی خاص ہوں وہ صرف میرے ساتھ تعلق رکھے اور ہمیشہ خاص بھی میں ہی رہو جس کی روح تک میرے لیے ہو۔"

محرم ایک ٹرانس کی کیفیت میں بول رہی تھی اور عزہ گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"ان شاء اللہ آپی آپ کو جو بھی ملے گا ایسا ہی ملے گا۔ میں آپ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتی ہوں۔"

عزہ نے اس کا گال چومتے صدقِ دل سے دعا دی۔ محرم نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور اس کا گال تھپتھپایا۔

"ویسے یہ باتیں اس وقت کیوں ذہن میں آرہی ہے کیا کوئی بات ہوئی ہے وہاں۔"

محرم نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ ایک لمحے کیلیے عزہ کا دل چاہا کہ اسے بتادے مگر پھر اس کا دل خراب ہونے کا سوچتے خاموشی اختیار کر گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ محرم کو اس متعلق کچھ بھی آگاہی دے گی تو لازماً یہ بات محرم کے اعصابوں پہ سوار ہو جائے گی۔

"نہیں نہیں آپی وہاں تو سب اے ون تھا اگر ایسا ویسا کچھ ہوتا تو میں آتے ساتھ ہی آپ کو نا بتاتی بھلا۔"

وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولتی اسے پر سکون کر گئی۔

"اچھا چلو تم بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ جاتی ہو کسی بھی وقت۔ جلدی لیٹو صبح یونی بھی جانا ہے۔ پھر صبح تمہاری آنکھ نہیں کھلتی۔"

محرم مسکراتے لہجے بولی تو وہ اثبات میں سر ہلاتے چپل پیروں میں اڑستے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ محرم نے گہری پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا تھا جب تک وہ واشروم میں اوجھل نا ہو گئی۔

****

اگلے دن کا موسم معمول کی نسبت روشن اور خوشگوار تھا۔ شاہ ہاؤس میں معمول کی نسبت خاموشی کا راج تھا کیونکہ سب خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے ناشتے میں مصروف تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہاں کسی ذی روح کا نام و نشان تک نا ہو۔ ناشتے کی میز پہ بھی کل رات کی باتوں کے زیرِ اثر اذلان نگاہیں چرائے پھر رہا تھا۔ اسے بے تحاشہ

شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ کبھی بھی عفان سے اس نے اس قسم کی باتیں نہیں کی تھی اور کل اپنے دل کا حال اس پہ آشکار کرتے ہی وہ پچھتاوے کی ضد میں تھا تبھی کسی کو بھی مخاطب کیے بغیر بس ناشتہ سے فراغت حاصل کرتے وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی سوچ پہ عمل پیرا ہوتا پریشے کی آواز پہ وہ سختی سے جبڑوں کو بھینچ گیا۔

"بھائی آج کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے آفس۔"

پریشے نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے اذلان کو مخاطب کیا تو اس نے تمام تر ہمت مجتمع کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"گڑیا آج آپ عفان کے ساتھ چلی جاؤ مجھے ایک بہت ضروری کام ہے جس کی بدولت پہلے مجھے سائیٹ پہ جانا ہے وہاں مینیجر سے میری ملاقات ہے۔"

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان مضبوط بناتے ہوئے جھوٹ کا سہارہ لے گیا۔ پریشے نے شانے اچکاتے حامی بھر لی کیونکہ اسے تو بس آفس جانے سے مطلب تھا۔ اذلان سب کو الوداعی کلمات کہتے ہوئے اپنا بریف کیس اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا خارجی دروازے کی سمت بڑھ گیا۔

عفان کی زیرک نگاہوں سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ مخفی نہیں تھا۔

"چلو جلدی اٹھو مجھے بھی یونی کیلیے دیری ہو رہی ہے۔"

عفان اپنی چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے عجلت میں بولا۔ پریشے نے احتشام صاحب اور شازیہ بیگم سے ملتے بھاگتے ہوئے باہر پورچ کا رخ کیا تھا جہاں وہ پاگلوں کی طرح ہارن پہ ہارن دے رہا تھا۔ اسی لیے وہ عفان کے ساتھ جانے پہ چڑتی تھی کیونکہ وہ ہمیشہ ہر کام میں ایسے ہی جلدی مچاتا تھا۔

****

آفس پہنچتے ہی ہر جانب گھما گھمی چھائی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ آج اس کی پریزنٹیشن ہے جس کیلیے اسے گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی مگر وہ خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی مگر آفس آنے میں دیر ہونے کی بدولت وہ بھاگتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی سامنے سے آتے معاذ سے بے دھیانی میں تصادم کی صورت میں لڑکھڑاتے اپنا چکراتا ہوا سر تھام گئی۔ معاذ تو جیسے بھرا بیٹھا تھا اس کے آتے اس پہ برس پڑا۔

"پریشے آج آپ پھر لیٹ ہیں شاید۔"

معاذ جو اسی کے انتظار میں تھا اس کو سامنے پا کر ہی بپھر اٹھا۔ اس کے غصیلگ لہجے پہ پریشے نے ماتھے پہ بل ڈالتے دونوں ہاتھ لڑاکا عورتوں کی مانند کمر پہ رکھے۔ معاذ نے دلچسپی سے اس کی جانب دیکھا جو سیاہ کرتا شلوار پہ میرون رنگ کا حجاب لپیٹے اسے بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔ اس کے نگاہوں کے ارتکاز پہ پریشے کو گھبراہٹ تو بہت ہوئی مگر اسے ایک لمحے کیلیے پسِ پشت ڈالتے معاذ سے مخاطب ہوئی۔

"سر مجھے ایک بات بتائیں پہلے یہ جو رانیہ ہے یہ بھی تو کبھی کبھی لیٹ آتی ہے آپ اسے تو کبھی کچھ نہیں کہتے اور مجھے ایسے بولتے ہیں جیسے میری ہی تاک میں بیٹھے ہو۔"

پریشے اس کی آنکھوں میں دیکھتی تڑخ کر بولی

معاذ اس کی برجستہ بات پہ خفیف سا ہو گیا مگر اس کی آخری بات پہ دلکشی سے مسکرا دیا جیسے اسے اس کی بات نے معاذ کو کافی محظوظ کیا ہو۔

"اب آپ مسکرا کیوں رہے ہیں۔"

پریشے نے اس کے پھیلے لب دیکھتے اچھنبے سے استفسار کیا۔

"بات تو ویسے بہت پتے کی کرتی ہیں آپ۔"

معاذ گہرے لہجے میں بولتے اس کے چہرے پہ جھکا۔اس کی بات پہ پریشے نے پہلے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا لیکن جوں ہی شعور کی منزل تک پہنچی تو گویا جسم کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا۔معاذ نے بہت دلکشی سے یہ منظر دیکھا تھا۔

پریشے اس پاگل کی نگاہوں سے گھبراتے وہاں سے بھاگنے والے انداز میں اپنی جگہ کی جانب بڑھی اور ہاتھ کی پشت سے اپنے ماتھے پہ نمودار ہوا پسینہ صاف کیا۔

"اُفف سر کے سامنے میں نے اب کبھی نہیں جانا۔ناجانے کیوں اتنی بری طرح گھورتے ہیں۔"

پریشے اپنا سارا غصہ فائلز پہ نکالتے ہوئے بولی۔شیشے کے پار سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کرتے معاذ کا مدھم سا قہقہ بلند ہوا۔وہ اپنے بالوں کو سنوارتے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اس نے اب سوچ لیا تھا کہ بہت جلد مام ڈیڈ کو پریشے کی طرف رشتہ لے کر بھیجنا ہے۔اب وہ مزید دیری کسی صورت میں نہیں کر سکتا تھا۔

****

"آیت آیت سنو نا۔"

وہ دونوں باہر گراؤنڈ میں محرم کو کال کرنے کے بہانے سے آئیں تھیں محرم آج یونی نہیں آئی تھی ویسے ہی اس کا آخری سمیسٹر تھا تو وہ کم کم ہی آتی تھی کیونکہ اٹینڈنس وغیرہ کا اتنا مسئلہ نہیں ہوتا تھا۔اسی دوران عزہ نے آیت کو

مخاطب کیا۔ کل رات سے اکیلے ہی پیٹ میں بات رکھ رکھ کر اب اسے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا۔ وہ کسی قریبی انسان سے وہ باتیں شئیر کرنا چاہتی تھی۔

"ہمم بولو۔"

آیت اپنے ہی دھیان میں چلتی ہوئی غائب دماغی کی کیفیت میں بولی۔

"اوہیلو میں کب سے بلا رہی ہوں کہاں کھوئی ہوئی ہو۔ بات سنو اب میری مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے ایک اور اس کیلیے مجھے توجہ درکار ہے تمہاری۔"

عزہ جو کب سے اس سے بات کرنا چاہ رہی تھی آیت کی بے دھیانی پر اب اسے غصہ آنے لگا تبھی غیض بھرے لہجے میں بولی۔

"ہاں ہاں۔ سن رہی ہوں کیا کہنا ہے بولو اور جلدی چلو اندر کسی نے دیکھ لیا نہ ٹہلتے ہوئے پھر ہماری خیر نہیں۔ کلاس میں لیکچر چل رہا ہے اور تمہیں یہاں ضروری باتیں سوجھ رہی ہے۔"

آیت تو پہلے ہی اسے باہر آنے کے لئے انکار کر رہی تھی مگر عزہ کو جانے کیا بات کرنی تھی کہ وہ اسے کھینچ کر باہر لے آئی کیونکہ اس کا ضبط ٹوٹتا جا رہا تھا۔

"وہ دراصل مجھے۔ افف! یار میری سمجھ میں بلکل نہیں آرہا کیسے کہوں۔ میرا مطلب ہے کہ یہ فائق۔"

وہ الجھے لہجے میں بول رہی تھی مگر بات مکمل نہیں کر پا رہی تھی۔ اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ بات مکمل کیسے کرے۔

"کیا ہوا فائق کو اور اتنی پریشان کیوں ہو سب ٹھیک ہے نا ارے ہاں تم تو کل انہی کے گھر گئی تھی نا کیا وہاں کچھ ہوا۔"

آیت ایکدم یاد آنے پہ ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ عزہ نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"بھئی صاف بات ہے مجھے محرم آپی کے لیے بالکل نہیں سمجھ آیا وہ عجیب بندہ۔ جانتی ہو کل کیا ہوا پہلے تو وہ سب سے بے حد فری ہونے کی تگ ودو میں تھا اور تو اور اس حد تک شوخا ہو رہا تھا کہ کل مجھ سے اس نے آپی کا نمبر بھی مانگ لیا میں نے تو پہلی فرصت میں صاف انکار کر دیا۔ ٹھیک کیا نا۔ کیونکہ وہ بہت ماڈرن اور اوپن مائنڈڈ ہے اور کہاں ہماری محرم آپی سیدھی سی۔"

عزہ جو ایک بار غصے سے شروع ہوئی تو بس بولتی ہی چلی گئی۔ آیت نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جس کی زبان قینچی سے بھی تیز چل رہی تھی۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر تھوڑا تمیز کا مظاہرہ کر لو تمھاری بہن کے ہونے والے شوہر ہیں۔"

آیت نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے ٹوکنا مناسب سمجھا۔ عزہ نے باقاعدہ ناک منہ چڑھائی۔

"چھوڑو جب بنے گا جب کی جب دیکھیں گے ابھی بنا تو نہیں نا ویسے بھی میں نہیں چاہتی یہ عجیب شخص میری بہن کا شوہر بنے۔ ان کے لئے کوئی ان جیسا ہونا چاہئے۔ میری طرف سے تو صاف انکار ہے تم اپنا بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے۔"

عزہ کو فائق بالکل پسند نہیں آیا تھا تو وہ اپنی ساری بھڑاس آیت کے سامنے نکال رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنے خیال کا بھی اظہار کر رہی تھی۔

"اچھا تم نے انکار کر دیا تو مطلب انکار ہو گیا ہے نا۔ اتنی تو تمہاری گھر میں اپروچ ہے پرائم منسٹر جو لگی ہوئی ہوں۔"

آیت اس کے انکار کرنے پہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ عزہ نے اس کی بات پہ چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم اس کی ٹینشن مت لو یہ میرا مسئلہ ہے۔ حجاب تو ٹھہری پیٹ کی کچی اس لیے تم سے یہ سب باتیں کر رہی ہوں۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے جتانے والے لہجے میں بولی۔ آیت نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے گردن جھکائی تھی۔ وہ یہ سب باتیں نا جانے کتنی دیر سے آپس میں کرنے میں بری طرح غرق تھی یہ جانے بغیر کے کوئی کافی دیر سے اسکی ساری باتیں سن رہا ہے اور پرکھ بھی رہا ہے۔ اس کی آنکھیں کسی احساس کے تحت بھرپور انداز میں مسکرائی تھی۔

"اب ہم چلیں کلاس میں اس سے قبل اٹینڈنس ہو جائے۔"

آیت اسے ہوش دلاتے ہوئے بولی تو اس نے بنا کسی تردد کے تائیدی انداز میں سر ہلایا اور واپسی کیلیے پلٹی تھی مگر رخ موڑتے ہی ان دونوں کی نگاہ سامنے کھڑے وجود سے ٹکرائی اور وہیں ساکت ہو گئی اور چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ ان دونوں نے خوف سے پیلے پڑتے چہرے سمیت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

****

کمرے میں اس کی موجودگی کے باوجود سراسر خاموشی کا راج تھا۔ گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز کمرے کی فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی مگر وہ تمام تر چیزوں سے بے نیاز کرسی سے پشت ٹکائے بیٹھا گھوم رہا تھا۔ انگلیوں میں دبا سگریٹ اور موندی آنکھیں چند ساعتوں بعد وہ ایک گہرا کش بھرتا اور ہاتھ دوبارہ پہلو میں گرا لیتا۔ ذہن میں بس کل کی باتیں ہی گردش کر رہی تھی جب وہ عفان نے بے اختیاری میں اپنے دل کی باتیں کر چکا تھا۔ معاً دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اور اس نے اپنی میچی آنکھیں پٹ سے کھولی تھی۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں

ہو گئی جبکہ جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔اس نے سرد نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا جہاں اس کی پی اے کھڑی اندر آنے کی اجازت طلب کر رہی تھی۔

"میں نے شاید کسی کو بھی اندر آنے سے منع کیا تھا۔"

وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔پی اے کے چہرے کا ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا اس کے لہجے پہ۔

"سر وہ دراصل۔"

"میں کیا پوچھ رہا ہوں کہ میں نے اندر آنے سے کسی کو بھی منع کیا تھا آپ سب کو ایک بار کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آتی۔"

وہ اشتعال کے عالم میں گرجا تو اس کا چہرہ شرمندگی کے مارے جھک گیا۔

"ایم سوری سر آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔"

وہ شرمندہ شرمندہ سی بولی۔اذلان نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاً اگلے ہی لمحے ناجانے کیا سوچتے وہ ڈھیلا پڑا اور سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔

"یو مے گو ناؤ مس۔"

اس کے سنجیدہ لب و لہجے پہ وہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی۔دراصل وہ سہم گئی تھی کیونکہ اذلان نے کبھی بھی کسی سے ایسے بات نہیں کی تھی۔اس کے جاتے ہی اذلان اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گراتے بے بسی سے گہرا سانس فضا کے سپرد کر گیا۔

"نہیں مجھے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی میری اس اضطرابی کیفیت کی زمہدار یہ سب تھوڑی ہیں جن سے میں ایسا برتاؤ کر رہا ہوں۔ بس عفان اس بابت کسی سے بھی بات نا کرے میں اپنی ذات پہ حرف برداشت کر لوں گا مگر ان کی ذات پہ بات کرنے والی کی جان لے لوں گا۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں گویا ہوا مگر محرم کی بارے میں سوچتے اس کا لہجہ خود بخود بلند ہوا تھا۔

****

"کیا باتیں ہو رہی تھی یہاں۔"

عفان جو انکی تمام تر گوہر افشائیاں سن چکا تھا مشکوک نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولا۔ عزہ اور آیت نے ایک بار پھر فق چہروں سمیت ایک دوسرے کو دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تھا۔

"کچھ نہیں۔ کچھ بھی تو نہیں۔"

اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے بظاہر بالکل نارمل رہ کر عزہ نے سنجیدگی سے جواب دیا مگر اس کا ہکلاتا لہجہ عفان کی زیرک سماعتوں سے مخفی نہیں تھا۔ عزہ نے شدت سے دل سے دعا کی کہ کاش اس نے کچھ نا سنا ہو ورنہ معاملہ سنبھلنے کی بجائے بگڑ جاتا۔

"اچھا تو آیت آپ کے چہرے کی ہوائیاں کیوں اڑ گئی ہیں مجھے دیکھ کر۔"

آیت جو یہ سوچ رہی تھی کہ اگر عفان نے سن لیا ہوا تو عفان کی بات سنتے ہڑبڑا گئی۔

"وہ۔ وہ میں نہیں تو میرا مطلب شاید مجھے میرے لیکچر کا ٹائم ہو گیا ہے میں جاتی ہوں۔"

آیت جلدی میں جو منہ میں آیا بول کر یہ جا وہ جا پیچھے عزہ دل میں اس کو اچھی طرح گالیوں سے نوازتی رہی جو اسے یہاں پھنسا کر خود موقع سے فرار حاصل کر چکی تھی۔

"منحوس عورت فراڈی انسان۔ مجھے اس پنکھے کے ساتھ چھوڑ کر خود چلی گئی۔ اسے تو بعد میں پوچھونگی۔ پہلے اس سے تو نپٹ لوں۔"

عزہ دانت پیستے ہوئے اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی۔ اسے یہ تک دھیان نہیں رہا کہ یہ شب الفاظ اس کے لبوں سے ادا ہوئے یا دل میں۔

"واٹ کیا کہا پنکھا اور کسے کہا۔"

عفان تیکھے چتونوں سے اسے گھورتا ہوا بولا۔

اسے تو غش ہی آ گئے تھے اپنے لیے پنکھا لفظ سن کر۔

"یہاں اور کون ہے آپ کے سوا جسے کہونگی آپ کو ہی کہا ہے۔ ہضم کر کے ڈکار لے لیں۔"

اب جب اس نے سن ہی لیا تھا تو کیوں خوش فہمی دلا کر جھوٹ بولتی تبھی سچ بول کر اسے مزید جھٹکا دینے کا سوچا تا کہ اس کا دھیان اس جانب سے ذائل ہو جائے۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جھوٹ بول کر معاملہ ہی ختم کر دیتا مگر کوئی اور ہوتا تب نا یہ تو عزہ تھی جو دل میں آیا کہہ دیا جو دل میں آیا کر دیا بعد کی بعد میں دیکھی جائیگی تبھی تو سب اس سے پنگا لینے کے قبل سوچتے تھے۔

"مطلب میں مجھے پنکھا کہہ رہی ہو محترمہ تم تمہاری اتنی جرأت۔"

عفان کو تو اپنے لئے پنکھا لفظ سن کر ہی صدمے نے آگھیرا تھا تبھی ہٹیلے لہجے میں بولا۔ وہ باقاعدہ اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدمے سی کیفیت میں پوچھتے بار ہا بار یقین دہانی کر رہا تھا۔

"جی جی موصوف بالکل آپ کو ہی کہا ہے اب آ جائیں صدمے سے باہر صدمہ پیشنٹ۔"

عزہ نے اس کے خود کو محترمہ کہنے پر چوٹ کی اور دانت نکوستے ہوئے مزے سے بولی۔

"پوچھ سکتا ہوں کیا سوچ کر آپ نے مجھے پنکھا کہا ہے۔"

عفان نے دانت پیستے ہوئے اسے مخاطب کیا جو بے نیازی سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی بس ایک اس کی جانب دیکھنے سے اجتناب برت رہی تھی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

عزہ نے اس کے سوال کو سنتے ہی اپنا سوال داغا۔

"یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں۔"

اس نے عادت کے مطابق بالوں میں ہاتھ پھیرتے دوبارہ سرزنش کی۔

"اوہ ہو۔ اتنا بولتے ہیں آپ جو پوچھ رہی ہوں وہ بتائیں۔"

عزہ نے ماتھے پر شکنیں نمودار کرتے ہوئے کہا۔ اسکا غصہ تو یوں ٹھنڈا ہو گیا تھا کہ اس نے عفان کو غصہ دلا دیا۔ اور ویسے بھی ایک نیا طریقہ ملا تھا اسے پریشان کرنے کا تو وہ کیونکر پیچھے رہتی۔

"عفان ہے میرا نام عجیب لڑکی ایسے پوچھ رہی ہو جیسے پتہ ہی نہ ہو۔"

عفان کے صبر کی انتہا ہی تھی جواب تک کھڑا تھا اپنے سوال کا جواب لینے ورنہ کوئی اور ہوتا تو اب تک جا چکا ہوتا ورنہ اس پاگل لڑکی کے ہتھے چڑھنے کا شوق کس کو تھا۔

"یہ آپ تھوڑا تمیز سے بات کریں ورنہ میں نے نہیں دینا جواب۔"

عزہ کا خود کو عجیب کہنا بالکل پسند نا آیا تبھی اسے جھڑک کر بولی۔

"اوکے ٹھیک ہے دو اب جواب۔"

عفان نے سیز فائر کرتے ہوئے کہا مبادہ واقعی نا بتایا تو۔ ویسے بھی اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔

"ہاں تو آپ کے نام کو انگریزی میں کیسے لکھتے ہیں۔"

اگلا سوال داغا گیا۔ اس کے عجیب سوالوں پر عفان اپنی ہنسی ضبط کیئے مشتقل وہی کھڑا تھا۔

"بتائیں بھی۔"

عفان کو اپنی ہی سوچ میں گم دیکھ وہ دوبارہ بولی۔

AFFAN.

لٹھ مار انداز میں جواب دے کر عفان خاموش ہو گیا۔

"ہمم تو اب آپ خود دیکھیں دھیان سے ورنہ سمجھ نہیں آئے گا اور میں بار بار نہیں سمجھاتی۔ آپ کے نام کے شروع کے دو لفظ ہٹاتے ہیں تو فان بنتا ہے۔ اوکے۔"

اس نے سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پہ مرکوز کی۔

تو عفان نے مرے مرے انداز میں ہاں میں سر ہلا یا۔

اس کا سر ہاں میں ہلتا دیکھ پھر بولنا شروع ہوئی۔

"فان کو انگلش میں یوں لکھتے ہیں۔"

FAN

اس نے پڑھ کر بتایا۔۔۔۔

اب "Fan" کا مطلب کیا ہوتا ہے۔"

اب کے پھر سوال کیا گیا۔ عفان اس کی بکواس پہ سر پیٹ کر رہ گیا۔

"بتائیں بھی۔"

اب عزہ عاجز آ گئی تھی یہ انسان جواب ہی نہیں دیتا تھا وقت پہ

"افففف لڑکی کیا بتاؤں؟"

عفان کا دھیان نجانے کہاں تھا تبھی اس کے بلانے پہ جھنجھلا کر بولا۔

"فان کا مطلب بتائیں۔"

عزہ نے گھورتے ہوئے اپنی بات دہرائی۔

"پنکھا۔"

عفان بے دھیانی میں بول تو دیا تھا مگر اس کا فلسفہ ابھی بھی سمجھ میں نہیں آیا تھا اگلے ہی لمحے اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ اس نے خشمگین نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھا جو مسکینیت سے مسکرا رہی تھی۔

"اب سمجھ آئی میں نے کچھ غلط نہیں کہا تھا اب آپ کے نام میں ہی پنکھا ہے تو میری کیا غلطی۔"

عزہ نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے تفصیل بتائی۔ عفان اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گیا یہ لڑکی اور اس کے فلسفے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا سر کسی دیوار میں دے مارے مگر پھر ضبط کرتے اپنا دماغ ٹھنڈا کیا۔

"اچھا چھوڑو یہ سب مجھے یہ بتاؤ کہ تم آیت سے کیا کہہ رہی تھی۔"

عفان سیدھا مدعے کی بات پہ آیا۔ عزہ نے اس کے تحکم بھرے لہجے پہ داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں آپ کو کیوں بتاؤں؟"

عزہ نے بھی کہاں سیکھا تھا سیدھی بات کا سیدھا جواب دینا۔

"ٹھیک ہے مجھے نہیں بتاؤ میں نے جو سنا وہ میں محرم اور صائم بھائی کو بتا دیتا ہوں پھر جب وہ پوچھیں گے تو نہیں بتا دینا۔ ٹھیک ہے۔"

عفان نے طنزیہ مسکراتے ہوئے جواب دیا جس سے اسکا ڈمپل گہرا ہوا۔ اس وقت عزہ کو وہ بے تحاشہ برا لگا تھا کیونکہ وہ اسے دھمکی دے کر پھر مسکرا رہا تھا۔ پھر یہ سوچ کر کہ کہیں یہ پنکھا واقعی جا کر ان سب کو بتا نہ دے عزہ نے لمبی سانس لے کر خود کو تیار کیا آنے والی صورتِحال کے لئے۔

"کیا سنا ہے آپ نے۔"

تھک ہار کر عزہ نے کڑے تیوروں سے استفسار کیا جب کے دل میں دعا جاری تھی کہ ایسا ویسا نا سنا ہو کچھ۔

"زیادہ کچھ نہیں بس یہی کہ فائق عجیب ہے اور وہ محرم کے لئے ٹھیک نہیں لگا اور رر۔"

ابھی وہ آگے مزید کوئی بھانڈا پھوڑتا عزہ نے غصے سے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی یوں کسی کی باتیں سنتے ہوئے۔"

عزہ نے ایک بار اسے شرم دلانا چاہی مگر وہ شاید بھول چکی تھی کہ وہ یہ کس سے بات کر رہی ہے کیونکہ عفان اور شرم کا سرے سے ہی کوئی تعلق نہیں تھا۔

"آپ کو شرم نہیں آئی کسی کے بارے میں یوں بات کرتے ہوئے۔"

اس نے بھی خالص عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے عزہ کی چھپ کر بات کرنے پر چوٹ کی۔

"افففف کہاں پھنس گئی میں۔"

اس نے دہائی دی۔

"بالکل صحیح جگہ پھنسی ہو اور اب رہائی ناممکن ہے۔ میری شیرنی۔"

عفان پتہ نہیں کیا سوچ کر بڑبڑایا جو کہ عزہ نے بہت غور سے سننے کی کوشش کی لیکن پھر بھی آدھی بات ہی سمجھ آئی تھی۔

"یہ شیرنی کسے کہا آپ نے۔"

"ارے وہ تو ویسے ہی کچھ یاد آ گیا تھا اور محترمہ بات نہ بدلیں آپ بتاتی ہیں یا پھر میں جاؤں اندر فون کر کے بتانے سب کو کہ یہاں کیا باتیں ہو رہی تھیں۔"

اب کہ عفان بالکل سنجیدہ ہو کر پوچھنے لگا۔

"آپ مجھے دھمکی مت دیں اور یہ بار بار محترمہ کہنا بند کریں۔"

وہ تنبیہی لب و لہجے میں بولی۔

"نہیں بالکل نہیں میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ میں آپکی سب باتوں سے مکمل طور پہ اتفاق کرتا ہوں"

یہ کہتے عفان نے عزہ کے چہرے کا بغور جائزہ لیا جہاں وہ ماتھے پر شکنیں ڈالے اسی کی طرف متوجہ تھی۔

"مطلب۔"

ایک لفظی سوال۔

"مطلب یہ کہ آپکو محرم کے لئے فائق نہیں پسند اور میری اسے ناپسند کرنے کی وجہ کچھ اور ہے وہ میں بتا نہیں سکتا۔"

ذہن میں اذلان کا تکلیف سے پر لہجہ گونجا تھا اور یہی تکلیف اسے اندر ہی اندر مار رہی تھی اور ویسے بھی اس ذات نے اس صورت میں کوئی فائدہ کرنا چاہا تھا تو وہ کیوں نا فائدہ اٹھاتی۔

"کیوں نہیں بتا سکتے۔"

عزہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے سوال کیا۔

" صحیح وقت آنے پر سب بتا دوں گا۔"

عفان نے گویا جان چھڑائی ورنہ وہ اس کے بال نوچ لیتی۔

"اچھا پھر۔"

پر سوچ انداز میں بولتے عزہ نے ایک اور سوال اس کی خدمت میں پیش کیا۔

"پھر یہ کہ اکیلی نہ آپ کچھ کر سکتیں ہیں اور نہ ہی میں تو کیوں نا ہم کچھ دن تک دوست بن کر رہیں اور کوشش کریں یہ شادی نہ ہو آگے اللہ کی مرضی۔"

عفان نے مدھم لہجے میں بولتے اسے ساری بات سمجھادی۔ عزہ کے چہرے پہ بھی پسندیدگی کا عنصر لہرایا تھاوہ بھی اس کی بات سے متفق تو تھی مگر صرف پہلی۔

"آئیڈیا اچھا ہے۔پر دوست بنے بغیر بھی یہ سب ہو سکتا ہے۔"

عزہ نے دوستی سے صاف انکار کیا تھا۔

"ہو سکتا ہے اگر ہماری حرکتیں سدھر جائیں ایک دوسرے کو پریشان کرنے میں کچھ الٹا سیدھا کر دیا ہم نے تو ساری پلاننگ خراب ہو سکتی ہے۔"

اس نے عزہ پہ واضح کرنا ضروری سمجھا۔

عزہ کو بھی اس کی بات کافی حد تک درست لگی تو نا جانے کیا سوچتے ہامی بھر لی۔

"ٹھیک ہے مگر صرف اس وقت تک جب تک شادی نہیں رک جاتی۔"

وہ بھی کہاں بعض آنے والوں میں سے تھی تبھی اپنی شرط اس کے سامنے رکھی۔

"اوکے فرینڈز۔"

عفان نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔

"فرینڈز۔"

عزہ نے عفان کو زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے ہاتھ ملایا مگر اگلے ہی لمحے شہادت کی انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے انداز میں تنبیہہ کرنا نہ بھولی۔

"اگر گھر میں آپ نے کسی کو بتایا تو یاد رکھنا پھر میں بھی ازلان بھائی کو بتانے سے گریز نہیں برتوں گی۔"

عزہ نے بھی اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا اسے یہ بات اچھے سے اذبر تھی کہ عفان اذلان سے کچھ حد تک ڈرتا ہے۔اس کی بات کی تائید میں وہ بس ہاں میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"یہ سب انہی کے لئے تو کر رہا ہوں۔"

ہ بس دل میں ہی سوچ سکا۔

"چلیں اب دوستی ہو ہی گئی ہے تو اس خوشی میں کیفے چل کر کچھ کھاتے ہیں۔"

عفان نے پچھلی باتوں کا اثر ذائل کرنے کیلئے متانت سے اسے صلح ماری۔

"اتنا شو خا ہونے کی بھی ضرورت نہیں جس چیز کیلئے دوستی کی اسی حد تک محدود رکھیں ورنہ منہ توڑ دوں گی۔"

عزہ نے تنک کر بولتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی

جبکہ اسے صلح مارنے پر عفان نے ہزار بار خود کو کوسا تھا۔

****

"عزہ عزہ سن تو سہی۔"

آیت جو مسلسل اسے منانے کیلیے جدوجہد کر رہی تھی لیکن عزہ اس سے سخت ناراض ہو چکی تھی کیونکہ وہ اسے اس وقت میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئی تھی جب وہ بری طرح پھنسی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے کیوں چیخ رہی ہو۔"

عزہ اس کی مسلسل ایک ہی تکرار سے تنگ آ کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"ایسے تو نہ بول میری دوست نہیں۔"

آیت نے فوراً معصومانہ شکل بنائی اور دو قدم پیچھے ہوئی مبادہ عزہ اپنے ہاتھ میں موجود کتاب اس کے سر پہ نہ مار دے۔

"مجھ سے مخاطب نا ہو اور چلو صائم بھائی آ گئے ہیں باہر آج انہوں نے ہی تمہیں بھی ڈراپ کرنا ہے۔"

عزہ نے تو گویا اس کے کانوں پہ صور پھونکا وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔ عزہ آگے آگے جبکہ آیت اب روہانسی شکل بنا کر اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

گاڑی میں بیٹھ کر بھی اس نے بلکل خاموشی اختیار کر لی تھی کیونکہ فلحال وہ اپنی کسی بھی قسم کی بے عزتی کروانے کی حالت میں بلکل نہیں تھی۔ وہ سکون سے ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی اور دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ کوئی بات نہیں ہوئی اس جلاد سے۔ عزہ کو تو اس نے بعد میں بھی منا ہی لینا تھا۔ آیت نے چور نگاہوں سے ڈرائیونگ میں مصروف صائم کی جانب دیکھا جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

تنہا خاموش بیٹھ بیٹھ کر نجانے کب آیت پہ تو نیند کا ایسا غلبہ چھایا کہ وہ نیند کی وادیوں میں کب گم ہوئی اسے کچھ خبر نا ہوئی۔ صائم نے عزہ کو خان ہاؤس اتارتے گاڑی آیت کے گھر کی جانب بڑھائی تھی کیونکہ ایان نے صائم سے فون کر کے خاص ریکویسٹ کی تھی کہ آج وہ آیت کو بھی گھر چھوڑ دیں مگر اس کے گھر کے باہر گاڑی روکتے ہی وہ بے دھیانی میں اس کے باہر نکلنے کے انتظار میں تھا مگر اس قسم کے کوئی بھی آثار نا دیکھ اس نے غصے سے رخ پچھلی سیٹ کی جانب دیکھا مگر اسے سکون سے سوتا دیکھ دانت پیس کر رہ گیا تبھی غصے سے تن فن کرتے گاڑی سے باہر نکلتے اس کی جانب آیا اوع اس کی جانب کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا۔

"محترمہ اٹھنا پسند کریں گی آپ۔"

صائم نے تنگ کر اسے مخاطب کیا مگر اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ وہ جل کر رہ گیا۔اس نے اس کے چہرے پہ جھکتے اس کے سر پہ انگلی بجائی تاکہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹے۔

"کیا ہے سونے دو۔"

آیت کو اپنی نیند میں یہ خلل بلکل پسند نہیں آیا تبھی جنجھلا کر بولی۔

"تمہارا گھر آ چکا ہے آیت بی بی۔"

صائم دھیمے لہجے میں غراتے ہوئے بولا۔

"آپ آ گئے میں نے کتنا انتظار کیا تھا آپ کا دیکھا ماما کو میں ٹھیک کہتی تھی کہ میرا شہزادہ آئے گا اور دیکھیں وہ آ گیا۔"

آیت جو کسی خواب کے ذیرِ اثر تھی نیند میں بولی اس کی بات سن کو صائم ہونقوں کی طرح کبھی اس کی چہرے کی خوشی دیکھتا تو کبھی اس کے سرخ و سفید ہاتھوں میں مقید اپنا بازو۔

اگلے ہی لمحے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتے ہی اس نے اس کی گرفت سے اپنا بازو واتنی زور سے کھینچا کہ آیت ایک جھٹکے میں ہڑبڑا کر اٹھی۔

"کیا ہوا کیا ہوا۔"

آیت نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا۔

"مہارانی آیت صاحبہ آپ کا شہزادہ اللہ کو پیارا ہو گیا ہے۔"

صائم نے دانت پیستے ہوئے اسے باور کرایا کہ وہ کیا کیا بولنے کی کوتاہی کر چکی ہے۔

"ہائے ہائے صائم بھائی ایسے تو نہ کہیں آپ۔ مجھے تو ابھی تک وہ ملا بھی نہیں اور آپ نے اسے اوپر پہنچا دیا کس قدر کٹھور ہیں آپ۔ اگر آپ نے اسے اوپر بھیج دیا تو میرے بارہ بجے کیسے ہونگے۔"

آیت افسوس سے پر لہجے میں بولتی اسے سن کر گئی۔ اپنی بات بولتے ہی اس نے اپنے لبوں پہ ہاتھ رکھتے آنکھوں کو سختی سے میچ لیا۔ شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

بارہ بجے سن کر صائم تو پورا منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جس کے منہ سے ایسی بکواس نکلی تھی۔ اپنے آپ کو ٹکر لگنے کی بدولت وہ آیت کے بھاگ جانے پر ہوش کی دنیا میں لوٹا کچھ لمحے تک تو وہ سن کھڑا رہا مگر اگلے ہی لمحے خود ہی نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات یاد کرتے ہنس دیا۔

"بارہ بجے لگتا کے کبھی اپنی صحت پہ غور نہیں کیا آیت بی بی نے۔ بجے ہو گئے تو خود تو پھر نظر ہی نہیں آئے گی۔"

وہ اس کی دبلی پتلی جسامت پہ چوٹ کرتے ہوئے سر جھٹکتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اس آیت نے کو کسی بھی قسم کی توقع کی جاسکتی تھی اور یہ بات صائم سے بہتر کون جانتا تھا بھلا۔

****

آفس سے نکلتے ہی معاذ سوچ چکا تھا کہ گھر جا کر لازماً آج اپنے اور پریشے کے رشتے کی بابت بات کرے گا تبھی دل ہی دل میں تمہیدیں باندھنے لگا۔ گھر پہنچتے ہی سب سے پہلے اس کا سامنا مراد صاحب سے ہوا تھا جو لاؤنج میں ہی صوفے پہ براجمان تھے۔ وہ انہیں سلام کرتے وہی صوفے پہ ٹک گیا۔

"مام کہاں ہے دکھائی نہیں دے رہی۔"

اس نے لاؤنج میں طائرانہ نگاہ دوڑاتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"کچن میں ہیں بڑی مشکلوں سے ہی تو شرف بخشتی ہیں۔"

وہ دائیں آنکھ دباتے شرارت آمیز لہجے میں گویا ہوئے اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھی عینک اٹھا کر لگاتے کتاب کھول لی وہ اپنے فارغ اوقات میں کتابوں کا مطالعہ کرنا پسند کرتے تھے۔

"اوہ اوکے وہ دراصل مجھے آپ دونوں سے کچھ ضروری بات کرنی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ میرا ساتھ ضرور دیں گے۔"

معاذ مراد صاحب کا ہاتھ پکڑتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بولا اور ساتھ ہی فوزیہ بیگم کو وہی بیٹھے بیٹھے آواز دی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکیں مراد صاحب اور فوزیہ بیگم کو پریشے کے گھر رشتہ لے کر بھیجنا ہے اس سے پہلے کہ وقت کسی ریت کی مانند ہاتھوں سے پھسل جاتا۔ابھی وہ انہی سوچوں میں غلطاں تھا کہ فوزیہ بیگم بھی وہی آگئی۔ معاذ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ان کا ہاتھ تھام کر اپنے عین سامنے بٹھایا۔

"مام ادھر بیٹھے اور میری بات توجہ سے سنیں۔"

معاذ نے ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھاتے بات کی تمہید باندھی۔ وہ دونوں اب تشویش سے اس کی چہرہ دیکھ رہے تھے جس پہ پریشانی صاف واضح تھی۔

"کیا ہو گیا ہے بیٹا جی ہوا کے گھوڑے پہ کیوں سوار ہو۔"

مراد صاحب ہنستے ہوئے ناسمجھی سے گویا ہوئے۔ معاذ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مام ڈیڈ وہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کیسے کہوں اچھا سنیں آپ میرا رشتہ لے کر پریشے کی طرف جا رہے ہیں جلد ہی اور میں اس بارے میں کسی قسم کی دیری برداشت نہیں کر سکتا پلیز آپ دونوں کو میرا ساتھ دینا ہے۔"

اس نے آنکھیں بند کرتے ایک گہرا سانس بھرا اور پوری بات ایک ہی سانس میں کہ دی مبادہ وہ ایک تھپڑ ہی نہ لگا دیں۔ فوزیہ بیگم سے تو بعید بھی نہیں تھا کہ کچھ بھی بول دیتی مگر ان دونوں کی جانب سے کسی بھی قسم کا ردِ عمل نا دیکھ اس نے بھنویں اچکاتے ان دونوں کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ آپ کو میری بات سن کر کسی بھی قسم کی حیرانگی نہیں ہوئی۔

"کون پریشے بیٹا جی۔"

فوزیہ بیگم ماتھے پہ بل ڈالتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولی۔ وہ اسے آخری حد تک ڈرانا چاہتی تھی۔

"ماما آپ سے ملوایا تو تھا بڑے پاپا کے گھر حجاب کی سالگرہ پہ۔ آپ اتنی جلدی بھول گئی۔"

معاذ نے انہیں حجاب کی سالگرہ کا دن یاد کرواتے یاد دلانے کی کوشش کی اور ساتھ ہی مراد صاحب کا ہاتھ دبایا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ میرے حق میں بولیں مگر وہ سہولت سے اس کے گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروا گئے۔

"بیٹا ہم تو کل بھائی صاحب سے بات کرنے جا رہے تھے آپ کے اسی لڑکی کے ساتھ رشتے کے بارے میں جو آپ کی ماما نے آپ کیلیے پسند کی ہے۔ مراد صاحب نے اسے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔"

معاذ کا چہرہ جو کچھ دیر قبل خوشی سے جگمگا رہا تھا ان کی بات پہ سپید پڑتے بجھ گیا جو کہ ان دونوں کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا تھا۔ ایک دم سے معاذ کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا اسے امید تھی کہ وہ دونوں اس کی ضرور مانیں گے اسے سمجھیں گے مگر وہ تو اس کی توقع کے برعکس جاتا دیکھ وہ بکھر سا گیا۔ بات نہ بنتی دیکھ وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگا لیکن فوزیہ بیگم کی اگلی بات پہ وہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔

"پریشے کے ساتھ بیٹا جی۔"

فوزیہ بیگم سے اس کا اترا چہرہ برداشت نہیں ہوا تو فوراً بول اٹھی۔ معاذ نے جھٹکے سے رخ موڑتے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو مسکرا کر اسی کی جانب متوجہ تھی۔

"کیا کہا آپ نے مام کس کے ساتھ۔"

معاذ حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ چہک کر بولا۔

"ہم نے کہا کہ آپ کا رشتہ ہم پریشے کے ساتھ ہی کرنا چاہتے ہیں اسی سلسلے میں کل بھائی صاحب کی طرف جا رہے ہیں۔"

اس کے بعد انہوں نے حجاب کی برتھڈے والی ساری بات اس کے گوش گزار دی جسے سن کر معاذ سر کھجا کر رہ گیا۔ فوزیہ بیگم کو بے ساختہ اس پر پیار آیا تو انہوں نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"تھینکو سو مچ مام ڈیڈ۔ آپ دونوں نہیں جانتے کہ آپ نے مجھے کتی بڑی خوشی سے روشناس کروایا ہے۔"

وہ فرطِ مسرت سے فوزیہ بیگم کے ہاتھ چوم کر مراد صاحب کے گلے لگا۔ انہوں نے بے ساختہ اس کی پشت تھپتھپائی۔

"بیٹا جی ابھی آپ کے بڑے پاپا سے بھی بات کرنی ہے۔"

مراد صاحب نے اسے جتانا ضروری سمجھا۔

"جی مجھے یقین ہے انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔"

معاذ پر اعتماد لہجے میں بولتے ان دونوں کو بھی مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

****

محرم دو دن کی چھٹیوں کے بعد یونی آئی تھی۔ ابھی بھی وہ عزہ کے ساتھ باتوں میں مصروف اپنی اپنی کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی اسی اثناء میں محرم کو فون بجا اس نے بیگ سے موبائل نکال کر دیکھا تو کسی انجان نمبر سے کال تھی۔ محرم نے شانے اچکا کر فون اٹھانا ضروری نہیں سمجھا لیکن موبائل پہ کال لگاتار آرہی تھی۔اس نے چونک کر عزہ کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیا کیا جائے۔

"آپی یار اٹھا لیں کیا پتہ کوئی جاننے والا ہی ہو تبھی اتنے جوش و خروش سے فون کر رہا ہے۔"

عزہ مسلسل آتی کالز سے عاجز آتے اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولی۔ محرم اس کی مانتے ہی بنی۔

"اسلام و علیکم۔"

فون اٹھاتے ہی دوسری جانب سے آنے والی مردانہ آواز سن کر محرم کے ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"کون بات کر رہا ہے۔"

محرم نے سلام کا جواب دینے کے بعد سنجیدگی سے سوال داغا کیونکہ اس کا نمبر عفان یا ایان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا۔

"ارے پہچانا نہیں اہم اہم۔آپ مجھے پہچانے گی بھی کیسے میری آواز ہی پہلی دفعہ سن رہی ہیں۔

دراصل میں فائق بول رہا ہوں آپ نے ملنے سے تو انکار کر دیا تھا تو میں نے سوچا کہ آپ سے فون پہ ہی بات کر لی جائے تاکہ ایک دوسرے کے بابت تفصیل سے جان لیں۔"

مقابل کی بات سن کر محرم کا رنگ فق ہو گیا۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوں اچانک اسے وہ فون بھی کر سکتا تھا اور سب سے زیادہ حیرت کی بات کہ اس کے پاس فون نمبر آیا کیسے۔

"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا۔"

محرم نے بمشکل اپنی کپکپاتی آواز پہ قابو پاتے متانت سے پوچھا۔فائق اس کی بات سن کر ہولے سے مسکرا دیا۔

"میں نے عزہ سے مانگا تھا لیکن اس نے منع کر دیا اس کے بعد میں نے حجاب سے لے لیا پھر۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے محرم کو اشتعال میں مبتلا کر گیا۔

"کون ہے آپی۔"

عزہ جو کافی دیر سے محرم کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کر رہی تھی تنگ آ کر بولی۔

"دیکھیں مجھے شادی سے پہلے اس طرح بات کرنا بلکل نہیں پسند ہماری بات اب شادی کے بعد ہی ہو گی برا مت مانیے گا۔"

یہ کہتے ساتھ ہی محرم نے فون بند کر دیا اور ماتھے پہ آیا پسینہ صاف کیا۔فائق اس کے اس طرح فون بند کرنے پر تلملا کے رہ گیا۔اس قدر بڑی بے عزتی اس کا خون کھول اٹھا تھا۔

"اتنی پاکباز رہتی نہیں آج کل ایسی لڑکیاں کہاں ہوتی ہے۔بس شادی سے قبل معصومیت کا ڈھونگ رچا کر لڑکوں کو اپنے بس میں کرنا جانتی ہیں جانتا ہوں میں ایسی لڑکیوں کو۔"

فائق نخوت زدہ لہجے میں بولا۔

"یہ وہی فائق تھا نہ اسے میں نے تو نمبر نہیں دیا اسے نمبر کہاں سے ملا۔"

عزہ کو محرم کی بات سے اندازہ ہو گیا تو وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"حجاب نے دیا ہے نمبر۔"

محرم اس کی بات پہ اذیت سے اسے دیکھتے روہانسے لب و لہجے میں بولی۔اس کی بات پہ عزہ کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔کیا وہ اتنی بڑی ہو گئی تھی کہ کسی سے بھی پوچھنا گوارا نہیں کیا۔

"آپی آپ بلکل بھی پریشان نہ ہو آپ جا کہ لیکچر لیں اس حجاب کی تو آج میرے سے خیر نہیں۔"

عزہ محرم کو تسلی دیتے ہوئے نرمی سے بولی اور خود اس بابت عفان سے بات کرنے کا سوچا تھا کیونکہ اس طرح تو فائق کی ہمت بڑھتی چلی جاتی۔اس نے محرم کو کلاس میں چھوڑتے خود عفان کو جلد از جلد کیفے پہنچنے کا میسج کیا اور خود بھی کیفے کی جانب بڑھ گئی۔اس کا ذہن بہت تیزی سے کھچڑی پکا رہا تھا۔

****

اذلان اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ کھولے اس پہ پوری دلجمعی سے کام کرنے میں مصروف تھا مگر دماغ کی سوچیں بار بار محرم کی جانب ہی جا رہی تھی۔وہ خود کو چاہے جس قدر مرضی ان کاموں میں الجھا لیتا آخر میں نتیجہ محرم کی سوچوں کا ہی نکلتا تھا۔

"افففففف۔یا اللہ کیوں وہ میرے حواسوں میں چھائی ہوئی ہے اگر وہ کسی اور کی ہے اس کی محبت کو میرے دل سے نکال دے۔میں یوں یک طرفہ آگ کی بھٹی میں نہیں جلنا چاہتا۔"

وہ دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔جب سے اس کی شادی کی بات طے پائی تھی اذلان کی حالت ابتر ہی تھی۔وہ چاہ کر بھی اس سب چیزوں سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر پا رہا تھا۔

"سر یہ فائل آپ نے منگوائی تھی۔"

ازلان جو اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھا پی اے کی آواز نے اس کی سوچوں کا تسلسل بری طرح توڑا۔اس کی بغیر اجازت کے اندر آنے والی حرکت پہ ازلان نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا تو وہ خود میں سمٹ کر رہ گئی۔

"مس میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں کسی کے آفس میں نوک کیے بغیر نہیں جاتے لیکن آپ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہی اپنا حل آپ خود بتادیں ورنہ میں کسی بھی وقت کی تاخیر کیے آپ کو فائر کر دیتا ہوں۔"

ازلان اپنے مخصوص سرد انداز میں اسے دیکھتے تند لہجے میں بولا۔وہ اس کی دھمکی پہ سچ مچ گھبرا گئی۔

"سوری سر وہ دراصل آپ کچھ سوچ رہے تھے میں نے نوک کیا تھا لیکن آپ نے شاید سنا نہیں۔"

وہ جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے بولی کیونکہ جب وہ اندر داخل ہوئی تھی ازلان کنہی سوچوں میں گم تھا اور اگر وہ جھوٹ بول بھی لیتی تو کونسا اسے پتہ چل جاتا مگر وہ شاید یہ بات فراموش کر چکی تھی کہ مقابل بیٹھا انسان ازلان شاہ ہے جو دنیا کو ایک آنکھ سے ہی پرکھنا جانتا ہے۔

"میں یہاں بہرا ہو کر نہیں بیٹھا ہوا محترمہ جو آپ جھوٹ بول رہی ہے۔میں اس جھوٹ بولنے کی بہت کڑی سزا بھی آپ کو دے سکتا ہوں کہ یہاں سے فائر ہونے کے بعد آپ کو کسی بھی آفس میں جاب نا مل سکے سو بی کیئر فل ود می۔"

ازلان پتھریلے لہجے میں بولتے اس کا وجود سناٹوں کی ذد میں کر گیا۔احتشام صاحب جو آفس کا چکر لگانے میں مصروف تھے ازلان کی سخت آواز سن کر اس کے کیبن کی جانب ہی چلے آئے جہاں وہ اپنی پی اے پہ ہی برسنے میں مصروف تھا۔

"کیا ہوا اذلان سب ٹھیک ہے نہ۔"

احتشام صاحب نے تشویش سے پوچھا۔اذلان ایک دم ٹھنڈا پڑا۔

"جی ڈیڈ بس کچھ آداب سکھا رہا تھا انہیں آفس میں کام کرنے کے۔"

اذلان اسے سرد نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا جواب شرمندگی سے چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔

"سوری سر آئندہ نہیں ہوگا۔"

لیزا اب سچ میں شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔

"اچھا آپ جائیں کام کریں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور آئندہ کیلیے احتیاط کیجیے گا۔"

احتشام صاحب اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ سمجھانے والے انداز میں بولے۔

"شیور سر۔"

اس نے انہیں دیکھ کر سر ہلایا اور خاموشی سے وہاں سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"اور آپ کو کیا ہوا ہے طبیعت ٹھیک ہے۔"

اس کے جاتے ہی احتشام صاحب کا رخ اب اذلان کی جانب تھا۔وہ کچھ دنوں سے اس کا رویہ نوٹ کر رہے تھے جو ذرا ذرا سی بات پہ زیادہ ہی غصہ کرنے لگا تھا۔

"سب اوکے ہے ڈیڈ بس میں گھر جانا چاہتا ہوں اور تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔احتشام نے اس کے بات ختم کرنے پہ مزید بات چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے آپ جاؤ میں یہاں سب سنبھال لوں گا۔"

وہ اذلان کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے ہموار لہجے میں بولے۔ وہ ان کی بات پہ ان سے ملتا ہوا گھر کیلیے نکل پڑا۔

****

"وہاں سب کچھ بگڑ جائے گا اور تم یہاں کھاتے رہنا بس بھکڑ انسان۔"

عزہ عفان کے میز کے پاس آتے ساتھ ہی شروع ہو چکی تھی جبکہ عفان اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا گیا۔

"کونسی آفت آگئی ہے جو چیخ رہی ہو۔"

عفان اچھا خاصا جل بھن کر بولا۔ کس قدر سکون سے وہ کھا رہا تھا اور درمیان میں وہ اپنا رونا رونے پہنچ چکی تھی۔

"مذاق بند کرو اور سنجیدہ ہو کر میری بات غور سے سنو۔ محرم آپی کو اس لوفر کا فون آیا تھا مجھے تو اب واضح پریشانی ہو رہی ہے آپ جانتے ہیں ان کو یہ سب بلکل نہیں پسند۔"

عزہ اس کے سامنے ہی کرسی کھینچ کر بیٹھتی پریشانی سے بولی۔ عفان نے بھی اب کھانے سے دھیان ہٹاتے اس کی جانب دیکھا۔

"تو کیا کریں پھر کوئی سولڈ پلین بنانا پڑیگا تاکہ شادی تک بات جائے ہی نہ کیونکہ بعد میں پھر بدنامی ہے بہت۔"

عفان سمجھداری سے کام لیتے ہوئے بولا۔

"تم ایسا کرو میرا نمبر رکھو باقی باتیں ہم رات میں ڈسکس کرتے ہیں۔ میرے لیکچر کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

وہ اپنا بیگ کرسی سے اٹھاتے کندھے پہ لٹکاتے ہوئے بولا جبکہ اسکی اچانک بات پر عزہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا مسئلہ ہے ایسے کیا گھور رہی ہو۔"

عفان چڑ کر بولا۔

"یقین نامی چیز ہی نہیں ہے اس لڑکی میں۔"

عفان بڑبڑانے والے انداز میں بولا اور ناگواری سے سر جھٹک گیا اتنا بھی کیا تھا کہ وہ تھوڑا سا یقین کرتے اسے گھورنے کے بجائے سیدھا نمبر دے دیتی۔

"کچھ کہا کیا۔"

عزہ نے ناسمجھی سے استسفار کیا۔

"نہیں نہیں تم نمبر دے دو جلدی تاکہ میں جاؤں ویسے بھی پروفیسر میری جان کے پیچھے اچھا خاصہ پڑے ہوئے ہیں۔"

اس کی بات پر عزہ نے سر ہلاتے عفان کو عجلت میں نمبر لکھوایا تھا۔ نمبر لیتے ہی عفان اسے شکریہ کہتے بھاگنے والے انداز میں کیفے کی حدود پار کرتا چلا گیا۔ عزہ نے تاسف سے اس کی پشت کو دیکھا اور اس کی رکھی ہوئی چیزوں کو دیکھ اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔ اب وہ فرائز کے ساتھ بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھی۔

****

"ماما حجاب کہاں ہے نظر نہیں آ رہی۔"

عزہ نے یونی سے آتے ہی بیگ صوفے پہ پھینکتے وہی بیٹھے بیٹھے تحریم بیگم کو آواز لگائی۔ اس نے تو ابھی حجاب کی اچھی خاصی کلاس لینی تھی نمبر دینے کی وجہ سے۔ محرم سر درد کی وجہ سے آتے ساتھ سو گئی تھی۔

"اپنے کمرے میں ہے جاؤ دیکھو اسے اور کھانے کیلیے بھی بلا لینا۔"

تحریم بیگم نے جواب دیتے آخر میں اپنا حکم صادر کیا۔

"اوکے میں مل لیتی ہوں۔"

وہ تحریم بیگم سے بولتی اپنے کمرے کی جانب چل دی مگر کمرے میں قدم رکھتے ہی اسے بے پرواہ انداز میں بیڈ پہ آڑھا ترچھا لیٹا دیکھ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"حجاب میری بات سنو۔"

حجاب جو ٹی وی دیکھنے میں مووی دیکھنے میں مگن تھی عزہ کی غصے سے بھری آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں کیا ہوا ہے۔"

حجاب نے اس کا لہو چھلکاتا چہرہ دیکھ حیرانگی سے پوچھا اور سیدھی ہو کر بیٹھی کیونکہ وہ بلاوجہ یوں غصہ نہیں کیا کرتی تھی۔

"یہ پوچھو کہ کیا نہیں ہوا۔ نمبر کس سے پوچھ کے تم نے اس لوفر کو دیا تھا کم سے کم مجھ سے تو پوچھ لیتی۔ تمہارے لیے بڑا کوئی معنی رکھتا ہے یا نہیں یا بہت بڑی ہو گئی ہو۔"

وہ تنک کر تند لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔ حجاب کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا۔

"مگر مجھ سے انہوں نے مانگا تھا تو میں نے۔"

"تم کسی سے پوچھ بھی سکتی تھی حجاب اتنی بڑی نہیں ہوئی ابھی تم کہ ان معاملات میں اپنی مرضی کرتی پھرو اور نا ہی تمہاری اتنی عمر ہے اپنی عمر کے مطابق کام کیا کرو ورنہ ماما بابا کو بتانے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گی میں۔ تمہیں یہ بات

اچھے سے از بر ہے کہ محرم آپی کا نیچر کیسا ہے۔ آج فون آیا تھا اس لوفر کا اب آپی تم سے ناراض ہے اب بھی جو دل میں آئے وہ کرو تم اور آپی کے پاس آنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

عزہ غصے میں اسے اچھی خاصی سناتے ہوئے دروازہ ذور سے مارتے کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔ اس کے جاتے ہی حجاب اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ محرم کی ناراضگی کا سوچ کر ہی حجاب کی جان پہ بن آئی تھی۔

"افف کیسے مناؤں اب آپی کو۔"

حجاب جلے پیر کی بلی کی مانند کمرے میں چکر لگاتے ہوئے سوچ رہی تھی مگر سوچنے پہ بھی امید کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

****

شام کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلا چکے تھے۔ دور کہی آذانوں کی آواز نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔ اس نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولتے اطراف کا جائزہ لیا مگر اذانوں کی آواز سماعتوں میں اترتے ہی وہ بدک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ گھڑی میں وقت دیکھتے اسے اندازہ ہوا کہ عصر کی اذانیں ہو رہی ہیں۔

"افف اتنی دیر کیسے سو گئی میں۔"

محرم اپنے بکھرے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے سمیٹتے ہوئے بولی۔ اس نے سرعت سے چپل پیڑوں میں اڑسی اتنی دیر میں کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔ محرم نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرتے آنے والے کو اجازت دی۔ مگر دوسری جانب سے حجاب کو اندر آتے دیکھ محرم نے بے رخی ظاہر کرتے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا اور ڈوپٹے کو اچھے سے اوڑھتے اس سے پہلے واشروم کی جانب بڑھتی حجاب بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی۔ محرم نے اس کے گرد

بازو حمائل کرنے کی بھی زحمت نہیں کی کیونکہ وہ اس وقت اس سے سچ مچ ناراض تھی۔ اسے لگتا تھا کہ اس کی بہنیں اسے سمجھتی ہیں پرکھتی ہیں مگر حجاب نے بری طرح اس امیدوں پہ پانی پھیر دیا تھا۔

"آپی پلیز ایم سوری مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا آئندہ نہیں ہوگا پلیز۔ ایک بار معاف کردیں پلیز۔ میں آپ کو یقین دہانی کرواتی ہوں۔"

حجاب روہانسی آواز میں بولتی اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر چومنے لگی۔ اس کی ناراضگی سے ہی تو حجاب کی جان جاتی تھی۔ محرم جو اس سے اور زیادہ ناراض ہونے کا ارادہ رکھتی تھی اس کو روتا دیکھ کر فوراً پگھل گئی اور اس کے گرد بازو حائل کیے۔

"اچھا بس کرو رونا پہلے کام خراب کرو اور پھر رو دھو کر معافیاں مانگ لو یہ کہاں کا انصاف ہے حجاب محترمہ۔ ادھر بیٹھو تم اور میری بات دھیان سے سنو۔ جب بھی ایسی کوئی بات ہوتی ہے نا تو سب سے پہلے کسی بڑے سے پوچھنا چاہیے خود ہی بڑے بن کر کام نا سرانجام دیتے پھرو اور نا ہی اپنی مرضی سے سب کرنے لگو وہاں ماما بابا اور عزہ تھی اگر ماما بابا سے نہیں پوچھنا تھا تو آپ عزہ سے پوچھ سکتی تھی وہ آپ کو بہترین مشورہ دیتی مگر نہیں حجاب میڈیم کو اپنی مرضی جو چلانی تھی۔ آپ جانتی ہو اس سے بہت سے کام بگڑ بھی جاتے ہیں۔"

محرم نے بڑے ہونے کی حیثیت سے اسے سمجھانا ضروری سمجھا تاکہ وہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ حجاب نے اس کی بات پہ سمجھداری سے سر ہلایا جیسے اس کی ساری باتیں سمجھ گئی ہو۔

"ایم سوری آپی اور میرے سے ناراض نہ ہوا کریں۔ آپ کو پتہ ہے مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا۔ سب کچھ ادھورا ادھورا سا لگتا ہے۔"

حجاب فوراً مسکے لگاتے ہوئے اس کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی۔اس کی حرکت پر کمرے کی فضا میں محرم کا مدھم قہقہہ گونجا۔اسی دوران کمرے میں داخل ہوتی عزہ نے اسے ہنستے دیکھ کر بے ساختہ اس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک بار پھر سب کچھ بھلاتے ایک بار پھر سے اپنی باتوں میں مشغول ہو چکی تھی لیکن کون جانتا تھا کہ یہ دعا محرم کے حق میں قبول ہونی بھی تھی یا نہیں۔ کیا سچ میں اسے دائمی خوشیاں ملنی تھی یا خوشیوں نے بس اس کے در پہ دستک دیتے کہی روپوش ہو جانا تھا۔دور کھڑی قسمت ان تینوں کو ہنستا دیکھ کر اداسی سے مسکرا دی۔

****

"آپی میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نا ہم آج مارکیٹ تک چلیں مجھے اپنے لیے کچھ سامان خرید نا تھا اگر آپ فارغ ہو تو ہم چلیں۔"

عزہ زینے اترتے ہوئے اپنے ناخنوں پہ نگاہیں جمائے مصروف سے انداز میں بول رہی تھی۔ محرم نے سہولت سے انکار اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔

"آج تو بلکل ممکن نہیں ہے کیونکہ چاچو آنے والے ہیں بابا سے کچھ ضروری کام ہیں انہیں اب کی موجودگی میں ہم سیر سپاٹوں کو نکل جائیں یہ بھی کسی صورت درست نہیں۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ عزہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا مگر نیچے آنے پہ انہیں معلوم ہوا کہ وہ لوگ تو کب سے آچکے ہیں۔اس سے پہلے کہ محرم اور عزہ اس جانب بڑھتی تحریم بیگم نے انہیں وہی ٹوک دیا۔

"تم لوگ یہی رکوں ابھی بڑوں کی بات ہے ایسے تم لوگوں کا جانا اچھی بات نہیں ہے۔"

ان کی بات پہ محرم تو خاموشی اختیار کر گئی البتہ عزہ کے موجود میں کیڑوں نے ادھم مچانا شروع کر دیا تھا۔اب بھلاوہ کیسے برداشت کر جاتی یہ سب کچھ تبھی میسنے پن سے سر جھکا گئی۔ تحریم بیگم خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ گئی جہاں سب بڑے آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔

"بھائی صاحب دراصل ہم آپ سے معاذ کے رشتے کے بارے میں بات کرنے آئے تھے میرے خیال میں اب ہمیں اس کی بھی شادی کر دینی چاہیے مزید دیری میں تو بلکل نہیں چاہتا اور مجھ سے زیادہ میرا بیٹا نہیں چاہتا۔"

مراد صاحب نے زمان صاحب کے سامنے اپنی بات رکھتے آخر میں شریر لہجے میں انہیں آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے مراد میں بھی اس بارے میں آج کل میں ہی تم سے بات کرنے والا تھا مگر اب تمہاری بات سن کر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ شاید صحیح وقت آگیا ہے۔"

زمان صاحب نے ان کی بات کو سمجھے بغیر گویا اپنی بات کرنے کی تمہید باندھی۔ تحریم بیگم اور فوزیہ بیگم بھی خاموش بیٹھی ان کی باتوں سے مستفید ہو رہی تھی۔اسی دوران معاذ بھی وہی چلا آیا اور خاموشی سے زمان صاحب کے برابر میں ہی جگہ سنبھال گیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں بیٹا جی آپ کو نہیں پتہ یہاں آپ کے رشتے کی بات ہو رہی ہے اور یوں منہ پھاڑ کر بے شرموں کی طرح نہیں آجاتے۔"

تحریم بیگم نے معاذ کا کان پکڑتے ہوئے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے اسے جھڑکا تو وہ اپنا سر کھجا کر رہ گیا۔

"بڑی ماما میرے رشتے کی بات ہو رہی ہے اور میں ہی وہاں نہ ہوں ایسا کیسے ممکن ہے اور آپ لوگوں کو کیا بھروسہ کسی بھی للو پنجو کو لا کر میرے سر پہ بٹھا دیں۔کیوں بڑے پاپا ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں۔"

وہ زمان صاحب کو دیکھتے بائیں آنکھ دبا گیا۔انہوں نے بھی اس کی بات سے متفق ہوتے ذبردست قسم کا قہقہہ لگایا۔اسی دوران تحریم بیگم نے سب کی توجہ چائے کی جانب مبذول کرائی جو نا جانے کب سے رکھی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

"جی بھائی صاحب آپ بولیں کیا بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مجھ سے۔"

مراد صاحب نے ایک بار پھر سے انہیں مخاطب کیا اور چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ عزہ بلکل پرفیکٹ رہے گی معاذ کیلیے کیوں مراد۔میں تو نا جانے کتنے عرصے سے اس سوچ کو پروان چڑھانے کا سوچ بیٹھا تھا انتظار تھا تو بس ٹھیک وقت کا اور آج سے ذیادہ بہترین وقت مجھے کوئی نہیں لگا اور ویسے بھی معاذ اور عزہ دونوں ایک دوسرے کو اچھے سے جانتے ہیں پڑھتے ہیں سمجھتے بھی ہیں اور سب سے اچھی بات کہ دونوں میں دوستی بھی اچھی ہے تو مجھے لگتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے بالکل ٹھیک رہیں گے تم سب کیا کہتے ہو۔"

انہوں نے ایک نظر معاذ کو دیکھ کر بات کا آغاز کیا۔فوزیہ اور مراد نے ایک دوسرے کے ساتھ خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا البتہ معاذ جو پرسکون انداز میں چائے پینے میں مصروف تھا اس کے حلق میں بری طرح پھندا لگا۔وہ مسلسل بری طرح کھانس رہا تھا۔مراد صاحب اور فوزیہ بیگم ایک دوسرے کو تشویش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے وہ جانتے تھے کہ معاز کی یہ حالت کیوں ہوئی ہے۔

"کیا ہوا معاذ سب ٹھیک ہے۔"

زمان صاحب نے اس کی پشت تھپتھپاتے پریشانی سے استفسار کیا۔ ان کی بات پہ بھی معاذ سکتے کی کیفیت میں زمان صاحب کو دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ جان لے کر بھی پوچھنا ظالم کہ سب ٹھیک ہے نا۔

"کیا ہو گیا بھئی اتنی خاموشی کیوں ہو گئی ہے۔"

اسے ساکت دیکھ زمان صاحب کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔ معاذ نے سوالیہ نگاہیں مراد کی جانب اٹھائی تو وہ شرمندگی سے چہرہ جھکا گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا باپ کبھی بھی اپنے بڑے بھائی کے آگے اپنے بیٹے کو لے کر نہیں بولیں گے تبھی اپنے وجود میں تمام تر ہمت مجتمع کرتے معاذ اپنی جگہ سے اٹھا کیونکہ اب یہ کام اسے خود ہی سرانجام دینا تھا۔ وہ دوزانوں زمان صاحب کے قدموں میں بیٹھا اور ان کے دونوں ہاتھوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔

"بڑے بابا میں آپ کی خواہش کی بے تحاشہ قدر کرتا ہوں کیونکہ مجھے اس مقام پہ لانے والے بھی آپ ہی ہیں میں آج جو کچھ بھی ہوں صرف آپ کی بدولت ہی ہوں اور میں آپ کی بات سے انکار کا سوچ بھی نہیں سکتا مگر بڑے پاپا آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا ہمارے بارے میں۔ وہ شروع سے میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہے مجھے وہ بے حد عزیز ہے مگر بہن کی حیثیت سے۔ میں نے کبھی عزہ کو اس نظر سے نہیں دیکھا میرا مطلب ایز آ لائف پارٹنر اور آپ نے اتنی اچانک یہ سب بول دیا میرا ذہن ماؤف ہو گیا ہے آپ کی سوچ دیکھ کر۔"

معاذ زمان صاحب کا ہاتھ تھامتے نرمی سے انہیں سمجھانے والے انداز میں بولتے قائل کرنے لگا۔ زمان صاحب نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک التجا سی تھی۔

"تو پھر آپ لوگ کس کیلیے آئے تھے۔"

تحریم بیگم نے ناسمجھی سے ان سب کو مخاطب کیا کیونکہ وہ بھی کسی حد تک یہی سمجھی تھی کہ شاید وہ معاذ کیلیے ان کی کسی بیٹی کی بابت بات کرنے آئے ہیں مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔

"ہم تو پریشے کیلیے بات کرنے آئے تھے کہ وہ آپکے دوست کی بیٹی ہے تو پہلے آپ سے بات کریں اور آپ میرے بڑے بھائی بھابھی ہیں تو آپ کے ساتھ جائینگے نا رشتے کی بات کرنے اور معاذ بھی اس رشتے پہ راضی ہے۔"

مراد صاحب نے زمان صاحب کو ہولے سے اعتراف کیا۔ان کی بات پہ بھی زمان صاحب مسلسل معاذ کو دیکھتے رہے۔معاذ کو ایکدم ان کی آنکھوں سے خوف محسوس ہوا تھا۔وہ ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

معاذ ان کے اس طرح اٹھنے پر گھبرا گیا۔وہاں سب دم سادھے ان کی حرکات کا ملاحظہ کر رہے تھے۔

اگلے ہی لمحے زمان صاحب نے معاذ کو گلے لگاتے اس کی پشت تھپتھپائی تھی۔

"بہت اچھا کیا آپ نے جو کھل کر اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور ہم بڑوں کے دباؤ میں آکر اس رشتے کو قبول نہیں کیا ورنہ ایسے خاندانی معاملات میں بہت سے رشتوں کی شروات جھوٹ کی بناء پہ ہوتی ہے۔بہت اچھی چوائس ہے آپکی مجھے امید ہے کہ وہاں سے جواب ہاں ہی ہوگا کیونکہ میرے شیر میں کوئی کمی نہیں ہے۔"

زمان صاحب نے اسے گلے لگایا اور باقاعدہ اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

"آپ ناراض تو نہیں نہ۔"

معاذ نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

"میں کیوں ناراض ہونگا بھلا میں رشتوں میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں میری جان جہاں میرے بچوں کی خوشی ہے وہی ہو گا ان کا رشتہ۔"

انہوں نے گویا بات ہی ختم کی۔

"تھینکیو بڑے پاپا۔"

معاذ ان کے گلے لگتے ہوئے تشکرانہ لہجے میں بولا جبکہ دروازے کے پار کھڑی عزہ جو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے ان سب کی باتیں سننے آئی تھی پہلے پہل تو زمان صاحب کی سوچ کے بارے میں جان کر دم سادھ گئی مگر جیسے جیسے معاذ کی باتیں اس کی سماعتوں میں اتری یک گونہ سکون اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا تبھی مزید وہاں کھڑے رہنے کا ارادہ ترک کرتے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی مبادہ کسی کی نگاہ اس پہ نا پڑ جائے۔

"میں تو کہہ رہی ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکیں معاذ کی بھی شادی کر دیں۔"

فوزیہ بیگم نے اپنی رائے کا اظہار کیا تو تحریم بیگم نے بھی ان کی تائید کی۔

"چلیں پھر ایسا کرتے ہیں ہم لوگ کل یا پرسوں ہی چلتے ہیں تاکہ جتنا جلدی ہو سکیں یہ بات ڈن ہو جائیں اور پھر محرم کے ساتھ ہی اس کی منگنی کر دیں گے۔"

زمان صاحب نے تو معاذ کے مطلب کی بات ہی کر دی۔ وہ تو سب کچھ اتنا جلدی ہو جانے پہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا اور اس سب سے زیادہ اسے پریشے کے ردِ عمل دیکھنے کی جلدی تھی۔

"محرم کے ساتھ مطلب۔"

فوزیہ بیگم نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

"وہ ولید کو شادی کی ذرا جلدی ہے۔ شادی کے بعد فائق نے باہر جانا ہے تو محرم کو بھی ساتھ لے کر جانا ہے تو اس کیلیے سارے کاغذات وغیرہ کا کام کروانا ہے تاکہ بعد میں کوئی مشکل نہ پیش آئے۔"

زمان صاحب نے ان کی بات پہ انہیں تفصیل سے آگاہ کیا۔اسی دوران صائم بھی وہی آگیا اور سب سے دعا سلام کے بعد معاذ کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"اور بھئی برخوردار آپ کب اپنی شادی کا کھانا کھلا رہے ہے۔"

مراد صاحب نے شرارتاً صائم کو مخاطب کیا تو وہ جوان باتوں سے چڑتا تھا ان کی بات پہ ناچاہتے ہوئے ہولے سے ہنس دیا۔

"چاچو مجھے تو معاف ہی رکھیں میں ایسے ہی خوش ہوں آپ فلحال اس گھوڑے کو گھوڑی چڑھائے۔

صائم نے ہنستے ہوئے سیز فائر کرنے والے انداز میں فضا میں ہاتھ بلند کیے۔

"بھائی ناٹ فیئر میری شادی آپ لوگ ایسے کروانے کی کر رہے جیسے میں آپ سب پہ بوجھ ہوں اور خود اس سب چیزوں سے پناہ مانگ رہے ہیں۔"

محرم عزہ اور حجاب جو ابھی ابھی وہی آئی تھی محرم ان کی بات سن کر منہ بنا کر بولی جیسے اس کی بات پہ سب سے زیادہ دکھ اسے ہی پہنچا ہو۔

"ایسے نہیں کہتے آپ کیوں ہم پہ بوجھ ہونے لگی آپ تو ہماری جان ہو۔"

صائم کے بولنے سے پہلے ہی زمان صاحب نے پیار سے محرم کو اپنے ساتھ لگایا اور ماتھے پر بھرپور انداز میں بوسہ دیا۔۔

"میں تو ابھی صرف بائیس کی ہوں بابا اور بھائی آپ ستائیس کے ہو گئے ہیں مجھے بھی شادی سے پہلے آپ کی شادی انجوائے کرنی تھی۔اب دیکھیں آپ کی شادی پہ میں شادی شدہ ہونگی مگر یہ دونوں سنگل ہی عیش کریں گی۔"

آج ویسے بھی اتوار کا دن تھا تو کاموں کی بھی کوئی پریشانی نہیں تھی تبھی پوری فیملی اکٹھی باتوں میں مصروف تھے۔کچھ موسم بھی کسی حد تک خوشگوار تھا جو سب کے اعصابوں پہ گہرا اثر ڈال رہا تھا۔

"بھائی آج ہم سب سے جانا ہے یاد ہے نہ آپ کو ایان نے جاب لگنے پر ٹریٹ دی ہے ہمیں۔"

ان سب کو باتوں میں مصروف دیکھ حجاب نے یاد دلانا ضروری سمجھا۔

"ہاں ہاں یاد ہے ہمیں موٹی بھینس بھول بھی گیا تو آپ ہو نہ ہمیں یاد دلانے کیلیے ویسے بھی کھانے والی باتیں حجاب کو یاد نا رہیں ایسا کیسے ممکن ہے۔۔"

معاذ نے حجاب کی تھوڑی سی پھیلی ہوئی جسامت پہ طنز کیا سونے پہ سہاگہ وہ تھی بھی ایان کی چمچی جسے ایان کے متعلق ایک ایک بات کا علم ہوتا تھا۔اس کی بات پہ حجاب نے لاپرواہی سے دانتوں کی نمائش کرنا ضروری سمجھا جیسے اس کی بات سے کوئی خاص فرق نا پڑا ہو۔

"سب چھوڑیں بھائی آپ تو بتائیں کہ کب لا رہے ہیں ہماری بھابھی۔"

محرم نے بات کا رخ پھر سے صائم کی جانب کیا تو اس نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے چہرہ جھکا یا تھا۔

"ہائے جب کوئی نازک دوشیزہ ہماری زندگی میں آئے گی اور اسے دیکھ کر ہمیں لگے گا کہ ہمارا سکھ چین سب چلا گیا ہے تو ہم بغیر کوئی دیری کیے شادی کرلیں گے اور آپ سب کی خدمت میں آپ کی بھابھی کو پیش کردیں گے۔"

صائم ڈرامائی انداز میں بولتے معاذ کے ساتھ ہاتھ مارتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"میں آگئی۔"

آیت جو ایان کے ساتھ باہر جانے کیلیے خان ہاؤس آئی تھی عین اسی لمحے چہک کر بولی۔اس کی اچانک آمد اور اچانک کی گئی بات پر کچھ وقت کیلیے وہاں خاموشی چھاگئی۔ صورتِحال ہی کچھ ایسی تھی کہ انہیں لگا صائم کی بات کا جواب آیت نے دیا ہو۔ان سب کی مستقل خاموشی کو محسوس کر کے آیت خجل سی ہو گئی تبھی پریشانی سے ان سب کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے وہاں موجود ہر شخص کے قہقہہ ابل پڑا

اس سب کے برعکس صائم آیت کو ایسے گھور رہا تھا جیسے ابھی سالم نگل جائے گا۔

"کہتا بھی ہو ذرا تمیز سے رہ لیا کرو لیکن نہیں جہاں جاؤ گی بے عزت ہی کرواؤ گی۔"

ایان اس کے کان میں جھکتے دانت پیستے ہوئے بولا اور سب کو سلام کرتے ہوئے صائم کے ساتھ بیٹھ گیا۔آیت بھی مریل انداز میں چلتے ان تینوں کی جانب آئی مگر صائم پہ نگاہ پڑتے ہی اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا جو اسے قہر برساتی نگاہوں سے گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا یہاں جو سب ہنسے تھے۔"

آیت بھی کھسکتی ہوئی عزہ اور محرم کے پاس بیٹھ گئی اور سرگوشی کرنے والے انداز میں ان سے سوال کیا۔

"کچھ نہیں چھوڑو آؤ اندر چلیں ہم۔"

اس سے پہلے کہ حجاب کچھ بولتی محرم نے اس کا ہاتھ دباتے وہی ٹوک دیا اور اسے بولتے خود اندر کی جانب بڑھ گئی۔ جبکہ عزہ کو اب تک ناراض دیکھ کر آیت اسکو منانے کا کوئی طریقہ سوچ رہی تھی زندگی میں پہلی بار اتنا لمبا اس

سے ناراض ہوئی تھی۔ ویسے تو وہ کل سے ہی اسے منا رہی تھی پر عزہ نے اسکے ایک میسج اور کال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

****

"بھائی چلیں ہم تیار ہیں۔"

حجاب تو سب سے پہلے تیار ہو کر نیچے پہنچی تھی ایسا کیسے ممکن تھا کہ کچھ ایان نے کھلانا ہو اور حجاب اسے جانے دے۔

"ہاں بھوکی ندیدی کو میرے پیسے اڑانے کا موقع جو مل رہا ہے۔"

ایان بھنا کر بڑبڑایا اور ایک خشمگین نگاہ اس پہ ڈالی جو مصنوعی آنکھیں پٹپٹا رہی تھی۔

"کیا بول رہے ہو اونچا تو بولو۔"

حجاب دونوں ہاتھ کمر پہ جماتے لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے بولی۔ ایان نے انگلی سے اپنے کان کو سہلایا تھا۔

"میں کہہ رہا تھا کہ میں تو نا جانے کب سے آپ کا منتظر تھا کہ کب ملکہ عالیہ آئیں اور میں انہیں لے کر باہر کی جانب بڑھو بھلا آپ کے بغیر بھی ہمیں کچھ ہضم ہو گا۔"

وہ بظاہر مسکراتے ہوئے بولا مگر دل ہی دل میں ہزار بار خود کو لعن طعن کرنا نا بھولا تھا۔

اسی دوران باقی تینوں بھی پورچ میں آگئی جہاں پہلے سے سب موجود تھے۔ ایان حجاب اور آیت ایک گاڑی میں اور باقی چاروں دوسری گاڑی میں تھے۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے ریسٹورینٹ کی جانب بڑھی تھی۔

"عفان وغیرہ کا کیا سین ہے وہ آرہے یا نہیں۔"

صائم نے گاڑی کا گئیر بدلتے عزہ سے سوال کیا۔

"ہاں جی بھائی میرے بات ہوئی تھی پریشے سے وہ نکل گئے ہیں۔"

عزہ آگے کی جانب جھکتے جان بوجھ کر معاذ کو سنانے والے انداز میں بولی۔ پریشے کا نام سن کر معاذ کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ ابھری تھی جسے وہ اگلے ہی لمحے چھپا گیا تھا مگر پھر بھی اس کی یہ مسکراہٹ محرم اور عزہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

"اہمم اہمم معاذ بھائی۔"

محرم معاذ کو ٹھوکا مارتے ہوئے شرارت سے لبریز لہجے میں بولی۔

"ہاں ہاں کیا ہوا۔"

معاذ جو پریشے کے بابت سوچتے کسی گہری سوچ میں گم تھا اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا گیا۔

"بھائی ابھی سے یادوں میں گم ہو گئے ہیں شادی کے بعد تو ہمیں بھول ہی جائیں گے۔"

عزہ ڈرامائی انداز میں بولی تو وہ کھسیا کر چہرہ ونڈ سکرین کی جانب موڑ گیا۔

"کوئی مجھے بھی بتاؤ کیا بات چل رہی ہے یہاں۔"

صائم ان سب کو کوڈ ورڈ نگ میں بات کرتے دیکھ جھنجھلا کر بولا۔

"بھائی آپ نہیں جانتے کیا کہ معاذ بھائی بہت بڑے چھپے رستم ہے ہماری پریشے سے اکھیاں لڑا لیں ہیں اور ہم سب کو بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تبھی تو آج یہاں تشریف لائے ہیں۔"

محرم مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں بولی۔ صائم نے اس کی بات پہ ایک جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگایا اور بے یقینی سے معاذ کی جانب دیکھا۔

"رئیلی معاذ تم نے مجھے بھی بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا یو آر سچ آ مین پرسن۔"

صائم اسے مصنوعی آنکھیں دکھا کر بولتے ٹھنڈی آہ بھر گیا۔ معاذ صائم کی بات سن کر سر کھجا کر رہ گیا۔ نجانے آج کتنی بار اور کس کس سے ذلیل ہونا باقی رہ گیا تھا۔ اسی اثناء میں گاڑی ایک پر تعیش سے ریسٹورینٹ کے باہر رکی تھی۔ عزہ نے ایک نظر گاڑی کے آئینے میں دیکھتے خود کا حلیہ درست کیا جو مرجنڈا رنگ کے کرتے اور ٹراؤزر میں ملبوس بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔ محرم اس کی حرکت پہ مسکرا کر گاڑی سے باہر نکلی۔

"معاذ تم ایسا کرو ان سب کو لے کر اندر جاؤ۔ میں ایان کے ساتھ گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔"

معاذ اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے ان سب کو لے کر اندر بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایان اور صائم جب اندر آئے تو ان کے ساتھ عفان پریشے بھی تھے۔ سلام دعا کے بعد سب اپنی جگہوں پہ بیٹھ گئے اور ایان نے سب سے پوچھ کر آرڈر دیا۔

"اذلان نہیں آیا بڑا ہی کوئی مصروف ہو گیا ہے وہ ویسے۔"

صائم نے عفان سے اذلان کے بارے میں استسفار کیا۔ صائم کو اس کا نا آنا بے تحاشہ کھٹکا تھا۔ تھوڑے وقت کی ہی تو بات تھی۔

"صائم بھائی وہ آج بھائی کی امپورٹنٹ کلائینٹ سے۔"

"اسلام وعلیکم۔"

اس سے قبل کہ وہ کوئی بہانہ گڑھتے اپنی بات مکمل کرتا پشت سے ابھرنے والی بھاری مردانہ آواز نے ان سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔صائم تو خوشی خوشی اپنی جگہ سے اٹھتے اذلان کے گلے لگا جس کا جواب اس نے بھی نہایت پر جوشی سے دیا تھا۔

"شکریہ اذلان بھائی آپ آ گئے میری بات کا مان رکھ لیا ورنہ یہاں میری عزت کا فالودہ نکل جانا تھا۔"

ایان ہنستے ہوئے بولا تو اذلان بھی اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیا۔اس کی ہنسی پہ عزہ کے ساتھ محرم کی آنکھیں بھی پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس نے چور نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا جواب معاذ سے مل رہا تھا۔

"ویسے اذلان بھائی آپ ہنستے بھی ہیں۔"

عزہ آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے مشکوک لہجے میں بولی۔اس کی بات پہ ازلان نے چہرہ جھکاتے مسکراہٹ دبائی۔

"جی گڑیا آپ کو کوئی شک تھا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا لیکن آنکھوں نے اس کا بلکل بھی ساتھ نہیں دیا تھا۔ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ زبردست ہونٹوں کو کھینچتے مسکرانے کی کوششوں میں ہو۔اس دوران وہ مسلسل محرم کو دیکھنے سے اجتناب برت رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر غلطی سے بھی اس پہ نظر پڑ گئی تو اس کا ضبط ٹوٹ جائے گا جو وہ برداشت نہیں کر پائے گا۔عزہ کو تو اس کے انداز پہ غشی کے دورے پڑ گئے۔

"نوڈاؤٹ آپ ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں مگر اتنا کم بھی نہیں مسکرانا چاہیے زیادہ سارا ہنسا کریں تاکہ خون ترو تازہ رہے۔"

عزہ نے مخلصانہ مشورہ دینا ضروری سمجھا۔

"عزہ یہ اندر فائق ہی آرہا ہے نہ۔"

صائم نے داخلی دروازے سے اندر آتے ہوئے فائق کی عزہ سے تصدیق کی۔ان سب کی نگاہیں بیک وقت اس جانب اٹھی تھی۔

"جی بھائی۔"

فائق کو وہاں موجود دیکھ عزہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا لیکن مارے باندھے بولی۔اس کی بات پہ صائم جھٹکے سے کرسی کھینچتے اپنی جگہ سے اٹھا۔

"رکو میں آتا ہوں۔"

وہ ان سب سے ایکسکیوز کرتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور فائق کی طرف چل دیا۔فائق کا نام سن کر محرم کی حالت بری ہو چکی تھی۔وہ جس چیز سے گھبرا رہی تھی نا جانے کیوں وہ سب ہی کیوں واپس اس تک لوٹ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں نمی سی جھلکی۔

"کیا ہوا آپی۔"

آیت کی ایک دم اس کے ذرد پڑتے چہرے پہ نظر پڑی تو سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔عزہ اور پریشے بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"آپی پرسکون رہیں کیا ہو گیا ہے ہم سب آپ کے ساتھ ہے نہ اور ویسے بھی وہ تو آپ کے انہوں جی ہے اتنا بھی کیا شرمانا۔"

آیت انکھ مارتے ہوئے مزاحیہ لب و لہجے میں بولی تو عزہ نے اسے ایکدم گھوری سے نوازا جو بولنے سے قبل سوچنا ضروری ہی نہیں سمجھتی تھی۔اذلان کی نگاہ چہرہ جھکائے بیٹھی محرم پہ پڑتے ساکت ہوگئی جو گھبراہٹ میں اپنی انگلیاں مسلنے میں مصروف تھی۔اسے ایکدم اپنا وہاں بیٹھنا بے تحاشہ عجیب لگا تھا۔اسی دوران صائم بھی فائق کے ساتھ ٹیبل پہ آگیا اور سب سے اس کا تعارف کروایا۔اذلان نے بری دقت کے ساتھ سرسری سا ہاتھ ملا کر سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل دیا مبادہ اس کی آنکھوں میں لکھی تحریر کوئی غلطی سے بھی نا پڑھ لے۔

فائق کی نظر جوں ہی اپنی نگاہوں کے عین سامنے بیٹھی محرم پہ پڑی اسکی آنکھوں کی چمک اگلے ہی لمحے بڑھ گئی۔اس سے پہلے ایک بار اسے صرف تصویر میں دیکھنے کا ہی اتفاق ہوا تھا مگر اب وہ براہراست اسے نگاہوں کے عین سامنے دیکھ رہا تھا۔وہ جان بوجھ کر اس کے عین سامنے والے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔باتوں کے دوران خوشگوار ماحول میں ان سب نے کھانا کھایا۔محرم سے تو نوالہ حلق میں اتارنا تک مشکل ہو گیا۔

"محرم یاد ہے لاسٹ ٹائم ہم یہاں آئے تھے تو حجاب کے ساتھ کیا ہوا تھا۔"

عفان نے اچانک اسے مخاطب کیا۔وہ جانتا تھا کہ وہ فائق کی موجودگی کی بدولت ریلیکس نہیں ہے تبھی اس کا دھیان کسی اور جانب مبذول کرانا چاہا۔محرم بھی اس کی بات پہ سب کچھ بھلاتے وہ دن یاد کر کے ہنس دی اور اس کی یہی مسکراہٹ فائق کو ذہر سے بھی بری لگی تھی شدت سے جی چاہا کہ اس کی مسکراہٹ نوچ ڈالے۔

"یہ ہے اس کی پاکبازی ہنہہ مجھ سے بات کرتے ہوئے اسے کچھ ہوتا ہے کہ غیر مردوں سے بات نہیں کرتی اور باقیوں سے کیسے ہنس بول رہی ہے۔ایسی لڑکیاں ہی لازماً کوئی گل کھلاتی ہیں۔"

فائق اسے سب کے ساتھ ہنستا دیکھ دل میں دل میں تنفر بھرے لہجے میں بولا۔ وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اذلان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے آگے رکھا کانٹا اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دے مارے کیونکہ محرم کا بار بار پہلو پہ پہلو بدلنا اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا۔

"عزہ تم چلنا ذرا میرے ساتھ۔"

محرم ایکدم اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے بولی کیونکہ کب سے فائق کی نظریں اسے پریشان کر رہی تھی۔ عزہ بھی سر ہلا کر اس کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔ جاتے جاتے وہ ترچھے بیٹھے فائق کا پاؤں کچلنا نہیں بھولی تھی۔

"اُفف آرام سے۔"

فائق جی بھر کر تلملا کر بولا تو عزہ نے مصنوعی فکر سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا فائق بھائی زیادہ ذور سے لگ گئی کیا۔"

وہ آنکھیں گھماتے بھولپن سے بولی تو وہ خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھاتا لب بھینچتے نفی میں سر ہلا گیا۔ وہ بھی شانے اچکاتی محرم کے ساتھ آگے کی جانب بڑھ گئی معاً فون بجنے کی آواز پہ اس نے چونک کر اپنے ہاتھ میں موجود موبائل کی جانب دیکھا۔

"آپی ایسا کریں آپ جائیں میں ذرا فون سن لوں۔"

عزہ نے اسے واشروم جانے کا اشارہ کیا اور خود ایک جانب پہ ہو کر فون سننے لگی۔ محرم ایک نظر اسے دیکھتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اپنے عقب سے آنے والی بھاری قدموں کی چاپ پہ محرم کا دل سکڑ کر پھیلا۔ اس نے چونک کر جھٹکے سے رخ موڑا تو اپنے عقب میں موجود شخص کو دیکھ وہ خوف سے پیلی پڑ گئی۔

"آپ میرے سے تو ملی ہی نہیں تو سوچا کیوں نا خود ہی مل لیا جائے ویسے بھی لڑکیاں جھجک جاتی ہیں مگر لڑکے اس معاملے میں بہت کونشئیس ہوتے ہیں۔۔"

اس کی بات پہ پی محرم کا سانس سینے میں اٹک گیا۔اسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہوتی محسوس ہوئی۔قدم ساتھ دینے سے انکاری ہو گئے۔

"ارے آپ تو ایسے پریشان ہو رہی ہے جیسے میں کوئی غیر ہوں۔آخر کو آپ کا ہونے والا شوہر ہوں۔"

فائق نے ہنستے ہوئے اس سے اپنا تعارف کروایا۔

"میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے اس طرح اکیلے میں ملنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔آپ پھر کیوں بار بار ایک ہی غلطی دہرا رہے ہیں۔"

محرم اپنی ہاتھوں کی لغزش پر قابو پاتے ہوئے کپکپاتے لہجے میں بولی۔فائق نے بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کے یوں بولنے کی قطعی توقع نا ہو۔

"آپ میرے سے بات تو کریں مجھ سے بات کر کے آپ کو قطعی برا نہیں لگے گا میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں۔بلکل آپ جیسا ہوں نیک پاک سلجھا ہوا۔"

فائق دو قدم آگے آتا ہوا اس کا ہاتھ تھامتا ہوا جتانے والے لہجے میں بولا۔اس کی جرأت پہ محرم کا وجود گویا کسی نے انگاروں کی ضد میں لپیٹ دیا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے میرا ہاتھ چھوڑیں آپ۔"

محرم اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے سخت لہجہ اپناتے ہوئے بولی اور عزہ کی تلاش میں اطراف میں نگاہیں دوڑائی مگر وہ کہیں ہوتی تو دکھائی دیتی نا۔ وہ مسلسل اس کے ہاتھ پر گرفت بنائے ہوئے تھا۔

"ان کا ہاتھ چھوڑو۔"

اپنے پیچھے سے آنے والی کرخت آواز پر فائق نے سرعت سے محرم کا ہاتھ چھوڑتے گھبرا کر عقب میں دیکھا جہاں ازلان اپنی پروقار شخصیت سمیت لہورنگ نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔ فائق کو لگا تھا جیسے صائم آیا ہے مگر صائم کی جگہ اسے دیکھ وہ تشکر سے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

ازلان جو آفس سے آنے والا ضروری فون سننے کی خاطر ایک ایک جانب ہوا تھا اسے واشروم کی سائیڈ پہ محرم کے ساتھ کسی لڑکے کا گمان ہوا تھا اور اسی لمحے اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تبھی وہ تیز قدموں سے ان کی جانب چلا آیا مگر وہاں فائق کو محرم کا ہاتھ پکڑے دیکھ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اسلیے فوراً سے پہلے اس کے سر پہ پہنچتے گرجا۔

"وہ میں تو بس ان سے بات کر رہا تھا در اصل رشتے کے بارے میں کچھ شک وشبہات سے وہ کلئیر کرنے تھے۔"

فائق فوراً سے پہلے اپنی پوزیشن کلئیر کرتے ہوئے بولا تا کہ وہ صائم سے جا کر کچھ ایسی ویسی بات نا کہ دے جو رشتے میں رکاوٹ کا سبب بنے مگر ابھی بھی یہ بات اسے بے تحاشہ کھٹک رہی تھی کہ محرم کا ہاتھ تھامنے سے اس کی حالت کیوں اس حد تک ابتر ہوئی تھی۔ اس نے جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر کوئی تاثر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔"

فائق نے وہاں سے غائب ہونا ہی بہتر سمجھا تبھی سر جھٹکتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں محرم۔"

اذلان نے محرم کو متوجہ کیا جو کب سے اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔ رنگ کس قدر زرد پڑ رہا تھا۔

"جی تھینکیو۔"

محرم آنسو بھری آنکھیں اٹھاتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرتے دیکھ کر اذلان کی حالت خراب ہو گئی۔

وہ اسے یہ نہ کہہ سکا کہ نہ روئیں مجھے آپ کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔

"رونے سے کیا ہوگا وہ تو جا چکا ہے جب اسے ٹوکنا چاہیے تھا آپ اس وقت بھی رونے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولا مگر لہجہ ابھی بھی حد درجہ نرم تھا۔ محرم کو مزید رونا آنے لگا۔

"اگر وہ اس بات کو غلط طریقے سے پیش کرتے رشتہ ختم کر دیتا تو۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی اذلان کو مضطرب کر گئی۔

"تو کچھ نہیں ہوتا آپ کیلیے رشتوں کی کمی نہیں ہے سمجھی آپ۔"

وہ بے اختیاری میں جو منہ میں آیا بول گیا مگر اگلے ہی لمحے اس کی تحیر سے پھیلی آنکھوں میں دیکھتے اسے اپنی جلد بازی کا احساس ہوا تھا۔

بات اپنی برداشت سے باہر ہوتے دیکھ وہ گہرا سانس بھرتے سرعت سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ محرم نے نا سمجھ نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو تکا تھا جو ہمیشہ جب بھی اسے کسی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کسی فرشتے کی مانند پہنچ جایا کرتا تھا مگر ابھی بھی اس کے دل میں اس شخص کیلیے عقیدت اور عزت کے سوا کوئی جذبہ نہیں تھا۔

"آپی کیا ہوا کہاں کھوئی ہوئی ہیں۔"

عزہ محرم کے پاس آتے ہوئے بولی تو محرم نے چونک کر کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ نہیں چلو چلیں تمہاری بات ہی لمبی ہو گئی تھی۔ تمہیں میں اس لیے تو نہیں لائی تھی۔"

محرم اسے مصنوعی آنکھیں ڈکھاتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ کلاس کی لڑکی نوٹس کا پوچھ رہی تھی تو بس اسی سے بات کے دوران وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔"

وہ اسے تفصیل بتاتے ہوئے بولی تو محرم غائب دماغی کی کیفیت میں سر ہلا کر رہ گئی۔ اس نے بے تحاشہ شکر ادا کیا تھا کہ فائق وہاں سے جا چکا تھا ورنہ اسے دیکھ کر ہی محرم کی جان نکلنے والی ہو جاتی تھی۔

****

آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے اپنا بسیرا کیا ہوا تھا۔ چاند بھی کبھی دکھاتی دیتا تو کبھی چھب دکھلا کر غائب ہو جاتا۔ روح کو جھنجھوڑ دینے والی سرد ہوائیں چل رہی تھی۔ سردی کی آمد آمد تھی تبھی وہ ایسے موسم میں کھڑکی کے دونوں پٹ کھولے یونی کے کام میں مصروف تھی۔ تیز ہوا کی بدولت بال اس کے چہرے پہ اٹھکیلیاں کرنے میں مصروف تھے جنہیں وہ جھنجھلا کر انگلیوں کے پوروں سے سمیٹ دیتی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنے نوٹس بنا کر بیٹھی ہی تھی کہ میسج ٹیون

نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ اس نے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے موبائل اٹھاتا مگر انجان نمبر کی نوٹیفیکیشن دیکھ کر قدرے حیران ہوتے اس نے غور کیا تو وہ عفان کا نمبر تھا۔

"اسلام علیکم عفان ہیئر۔"

اتنی شرافت سے نام لکھ کر عفان میسج کرے گا یہ تو کبھی اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"وعلیکم اسلام۔ اچھا تو آج تم خود بھی مل لیے ہو اس لوفر سے تو کیسا لگا ہے آپکو وہ اور اب آگے کا کیا پلان ہے کچھ سوچا بھی یا نہیں۔"

عزہ نے پہلے ہی میسج میں اتنے سارے سوال کر ڈالے ساتھ ہی نمبر فان کے نیم سے سیو کیا تھا۔

دوسری طرف فوراً جواب دیکھ کر پہلے عفان حیران ہوا پھر میسج پڑھتے ہی اسنے لمبی سانس خارج کی اور دوبارہ ٹائپ ٹائپ کرنے لگا۔ اس دوران اس کی پیشانی پہ بے تحاشہ سلوٹیں تھی۔

"افففف۔ لڑکی تھوڑا صبر رکھو اتنی جذباتی ہونے کی کیا ضرورت ہے اسی سے کام بگڑتے ہیں سنورتے نہیں۔ ہم ابھی فائق کے متعلق اتنا جانتے نہیں ہیں کہ ٹھوک کر اس کے منہ پہ کچھ بھی بول دیں اس لئے ہمیں سب دیکھ بھال کر کرنا اور سوچنا ہو گا۔"

وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

"ٹھیک ہے پھر۔"

عزہ نے جواب دیا۔

"پھر یہ کہ پہلے ہم نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہے جس حد تک ہو جائے اور میری کوشش ہے کہ کل پرسو تک پتہ چل جائے۔ آپ مجھے اس بات کا جواب دو کہ کیا محرم خوش ہے اس رشتے سے۔"

کسی خیال کے تحت یہ عفان نے اپنا سوال داغا۔ اس دوران دل کی دھڑکن بہت تیزی سے چل رہی تھی کیونکہ اگر محرم کی جانب سے خوشی ہوتی تو مطلب سب کچھ بے حد مشکل ہو جاتا۔

"سمجھ گئی اور رہی محرم آپی کی تو اس کے بارے مین پوچھو مت انکا کہنا ہے جو ماما بابا کی مرضی۔ خود کی مرضی بتاتی ہی نہیں۔ ایک لڑکی اتنی بھی کیسی بھولی ہو سکتی ہے کہ اپنی پوری زندگی کا فیصلہ یوں ہی کسی پہ چھوڑ دے چاہے پھر ماں باپ ہی کیوں نا ہو۔"

عزہ کا میسج اس کے دکھ کی عکاسی کر رہا تھا۔

"ہمم ٹھیک ہے ویسے مجھے بالکل نہیں ٹھیک لگا یہ فائق ڈریسنگ اور انداز بھی۔ مکمل غنڈوں کی طرح کس طرح وہ سب سے مخاطب ہوتا ہے یہ چیز بھی کسی لڑکی کو دینے سے قبل ایک لڑکے میں دیکھنی چاہیے مگر ایک بات اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ اپنے گھر والوں کی نظروں میں شریف ہے بس سب کی نظروں میں اچھا بنتا ہے اصل اس کا کچھ اور ہی ہے کھل کر بولوں تو بظاہر یہ کچھ اور ہے اندر سے پورا شیطان ہے۔

عفان نے کھل کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اگلے ہی سیکنڈ میسج بلیو ٹک ہوا۔

"مجھے کونسا اچھا لگتا ہے عجیب انسان ہنہہ یہ تو سب کا لحاظ ہے ورنہ دو منٹ میں ٹھیک کر دوں اسے۔ ابھی یہ مجھے جانتا نہیں ہے۔"

عزہ کو تو اپنی ساری بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا تھا اس لیے دانت پیستے ہوئے بولی۔ عزہ جو پورے انہماک سے موبائل پہ جھکی عفان سے باتوں میں مصروف تھی موبائل پہ اچانک سایہ پڑنے پہ وہی ٹھٹھک گئی۔ دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی۔ اس نے آہستہ آہستہ گردن اٹھاتے جوں ہی اوپر دیکھا کمرے کی فضا میں اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔

"چچڑیل۔"

عزہ مسلسل چیخ مارتے چھلانگ مار کر بیڈ سے نیچے اتری مگر غور کرنے پہ معلوم ہوا کہ سامنے کھڑا وجود کسی اور کا نہیں بلکہ حجاب کا ہے۔

حجاب جو سوئی ہوئی تھی رات میں اچانک آنکھ کھلنے کی بدولت اس نے حیرت سے عزہ کو موبائل پہ مصروف دیکھا اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی وہ بھی تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے ذرا سا اٹھی اور اس کے موبائل کی جانب متوجہ ہوئی مگر خود کو دیکھ کر عزہ کی چیخ پہ اس نے نا سمجھی سے خود کو ہاتھ لگایا تھا۔ عزہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا سمجھ رہی ہو تم بہت حسین لگ رہی ہو ملکہ حسینہ لگ رہی ہو منحوس انسان ڈائن لگ رہی ہو وہ بھی خون چوسنے والی۔"

عزہ اس کی جانب کشن اچھالتے ہوئے بولی۔

بال کھلے جس کا بم پھٹا کہنا زیادہ بہتر ہو گا۔ نیند سے بوجھل آنکھیں۔ وہ پورا منہ کھولے عزہ کو ہونق پن سے دیکھ رہی تھی۔ محرم جو عزہ کی چیخوں کی آواز سے بیدار ہوئی تھی وہ بھی ہونقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھنے لگی جواب رات کے اس پہر بری طرح ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا تھی۔

"کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو۔"

محرم ان دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتا دیکھ کر چیخ کر بولی۔

"آپی آدھی رات کو کوئی ایسے ڈراتا ہے کیا ابھی مجھے ڈر کے مارے اٹیک آجاتا چڑیل کہی کی۔"

عزہ سانسیں بحال کرتے ہوئے دانت پیستے ہوئے حجاب کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"منحوس عورت میں تو تمہیں دیکھنے اٹھی تھی کہ آدھی رات کو کس سے اتنی فرصت سے لگی ہوئی ہو۔ دفعہ ہو جاؤ تم میں سونے لگی ہوں۔"

حجاب کمفرٹر اپنے اوپر لیتی بڑبڑاتے ہوئے لیٹ گئی۔

"تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور تم بھی سو جاؤ آدھی راتوں کو تمہارے لیے کون سی بلا جاگ رہی ہے۔"

محرم نفی میں سر ہلاتے ہوئے عزہ کو جھڑکنے والے انداز میں بولی۔

"جی آپی۔"

عزہ کھسیا کر بولتے سمٹ کر بیٹھ گئی لیکن عفان کو بلا کہے جانے پر دل میں بے تحاشہ لڈو پھوٹے تھے۔ محرم بھی اسے بولتے سونے کیلیے لیٹ گئی جبکہ عزہ ایک بار پھر سے موبائل پہ آنے والے میسج کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ارے ارے آرام سے بھئی۔ سکون سے رہو۔اور کوئی ضرورت نہیں ہے کسی سے پنگے لینے کی سوچتے ہیں کچھ کیا کرنا ہے اسکا۔"

عفان نے اس کی جلد بازی پہ اسے ٹوکتے سمجھانا چاہا۔عفان کا میسج پڑھ کے اسے شدید قسم کی تپ چڑھی تھی کیا مطلب وہ اسے لڑاکا کہنا چاہ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے میں سب سے پنگے لیتی ہوں یہ کہنا چاہتے ہو آپ۔"

عزہ تو باقاعدہ لڑائی پہ اتر آئی۔

"ارے میری ماں۔ابھی ہم نے تیسری جنگ عظیم نہیں کرنی پلاننگ کرنی ہے۔"

عفان نے متانت سے بولتے اسے کول ڈاؤن کرنا چاہا۔

"ہاں تو معلومات آجائے پھر کرینگے نا ابھی اگر کوئی آئیڈیا ہے تو بتاؤ۔میں نے پھر سونا بھی ہے۔"

عزہ کو عفان کی بات کسی حد تک درست لگی تو اس کی تائید کرتے اگلا سوال کیا۔

"ہم پہلے معلوم ہو جائے یہ ہے کیسا پھر سوچتے ہیں کیونکہ اگر کوئی بات غلط ہوئی اس میں تو پھر ہم نے وہ بات بڑوں کے سامنے لانی ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو کچھ اور سوچنا پڑیگا۔"

اس نے اپنا سوچا ہوا پلین عزہ کے سامنے رکھا تو وہ فقط ہنکارہ بھر کر رہ گئی۔

"اففف بھائی۔یہ تو مجھے بھی پتہ ہے۔پلان کرنا تھا کچھ خیر اب باقی کل کرینگے ابھی میں نے سونا ہے خود تو لیٹ آتے یونی مجھے جلدی جانا ہوتا ہے۔"

عزہ نے اسے سمجھاتے ہوئے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

پر عفان تو خود کو بھائی کہنے پر ہی صدمے میں چلا گیا تھا۔ میسج کی ٹیون پر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

"اوئے سب ٹھیک پر میں بھائی نہیں تمھارا۔ یہ بھائی کا دم چھلا کسی اور کے ساتھ لگاؤ اور کون کہتا تمہیں جلدی جانے کو مرضی ہوتی اپنی اپنی۔ ہم تو پھر اپنی مرضی کے مالک ہیں۔"

عفان دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

"بھائی بھائی پیارے بھائی۔ میں تو بولوں گی آج بھی بولوں گی کل بھی بولوں گی ہمیشہ بولوں گی اور آپکی شادی پہ یہ گانا بھی پلے کرواؤں گی پیارا بھیا میرا دلہا راجہ بن کے آگیا پیارا بھیا میرا۔"

عزہ اپنے مخصوص چڑانے والے لہجے میں بولتی اسے آتش فشاں بنا گئی مگر یکلخت یہ میسج دوبارہ پڑھ کر عفان کے چہرے پر نہایت خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

بائے کا میسج کر کے اس نے گہرا سانس بھرتے فون رکھا اور بیڈ پر نیم دراز ہوتے آنکھیں موندلی معاً کسی خیال کے تحت وہ ایک بار پھر سے ہنستے بڑبڑایا تھا۔

"پاگل لڑکی۔"

جس کی بازگشت اسے اپنے دل کی حدود میں زور و شور سے سنائی دی تھی۔

****

"عفان آج بھائی جلدی چلے گئے ہین تو تم مجھے آفس چھوڑ دینا پلیز۔ میں بلکل بھی لیٹ نہیں ہونا چاہتی۔"

پریشے نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے معصومیت سے اسے مخاطب کیا۔ عفان جو ابھی ناشتے کی ٹیبل پہ آیا تھا پریشے کی بات سن کر جل کہ راکھ ہو گیا تبھی قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے نہیں پتہ میں پہلے ہی لیٹ ہوں جیسے مرضی جاؤ مگر مجھ پہ بوجھ مت بنو۔"

عفان جو ساری رات فائق کے بارے میں سوچتے ہوئے ٹینشن سے سو نہیں پایا تھا۔ سر درد کی وجہ سے چڑ کر بولا۔ اس سے پہلے کہ اس کے طرزِ مخاطب پہ مسز شاہ کچھ بولتی عقب سے آنے والی آواز پہ اس کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا۔

"یہ کس طرح بات کر رہے ہو تم۔"

ازلان جو گھر کوئی ضروری فائل لینے آیا تھا

عفان کا انداز دیکھ کر کرخت آواز میں بولا۔ ازلان کی اچانک آواز پر عفان کا منہ میں جاتا نوالہ پلیٹ پہ ہی گر گیا اور پریشے کے کب سے رکے ہوئے آنسو مسلسل بہنا شروع ہو گئے۔ وہ ویسے بھی اسی موقع کی تلاش میں تھی جو ازلان کی صورت میں اسے مل چکا تھا۔

"بھائی وہ۔"

عفان نے اپنے دفاع میں کچھ کہنا چاہا مگر ازلان نے ہاتھ اٹھاتے اسے وہی روک دیا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا عفان مگر آئندہ میں تمہیں ایسے کسی بھی بات کرتے ہوئے نہ دیکھو۔ میری بات سمجھ آ رہی ہے کسی سے بھی نہیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

ازلان نے سنجیدگی سے شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کرایا اور پریشے کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیا۔

"میں آپ کو آفس چھوڑتا ہوں ریڈی ہو۔"

ازلان پریشے کا ماتھا چومتے ہوئے بولا جس نے ازلان کی بات سن کر فوراً اپنے آنسو صاف کیے تھے اور اپنا بیگ لینے کمرے میں دوڑ لگا دی۔

پریشے کے جانے کے بعد ازلان عفان کی طرف متوجہ ہوا جو مسلسل اپنی ایک ٹانگ ہلا رہا تھا جو کہ اس کے اضطراب کی گواہ تھی۔

"کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نہ۔"

ازلان کا ملائت بھرا لہجہ عفان کی سماعتوں میں گونجا تو اس کا انداز دیکھ کر عفان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جو ابھی اسے ڈانٹ رہا تھا اور اگلے ہی لمحے کیسے ڈھیلا پڑ چکا تھا۔

"اب ایسے تو مت دیکھو۔ میرے لیے تم دونوں برابر ہو تم یہ بات اچھے سگ جانتے ہو میں نے کبھی تم دونوں میں فرق نہیں کیا لیکن وہ ہم سے چھوٹی ہے تو ذرا خیال کیا کرو بوجھ نہیں ہے ہم وہ ہم میں سے کسی پہ بھی اور اب وہ آئے تو اچھے سے بات کرنا اوکے۔"

ازلان اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں بولا تو وہ شرمندگی سے چہرہ جھکا گیا۔

"جی بھائی۔"

عفان نے تابعداری سے سر ہلایا۔ ازلان شازیہ بیگم کی جانب دیکھ ہولے سے مسکرا دیا۔

"چلیں بھائی۔"

اسی دوران پریشے بھی اپنا بیگ لیتے لاؤنج میں ہی آ گئی اور عفان کو مکمل طور پہ نظر انداز کرتے ہوئے ازلان سے بولی۔ عفان نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"چڑیل اچھا سوری نہ غلطی ہو گئی اب ایسے جائے گی مجھ سے ناراض ہو کر۔"

عفان مسکین کی شکل بنا کر اس کے شانے پہ سر رکھتے ہوئے بولا۔ پریشے نے بری طرح اس کا سر جھٹکا تو وہ منہ بسور کر رہ گیا۔ ایکدم پریشے کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک اٹھی۔

"ایک شرط پہ مانوں گی میں آفس سے واپسی پہ مجھے شاپنگ کراؤ گے تم۔"

پریشے نے مزے سے اپنی شرط گنوائی۔ اس کی شرط سن کر اذلان نے بری مشکل ہنسی ضبط کی تھی کیونکہ یہ بات اسے پہلے سے ہی اچھے سے ازبر تھی کہ ایسا کچھ ہونے والا ہے۔

"ٹھیک ہے مجھے معاف کرو اور آؤ تمہیں ڈراپ کروں بھائی آپ جائیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

عفان نے عجلت میں ہامی بھرتے اذلان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اذلان نے بے ساختہ ان دونوں کے بالوں کو سہلایا تھا۔

"تم دونوں مجھے بہت عزیز ہو ایسے مت لڑا کرو گھر سے رونق ختم ہو جاتی ہے۔"

اذلان ان دونوں کو سینے سے لگاتا ہوا بولا۔

تو مسز شاہ ان تینوں کو دیکھ کر مسکرا دی۔ یہی تو ہوتا تھا اذلان کی موجودگی میں انہیں کچھ بھی بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

"آئی لو یو بھائی بہت سارا۔"

پریشے فرطِ مسرت سے بولی۔

"آئی لو یو ٹو میرا بچہ۔"

ازلان بھی جواباً پریشے کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے مشفقانہ لہجے میں بولا۔

"چلو اب نکلو میں بھی چلتا ہوں۔"

وہ ان دونوں کو تاکید کرتے مسز شاہ سے ملتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پریشے اور عفان نے بھی اس کی تقلید کی تھی جبکہ عفان اور پریشے کی گاڑی میں بھی نوک جھوک جاری تھی۔

****

"اسلام و علیکم سر۔"

پریشے نے دھیمے لہجے میں معاذ کو سلام کیا جو ابھی آفس آیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ مس پریشے کیسی ہیں۔"

معاذ نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالتے خوشدلی سے جواب دیا جبکہ نظریں اس کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھی۔

"میں ٹھیک سر مجھے کیا ہونا ہے۔"

پریشے اس کی نظروں سے خائف ہوتے ہوئے بولی۔

اس کی پریشانی دیکھ کر معاذ نے سرعت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا۔

"سر وہ فائل دے دیں زمان انکل کہہ رہے ہیں کہ سر معاذ سے ڈسکس کر لیں۔"

پریشے نے آخر کار مدعے کی بات کی۔

"جی آپ آئیں میرے ساتھ۔"

معاذ نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تو پریشے نے اس کی تلقید کی۔

"مس پریشے یہ فائل ہے آپ نے اس کی ساری ڈیٹیل چیک کرنی ہے اور ساری معلومات مجھے دینی ہے اور سارا ڈیٹا کمپیوٹر میں ورڈ فائل میں سیو کرنا ہے۔"

معاذ نے دس منٹ میں اسے سارا کام سمجھایا جسے وہ کافی حد تک سمجھ بھی گئی تھی۔

"جی سر میں کر لوں گی۔"

پریشے ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی اور دروازہ کھولتے وہاں سے باہر نکل گئی اس بات سے انجان کہ وہ آفس کے شیشے سے مسلسل معاذ کی نگاہوں کے حصار میں مقید تھی۔

"اس سے تو آج میں اپنا بدلہ لے کر ہی رہوں گی۔ اسے نا میں نے دن میں تارے دکھائے تو میرا نام بھی رانیہ نہیں۔"

جوس کا گلاس ہاتھ میں تھامے وہ غصے سے دندناتے پریشے کے سر پہ پہنچی جو پوری دلجمعی سے اپنے کام میں مصروف تھی۔ رانیہ نے ایک تمسخرانہ نگاہ اس پہ ڈالی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی سوچ پہ عمل پیرا ہوتے گلاس میں موجود جوس فائل پہ پھینکتی پریشے نے سرعت سے بغیر اس کی جانب دیکھے اس کا ہاتھ جکڑ لیا۔ پریشے جو پوری توجہ سے اپنا کام کر رہی تھی بے دھیانی میں سامنے شیشے سے رانیہ پہ نگاہ پڑتے ساکت ہوئی جو جوس کا گلاس سرخ چہرے سمیت فائل پہ پھینکنے لگی تھی۔ اگلے ہی لمحے پریشے نے برق رفتاری سے رانیہ کا ہاتھ تھامتے مڑور دیا اور اسے گھورتے ہوئے وہی جوس کا گلاس رانیہ کے کپڑوں پہ پھینک دیا۔ معاذ جو رانیہ کو پریشے کے ٹیبل پہ جاتا دیکھ چکا تھا فوراً سے پہلے بھاگنے والے انداز میں وہاں پہنچا مگر وہاں کی صورتِحال دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے جاہل لڑکی۔"

رانیہ تو اس کی حرکت پہ تلملا کے رہ گئی۔اس کی چال اسی پہ الٹی پڑ گئی تھی۔

"جاہل کس کو بولا۔آئندہ میرے سے اس لہجے میں بات نہ کرنا ورنہ بہت برا ہو گا۔میں وہ نہیں جو ہر بار تمہاری باتیں برداشت کرتی پھرو۔تمہارا منہ توڑ کر ہاتھ میں تھمانے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گی۔کیا سمجھتی ہو تم چھوٹے کپڑے پہن کر بہت امیر بن گئی ہو تمہارا اسٹینڈرڈ بڑھ گیا ہے۔تمہارے جیسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو لوگوں کو ان کی ڈریسنگ سے جج کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی برداشت بھی کر جاتے ہونگے لیکن میں قطعی برداشت نہیں کروں گی۔مجھے کسی چیز کا غرور نہیں ہے جو میں جتلاتی پھرو لیکن تمہیں اگر کسی دن پتہ لگ گیا کہ میں کون ہوں اور میری اوقات کیا ہے تو منہ چھپاتی پھروں گی۔ضروری نہیں کہ ایسا لباس زیب تن کرنے سے ہی آپ کی امیری سب پہ واضح ہو جو لوگوں کو ہماری جانب متوجہ کریں۔"

پریشے نے درشت انداز میں بول کر اس کا ہاتھ جھٹکتے اسے اچھے طریقے سے اسے باور کرایا اور اس کے ساتھ اگلے پچھلے تمام حساب بے باک کیے تھے۔اس کی باتیں سن کر احساسِ توہین سے رانیہ نے مٹھیاں بھینچ لی۔چہرہ الگ لہو چھلکا رہا تھا۔

جبکہ دور کھڑے معاذ کو دل ہی دل میں اپنی پسند پہ بے تحاشہ فخر ہوا کہ وہ دنیا کے آگے ڈٹ کر چلنا جانتی ہے۔

"اب جائیں کہ یہاں کھڑی ہو کر شکل ہی دیکھتی رہے گی آپ مس رانیہ۔مس پریشے کی باتیں تو آپ کو اچھے سے سمجھ آگئی ہو گی۔"

معاذ اس پہ طنز کرتے ہوئے بولا۔

"سر لیکن۔"

رانیہ نے فوراً سے بیشتر معصوم بنتے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن معاذ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ رانیہ معاذ کی بات سن کر مشکل غصہ ضبط کرتی وہاں سے باہر نکل گئی۔ اب سب کے سامنے الگ شرمندگی کا سامنا کرنا پڑنا تھا۔ اس کے جاتے ہی معاذ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے نزدیک آیا۔

"گڈ جاب مس پریشے۔ مجھے امید ہے آئندہ بھی آپ اپنے حق کیلیے ایسے ہی بولیں گی۔"

معاذ نے نرمی سے بولتے اسے سراہا۔

"تھینکیو سر اب میں کام کر لوں۔"

پریشے نے اس کی گہری نگاہوں کے ارتکاز سے گھبراتے معاذ کو منظر سے ہٹانا چاہا کیونکہ یہ شخص اسے جب بھی دیکھتا تھا آنکھیں پھاڑ کے دیکھتا تھا۔ معاذ اس کی بات پہ سر خم کرتے مسکرا دیا۔

"لوفرر۔"

پریشے نے معاذ کو دل ہی دل مں نئے لقب سے نوازا جو فلوقت اس کی شخصیت پہ بلکل فٹ بیٹھتا تھا۔ اس کی شکل دیکھ کر معاذ کو ہنسی تو بہت آئی لیکن ضبط کر گیا مبادہ وہ اس کا بھی سر نہ پھاڑ دے کیونکہ جس قدر وہ غصے میں تھی اس سے کوئی بعید بھی نہیں تھا کہ سچ مچ کچھ ایسی کر دیتی۔

****

"عزہ بس کرو مان بھی جاؤ اب اتنی بھی بڑی بات نہیں تھی جو تم اتنا منہ سوجھا رہی ہو۔"

آیت جو عزہ کو منا منا کر اب تھک گئی تھی اب کی بار روہانسی ہو کر بولی۔اس کے برعکس عزہ اسے ابھی اور زیادہ تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔آیت نے اسے خود کو نظرانداز کرتے دیکھ غصے سے پیر پٹخے۔

"اوکے نہ مانو جب یہاں سے کہی چلی جاؤگی نہ تو ڈھونڈتی رہنا واپس نہیں آؤں گی۔ناہی کوئی منانے والا ہوگا۔ترس جاؤ گی مجھے دیکھنے کیلیے۔"

آیت آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لاتے ہوئے جان بوجھ کر اموشنل ہوتے ہوئے بولی جبکہ اس کی بات پر عزہ نے دہل کر اس کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں ناگواری در آئی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو آیت۔"

عزہ کو آیت کا ایسا بولنا نہایت گراں گزرا تبھی ڈپٹ کر بولی۔

"لیکن میں تو مذاق کر رہی تھی مجھے پتہ تھا تم ایسے ہی مانو گی۔بھلا اتنی جلدی میں کسی کو چھوڑ کر جانے والی نہیں۔"

آیت فوراً آنسو صاف کرتے ہوئے خوشی سے بولی۔

"آئندہ مذاق میں بھی ایسی بات نہ کرنا۔دل کی دھڑکن تک رک جاتی ہے اور اگر کبھی کی تو محرم آپی کو بتاؤ گی۔"

عزہ نے آیت کو محرم کی دھمکی دی جو اس نے چٹکیوں میں اڑا دی۔

"جا بسنتی خوشی خوشی بتا۔ویسے بھی ان کا ڈانٹنا بھی ایسا ہے جیسے پھول جھڑتے ہیں۔"

آیت آنکھ مارتے ہوئے شرارت سے بولی۔عزہ نے بھی اس کی بات پہ مسکراہٹ دبائی۔

"شرم تو آتی ہی نہیں نہ ہمیں۔"

محرم پیچھے سے آیت کا کان پکڑتے ہوئے بولی کیونکہ وہ اس کی بات سننے کا فریضہ سرانجام دے چکی تھی اس کی بات پہ آیت بوکھلا گئی۔

"اس کا نہ صائم بھائی کو بتانا چاہیے۔"

محرم نے مسکراہٹ دبا کر ایک مفید مشورہ دیا جسے سن کر آیت بدک ہی اٹھی۔اس کی حالت دیکھ وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنستے بیگ اٹھا کر ان دونوں کو ساتھ لیے گیٹ کی طرف چل دی۔

"جانے دیں آپی جان لیں گی کیا میں تو ویسے کسی دن چلی جاؤں گی مگر میں ایسے ہی سوچتی ہوں کہ جو بھی ان کی بیوی بنے گی اس کو تو گھور گھور کر ہی مار دیں گے۔اس کی تو جان ہی سولی پہ لٹکی ہو گی توبہ۔"

اسی باتوں کے دوران وہ لوگ گیٹ پہ پہنچ چکی تھی لیکن اس دوران اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس نے اپنی شامت بلوا لی ہے۔وہ اپنے منہ دھیان بول رہی تھی جب پیچھے سے آنے والی کڑکدار آواز پر اس کا سانس رک گیا۔

"کچھ ذیادہ ہی نہیں تمہیں میری ہونے والی بیوی کی پرواہ۔"

صائم آیت پہ طنز کرتا ہوا درشت لہجے میں بولا۔

"صص۔صائم بھائی آپ۔"

آیت تھوک نگلتے ہوئے بولی۔

"نہیں اس کا بھوت۔"

صائم چڑ کر بولا۔

"وہی تو آپ کو لڑکی دیں گا بھی کون۔ میں ہی اپنا خون جلاتی سوچ سوچ کر اور پریشان ہوتی جیسے میں نے آپ کی بیوی بننا۔"

آیت ماتھے سے پسینہ صاف کرتے اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں بولتے وہی رک گئی۔اس کی اس بات پہ ان تینوں کا منہ حیرت کے مارے کھل گیا۔

آیت حیرانگی سے محرم اور عزہ کو دیکھ رہی تھی لیکن جیسے ہی اس کی نظر صائم پہ پڑی جس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے تو آیت کو شدت سے اپنے کچھ غلط کہ جانے کا احساس ہوا تھا اس نے روہانسی ہو کر اپنی انگلی دانتوں تلے دبالی۔آیت کی اس حرکت پر محرم اور عزہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"تم نہ میرے سامنے نہ آیا کرو بس۔"

صائم نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر اکتاہٹ آمیز لہجے میں اس پہ حکم صادر کیا۔

"میں تو یہی پڑھتی ہو آپ یہاں نہ آیا کریں کیونکہ اگر آپ یہاں آئے گے تو میرے سے تو سامنا ہو گا ہی۔"

آیت نے بھی اسی کے انداز میں ہاتھ جوڑتے ہوئے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولا اور اپنی گاڑی کی طرف دوڑ لگادی مبادہ یہ ملک الموت اسے اگلا سانس ہی نہ لینے دے جبکہ صائم اس کی جرأت پہ عش عش کر اٹھا۔

" چلیں بھائی لگتا ہے اس کا فیوز اڑ گیا ہے۔"

عزہ سر جھٹکتے ہوئے مسکرا کر بولی تو صائم بھی انہیں لیتے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

"فضول ترین لڑکی۔"

صائم دل ہی دل میں دانت پیستے ہوئے بولا۔اس پہ غصہ ایک نئے سرے سے عود آیا تھا ویسے بھی یہ لڑکی جہاں بھی اسے ملتی تھی اس کے خشگوار موڈ کا ہمیشہ ستیاناس ہی مارتی تھی۔

****

عزہ اور حجاب اپنی مستیوں میں مگن ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی کھلکھلاتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی تو وہ وہاں غیر معمولی پن کا راج دیکھ انہوں نے جوں ہی سامنے صوفوں پہ نگاہ دوڑائی تو صوفے پہ مسٹر اور مسز ولید کو بیٹھا دیکھ کر حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتی انکی طرف بڑھی۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ لوگ۔"

دونوں نے سلام کرتے کرٹسی نبھانی چاہی۔بھلے وہ دونوں کتنی ہی شرارتی تھیں اور عزہ جتنا بھی فائق سے چڑتی تھی پر اسکی یہ چڑ صرف فائق تک ہی محدود تھیں۔انکی پرورش ایسی ہی تھی کچھ بھی ہو بڑوں کا ادب کبھی نہیں بھولتے تھے۔

"وعلیکم اسلام بچوں آپ لوگ کیسی ہیں۔"

مسز ولید نے پوچھا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر جواب دیا۔۔

"ہم بالکل ٹھیک آنٹی۔آپ لوگ باتیں کریں ہم ابھی آتے ہیں۔"

عزہ کہتے ہوئے حجاب کا ہاتھ پکڑے کچن کی جانب چل دی کہ ریفریشمنٹ کا انتظام دیکھ سکے کیونکہ شاید ان کی آمد غیر متوقع تھی۔

"عزہ بیٹا محرم کو بھی بتا دو۔"

تحریم بیگم نے وہی بیٹھے بیٹھے عزہ کو آواز لگائی۔

"جی ماما میں کہتی ہوں۔"

عزہ ہاں میں سر ہلاتی کچن کی طرف چل دی۔

کچن میں آتے ہی سب سے پہلے عزہ حجاب کو کہنا بالکل نا بھولی کہ اس بار کوئی غلطی نہ کرے پچھلی بار اس کی فائق کو نمبر دینے والی بیوقوفی پر تو اسے کچھ نہیں کہا تھا پر اگر اب اس نے کوئی حرکت کی تو وہ اسے چھوڑے گی نہیں۔ جس کے دھمکی آمیز لہجے پہ حجاب نے منہ بناتے بس اتنا کہا مجھے اندازہ نہیں تھا آپی اتنا پریشان ہونگی ورنہ میں کبھی نہیں دیتی اور اب خیال رکھونگی۔

یہ بات کہتے ہی عزہ نے میڈ کو ان کا کام بتاتے چائے بنائی اور حجاب کو محرم کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اسے اطلاع دے سکے۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی محرم بھی وہی آگئی سلام دعا کے بعد وہ بھی تھوڑی دیر بیٹھ کر کچن کی طرف چل دی تاکہ انتظامات دیکھ سکیں۔ان کے جانے کے بات مسٹر ولید نے زمان صاحب کو مخاطب کرکے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

"زمان میں نے بتایا تھا کہ ہم جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں اگر فائق کو دوبارہ ابروڈ نا جانا ہوتا تو ہم آرام سے کرتے پر اسنے باہر جانا ہے تو ہم چاہتے ہیں کے محرم بھی ساتھ چلی جائے تاکہ بعد میں مسئلہ نہ ہوں۔"

انہوں نے اپنی بات مکمل کرتے زمان صاحب کو دیکھا جو انہی کی طرف متوجہ تھے۔

"پر ولید بھائی یہ بہت جلدی نہیں مطلب اتنی جلدی سب کچھ۔"

تحریم بیگم کو سب اتنی اچانک اور اتنی جلدی پر پریشانی ہونے لگی تھی۔

"جلدی تو ہے پر بھابھی مسئلہ باہر جانے کا ہے ورنہ ہم نہ کہتے اتنی جلدی۔"

مسز ولید نے جواز پیش کیا۔

"ہمم۔ چلیں ٹھیک ہے ہم مشورہ کرتے ہیں صائم سے وہ کیا کہتا ہے اس بابت ویسے کب جانا ہے فائق نے۔"

زمان صاحب نے کچھ سوچتے سوال کیا۔

"جانا تو دو مہینے بعد ہے پر پیپر ورک میں ٹائم لگے گا محرم کی سب چیزیں بنوانی ہونگی تو ہم چاہ رہے ہیں اگلے مہینے کے آخری دنوں میں شادی کی تاریخ فکس کرلیں۔"

ولید صاحب نے ساری تفصیل ان کے گوش گزار دی جس پر تحریم بیگم نے کچھ کہنا چاہا پر زمان صاحب کے اشارے پر خاموش ہو گئیں۔

"ٹھیک ہے ہم بتا دینگے تمہیں پہلے مراد اور صائم سے مشورہ کرلیں کیونکہ گھر کے فرد ہونے کی بدولت ان سے مشورہ کرنا لازمی ہے۔"

یہ کہہ کر بات ختم کرتے ہی انہوں نے انکی توجہ سامنے رکھے چائے اور دیگر لوازمات کی طرف مبذول کروائی جو انہی باتوں کے درمیان عزہ ملازمہ کے ساتھ رکھ کر اور ساری باتیں سن کر گئی تھی جس کی بدولت وہ اس جانب سے مزید فکر مند ہو گئی تھی کہ اگر واقعی اتنی جلدی شادی کا ہوا تو وہ کس طرح کچھ کر پائے گی اور اگر شادی ہو گئی تو پھر کیا ہو گا۔ اس کا دل یہ سوچ آتے ہی جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ اس نے جلد از جلد اس متعلق عفان سے بات کرنے کا سوچا کیونکہ اب وہی تھا واحد جو کچھ کر سکتا تھا۔

****

زمان صاحب نے رات میں احتشام صاحب کو فون ملایا تاکہ وہ انہیں اپنے کل آنے کے بابت بتا سکیں کہ اچانک جا کر انہیں کسی قسم کی پریشانی نا ہو۔

"تمہیں کیسے میری یاد آگئی۔"

احتشام صاحب نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا۔

"بس ایک بہت ضروری کام ہے تم سے کل گھر آنے کا سوچ رہے ہیں تمہارے۔"

زمان صاحب نے انہیں آدھی بات سے آگاہ کیا کیونکہ پوری بات کرنے کا ارادہ وہ کل آمنے سامنے رکھتے تھے۔

"سب خیریت تو ہے نہ۔"

احتشام صاحب تشویش سے پشت چھوڑ کر سیدھے ہو کر بیٹھے تو مسز شاہ بھی پریشانی سے ان کے پاس آئی جن کے چہرے پہ پریشانی کا عنصر واضح تھا۔

"ہاں ہاں سب خیریت ہے پریشانی والی کوئی بات نہیں کل ملاقات ہوتی ہے تم سے۔"

زمان صاحب نے انہیں تسلی دے کر الوداعی کلمات کہتے فون رکھا تھا اور مسکراتے ہوئے تحریم بیگم کی جانب دیکھا۔ کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔

"اسلام و علیکم بابا۔"

اسی اثناء میں صائم کمرے میں داخل ہوا تو زمان صاحب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے سے تھکن صاف عیاں تھی۔

"وعلیکم السلام آج اتنی دیر ہو گئی گھر آتے آتے۔"

انہوں نے صائم کو پاس بٹھاتے ہوئے پریشانی سے استسفار کیا۔

"جی بس آج ایک ڈاکٹر لیو پر تھے تو بس اور ایک بس کا بری طرح ایکسیڈینٹ ہونے کی بدولت بہت سے مریضوں کی حالت تشویشناک تھی۔ پورا دن ایسے ہی تھکاوٹ سے بھرا گزرا ہے تو بس اسلیے خیت آپ بتائے کیا بات کرنی تھی آپ کو۔"

صائم انہیں تفصیل سے آگاہ کرتے زمان صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں وہ ولید وغیرہ آئے تھے شادی کی بابت بات کرنے ان کا ارادہ جلدی شادی کرنے کا ہے تو میں نے سہولت سے ان سے وقت مانگا ہے کہ میں پہلے مشورہ کرلوں مراد سے میں فون پہ ہی بات کر چکا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے اس بارے میں۔"

زمان صاحب نے تفصیل بتاتے آخر میں سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پہ مرکوز کرلی۔

"کب تک کہ رہے ہیں وہ۔"

صائم نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے ناسمجھی سے انہیں مخاطب کیا اور ایک نظر تحریم بیگم کی جانب دیکھا جو زمان صاحب کی چادریں الماری میں ہینگ کرنے میں مصروف تھی۔

"اگلے مہینے کے شروع میں ہی۔"

انہوں نے مزید بتایا۔ صائم جو آرام سے صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"بابا اتنا جلدی مطلب کیوں۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے انہیں۔"

صائم حیرانگی اور صدمے کے ملے جلے تاثرات سمیت بولا۔

"سارا مسئلہ فائق کے باہر جانے کا ہے اس لیے بس اور محرم نے بھی تو جانا ہے پھر۔"

وہ صائم کو گہری سوچ میں مبتلا دیکھ کر بولے۔ صائم نے فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا۔

"ہنہہ ٹھیک ہے بابا پھر جیسے آپ کو مناسب لگے۔ شادی تو ایک نا دن ہونی ہی ہے چاہے اس ماہ ہو یا پھر اگلے ماہ یا پھر اگلے سال۔"

صائم تھکاوٹ زدہ لہجے میں انہیں بولتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو اپنے آرام کا کہتے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ صائم کے جانے کے بعد وہ خود اپنی بیگم کی طرف متوجہ ہوئے جو نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔

"آپ کن سوچوں میں گم ہیں سب ٹھیک ہے نہ۔"

انہوں نے تفکر بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی وہ بس محرم کا سوچ رہی تھی اتنی جلدی چلی جائے گی ابھی عمر ہی کیا ہے ہم زیادہ جلدی تو نہیں کر رہے نہ زمان۔"

تحریم بیگم اداسی سے بولی۔

"کیا ہو گیا بیگم سب اچھا اچھا ہو گا انشاءاللہ۔ اچھا اچھا سوچیں۔ ہماری بیٹی جتنی اچھی ہے نا ہماری بیٹی کے نصیب بھی اس کے جیسے پیارے ہونگے۔"

وہ اپنے لہجے میں محرم کیلیے پیار سموئے بولے۔ تحریم بیگم بھی ان کی بات پہ ہلکا پھلکا ہوتے مسکرا دی تھی۔

"ہاں جی انشاءاللہ چلیں آپ لیٹیں میں صائم کو پوچھ آؤ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔"

انہوں نے فکر مندی سے کہا تو زمان صاحب ان کی فکر پر ہولے سے مسکرا دیے جنہوں نے آج تک اپنے رشتے کو سلیقے سے لے کر چل رہی تھی۔

****

وہ تن تنہا گراؤنڈ میں بیٹھی اپنے نوٹس پہ جھکی ہوئی تھی۔اس وقت محرم کی کوئی کلاس نہیں تھی تو وہ یونی کے گراؤنڈ میں بینچ پر بیٹھی تفصیل سے اپنے نوٹس کا ملاحظہ کر رہی تھی۔اس کا سارا دھیان کسی اور جانب تھا معاً اپنے بالکل پیچھے سے آنے والی آواز پہ وہ اچھل کہ اپنی جگہ سے کچھ انچ پیچھے ہوئی اور بے ساختہ مڑ کر دیکھا تو عفان کو وہاں دیکھتا پا کر غصے سے اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے سر پر ہولے سے چپت لگائی۔

"حد ہے عفان کبھی تو ڈھنگ سے سامنے آیا کرو ڈرا دیا مجھے۔"

محرم نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا پر وہ عفان ہی کیا جو اثر لے ابھی بھی وہ اس کی ڈانٹ کو ہوا میں اڑا گیا تھا۔

"ہائے محرم کتنے پیار سے ڈانٹتی ہو سچ میں ایسی ڈانٹ سے بچے بھی نہ ڈریں بلکہ چاکلیٹ سمجھ کر کھا جائیں۔"

عفان نے ہنستے ہوئے اسے لتاڑا تو محرم اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھتے ایک بار پھر اپنے نوٹس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ارے ارے یہاں میں تمہیں کمپنی دے رہا ہوں اور تم ہو کہ لفٹ ہی نہیں کروا رہیں۔لڑکیوں کو اتنا بھی اوور نہیں ہونا چاہیے۔"

عفان نے اسے جتانا ضروری سمجھا۔

"تو میں پڑھ رہی ہوں نا تم غلط ٹائم پر آئے ہو اور یہ بتاؤ کوئی کلاس نہیں ہے یا پھر بنک کیا ہے ہمیشہ کی طرح تم نے۔"

محرم نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے سوال کیا کیونکہ اسے بھی اندازہ تھا کہ عفان یونی میں پڑھتا کم بھٹکتا زیادہ ہے جیسے اسے یہاں وہاں بھٹکنے کے بھی پیسے ملتے ہو۔

"واہ کتنا جانتی ہو تم مجھے۔"

عادت کے مطابق وہ اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دلفریب لہجے میں بولا۔

"اب ہر جگہ ساتھ پہنچ جاؤ گے تو جان پہچان ہو ہی جائے گی نا۔ چلو اب خود بھی جاؤ پڑھو اور مجھے بھی پڑھنے دو تنگ مت کرو پلیز۔"

محرم نے اسے وہاں سے بھگانا چاہا مگر عفان مزید پھیل کر بیٹھ گیا۔

"افففف اب کلاس تو آدھی گزر گئی ہو گی تو اگلے لیکچر تک میں نے کہیں نہیں جانا۔"

اپنے دانتوں کی نمائش کرتے محرم کو بتایا کہ اب اس نے پورے گھنٹے تک یہیں رہنا ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے بیٹھے رہو تم سے میں جیتنے سے رہی ویسے تم کبھی نہیں سدھرو گے نا۔"

محرم نوٹس ایک جانب رکھتے مسکراتے لہجے میں بولی۔ محرم کو مسکراتے دیکھ عفان نے دل سے اس کی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی تھی۔

"سدھر جائینگے جب کوئی سدھارنے والی آئے گی۔"

دو بھوری آنکھیں اس کے ذہن میں پوری شدت سے لہرائی تھی تبھی وہ پورے ڈرامائی انداز میں بولا جس پر محرم کھلکھلا کر ہنس دی۔

"تمھیں کچھ زیادہ جلدی نہیں۔"

آنکھیں چھوٹی کرتے محرم نے تفشیشی انداز میں اس سے پوچھا۔

"جلدی چھوڑو محرم مجھے کتنی زیادہ جلدی ہے اس کا تمہیں اندازہ نہیں پر کوئی مجھ معصوم پر توجہ ہی نہیں دیتا۔"

عفان کی دہائیاں عروج پر تھی۔

"پڑھائی پر توجہ دے دو جلدی کے بچے۔"

اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے محرم نے اسے جھاڑا جسے بس شادی شادی اور شادی کی رٹ سے لگاؤ تھا۔ناجانے سامنے بیٹھا شخص شادی کو کس قدر ترسا ہوا تھا۔

"ہائے یہ پڑھائی پر کیوں آجاتی ہے بات گھوم کر چھوڑو یہ سب باتیں تم یہ بتاؤ عزہ کہاں ہے۔"

اس کے یوں عزہ کے بارے میں پوچھنے پر محرم نے مشکوک نظروں سے گھورا۔

"کیا ہو گیا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔"

اس کے ایسے دیکھنے پر عفان گڑبڑا گیا شاید وہ عزہ کا نام کچھ زیادہ ہی حق سے لے گیا تھا۔

"نہیں خیریت تو ہے نا 'تم' پوچھ رہے ہو وہ بھی 'عزہ' کا بات کیا ہے آخر۔"

محرم نے تم اور عزہ پر زور دیتے پوچھا۔

"توبہ کرو محرم کہاں وہ 'شیرنی' کہاں میں 'معصوم' بس ایک چھوٹا سا کام تھا اس سے۔"

عفان نے بھی اسی کے انداز میں شیرنی اور معصوم پر زور دیتے کہا۔

"معصوم اور تم ہو ہی ناجانا اور وہ اپنی کلاس میں ہے اب سب تمہاری طرح نالائق تھوڑی ہوتے ہیں جو یہاں وہاں آسیبوں کی طرح منڈلاتے پھرے۔"

محرم نے اس کے نا پڑھنے پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

"اب اتنا بھی نالائق نہیں میں بھائی کی ڈانٹ کے بعد آج ہی بنک کیا اتنے دن بعد ورنہ ان کا بس چلیں وہ تو مجھے کہیں بیٹا سویا بھی وہی کرو اور اگلے دن وہی سے کلاس لے کر بس ویکنڈ پہ گھر آیا کرو۔"

عفان نے اذلان کی شکایت اسے لگاتے بیچارگی سے بتایا۔

"اچھا تو تمھیں بھی ڈانٹ پڑتی ہے نئی بات ہے ویسے اور بہت اچھی بات بھی کوئی تو ڈانٹتا ہے تمہیں ورنہ تم نے پڑھنا ہی نہیں تھا میرے خیال میں تم آج جس مقام پہ بیٹھے ہو وہ بھی اپنے بھائی کی بدولت ہی ہو۔"

محرم حیرانگی اور خوشی کے تاثرات سمیت بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"ہاں تم ہو جاؤ خوش کے میری بھی بے عزتی ہوتی ہے۔"

"میں خوش نہیں ہو رہی سمجھا رہی ہوں بس اب چلو دوسری کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے تمہاری تم بھی جاؤ اور اب میری بھی کلاس ہے۔"

محرم نے اپنی چیزیں سمیٹ کر اٹھتے ہوئے اسے ٹائم کا احساس دلایا۔

"اوکے بھابھی جی چلیئے۔"

عفان کو بولنے کے بعد احساس ہوا تھا کہ وہ جلد بازی میں کیا کہہ گیا ہے۔اس کے بھابھی کہنے پر محرم نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بہانہ بناتے ہوئے بولا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو دوست کی منگیتر سے ایک بار بات ہوئی تھی تو بھابھی کہا تھا اسی لیے تمہیں بھی دیکھ کر غلطی سے نکل گیا چلو اب۔کلاس کا وقت نہیں ہو رہا کیا۔"

عفان عجیب و غریب بہانا بناتے جلدی سے اسے لیتے کلاس کی جانب بڑھ گیا۔ محرم کو اس کی بات کی کچھ خاص سمجھ تو نہیں آئی تھی پھر بھی کندھے اچکاتے کلاس لینے چلی گئی کیونکہ اس کے خیال میں عفان کی باتوں میں کان دھڑنا پاگل ہونے کے مترادف تھا۔

****

"میرے پاس ایک دل تھا وہ بھی تم نے چرالیا۔"

وہ دھیمے سے گنگناتے اپنے راگ الاپتی جھومتے ہوئے بے دھیانی میں محرم کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ اس کا دھیان کل کے دیکھی گئی گانے کی اس ویڈیو کی جانب چلا گیا جہاں ہیرو ہیروئن دونوں بچھڑ گئے تھے۔ اس کی بابت سوچتے چہرے پہ اداسی نے ڈیرہ جمالیا۔ وہ ٹھنڈی آہیں بھرتے آگے کی جانب بڑھنے لگی اسی دوران وہ بے دھیانی میں سامنے سے آتے پہاڑ وجود سے بری طرح ٹکرا کر لڑکھڑائی تھی جس کی بدولت پاؤں صوفے سے لگتے بری طرح زخمی ہوا تھا۔

"ہائے میں مر گئی اوئی ماں۔"

وہ کراہ کر بولتے اپنا دایاں پاؤں تھام گئی۔ صائم نے ناگواری سے اس کی سستی ایکٹنگ کا ملاحظہ کیا تھا۔

"کاش تم مر ہی جاؤ آیت بی بی۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتے مٹھیاں بھینچ گیا۔ آیت کے سر پہ لگی تو تلووں پہ بجھی۔

"ہائے اور با آپکے منہ پہ خاک صائم بھائی۔ میرے بارہ بچے ان کا کیا ہو گا۔ان کے آنے سے پہلے ہی یتیم و مسکین کریں گے کیا۔ میں ان پہ آپکا یہ تشدد قطعی برداشت نہیں کروں گی صائم بھائی۔ مجھ پہ تو ساری زندگی آگ برساتے رہے۔"

وہ دہل کر سینے پہ ہاتھ رکھتے روہانسا چہرہ لیے تڑپ کر بولی۔ صائم کا منہ اس کی جرأت پہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"کس کے بارہ بچے۔"

وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے بولا۔

"میرے اور میرے ہونے والے انہوں جی کے۔ پھر میری فوج اتنی تگڑی ہو گی کہ آپ مجھے گھور بھی نہیں سکیں گے میرے بچے آپکی آنکھیں ہی پھوڑ ڈالیں گے۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولتی فضا میں ہاتھ بلند کر گئی تھی مگر جواباً اس کی گھورتی نگاہوں کو دیکھ اس کے ہنستا چہرہ فوراً سے بیشتر پھیکا پڑا۔ وہ گھبرا کر وہاں سے جانے کو پر تولنے لگی مگر اگلے ہی لمحے نیچے بچھے ہوئے قالین سے پاؤں اڑنے کی بدولت وہ ایک بار پھر لڑکھڑائی تھی۔

"آیت بی بی مجھے آج بتا ہی دو کہ تمہاری آنکھیں کہاں ہے کسے ادھار دی تھی جو اندھوں کی طرح منہ اٹھا کر جس مرضی جانب چل پڑتی ہو۔"

وہ جو گڑ بڑاتے ہوئے محرم کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی تھی نیچے نا دیکھنے کی بدولت اس سے پہلے کہ وہ لڑ کھڑا کر اوندھے منہ زمین بوس ہوتی صائم نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھ جھٹکے سے سیدھا کرتے اپنے مقابل کیا اور دھاڑ کر بولا۔ ہمیشہ کی طرح اپنے ہیرو کی بجائے اس ولن کو اپنے سامنے دیکھ آیت کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"آپ کی محبت میں مجبور ہوتے میں نے اپنی آنکھیں آپ کو ڈونیٹ کر دی تھی۔ اندھا اور بھینگا صائم خان دکھنے میں بہت ڈراؤنا لگتا تھا مجھے۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ نہیں مطلب کیا وہ آئے روز اس کی بے عزتی کرتا جائے اور وہ سہن کرتی جائے ایسا تو کسی کتاب میں نہیں لکھا تھا۔

"تم جانتی بھی ہو کہ کیا بول رہی ہو اور کس سے بول رہی ہو۔"

وہ لہو چھلکاتی آنکھوں سے اسے گھورتے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

"ہاں جانتی ہوں کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کون ہیں۔ میں بتاتی ہوں آپ ایک نمبر کے جلاد ڈراؤنے سڑو اکڑو نیم سڑا ہوا کریلا اور پھر دنیا جہان کے جو بھی گندے نام ہیں وہ آپ ہی کے تو ہیں۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتی اس کا دل جلا کر راکھ کر گئی۔ اس نے خشمگین نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ دوپہر کا وقت ہونے کی بدولت سب اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔

"آنکھیں نیچے کر کے بات کریں مجھ سے ورنہ نکال کر ہاتھ میں تھما دوں گی ڈاکٹر صائم خان۔ مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت کیجیے گا اب خود کو مزید آپ کی نگاہوں میں رلنے نہیں دوں گی۔"

وہ اس کی بھورے رنگ کی شرٹ کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑتے تند لہجے میں گویا ہوئی۔

"بی بی یہ جگہ جگہ کھڑی ہو کر سو کیوں جاتی ہو تم۔ جواب دو مجھے۔"

وہ اس کے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے دھاڑا۔ وہ اچھل کر سہمتے اس سے فاصلہ قائم کر گئی تھی۔ رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ چکا تھا۔

"مطلب میں وہ سب خوابوں میں کر رہی تھی۔ میں وہ سب خوابوں میں کر سکتی ہوں۔ بھلا اس کے سامنے بولنے کی ہمت کس میں تھی۔"

وہ روہانسے لہجے میں بڑبڑائی۔ صائم نے جھک کر اس کی گوہر افشانیاں سننی چاہی۔

"کیا تھا جو میں گر رہی تھی مجھے تھام کر دو منٹ میری آنکھوں میں کھو جاتے میری محبت میں مجبور ہو جاتے۔ ہیرو کا ہی خطاب ملنا تھا آپ کو مگر مجھے لگتا ہے کہ آپ کو ہیرو سے زیادہ ولن بننا پسند ہے تبھی تو میری ہنستی مسکراتی زندگی پہ ناگ بن کر ہمیشہ ڈسنے کو تیار بیٹھ گئے ہیں۔"

ہمیشہ کی طرح اس کی زبان غلط وقت پہ غلط جگہ پہ اور غلط انسان کے سامنے پھسلی تھی جس کا ادراک اسے بولنے کے بعد ہوا تھا۔ صائم نے اس کی بکواس پہ ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

"کیا بول رہی ہو تم پھر سے بولنا ذرا۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولتے جارحانہ انداز میں دو قدم اس کے مزید نزدیک ہوا۔

"کک۔ کچھ نہیں صائم بھائی۔ یہ تو کل ایک مووی دیکھی تھی اس کا ڈائیلاگ تھا سوچا بول کر دیکھو کیسی لگتی ہو مگر اب آپ کے تاثرات دیکھ کر بخوبی اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ کو تو بلکل اچھی نہیں لگی۔ چلیں کسی اور کے سامنے ٹرائے کروں گی۔"

وہ میسنے پن سے بولتے اپنے بھدے مزاق پہ خود ہی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ صائم اس کی حرکتوں پہ بے یقین سا وہی کھڑا تھا جو کس قدر پاگل تھی۔

"ارے ارے کیا ہو گیا ہے کیوں ڈانٹ رہے ہیں بھائی آیت کو۔ اب کیا کر دیا اس نے۔"

محرم جو کافی دیر سے کمرے میں اس کا انتظار کر رہی تھی پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد بھی جب وہ نا آئی تو اپنی جگہ سے اٹھتے کمرے سے باہر نکل آئی مگر باہر عادت کے مطابق صائم اور آیت کو مقابل دیکھ اس نے ٹھنڈی آہ بھری تھی تبھی ان تک آتے آیت کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولی۔

"یہ پوچھو کہ کیا نہیں کیا اس بے وقوف نے۔ بس چوبیس گھنٹے یہی منڈلاتی رہتی ہے اپنے گھر میں سکون نہیں ہے اور ایسے دھڑلے سے گھومتی ہے جیسے اس کا گھر ہو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے تنک کر گویا ہوا اور گہرے گہرے سانس بھرتے اپنے طیش پہ قابو پانے لگا۔ آیت نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ محرم اس کے تیور دیکھ گھبرا گئی۔

"اس گھر میں منڈلاتی ہوں نا آپ کے کمرے میں تو نہیں نا جو اتنی مرچیں لگ رہی ہیں۔ میرا شدت سے جی چاہتا ہے کہ کسی دن آپ کے کمرے میں بھی میں ایسے ہی دھڑلے سے منڈلاؤں اور آپ نہایت بے بس ہو۔ قسم سے چس آجائے گی۔"

وہ بے دھیانی میں ہی اس کا مزاق اڑانے والے انداز میں ہمیشہ کی طرح بہت گہری بات کر گئی تھی۔ محرم کی آنکھیں اس کی بات کا مفہوم سمجھتے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس نے صائم کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ سختی سے دونوں ہاتھ لبوں میں جمائے۔ اس کے برعکس وہ اپنی بات کے مطلب سے انجان ہنوز مسکرا رہی تھی۔

"آیت بی بی کچھ تو سوچ سمجھ کر بولا کرو۔ خدارا کچھ تو۔"

وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ملتجیانہ لہجے میں بولتے ایک ذہریلی نگاہ اس پہ ڈال کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ آیت نے اس کی چوڑی پشت دیکھتے کندھے جھٹکے تھے۔

"پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں خود کو طرم خان۔"

وہ منہ بگاڑتے ہوئے بڑبڑائی۔ عزہ نے حیرت سے محرم کے عقب میں کھڑے ہوتے اس کی باتوں کو مشکل اپنے حلق میں اتارا تھا۔ وہ محرم کا پریشان چہرہ دیکھتے اس کے نزدیک ہوئی۔

"اس کا حال تو ایسا ہے آپی جیسے۔"

آگ لگی ہے بستی میں۔

ہم ہیں اپنی مستی میں۔

عزہ موقع پہ وہاں پہنچتے محرم کے کان میں سرگوشی کرتے مخصوص شاعرانہ لہجے میں بولتے اس کے پریشان چہرے پہ مسکراہٹ بکھیر گئی۔

"چلیں آپی۔ لوگ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑتے ہیں آپ کے بھائی پورے کے پورے نہا کر جن کی طرح مجھ سے چمٹ کر رہ گئے ہیں۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولتی تن فن کرتی محرم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ عزہ اور محرم نے بیچارگی سے ایک دوسرے کے ساتھ خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

****

رات کو زمان کے بتانے پر احتشام صاحب آج جلدی گھر آگئے تھے اور اذلان کو بھی گھر آنے کا کہا تھا کہ جو کوئی بھی بات ہے وہ سب کے سامنے ہی ہو جائے۔

"ڈیڈ کچھ بتایا نہیں انہوں نے کہ کیوں آرہے ہیں۔؟"

عفان نے سیب دانتوں سے کترتے ہوئے استسفار کیا

کیونکہ محرم عزہ نے بھی یونی میں ایسا کوئی ذکر نہیں کیا تھا اس سے۔

"تمہارا رشتہ نہیں لا رہے جو اتنی ٹینشن ہو رہی تمہیں۔"

پریشے نے اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار سے چڑ کر کہا۔

"تم تو چپ ہی رہو۔ جب بھی بولتی ہو کچھ اپنی طرح کا بھدا ہی بولتی ہو۔"

اس کے جھڑکنے پر پریشے منہ بسور کر رہ گئی۔

"نہیں لیکن یہ ضرور کہا ہے کہ پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔"

احتشام صاحب نے عفان کو سنجیدگی سے جواب دیا۔اسی دوران ملازمہ نے کوئی مہمان آنے کی اطلاع دی تو احتشام صاحب اور عفان دونوں ڈرائنگ روم کی طرف چل دیے لیکن وہاں اتنے لوگوں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت اور خوشی کے مارے پھیل گئی۔

"آج کیسے رونق بخش دی ہمارے گھرانے کو۔؟"

احتشام صاحب نے خوشی خوشی زمان کے گلے لگتے سوال کیا۔

"بس ہمارا دل کیا تو چلیں آئے۔"

مراد صاحب نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور صوفے پہ جگہ سنبھال گئے۔ پریشے نے سب سے سلام وغیرہ لیا تو فوزیہ بیگم نے اسے ساتھ بیٹھا کر خاص طور پہ پیار کیا۔ ان کے اس طرح کرنے پر وہ کچھ جھجک سی گئی۔ تھوڑی دیر مزید بیٹھ کر وہ حیران ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھتے وہاں سے اٹھ کے باہر آگئی کیونکہ اسے اب مزید اپنا ٹھہرنا مناسب نہیں لگا تھا۔

"اور آپ سنائیں بھابھی کیسی ہیں آپ۔؟"

احتشام صاحب کا رخ اب تحریم بیگم اور فوزیہ بیگم کی طرف تھا۔ اسی دوران مسز شاہ کمرے میں لوازمات سمیت داخل ہوئی۔ سلام دعا کے بعد وہ بھی احتشام صاحب کے ساتھ بیٹھ گئی تبھی کھانے کے ساتھ باتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

"اذلان نظر نہیں آرہا اسے بلائیں اس سے بھی مل لیں ہم۔"

"بس آنے والا ہو گا میں نے فون تو کر دیا تھا آفس جانا بھی ضروری تھا ورنہ میں جلدی لو وہ آ گیا۔"

مسز شاہ نے احتشام صاحب کے دیکھنے پر انہیں اطلاع دی ساتھ ہی توجہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے اذلان کی جانب توجہ مبذول کرائی۔ اذلان نے سلام دعا کے بعد زمان صاحب کے ساتھ والی نشست سنبھال لی۔

"اور برخوردار کہاں مصروف ہو۔"

زمان صاحب نے اپنا رخ اب اذلان کی طرف کیا۔

"جی انکل آج کل کام بہت زیادہ ہو گیا ہے تو پتہ ہی نہیں لگتا۔"

اس نے شائستگی سے جواب دیا۔ تحریم بیگم خواہ مخواہ فائق کا موازنہ اذلان سے کرنے لگا لیکن جلد ہی زمان صاحب کے بلانے پر ان تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"انکل یہ کھانے کیلیے رکھے ہیں۔"

عفان سے سامنے رکھے لوازمات کی بے قدری برداشت نا ہوئی تو بول پڑا۔اس کی بات پہ اذلان نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تو وہ خاموش ہوتے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔زمان صاحب کے آنکھوں کے اشارے پر مراد صاحب نے بات کا آغاز کیا۔

"ہاں تو احتشام بھائی میں آپ سے آج آپ کا کچھ خاص مانگنے آیا ہوں۔"

مراد صاحب نے گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھی جبکہ ان کی بات پر تینوں باپ بیٹا نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔میں کچھ سمجھا نہیں۔"

احتشام صاحب نا سمجھی سے مستسفرانہ انداز میں گویا ہوئے۔

"ہم اپنے معاذ کا رشتہ لے کر آئے ہیں پریشے بیٹا کیلیے اور ہمیں امید ہے آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔"

فوزیہ بیگم نے گویا بات آگے بڑھائی۔ان کی اچانک غیر متوقع بات پہ دو تین منٹ تو خاموشی چھا گئی اس خاموشی کو عفان کی چہکتی آواز نے توڑا تھا۔

"ارے واہ بلے بلے۔اپنا تو جگر ہے معاذ میں کہتا ہوں ڈیڈ بغیر سوچ سمجھے ہاں کریں۔"

عفان کھڑا ہوتے ہوئے کالر پکڑ کر فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔اس کی بات پر جہاں سب کے چہروں پہ مسکراہٹ چھا گئی وہی اذلان کی کرخت آواز اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔

"آپ یہاں سے باہر جا سکتے ہیں عفان۔"

ازلان نے دانت پیستے ہوئے اسے باہر جانے کا حکم صادر کیا۔

"اچھا بھائی اب غصہ تو نہ کریں کم از کم۔"

عفان گڑبڑا کر مسخرے پن سے بولا اور کسی چھوٹے بچے کی مانند منہ پہ انگلی رکھ کر صوفے پہ ٹک گیا جبکہ اس کی اس حرکت پہ اذلان نے بہت مشکلوں سے مسکراہٹ ضبط کی۔

"ہمیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے مراد لیکن ہم پریشے سے پوچھ کر آپ کو کوئی جواب دیں گے کیونکہ ہم رشتوں میں زبردستی کے قائل نہیں ہے آپ نے ہم سے رشتہ مانگا ہے ہمیں بے حد خوشی ہے مگر پھر بھی آخری فیصلہ ہماری بیٹی کا ہی ہو گا۔"

احتشام صاحب نے آدھا مثبت جواب دیتے انہیں کچھ حد تک پر سکون کر دیا تھا کیونکہ اس رشتے میں کوئی برائی نہیں تھی۔

"ہاں ہاں وہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے بس ذرا جلدی دے دینا ہم لوگ محرم کی شادی کے ساتھ ہی معاذ کی منگنی کرنا چاہتے ہیں۔"

اذلان جو زمان صاحب کی بات غور سے سن رہا تھا محرم کا ذکر سن کا اس کا چہرہ اگلے ہی لمحے پورا سپاٹ ہوا۔ عفان نے بھی عین اسی لمحے اذلان کی طرف دیکھا لیکن وہاں سرد مہری کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ اچھے سے جان چکا تھا کہ اس کے بھائی کو اپنے جذبات چھپانا اچھے سے آتا ہے۔

"اوکے میں نکلتا ہوں آفس میں میٹینگ ڈیلے کر کے آیا تھا لیکن اب ٹائم ہونے والا ہے۔ میرے خیال میں جو ضروری بات تھی وہ تو ہو ہی چکی ہے اب میرا مزید یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

اذلان اپنی چوڑی کلائی میں بندھی رولیکس کی گھڑی میں نظر ڈالتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خوشدلی سے سب کو الوداعی کلمات کہتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"چلیں بھائی گئے اب آپ لوگ کھالیں کوئی کچھ نہیں کہیں گا۔"

عفان کی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی تو وہ اپنی عادت کے ہاتھوں مجبور بول پڑا تو سب ہنستے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

****

"ویسے رشتہ تو بہت اچھا آگیا پریشے کیلیے معاذ بہت اچھا لڑکا ہے۔"

مسز شاہ تو معاذ کے رشتے سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جلدی سے ہامی بھر لیں۔

"ارے ارے بیگم آپ تو کچھ زیادہ ہی جذباتی ہورہی ہیں لگتا ہے بیٹی کو بھیجنے کی زیادہ ہی جلدی ہے۔"

احتشام صاحب نے مصنوعی حیرانی سے بولتے ان کی جانب دیکھا۔وہ ہولے سے ہنس دی۔

"جلدی کیا اتنا اچھا رشتہ آئے تو موقع نہیں گنوانا چاہیے۔بیٹیوں کو بھیجنے کی جلدی کسے ہوتی ہے بس اگر اگلا گھر اچھا مل جائے تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔"

مسز شاہ نے سنجیدگی سے انہیں جواب دیتے باور کرانا ضروری سمجھا۔احتشام صاحب بھی ان کی بات سے کافی حد تک متفق تھے۔

"جی میں نے اذلان سے تو کہا ہے اب وہ خود ہی اپنے طریقے سے بات کریگا پریشے سے۔"

انہوں نے نرمی سے بولتے شازیہ بیگم کو تسلی دی اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھا چائے کا کپ اٹھاتے لبوں سے لگا گئے۔ان کی بات پہ وہ بھی پر سکون ہو گئی۔

****

"پریشے بیٹا میں آ جاؤ۔"

اذلان نے پریشے کے کمرے کا دروازہ ناک کرتے پوچھا۔

"جی جی بھائی آ جائے۔"

وہ جو لیپ ٹاپ پہ کوئی انگلش مووی دیکھنے میں بری طرح غرق تھی فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی اور حیرانگی سے اذلان کو دیکھا جو اس کے پاس آ کر بیٹھ رہا تھا۔ایسے تو کبھی بھی وہ بغیر کسی مطلب کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔

"کیا کر رہی تھی آپ۔"

اس نے سادہ سے لہجے میں بولتے گویا بات کا آغاز کیا۔پریشے کو حیرت تو بہت ہوئی مگر بمشکل مسکراتے حیرانگی کا اثر ٹال گئی۔

"میں کچھ نہیں بھائی بس مووی دیکھ رہی تھی سب خیریت ہے نہ بھائی۔"

پریشے نے جواب دے کر آخر میں پریشانی سے دل پہ مچلتا سوال پوچھ ڈالا کیونکہ اس وقت تو کوئی بھی اس کے کمرے میں نہیں آتا تھا۔

"ہاں جی آپ سے ایک اہم بات کرنی تھی آپ جانتی ہو کہ آج زمان انکل اور مراد انکل کیوں آئے تھے۔"

"نہیں بھائی میں تو سلام لے کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔"

پریشے نے معصومیت سے جواب دیا تو اذلان نے مسکراتے ہوئے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیا۔

"وہ آج آپ کا رشتہ لے کر آئے تھے معاذ کیلیے۔"

اذلان نے تو اس کے سر پہ جیسے بم پھوڑا۔پریشے کا منہ یہ سن کر حیرت کی زیادتی سے کھلا کھلا رہ گیا۔اس نے صدمے کی کیفیت میں سر جھکا یا۔اس کے تو وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہوگا البتہ دل کے کسی کونے پہ یہ بات ٹھنڈی پھوار بن کر برسی تھی۔

پریشے نے اذلان کی بات سن کر فطری حیا کی بدولت سر جھکا لیا گویا ایسی باتوں پہ ہر لڑکی کو جھجک ہوتی ہے۔

"اب آپ بتائیں کہ آپ راضی ہیں تاکہ ڈیڈ انہیں کوئی تسلی بخش جواب دیں سکیں اور آپ پہ کسی قسم کی زور زبردستی نہیں ہے میری جان۔جو دل میں ہے کھل کر اپنے بھائی سے کہ دو۔"

اذلان نے بھنویں اچکا کر پوچھتے آخر میں اس کے بال سہلاتے بھرپور انداز میں تسلی دی۔

"جیسی آپ سب کی مرضی بھائی مجھے کوئی اعترض نہیں ہے لیکن میں آپ سب کو چھوڑ کر اتنی جلدی نہیں جانے والی پہلے آپ اپنی شادی کروائیں۔"

اس نے منہ بسورتے ہوئے اپنی شرط رکھی اور ساتھ ہی اپنا سر اذلان کے شانے پہ ٹکا دیا۔

"ہاں تو ابھی آپ کو بھیج کون رہا ہے ابھی صرف آپ کی منگنی ہوگی شادی ہم اپنی گڑیا کی مرضی سے کریں گے اوکے۔"

اذلان نے اسے اطلاع دیتے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا تو وہ اس کے سینے سے لگی ہی ہنکارہ بھر گئی۔

"چلو اب میں چلتا ہوں مام ڈیڈ کو بھی بتادوں یہ بات تاکہ وہ سکون کی نیند سو سکیں۔"

اس نے پریشے کا سر تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے اسے جتایا اور اس کے کمرے سے نکلتے احتشام صاحب کے کمرے کا رخ کیا تھا۔اس کے جاتے ہی پریشے کے چہرے پہ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری تھی۔اسے تو اس بارے میں سوچ سوچ کے کچھ ہو رہا تھا کہ یہ معاذ کا سامنا کیسے کریں گی۔وہ تو پہلے ہی آنکھوں کے راستے اندر اتار تا تھا اب تو یقیناً کھا ہی جائے گا۔

اذلان وہاں سے نکل کر جوں ہی احتشام صاحب کے کمرے میں پہنچا تو وہ دونوں آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔اس نے کمرے کا دروازہ ناک کرتے اندر آنے کی اجازت چاہی جو اگلے ہی لمحے مل گئی تھی۔

"ڈیڈ آپ رشتے کیلیے ہاں کر دیں پریشے بھی راضی ہے اور اس میں کوئی خامی بھی نہیں ہے۔مام کی بات بلکل سو فیصد درست ہے کہ ہمیں دیری نہیں کرنی چاہیے کیونکہ آج کل کے دور میں اچھے رشتے ملنا بہت مشکل ہے۔

اذلان کی بات سن کر دونوں کے چہرے پر پرسکون مسکراہٹ بکھر گئی۔انہوں نے تشکرانہ انداز میں اسکی جانب دیکھا۔اذلان جو موبائل پہ کسی کو میسج ٹائپ کر رہا تھا اس کی نگاہ اچانک اوپر اٹھی تو وہ دونوں اسی کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے آپ دونوں۔"

اذلان نے بھنویں اچکا کر ناسمجھی سے پوچھا۔

"ہم سوچ رہے ہیں کہ شاید آپ پریشے سے بڑے ہیں تو شادی پہلے آپ کی ہونی چاہیے۔"

احتشام صاحب اذلان کو گھورتے ہوئے بولے تو وہ سر جھٹک گیا۔

"اوہ ڈیڈ جب قسمت میں لکھا ہوگا نہ تو جب چاہے کچھ بھی ہو جائے شادی ہو کر رہے گی۔پھر کوئی بھی رکاوٹ کوئی بھی الجھن اس راہ میں نہیں آسکتی اسی لیے آپ میری پریشانی چھوڑیں اور پریشے کے بارے میں سوچیں۔"

اذلان ہمیشہ کی طرح ان دونوں کو لارا لگا کر خود خاموشی سے کمرے سے کھسک گیا۔

"یہ دیکھ رہے ہیں آپ اس کی حرکتیں۔"

مسز شاہ نے غصے سے احتشام کی جانب دیکھا جو خود اس کی حرکتوں سے اچھا خاصہ عاجز آ چکے تھے۔

"اچھا اچھا آپ تحمل رکھیں سب ٹھیک ہو گا میں بات کروں گا اس سے۔"

انہوں نے گویا ان سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی ورنہ اس کی جانب سے ایسے کسی بھی قسم کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

****

"ایان پلیز اٹھ بھی جاؤ نہیں تو میں تمہارے اوپر ٹھنڈا پانی پھینک دوں گی کاش بابا ہوتے یہاں تو تمہاری منتیں ہی نا کرنی پڑتی۔"

آیت نے تنک کر بولتے اس کے اوپر سے کمفرٹر کھینچا تھا۔ آج اس نے معمول کے وقت سے تھوڑا سا لیٹ یونی جانا تھا آفندی صاحب بھی گھر نہیں تھے ورنہ وہ ان کے ساتھ جاتی تھی لیکن آج اسے یونی جانے کیلیے ایان کی منتیں کرنی پڑ رہی تھی جو کہ اسے بہت ناگوار گزر رہی تھی۔

"ایان۔"

آیت نے اشتعال کے عالم میں جوں ہی اسے بازو سے پکڑ کے ہلایا اسے ایسا محسوس ہوا گویا جلتے ہوئے توے پہ ہاتھ رکھ لیا ہوا تبھی سرعت سے اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔

"ایان کیا ہوا تمہیں۔"

آیت فوراً پریشانی سے اس کے اوپر جھکی اور اس کا منہ تھپتھپایا مگر وہ غنودگی کی حالت میں آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔

"پانی۔"

ایان خشک لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے بولا۔اس کی حالت دیکھ اس کی جان ہوا ہونے لگی تبھی کپکپاتے ہاتھوں سے جگ سے میں گلاس میں پانی انڈیلنے لگی۔

"میں ماما کو بلاتی ہوں۔"

آیت اسے سہارہ دے کر بٹھاتے پانی پلاتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی عالیہ بیگم کو آواز دی۔

"کیا ہو گیا سب ٹھیک ہے نہ۔"

وہ اس کی چیخ و پکار پہ ہانپتی ہانپتی کمرے میں داخل ہوئی تو آیت نے روہانسی ہو کر ایان کی حالت کے بارے میں بتایا۔

"کیا ہو گیا میرے بچے کو۔"

وہ فوراً ایان کے سر پہ پہنچی اور تشویش سے پوچھا۔

"ماما کچھ نہیں ہوا بس ہلکا سا بخار ہے۔"

ایان آہستہ آواز میں انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"ماما اس کی بات بلکل مت سنیں آپ۔یہ ہلکا ہے کیا۔جاہل ہو تم۔میں ابھی ڈرائیور انکل سے کہتی ہوں وہ گاڑی نکالیں میں تمہارے ساتھ ہاسپٹل چلتی ہوں۔ایسے ہی چھوڑ دینا بلکل درست نہیں ہے۔"

وہ ایان کی سنے بغیر باہر کی جانب بھاگی اور ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا تھا۔آنکھوں سے آنسو تواتر بہ رہے تھے۔وہ اس سے جس حد تک مرضی لڑتی مگر وہ اس کا اکلوتا بھائی تھا جو اسے جی جان سے پیارا تھا۔

اور ایان کو لیتے صائم کے ہسپتال کی جانب بڑھ گئی۔ پریشانی میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہاں اس جلاد سے بھی سامنا ہوگا مگر آیت نے پہلے کبھی کوئی کام کرنے سے قبل سوچا تھا تو آج سوچتی اور اس کی یہی عادت اسے سب کے سامنے شرمندہ کروا دیتی تھی۔

****

دن کم تھے اور تیاریاں زیادہ۔ ہر جانب گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ خان ہاؤس میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھی اور بہت ذور و شور سے چل رہی تھی صرف مہینہ ہونے کی بدولت ان سب کی جان پہ بن آئی تھی۔ اتنے کم وقت میں اتنا کام سب بہت پریشان تھے لیکن ان سب میں سب سے پریشان عزہ تھی کیونکہ آج اس کی ملاقات یونی میں عفان سے ہونی تھی تاکہ فائق کے متعلق تفصیل سے بات ہو سکے لیکن گھر میں کاموں کی وجہ سے الجھتے اسے مجبوراً چھٹی کرنی پڑی تھی۔ ابھی بھی وہ یہی سب سوچتے پریشان حال گھوم رہی تھی کہ میسج کی مخصوص رنگ ٹون نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ اس نے سکرین پہ چمکتے نام کو دیکھا تو عفان کا نام اوپر جگمگا رہا تھا۔ جس میں اس نے فائق کے بارے میں تمام معلومات بھیجی تھی لیکن اس میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا جو اس کے خلاف جاتا یا جو یہ سب ختم کروانے میں ان کی مدد کرتا۔ وہ پریشانی سے سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

"اس میں تو ایسا کچھ نہیں اب کیا کریں گے۔"

عزہ نے پریشانی سے میسج لکھ کر سینڈ کیا جو اگلے ہی سیکنڈ سین ہوا تھا۔

"یہی تو سمجھ نہیں آرہا بہت پیچیدہ معاملہ ہے۔"

عفان نے بھی تفکر بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس فائق کا بھرتا بنادوں گی یہ کچھ سوچ بیٹھا ہے یہ بلکل بھی ٹھیک انسان نہیں ہے اور تم کیسے انسان اوہ سوری مرد ہو کہ ایک آدمی کے متعلق کوئی ایسا سراغ نہیں مل رہا جو یہ سب ختم کرانے میں ہماری مدد کرے۔"

وہ غصے سے میسج لکھتی عفان پہ بگڑ بیٹھی۔

"عزہ میں نے چھٹی تمہیں موبائل استعمال کرنے کیلیے نہیں کروائی مدد کرواؤ ہماری یہاں آکر۔"

تحریم بیگم کی سخت آواز پر وہ گڑ بڑا گئی۔

"اچھا بعد میں بات ہوتی ہے ماما بلا رہی ہے مجھے محرم آپی کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئی ہے۔انہی میں مصروف ہیں بس۔"

اس نے تفصیل سے عفان کو آگاہ کیا اور موبائل بند کر کے تحریم بیگم کی طرف متوجہ ہوئی جو اسے ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا دکھا رہی تھی۔ تحریم بیگم کی ایک دوست کا اپنا بوتیک تھا تو انہوں نے وقت کم ہونے کی وجہ سے بہت سے سیمپلز گھر منگوا لیے تھے جس سے انہیں کافی حد تک کپڑوں کے معاملے میں آسانی ہو گئی تھی۔

"محرم آپی ادھر دھیان دیں نہ۔"

عزہ نے محرم کا شانہ ہلایا جو نجانے کن سوچوں میں غلطاں تھی۔

"جی ماما بہت پیارا ہے۔"

محرم نے لہنگا دیکھ کر خالی خالی لہجے میں کہا۔اس کی آنکھوں میں چھائی اداسی عزہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی مگر رہی لہنگے کی بات تو اسے واقعی میں وہ لہنگا بہت پسند آیا تھا تبھی پورے دل سے اظہار بھی کر ڈالا۔

ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا جس کے بورڈر پہ بھاری کورے کا کام اور اس کے علاوہ ہر ہلکا ہلکا گولڈن کام تھا جو اس کی قدر و قیمت میں اضافہ کر رہا تھا۔ابھی وہ سیلیکشن کرنے میں مصروف تھے کہ اسی دوران حجاب بھی کالج سے آگئی۔

"ہیلو یہاں کیا ہو رہا اوہ واؤ آپی کی شادی کی تیاریاں ماما میں اس کلر کا ڈریس بنواؤں گی آخر کار میری آپی کی شادی ہے۔"

وہ چہک کر بولتے لاپرواہی سے بیگ وہی صوفے پہ پھینکتے خود بھی ان کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی بھلا وہ کیوں پیچھے رہتی۔

"خود ہی سوال خود ہی جواب یہ حجاب صاحبہ ہی کر سکتی ہے۔"

محرم اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے ہنس کر بولی جواب ساری باتوں کو فراموش کیے نون سٹاپ شروع ہو چکی تھی اور وہ سب اس کی باتیں کم اس کا پاگل پن سننے پہ زیادہ مجبور تھے۔

****

"تم فضول میں لے آئی ہو آیت زیادہ مسئلہ نہیں ہے ابھی ٹھیک ہو جانا تھا۔اس بخار وغیرہ میں بھی کوئی ہسپتال آتا ہے کیا۔"

ایان منہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے تند لہجے میں بولا۔

"تم چپ کرو کب سے یہی بولی جا رہے ہو۔اگر میں نے تمہاری سننی ہوتی تو گھر میں نا سن لیتی۔"

آیت اب کی بار اس کی مسلسل ایک ہی تکرار سے چڑ کر بولی تو وہ خاموشی سادھ گیا۔

"ہاں سہی ہے صائم بھائی سے بھی ملاقات ہو جائے گی ایسا کرتے ہیں انہی کے کیبن میں چلتے ہیں۔"

ایان تو باقاعدہ ایک نرس سے اس کے کیبن کا پوچھنے لگا۔

"صائم بھائی۔"

جبکہ آیت کے کانوں میں مسلسل صائم کے نام کی باز گشت ہو رہی تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے صدمے کے مارے وہ ابھی گر جائے گی۔

"یااللہ یہ کیا ہو گیا مجھے تو انہوں نے سامنے آنے سے منع کیا تھا اوپر سے میری زبان ان کے سامنے ایسے چلتی ہے جیسے ان سے ہی کرایے پہ لی ہو۔تالا لگا کے آنا چاہیے تھا۔"

آیت انگلی دانتوں میں دبا کر دل ہی دل میں بولی۔

"تم کس مراقبے میں چلی گئی ہو چل بھی لو اب۔"

ایان اس کو ایک ہی جگہ پر جمے دیکھ کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"ہاں ہاں چلو۔اتنا چڑ کیوں رہے ہو۔"

اس کے اندر دوبارہ خود سر آیت نے سر اٹھایا تھا تبھی مضبوط قدم اٹھاتی اس کے کیبن کے دروازے تک پہنچی لیکن کیبن کے باہر پہنچ کر ہوا دوبارہ پھس ہو گئی تھی۔اجازت ملنے پر ایان تو اندر چلا گیا لیکن آیت سوچ میں تھی کہ جائے یا نہیں۔صائم جو کسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھا اسے اندر آتا دیکھ حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں تو بخار لگ رہا ہے بہت تیز۔"

صائم اس کے گلے ملتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"جی آنا تو نہیں تھا بس یہ آیت لے آئی۔"

ایان اپنے پیچھے اشارہ کرتے ہوئے مریل لہجے میں بولا۔اس کی بات پہ صائم نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ اسے تو کوئی آیت نہیں نظر آرہی تھی شاید بخار کا اثر تھا جو وہ کچھ بھی بول رہا تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے۔"

ایان صائم کی پریشان نظریں دیکھتے ہوئے بولا مگر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتے نفی میں سر ہلا گیا۔

"ارے آیت اب لے آئی ہو تو۔"

ایان پیچھے مڑ کر جوں ہی آیت سے مخاطب ہوا تو وہاں آیت تو کیا اس کا نام و نشان بھی نہیں تھا

"یہ آیت کہاں گئی ابھی تو میرے ساتھ تھی۔"

اس سے پہلے کے ایان قدم دروازے کی جانب بڑھاتا ایک دم چکر آنے پر سر پکڑتا وہی کرسی پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔

"تم رکو میں دیکھتا ہوں۔"

وہ اسے پانی کا گلاس تھماتے ہوئے خود ہی باہر کی جانب بڑھ گیا مگر جوں ہی اس نے دروازہ کھولا۔آیت جو مسلسل آلتو جلالتو کا ورد کر رہی تھی تا کہ اس جلاد سے سامنا نہ ہو ہمت بڑھا کہ اس نے بھی دروازہ کھول دیا لیکن دروازہ کھولتے ساتھ ہی صائم کے ساتھ ذوردار تصادم کے نتیجے میں اسے دن میں باقاعدہ تارے نظر آ گئے۔

"اوئی اماں کون ہے یہ سانڈ۔"

آیت نے غصے سے بولتے ایک جھٹکے میں اوپر دیکھا تو اگلے ہی لمحے اسے سانپ سونگھ گیا۔

اس کے برعکس صائم تو اپنے آپ کو سانڈ کہے جانے پر صدمے میں ہی چلا گیا۔

"تم نہ میرے سے بچ جاؤ کسی دن میرے ہاتھ لگ گئی نہ تو کچھ نہیں بچنا تمہارا۔"

صائم دھیمی آواز میں غراتے ہوئے بولا اور اسے وہی چھوڑ کر اندر آگیا۔ سارا موڈ پل بھر میں خراب ہوا تھا۔ آیت بھی اس کے پیچھے ڈھیلے قدموں سے اندر آگئی۔ ایان کا چیک اپ کرنے کے بعد اس نے دوائیوں کا نسخہ اس کی جانب بڑھایا اور اسے اپنا خیال رکھنے کی خاص تاکید کی۔

"صائم بھائی۔"

آیت کی پکار پر صرف اس نے فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا تھا۔

"اسے انجیکشن کیوں نہیں لگایا آپ نے۔"

آیت کڑے تیویوں سمیت بولی۔

"کیوں کے ضرورت نہیں محسوس ہوئی۔"

صائم لٹھ مار انداز میں بولا۔

"کیوں یہ ضرورتیں صرف لڑکیوں کے ٹائم پہ ہوتی ہے ذرا سا سر درد کیا ہو جائے آپ کو انجیکشن لگنا ہے یہ ہونا ہے وہ ہونا ہے اور یہاں وہ پورا بیمار پڑا ہے لیکن مجال ہے آپ نے انجیکشن لگایا ہو۔"

آیت میڈیم تو بنا اس کی گھورتی نگاہوں کی پرواہ کیے اپنا ہی راگ الاپ رہی تھی۔

"ہو گیا تمہارا۔"

صائم نے اس کی سننے کے بعد بھنویں اچکا کر سنجیدگی سے استسفار کیا۔

"مجھے تو آپ کچھ سمجھتے ہی نہیں ہے میں بھی آپ کی بہنوں کی طرح ہوں۔ جیسے محرم آپی عزہ حجاب کو بچہ بیٹا کہتے مجھے بھی ویسے ہی کہا کریں میں بھی چھوٹی سی ہوں لیکن نہیں آپ تو میری باری مرچیں چباتے رہتے ہیں۔"

آیت منہ بسورتے ہوئے شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ ایان پورا منہ کھولے اس کی بکواس سن

"لیکن ابھی مجھے لگتا یے کہ تم کوے کھا کر آئی ہو جو تمہارا منہ بند نہیں ہو رہا آیت بی بی۔"

"اچھا صائم بھائی ہم چلتے ہیں۔"

اس سے پہلے کے آیت صائم کی بات کا کوئی جواب دیتی ایان تقریباً گھسیٹتے ہوئے آیت کو وہاں سے لے گیا جبکہ وہ اپنی کلائی اد کی گرفت سے آذاد کرانے کی بھرپور انداز میں تگ ودو کر رہی تھی۔ ان کے جاتے ہی صائم اس پاگل عورت کی باتیں یاد کرتے اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گرا گیا۔ یہ لڑکی اس کا خون چوسنے کا پورا ارادہ کیے بیٹھی تھی۔

****

"آپی کس کا فون ہے اٹھا کیوں نہیں رہیں۔"

عزہ آئینے کے سامنے بیٹھی چوٹی بناتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔ محرم کے موبائل پہ مسلسل کالز آ رہی تھی لیکن وہ اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔ عزہ نے ایک نظر اسے دیکھا جو سیاہ لباس زیب تن کیے بیٹھی جیسے کوئی ماتم کرنے میں مصروف تھی۔

"عزہ میں نہیں اٹھاؤں گی جب میں نے منع کر دیا ہے کہ میں نے بات نہیں کرنی تو بار بار کیوں فون کر رہے ہیں۔"

محرم پریشانی سے ناخن چباتے ہوئے بولی۔

"آپی آپ ایسا کریں ایک دفعہ اٹھا کہ دیکھے تو سہی کہتے کیا ہیں۔ اگر کچھ ایسا ویسا بولیں تو آگے سے کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے خاموشی سے سنتی جایئے گا۔"

عزہ نے مخلصانہ مشورہ دیا جیسے اس کے خرافاتی دماغ نے کام کرنا شروع کیا ہو۔

"میں آتی ہوں پھر اگر آیا تو اٹھا لوں گی۔"

محرم اس کی بات مانتے ہوئے بولی۔ عزہ نے شانے اچکاتے دوبارہ آئینے کی جانب چہرہ موڑ لیا۔ اب وہ اپنے ہاتھوں میں لوشن کی مساج کرنے میں مصروف تھی۔ محرم کے جاتے ہی عزہ نے اپنے پلین پہ عمل کرنے کا سوچا اور تیز قدموں کی چلتی بیڈ تک آئی۔ اس نے عجلت میں محرم کا موبائل پکڑ کے کال ریکارڈر اون کیا اور ایک گہرا سانس بھرا۔ واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے فوراً پیچھے ہو کر دوبارہ بال بنانا شروع کر دیے۔

"نہیں آیا نہ فون شکر ہے۔"

اس سے پہلے کے محرم بات مکمل کرتی موبائل پھر سے بجا جو ناچار اسے اٹھانا ہی پڑا۔ فائق جو مسلسل کافی دیر سے محرم کے نمبر پہ کال کر رہا تھا لیکن وہ اٹھا نہیں رہی تھی اور یہی بات فائق کے غصے کو شدید ہوا دے رہی تھی۔ فائق کی سمجھ سے یہ بات بالاتر تھی کہ وہ کیوں ایک لڑکی کے پیچھے پاگل ہوا جا رہا ہے مگر اسے اس لڑکی کو توڑنا تھا جو غرور اس میں تھا اسے چکنا چور کرنا تھا۔

"اس کے سارے کس بل تو میں نکالوں گا اور یہ عزہ اور وہ عفان بڑی ہوشیاری کرنے نکلے تھے لیکن کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا اس معاملے میں بازی بھی میں ہی لے جاؤں گا اور ان دونوں کا بے بس لاچار چہرہ دیکھ جو سکون مجھے ملے گا نا پھر سینے میں ٹھنڈک سی اتر جائے گی۔"

فائق خباثت سے ہنستے اپنے آپ سے مخاطب تھا۔انے اپنے مخصوص انداز میں آئبرو سہلائی۔ایسا نہیں تھا کہ محرم سے اس کی کوئی پرانی دشمنی تھی لیکن یہ لڑکی اس کے غصے کو ہوا دے چکی تھی اور اب اس کا غصہ ایک ہی صورت میں اتر سکتا تھا مگر انا پہ وار تو پھر بھی ہوا تھا نا مطلب معافی کسی صورت ممکن نہیں تھی۔دوبارہ فون ملانے پر دوسری طرف سے فوراً اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو محرم آپ بات کر رہی ہیں۔"

فائق فوراً سیدھا ہو کر بولا مبادہ اس کی چوری نا پکڑی جائے۔

"جی میرے نمبر پہ فون کیا ہے شاید آپ نے تو میں ہی بولوں گی نہ آپ بتائے خیریت۔"

محرم نے ایک ہی دفعہ سارے سوال کر ڈالے تاکہ جلدی سے فون بند ہو۔

"جی وہ میں نے پوچھنا تھا کہ آپ کو جلدی شادی کرنے پر کوئی مسئلہ تو نہیں۔"

فائق مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔وہ بات کو طوالت بخشنا چاہ رہا تھا۔

"جی نہیں جیسے ماما پاپا چاہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"اچھا باقی سب کیسے ہیں اور وہ ایان اور عفان کیسے ہیں۔"

فائق نے سیدھا نشانے ہر رکھ کہ تیر چلایا اور عفان اور ایان کا نام زور دے کر بولا۔محرم کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"باقی سب تو ٹھیک لیکن ایان اور عفان کا کیوں پوچھ رہے آپ۔ان سے آپ کو کیا کام۔"

محرم نے اچھنبے سے سوال کیا اور ایک نظر عزہ کی جانب دیکھا جو بے چینی سے انگلیاں چٹخ رہی تھی۔

"آپ تو جانتی ہی ہونگی بڑی جان پہچان بنائی ہوئی ہے نہ آپ نے ان لڑکوں سے۔"

فائق نے لڑکوں پہ زور دیتے طنز کا تیر چلایا جو محرم کے سینے میں جا کر پیوست ہوا تھا۔

"دیکھیں ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ دونوں میرے لیے صائم بھائی جیسے ہیں ہم ایک دوسرے کو بچپن سے جانتے ہیں۔"

محرم نے سنجیدگی سے اسے باور کرایا ورنہ اس بات پہ جی چاہ رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ فائق کو بھی اندازہ ہوا کہ جلد بازی سے کام لینا ٹھیک نہیں۔

"جی جی میں سمجھ گیا۔"

"اوکے میں فون رکھتی ہوں اللہ حافظ۔"

محرم نے اس کی مزید باتوں سے گھبراتے فوراً ہی فون بند کر دیا۔

"اففف کیسے انسان ہے کوئی ایسے بھی بات کرتا ہے کیا۔ چلو سہی وقت پہ سمجھا دیا ورنہ نا جانے کیا کیا سمجھتے رہتے۔"

محرم اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔ عزہ نے زیرک نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔

"ہو گئی بات آپی آپ کی۔"

عزہ نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہو گئی ہے بس شادی وغیرہ کا پوچھ رہے تھے کہ کوئی مسئلہ تو نہیں میں نے کہہ دیا جو ماما بابا کو ٹھیک لگے میں ان کی خوشی میں خوش۔"

محرم کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے بولی جبکہ عزہ اس کی بات پہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے فقط ہنکارہ بھر کر رہ گئی۔ کیا اس کی یہ بہن ماما بابا سے ہٹ کر بھی کچھ سوچ سکتی تھی وہ یہ بات سوچ کر رہ گئی۔

"شادی میں بہت کم وقت باقی ہے اور یہ سب ایسا ہے جیسے سر پہ پہاڑ بن کر کھڑا ہے۔ کیسے ہو گا یہ میری سمجھ سے باہر ہیں۔"

عزہ نے ڈریسنگ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے عفان کو میسج لکھ کر بھیجا۔ اسے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"صبر و تحمل سے کام لو رہو ایک پلین ناکام ہوا تو کیا ہوا اگلا کامیاب ہو سکتا ہے جب تک اللہ ساتھ ہے نہ تو کچھ برا نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے بندوں کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتا سو پلیز ڈونٹ وری۔"

عفان اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"اوکے تم سو جاؤ صبح یونی میں ملاقات ہوتی ہے۔"

عفان اسے الوداعی کلمات کہتا ہوا موبائل رکھ کر سونے کیلیے لیٹ گیا مگر سوچ کے سارے دھاگے ابھی بھی اس فائق کی ذات سے جڑے تھے۔ اب اسے بس صبح کا انتظار تھا کہ جو وہ سوچ رہا ہے اس پہ عمل کر سکیں۔

****

پورا کمرہ سیگریٹ کے دھویں سے بھرا پڑا تھا۔ وہ ایک کے بعد ایک سیگریٹ پھونکتے نا جانے کونسے جلتے دل کو سکون پہنچانا چاہ رہا تھا ساتھ ساتھ اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پہ آفس کے کام میں مصروف تھا اسی دوران ذہن میں اچانک پرانے دنوں کی شبیہہ لہرائی۔ اس کا دل و دماغ پرانی باتوں میں الجھ کر رہ گئی تھی۔ وہ منظر کسی فلم کی مانند اس کی آنکھوں کے دریچوں میں چلنے لگا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ لندن پڑھائی کیلیے گیا تھا۔

"تو بلکل اچھا نہیں کر رہا یار اذلان وہ تجھے پسند کرتی ہے۔ وہ تیرے لیے اسلام قبول کرنے تک کو تیار ہے۔"

جازم اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"لیکن میری نظر میں یہ پیار محبت کچھ نہیں ہوتا یہ بس وقتی باتیں ہے مجھے امید ہے وہ بھی اس فیز سے جلد ہی نکل آئے گی۔"

اذلان نے بھی جواباً اسے سمجھانا چاہا۔

"یہ لت جب لگ جاتی ہے نہ تب ہی پتہ لگتا ہے جب ہی انسان کو دوسرے کے احساسات کی قدر ہوتی ہے اس سے پہلے انسان کسی کو نہیں سمجھ سکتا۔"

جازم نے گویا بات ہی ختم کی اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ اس سے بات کرنا ہی بیکار ہے۔ لیپ ٹاپ پہ ای میل کی آواز پر وہ اس جانب متوجہ ہوا۔

اس کے ساتھ بھی تو یہی ہو رہا تھا جو سرے سے ہی محبت کے وجود کو جھٹلایا آیا تھا آج اسی اسی چیز سے آزمایا جا رہا تھا جیسے وہ شائنہ کو چھوڑ آیا تھا ویسے ہی اسے بھی چھوڑا جا رہا تھا۔ جیسے اس کی بدولت وہ تنہا ہوئی تھی ویسے ہی وہ بھی تو اب تنہا تھا۔ اسے اب شائنہ کے احساسات کی قدر ہوئی تھی جب محبت خود اس کے دل میں پنجے گاڑ بیٹھی تھی۔ شاید وہ آزمایا جا رہا تھا شاید نہیں یقیناً وہ آزمایا جا رہا تھا اور اسے اس آزمائش پہ پورا اترنا تھا۔

کسی کو طلب کی جستجو میں رکھا جاتا ہے تو کسی کو بے طلب ہی نواز دیا جاتا ہے کسی کی طلب آزمائش ہے تو کسی کا نوازا جانا آزمائش۔

اور ابھی وہ اسی آزمائش سے گزر رہا تھا طرح طرح کے خیالات اس کے ذہن میں منڈلا رہے تھے لیکن وہ فلوقت اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ان تمام خیالات کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے وہ دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا لیکن اب کام میں دھیان کہا لگنا تھا۔انہی بے لگام سوچوں کی وجہ سے سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اسلیے وہ کام بند کر کے لیپ ٹاپ سائڈ ٹیبل پہ رکھتے خود شاور لینے چلا گیا تا کہ شاور لے کر تازہ دم محسوس کر سکے۔

****

معمول کے مطابق معاذ آفس پہنچا تو سارا اسٹاف موجود تھا مگر صرف ایک ذات نہیں تھی جس کا اسے سب سے زیادہ انتظار تھا۔سب اپنے کاموں میں مصروف تھے وہ سب پہ ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے اپنے کیبن کی طرف چل دیا۔کیبن میں جاتے ہوئے اس نے ایک بار پھر مڑ کر دیکھا تھا مگر پریشے آج کہیں نہیں تھی۔یہ سوچتے کہ شاید وہ دیر سے آئے وہ اپنے کام میں جت گیا لیکن زیادہ دیر اپنی کام کی طرف دھیان نہ دے سکا پریشے کا گریز وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا لیکن اس سب میں آفس نا آنے کی وجہ اسے بالکل سمجھ نہیں آئی تھی۔ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پریشے سے بات کرنے کا سوچتے اس کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔نمبر اس نے پہلے ہی پریشے کی فائل سے نکال کر اپنے موبائل میں سیو کر لیا تھا۔بیل مسلسل جا رہی تھی لیکن دوسری جانب پریشے کال اٹھا نہیں رہی تھی یہ دیکھ معاذ کو مزید پریشانی نے آن گھیرا۔دوسری جانب پریشے انجان نمبر دیکھ کر پہلے پریشان ہوئی جس وجہ سے کال نہیں اٹھا پا رہی تھی مگر مسلسل بجتے فون سے عاجز آ کر اس نے تیسری بیل پر فون اٹھایا پر بولی کچھ نہیں۔

"اسلام علیکم مس پریشے۔"

معاذ کی بھاری گھمبیر آواز سنتے ہی پریشے کی زبان تالو سے چپک گئی۔ وہ تو ویسے ہی معاذ سے جھجھک کی وجہ سے آفس نہیں گئی تھی پر اب اس کی کال۔

"ہیلو وو آپ سن رہی ہیں۔"

دوبارہ اس کی آواز سن کر اس نے بمشکل خود میں کچھ کہنے کی ہمت پیدا کی۔

"وعلیکم اسلام۔جی سر آپ۔"

بہت مشکل سے لڑکھڑاتی زبان سے تین لفظی جواب دیا آگے بولنے سے قبل اس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔

"جی میں اگر آپ کی حیرت ختم ہو گئی ہو تو میں پوچھ سکتا ہوں آج آپ آفس کیوں نہیں آئیں۔"

معاذ کا سوال سن کر وہ سوچ میں پڑ گئی وہ تو اس کے سامنے جانے سے کترا رہی تھی مگر اب کس قسم کا بہانہ بناتی۔اس نے پریشانی سے انگلیوں دانتوں تلے داب لی۔

"وہ میرے سر میں درد تھا اس لئے۔"

پریشے نے پراعتماد لہجے میں بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"زیادہ طبیعت خراب ہے آپکی؟"

اس کا بہانا سمجھتے ہوئے معاذ کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی لیکن وہ اپنا لہجہ سنجیدہ کرتے ہوئے بولا۔

"نہیں بس تھوڑا سا درد تھا سر میں اس لئے۔"

پریشے نے کچھ صحیح کچھ غلط بہانا گھڑا۔

"اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آفس سے لیو کون لیتا ہے پریشے اگر زیادہ طبیعت خراب ہو تو الگ بات ہے لیکن آپ کے سر میں درد ہے بس اور بقول آپکے تھوڑا سا ہے تو آپکو اس وقت آفس میں ہونا چاہئے نا کہ گھر میں بستر پہ۔ دس از ناٹ یور فادر آفس ڈیئر سو شو سم پروفیشنل بیہیویئر۔"

معاذ نے سنجیدہ لہجے میں جتاتے آخر میں اسے بند الفاظ میں آفس آنے کا حکم صادر کیا۔ اور اسکی یہ بات سنتے پریشے کا دماغ گھوم گیا۔

ابھی کل ہی رشتہ کی بات ہوئی اور یہ بندہ اسکا گریز کرنا بھی نہیں سمجھ رہا تھا کس قسم کا انسان تھا۔ وہ تصور میں اس کی گردن اپنے ہاتھوں میں محسوس کر مٹھیاں بھینچ گئی۔

"پر سر اب تو دیر ہو گئی میں کل آجاؤنگی۔"

"بالکل نہیں آپ آدھے گھنٹے میں مجھے آفس میں چاہئے میری میٹنگ ہے اس کے بارے میں ڈسکس کرنا ہے اور ایک فائل بھی نہیں مل رہی تو منع کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور اب آپ آرہی ہیں ود آؤٹ اینی لیم ایکسکیوزز۔"

معاذ نے اس کی بات کے جواب میں اپنی بات سختی سے مکمل کرتے آخر میں کنفرم کرنا چاہا۔

کوئی اور بہانہ نہ ملتے دیکھ پریشے کو مجبوراہاں کہنا پڑی۔ لائن کٹتے ہی وہ مرے مرے انداز میں فون رکھتے تیار ہونے لگی کیونکہ آدھے گھنٹے تک آفس پہنچنا تھا جیسا معاذ نے کہا تھا آدھے گھنٹے تک آفس آنا ہے تو آدھے گھنٹے میں ہی جلدی جلدی تیار ہو کر آفس کے لئے نکل گئی تھی اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ پورے ادھے گھنٹے بعد آفس میں موجود تھی۔ ابھی آفس پہنچے کچھ دیر ہی ہوئی تھی اور وہ نیند بھری آنکھوں سے اپنا تمام کام دیکھ رہی تھی کہ ایک ورکرنے

آکر اسے اطلاع دی کہ معاذ اسے اپنے کیبن میں بلا رہا ہے وہ گہرا سانس بھرتے خود کو اس کے سامنے جانے کے لئے تیار کرنے لگی۔

کیبن تک پہنچ کر اس نے خود کو کسی حد تک کمپوز کیا اور ہولے سے دروازہ ناک کیا۔

"یس۔کم ان۔"

دروازے کی آواز سن کی معاذ نے دلکشی سے مسکراتے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔بھاری آواز میں اجازت ملتے ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا مگر وہ اپنے لرزتے دل پہ قابو پاتی آفس میں داخل ہوئی اور چہرہ جھکائے اس کے میز کے نزدیک جا کر کھڑی ہوگئی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے۔

"کیسی ہیں آپ۔"

اس خاموشی کو محسوس کر معاذ نے ہی بات کا آغاز کیا۔

"جی۔"

پریشے جو خود کو ڈانٹ کے لئے تیار کر رہی تھی یہ سوال سن کر حیرت سے چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں اب کیسی طبیعت ہے۔کچھ ضروری فائل نہیں مل رہی تھی اور میٹنگ ہے کچھ دیر میں اس لئے آپ کو بلانا ضروری تھا۔"

معاذ نے اسے یوں اچانک بلانے کی وضاحت دی۔

"میں اب ٹھیک۔اور یہ وہ فائل آپ کی۔"

معاذ کی نظروں سے خائف ہوتی دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے اس نے بہت مشکل سے جواب دیا۔فائل کو ایک نظر دیکھتے معاذ میز پہ دونوں ہاتھوں سے دباؤ بڑھاتے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور مضبوط قدم پریشے کی طرف قدم بڑھائے اسے یوں بے اختیاری میں اپنے نزدیک آتا دیکھ پریشے کے قدم بے ساختہ پیچھے کی جانب بڑھے۔س نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو بھرپور انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"یہ وہ فائل نہیں جو مجھے چاہیے۔"

اس کے اس طرح گھبرا کر پیچھے ہونے پر معاذ مسکراہٹ چھپاتے ہوئے مزے سے بولا۔

"وہی تو ہے میں نے خود دیکھی تھی۔"

پریشے اپنی بات پہ زور دیتے دو قدم مزید پیچھے ہوئی اور پیچھے ہوتے اس کی پشت ایک جھٹکے سے دیوار سے لگ گئی۔

"اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔"

دیوار کے ایک طرف اپنا ہاتھ رکھتے اس نے نرمی سے استسفار کیا تو پریشے کے وجود میں سرد لہریں دوڑ گئی۔

"وہ میں نہیں تو۔"

اپنے اتنے قریب معاذ کو دیکھتے وہ بمشکل بول پائی تھی۔زبان ہی ساتھ دینے سے انکاری تھی۔

"ہاں جی آپ ہی گھبراؤ مت کھا نہیں جاؤنگا یار۔"

معنی خیزی سے بولتے وہ اس ذرا سا پیچھے ہوتے اس کے چہرے کے تاثرات بغور دیکھنے لگا اور اس کی حالت سے حظ اٹھانے لگا۔ہلکا گھبرایا چہرہ ماتھے پر پرپسنے کے ننھی ننھی بوندیں۔حجاب ہمیشہ کی طرح سر پر باندھا ہوا جو اس کے چہرے کی دلکشی کو اور بڑھا رہا تھا۔

"ویسے مجھے لگتا ہے کسی کو مجھے مبارکباد دینی چاہئے۔ کیا خیال ہے۔"

معاذ نے شرارتاً بولتے اس کی جانب دیکھا۔ اس کی بات پر پریشے نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا پر جب بات نے اس کے ذہن تک رسائی حاصل کی تو اسکا چہرہ تمتما اٹھا۔ اس کے جواب نہ دینے پر معاذ دوبارہ بولا۔

"ارے ہمارا رشتہ پکا ہوا ہے مبادک تو بنتی ہے نا۔

چلو تم نا سہی میں ہی دے دیتا ہوں۔"

Congratulations Miss pareeshay!

"بہت جلد مس سے مسز بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں میں تمہیں تیاری کر لو۔"

اس کی بات پر پریشے کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی جو معاذ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہی۔

"اچھا اب ریلیکس رہو جیسے پہلے رہتی تھی آفس میں ایسے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ نارمل ہے پہلے کی طرح۔"

معاذ نے ہموار لہجے میں اسے باور کرایا تو وہ ہولے سے مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔ اب کی بار اس کی آنکھیں بھی بھرپور انداز میں مسکرا رہی تھی۔

****

ایک حسین صبح خان ہاؤس کی دہلیز پہ اتری تھی۔ ہر جانب خوشیوں اور شادمانیوں کا راج تھا۔ شادی کی تیاریوں میں دن کس طرح گزرے پتہ ہی نہیں لگا۔ پورا مہینہ ایسے ہی تیاریوں کی نذر ہوا تھا کہ اب شادی میں صرف ایک ہفتہ

باقی تھا۔خان ہاؤس میں الگ ہی رونق کا سماں تھا۔ کبھی آیت آکر الگ ہی رونق برپا کرتی تو کبھی عفان کے ساتھ پریشے ایسے ہی پورا گھر ان کی چہکاروں سے مہک رہا تھا۔ان دنوں میں یہ ہوا تھا کہ معاذ اور پریشے کی منگنی کی رسم محرم کی مہندی کی رسم کے ساتھ ہی طے پائی تھی۔ عفان اور عزہ فائق کے متعلق کچھ خاص نہیں جان پائے تھے اور فائق کے ابھی بھی محرم کو فون آتے تھے تو مجبوراً محرم کو اس سے کچھ دیر کیلیے مرے مرے انداز میں بات کرنی پڑتی تھی اور یہ سب فائق کی سماعتوں سے مخفی نہیں تھا تو وہ کونسا اس رشتے پہ خوش تھا بس مارے باندھے ہی ان رسومات کو نبھا رہا تھا۔

فائق کی پریشانی کی وجہ سے عزہ تو کم ہی شادی کی تیاریوں میں ہاتھ بٹا رہی تھی جبکہ حجاب زور شور سے ہر چیز میں حصہ لے رہی تھی اس کا کہنا تھا کہ اسکی بہن کی شادی ہے وہ تو ہر شوق پورے کریں گی اور عزہ اس کی خوشی دیکھ کر کلس جاتی۔اب اتنا بھی کیا جواہرات جڑے ہوئے تھے فائق میں جو وہ اس قدر خوش ہو رہی تھی۔آج رات محرم کی مہندی کی رسم کے ساتھ معاذ اور پریشے کی منگنی بھی طے ہوئی تھی تو یہ دونوں رسومات خان ہاؤس میں ہی انجام پانی تھی۔

"آپی بس بھی کریں آنکھیں ساری سوجھالی ہیں آپ نے رو رو کر۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو ایسے کر رہی ہیں جیسے کسی جیل میں جا رہی ہوں۔"

چونکہ گھر میں تقریب تھی تو آیت ایک دن پہلے ہی وہاں رکنے آگئی تھی تبھی وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھے چائے سے مستفید ہو رہے تھی۔اسی دوران

محرم زمان صاحب کے گلے لگ کر مسلسل رونے کا شغل فرما رہی تھی تو آیت اس کے مسلسل رونے سے تنگ آ کر چیخ کر بولی۔ سب نے کاٹ دار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو آج بھی بولنے سے قبل کچھ نہیں سوچ رہی تھی۔

"تم تو چپ ہی کرو تمہیں کیا پتہ ہو کہ یہ ایک لڑکی کیلیے کیسا دن ہوتا ہے۔ بس فضول بکواس کرنی آتی ہے تمہیں۔"

عزہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بھرائے لہجے میں بولی۔

"کیوں کیا میں لڑکی نہیں ہوں۔؟"

آیت آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے استہزائیہ انداز میں بولی تو عزہ اس کی عجیب و غریب باتوں پہ کڑھ کر رہ گئی جو نا جانے بات کو کونسا رخ دے رہی تھی۔

"تم لڑکی تو ہو لیکن رونے والی نہیں بلکہ رلانے والی ہو۔"

حجاب اس کی بات پہ ٹکڑا لگاتے ہوئے مزے بولی۔ آیت نے تفاخر سے گردن اکڑاتے اس کی جانب دیکھا۔

" بلکل بلکل تم لوگ دیکھنا میں تو بلکل نہیں روؤں گی بلکہ وہ تیار رہے رونے کیلیے جس کے پلے میں نے بندھنا ہے۔"

آیت مزے سے شانے اچکا کر بولی۔ صائم ایان اور معاذ جو کسی کام کے سلسلے میں ایک ساتھ باہر گئے ہوئے تھے اس کی آخری بات سن کر معاذ کا تو زبردست قہقہہ ابل پڑا جسے وہ بروقت حلق میں دبا گیا مبادہ آیت نا دیکھ لے کہ وہ لوگ آ گئے ہیں جبکہ صائم نے ہمیشہ کی طرح نے اسے دیکھ کر دانت پیسے۔

''کیا ہوا تم لوگ اتنے سائلنٹ کیوں ہو گئے ہو جیسے وہ جلاد آ گئے ہوا تنی مشکلوں سے تو جان چھوٹی تھوری دیر کیلیے۔ان کے جانے کے بعد پریشان مت ہوا کرو لڈیاں ڈالا کرو ایسا مجھے تو قسم سے انہیں دیکھ کر ہی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی ظالم پولیس نے کسی بیچارے ملزم کو اپنی حراست میں لے لیا ہو۔

آیت ان سب کو ایک دم سے چپ ہوتا دیکھ کر سمجھانے والے انداز میں بولی۔عزہ اور حجاب نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ محرم بھی اپنا رونا بھول کر اب اس کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔باقی سب نے اس کی باتوں پہ مسکراہٹ چھپائی تھی۔صائم کی آنکھیں شعلے اگلنے لگی۔

''آیت بی بی یہ تم جلاد کسے بول رہی ہو اور کس خوشی میں بول رہی ہو۔''

صائم ایک دم سے جلالی موڈ میں آکر بولا اور اپنی شرربار نگاہیں اس کی پشت پہ جمادی جہاں کمر کو چھوتی چوٹی اپنی بہار دکھارہی تھی۔

''لوں جی کر لو گل یہاں تو جلاد کا نام لیتے ہی میرے کان بجنا شروع ہو گئے۔قسم سے میری بے بسی دیکھو میں تو کیا میرے جسم کے اعضاء بھی ان کے نام کی مالا جپتے ہیں۔''

آیت سر جھٹک کر تاسف سے گویا ہوئی مگر اس سب میں بھی اس نے پیچھے دیکھنا بلکل گوارا نہیں کیا تھا۔جبکہ اس کے عقب میں کھڑے صائم کا حال ایسا تھا جیسے ابھی آنکھوں کے راستے نگل جائے گا۔

''تمہارے جسم کے اعضاء بھی ان کے نام پہ بجتے ہیں آیت۔''

عزہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔آیت نے بنا کسی تردد کے زور و شور سے اس کی تائید کی۔

"ہاں ماسوائے دل کے۔ یہ دل تو بس اسے دیکھ کر ہی بجے گا جو میرے دل کا راجکمار ہو گا وہ طرم خان اس لائق قطعی نہیں کہ آیت کا دل انہیں دیکھ کر بجے اور نا ہی میرے اتنے برے دن آئے ہیں ابھی۔"

وہ سر جھٹکتے تمسخر سے جتانے والے انداز میں بولی۔ زمان صاحب اپنے بیٹے کا سرخ پڑتا چہرہ بخوبی دیکھ رہے تھے۔

"بیٹا جی ذرا آنکھیں اس طرف کریں مجھے امید نہیں یقین ہے آپ کا سب کچھ لرز اٹھے گا۔"

زمان صاحب نے شرارت سے بولتے اسے پیچھے مڑنے کا اشارہ کیا۔

"ویسے انکل موڈ تو بلکل نہیں ہے مگر آپ بول رہے ہیں تو دیکھ ہی لیتی ہوں۔"

اگلے ہی لمحے آیت نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا سامنے کھڑے وجود کو دیکھ صوفے پر سے سپرنگ کی طرح اچھل کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی جبکہ آنکھیں پھٹنے کے نزدیک تھی۔ آیت کی حالت دیکھ کر سب کے فہمائشی قہقہے ابل پڑے۔ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا کیونکہ کسی نے بھی اسے صائم کی آمد کے متعلق نہیں بتایا تھا۔

"صائم بھائی یہ سب کچھ میں نے نہیں کہا مجھ سے عزہ نے کہلوایا ہے۔ اب میں آپ کی برائی کروں ایسا کیسے ممکن ہے۔"

وہ فوراً مظلومیت کی تصویر بنتے سارا ملبہ عزہ کے سر کر گئی۔ عزہ خود پہ لگے الزام پہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی۔

"جی جی آیت بی بی آپ تو نے انتہا معصوم ہیں معصومیت کی دیوی ہیں اور اور ساری معصومیت مظلومیت آپ کے اوپر آ کر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ نے آپ کے علاوہ اس دنیا میں معصوم کسی کو بنایا ہی نہیں۔ ہے نا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سرد مہری سے چیخ کر بولا۔

"صائم بھائی آپ بھی نا بس اتنا کون صدقے واری جاتا ہے۔اب بس آپ میری معصومیت کے قربان مت جایئے گا۔"

وہ مصنوعی شرماتے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔صائم نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی سستی اداکاری دیکھی تھی جو اسے مکمل طور پہ زچ کرنے کے درپے تھی۔

"تم پہ قربان ہونے کی بجائے میں تمہیں نا قربان کر دوں۔"

وہ جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھا۔عین اسی وقت آیت نے وہاں سے دوڑ لگا دی مبادہ یہ جن اسے کھا ہی نا جائے۔

"چلو اب میری بیٹی کو کچھ نہ کہنا تم بھی تو اس کے سامنے مرچیں چباتے ہو۔آج اس نے کچھ اپنی رائے کا اظہار کر دیا تو اس میں مضائقہ کیا ہے۔"

تحریم بیگم نے آیت کی حالت دیکھتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا اور صائم کی کلاس لی۔

"تو مما ذرا اپنی اس بیٹی کو سمجھا لیں کہ میرے سے دور رہا کریں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

صائم تحریم بیگم کو سختی سے تاکید ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

"اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے کیا ہوا ہے۔"

زمان صاحب اس کے رویے سے پریشان ہوتے ہوئے بولے۔

"ایسا کرتا ہوں میں دیکھتا ہوں۔"

معاذ کہتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ محرم سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھی۔شاید وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کی ایسی حالت کیوں ہے۔

"نہیں نہیں معاذ بھائی آپ بیٹھے میں جاتی ہوں۔"

محرم فوراً معاذ کو ٹوکتے صائم کے کمرے کی طرف چل دی۔زینے چڑھتے ہی وہ جوں ہی صائم کے کمرے کے باہر پہنچی۔اس نے بمشکل اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دھکیلا۔

"بھائی میں اندر آجاؤ۔"

محرم دروازہ نوک کرتے ہوئے بولی۔

"آجاؤ بیٹا۔"

صائم جو فریش ہونے جارہا تھا فلحال نہانے کا ارادہ ترک کر کے محرم کو اندر بلایا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔

"آپ کو کیا ہوا بھائی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔"

محرم اس کی شکل دیکھ کر پریشانی سے اس کے نزدیک آئی جس پہ تھکن کے آثار نمایاں تھے۔

"جی میں ٹھیک ہوں آپ بتاؤ کیوں رو رہی تھی نیچے۔"

صائم اسے بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا اور اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبزول کرائی۔

"بھائی میں نے آپ سب کو چھوڑ کر کہی نہیں جانا اتنی جلدی۔"

محرم منمناتے ہوئے بولی۔ حلق میں پھر سے آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔

"ایسی باتیں نہیں کرتے اچھا اچھا بولو اور ہمیشہ خوش رہو۔"

صائم آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے خلوصِ دل سے بولا۔اس کا اپنا دل بہت اداس تھا شروع سے ہی وہ اپنی بہنوں کے بہت قریب تھا اور محرم میں تو ویسے ہی اس کے دل کے بہت قریب تھی کچھ اس کے مزاج کی وجہ سے۔

"اچھا مجھے چپ کرا کے اب خود رونے والے ہو گئے ہیں۔"

محرم اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی تو صائم بے ساختہ ہنس پڑا۔

"آئی مس یو سو مچ میرا بچہ۔"

صائم اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا۔

"آئی مس یو ٹو اینڈ آئی لو یو۔"

محرم اس کے سینے سے لگ کر محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"چلو بھئی بہت ہو گئے چونچلے بھائی ہم بھی آپ کی سگی بہنیں ہیں آپ سارا پیار محرم آپی سے ہی کیوں کرتے ہیں۔"

حجاب مصنوعی منہ پھلا کر بولی تو عزہ نے بھی زور و شور سے اس کی تائید میں سر ہلایا۔ان دونوں نے عین اسی وقت ہی دھاوا بولا تھا۔

محرم اور صائم نے تاسف سے ان دونوں ڈرامے بازوں کو دیکھا۔

"تم لوگوں کو چین نہیں ہے جہاں بھائی اور میں ہوں وہی آجاتی ہو۔ کبھی ہمیں تنہا بھی رہنے دیا کرو۔"

محرم کڑے تیوروں سمیت بولی۔اس کی بات پر حجاب اور عزہ کا منہ لٹک گیا۔ان کی شکل دیکھ کر صائم نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اپنا دوسرا بازو پھیلا کر ان دونوں کو بھی اپنے پاس بلایا تو وہ خوشی خوشی صوفے پر اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔اب وہ تینوں اپنی باتوں سے اس کا دھیان ہٹا رہی تھی اور اس کے مزاج بھی کچھ حد تک درست ہو گئے تھے جو آیت کی باتوں سے گرم ہوئے تھے۔

"چلو اٹھو اب میں فریش ہو جاؤ۔"

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ صائم ان سب کو کمرے سے نکالتا ہوا بولا کیونکہ ان کے ہوتے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا یہ بات تو طے تھی۔اس کا موڈ جو تھوڑی دیر پہلے آف تھا اب ان سب کی وجہ سے فریش ہو چکا تھا۔وہ تینوں بھی کھلکھلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

****

خان ہاؤس میں آج رونقیں ہی رونقیں تھی ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔گھر کو مہندی کے مطابق بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا خان ہاؤس میں جگ مگ کرتی روشنی رات میں بھی اندھیرے کو پھیلنے سے روک رہی تھی۔رات میں بھی دن کا سماں تھا۔تقریب کا اہتمام گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ایک جانب رنگ برنگے پردے لگے ہوئے تھے جس کے نیچے ہی ایک خوبصورت سا گیندے کے پھولوں سے سجا جھولا رکھا گیا تھا۔اس کے اطراف میں رنگ برنگے کشنز رکھے ہوئے تھے ساتھ ہی ڈھولکی کو اچھے سے سجا کر رکھا گیا تھا تا کہ وہاں لڑکیاں بیٹھ کر گانا بجانا کر سکیں۔برقی قمقموں سے پورا لان روشن ہو گیا تھا۔وہی کچھ فاصلے پہ صائم ایک طرف اپنی شاندار شخصیت لیے کھڑا تمام ملازموں کو ہدایت دے رہا تھا کہ کسی قسم کی کمی بیشی نا رہے۔مہمان کم ہی بلائے تھے چونکہ فنکشن ان کا

زیادہ بڑا کرنے کا ارادہ نہ تھا اور ان کی اپنی فیملی ہی بہت بڑی تھی زمان صاحب کے دوست وغیرہ بھی اسی فیملی کا حصہ تھے۔

مسٹر آفندی اپنی پوری فیملی کے ساتھ خان ہاؤس میں داخل ہوئے تو خان فیملی کے تمام لوگوں نے ان کا بہت اچھے سے استقبال کیا تھا۔

اسی دوران شازیہ بیگم اور احتشام صاحب بھی آگئے تو سب ساتھ ہی اندر کی طرف بڑھے تھے۔

معاذ تو آج ہر جانب سرشاری کی کیفیت میں گھوم رہا تھا کیونکہ اس نے جسے چاہا تھا اسے آسانی سے پا لیا تھا وہ اللہ کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہا تھا کہ کوئی چیز اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی تھی۔ اس کی ہر چال میں سرشاری تھی۔ آیت اور ایان تو وہاں پہلے ہی دھاوا بول چکے تھے کیونکہ مراد اور پریشے کی منگنی اور اس کے کچھ دیر بعد ہی محرم اور فائق کی مہندی کی رسم ہونی تھی تو سب لوگ کاموں میں مصروف تھے۔ ہر جانب گہما گہما چھائی ہوئی تھی۔ سب لڑکوں نے مہندی کا فنکشن ہونے کی بدولت وائٹ کرتا شلوار پر ملٹی چنری گلے میں ڈالنے پہ ترجیح دی تھی جبکہ ازلان نے ہمیشہ کی طرح کوٹ پینٹ ہی پہنا تھا کہ اس کو یہ فضولیات پسند نہیں تھیں اور اس کے مطابق یہ سب فقط وقت کا ضیاع تھا۔ اس نے تو یہاں آنے پہ بھی لاکھ بہانے بنائے تھے مگر مسز شاہ نے اسے اس بار سختی سے ڈپٹتے کچھ بھی بولنے سے منع کیا تھا اس کے بعد ناچار اسے اس تقریب میں آنا پڑا جہاں وہ دشمنِ جاں تھی۔

اور لڑکیوں نے ہلکے کام والے گراروں پہ گھٹنوں کو چھوتی شرٹس پہنی ہوئی تھی۔ سب ڈیزائنز میں قدرے مشابہت تھی مگر رنگ ایک دوسرے سے مختلف تھا اور مہندی کی نسبت سے پیلے رنگ کے امتزاج کا تھا۔ رسم شروع ہونے میں ابھی وقت تھا اسی لیے سب بڑے ایک جانب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ ساری لڑکیاں محرم

کی تیاری دیکھنے اس کے کمرے کی طرف چل دی تھی کیونکہ فلحال کوئی کام ان کی شایانِ شان نہیں تھا۔ لڑکے بھی لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اسی دوران اچانک صائم نے ازلان نے مخاطب کیا جو کسی نادیدہ نقطے پہ نگاہیں جمائے گہری سوچ میں غم تھا۔

"اور بھئی مجنوں صاحب کہاں غائب رہتے ہو آجکل۔ دکھتے ہی نہیں کیا چکر ہے آخر۔"

صائم کچھ مشکوک لہجے میں شرارت سے پوچھ بیٹھا۔

"کہیں بھی نہیں بس آجکل آفس میں کام تھوڑا زیادہ رہتا ہے تو اسی میں مصروف ہوں۔"

ازلان نے ایک نظر سب کو دیکھتے مختصر جواب دیا۔ زیادہ بات کرنا اسے خاص پسند نہیں تھا۔

"ایسے کونسے کام ہیں جواب تمھیں ہم سے ملنے کا بھی وقت نہیں۔"

صائم نے ایک بار پھر سے شکوہ کیا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل کچھ دنوں سے میٹنگز وغیرہ زیادہ تھی تو اس لئے۔"

ازلان نے اسکا شکوہ دور کرتے بات ختم کرنی چاہی۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہیں ازلان بھائی اب تو ہم ملتے رہیں گے کیا خیال ہے۔"

اب کے ایان نے باتوں میں حصہ لیا اس کا واضح اشارہ معاذ اور پریشے کی منگنی کی طرف تھا اور ساتھ میں معاذ سے رائے چاہی جس نے فقط گردن ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"ویسے معاذ بھائی آپ کو زیادہ جلدی نہیں تھی مطلب ازلان بھائی صائم بھائی کو ہی دیکھیں کیسے سکون سے اپنی لائف انجوائے کر رہے ہیں اور آپ نے اتنی جلدی منگنی کرلی۔"

ایان نے شرارت سے اس کی جانب دیکھتے طنز کے تیر چلائے۔اس کے سوال پر جہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری تھی وہیں ازلان اب بھی بالکل سنجیدہ تھا۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو گئی تھی۔

"بات تو تمھاری سو آنے ہے ایان اور یہ ان کی اپنی مرضی ہے ہو سکتا ہے انہیں کسی سے اب تک محبت نہ ہوئی ہو اور رہی جلدی کی بات تو پہلے تو میرا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن محبت پر کسی کا زور نہیں ہوتا کب کہاں ہو جائے اور اس معاملے میں ہر ایک کی اپنی سوچ ہے میری سوچ یہ ہے کہ اگر آپکو کسی سے محبت ہے تو آپ اسے اپنا بنا لو اس معاملے میں دیر کرنا مطلب خود سے گھاٹے کا سودا کرنا ہے کیونکہ کیا پتہ آپ کی دیر کرنے سے سب بدل جائے اور آپکی محبت کسی اور کی ہو جائے اسلئے آپکو جس سے محبت ہو اسے پا لو کچھ ایسا کرو کے وہ صرف آپکی ہو جائے کیونکہ اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے دیکھنا بلکل بھی آسان مرحلہ نہیں ہوتا سانسیں رک جاتی ہے گھٹن کا احساس بڑھ جاتا ہے۔تھکن سما جاتی ہے وجود میں بس اسی لئے اس معاملے میں میں نے جلدی کر لی کیونکہ دل پہ کسی کا ذور نہیں نہیں ہے۔"

معاذ نے مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تو سب کو اپنی طرف دیکھتا پایا لیکن عفان کی نظریں مسلسل ازلان کے چہرے کا طواف کر رہی تھی مگر اس کا چہرہ ہمیشہ کی طرح کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔ازلان کے وجود میں بھانبھڑ جلنے لگے جو سب معاذ نے کہا تھا وہی تو اس کے ساتھ ہوا تھا۔دیر ہی تو ہو گئی تھی ازلان کو اپنی محبت کو اپنا بنانے میں یا یوں کہہ لیں کہ قسمت کو شاید یہی منظور تھا۔عفان اپنی سوچوں میں ہی گم تھا کہ ازلان کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی جس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے۔

"میں اس بات پر تھوڑا سا اختلاف کرتا ہوں جیسے تم نے کہا کہ سب کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے تو میری یہ سوچ ہے کہ زندگی میں ہم جو چاہے ضروری نہیں وہ مل جائے کچھ چیزوں میں کچھ جگہوں میں اور کچھ حالات میں صبر یقینی ہے نا کہ اللہ کی رضا کے بغیر غلط راہ پہ چل پڑو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے یہ ہمارے لیے کوئی آزمائش ہو وہ ہمیں آزمانا چاہتا ہو کہ ہم کس حد تک اس میں کامیاب رہتے ہیں۔ مگر ہمیں اس ذات سے شکوہ بھی نہیں کرنا چاہیے بس سمجھنا چاہیے کہ شاید اللہ کی طرف سے یہ ہمارے لیے ایک امتحان ہے اور ہمیں اس میں کسی بھی حال میں پورا اترنا ہے۔ دنیاوی امتحانوں میں ہم ہر حد پار کر جاتے کہ ہم سب سے آگے نکل جائے سب سے اوپر ہم ہو تو پھر اللہ کیلیے ہم ایسے کیوں نہیں ہے۔ جب ہمیں کوئی چیز نہیں مل رہی ہوتی نہ تو ہم غلط راہ پہ چل پڑتے ہیں اور یہی بات اس ذات کو سخت ناپسند ہے۔ ہمیں ہر چیز میں تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ کیا پتہ اللہ کو ہمارا یہ صبر اس پہ یہ توکل اتنا پسند آجائے کہ وہ بنا کہے بنا کچھ سوچے ہماری جھولی میں وہ سب ڈال دے جس کی ہمیں چاہ ہے۔ اسلیے میں نے صبر کرنا سیکھ لیا ہے۔ ہاں درد ہوتا ہے بہت ہوتا ہے اتنا کہ ایسا لگتا ہے اگلا سانس نہیں آئے گا لیکن میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو میرے اللہ کو ناگوار گزرے۔"

ازلان جو بے دھیانی کی کیفیت میں سب کچھ بول گیا تھا سب کی حیران نظریں خود پہ محسوس کر کے اسے ایک دم سے اپنی کوتاہی کا شدت سے احساس ہوا تھا تبھی اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سب نا سمجھی سے ابھی تک اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ تو ابھی کیا بولا۔"

صائم اس کے پاس آتے ہوئے تیز لہجے میں بولا۔

"میں نے کچھ بھی نہیں وہ بس کہی پڑھا تھا یہ تو منہ سے بے دھیانی میں نکل گیا۔"

اذلان ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے بولا اور بنا کسی کی جانب دیکھے سب سے نظریں چراتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔سب کی مشکوک نگاہیں اس کی پشت پہ جمی تھی کیونکہ ایسے ہی تو کسی کے منہ سے ایسی باتیں نہیں نکلتی۔اذلان کا نظریں چرانا وہاں سب کو حیرت میں ڈال چکا تھا سوائے عفان کے۔

"افففف یہ کیا کرنے لگا تھا میں۔ایک تو رسم بھی یہی ہونی تھی اتنا مشکل ہے اسے کسی اور کے نام سے منسوب ہوتے دیکھنا۔پتہ نہیں آپ کی اس میں کیا حکمت ہے اللہ جو مجھے بار بار لا کر اسی دوراہے پہ کھڑا کر دیتے ہیں۔"

اذلان اپنے دکھتے سر کو مسلتے ہوئے بے دھیانی کہ کیفیت میں لان کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اچانک کسی سے زوردار تصادم کی صورت میں وہ بری طرح لڑکھڑایا تھا۔محرم جو صائم کو ہر جانب ڈھونڈتے ایک ہاتھ میں اپنا پیروں کو چھوتا فراک سنبھالے چہرے پہ ڈھیروں اضطراب لیے اپنے دھیان میں چل رہی تھی کسی سے تصادم کی صورت سے اس سے پہلے کے وہ توازن کھوتی دو مضبوط ہاتھوں نے سرعت سے اسے سہارا دیتے سنبھالا تھا۔اگلے ہی لمحے ہر جانب سکوت چھا گیا تھا اذلان بنا پلک جھپکائے یک ٹک اس کے حسین روپ کو تکتے آنکھوں کے رستے اندر اتار رہا تھا جو پلم اور پیلے امتزاج کا پیروں کو چھوتا فرام پہنے ڈوپٹہ سر پہ سیٹ کیا ہوا تھا۔پھولوں کے آویزے پہنے ماتھے پہ ٹیکا سجائے وہ ظالم لڑکی اپنے ہوش ربا حسن سمیت اس کے سامنے موجود تھی اور اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔ابھی ٹکر لگنے کی بدولت وہ ٹیکا ذرا سا اپنی جگہ سے ہل گیا تھا۔اذلان کا شدت سے دل چاہا کہ وہ اس ٹیکے کو اپنے ہاتھ سے ٹھیک کرے لیکن فوراً ہی اپنے خیال کو جھٹک دیا کیونکہ وہ اس پر ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔اپنے مضبوط ہاتھوں پہ نرم و ملائم ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے وہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا جو مسلسل اپنے بازو اس کی گرفت سے نکالنے کیلیے

ہلکان ہو رہی تھی۔ چہرے پہ بے چینی صاف چھلک رہی تھی۔ چوڑیوں کی چھن چھن کی آواز پہ اذلان نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر کھولا تھا کیونکہ اسی آواز نے اس خاموش ماحول میں ارتعاش پیدا کیا تھا۔ وہ سرعت سے سیدھا ہوا۔

"اوہ ایم سوری۔"

اذلان نے فوراً شرمندہ ہوتے ہوئے اپنے ہاتھ ہٹائے تو وہ بھی اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔ آج پھر وہ اسے بچانے کی خاطر کہی سے بھی آ گیا تھا۔ ایسا کیسے ممکن تھا کہ جب وہ کسی مشکل میں ہوتی ایک یہی شخص اس کی مدد کو پہنچتا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔"

وہ نرمی سے کہتے اس سے پہلے وہاں سے جاتی کچھ یاد آنے پر وہی رکی اور اس کی جانب دیکھا۔

"سنیں وہ آپ نے صائم بھائی کو کہی دیکھا ہے میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں مل نہیں رہے۔ اگر آپ کو معلوم ہے تو مجھے بتا دیں پلیز۔"

محرم اسے دیکھ کر پریشانی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔ اذلان نے اس احساس کو ہی آنکھیں موند کر مسکراتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

"جی وہ ادھر لاؤنج میں ہی ہے۔"

اس کے طرزِ مخاطب پہ جہاں اذلان کے چہرے پہ بھولی بھٹکی مسکراہٹ در آئی وہی ساتھ ہی اس کی بات کا جواب دیا مبادہ پھر سے ہوش و حواس نا کھو دے اسے دیکھ کر۔ یہ اس کی محرم کے ساتھ باقاعدہ پہلی گفتگو تھی جو اس نے خود اسے مخاطب کیا تھا۔ اذلان کا دل چاہا کہ کاش یہ وقت یہی تھم جائے اور یہ لڑکی اس کے نصیب میں لکھ دی جائے مگر کچھ دعائیں قبول ہونے کا وقت نہیں رہتا اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ محرم اس کا شکریہ ادا کرتی آگے کی

جانب بڑھ گئی اور اذلان اس کی پشت کو حسرت سے جاتا دیکھتا رہا۔ یہ منظر پلر کے پیچھے چھپی دو آنکھوں نے چھبتے ہوئے انداز میں دیکھا تھا اور اپنا غصہ دل میں دباتے ہوئے مکروہ مسکراہٹ سمیت وہاں سے نکلتا چلا گیا کیونکہ اب وہ آخر کار کسی فیصلے پہ پہنچ چکا تھا۔اب بس اس پہ عمل پیرا ہونا باقی تھا۔

صائم سے بات کرتے وہ پر سکون سی اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ عین اسی وقت ناجانے فائق اس کے راستے میں حائل آگیا۔اس کے اچانک سامنے آجانے سے محرم کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی۔ چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔اسے کچھ اور ناسوجھا تو ہولے سے سلام کرتے نگاہیں اطراف میں گھمانے لگی جیسے اس سے زیادہ ضروری کام کوئی ہو ہی نہیں۔ فائق کو غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گیا۔

"ابھی اس انسان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی کونسی معشوقیاں لڑا رہی تھی جواب میری جانب دیکھنے سے بھی اجتناب برت رہی ہے۔"

وہ دل ہی دل میں تنفر بھرے لہجے میں بولتے سر جھٹک گیا۔اس کیلیے نفرت کا گراف مزید بڑھا تھا۔

"ناٹ بیڈ۔ ویری نائز۔"

فائق کی ستائشی آواز پہ محرم نے ناسمجھی سے سر اٹھا کہ اس کی جانب دیکھا تو وہ اسے ہی سراہ رہا تھا۔ محرم اس کے اس طرح دیکھنے پر گھبرا گئی البتہ وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

"جی کیا ہوا۔"

محرم ہونق زدہ سی ہکلاتے لہجے میں بولی۔ فائق نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں سراہ رہا ہوں تمہاری خوبصورتی کو تک رہا ہوں حسین لگ رہی ہو۔"

اس سے پہلے کہ وہ اس کی خوبصورتی میں بہکتے اس کا سرخ و سفید ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا محرم کانپتے لبوں کو دانتوں تلے دباتی بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ دل کی دھڑکن سست چل رہی تھی۔ فائق محرم کے اس طرح بھاگنے پہ بے حد بدمزہ ہوا تبھی شرربار نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھتے غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

"کوئی نہیں جتنا بھاگنا ہے بھاگ لو آنا تو تمہیں میرے ہاتھ میں ہی ہے۔ ایسی چوٹ دوں گا کہ ساری عمر تڑپتی رہ جاؤ گی بن پانی کی مچھلی کی مانند۔"

فائق دل ہی دل میں شیطانیت سے سوچتے زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

مہمانوں کی آمد اور منگنی کی رسم کا وقت ہوتے دیکھ سب نے تقریب کا آغاز کرنے کا سوچا اور عفان باقی سب کو جانے کا کہتے ازلان کو دیکھنے کے لئے اندر کی طرف بڑھ گیا کہ اس کے وہاں سے جانے کے بعد ازلان اب تک واپس نہیں لوٹا تھا۔

دوسری طرف سب لڑکیاں بھی پریشے کے ساتھ نیچے آ چکی تھیں۔ سب سے پہلے پریشے اور معاذ کو اسٹیج کی جانب لے جایا گیا تاکہ منگنی کی رسم ادا ہو سکے۔ معاذ کی جانب عزہ ہاتھ میں انگوٹھی کی تھال لیے کھڑی تھی جبکہ پریشے کی طرف محرم کھڑی تھی۔ پریشے نے ہی محرم کو اپنی طرف کھڑے ہونے کی خاص ہدایت کی تھی جس کی بدولت وہ کچھ کچھ گھبرا بھی رہی تھی مگر اب اس کی ماننا بھی ضروری تھا مراد صاحب کی تاکید پہ جوں ہی معاذ پریشے کا ہاتھ تھامتے اسے انگوٹھی پہنانے لگا اچانک عفان سامنے آتے اس کے عین درمیان میں کھڑے ہوتے آنکھیں پٹپٹانے لگا اور معاذ کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ سب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے جب چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں شرارت سجائے وہ معاذ سے مخاطب ہوا۔

"یہ کیا طریقہ ہے معاذ۔"

وہ سرد انداز میں بولتے کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ معاذ نے پریشان نگاہوں سمیت سب کی جانب دیکھا۔ عفان نے یہ کہتے ایک نظر سب کو دیکھا جو پریشان نظروں سے اسی کو دیکھ رہے تھے۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنا بازو اس کی گلے میں حمائل کر چکا تھا۔

"کیا بہت زیادہ جلدی ہے تمھیں۔"

اس کے اس طرح معصومیت سے کہنے پر سب ہلکے پھلکے ہوئے وہی پورے لان میں سب کے فلک شگاف قہقہے گونجے۔ اس لڑکے نے سچ مچ جان نکال کر رکھ دی تھی۔

"سدھر جاؤ عفان۔"

اسی لمحے لان کی فضا میں دو آوازیں بیک وقت گونجی تھی۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ اذلان اور محرم نے آنکھوں میں بے تحاشہ حیرانی لیے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور خواہمخواہ ہی شرمندہ سے ہو گئے۔

"ارے واہ کیا اتفاق ہے آپ دونوں کی سوچ کتنی ملتی ہے نا۔ اور اب جب دو لوگوں نے ایک ساتھ بول ہی دیا ہے کہ سدھر جاؤ تو پنکھ میرا مطلب بھائی سدھر ہی جائیں۔"

عزہ انہیں شرمندہ ہوتا دیکھ پہلی لائن حیران ہوتے اور آخری بات دانت پیستے ہوئے بھائی پر زور دیتے ہوئے بولی۔ جہاں سب اس کی بات پر مسکرائے وہیں فائق نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کر دے۔ یہ تقریب اس کی تھی مگر وہ تو کہی بھی نہیں تھا کسی کام میں پیش پیش نہیں تھا۔ اس

نے ایک نظر اپنے ماں باپ کو دیکھا جو ان کی خوشی میں برابر طور پہ شریک تھے۔ عفان نے عزہ کو زبردست گھوری سے نوازا جس کا بالکل اثر لئے بنا وہ دوبارہ گویا ہوئی۔

"اب ہٹیں بھی منگنی کی رسم ہونے دیں معاذ بھائی آپ پہنائیں نا رنگ۔"

اس نے ایک ادا سے اسے جھڑکتے معاذ کو حکم صادر کیا تو وہ تو تھا بھی اس معاملے میں حکم کا غلام سرعت سے سر ہلاتے آگے بڑھا اور عفان کو دیکھ کر دانت کچکچائے۔

"کر لے بیٹا ابھی سارے ڈرامے تیری باری سارے بدلے پورے کرونگا میں۔ نا تجھے تیری نانی یاد دلائی تو میرا نام بھی معاذ نہیں۔"

یہ کہتے ہی معاذ نے ایک بار پھر پریشے کو انگوٹھی پہنانی چاہی مگر پھر سے عفان بیچ میں آیا۔

"جب کی جب دیکھیں گے نا ابھی یہ بتا اتنی جلدی کیوں ہے آرام سے پہنا دینا کہیں نہیں جا رہے ہم لوگ۔"

اس کی دوبارہ وہی بات دہرانے پہ پریشے کے ساتھ باقی سب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی وہی عزہ نے اپنا ماتھا پیٹا۔

"بس کریں نا آپ دونوں ابھی دوسرا فنکشن بھی کرنا ہے جب باقی باتیں کر لیجیئے گا۔"

اس کی بات سنتے واقعی وہ دونوں بھی اب کی بار سنجیدہ ہوئے۔ کچھ ساعتوں بعد دونوں نے ایک دوسرے کے انگوٹھیاں پہناتے تبادلہ کی تھا۔ سب کی تالیوں کی گونج اور میوزک کی مدھم سی آواز میں ماحول مزید خوشگوار ہو گیا۔

منگنی کی رسم اختتام پر پہنچی تو محرم کی مہندی کی رسم کیلیے افراتفری پھیل گئی تمام لڑکیاں محرم کو اپنے ساتھ لیے کمرے میں چل دی تا کہ مہندی کے حساب سے تیار ہو سکیں اور جو اس کو بھی ہلکا ہلکا سنوار دیں۔ مہندی کا سارا سامان

محرم کے سسرال والوں کی جانب سے تھا پیلے رنگ کی گھٹنوں کو چھوتی قمیض اور ساتھ شرارا جس پہ ہلکا پھلکا کام ہوا تھا ساتھ سونے کا انتہائی خوبصورت سیٹ تھا اس کو دیکھ کر سب کے منہ سے کورس میں واؤ نکلا تھا کیونکہ وہ لگ ہی اس قدر حسین رہا تھا۔ سب کی آنکھیں ستائش سے پھیل گئی۔

"افف آپی بہت پیارا ہے سب کچھ جلدی تیار ہو جائیں آپ پہ یہ سب بہت خوبصورت لگے گا۔"

آیت بے صبرے پن سے بولی تو سب اس کے جذباتی پن پہ ہولے سے ہنس دیے۔

"پریشے تم بھی ڈریس چینج کرو۔"

محرم اس کے منگنی کے لحاظ سے سوٹ کو دیکھتے ہوئے بولی۔ اس نے پہلے منگنی کی وجہ سے گھٹنوں کو چھوتا ہلکے کام والا فراک زیب تن کیا ہوا تھا مگر اب وہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح کا لباس پہننے والی تھی۔

"ہاں بس جا رہی ہوں۔"

وہ عزہ سے اپنے لہنگے کا پوچھ کر دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ادھر سب محرم کو تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ محرم نے پہلے ہی سب کو ہلکا پھلکا میک اپ کرنے کی تاکید سختی سے کر دی تھی۔

"افف بس کرو عزہ آیت کتنا میک اپ کرنا ہے۔"

محرم ان کو دونوں کو دیکھ کر چڑ کے بولی جو تقریباً آدھے گھنٹے سے پتہ نہیں اس کے منہ پہ کیا تخریب کاریاں کر رہی تھی۔

"آپی بس لاسٹ دو منٹ رکیں۔"

آیت منت کرنے والے انداز میں بولی اور ساتھ ہی اس کے بالوں میں کرلز ڈالتے ہیئر سٹائل بنانا شروع ہو گئی۔ محرم اس کی بات پہ اکتا کر تھک ہار کر کرسی سے پشت ٹکا گئی۔

"تیار نہیں ہوئی ابھی۔"

پریشے جیسے ہی ڈریس تبدیل کر کے کمرے میں بولتے ہوئے داخل ہوئی محرم کو دیکھتے باقی الفاظ منہ میں رہ گئے۔

"ماشاءاللہ بہت حسین لگ رہی ہو محرم۔"

پریشے فراخدلی سے اس کی تعریف کرتے ہوئے بولی

تو محرم اس کی بات پہ بے ساختہ جھینپ سی گئی۔ اس نے ابھی تک خود کو آئینے میں تفصیل سے نہیں دیکھا تھا کیونکہ ان دونوں نے اسے دیکھنے ہی نہیں دیا تھا۔

"چلو میں نیچے جاتی ہوں حجاب چلی گئی ہے بعد میں لڑے گی کہ مجھے اکیلا چھوڑ دیا تم دونوں آجانا۔"

پریشے ان دونوں کو ہدایت کرتے ہوئے اپنا گرارہ سمیٹتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"میں ایک منٹ میں آئی۔"

عزہ کو نا جانے ایک دم سے کی یاد آیا جو وہ فوراً ہی کمرے سے بھاگنے کے انداز میں باہر نکلی۔ آیت بھی کندھے اچکاتے ہوئے میک اپ سمیٹنے لگی۔ اسی دوران کمرے کے دروازے پہ ہولے سے دستک ہوئی تھی۔ محرم نے چونک کر دروازے کو دیکھا

"آیت ذرا دیکھنا کون ہے میں جوتے کا سٹریپ بند کر لوں۔"

محرم مصروف سے انداز میں بولی۔اس نے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے ایک نظر آئینے میں تنقیدی نگاہ خود پہ ڈالی تھی۔

"ایک منٹ آئی۔"

آیت نے وہی کھڑے کھڑے آواز لگائی اور دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔دروازہ پھر سے بجا تو آیت دانت پیستے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔

"کیا مسئلہ ہو۔"

دروازے پہ کھڑے صائم کو دیکھتے ہی اس کی آواز گلے میں ہی دب گئی۔

"کیا ہوا صائم بھائی میں نے آواز لگائی بھی تھی کہ رکیں لیکن آپ دروازہ پھر سے نوک کر رہے تھے۔"

صائم تو بس اس کی فراٹے بھرتی زبان دیکھتا رہ گیا جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"محترمہ مجھے کچھ بولنے دیں گی تو میں بولنا پسند کروں گا نا۔"

صائم اس کی صورت دیکھ طنزیہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولا۔

"کیا ہوا بھائی۔"

محرم ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔تیار کھڑی محرم کو دیکھ کر صائم کے چہرے پہ بہت دلکش مسکراہٹ ابھری تھی۔اس نے آگے ہوتے بے ساختہ اسے سینے میں بھینچا۔محرم نے بھی اسے مسکرا کر دیکھا۔

"بس موصوف مجھے دیکھ کر ہی مرچیں چباتے ہیں باقیوں کے سامنے تو شہد ٹپکتا ہے۔"

آیت بڑبڑانے والے انداز میں جل کر بولی۔

"بھائی آپ چلیں ہم آرہے ہیں بس آپی کو لے کر۔"

عزہ جو ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی صائم کو دیکھ کر مسکراتے لہجے میں بولی تو صائم سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"چلیں آپی۔"

عزہ نے محرم کو مخاطب کیا جو مسلسل ہاتھ مسل رہی تھی۔

"ہاں چلو۔"

محرم خود میں ہمت جمع کرتے ہوئے بمشکل مسکراتے ہوئے بولی جب کہ دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔ آیت اور عزہ محرم کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے تسلی دیتے اسے اپنے حصار میں لیتے باہر کی جانب چل دی۔

"آپی ریلیکس رہیں آپکی بہنیں آپ کے ساتھ ہی ہیں۔"

آیت محرم کا ہاتھ دباتے ہوئے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی تو محرم طمانیت سے مسکرا دی۔

محرم کو لا کر جھولے پہ بٹھایا گیا جو کہ گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ تحریم بیگم نے تو اس کی بلائیں ہی لے ڈالی۔ رسم کی شروات ہوتے ہی ازلان سے وہاں مزید ٹھہرنا بہت مشکل ہو گیا وہ وہاں سے جانا چاہتا تھا لیکن مسز شاہ نے اسے بہت مشکل سے روکا ہوا تھا کہ اس طرح اچانک جانا بلکل اچھا نہیں لگتا۔ ان کی بات پہ ازلان بے بسی سے ان پہ ایک نظر ڈال کر رہ گیا جو اس کے دل کا حال سمجھنے سے قاصر تھی۔ اسے اپنا ذہن ماؤف ہوتا محسوس ہوا وہ سمجھنے سے قاصر تھا یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ جس کو وہ چاہتا تھا اسے اسی کی شادی میں شرکت کرنی پڑ رہی تھی۔ اس لیے وہ کال کے بہانے سے فون کان پہ لگائے وہاں سے باہر کی طرف بڑھ گیا تا کہ مزید

دشواری کا سامنا نا ہو۔ مہندی کی رسم کیلیے فائق کو بھیء محرم کے ساتھ ہی بٹھا دیا گیا چونکہ کل ہی نکاح تھا تو ان سب نے مہندی کی چھوٹی سی تقریب رکھ لی تھی۔ فائق کے ساتھ بیٹھتے ہی محرم خود میں ذرا سا سمٹ کر بیٹھ گئی جو کہ فائق کو شدید نا گوار گزرا۔ اسے یہ بات اپنی انا پہ تازیانے کی مانند لگی تھی۔ باہر ہر لڑکی اس کے پہلو میں بیٹھنے کی خواہش مند تھی اور یہاں اس لڑکی کو اس کے پہلو میں بٹھایا گیا تھا تو وہ اس سے دور جا رہی تھی۔

رسم کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے بڑوں نے آکر باری باری تیل اور مہندی لگائی اور اس کے بعد معاذ اور پریشے کو سب ینگ پارٹی نے ایک ساتھ بھیجا۔ پریشے شرمائی گھبرائی سی معاذ کے پہلو میں چلتی رسم کرنے چلی گئی۔

"یہ اذلان کہاں چلا گیا اس کا فون زیادہ ہی لمبا ہو گیا ہے۔"

مسز شاہ کی بات سن کر عفان نے بے بسی و بے کسی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔ وہ خود بھی بکھرا ہوا تھا کہ وہ اپنے بھائی کیلیے اتنا بھی نہیں کر پایا وہ تو اذلان پہ حیران ہوتا تھا کہ وہ اتنا سکون میں کیسے ہیں۔ کیا اسے تکلیف نہیں ہوتی اپنی محبت کو کسی اور کے پہلو میں بیٹھا دیکھ یا یہ سب بہت آسان ہے لیکن وہ یہ بات شاید فراموش کر گیا تھا کہ اللہ پہ یقین پختہ ہو تو بڑی بڑی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور مشکلات آسانیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بے سکون دلوں کو سکون آجاتا ہے اور یہاں اذلان کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا البتہ کبھی کبھی برداشت نہیں ہوتا تھا جیسے ابھی نہیں ہوا تھا۔ اسے یہ بات اچھے سے اذبر تھی کہ وہ اذلان بہانے سے باہر گیا ہے۔ وہ ابھی انہی سوچوں میں غلطاں تھا کہ ایان کے بلانے پہ ہوش کی دنیا میں لوٹا جو اسے کوئی اشارہ کر رہا تھا۔

"ہاں کیا ہوا۔"

عفان ایان کی طرف متوجہ ہوا۔

"چلواب ہماری باری ہے۔"

ایان نے اسے دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی تو عفان بھی سب باتوں کو جھٹک کر اس کی بات سمجھتے کھل کر ہنس دیا۔اسی دوران فائق ایک ضروری کال سننے کی خاطر ان سب سے معذرت کرتا ہوا ایک جانب ہو گیا کیونکہ یہاں شور ہونے کی بدولت مقابل کی بات ٹھیک سے سمجھ نہیں آرہی تھی۔اس کے جاتے ہی ایان اور عفان محرم کے دائیں بائیں جھولے پہ آکر بیٹھ گئے اور محرم کو دیکھ کر ہولے سے مسکرا دیے۔ محرم کو ان دونوں کی مسکراہٹ بے تحاشہ کھٹکی تھی۔

"ہم بھی تھوڑا سا شغل میلہ لگا لیتے ہیں آخر کو بھائی ہے ہم بھی دلہن کے۔"

ایان دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔

"جلدی کرو تم لوگوں کی فضولیات کیلیے ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس۔"

عزہ ناک منہ چڑھا کر بولی۔

"تم اب ہماری محبت کو فضولیات کہہ کر ہمارے احساسات کی توہین کر رہی ہو لڑکی۔"

عفان ڈرامائی انداز میں مسکین سی صورت بنا کر بولا۔عزہ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"چلو ایان ہم چلتے ہیں۔"

وہ اپنے مصنوعی آنسو پونچھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ایان کو بھی ساتھ چلنے کا اشاری کیا۔ محرم حیران پریشان سی انکو دیکھ رہی تھی جس کی دہائیاں عروج پہ تھی اسی دوران ان دونوں نے اچانک ابٹن سے ہاتھ بھر کر محرم کے منہ پہ

لگا دیا۔ان کی حرکت پہ جہاں سب لڑکیوں کے منہ حیرت سے واں ہوئے وہی محرم شاک کی سی کیفیت میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جو آنکھیں پٹپٹاتے دانتوں کی نمائش کرنے میں مصروف تھے۔

"یہ کیا تھا۔"

محرم ماتھے پہ بل ڈال کر سکتے کے عالم میں بولی۔

"یہ ہماری آخری شرارت تھی۔"

ایان اور عفان ایک کورس میں مودبانہ لہجے میں گویا ہوئے باقی سب مسلسل مسکراہٹ دبانے میں مصروف تھے کیونکہ محرم کو انہوں نے اچھے خاصے ابٹن سے بھر دیا تھا۔

"تم دونوں باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے۔"

محرم ٹشو سے منہ صاف کرتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔

"اچھا پیاری بہنا۔"

عفان فوراً سے بیشتر شریف بن کر بولا جیسے اس سے زیادہ معصوم اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔نا چاہتے ہوئے بھی محرم کی ہنسی نکل گئی۔

فائق جو فون سنتے واپس اندر آیا تھا اس نے دانت پیستے ہوئے محرم کے کھلکھلاتے چہرے کو دیکھا۔ایان نے سہولت سے اسے بیٹھنے کی جگہ دی اس سے پہلے کہ فائق جھولے پہ جا کر براجمان ہوتا عفان نے بروقت اپنی ٹانگ آتے کی جس کی بدولت وہ بری طرح توازن کھوتے زمین بوس ہوا۔اس کے اچانک گرنے پہ چاروں اطراف میں سکوت چھا گیا۔محرم نے اپنے دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جما لیے تھے۔

"ارے کوئی اٹھائے نا اس گرے ہوئے فائق کو۔"

عفان کے ڈرامائی انداز پہ عزہ بخوبی سمجھ گئی کہ یہ حرکت اسی کی تھی تبھی کھل کر ہنس دی مگر تحریم بیگم کی گھورتی نگاہوں سے اس کی ہنسی کو بروقت بریک لگی۔ فائق کو سہارہ دے کر بٹھاتے ان دونوں نے تمیز کے ساتھ رسم کی اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے البتہ فائق کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ مشکل جبڑے بھینچے وہاں بیٹھا ہوا تھا معاً اس کی نگاہ اسی جانب آتے اذلان کو دیکھتے چمک اٹھی۔ لبوں پہ دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔ اصل کھیل تو اب شروع ہونے والا تھا۔

"یہ ہماری رسم نہیں کریں گے کیا۔"

فائق نے سب کو اذلان کی طرف متوجہ کرایا تو عفان نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرا مطلب ہے سب نے کی ہے صرف یہی رہ گئے اس لیے کہا ہے میں نے۔"

فائق نے عفان کی گھورتی نگاہوں کو دیکھ فوراً تصحیح کی تو عفان نے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی۔

"آپ۔"

اس سے پہلے کے عفان کچھ بولتا اذلان کو اپنی طرف آتا دیکھ حیران رہ گیا جو مضبوط چال چلتے انہی کی جانب آرہا تھا۔ اذلان نے سنجیدگی سے کھڑے فائق کو تیل لگایا اور محرم کے سر پہ ہاتھ رکھتے ایک جتاتی نگاہ فائق پہ ڈالی۔ فائق اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھ گڑبڑا گیا۔

"خوش رہیں۔"

وہ اپنے مخصوص سپاٹ لب و لہجے میں بولا۔ اپنے سر پہ موجود اس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ محرم نے صاف محسوس کی تھی۔

"تھوڑی دیر بیٹھے تو سہی اتنی بھی کیا جلدی ہے۔"

فائق کا انداز اذلان کو ٹھٹھکنے کر مجبور کر گیا لیکن جلد ہی سر جھٹکتے اس کی بات کو کھاتے میں لائے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا کیونکہ اس سے زیادہ دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ فائق اپنی اس قدر بے عزتی پہ کھول کر رہ گیا۔ اسی طرح چند مزید رسومات کے بعد مہندی کی رسم کا اختتام ہوا تھا تقریباً گھنٹے بعد کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرتے مسٹر ولید اور ان کی فیملی سب سے اجازت لے کر اپنے گھر کو چل دیے کیونکہ کل نکاح تھا اور گھر میں بہت کام تھا جو انہیں وقت پہ نپٹانے تھے۔ ایان اور عفان نے سب سے جانے کے بعد بھی بہت شور مچایا تھا۔ سب ینگ پارٹی کی وجہ سے محفل زعفران بن چکی تھی اور سب بڑے ان کو دیکھ کر مسلسل مسکرا رہے تھے۔ انہی باتوں اور ہلے گلے کے درمیان محفل برخاست ہوئی۔

****

پریشے اپنے کمرے میں بیڈ پہ ٹانگیں لٹکائے بیٹھی اپنے ہاتھ میں جگ مگ کرتی انگوٹھی کو دیکھ کر مسلسل مسکرا رہی تھی۔ آنکھوں کے دریچے میں پھر سے وہی منگنی کا منظر لہرایا تو وہ کھل کر ہنستے شرما گئی۔ معاً موبائل بجنے کی آواز نے اس کی سوچوں کا تسلسل توڑا تھا۔ اس نے چونک کر موبائل کی سکرین کو دیکھا مگر موبائل پہ سر کالنگ دیکھ کر پریشے کے چھکے چھوٹ گئے لیکن پھر ہمت مجتمع کر کے فون اٹھاتے جوں ہی کان سے لگایا مگر آگے سے کوئی جواب نا موصول ہوا۔

"ہیلو۔"

تھوڑی دیر یوں ہی خاموشی چھائی رہی لیکن اس خاموشی کو پریشے کی جھنجھلاتی آواز نے توڑا۔

"شکر ہے کوئی بولا تو میں سمجھا شاید منگنی کے بعد زبان کسی کو ادھار دے دی ہے۔"

جواباً معاذ کی شوخ آواز اس کی سماعتوں میں اتری تو وہ خفت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔

"جی سر۔"

ہمیشہ کی طرح پریشے نے بدحواسی میں الٹا سیدھا بول تو دیا جس کا اندازہ اسے بولنے کے بعد ہوا تھا۔اس کی بات پہ فون پہ معاذ کا قہقہہ گونجا تو پریشے خجل سی ہو گئی۔

"خوش ہیں آپ۔"

معاذ کی گھمبیر آواز فون پہ گونجی تو وہ اپنا خشک پڑتا حلق تر کر گئی۔

"جی سر میرے مام ڈیڈ نے جو بھی میرے لیے کیا ہو گا سوچا ہو گا اچھا ہی سوچا ہو گا۔"

پریشے نے طمانیت سے جواب دیا اس کے اتنے اعتماد پر معاذ کے اندر سکون کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"ویسے یہ سر کا دم چھلا کب ہٹے گا۔"

معاذ نچلا لب دانتوں میں دباتے ہوئے شریر لہجے میں بولا۔پریشے کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"وہ اوکے سر پھر بات ہو گی مجھے شاید مام بلا رہی ہیں۔"

وہ معاذ کے سوال پہ گھبراتے ہوئے سرعت سے کال کاٹتے آنکھیں میچ گئی مبادہ وہ پھر کوئی ایسا ویسا سوال پوچھ کر اس کی حالت غیر نا کر دے۔اس کی برجستہ حرکت پہ معاذ دلکشی سے ہنس دیا۔

****

خان ہاؤس میں معمول سے زیادہ چہل پہل تھی کیونکہ آج نکاح کی رسم انجام پانی تھی۔گھر کے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا روشنیوں سے جگ مگ کرتا لان بہت خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا چونکہ نکاح پہ بھی زیادہ لوگ نہیں تھے اسلیئے اس کا انتظام بڑے پیمانے پر نہیں کیا گیا تھا تبھی ان لوگوں نے گھر کے لان میں ہی تقریب کرنے کو ترجیح دی تھی۔سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے آیت چونکہ یہی رکی تھی تو وہ حجاب اور عزہ ایک کمرے میں تیار ہونے میں مصروف تھی۔بیوٹیشن بھی محرم کو تیار کرنے آچکی تھی تبھی ماہرانہ انداز میں اس کے چہرے کو مزید خوبصورت بنانے میں مصروف تھی۔

"میم آپ تھوڑا سا سیدھی ہو جائیں دوپٹہ سیٹنگ رہ گئی ہے۔"

محرم جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی بیوٹیشن کی نرم آواز پہ ہوش میں آتے سر ہلا گئی۔

"کیا ہوا ہو گیا کیا۔؟"

کچھ دیر بعد محرم اس کے ہاتھوں کی حرکت رکتی دیکھ خود کا سجا سنورا سراپا آئینے میں دیکھ کر بولی۔ڈیپ سرخ رنگ کے بے حد نفیس اور خوبصورت لہنگا جس پر نایاب موتیوں کا کام ہوا تھا بلاشبہ وہ عروسی لباس اس کے قدرتی سرخ و سفید رنگت پر بہت جچ رہا تھا جیولری کے نام پہ ماتھے کے ایک طرف جھومر ناک میں نتھ پہنی ہوئی تھی جو کہ اس کے لبوں کو چھو رہی تھی جھمکے اور ہلکا سا نیکلس جو اس کی صراحی دار گردن پہ بہت جچ رہا تھا۔

وہ بلاشبہ حسین تھی لیکن دلہن بن کر اس پر عجب روپ چڑھا تھا کہ چاہ کر بھی اس پر سے نظر ہی نہیں ہٹ رہی تھی یہاں تک کہ خود بیوٹیشن اس کی کئی بار تعریف کر چکی تھی۔

"میم بس دوپٹہ سیٹ ہو گیا۔"

وہ آخری پن لگاتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔ محرم ہلکے پھلکے انداز میں مسکرائی۔اسی دوران کمرے میں تحریم بیگم داخل ہوئی اور محرم کو دیکھتے ساتھ ہی اس کی بلائیں لے ڈالی۔

"اللہ پاک آپکے نصیب بھی آپکی طرح پیارے کریں"

وہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے ممتا بھرے لہجے میں بولی۔اب وہ اپنے ہاتھوں سے محرم کو ہاتھوں میں چوڑیاں پہنارہی تھی۔ محرم نے بڑی مشکلوں سے اپنے آنسوؤں پہ پل باندھا تھا۔ پتہ نہیں دل ہی حالت بہت عجیب ہو رہی تھی۔اس نے کھڑکی کے پار سے دکھائی دیتے آسمان کو دیکھتے دل ہی دل میں اپنے لیے دعا مانگی تھی۔

****

"میں جا رہی ہوں محرم آپی کے پاس وہ تیار ہو گئی ہو نگی۔"

عزہ اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے بولی۔ گرے رنگ کا انتہائی نفیس فراک زیب تن کیے ڈوپٹہ ایک شانے پہ ٹکایا ہوا تھا۔

"رک جاؤ ہم بھی ساتھ ہی جائیں گے۔"

آیت اپنی لپ اسٹک کو آخری ٹچ دیتے ہوئے مصروف سے لہجے میں بولی۔

"تم تیار ہو جاؤ آج کی تاریخ میں آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے اپنے ہونٹوں پہ لپ اسٹک کو ہی سجائی جا رہی ہو۔"

حجاب جو جوتے کا سٹریپ بند کر رہی تھی اسے دیکھتے ہوئے چڑ کر بولی جو مسلسل دس منٹ سے ہونٹوں کو ہی رگڑنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"بس کر جاؤ تم فضول میں ہانکی جاتی ہو اب میں کیا خوبصورت بھی نا لگوں۔ چلو عزہ۔"

آیت اس کی بات پہ ناک منہ چڑھا کر بولی اور عزہ کی جانب متوجہ ہوئی لیکن عزہ میڈم تو وہاں سے غائب تھی۔

"لو چلی گئی ہے وہ اٹھ جاؤ اب موٹی ایلفی لگ گئی ہے کیا۔"

آیت اس کے مسلسل بیٹھنے پر چوٹ کرتے ہوئے بولی۔ حجاب نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"موٹی کس کو بولا تم نے میں تمہیں کہاں سے موٹی لگتی کبھی اپنا آپ دیکھا ہے تم نے چِبر بو تھی لگتی ہو۔"

حجاب کے منہ میں جو آیا بول گئی لیکن اپنے بولے ہوئے الفاظ پر غور کرتے ہوئے بعد میں خود ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

"تم دفعہ ہو جاؤ میں جا رہی ہوں۔"

آیت پیر پٹختے ہوئے کمرے سے جانے لگی لیکن اگلے ہی لمحے پیچھے سے ہی حجاب نے اس کے گردن کے گرد بازو حائل کرتے اس کا گال چوما تھا اور اسے ساتھ لیتے محرم کے کمرے کی طرف چل دی۔ آج ان سب نے ہلکے کام والے سوٹ پہننے کو ترجیح دی تھی۔ عزہ نے گہرے رنگ کا حجاب سی گرین اور آیت پستہ رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھی اور یہ رنگ ان کی شہابی رنگت پر خوب جچ رہے تھے۔ وہ لوگ جیسے ہی محرم کے کمرے میں پہنچی تو محرم کو تیار شیار دیکھ آنکھیں چمک اٹھی۔ وہ بھاگنے والے انداز میں ان کی جانب پہنچی۔

"واؤ آپی بہت حسین لگ رہی ہے آپ اور اکیلی کیوں بیٹھی ہے یہاں عزہ کہاں ہے۔"

آیت اور حجاب نے ایک ساتھ ہی اس کی تیاری کو خوب سراہا۔اور عزہ کے بارے میں دریافت کیا۔

"وہ تو آئی ہی نہیں یہاں۔"

محرم ناسمجھی سے بولی کیونکہ آخر میں یہاں تحریم بیگم آئی تھی جو نیچے مہمانوں کے آنے کی اطلاع ملتے ہی نیچے چلی گئی۔آیت اور حجاب نے مشکوک نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"اچھا مگر وہ تو یہی آئی تھی ہمیں تو یہی بولا تھا خیر چلیں دفعہ کریں اسے ہم سیلفی لیتے ہیں۔"

آیت ناسمجھی سے بولتی آخر میں اس معاملے کو رفعہ دفعہ کرتی جوش سے بولی۔

"ہاں ہاں لو بھئی میری آپی تو چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔"

حجاب محرم کا گال محبت سے چومتے ہوئے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرگئی۔ان سب کے تعریفی کلمات سن محرم جھینپ گئی۔

****

عزہ اپنے کمرے سے نکلتے سیدھا عفان کے فون پہ راہداری کی جانب بڑھی تھی۔آیت اور حجاب کو اس بارے میں بتانے سے گریز کیا تھا۔

"مجھے بہت عجیب سا لگ رہا ہے مجھے ابھی بھی وہ مشکوک لگتا ہے پتہ نہیں مما بابا کو کیا سرخاب نظر آئے اس میں۔"

عزہ فون پہ عفان کے آگے آج کے دن بھی اپنی بھراس نکالنا نہ بھولی تھی۔اس کا دل بے تحاشہ دھڑک رہا تھا۔احساسات کچھ عجیب سے تھے۔

"دیکھو عزہ میں نے اب سب کچھ اللہ پہ چھوڑ دیا ہے اور رشتے کی بات ہے تو وہ بچپن سے اسے دیکھتے آرہے ہیں اور رشتہ نہ کرنے میں انہیں کوئی برائی نہیں نظر آئی ہو گی تبھی انہوں نے ہامی بھری ہے نا۔"

عفان نے سے سمجھانا ضروری سمجھا تا کہ وہ مزید اپنے ماما بابا سے بدگمان نہ ہو۔ عزہ نے نفرت سے سر جھٹکا۔

"خیر اب وہ ریکارڈنگز وغیرہ میں اڑا دیتی ہوں جب اس کی ضرورت نہیں پڑنی۔"

عزہ سرگوشی کرنے والے انداز مین بولی کہ کہی کوئی کچھ سن نہ لیں۔اس نے ایک طائرانہ نگاہ خالی راہداری میں دوڑائی مگر وہاں کسی زی روح کا نام ونشان تک نہیں تھا۔

"ہاں کردو کوئی مسئلہ نہیں ہے اوکے میں رکھتا ہوں بس نکل رہے ہیں ہم۔"

عفان نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ عزہ بھی اپنے موبائل سے وہ ڈیلیٹ کرنے لگی ہی تھی کہ عین اسی وقت اسے حجاب کی آواز سنائی دی جو اسے بلا رہی تھی۔ عزہ بعد میں یہ کام کرنے کا سوچتے ہوئے محرم کے کمرے کی طرف چل دی۔

"آپی میں کیا کہہ رہی ہوں کہ جیجو اگر آج ہی آپکی رخصتی کا کہہ دیں تو کیا ہو۔"

حجاب آنکھوں میں شرارت لیے بولی۔ عزہ جیسے ہی محرم کے کمرے میں داخل ہوئی تو حجاب کا جملہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

"اب اتنی اس میں ہمت نہیں ہے کہ میرے ہوتے ہوئے آپی کو لے جائے۔ دو الٹے ہاتھ کی کھائے گا۔"

محرم جو حجاب کی بات سن کر بدحواس ہوئی تھی عزہ کی بات پہ اسے قدرے سکون نصیب ہوا۔

"میں اب نیچے جارہی ہوں مہمان وغیرہ آگئے ہیں حجاب تم آپی کے ساتھ رہنااور آپ نہ بلکل بھی پریشان نہ ہو میں ہوں نا۔"

عزہ محرم کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت سے اسے سمجھاتے کمرے سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی ان دونوں نے محرم کو اپنی باتوں سے کسی حد تک بہلا لیا تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ملازمہ کے بلانے پہ آیت انہیں ہدایت کرتے نیچے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ عزہ نے بلاوا بھیجا تھا۔آیت جیسے ہی نیچے پہنچی اس کا سامنا تحریم بیگم سے ہوا جو شاید کسی کو تلاش رہی تھی۔

"کیا ہوا آنٹی سب ٹھیک ہے نہ۔"

آیت ان کو بدحواس دیکھ کر بولی۔

"یہ عزہ کہاں گئی۔افف یہ لڑکی نکاح کا ٹائم ہو رہا ہے اور وہ پتہ نہیں کہاں غائب ہے۔"

تحریم بیگم اطراف میں نگاہیں دوڑاتے ہوئے پریشانی سے آیت سے مخاطب ہوئی۔

"بیٹا آپ نے عزہ کو کہیں دیکھا ہے۔پتہ نہیں کہاں گئی ہے آپ دیکھ آؤ کمرے میں تو نہیں اور اگر ملے تو اسے فوری طور پہ میرے پاس بھیجنا۔"

آیت کے سوال کے جواب میں انہوں نے اپنا سوال داغا۔آیت نے ان کے دونوں شانے تھامتے تسلی دی۔

"جی آنٹی آپ پریشان نا ہوں میں دیکھتی ہوں۔"

وہ انہیں تاکید کرتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ان سب نے تیاریوں نے انہیں اچھا خاصہ گھن چکر بنا کر رکھ دیا تھا۔

"مجھے بلا کر خود نجانے کہاں غائب ہو گئی ہے۔"

آیت بڑبڑانے والے انداز میں بولتے ہوئے بے دھیانی میں آگے کی جانب بڑھ رہی تھی اس سب میں اسے دھیان ہی نہیں رہا کہ اس کا ڈوپٹہ زمین پہ رلتے وہاں گری گرد کو صاف کر رہا ہے۔اس نے ایک جھٹکے سے ڈوپٹہ درست کرتے سیٹ کرنا چاہا جس کی بدولت راہداری میں موجود میز پہ شیشے کا گلدان زمین پہ گرتے چکنا چور ہو گیا۔شور کی آواز پہ آیت نے صدماتی کیفیت میں پیچھے کی جانب قدم بڑھائے معاً ٹوٹا ہوا کانچ کا ایک ٹکڑا بری طرح اس کے پاؤں میں چبھتے اسے کراہنے پہ مجبور کر گیا۔اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے میز سے پشت ٹکائی اور اپنے زخم کا معائنہ کرنے لگی۔کسی کے بھاری قدموں کی چاپ پہ اس نے گھبرا کر آگے کی جانب بڑھنا چاہا مگر پاؤں میں شیشہ چبھا ہونے کی بدولت قدم آگے کی جانب ہی بڑھا نہیں جا رہا تھا۔صائم جو کسی کام کے سلسلے میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا وہاں کھڑی آیت کو دیکھتے جی جان سے ٹھٹھکا اور غصے سے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"یہاں کیا کر رہی ہو۔عزہ کو ڈھونڈنے کے بجائے تم کس قدر سکون سے یہاں کھڑی ہیں آیت بی بی۔"

صائم غیض کے عالم میں بولتے بالکل آیت کے سر پہ پہنچ گیا مگر پھر بھی اسے اپنی جگہ سے نہ ہلتا دیکھ اسے مزید غصہ آنے لگا۔آیت نے چہرہ اٹھانے تک کی زحمت نہیں کی۔

"آیت بی بی آپ سے ہی مخاطب ہوں اب چلیں گی بھی یا کسی کو بلاؤں آپ کو لے جانے کے لئے۔"

ابھی تک صائم کا دھیان نہ اس کے پاؤں کی طرف گیا تھا نہ ہی آیت نے خود کچھ کہا تھا بس خاموشی سے کھڑی تھی اس کے یوں خاموش ہونے پر صائم کو کچھ حیرت ہوئی۔

"کیا ہوا ہے۔کچھ بولو۔"

باقی کے الفاظ صائم کہ منہ میں ہی رہ گئے کہ اسی دوران آیت نے پانیوں بھری آنکھیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔ اگلے ہی لمحے صائم کی نظر زمین پر پڑے خون کے قطروں سے ہوتی آیت کے پاؤں تک گئی تو اس کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔ آیت نے ایک پر شکوہ نگاہ اس پر ڈالی اس سے پہلے کہ وہ بے رخی برتتے آگے کی جانب بڑھتی درد کی وجہ سے کراہ کر وہیں رک گئی۔ ناجانے ایکدم اس کے ساتھ کیا ہوا تھا کہ صائم کو اسکی آنسو بھری آنکھوں کو دیکھ کر پہلی بار اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا لیکن جلد ہی خود کو کوستے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ اس کے پاؤں کا خیال آتے ہی اس نے ایک نگاہ پھر سے اس کے پاؤں پہ ڈالی۔

"کہاں جا رہی ہو اب خاموشی سے کھڑی رہو۔ میں دیکھتا ہوں۔"

صائم نے اس کے بازو سے پکڑ کر آیت کو یہیں کھڑا رہنے کی تلقین کی۔

"ہاں صائم بھائی یہاں کھڑا کر کے آپ اور ڈانٹنا چاہتے ہیں نا مجھے جب کہ میری کوئی غلطی بھی نہیں اور آپ نے پھر بھی مجھے اتنا ڈانٹا ہے۔ اب خود مجھے پکڑ کر روک رہے ہیں تاکہ میں کچھ الٹا سیدھا بولوں اور آپ کو اپنا غصہ اتارنے کا ذریعہ مل جائے چھوڑیں مجھے نہیں دکھانا مجھے۔"

وہ سوں سوں کرتی اپنے آنسوؤں کے درمیان بولتے کوئی چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی صائم نے اس کے اس انداز پر بڑی مشکل سے مسکراہٹ روکی ورنہ جی چاہ رہا تھا کہ کھل کر ہنس دے۔

"اب چپ کر کہ کھڑی رہو یہ جو کانچ ہے اسے نکالنے دو تکلیف میں مبتلا کرے گا۔"

میز کے سہارے سے اسے کھڑا کرتے صائم خود زمین پر بیٹھ کر اسکا پاؤں پہ جھکا اور اس کا پاؤں نرمی سے تھامتے اپنے گھٹنے پر رکھتے اس کا معائنہ کرنے لگا۔ آیت خوفزدہ انداز میں اسی کو دیکھ رہی تھی صائم نے آیت کی نگاہیں پاؤں پہ مرکوز دیکھ اسکا دھیان ہٹانے کے لئے صائم نے اسے باتوں میں لگالیا۔

"تمھارا دھیان ہوتا کہاں ہے محترمہ کبھی کچھ توڑتی ہو چاہے غلطی سے یا جان بوجھ کر کبھی خود کو تکلیف پہنچاتی ہو چھوٹی بچی ہو کیا تم یا نظر کمزور ہے۔

صائم مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔ آیت اس کی بات پہ خفت سے سرخ پڑ گئی۔

"صائم بھائی میں پہلے بھی بول چکی ہوں آپکو یہ محترمہ نہ کہا کریں مجھے اور آپ ہیں کہ۔ آؤچ کیا کر رہے ہیں درد ہو رہا ہے مجھے۔"

وہ ساری بات کو سرے سے ہی نظرانداز کرتی صرف محترمہ لفظ پر توجہ دیتی ہوئے چیخ کر بولی کیونکہ آیت کو سخت ناپسند تھا یہ طرز مخاطب۔ اسکا دھیان باتوں میں لگتا دیکھ صائم نے ایک جھٹکے میں اس کے پاؤں سے کانچ نکالتے ایک جانب رکھا جسکا اندازہ آیت کو پہلے تو نہیں البتہ کانچ نکلنے کے بعد ضرور ہوا تھا۔

"لو اتنا رو رہی تھیں دیکھو کتنی آرام سے نکل گیا۔ اب چلو اس پر پٹی کر دوں پھر کچھ لگا تو درد ہو گا۔"

وہ اپنے لہجے کو اس کے سامنے حتی الامکان نرم بناتے ہوئے بولا۔ آیت کو تو اس کا نرم انداز دیکھ کر ہی غش آنا شروع ہو گئے۔

"صائم بھائی آج آپکو بخار تو نہیں۔"

وہ صدمے سے چور لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی مگر اس کا چہرہ دوسری جانب ہونے کی بدولت وہ اس کے لبوں پہ کھلی مسکراہٹ نہیں دیکھ سکی تھی۔ آیت کو تو بول کر یہی لگا کہ وہ لازماً کچھ الٹا سیدھا بول گئی ہے تبھی نچلا لب دانتوں میں دبائے آنکھیں سختی سے بھینچے صائم کی متوقع ڈانٹ کے انتظار کرنے لگی۔

"اور تمھیں کیوں ایسا لگا کہ مجھے بخار ہے۔"

وہ بس اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"وہ آج آپ نے مرچیں نہیں چبائی نا ورنہ آپ میرے سامنے مرچیں چبا کر آتے ہیں تو میں سمجھی۔ اف۔"

وہ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی مگر پٹی پر زور پڑتے ہی اس کے لبوں سے ایک سسکی نکلی تھی۔

"اف کتنا بولتی ہو کیا کھا کر آتی ہو تم۔ فضول باتیں کر کر کے تھکتی نہیں ہو کیا۔ رہی بات میری مرچیں چبانے کی تو تمہارے کرتوت ہی ایسے ہیں۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔ اسے واپس اپنی ٹون میں لوٹتا دیکھ اس سے پہلے کہ آیت وہاں سے بھاگتی صائم کی جھٹکے سے اس کی مومی کلائی تھامتے اپنے مقابل کیا تو آیت فق چہرے سمیت سانس روک گئی۔ اس نے آیت کی جانب دو قدم بڑھاتے اس کا سارا دوپٹہ جواب بھی پیچھے کو ڈھلک رہا تھا درست کیا اور ایک نظر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اسی دوپٹے کی وجہ سے وہ شیشہ ٹوٹ کر تمہیں لگا تھا چھوٹی نہیں ہو تم کہ یہ نا سنبھال سکو اس لئے اسے ٹھیک طریقے سے اوڑھو تا کہ دوبارہ کچھ الٹا نہ ہو۔"

اس نے سنجیدہ لب و لہجے میں بول کر اس کا ڈوپٹہ پھیلاتے ایک جانب ہو کر اسے وہاں سے جانے کی جگہ دی۔ اس کے بدلتے رنگ اور تیور دیکھ آیت بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔

"کہاں تھی تم آیت۔ کب سے ڈھونڈ رہی ہوں"

آیت جیسے ہی نیچے پہنچی عزہ نے غصے سے ایک چماٹ اس کے شانے پہ رسید کی تو وہ بھی جواب میں بلبلا اٹھی۔

"یہ تم بتاؤ مجھے کہاں تھی تمھیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے دیکھو مجھے چوٹ بھی لگ گئی جاہل انسان اور تم ابھی بھی مجھ پہ ظلم کر رہی ہو۔"

آیت نے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کرتے ناراض لب و لہجے میں اسے جتانا ضروری سمجھا۔ تفکر سے عزہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"اوہ ہو میں تو یہیں تھی یار اور تم کب سے اتنی بہادر ہو گئیں کہ خود پٹی کر لی۔"

عزہ واقعی حیران تھی کہ آیت نے خود پٹی باندھ کیسے لی وہ تو چھوٹی سی چوٹ کر پورا گھر سر پہ اٹھانے کا ہنر رکھتی تھی۔

"تمھیں کس نے کہا کہ میں نے خود باندھی وہ تو صائم بھائی وہاں سے گزر رہے تھے تو انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ مجھے کانچ لگ گیا تو اس لئے انہوں نے باندھ دی۔"

آیت نے بدھیانی میں اسے اطلاع دی جسے سن کر عزہ کی آنکھوں میں ڈھیروں چمک نے احاطہ کیا۔

"کیا کہا تم نے ابھی کس نے باندھی پٹی بھائی نے آیت کیا سچ میں۔ مجھے تھاموں میں کہی گر نا جاؤں ایک منٹ ایک منٹ کہیں کچھ۔"

عزہ پہلی بات شاک کی کیفیت میں مگر آخری بات آنکھیں نچاتے ہوئے خالص زنانہ عورتوں کی مانند بولی۔ اس کا لہجہ سراسر شاکی تھا۔ آیت اس کی بیہودہ گفتگو پہ جل بھن کر رہ گئی۔

"بکواس نہ کرو۔ بھائی ہیں وہ میرے۔"

آیت تنک کر بولی۔

"ہاں ہاں جانتی ہوں میں ایسا ہی تو ہوتا ہے پہلے بھیا اور بعد میں سیاں۔ خیر تم سے بعد میں نپٹتی ہوں ابھی تم چلو میرے ساتھ۔"

عزہ بعد میں بات کرنے کا سوچتے ہوئے فلحال ارادہ ترک کرتے آگے کی طرف بڑھ گئیں۔

****

تمام مہمان نکاح کی رسم کیلیے خان ہاؤس آچکے تھے۔ لڑکے تو ٹھیک گھن چکر بنے ہوئے تھے۔ ایک کام ختم نہیں ہوتا تو اگلا کام سر پہ سوار ہوتا۔ عفان تو ایک جانب بریانی کی بڑی سی پلیٹ لیے بیٹھا اس سے بھرپور انداز میں انصاف کرنے میں مصروف تھا جبکہ ایان مہندی کی ہی بچی ہوئی فرنی سے کام چلا رہا تھا۔ معاذ اور صائم نے تاسف سے ان دونوں کی جانب دیکھا جو نا جانے کتنے ہفتوں کے بھوکے لگ رہے تھے۔

"اذلان نہیں آئے گا کیا۔"

صائم نے کھانا کھاتے ہوئے عفان کو مخاطب کیا کیونکہ شاہ ولا سے بھی سب آئے تھے صرف وہ ہی موجود نہیں تھا۔

"میں نے فون کیا ہے اسے بس آنے ہی والا ہوگا۔"

اس سے پہلے کے عفان کوئی جواب دیتا مسز شاہ جو محرم کے کمرے کی جانب جا رہی تھی صائم کی بات سن کر اس کا جواب دیتے ہوئے نرمی سے بولی۔ ان کی بات پہ عفان تو اب کھانا بھلائے حقیقتاً پریشان ہو چکا تھا۔ اس کا نوالہ حلق میں ہی کہی اٹک گیا۔

"کیوں کر رہے ہیں بھائی ایسا۔"

عفان سر مسلتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ عین اسی لمحے ایان نے بیڈ پہ چڑھ کر اس کے نزدیک ہی بیٹھتے اس کی پلیٹ میں سے کھانا شروع کر دیا۔ عفان غائب دماغی کی کیفیت میں کچھ بول بھی نہیں پایا تھا۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔"

صائم نے اس کا رنگ اڑتے دیکھ شاکی لہجے میں استسفار کیا تو وہ مرے مرے انداز میں سر ہلا گیا۔

"نہیں کچھ نہیں میں آتا ہوں آپ چلیں۔"

عفان ٹال مٹول سے کام لیتا ہوا بمشکل مسکراتے لہجے میں بولا اس کی بات پہ صائم سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی عفان نے وہ بریانی کی پلیٹ پٹخنے والے انداز میں ایان کے آگے رکھی تھی۔

"لے تو کھا لے میری خیر ہے موٹے سنڈے۔ اپنی فرنی کھا بھی لی ہے مگر نظر ہمیشہ کی طرح تیری میری چیزوں پہ ہی رہتی ہے۔"

وہ اس کی گردن پہ دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"ارے بھائی شئیرنگ از آلویز کئیرنگ۔"

وہ بریانی سے بھرپور انصاف کرتے مسخرے پن سے بولا۔ وہ اس پہ ڈھیروں لعنتیں بھیجتے تن فن کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے یوں جانے پہ ایان نے لاپرواہی سے شانے اچکائے تھے۔ فالوقت تو اسے فقط اپنی بھوک سے غرض تھا۔

"شودے انسان باہر مر جائیں دولہے میاں آ گئے ہیں۔"

اگلے ہی لمحے وہ کمرے کا دروازہ کھولتے پھر سے نمودار ہوا اور ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اسے اطلاع دیتے باہر نکل گیا۔ایان نے بھی اب سب چیزوں کو سائیڈ کرتے باہر جانے کو ہی ترجیح دی تھی۔باقی کا کھانا تو وہ بعد میں بھی کھا سکتا تھا۔

****

"کیا آج وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلیے کسی اور کی ہو جائے گی۔نہیں یا اللہ اتنا بڑا امتحان مت لے میرا میں جیتے جی مر جاؤں گا۔" وہ اپنے کمرے میں ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھا سیگریٹ پہ سیگریٹ پھونکنے میں مصروف تھا معاً فون بجنے پر اس جانب متوجہ ہوا جہاں سکرین پہ مام کالنگ لکھا آ رہا تھا۔وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔یہ ان کی جانب سے کوئی تیسری کال تھی جو وہ مسلسل اسے آنے کیلیے اصرار کر رہی تھی۔اس نے جلد ہی کمپوز ہوتے ہی فون اٹھا کر سلام کیا۔

"اذلان تم آئے نہیں ابھی تک یہاں صائم بھی تمہارا پوچھ رہا ہے چلو میرا نہ سہی اپنے دوست کیلیے ہی آ جاؤ۔" مسز شاہ اس پر غصہ کرتے ہوئے بولی جسے وہ مسلسل کالز کرتے آنے کی تلقین کر رہی تھی اور وہ ان کی بات کو کسی کھاتے میں نہیں لے رہا تھا۔

"مام میری طبیعت تھوڑی خراب ہے آپ میری طرف سے اس سے ایکسکیوز کر لیجیے گا۔"

اذلان صوفے سے پشت ٹکاتے انہیں ٹالتے ہوئے بولا۔

"ایسے کیسے ٹال دوں اذلان سسرالی رشتے ہیں تھوڑے ٹائم کیلیے ہی آ جاؤ بس اس طرح اچھا نہیں لگتا۔"

مسز شاہ اسے پریشتے کا واسطہ دیتے ہوئے بولی۔اذلان نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلی۔

"اوکے مام میں آتا ہوں۔"

ان کو اذلان کی تھکی تھکی سی آواز سنائی دی۔

پہلے تو وہ پریشان ہوئی بعد میں یہ سوچ کر پر سکون ہو گئی کہ وہ ادھر ہی آ رہا ہے۔ اگر ایسا کچھ ہوا تو وہ کچھ سوچ لیں گی۔ فون بند کرتے ہی اذلان نے اپنا ہاتھ زور سے دیوار پہ مارا تھا

"کوئی مجھے کیوں نہیں سمجھ رہا۔ نہیں دیکھ سکتا میں اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے۔"

اپنی لہو رنگ ہوتی آنکھوں کو مسلتے وہ بے بسی کے عالم میں حلق کے بل دھاڑا مگر وہاں سننے والا کوئی نہیں تھا۔ مسز شاہ کی باتیں یاد کر کے اس نے ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھا اور اپنے بالوں کو سیٹ کرتے وہ بغیر لباس تبدیل کیے اپنی گاڑی کی چابیاں اور موبائل پکڑ کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی اسے ایک اور بڑے امتحان سے گزرنا تھا وہ یہ بات اچھے سے سمجھ چکا تھا۔

****

"پریشے یہ چنری اس کے سر پر اوڑھا دو نیچے مولوی صاحب آ گئے ہیں تاکہ نیچے چلیں۔"

پریشے نے ان کی ہدایت پہ عمل کیا تو وہ لوگ محرم کو لے کر لان کی جانب بڑھی اور اسٹیج کے پاس جا کر رکی جہاں آمنے سامنے دو کرسیاں پڑی ہوئی تھی اور درمیان میں سرخ جالی دار پردہ لگا ہوا تھا۔ اپنے سامنے لڑکیوں کی جھرمٹ میں بیٹھتی محرم کو فائق نے آنکھ اٹھا کر ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا جبکہ محرم کی نظریں مسلسل صائم کو ڈھونڈ رہی تھی عین اسی لمحے اپنے سر پہ بھاری ہاتھ محسوس کرتے اس نے چونک کر لامبی پلکوں کی جھالر اٹھائی تو صائم اس کے

نزدیک کھڑا اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ محرم بھی اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔ رگ وپے میں سکون سرائیت کرتا چلا گیا۔

بڑوں کے صلاح مشورے کے چند ہی ساعتوں بعد نکاح شروع ہوا تھا۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ تمام لڑکیاں محرم کے پیچھے کھڑی اسے تسلی دینے میں مصروف تھی۔ مولوی صاحب نکاح کے کلمات پڑھ رہے تھے۔

"محرم خان ولد زمان خان کیا آپکو فائق ملک ولد ولید ملک حق مہر دس تولے سونا اپنے نکاح میں قبول ہے۔؟"

ان کی بات پہ عزہ اور عفان نے گھبرا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا البتہ محرم نے ڈھیروں آنسو اپنے اندر اتارے تھے۔ کس قدر کٹھن مرحلہ تھا اس کیلیے یہ اپنے باپ کا نام ہٹا کر اپنے نام کے آگے کسی غیر شخص کا نام لگوانا۔ ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کی جھولی میں گرا تھا۔ صائم کے ہاتھ دباتے ہی اس سے پہلے کے محرم مولوی کے جواب میں کچھ بولتی کانوں میں پڑنے والی آواز پہ اسے اپنی تمام حسیات مفلوج ہوتی محسوس ہوئی۔ اس نے حیرانگی سے چنری کی اوٹ سے اوپر کی جانب دیکھا تھا جہاں فائق کھڑا مولوی سے مخاطب تھا۔

"مولوی صاحب پہلے دولہے سے تو پوچھ لیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔"

فائق کی کاٹ دار آواز پر صائم کے ماتھے پہ بل پڑنا شروع ہو گئے۔ اس نے ناسمجھی سے اپنے ماں باپ کی جانب دیکھا جو اس افتاد پہ خود بھی پریشان ہو چکے تھے۔ اذلان جو ابھی خان ہاؤس پہنچا تھا اس آواز پہ اس کے قدم دہلیز پر ہی رک گئے۔

"جو کہنا ہے بعد میں کہنا یہ سہی وقت نہیں ہے فائق۔ بی سیریس۔"

ولید صاحب نے اسے ریلیکس کیا اور واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ عجلت میں نفی میں سر ہلاتے ان کی بات کی بھی نفی کر گیا۔

"نو ڈیڈ۔ میری پوری زندگی کا سوال ہے میں ابھی ہی پوچھوں گا اور وہ بھی محرم بی بی سے سب کی موجودگی میں۔"

اس کے لبوں سے اپنا نام سن محرم کو ایسا محسوس ہوا جیسے اگلا سانس ہی نہیں آئے گا۔ ہاتھ پیر کانپنے لگے۔ لوگوں میں طرح طرح کی چہ مگوئیاں شروع ہو چکی تھی۔

"مسئلہ کیا ہوا ہے آخر۔"

اس بار مسز ولید نے نرمی سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"سوری مام لیکن ایسی لڑکی سے شادی کیسے ہو سکتی ہے میری جس کا کردار ہی صاف نہ ہو۔ جو ہر لڑکے کے ساتھ آسانی سے بات کر لیتی ہے وہ بھی کھلے عام جس پہ گھر والوں کی کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ میں نے بہت کوشش کی کہ چلو کوئی نہیں ایسی لڑکی کے ساتھ کومپرومائز کر لوں گا مگر نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔"

فائق۔"

اس کی باتیں سب کے ذہنوں میں کوڑے کے مانند برس رہی تھی۔ صائم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو وہ اشتعال کے عالم میں اس کی جانب لپکا اور ایک مکا اس کے منہ پہ مارا۔ اس کے بعد پے در پے چھ سات مکے اس پہ مارے یہاں تک کہ اس کی ناک سے خون ابل پڑا جسے وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے تمسخر سے ہنس دیا۔ دروازے پہ کھڑے اذلان سے بھی برداشت نہ ہوا تو وہ بھی غیض کے عالم میں آگے بڑھا لیکن عفان نے بیچ راستے ہی اسے روک لیا۔

"بھائی یہ سہی وقت نہیں ہے۔"

"بہن کے گناہ چھپانے کیلیے تم جتنی مرضی مار پیٹ کر لو مگر میں پھر بھی بولوں گا لڑکوں کا تو پوچھ لیں کون کون ہے پتا نہیں کن کن۔"

"خبر دار جو ایک غلط لفظ اور میری بہن کیلیے نکالا۔ میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ ساری عمر کسی کو شکل دکھانے لائق نہیں رہو گے۔"

اس سے پہلے کے فائق کچھ اور بولتا صائم شہادت کی انگلی اٹھاتے پتھریلے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔ غصے سے اس کی پیشانی کی رگیں نمایاں ہو رہی تھی۔ محرم اپنی جگہ پہ ساکت کھڑی اپنے کردار کی دھجیاں اڑتی ہوئی دیکھ رہی تھی۔ اس لمحے اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ اسے موت آجائے مگر شاید زندگی کبھی کبھی ہم پہ ایسے ہی تنگ پڑتی ہے۔ صائم کا یہ جنونی انداز دیکھ کر آیت تھر تھر کانپتی ہوئی عالیہ بیگم سے جا لگی جسے انہوں نے اپنی آغوش میں لے لیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ آیت ایسی چیزوں سے گھبرا جاتی ہے۔

"یہ کیا ہو گیا مجھ سے۔ میری بیٹی۔"

زمان صاحب ڈھلکے شانوں سمیت کرسی پر گرنے والے انداز میں بیٹھے۔ مراد صاحب نے انہیں سنبھالا مسٹر شاہ اور باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے جن کا چہرہ ذرد پڑ رہا تھا۔

"یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں ہے بھائی صاحب اپنی بیٹی کو بھی آپ نے ہی سنبھالنا ہے۔"

آیت کے ڈیڈ زمان صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ تحریم بیگم شکوہ کناں نظروں سے مسز ولید کو دیکھتے ہوئے محرم کے پاس آئی تو وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گئی۔

"آپ لوگ اسے اندر لے جاؤ۔"

تحریم بیگم محرم کے پاس آکر اسے پیار کرتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔انہوں نے کہاں سوچا تھا کہ ان کی چاند کی بیٹی کے ساتھ ایسا ہو جائے گا۔

مسز شاہ نے انہیں اپنے گلے لگاتے تسلی دی۔وہ چاروں محرم کے پاس ہی کھڑی ہوئی تھی۔عزہ اس دوران بلکل خاموش تھی کسی ٹھہرے ہوئے سمندر کی مانند۔

"محرم آؤ اندر چلیں۔"

پریشے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی جسے دیکھ کر پتھر کا گمان ہو رہا تھا وہ مسلسل ایک ہی زاویے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔محرم نے آہستہ سے اپنا ہاتھ پریشے کے ہاتھ سے نکالا اور گہرا سانس بھرتے آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے فائق کے عین سامنے جا کھڑی ہو گئی۔سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔اب سب کی نظریں محرم پر جمی تھی۔

"محرم آپکو اپنی ذات کے متعلق کسی کو بھی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

صائم اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے بولا۔محرم نے اذیت سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

"میں اپنی ذات کی صفائی کسی کو نہیں دوں گی یہاں جس کو جو سمجھنا ہے سمجھ لیں۔جو کہنا ہے کہے جو کرنا ہے کریں مجھے نہیں پڑتا فرق نہیں پڑتا لیکن خدارا میرے کردار پہ ایسا الزام مت لگائیں جسے سننے کے بعد مجھے اپنے آپ سے ہی نفرت ہونے لگے۔میں اپنے آپ سے ہی نگاہیں نا ملا پاؤں پوری زندگی۔انسان تو ہے ہی ایسا اگلے انسان کو توڑنے میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا مجھے بھی آج آپ نے توڑ دیا ہے۔اپنے ماں باپ کے فیصلے پہ سر جھکا کر کیا غلطی کی میں

نے۔آپ کی سب بے جا باتوں کو برداشت کرتے آپ کو قبول کر رہی تھی نا اس سے زیادہ کیا توقع رکھتے ہیں آپ مجھ سے۔کیوں مجھے ان سب کے سامنے پامال کر دیا۔جن کے سامنے میں فخر سے چلتی تھی ہمیشہ اب ان سب کو دیکھ کر مجھے خود سے ہی گھن آئے گی کیونکہ مجھ سے آپ نے میرا سب سے قیمتی زیور نوچ لیا ہے میری عزت کو تار تار کر دیا ہے اتنے لوگوں کی موجودگی میں۔آج تک صرف سنا تھا لیکن آج محسوس بھی کر لیا ہے میں نے مگر ایک بات ضرور کہنا چاہوں گی میں آپ سے ذلیل تو آپ نے آج مجھے کر ہی دیا ہے اب آپ کی باری ہے رسواں ہونے کی کیونکہ یہ ہی دنیا کا رواج ہے کسی کے لیے برا سوچو گے تو آپ کو باللہ ویسا ہی لوٹائے گا۔مکافات عمل شاید اسی کو کہتے ہیں۔

اللہ کرے ایسا نہ ہو کہ کل کو آپ کی اپنی بیٹی پہ ایسی بات آئے حالانکہ وہ معصوم ہو۔نا ہو ایسا کیونکہ اس وقت آپ برداشت نہیں کر پائیں گے۔میں نے سمجھ لیا ہے کہ جن رشتوں میں بار بار صفائی دینی پڑے نا وہ رشتے رشتے نہیں غلط فہمی ہوتے ہیں اور غلط فہمی کا جتنی جلدی ختم کر دیا جائے نا اتنا اچھا ہوتا ہے اسی لئے آج ابھی اسی وقت میں آپ کے اور اپنے درمیان کی اس غلط فہمی کو بندھنے سے پہلے ہی آپ کیا اس رشتے کو ختم کریں گے میں ہی ختم کرتی ہوں۔آپ مجھے دھتکاریں گے ارے آپ کی اوقات کیا ہے میں آپ جیسے پنچ اور گھٹیا ذہنیت کے حامل شخص کو دھتکارتی ہوں جایئے اپنی فتح کا جشن منایئے مسٹر فائق ولید۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولتی آخر میں اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے رگڑتی بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔محرم کی بات سن کر فائق سر جھٹکتے ہوئے تمسخر سے ہنسا جبکہ باقی سب کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔پریشے آیت اور حجاب بھی محرم کے پیچھے چلی گئی تا کہ وہ جذباتی پن میں کوئی غلط

قدم نا اٹھا لے لیکن عزہ کی نظریں مسلسل فائق کے اوپر جمی تھی اور ان آنکھوں میں ایسا قہر تھا جو کسی کو بھی اس میں ڈوبانے کی سکت رکھتا تھا۔

"میں دیکھتی ہوں محرم کو۔"

شازیہ بیگم اور عالیہ بیگم انہیں تسلی دیتی ہوئی محرم کے کمرے میں جانے لگی کیونکہ اس وقت محرم کو کوئی بڑا ہی سنبھال سکتا تھا اور تحریم بیگم کا باہر ہونا بھی ضروری تھا۔

"آپ لوگ جاؤ میں تحریم کے ساتھ ہی ہوں۔"

مسز شاہ نے انہیں دلاسہ دیتے ہوئے اندر جانے کا کہا۔ مسٹر اینڈ مسز ولید بھی سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے۔ ان کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ان کی اپنی اولاد ان کے ساتھ یوں دھوکا کرے گی۔ ان کی اتنے برسوں کی بنائی ہوئی عزت کو یوں ملیامیٹ کرے گی۔ آج ان کی اپنی اکلوتی اولاد نے زمانے بھر کے سامنے انہیں ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا تھا۔ اس سے قبل کہ معاذ تمام مہمانوں سے معذرت کرتے انہیں جانے کیلیے کہتا عزہ کی پاٹ دار آواز پہ اس کے قدم وہی تھمے تھے۔

"ایک منٹ معاذ بھائی اتنی بھی کیا جلدی ہے ذرا پوری بات تو سن لیں موصوف کی۔"

وہ تمسخر سے بولتی فائق کے عین سامنے آ کر کھڑی ہوئی اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے تھے۔ آنکھوں میں ایک جنون تھا اسے بھی ویسا ہی ذلیل کرنے کا جنون۔

"جی تو مسٹر فائق بتائیں اور کوئی الزام لگانا ہے آپ نے۔ ذرا جلدی کرو میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

"عزہ کیا کر رہی ہو۔"

سب عزہ کی طرف متوجہ تھے اور یہی سب دیکھ صائم پریشانی سے گویا ہوا جبکہ لوگوں کی چہ مگوئیاں اب بھی جاری تھیں۔

"بھائی کچھ دیر رکیں نا آپ کو پتہ چل جائے گا۔"

وہ نرمی سے بولتے صائم کو آنکھوں کے اشارے سے تسلی دیتے ہوئے بولی تو صائم اس کی بات پہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔ لوگوں کی آوازیں آہستہ آہستہ زور پکڑ رہی تھی اور یہی عزہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔

"آپ سب میری بات کان کھول کر سن لیں۔ خبر دار جو اب کسی نے میری آپی کے بارے میں کچھ الٹا سیدھا یا غلط کہا۔ جب پوری بات معلوم نا ہو تو اپنا منہ بند رکھنا سیکھیے ضروری نہیں اس ذات نے زبان دی ہے تو بس اس سے بکواس ہی کی جائے۔"

اب کی بار عزہ غصے سے مہمانوں کی طرف مڑتے دھاڑا اٹھی۔ تحریم بیگم نے دہل کر اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔ عزہ نے واپس اپنا رخ فائق کی جانب کیا۔

"ہاں تو کہاں تھے ہم مسٹر فائق ولید بولو کیا کہہ رہے تھے تم۔ یہ جو ساری بکواس کی ہے تم نے کس بنا پر کی ہے مجھے جواب چاہیے۔"

عزہ کا غصہ آج سوا نیزے پر تھا جو اتنے دنوں سے وہ ضبط کر رہی تھی آج اس نے خود موقع دیا تھا اسے اپنا غصہ نکالنے کا۔

"میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے عزہ بی بی کیا وہ نہیں کرتی ان سب سے بات۔ سب سے تو وہ بات کرتی ہے اور میری باری ساری پاکبازی یاد آ جاتی ہے۔ عفان سے دیکھو تو ہنس کر بات کرتی ہے ایان کو دیکھو تو وہاں بھی یہی

حال ہے اور تو اور اس دن ان اذلان میاں سے بھی بہت نرمی اور چاشنی بھرے لہجے میں بات ہو رہی تھی کیا نہیں کرتی وہ مردوں کو اپنی جانب متوجہ۔"

غصے سے اذلان کے دماغ کی شریانیں پھٹنے والی ہو گئی۔ فائق کی اس بات پر سب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ کسی اور کی نہیں عفان ایان اور اذلان کی طرف اشارہ کرتا بول رہا تھا۔ اس کے اس طرح بولنے پر عزہ نے ایک نظر حیران کھڑے سب نفوس کو دیکھا اگلے ہی لمحے تمسخرانہ انداز میں ہنستے عزہ نے فائق کی طرف بڑھ کر ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا جس کی گونج پورے لان میں گونجی تھی۔ فائق جو اس سب کے لئے تیار نہیں تھا لڑکھڑا کر رہ گیا اور اپنے گال پہ ہاتھ رکھتے بے یقینی کی کیفیت میں ایک نظر عزہ کی جانب دیکھا جس کے نازک ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پر نشان چھوڑ چکا تھا۔

"یہ تھپڑ میری بہن کے کردار پر انگلی اٹھانے کے لئے اور ہاں اتنا جو تم ہماری فیملی میں کھڑے ہو کر بکواس کر رہے ہو اپنے بارے میں کیا خیال ہے کتنے پاکباز ہو تم ہاں کیا سمجھتے رہے ہو کچھ پتہ نہیں ہمیں تمہارے بارے میں۔ پاگل ہے ہم یا اندھے ہیں کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا ایک منٹ رکو ابھی تمام راز فاش ہونگے۔ ایان میرا فون لا دو گے پلیز۔"

اس نے اچانک ایان کو مخاطب کرتے اس کا فون لانے کا کہا۔ فائق جو پہلے ہی تھپڑ پر تلملا اٹھا تھا سہی میں پریشان ہوا تھا کہ اب یہ لڑکی کیا کرنے والی تھی کیونکہ اس سے سچ میں کوئی بعید نہیں تھا اس نے اپنی جگہ سے ایک انچ ہلتے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا مگر عفان کی سخت آواز نے اس کے قدم وہی روک لئے۔

"ڈونٹ یو ڈیئر مسٹر فائق۔ حد میں رہو اپنی اور بہت کہہ لیا تم نے اب ہماری سنو۔"

عفان نے سینے پر ہاتھ باندھتے سکون سے اسے مخاطب کیا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ آگے کیا ہونا ہے۔

"ارے واہ یہاں تو سب ایک دوسرے کے لئے کھڑے ہیں انٹرسٹنگ۔"

فائق اب بھی بکواس کرنے سے باز نہ آیا۔

ایان کے فون لاتے ہی عزہ ایک فاتحانہ نگاہ فائق پر ڈالتے سب کی جانب متوجہ ہوئی۔ عفان کے اس طرح آگے آنے پر اذلان بھی حیران پریشان رہ گیا۔

"ذرا قریب ہو کر کھڑے ہو جائیں تا کہ آپ لوگوں کو بھی تو پتہ چلے جو دوسروں کے کردار پر بات کرتا ہے اسکا خود کا کردار کتنا صاف ہے۔"

یہ کہتے عزہ نے وہ ریکارڈنگز باری باری چلانا شروع کی جو وہ ڈلیٹ کرنے والی تھی کہ عین وقت حجاب کے آنے سے نہیں کر سکی تھی مگر اسے اب سمجھ آئی تھی کہ اسے ڈیلیٹ نا کرنے کے پیچھے اللہ کی کیا مصلحت تھی۔ اب جیسے جیسے سب وہ ریکاڈنگز سنتے جا رہے تھے ویسے ویسے فائق کے چہرے کی ہوائیاں اڑتی جا رہی تھیں

کیونکہ یہ وہی ریکارڈنگز تھیں جن میں وہ کبھی محرم کو خود سے بات کرنے پر کہتا تو کبھی ایان اور عفان کا ذکر کر کے کوئی طعنہ دیتا اور ایک کال ریکارڈنگ میں تو اس نے محرم سے یہ بھی کہا تھا کہ کیونکہ وہ خود ابروڈ جائے گا اور محرم بھی تو یہاں وہ حجاب کرتی ہے شادی کے بعد وہ اسے حجاب کی اجازت نہیں دیتا جس پر محرم نے صاف انکار کر دیا تھا۔ ریکارڈنگز ختم ہوتے ہی عزہ نے ایک شکوہ بھری نظر سب لوگوں پر ڈالی جو کوئی اور نہیں انہی کے رشتہ دار تھے۔ یہ سب سنتے ہی مسز ولید چکرا کر کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھیں یہ تربیت تو نہیں کی تھی انہوں نے اپنے بیٹے کی۔

"ہاں تو بتائیں اب کون کتنا پاکباز ہے یہ جو آپ سب میری بہن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کیا خیال ہے ہاں۔ میری بات سنیں آپ سب مکافات عمل بہت بری چیز ہے ڈریں خدا سے کیا آپ کے گھروں میں بیٹیاں نہیں جو اس طرح دوسروں کی بیٹیوں پر بغیر تصدیق انگلی اٹھاتے ہیں۔ صحیح کہتے ہیں انسانوں کے سامنے جانور کیا چیز ہے آپ لوگ جانتے ہیں کہ سب سے خطرناک جانور کون ہیں۔ نہیں جانتے ہونگے چلیں میں بتاتی ہوں۔ انسان ہے وہ۔ یہ جانور تو بیچارے بے زبان ہوتے ہیں اور انسان وہ تو ایسے ہی ایک دوسرے کو زخم دینا جانتے ہیں کبھی اپنی باتوں سے کبھی اپنی حرکتوں سے تو کبھی اپنی نگاہوں سے۔

جانور تب انسان پر وار کرتے ہیں جب ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہو لیکن انسان تو بلاوجہ ہی دوسروں کو تکلیف دیتا ہے۔ اذیت سے روشناس کرواتا ہے۔ اسے کسی جواز کی ضرورت نہیں پڑتی صرف اپنی انا کی تسکین کے لئے دوسرے کی عزت اور کردار پر بات کرنے لگتے ہیں اپنے بارے میں سوچ بنا۔ اور تم جنہیں تم اس طرح محرم آپی کے ساتھ ملا کر بکواس کیے جا رہے تھے نا بہن کہتے ہیں وہ انہیں چھوٹے ہیں وہ ان سے لیکن جو جیسا خود ہوتا ہے اس کی سوچ بھی ویسی ہی ہوتی ہے اور اچھا ہی ہوا یہ رشتہ نامی غلط فہمی جڑنے سے پہلے ختم ہو گئی بعد میں تو نجانے تم اور کیا کرتے۔ بے شک اللہ جو کرتا ہے بہترین ہی کرتا ہے اور ایک بات کسی کو ذلیل کر کے خود بھی ذلیل ہونے کے لئے تیار رہنا کیونکہ اللہ کا ترازو ہمیشہ انصاف تولتا ہے۔ ولید انکل آنٹی معذرت آپ سے۔ آپ لوگوں کا اس میں کوئی قصور نہیں پر آپ کا بیٹا باہر رہ کر اپنی تہذیب اور دوسروں کی عزت کرنا شاید بھول گیا ہے افسوس۔ امید کرتی ہوں آپکے اور بابا کے تعلقات میں اس بات سے فرق نا آئے ہم لوگ آپ کی بہت عزت کرتے ہیں کہ آپ بابا کے دوست ہیں اس لئے مزید کوئی تلخ کلامی نہ ہو اس سے بہتر ہے کہ آپ اب اپنے اس نام ونہاد بیٹے کو یہاں سے بھیج

دیں کیونکہ اب ہم سب سے یہ یہاں مزید برداشت نہیں ہو رہا اس سے پہلے کہ ہم کچھ برا کہہ دیں اسے کہیں جائے یہاں سے۔"

عزہ قہر بھری نظروں سے فائق کو دیکھتے ہوئے بولی۔ فائق نے نفرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اس کی عزت دو کوڑی کی کر چکی تھی۔

"کوئی نہیں اپنائے گا اسے پھر بھی۔"

اتنی بے عزتی پر فائق پیر پٹختے ہوئے وہاں سے جاتے جاتے بھی بولنے سے باز نہ آیا۔ اس کے پیچھے مسٹر اینڈ مسز ولید بھی معذرت کرتے ہوئے شرمندہ شرمندہ سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

عزہ کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے گال پہ گرا جسے وہ سرعت سے پونچھ گئی تھی۔

****

محرم ہچکیوں سے روتے بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتے ہوئے اپنی ہچکیوں کا گلا گھونٹا تھا۔ کتنا مشکل ہوتا ہے ایک لڑکی کیلیے بے قصور ہوتے ہوئے اپنے کردار پہ بات برداشت کرنا۔ وہ سکیاں بھرتے یہی اذیت ناک بات سوچ رہی تھی کہ اتنی دیر میں پریشے وغیرہ بھی اس کے تعاقب کمرے میں آگئی مگر محرم کی حالت دیکھ کر وہ دونوں تڑپ اٹھی۔

"محرم میری جان ادھر دیکھو۔"

پریشے نے بمشکل اپنے آنسوؤں پہ بند باندھے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"میں ایسی نہیں ہوں تم بتاؤ آیت میں ایسی ہوں کیا۔"

محرم اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپی آپ کو کسی کو اپنی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے ہم جانتے ہیں آپ کو۔"

آیت اس کی دوسری جانب پہ بیٹھتے ہوئے محبت سے بولی۔ حجاب بھی اس کے پاس ہی نیچے بیٹھی تھی۔

"اتنی کمزور میں سمجھتی تو نہیں آپ کو محرم بچہ اس میں اللہ پاک کی ہی کوئی مصلحت چھپی ہے فائق آپ کے حق میں اچھا نہیں ہوگا تبھی اللہ پاک نے سہی وقت میں اس کا پردہ اٹھا دیا۔"

فوزیہ بیگم اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔ عالیہ بیگم نے بھی ان کی تائید میں سر ہلایا۔ انہیں ویسے بھی محرم خاندان کی سب سے پہلی بیٹی ہونے کی وجہ سے بہت عزیز تھی۔ اس طرح کی چند ایک باتیں کر کے وہ سب لڑکیوں کو محرم کا خیال کرنے کا اشارہ کر کے کمرے سے باہر چل دی۔

"عزہ کہاں ہے نظر نہیں آرہی۔"

آیت نے حجاب سے پوچھا۔

"وہ باہر نا جانے کیا کیا بول رہی ہے اور تو اور اس نے فائق کو تھپڑ بھی مار دیا اور عفان بھائی بھی اس کے ساتھ تھے۔"

حجاب اسے تفصیل بتاتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ پریشے اور آیت کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔ اب وہ ایسا بھی کیا بول رہی تھی جو انہیں بھی نہیں معلوم تھا البتہ محرم نے اس کی بات سن کر ایک نظر حجاب کو دیکھا اور دوبارہ پریشے کے کندھے پہ سر رکھ لیا۔

****

ان کے جانے کے بعد زمان صاحب جو بمشکل اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے نڈھال ہو کر دوبارہ کرسی پہ گرنے والے انداز میں بیٹھے تو باقی سب بھی پریشانی سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بابا کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے آپ ٹینشن نہ لیں ہم جانتے ہیں نہ ہماری محرم کیسی ہے آپ اپنی طبیعت نہ خراب کریں۔"

صائم ان کو تسلی دیتے ہوئے متانت سے بولا۔ مراد صاحب اور باقی سب نے ان کی تائید میں سر ہلایا۔

"ہم تو جانتے ہیں لیکن جو لوگ تماشہ دیکھ گئے ہیں ان کا کیا ہو گا وہ تو بات کسی آگ کی مانند پھیلائیں گے پتہ نہیں کہاں کو تاہی ہو گئی میرے سے۔"

زمان صاحب اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے پریشانی سے بولے۔ تحریم بیگم بھی ان کی بات پہ افسردگی سے سر جھکا گئی۔

"محرم کیسی ہیں ماما۔"

صائم نے آنکھیں مسلتے ہوئے تحریم بیگم کو مخاطب کیا۔

"ایک لڑکی کی عزت پہ جب بات آئے تو وہ کیسی ہو سکتی ہے بھائی آپ بابا کے پاس رکیں میں اندر جاتی ہوں۔"

عزہ آنکھوں میں آئی نمی اندر اتارتے ہوئے بوجھل لہجے میں بولی۔ لوگوں کے سامنے تو ہمت دکھا دی تھی لیکن اب حوصلے پست ہو رہے تھے۔ سب کے سب نڈھال سے بیٹھے تھے۔ مسز شاہ جو مسلسل سب کی حالت دیکھنے میں مصروف تھی ان کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا جس پر انہوں نے بنا کسی تاخیر کے فوری عمل کرنے کا سوچا تھا تبھی ساتھ ہی احتشام صاحب کو اشارے سے ساتھ آنے کا کہا تو وہ حیرانگی سے ان کے تقلید میں چل دیے۔

"کیا ہوا بیگم سب ٹھیک ہے نہ آپ نے ایسے اچانک سب کے درمیان میں سے بلایا۔"

"میرے دماغ میں ایک بات آئی ہے جس پہ شدت سے عمل کرنا چاہتی ہوں۔"

"سب خیریت ہے نہ۔"

انہوں کے اب کے تشویش سے پوچھا۔

"میں چاہ رہی تھی کہ ہم اذلان کا نکاح محرم کے ساتھ کر دیں میں تو پہلے بھی ایسا چاہتی تھی لیکن شاید قسمت نے اب موقع دیا ہے اور میں وہ موقع گنوانا نہیں چاہتی۔ اس سے قبل کے کوئی اور اس ہیرے کو ہم سے چرا لے جائے۔"

انہوں نے اپنی بات مکمل کر کے احتشام صاحب کی طرف دیکھا جو کسی گہری سوچ میں نظر آرہے تھے۔

"لیکن اذلان اس سے تو بات ہی نہیں کی ہوئی اور آپ کو کیا لگتا ہے کہ ان حالات میں کوئی مانے گا اور محرم بیٹی اس کی حالت۔"

احتشام صاحب نے ان کی بات سے نیم رضامندی ظاہر کی اور اپنے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

"یہ تو میں نہیں جانتی کہ محرم کیسے مانے گی لیکن میں یہ بات زمان بھائی کے ساتھ کرنا چاہتی ہوں اور اذلان وہ میری بات نہیں ٹالے گا اس پہ مجھے پورا یقین ہے۔"

انہوں نے بھی اب کے تشویش سے سوچا اور اذلان کا ذکر فخر کے ساتھ کیا تھا۔

"ہم کسی قسم کی جلد بازی تو نہیں کر رہے نا۔"

وہ کسی خوف کے زیرِ اثر بولے۔ شازیہ بیگم نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا۔

"ابھی بھی جلد بازی احتشام۔اگر آپ کے نزدیک یہ جلد بازی ہے تو یہی صحیح مگر میں اپنے اذلان کی دلہن تو محرم کو ہی بناؤں گی۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔وہ انہیں دیکھ کر رہ گئے۔

"چلیں کر کے دیکھتے ہیں بات لیکن موقع کی مناسبت کے لحاظ سے بات ہو گی۔"

انہوں نے سمجھانا ضروری سمجھا۔

"جی آپ فکر ہی نا کریں۔فیصلہ تو ہمارے حق میں ہی ہو گا۔"

احتشام صاحب کی بات پہ انہوں نے سر ہلاتے انہیں تسلی دی تھی۔اب ان کا ذہن یہی تانے بانے باندھنے میں مصروف تھا کہ ان سب کے سامنے بات کیسے رکھی جائے اور اگر کسی نے انکار کر دیا تو یہی سوچ اب انہیں بے تحاشہ پریشان کر رہی تھی۔انہوں نے ایک گہری نگاہ احتشام صاحب کی جانب ڈالی جو ان کے فیصلے سے پر سکون دکھائی دے رہے تھے۔ان کے وجود میں بھی طمانیت بھری ایک لہر دوڑ گئی۔

****

محرم کو ایک ہی زاویے میں بیٹھا دیکھ کر عزہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی تھی اور گھٹنوں کے بل زمین پر اس کے سامنے بیٹھ کر کے مہندی لگے ہاتھ تھام لیے۔محرم نے جواب میں ایک خالی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"آپی کیا حال کر لیا ہے اپنا ہمت نہیں ہارنی آپ نے آپ تو جانتی ہے کہ ہم نے ہمت آپ سے ہی کرنا سیکھا ہے بڑے سے بڑے معاملے میں صبر آپ نے ہی کرنا سکھایا ہے تو اب آپ خود کمزور پڑ رہی ہے میں جانتی ہوں کہ یہ آپ کیلیے ایک بہت مشکل مرحلہ ہے صدمہ ہے آپ کیلیے مگر پلیز مضبوط رہیے ورنہ ہم لوگ بھی بکھر جائیں گے۔

انسان اپنے نفس کی خواہش میں یہ تک بھول جاتا ہے کہ وہ کس پہ اور کس بناپہ یہ الزام لگا رہا ہے شکر ہے آپ کی اس ذلیل انسان سے شادی نہیں ہوئی۔ میرا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ مار مار کہ اس کا بھڑ کس ہی نکال دیتی۔"

عزہ اسے تھکے تھکے انداز میں سمجھاتے سمجھاتے آخر میں دانت پیس کر بولی۔ آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔ تنفس بری طرح بکھرا ہوا تھا مگر وہ صرف محرم کیلیے ثابت قدم تھی۔ اس کی بات سن کر محرم افسردگی سے مسکرادی۔ اس کو مسکراتے دیکھ سب نے باقاعدہ سکون کا سانس لیا مگر کوئی یہ نہ جان سکا کہ اس کی اس ہنسی میں بھی کس قدر کرب شامل تھا۔ آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔ اب وہ سب اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں سے محرم کا دل بہلانے میں لگی ہوئی تھی۔

"کاش انسان یہ سمجھ جائے کہ اس کی انہی باتوں سے کتنے لوگوں کے دل ٹوٹ جاتے ہیں ہنستا کھیلتا انسان مرجھا جاتا ہے ان کی زندگی سوکھے پتوں کی طرح ہو جاتی ہے جسے پکڑو گے تو وہ ختم ہو جائیں گے کاش انسان سمجھ جائے کاش وہ اپنی باتوں سے خوشیاں بانٹے نا کہ کسی کے دکھ کا سامان بنے لیکن انسان خود غرض ہے وہ صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے اور اگلے انسان کو توڑنا جانتا ہے۔"

پریشے سر جھٹکتے ہوئے تنفر بھرے لہجے میں بولی۔ عزہ نے ہولے سے اس کا ہاتھ دباتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اس سے پہلے کہ محرم ایک بار پھر انہی باتوں کے یلغار میں بہہ جاتی۔

"زمان بھائی مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

کسی کو اپنی طرف متوجہ نا پا کر عالیہ بیگم نے زمان صاحب کو مخاطب کیا تو انہوں نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"جی بولیں بھابھی۔"

انہوں نے حیرانی سے ان کی جانب دیکھا۔ باقی سب بھی حیرت کی زیادتی سے کھلی آنکھوں سمیت انہیں دیکھ رہے تھے۔

"یہاں نہیں اندر کمرے میں چل کر بات کرلیں میں تحریم کو بھی بلا لیتی ہوں آپ دونوں سے ساتھ بات ہو جائے وہ مناسب ہے۔"

انہوں نے گویا بات کرنے کی تمہید باندھی اور تحریم کو لیتے کمرے کی طرف چل دیں۔ کمرے میں پہنچتے ہی سب ان کے بات کرنے کے منتظر تھے۔ صائم بھی حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا جو نا جانے کیوں مضطرب سی تھی۔

"دیکھیں آپ لوگ مجھے معلوم ہے یہ بات اچانک اس موقع پر کرنا مناسب نہیں پر میرے حساب سے کافی ضروری ہے۔ میں اس موقع پہ خود غرض ہی سہی مگر مجھے آپ خود غرض بننے دیجیے۔ بھائی صاحب آج آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں آپ کا بہت قیمتی اور مجھے پوری امید ہے آپ انکار نہیں کرینگے بلکہ میری بات کا مان رکھیں گے۔"

اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ کچھ توقف کیلیے رکی اور سب کو ایک نظر دیکھا۔

"جی بھابھی آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔"

زمان صاحب ان کی بات پر تھوڑا ٹھٹکے تھے کیونکہ قیمتی چیز کی بات سن کر انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ نا جانے وہ ان سے کیا مانگنے والی تھی ان حالات میں۔

"وہ میں آپ سے بلکہ آپ سب سے کہنا چاہتی ہوں کہ آج اذلان اور محرم کا نکاح کر دیں۔ میں نے نہیں سوچا تھا کہ ایسی بات اس طرح کرونگی پر یہی مناسب وقت تھا۔"

ان سب کو خاموش خود کو تکتا پا کر انہوں نے دوبارہ بات جاری کی۔

"آپ سب یہ نا سوچیں کہ ابھی جو سب ہوا ہے اس لئے میں اس بچی پہ رحم کھا کر ایسا کہہ رہی ہوں ایسا بالکل نہیں ہے۔ میرا اللہ گواہ ہے ہمیشہ سے محرم کو میں نے اپنے اذلان کے لئے سوچا تھا اور اتفاق سے جس دن میں نے سوچا تھا رشتے کی بات کرنے کا اسی دن پتہ چلا کہ محرم کا رشتہ آپ نے فائق سے کر دیا ہے اور اسی دن میں نے اپنی یہ خواہش میں نے دل میں ہی دبالی تھی بنا کسی شکوہ شکایات کیے۔ مگر آج جو کچھ ہوا ہے مجھے لگا کہ بات کر لینی چاہئے آپ سے۔"

"لیکن بھابھی یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ محرم قطعی نہیں مانیں گی۔اس کے ساتھ اچانک جو ہوا ہے اس کے بعد تو قطعی نہیں۔"

وہ جھکے کندھوں کے ساتھ بولے تو صائم نے انہیں سہارا دیا۔

"میں جانتی ہوں بہت مشکل وقت ہے لیکن صائم کی کوئی بات وہ نہیں ٹالتی اگر صائم۔"

انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر صائم کی جانب دیکھا تو وہ جی جان سے ٹھٹھکتے لبوں کو آپس میں سختی سے بھینچ گیا۔ان کی بات سن کر کچھ سوچتے ہوئے زمان صاحب نے ہامی بھری۔

"ٹھیک ہے پھر صائم محرم سے بات کر لیں اگر وہ مان جائے گی تو ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے مگر کیا آپ نے اذلان سے پوچھا۔"

اذلان کا خیال آتے ہی انہوں نے ان کی جانب دیکھا

اور ساتھ ہی آنکھوں کے اشارے سے صائم کو جانے کا کہا تھا۔وہ ان کی حکم کی تکمیل کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"نہیں اسے تو معلوم بھی نہیں اس بابت کچھ بھی لیکن مجھے پتہ ہے اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ وہ تو خوش قسمت ہے جسے محرم جیسی ہمسفر مل رہی ہے۔"

وہ ان دونوں کو ایک ساتھ تصور کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے محبت سے پر لہجے میں بولی۔

"چلیں آپ جلدی بات کرلیں ان لوگوں سے میں بھی اذلان سے بات کرلوں۔مجھے تو بہت جلدی ہے محرم کو اپنی گھر کی بیٹی بنانے کی۔"

یہ خوشگواری سے ہنستے ہوئے کہتے باہر کی طرف چل دی۔ باقی سب نے بھی ان کی تقلید کی تھی۔ نا جانے وہ دونوں اس بارے میں جانتے کیا ردِ عمل ظاہر کرنے والے تھے۔

****

وہاں کی صورت حال دیکھ کر اذلان الٹے قدموں سے چلتا ہوا باہر لان میں آگیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گھٹن کا احساس بڑھتا ہی جارہا تھا۔ اس نے پیشانی پہ آیا پسینہ ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔ وہ تو ابھی تک سکتے کی کیفیت میں تھا اس نے ایسا تو کچھ نہیں چاہا تھا۔ کیا یہ سب اس کی وجہ سے ہوا تھا۔ کیا وہ اس سب کا قصور وار تھا۔

"لیکن میں نے تو کبھی یہ چاہا ہی نہیں کہ اس کی عزت پہ بات آئے۔"

اذلان اپنے سر کے بال مٹھی میں بھینچتے ہوئے سر سٹئیرنگ سے ٹکا گیا۔

"نہیں میں یہاں مزید نہیں ٹھہر سکتا۔ مجھ میں یہ سب برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی گاڑی سٹارٹ کرتے خان ہاؤس کی حدود سے باہر نکلتا باہر سے آنے والی آواز کی سمت متوجہ ہوا۔ عفان دور سے اسے آواز دیتا ہوا وہیں آ رہا تھا۔ وہ اس کی اچانک آمد پہ جی جان سے ٹھٹھکا تبھی سیٹ بیلٹ کھولتے عجلت میں گاڑی سے باہر نکلا۔

"بھائی آپ ٹھیک ہیں نہ۔"

عفان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"نہیں عفان کیا تمھیں لگ رہا ہے میں ٹھیک ہوں۔ میں کیسے ٹھیک ہو سکتا ہوں اندر اس کے کردار پر اتنی بات ہو گئی اور دیکھو میری بے بسی کی انتہا میں کچھ بھی نا کر سکا۔"

اذلان اذیت بھرے لہجے میں بولا۔ عفان نے دانتوں پہ سختی سے دانت جمائے تھے۔

"میں نے ایسا تو نہیں چاہا تھا کہ یہ سب ہو اور اس کا رشتہ ہی ختم ہو جائے۔ میں نے تو سب یہ سوچ کر اللہ پہ چھوڑ دیا تھا کہ وہ میرے نصیب میں نہیں شاید مگر یہ سب ہونے کا تو گمان بھی نہیں کیا تھا۔"

اذلان تھکے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔ یہ انتہا ہی تو ہوتی ہے بے بسی کی کہ اپنی محبت کو بہت مشکل سے کسی اور کے ساتھ دیکھنا یا اسے کسی اور کا ہوتے دیکھنا لیکن اذلان نے تو محرم کی عزت کی خاطر یہ سب بھی برداشت کیا اور آج کس قدر بے بس تھا وہ کہ فائق اتنا کچھ کہہ گیا اور وہ کچھ بھی نا کر سکا۔

"بھائی میں جانتا ہوں آپ نے نہیں سوچا تھا ایسا۔ پر خود سوچیں خدانخواستہ اگر یہ شادی ہو جاتی اور اس فائق کی حقیقت نہ معلوم ہو کر ہم سب کے سامنے آتی تو مزید مسائل ہوتے اسی لیے جو ہوا بہتر ہوا۔"

عفان نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا کہ جو ہوا اس میں اس کا کوئی قصور نہیں یہ ہونا محرم کے نصیب میں تھا۔ اذلان کو بھی اس کی بات کافی حد تک درست لگی تھی تبھی گہری سانس فضا کے سپرد کر گیا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے بے شک۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

یہ کہتے ساتھ ہی اذلان خاموش ہوا پر اچانک کچھ یاد آنے پر عفان کی طرف تفتیشی نگاہوں سے دیکھا جس پر عفان گڑبڑا سا گیا اور مسکین صورت بنائے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا بھائی ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔"

اسے اس طرح خود کو دیکھتا پا کر عفان نے الٹا سوال کیا جس پہ اذلان کی پیشانی پہ تیوریاں چڑھی تھی۔

"تم فائق کو کیسے جانتے ہو۔"

پورے تفتیشی انداز میں اذلان سنجیدگی سے سوال کرتے عفان کو گڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔ اس نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا جبکہ اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"بھائی میں کیسے جانتا ہوں مطلب اس بات کا جیسے سب جانتے ہیں ویسے ہی۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بھونڈی سی دلیل دیتا اذلان نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی۔

"عفان مجھے بالکل سچ جواب چاہیے جھوٹ بلکل نہیں کیونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ کچھ نا کچھ گڑبڑ لازمی ہے کیونکہ جس طرح تم عزہ کے ساتھ کھڑے اعتماد سے بول رہے تھے اس سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ تم لوگ جانتے ہو اسے پہلے سے۔"

اس کی بات سنتے ہی عفان نے اسے ساری بات بتانے کا سوچتے ایک لمبی سانس خارج کی اور گہری نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے شروع سے اب تک ساری بات بتادی جسے سن کر اذلان کے تاثرات میں از حد سختی در آئی جبکہ چہرہ قدرے سرخ پڑ گیا۔انہیں ان دونوں سے اس قسم کی لاپراوہی کی بلکل بھی امید نہیں تھی۔

"عفان تم پاگل ہو گیا۔اتنے بڑے ہو گئے ہو بچے تو نہیں ہوا گراس سب میں وہ تمھیں محرم کو یا عزہ کو کچھ کروادیتا تو پتہ ہے کیا ہو جاتا اتنا بڑا نقصان ہو جاتا۔"

اذلان کے غصے میں پریشانی کے عنصر صاف نمایاں تھا جسے سن کر وہ اتنی شدید پریشانی میں بھی مدھم سا مسکرایا۔

"بھائی کچھ نہیں ہوا یہی تک کہ اسے کچھ پتہ بھی نہیں چلا اور ہم نے اتنا کچھ کیا بھی نہیں جس پر وہ کوئی قدم اٹھاتا یہ سب اس کا خود کا کیا دھرا ہے۔آپ فکر نا کریں۔"

عفان نے گویا اسے تسلی دینی چاہی معاً ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے شریر نگاہوں سے اذلان کی جانب دیکھا جو اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔

"ویسے بھائی کیا خیال ہے۔دولہن تو تیار ہے پھر لے جائیں دل والے دلہنیا۔"

ایکدم ماحول بدلنے کی خاطر وہ شرارت سے بولتے نا چاہتے ہوئے بھی اذلان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا جسے اذلان اسے دکھنے سے قطل ہی چھپا گیا تھا مبادہ وہ مزید نا پھیل جائے۔

"شٹ اپ عفان ایسے پریشان ماحول میں بھی باز نہ آنا تم جاؤ اندر اب میں گھر جارہا ہوں محرم کی یہ حالت میرے لئے ناقابل برداشت نہیں۔پہلے ہی زندگی پریشانیوں سے بھری ہوئی ہے مزید ان جھنجھٹ میں زندہ رہنا ناممکن سی بات لگتا ہے۔"

ازلان سنجیدگی سے کہتے ہوئے جانے کے لئے مڑنے ہی لگا تھا اس سے پہلے کہ عفان اس کی بات پہ کچھ بولتا ازلان کا فون بجنے لگا جس پر مام کالنگ دیکھتے اس نے فوراً کال اٹھالی کہ شاید کوئی ضروری بات ہو۔

"اسلام علیکم جی مام۔"

"کہاں ہو ازلان کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔"

اس کی بات کے جواب میں مسز شاہ کی جھنجھلائی ہوئی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی۔

"میں باہر ہوں کیوں کوئی کام ہے آپکو۔"

ازلان تھوڑا حیران ہوتے بولا کیونکہ وہ اسے پریشان محسوس ہوئی تھی۔اس کی بات پہ وہ مدھم سا مسکرائی۔

"ہاں اندر آؤ آپ بات کرنی ہے آپ سے۔"

مسز شاہ نے جلدی سے بولتے کال کاٹ دی مبادہ وہ انکار نا کر دے۔

"کیا ہوا بھائی۔"

ازلان کو تذبذب کا شکار ہوتے دیکھ کر عفان نے پوچھا۔

"مام نے اندر بلایا ہے کوئی بات کرنی ہے انہوں نے شاید۔یہ میری ماں بھی مجھے جینے نہیں دے سکتی۔"

ازلان تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔عفان نے افسوس کرنے والے انداز میں اس کی حالت کا ملاحظہ کیا۔

"اوہ چلیں پھر آپ جائیں میں گاڑی لاک کر کے آیا۔"

وہ اس کے ہاتھ سے چابی لیتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ازلان نے بھی خاموشی سے اندر جانے کو ترجیح دی تھی۔

"جی مام کیا ہوا سب خیریت ہے نا۔"

ازلان جیسے ہی اندر آیا مسز شاہ کو پریشانی سے ادھر ادھر ٹہلتے دیکھ کر بولا اور ساتھ ہی احتشام صاحب کو اشارے سے پوچھا جو آرام سے صوفے پہ براجمان تھے۔

"وہ میں نے تمہارا رشتہ کر دیا ہے۔"

انہوں نے بغیر کسی تمہید کے سیدھا اس کی سماعتوں پہ بم پھوڑا۔ازلان ان کی غیر متوقع بات پہ بھونچکارہ گیا۔

"واٹ مام یہ کیا کہہ رہی ہے آپ۔"

ازلان ماتھے پہ بل ڈال کر پریشانی سے بولا۔

ابھی تو دل میں بہار آئی تھی ابھی تو حوصلہ بنا تھا دوبارہ سے اسے اپنا بنانے کا اور یہاں کیا ہو رہا تھا جو اس کی سمجھ سے بھی بالاتر تھا۔

"ہاں تو تم نے کوئی دکھائی ہی نہیں تھی نہ کوئی پسند کی تو میں نے کر دیا ہے بس۔"

وہ پر سکون لہجے میں بولی۔اتنی دیر میں عفان بھی وہاں آ گیا۔

"کیا ہوا مام ڈیڈ بھائی آپ ایسے کیوں کھڑے ہیں۔"

عفان ان سب کے چہرے دیکھ کر بولا اور ساتھ ہی ٹیبل سے پانی اٹھا کر پینے لگا۔

"میں نے تمہاری بھابھی ڈھونڈ لی ہے۔"

انہوں نے گویا عفان کے سر پہ دھماکہ کیا۔عفان جو پانی پینے میں مصروف تھا اسے زوردار اچھو لگا تبھی کھانس کھانس کر دوہرا ہو گیا۔اس نے شاکی نگاہوں سے شازیہ بیگم کی جانب دیکھا۔

"مام نہ کیا کریں کبھی ایسے ہی اٹیک مجھے نہ دے دیجیے گا میری بیوی ڈھونڈ کر۔"

عفان بڑبڑانے والے انداز میں دانت پیستے ہوئے بولا کیونکہ ان سے کوئی بعید بھی نہیں تھا۔

"تم نہیں مان رہے پھر آپ تو کچھ بولے تماشہ دیکھ رہے ہیں کیا۔"

انہوں نے پریشانی سے اذلان سے استسفار کیا اور ساتھ ہی احتشام صاحب پہ غصہ ہوئی جو کس قدر سکون سے بیٹھے تھے۔ابھی بھی ان کی بات پہ انہوں نے کندھے اچکائے۔

"مام میں کیسے۔"

اس سے پہلے کے اذلان بات مکمل کرتا مسز شاہ بول پڑی۔

"ٹھیک ہے میں نے تو منتوں سے محرم جیسی بہو مانگی تھی لیکن لگتا ہے اس کی قسمت میں سب کے ہاتھوں رسواں ہونا ہی لکھا ہے۔"

وہ رنج و غم کی کیفیت میں بولی جبکہ ان کی بات سن کر اذلان جو انکار ان کے ہاتھ میں تھمانے والا تھا جہاں کا تہاں رہ گیا اور بے یقین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔عفان بھی حیرت سے کبھی مسز شاہ کو تو کبھی اذلان کو دیکھتا۔

لیکن جیسے ہی شعور کی منزل تک پہنچا اس نے طاقاعدہ خوشی سے شور مچا دیا۔

"ویر میرا گھوڑی چڑھیا۔"

اس کی بات پہ غور کیے بغیر اذلان ابھی بھی یہی سوچ رہا تھا کہ کیا دعائیں ایسے پوری ہوتی ہیں کیا اللہ اپنے بندوں کی اتنی جلدی سنتا ہے اس کا دل تو سجدہ شکر کرنے کو چاہ رہا تھا۔

"بھائی کیا ہو گیا کچھ بولیں نہ۔"

عفان بے صبرے پن سے بولا۔ مسٹر اینڈ مسز شاہ بھی اس کے جواب کے منتظر تھے۔اذلان کا سر میکا نکی انداز میں ہاں میں ہل گیا۔اس کے جواب پہ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ چھا گئی اور عفان نے تو باقاعدہ مسز شاہ کو گھما ہی ڈالا۔

" چلیں بیگم دیری کس بات کی ہے نکاح کی رسم کرتے ہیں پھر۔"

احتشام صاحب بھی خوشی خوشی کہتے ہوئے اذلان کے کندھے پہ بازو حمائل کرتے اندر کی طرف چل دیے۔اندر کی جانب بڑھتے ہوئے اذلان کے دماغ میں ایک بات گونجی تھی جسے اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"بے شک اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔"

"بے شک"

اس کے لبوں سے سرگوشی کی صورت میں ادا ہوا۔آج اس کا دل اس بات پہ پختہ ایمان لے آیا تھا۔

****

"محرم۔"

صائم کی آواز پہ اس کے رکے ہوئے آنسو پھر سے بہ نکلے تھے۔

"بس بس میرا بچہ۔"

صائم نے اسے بازوؤں کے حلقے میں لیا وہ کسی کا سہارہ پاکر بے اختیار سسکی تھی۔

" مجھے اپنے بچے پر پورا یقین ہے آپ سب باہر جاؤ مجھے کچھ بات کرنی ہے۔"

صائم اس کی پیشانی چومتا ہوا باقی سب سے بولا

تو وہ سب ہاں میں سر ہلاتی باہر کو نکل گئی جبکہ محرم حیران پریشان سی اس کی شکل دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پہ سنجیدگی نے بسیرا کیا ہوا تھا۔

"محرم میں آپ سے کچھ مانگوں گا تو آپ آخری بار میری بات مانو گی۔"

بلاخر صائم نے بات کی تمہید باندھی اور بات کا آغاز کیا۔ محرم نے ناسمجھی سے اس کی بات سنی۔

"بھائی آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔"

وہ اس کے سینے سے سر اٹھا کر حیرت سے بولی۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ بات کرنے کا یہ بلکل مناسب وقت نہیں ہے لیکن۔"

صائم نے گہرا سانس بھرتے بات ادھوری چھوڑی جیسے یہ بات کرنے کی بلکل بھی ہمت نہ ہو۔

"لیکن بھائی۔"

محرم نے ناسمجھی سے اصرار کیا۔

"وہ ماما بابا چاہتے ہیں کہ آپ کا نکاح احتشام انکل کے بیٹے اذلان سے کر دیا جائے۔"

صائم نے آنکھیں موندتے عجلت میں اپنی بات مکمل کی۔

"اور آپ بھائی آپ کیا چاہتے ہیں۔"

اس کی بات پہ محرم سکتے کی کیفیت میں بولی۔

اپنے کانوں میں محرم کی سرسراتی سی آواز سن کر سر اٹھا کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں میں جانتا ہوں ایک بار غلطی ہوئی ہے لیکن اب مجھے یقین ہے کہ ہمارا انتخاب غلط نہیں ہے اور احتشام انکل اور آنٹی نے خود اس رشتے کی بات کی ہے۔"

اس نے گویا بات کا رخ اس طرف موڑا کہ شاید محرم کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

"نہیں بھائی نہیں آپ سب مجھ پہ ترس کھا رہے ہیں آپ لوگ اپنی عزت بچانے کیلیے یہ کر رہے ہیں میں جانتی ہوں۔"

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سمیت بولی۔ اسے یہی محسوس ہوا کہ فائق نے اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی تو سب گھر والوں نے اپنی عزت بچانے کیلیے یہ فیصلہ کیا ہے جبکہ اس کی بات پہ صائم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ماتھے پہ بل ڈالے اس کی جانب دیکھا جس کا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔

"یہ کیا بات کر رہی ہو آپ کوئی ہوش ہے ہمیں اپنی عزت کے ساتھ آپ بھی عزیز ہو کیونکہ آپ بھی ہماری عزت ہو بس میں ایک التجا کر رہا ہوں اس نکاح کیلیے حامی بھر لو مجھے پورا یقین ہے کہ اذلان آپ کے حق میں بہت بہتر ثابت ہو گا۔"

صائم اسے گلے لگاتا ہوا محبت سے پر لہجے میں بولا۔ محرم نے نچلا لب دانتوں میں دباتے بمشکل اپنی سسکی روکی۔

"لیکن وہ میرے سے بہت بڑے ہیں۔"

محرم اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے معصومیت سے گویا بولی جیسے اسے ٹالنا چاہا ہو۔ اتنے مشکل وقت میں محرم کی بات سن کر صائم کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو کیا ہوا اور میرے خیال میں شوہر کو تو میچیور ہی ہونا چاہیے۔"

صائم نے اسے سمجھاتے قائل کرنا چاہا۔ صائم کی بات پہ محرم ناچاہتے ہوئے بھی اپنا سر جھکا گئی گویا اس چیز کی حامی بھری ہو۔ صائم نے بے اختیار خوشی سے اپنے ساتھ لگایا جبکہ اس کے کندھے سے لگنے پر محرم ایک بار پھر سسک اٹھی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کیلیے یہ کتنا مشکل ہے لیکن اذلان کا رشتہ کوئی غلط بات نہیں تھی اسے تو بہت خوشی ہو رہی تھی کہ اذلان جیسا انسان محرم کی قسمت میں ہے شک اللہ جو سوچتا ہے اچھا سوچتا ہے۔ اسے خود پہ حیرت بھی ہوئی تھی کہ اس نے کیوں نہیں اذلان کے بابت سوچا مگر اب جب اس ذات نے انہیں موقع دیا تھا وہ اسے کسی صورت گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں جہاں ہر جانب سوگوار ماحول چھایا ہوا تھا وہاں سب کی مسکراہٹیں بکھری ہوئی تھی۔ سب لڑکیاں دوبارہ محرم کے کمرے میں موجود تھی۔

"چلو محرم تمہارا میک اپ سیٹ کریں رو رو کے حال برا کر لیا ہے اب میری بھابھی بن رہی ہو تو ایسے ہی تو نہیں لے جاؤں گی نہ باہر میرے بھائی ڈر ہی نہ جائے۔"

پریشے اسے بیڈ سے اٹھاتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولی۔ محرم نے خاموشی سے اس کے تاثرات جانچنے چاہے تھے مگر اسے کچھ سمجھ نا لگی۔

محرم تو ویسے بھی اسے بہت عزیز تھی لیکن اب جو رشتہ اس کے بھائی سے جڑنے جا رہا تھا وہ اس سے دل و جان سے خوش تھی۔ اس دوران محرم خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ جو ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں لیکن اس نے آج پھر اپنے گھر والوں کا مان رکھ لیا تھا بنا اپنے بارے میں سوچے سمجھے۔

"آپی میں ایک بتاؤں سچی میں تو بہت خوش ہوں اذلان بھائی کیلیے آپ دیکھئے گا وہ آپ کیلیے کتنے اچھے ثابت ہونگے۔"

عزہ سرشاری کی کیفیت میں بولی۔اس کی بات پہ محرم سے مسکرایا بھی نا گیا تھا۔اسے دیکھ کر ان سب کو کسی پتھر کی مورت کا گمان ہوا تھا۔

"بلکل اور ان کی جوڑی بھی بہت کمال لگے گی۔"

حجاب اور آیت کورس میں بولی۔یہ کہنا بہتر ہو گا کہ یہ سب فائق سے زیادہ اذلان سے رشتہ ہو جانے پر خوش تھی۔اسی دوران تحریم بیگم اور زمان صاحب کمرے میں آئے۔محرم نے انہیں دیکھ کر خاموشی سے اپنا چہرہ جھکا لیا۔

"معاف کر دینا اپنے بابا کو شاید وہ آپ کیلیے اچھا فیصلہ نہیں لے پائے تھے۔"

زمان صاحب محرم کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولے تو محرم تڑپ ہی تو گئی تھی۔

"بابا یہ کیا کر رہے ہیں آپ اس میں آپ کی کیا غلطی یہ میرے نصیب میں تھا جو میرے ساتھ ہوا۔آپ مجھے شرمندہ مت کریں۔"

محرم ان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بھیگے لہجے میں بولی تو انہوں نے بے ساختہ اسے سینے سے لگا لیا تحریم بیگم نے بھی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا اور اس کے سر پہ چنری اوڑھائی۔اس کے بعد زمان صاحب کمرے سے باہر نکل گئے۔پریشے بھی اپنے بھائی کی طرف سے نکاح میں شامل ہونے باہر چلی گئی۔کچھ ساعتوں بعد مولوی صاحب کمرے میں صائم سمیت داخل ہوئے۔وہ نکاح کے کلمات پڑھنے میں مصروف تھے جبکہ محرم کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"محرم خان ولد زمان خان کیا آپ کو اذلان شاہ ولد احتشام شاہ اپنے نکاح میں قبول ہے۔"

محرم ہنوز خاموش بیٹھی تھی کہ اسی وقت کسی کا اپنے ساتھ بیٹھنے کا گمان ہوا تو وہاں مسز شاہ تھی جو اس کو تسلی دے رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک بار پھر وہ بھرے بازار میں برہنہ ہو جائے گی مگر ساتھ بیٹھا وجود اسے بار بار ایک ہی بات کی تلقین کر رہا تھا۔

"قبول ہے۔"

محرم کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تو سب کے چہروں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ تین بار یہ کلمات پڑھنے کے بعد نکاح نامے پہ دستخط لینے کے بعد مولوی صاحب باہر کی طرف چل دیے۔ تحریم بیگم نے بے ساختہ اسے گلے لگایا اور صائم نے سر پہ ہاتھ رکھ کر پیار کیا۔ اس کے بعد وہ دونوں باہر کی طرف چل دیے۔ دوسری جانب مولوی صاحب اذلان کی طرف متوجہ ہوئے جس کے سپاٹ انداز کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ آیا وہ اس رشتے سے خوش ہے یا نہیں لیکن کوئی اس سے پوچھتا آج کہ منزل پانا کسے کہتے ہیں زندگی میں بہار آنا کسے کہتے ہیں۔ وہ زیادہ خوش ہو کر سب کو شک نہیں کروا سکتا تھا اس لیے مولوی صاحب کے پوچھنے پہ اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں قبول ہے کہہ کر نکاح نامے پہ دستخط کیے جو اس کی بارعب شخصیت کا خاصہ تھا۔ دعا کے بعد ہر طرف مبارک باد کا شور بلند ہوا۔ عفان تو پہلی فرصت میں چھپ کر محرم کے کمرے کی طرف چل دیا تا کہ اسے بھی دیکھ سکے کہ اس نے یہ فیصلہ کسی کے دباؤ میں آ کر تو نہیں لیا۔ دروازہ ناک کرتے ہی جو چہرہ اسے دیکھنے کو ملا اسے اپنی بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے وہ سکون سے اندر کمرے میں آ گیا۔ عزہ اس کی حرکت پہ کڑھ کر رہ گئی۔

"کیسی ہیں بھابھی جی۔"

عفان اپنے مخصوص شوخ انداز میں بولا۔اسے یہاں دیکھ کر محرم کا دماغ میں فائق کی باتیں گونجنے لگی اور وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے کی جانب بڑھنے لگی۔یہ سب بے اختیاری کی کیفیت میں ہوا تھا۔اس کی سماعتیں چیخ چیخ کر وہی الفاظ دہرا رہی تھی اور اس کا چہرہ خوف سے پیلا پڑتا جا رہا تھا۔

"کیا ہوا محرم سب ٹھیک ہے نہ۔"

عفان نے پریشانی سے اسے دیکھ کر استسفار کیا جبکہ عزہ آیت اور حجاب بھی اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

"نہیں تم یہاں سے جاؤ ورنہ پھر کوئی آکر میرا کردار پامال کر جائے گا میرے میں اب اتنی سکت نہیں ہے کہ میں کسی کی باتیں سن سکوں خدارا مجھے معاف کر دینا مگر تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

محرم کے چہرے پہ خوف کا عنصر صاف نمایاں تھا

لیکن ابھی اس کی باتیں سن کر باہر جانا مطلب سراسر بے وقوفی کرنا تھا اس طرح اس کے دل میں بدگمانی مزید پھیلتی تبھی عفان نے وہی ٹھہر کر بات کرنے کا سوچا۔

"محرم ہم کوئی ایک ہفتے یا مہینے سے تو ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہم کافی عرصے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں کسی نے کوئی اعتراض کیا کبھی یہاں تک کہ ہماری اپنی فیملی نے بھی نہیں کیا۔تم کسی ایک انسان کی بدولت ہمارے اتنے برسوں کے رشتے کو کوڑے دان میں نہیں پھینک سکتی تمہیں مضبوط بننا ہو گا۔"

عفان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کی حالت اسے تکلیف سے روشناس کروا رہی تھی۔

"ہاں محرم دیکھو تم میرے جتنی ہو لوگ باتیں بنانے کو بنا سکتے تھے لیکن نہیں بنائی کیونکہ وہ جانتے تھے تم ہماری بہن ہو اور بہنوں کے ساتھ ایسی باتیں نہیں جوڑی جاتی ایسی حرکتیں وہی کرتے ہیں جن کی ذہنیت خراب ہو قصور تمہارا نہیں اس کا ہے جس نے الزام لگایا اس لیے مضبوط بنو۔"

اسی دوران ایان بھی کمرے میں داخل ہوا اور اسے سمجھانا ضروری سمجھا تاکہ وہ مزید کسی بدگمانی کو اپنے دل میں جگہ نا دے سکے۔ان کی باتوں پہ محرم نے خالی خالی انداز میں سر ہلایا جیسے وہ بات سمجھ گئی ہو۔

"ہاں چھوڑو اب تو تم میری بھابھی بن گئی ہو میں تو بس تمہیں یہی تنبیہہ کرنے آیا تھا کہ بس اس جلاد سے بچ کے رہنا اگر کبھی بھی کچھ کہے نہ تو تمہارا بھائی حاضر۔"

عفان مصنوعی سینہ پھلا کر بولا۔

"جاؤ جاؤ خود تو آئے دن ذلیل ہوتے رہتے ہو آئے بڑے میری بہن کو بچانے والے۔"

عزہ کو تو گویا موقع مل گیا تھا اسے ذلیل کرنے کا۔عفان نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔اس کی بات پر سب کے قہقہے ابل پڑے۔ محرم بھی مدھم سا مسکرا دی۔ محرم کو مسکراتے دیکھ دروازے پر ایستادہ صائم نے سکون کی سانس خارج کی اور ایک نظر ان کے ہنستے مسکراتے چہروں پہ ڈال کر باہر اذلان کے پاس چل دیا۔ابھی اسے اس کا بھی تو شکر ادا کرنا تھا۔

کچھ دیر میں سب ہنستی مسکراتی لڑکیوں کے سنگ محرم کو باہر لایا گیا تاکہ رسم ادا کر سکیں۔

محرم نے اپنی جانب سے بہت انکار کیا لیکن عزہ کا کہنا تھا نکاح تو ہو گیا ہے اب کسی چیز کی فکر نہیں کرنی تو محرم اس کی بات پہ خاموشی اختیار کر گئی کیونکہ عزہ کسی کی سن لیتی ایسا بھی ممکن نہیں تھا۔اذلان جو سٹیج پہ بیٹھا سنجیدگی سے صائم

سے محو گفتگو تھا اپنی جانب آتی محرم کو دیکھ کر وہی ساکت ہو گیا۔ فضا میں جیسے کسی نے خوشیاں بھر دی تھی۔ ایک عجب سی شادمانی کا احساس تھا جو اسے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ وہ اپنی منزل کو قدم با قدم اپنی جانب آتا محسوس کر رہا تھا۔ کیسے اس نے سب کچھ اللہ پہ چھوڑ دیا تھا اور اللہ نے اسے رسواں ہونے سے بچا لیا تھا۔ انہی سب سوچوں میں غلطاں محرم قریب آچکی تھی سب ینگ پارٹی کے کہنے پر اذلان نے اپنی بھاری ہتھیلی محرم کے آگے پھیلایا۔ محرم نے اپنا حلق تر کرتے ڈرتے جھجکتے اپنا نازک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس کے نازک ہاتھ کی کپکپاہٹ اذلان نے صاف محسوس کی تھی اور اس کا ہاتھ اور زیادہ مضبوطی سے تھام لیا کبھی نہ چھوڑنے کیلیے۔ محرم کا دل بے ساختہ لرز اٹھا۔ ان دونوں کے ساتھ بیٹھنے کے بعد سب نے باری باری آ کر ان کا منہ میٹھا کروایا۔

"میں نہیں جانتی میرے اللہ آپ نے یہ شخص میرے نصیب میں کیوں لکھا لیکن میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ اگر اسے لکھا ہے تو اسے میرے لیے سایہ دار درخت اور ٹھنڈی چھاؤں بنانا جس کے سائے میں مجھے کوئی ڈر خوف نہ ہو۔"

محرم اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے اللہ سے دل ہی دل میں گفتگو کرنے میں مصروف تھی جو اس کا واحد پسندیدہ مشغلہ تھا۔

****

"اہم اہم۔ کیا سوچا جا رہا ہے۔"

میز کے قریب کھڑی پریشت کو اپنی ہی سوچوں میں گم دیکھ کر معاذ شرارت سے اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔

"آپ یہاں۔ میرا مطلب نہیں کچھ نہیں سوچ رہی میں بس پانی پینے آئی تھی۔"

پریشے پہلے گھبرائے لہجے میں بولتے آخر میں نارمل انداز میں گویا ہوئی۔ معاذ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"مجھے تو لگا تھا کوئی مجھے یاد کر رہا ہو گا پر خیر کیا کر سکتے ہیں اب۔"

معاذ نے ٹھنڈی آہ بھرتے پورے فلمی انداز میں کہتے دہائی دی۔ اس کا یہ انداز دیکھ کر پریشے کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔ اس نے ہڑبڑاہٹ میں اپنے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔

"کیوں آئے ہیں آپ کوئی کام تھا آپکو۔"

پریشے نے اس کی بات سرے سے نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ معاذ نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"میں ایک بات سوچ رہا تھا۔"

معاذ کا دل ایک بار پھر سے شرارت پر آمادہ ہوا مگر پریشے کو خاموش دیکھ خود ہی دوبارہ اس سے مخاطب ہوا۔

"میں سوچ رہا تھا۔ ساری تیاریاں تو آلریڈی ڈن ہیں۔ مولوی صاحب بھی ہیں ایک نکاح ہو چکا ہے دوسرا ہم بھی کروا لیتے ہیں ساتھ ہی۔ اسکے دو فائدے ہیں ایک تو خرچہ بچے گا دوسرا ہمیں اپنی شادی کے انتظار سے نہیں گزرنا پڑے گا۔"

معاذ نے مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کی جو پہلے تو پریشے حیرانی سے سن رہی تھی مگر بعد میں انکھیں چھوٹی کر کے معاذ کو گھورنے لگی جیسے بس شادی کے علاوہ کسی چیز سے مطلب نہیں تھا۔

"اتنے کنجوس ہیں آپ مجھے نہیں پتہ تھا۔ اپنا خرچہ بچانے کے لئے اتنی جلدی کر رہے ہیں۔"

وہ تیکھے چتونوں سے معاذ کو گھورتے ہوئے بولی۔ معاذ اپنا سر کھجا کر رہ گیا۔

ارے میں کہاں کنجوس ہوں میں تو۔"

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

معاذ کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عفان نے ہمیشہ کی طرح غلط وقت پہ مداخلت کرتے اپنا سوال کر ڈالا۔

"تو کہاں سے آ گیا ہمیشہ غلط ٹائم پر ہی آنا۔"

معاذ نے اپنا منہ بگاڑتے کہا جس پر عفان کا نار کنے والا قہقہہ گونج اٹھا جبکہ پریشے بھی اس کی دہائی پہ مسکراہٹ دبا گئی۔

"میں وہاں سے آ رہا ہوں۔"

عفان ہنستے ہوئے اسٹیج کی طرف اشارہ کرتے بولا جہاں ابھی ابھی وہ محرم کے پاس سے ہونے کے بعد اذلان کو مبارک باد دے کر آ رہا تھا۔

"تو واپس چلا جا نا کس نے بلایا ہے تجھے۔"

معاذ چڑ کر بولا اور اس کے شانے پہ ایک دھمو کا جڑا۔

"مجھے کسی نے نہیں البتہ تم دونوں کو وہاں بلایا جا رہا ہے اسی لیے چلو۔"

ان دونوں کو ایک نظر دیکھتے اس نے انہیں آگے چلنے کا اشارہ کیا جہاں سب ہی موجود تھے سوائے معاذ اور پریشے کے علاوہ۔

"اچھا اچھا آپ دونوں بعد میں اپنا کنٹینیو کرنا ابھی چلیں۔"

پریشے نے اپنی جان بچانے کی خاطر جلدی سے بات مکمل کی مبادہ وہی یہی گتھم گتھا نا ہو جائیں اور ان دونوں کو اپنے ساتھ لے کر سٹیج کی جانب چل دی جہاں خوشیوں بھری چہکاریں گونجتے سب کے اعصابوں پہ ٹھنڈک کی مانند اتر رہی تھی۔

****

کچھ ہی دیر میں تمام رسومات سے فراغت حاصل کرتے ہی تحریم بیگم نے نرمی سے عزہ کو محرم کو کمرے میں لے جانے کی تلقین کی کیونکہ وہ بلکل کسی ساکت مجسمے کی صورت میں بیٹھی ہوئی تھی۔ان کے کہنے پہ عزہ اثبات میں سر ہلاتے محرم کو لے کر سٹیج سے اتارتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اذلان نے حسرت سے اس کی پشت کو تکا تھا وہ یہاں آتے ہوئے جس قدر بے سکون تھا اللہ نے اسے اس کا سکون لٹا دیا تھا۔ محرم کو کمرے میں چھوڑ کر وہ جوں ہی باہر نکلی عفان کے اچانک خود کو مخاطب کرنے پہ آنکھیں چھوٹی کرتے مشکوک نگاہوں سے اس کی طرف متوجہ ہوئی جو جانچتی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے آپکے ساتھ میرے پیچھے پیچھے کیوں گھوم رہے ہیں شرم نہیں آتی آپ کو۔"

عزہ اس کے مسلسل خود کا تعاقب کرنے پہ جل بھن کر بولی۔ایک تو وہ جتنا اس سے بھاگنے کی کوشش کرتی وہ اتنا ہی اس سے چپکنے کی کوششوں میں تھا۔

"یہ تمہارے تیور کس خوشی میں بدل گئے ہیں محترمہ کس احسان فراموش عورت ہو تم۔"

عفان لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھ کر چیخ کر بولا۔اسے تو یہ بات ہی ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اپنی بات سے ہی مکر رہی ہے وہ بھی اس قدر سکون اور بنا کسی خوف کے۔

"شاید آپ کو یاد ہو تو ہمارے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا کہ جیسے ہی شادی کینسل ہماری سو کالڈ دوستی بھی ختم ناؤ اٹس اوور۔ سو پلیز ٹیک آسائڈ۔"

عزہ کندھے اچکا کر پر سکون لہجے میں بولتی اس کا سکون غارت کر گئی۔اس کی بات پہ عفان صدمے سے گنگ ہو کر اسے دیکھ رہا تھا جو کس قدر آرام سے اس کی دوسرتی کی ناقدری کر رہی تھی۔

"لوگوں یہ دیکھو یہ ہوتے ہیں ناشکرے لوگ کام ختم ہوتا نہیں اور منہ چھپا کر بھاگ نکلتے ہیں۔اصل دم دار تو وہی ہوتے ہیں جو کام ختم ہو کر بھی جوں کے توں رہے نا کہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلے مگر مجھے اب محسوس اب ہو رہا تھا تم تو گرگٹ سے بھی کوئی پہنچی ہوئی چیز ہو تبھی اس سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلتی ہو۔"

عفان نادیدہ لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے ناکام اداکاری کرتے ہوئے مصنوعی آہ و پکار کرنے لگا۔اس کی بات پہ عزہ نے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔

"لیکن میں تو سب کو منہ دکھا کر چل رہی ہوں یہ دیکھو نقاب بھی نہیں کیا ہوا۔"

عزہ آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے معصومیت سے بولی۔عفان تو اس کی جعلی معصومیت پہ ہی دانت پیس کر رہ گیا۔

"سب کچھ چھوڑو میں تم سے ایک کام کی بات کرنے آیا تھا اس پہ ہی توجہ دے لو مجھے تو ویسے بھی کوئی منہ نہیں لگاتا خیر کیوں نہ ہم بھائی اور محرم کی ملاقات کروادیں کیسا رہے گا۔"

عفان پرجوشی کی کیفیت میں اس کے سامنے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے بولا۔عزہ نے اس کی بات پہ کچھ لمحے کیلیے سوچا اور دانتوں میں انگلیاں داب لی۔

"لیکن آپی وہ بلکل نہیں مانے گی وہ اس سب کیلیے تیار جو نہیں تھی۔اچانک نکاح وہ بھی اذلان بھائی سے اب اچانک ملاقات نا جانے وہ کس حال میں ہے ہمیں تھوڑا وقت دینا چاہیے نا نہیں۔"

عزہ پریشانی سے بولی۔اسے پختہ یقین تھا کہ محرم اس کے نام سے ہی گھبرا جائے گی۔

"اوہو تو انہیں بتا کون رہا ہے سب کچھ ہم دونوں کریں گے اذلان بھائی کا ان سے ملنا بہت ضروری ہے تا کہ وہ انہیں اپنے ساتھ کا یقین دلا سکیں اور اب تو محرم رشتہ بھی ہے کسی کو کوئی مسئلہ بھی نہیں ہو گا۔"

اب کی بار عفان نے سنجیدگی سے اسے باور کروایا اور عزہ کسی حد تک سمجھ بھی گئی۔

"بات تو ٹھیک ہے چلو ٹھیک ہے باہر جا کر بات کرتے ہیں اور آخری بار بتا رہی اس کے بات سب ختم۔"

عزہ انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔

اس کی حرکت پہ عفان نے ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام منہ میں ڈال لیا ہو۔

"ہاں تو جاؤ میں کونسا مرا جا رہا ہوں تم سے دوستی کرنے کیلیے۔"

اس سے پہلے کے عزہ مزید کچھ بولتی معاذ کی آواز پہ دونوں ہڑبڑا گئے۔

"کیا ہوا کس کی دوستی کی بات ہو رہی ہے۔"

معاذ مشکوک نظروں سے دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔ان دونوں کی گھبراہٹ عروج پہ تھی معاً عزہ کے دماغ میں اچانک کچھ کلک ہوا تو فوراً اس پہ عمل کرنے کا سوچتے گلہ کھنکھارا اٹھی۔

"معاذ بھائی یہ کب سے میرے پیچھے پڑے ہوئے کہ مجھ سے دوستی کر لو آپ بتائے میں کیا کروں۔اب ایسے تو میں کسی سے بھی دوستی نہیں کر سکتی اور خاص طور پہ کسی مرد سے۔اچھا تھوڑی مانا جاتا ہے معاشرے میں"

عزہ انگلی میں ڈوپٹہ دبائے منہ نیچے کر کے بمشکل ہنسی ضبط کرتے ہوئے۔بولی اس کی چالا کی پہ عفان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا کہ وہ کس قدر تیزی سے ساری بات کا رخ اس کی جانب کر گئی تھی۔معاذ بھی ماتھے پہ بل ڈالے اسی کی سمت متوجہ ہوا۔

"جھوٹی فراڈن ہے یہ لڑکی اتنا بڑاالزام میرے پہ بنا کسی تصدیق کے۔ خدا کے قہر سے ڈرو ڈائن۔"

عزہ صدماتی کیفیت میں دہائیاں دیتا ہوا بولا۔ عزہ نے شرارت سے آنکھیں نچائی۔

"اچھاتو آپ کیا بول رہے تھے پھر وہی بتادیں۔"

وہ بھنویں اچکاتے طنزیہ لب و لہجے میں بولتی اسے دانت کچکچانے پہ مجبور کر گئی۔

"تم۔ تم بھاڑ میں جاؤ۔"

وہ توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے وہاں سے غائب ہو گیا۔ معاذ کی نگاہ اچانک ہی محرم کی جانب اٹھی تو وہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال انار بنی ہوئی تھی۔ معاذان کی شرارت سمجھ کر عزہ کو مصنوعی آنکھیں دکھا کر رہ گیا۔ مطلب وہ کب سے اسے پاگل بنانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ عزہ اس کے دیکھنے کے انداز پہ ہی کھلکھلا کر ہنس دی۔

"باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے لڑکی۔"

معاذ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولا اور اسے باہر آنے کی تلقین کرتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی عزہ پل بھر میں سنجیدہ ہوئی تھی اور محرم کو اذلان سے ملوانے کا سوچتے ہوئے باہر کی طرف چل دی۔

****

کچھ مہمان تو زمان صاحب سے معذرت کر کے وہاں سے جا چکے تھے۔ اب صرف قریبی مہمان ہی وہاں ٹھہرے لاؤنج میں باتوں میں مصروف تھے۔ ینگ پارٹی ایک جانب کھڑی اپنی باتوں میں مشغول تھی تبھی عزہ نے موقع دیکھتے ذکر چھیڑنے کا سوچا اور اس پہ عمل پہ کر دیا۔

"اذلان بھائی میں آپ کو آپی سے ملے بغیر تو قطعی نہیں جانے دوں گی۔"

عزہ نے اسے ہنستے ہوئے چھیڑا۔اس کی برخستہ بات پہ عفان نے تو دل ہی دل میں اس کی ہمت کو شاباشی دی مگر صائم نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی تگ ودو میں ہو۔اذلان نے مشکوک نگاہوں سے عفان کی طرف دیکھا جس نے اس کے دیکھنے پر پہلے تو دانت نکوسے پھر نا سمجھی سے کندھے اچکا دیے جیسے اسے اس بابت کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔اذلان اس کی حرکت پہ نفی میں سر ہلا کہ رہ گیا اور دوبارہ اپنا رخ عزہ کی جانب کیا جس کی تو گویا اس کے دل کی بات کہہ دی تھی۔

"لیکن عزہ اذلان۔"

اس سے پہلے صائم کچھ بولتا اذلان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ اسے دیکھتا رہ گیا جو کس قدر تیزی سے بات پلٹ گیا تھا۔

"اگر آپ کی یہی ضد ہے تو میری کیا مجال کہ میں انکار کر سکوں۔"

جواباً اذلان بھی شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

اس کو اس طرح بات کرتے دیکھ سب کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا جو کس قدر آرام سے مان گیا تھا۔یہاں ساری ینگ پارٹی تھی جبکہ سارے بڑے لاؤنج میں اپنی باتوں میں مصروف تھے تبھی کوئی جھجک نہیں رہا تھا۔صائم نے دل ہی دل میں تشکر بھرا سانس خارج کیا۔اب اسے بھی کچھ کرنا تھا کیونکہ وہ اذلان کو بہت اچھے سے جانتا تھا پرکھتا تھا۔

"تم جاؤ میں یہاں سنبھال لوں گا۔"

صائم اذلان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔اس کی اجازت ملتے ہی اذلان نے نرمی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی صرف دس منٹ ہیں آپ کے پاس۔"

آیت نے بھی سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا تو وہ جواباً مسکراتے ہوئے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔اس کے کمرے کے نزدیک پہنچتے ہی ایک سیکنڈ کیلیے اس کے دل کی کیفیت عجیب ہوئی تھی مگر وہ خود میں ہمت مجتمع کرتے ہولے سے دروازہ واں کرتے اندر داخل ہوا اور اندر جا کر دروازہ بند کیا۔

"لے یہ کیا بات ہوئی ہم نے سننا تھا کہ کیا بات کرتے ہیں۔"

حجاب منہ بسور کر بولی۔اس کی بات پہ سب کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

"محترمہ اب وہ ایک شادی شدہ کپل ہے تو تمہیں یہ شبہ نہیں دیتا کہ اگلے کی پرائیوسی میں جھانکتی پھرو لوٹھا کی لوٹھا ہو گئی ہو لیکن عقل گھٹنوں میں ہی رہ گئی ہے۔"

ایان جو شروع ہوا تو پھر اس کی اچھی خاصی بے عزتی کرنے کے بعد ہی خاموش ہوا تھا۔اپنی اتنی بے عزتی پر حجاب کڑھ کر رہ گئی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی کسی لڑکی کے بارے میں ایسا کہتے ہوئے۔"

حجاب جواباً تلملا کر بولی۔

"میں کسی لڑکی کو تو نہیں کہہ رہا میں تو حجاب کو کہہ رہا ہوں۔"

ایان معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔جبکہ باقی ان سب کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"تم مجھ سے بچ جاؤ اب۔"

حجاب اپنا جوتا اتار کر ننگے پاؤں اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے بولی تو ایان اس کی حرکت پہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ان سب کو ہنستا دیکھ زمان صاحب نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اس گھر کی خوشیاں دوبارہ لٹا دی تھی۔ تحریم بیگم بھی انہیں دیکھ کر ہولے سے مسکرا دی۔ان کی مسکراہٹ میں ایک سکون سا بر پا تھا۔

****

کمرے میں مہندی گجروں اور پرفیوم کی وہی معطر خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو تھوڑی دیر پہلے ازلان شاہ کو اس کے وجود سے آ رہی تھی اس نے گہرا سانس لے کر اس خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا فطری طور اس میں جذبات بیدار ہوئے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب اس وجود پر صرف اس کا حق ہے۔وہ یک ٹک گہری نگاہ سے اس کی پشت کو تک رہا تھا جو دراز میں جھکی ہوئی تھی۔

"عزہ پلیز میری مدد کرو یہ اتارنے میں کب سے لاک کھول رہی ہوں نہیں کھل رہا۔"

محرم دراز میں سے کچھ نکالتے ہوئے جھنجھلائی آواز میں بولی۔

"اور تمہیں پتہ ہے مجھے کس قدر رونا آ رہا ہے پھر سے یہ جو بھی ہوا ہے نا بلکل ٹھیک نہیں ہوا میرے خیال سے جس کے ساتھ مجھے زبردستی باندھ دیا ہے اس کی رائے بھی جانی تھی یا نہیں۔"

وہ اپنے آپ میں مگن عزہ سے باتیں کر رہی تھی۔چوڑیوں کی آواز سے کمرے میں ارتعاش سا پیدا ہو رہا تھا مگر دوسری جانب سے مسلسل چھائی خاموشی پر اس نے ہولے سے سر اٹھایا اگلے لمحے چہرہ اٹھاتے ہی آئینے میں نظر آنے

والے عکس پر نظر پڑتے ہی ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ تنفس بڑی طرح بکھرا تھا۔ کھڑے ہونے سے گود میں رکھا جیولری بوکس زمین بوس ہوا۔

وہ سامنے ہی کھڑا دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے اس کے سندر اور من موہنے روپ کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا۔ وہ ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا پہنے ماتھے پہ جھومر سجائے اور گلے میں خوبصورت سا ہار پہنے وہ اس کے نام کا سولہ سنگھار کیے اس کے دل کی دھڑکن بڑھا گئی تھی

جبکہ محرم کی آنکھوں میں اب خوف کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

"آپ۔"

اس کی چوڑیوں کی آواز نے بھی جلترنگ بجائی تھی جیسے وہ بھی اس ملاپ سے خوش ہو۔

لیکن اسے اس طرح ہکلاتا دیکھ کر اذلان پل بھر میں سنجیدہ ہوا تھا اور اس کی سمت متوجہ ہوا جو مسلسل کانپ رہی تھی۔ اس کا دل ہولے ہولے لرزنے لگا۔

"محرم کیا ہوا ریلیکس رہیں۔"

اذلان نے کہتے ساتھ ہی دو قدم آگے بڑھائے تھے۔ اس کے قدم آگے بڑھتے دیکھ محرم نے قدم پیچھے کی جانب بڑھاتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں وہ لوگ پھر باتیں کریں گے وہ نہیں چھوڑتے کسی کو بھی۔"

اس نے اپنے کانپتے ہاتھ لبوں پہ جماتے بمشکل اپنی سسکی روکی تھی۔ وہ جان چکا تھا کہ اس واقعے کا اس کے دماغ پہ بہت گہرا اثر پڑا ہے جس پہ وہ آہستہ آہستہ خود ہی اپنے پیار سے مرہم لگائے گا تاکہ سارے زخم دھل جائیں۔ وہ مضبوطی سے قدم اٹھاتا اس کے نزدیک پہنچا اور گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا تھا۔

"محرم کوئی کچھ نہیں کہے گا ادھر دیکھیں میری بات سنیں۔"

ازلان نے اسے مسلسل کانپتا دیکھ دونوں بازوؤں سے تھاما جواب اپنا ضبط کھوتی ہوئی اس کے سینے سے لگی شدتوں سے رودی تھی شاید اسے کسی کندھے کی ہی تلاش تھی جس پہ سر رکھ کر وہ اپنے تمام دکھ درد بہا دیتی۔ اس کو روتا دیکھ ازلان کا شدت سے فائق کا کام تمام کرنے کا دل چاہا تھا کیونکہ اسی کی وجہ سے وہ اس حال میں پہنچی تھی۔ وہ مسلسل اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔ نامحسوس انداز میں ازلان نے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ ہولے سے لب مس کیے۔

وہ جانتا تھا کہ ابھی محرم ہوش میں نہیں ہے ورنہ وہ ایسی بے اختیاری کبھی نہ دکھاتی لیکن جیسے ہی محرم کو اس کی قربت کا احساس ہوا تو سرخ چہرے کے ساتھ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی البتہ اپنی اس حرکت پہ جی بھر کر حیران ہوئی کہ کیسے اس نے ایک انجان کے سامنے اپنا ضبط کھو دیا مگر وہ انجان کب تھا وہ تو اس کا محرم تھا۔ اس کا شوہر بن چکا تھا اس کی روح کا مکین بن چکا تھا۔ کیا محرم رشتے میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اجنبیت کی دیوار خود بخود مٹ جاتی ہے۔ ازلان نے نرم گرم نگاہوں سے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کو اپنے ساتھ ہی لے چلتا ہوں ساری رات میرے سینے سے لگے اپنے سارے دکھ درد مجھے سنا دیجیے گا اف تک نہیں کروں گا۔"

وہ دلکشی سے کہتا دو قدم آگے بڑھا تھا۔

"نہیں پلیز۔"

وہ اپنی انہی سوچوں میں گم تھی کہ اس کی بات پہ محرم کی جان ہوا ہوئی تھی۔ وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی جیسے وہ سچ مچ اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اس کی پلکیں مسلسل لرز رہی تھی اس فسوں خیز منظر میں اذلان شاہ کو اپنا دل ہاتھ سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔

"محرم۔"

دھیما آنچ زدہ لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا۔

"جی۔"

جواباً حیا سے لبریز لہجہ اس کی سماعتوں کی نذر ہوا جبکہ نظریں مسلسل اپنے پاؤں پہ ٹکی تھی۔

"میں زیادہ لمبی تمہیدیں باندھنے کا عادی نہیں ہوں نا ہی لفاظی سے کھیلنا مجھے آتا ہے بس یہ کہوں گا مجھ سے زیادہ خوش قسمت انسان آج تک اس دنیا میں کوئی نہیں ہو گا اور میری بات اپنے اس دماغ میں بٹھا لیں کہ میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی گئی اسی لیے اپنے دماغ سے یہ فتور نکال دیں کہ آپ کو زبردستی مجھ سے باندھا گیا ہے میری رضامندی تھی تبھی آج آپ میرے نکاح میں ہیں۔ آپ کو آپ کے پاس اپنی امانت کے طور پہ چھوڑ کر جا رہا ہوں کیونکہ اس وجود پہ اب آپ سے زیادہ میرا حق ہے اور اس میں کوتاہی میں بلکل برداشت نہیں کروں گا۔ اپنا بہت زیادہ خیال رکھیے گا۔ باقی باتیں اب تب ہی ہو نگی جب آپ پوری طرح سے میری دسترس میں آ جائیں گی۔"

وہ اس کے اتنا قریب تھا کہ اس کی ناک میں چمکتی ہوئی لونگ نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی تھی۔ پہلی بار جب دل نے خواہش کی تھی کہ وہ اسے چھو سکتا اس وقت اذلان اس پہ کوئی حق نہیں رکھتا تھا لیکن آج وہ حق رکھتا تھا۔ دل کی خواہش پہ عمل کرتے ہی اس نے اپنی انگلی کے پورے سے اس کی لونگ کو چھوا تھا۔

اس نے اس کی حالت کی پرواہ کیے بغیر اس کے ماتھے پہ اپنا پر شدت لمس چھوڑتے ایک بار پھر اپنے ساتھ کا یقین بخشا تھا۔

"اللہ حافظ۔"

ایک نظر اس کو جی بھر کر دیکھنے کے بعد وہ زیرِ لب بولتا پلٹا تھا۔ ایک فسوں خیز منظر دوسرا رشتے کا استحقاق لیے وہ سب سوچوں کو جھٹکتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی اس نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا تھا۔

وہ ابھی تک صدمے سے کنگ کھڑی تھی کہ وہ یہ کیا کہہ کر گیا تھا بالکل غیر متوقع اس کی سوچوں کے برعکس۔ خوش قسمت لفظ کی بازگشت اس کے دماغ میں مسلسل ہو رہی تھی تو وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی اور اپنے حواس ٹھکانے لگانے لگی۔ ماتھے پہ اس کے لمس کا احساس ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا اس نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے اپنی پیشانی کو ہولے سے چھوا اور نا چاہتے ہوئے بھی نم آنکھوں سمیت مسکرا دی۔ تو کیا اس نے محرم کے وجود پہ اپنے لفظوں سے مسیحائی رکھ دی تھی۔؟

وہ محرم سے مل کر جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا سامنے ہی عفان اور ایان دانتوں کی نمائش کرتے اس کی طرف آرہے تھے۔ اذلان نے ناسمجھی سے ان کی طرف دیکھا تو دونوں ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے اذلان سے مخاطب ہوئے۔

"بھائی تھوڑی ٹپس ہمیں بھی دے دیں آگے جاکر کام آئینگی۔ کیا خیال ہے۔"

وہ دونوں شرارت آمیز لہجے میں بولے تو اذلان نے مسکراہٹ چھپاتے انہیں مصنوعی گھوری سے نوازا جن کی شرارتیں حد سے بڑھتی جارہی تھی۔ وہ ان کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ عفان نے اس کی ایک بازو جکڑتے اس کے ساتھ ہی آگے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"کیا بھائی شادی ہوگئی تو آپ نے تو پارٹی ہی بدل لی۔ پہلے ہمیں ٹپس دیں پھر جایئے گا۔ ہمیں نظرانداز مت کیا کریں پلیز دکھ ہوتا ہے۔"

عفان نے تو جیسے اداکاری کرنے میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی تبھی آنکھیں گھماتے ہوئے بولا۔

"تم لوگوں سے زیادہ ٹپس کی ضرورت صائم کو ہے۔"

سامنے سے آتے صائم کو دیکھتے اذلان مسکراتا ہوا بولا۔ صائم نے اس کی جانب یوں دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ مجھے معاف رکھو۔

"پھر کیا خیال ہے صائم بھائی کرلیں شادی ہمارا بھی کچھ بھلا ہو جائے گا۔"

اب کی بار ایان صائم کے برابر آکر بولا تھا۔

"ارے پہلے کوئی نازک حسینہ تو ملے ہمیں جو دل کو چرا لے تو کرلینگے شادی بھی۔"

صائم نے مسکراتے ہوئے شرارت سے جواب دیتے جان چھڑانی چاہی۔ معاذ عزہ اور آیت جو انہیں لاؤنج میں آتا دیکھ رہے تھے ان کی آدھی بات سنتے سمجھنے کی کوشش کرنے لگے جب کے آیت ہمیشہ کی طرح بنا سوچے سمجھے شروع ہو چکی تھی۔

"ارے واہ صائم بھائی آپ شادی کر رہے ہیں۔ کون ہے وہ بدنصیب۔"

ہمیشہ کی طرح کچھ غلط بولنے کے بعد صائم کو خود کو غصے سے گھورتا دیکھ اسے ادراک ہوا تھا کہ وہ کچھ غلط بول چکی ہے تبھی عجلت میں زبان دانتوں تلے دباتے آنکھیں میچ گئی جب کہ باقی سب اس کی حرکت پر مسکرادئے۔

تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے آیت۔ زبان کو لگام ہے یا نہیں تمہاری۔

صائم تند لہجے میں گویا ہوا۔

"میرا مطلب خوش۔ خوش نصیب کون ہے جس پہ آپ کا قہر نازل ہونے والا ہے۔

وہ اپنی بات کی تصحیح کرتے ہوئے بمشکل مسکراتے لہجے میں بولی۔

"وہ جو کوئی بھی ہے تمھیں جاننے کا اتنا تجسس کیوں ہو رہا ہے۔"

صائم نے سر جھٹکتے ہوئے استسفار کیا۔

"افففف او صائم بھائی آپ کی شادی پہ سب سے زیادہ ڈانس میں نے تو کرنا ہے۔"

آیت معصوم منہ بنا کر بولی تو اس کے جواب پر سب کی انکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں جبکہ صائم نے دانت پیستے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔ اسکی شکل دیکھتے آیت نے میسنی سی شکل بناتے ایک ہاتھ کان تک لیجاتے اشارہ میں سوری کہتے وہاں سے بھاگنا ضروری سمجھا کیونکہ اس کی زبان کو اس کے سامنے سچ میں لگام نہیں لگتا تھا۔

"اف یہ لڑکی میرے سر پر چڑھ کرناچتی ہے۔"

اسے اس طرح جاتا دیکھ صائم جلتے بھنتے زیرِ لب بڑبڑایا جسے اذلان نے بخوبی سنتے اپنی مسکراہٹ دبائی اور گلہ کھنکھارتے اس کی جانب جھکا۔

"بہت جلد حواسوں پر بھی سوار ہو گی۔"

اذلان کی بات سوچ کر ہی صائم نے جھر جھری لی اور اسے آنکھیں دکھاتا ہوا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اپنی انہی باتوں سے اس کا خون جلا دیتا تبھی صوفے پہ بیٹھ کر سب بڑوں کی طرف متوجہ ہوا جن کے درمیان رخصتی کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔

"مام زیادہ دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ایک مہینہ کافی ہے اور اگر یونی کے تھیسس ورک کی بات ہے تو وہ محرم شادی کے بعد بھی کر سکتی ہے مجھے یقین ہے بھائی کو اس چیز سے کوئی اختلاف نہیں ہو گا۔"

پریشے کی بات سن کر احتشام صاحب نے اذلان کی جانب دیکھا جیسے اس کی رائے جاننا چاہ رہے ہو تو اذلان نے انہیں دیکھ کر بنا کسی تردد کے کندھے اچکا دیے۔

" چلیں پھر یہ تو بہت ہی مناسب کام ہو گیا ایک مہینے بعد ہم اپنی بیٹی کو یہاں سے لے جائیں گے۔ابھی وہ آپ کے پاس ہماری امانت ہے۔"

مسز شاہ نے خوشدلی سے اپنی بات ان کے سامنے رکھی تھی۔ان کی تو ویسے بھی دلی مراد بر آئی تھی جس کی خوشی واضح ان کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

"جی جی بھابھی جیسا آپ کہیں۔"

تحریم بیگم نے بھی جواباً رضامندی دکھائی۔

اسی دوران معاذ کی نظر پریشے پہ پڑی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اس کے دیکھنے پر معاذ نے اسے آنکھ ماری۔پریشے کا اس کی حرکت پہ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"اہم اہمم بیٹا جی اتنی زیادہ عوام میں آپ کو اس قسم کی حرکت زیب نہیں دیتی مجبوراً ہمیں آپ کے بارے میں بھی کوئی فیصلہ لینا پڑے گا۔"

مراد صاحب معاذ کی حرکت کا ملاحظہ کرنے کے بعد سرگوشی میں بولے۔

"تو ہم بھی اسی چیز کی راہ تک رہے ہیں ڈیڈ کہ ہم پہ بھی کسی کی خاص نظر کرم ہو۔"

پہلے تو وہ گڑبڑایا لیکن پھر ڈھیٹوں کی طرح مسکرا کے بولا۔ان کے گفتگو کرنے کے انداز سے پریشے پہ یہ تو واضح ہو گیا تھا کہ وہ دیکھ چکے ہیں اسلیے ہڑبڑی میں وہاں سے اٹھی۔

"کیا ہوا تمہیں۔"

عزہ اس کی جلد بازی پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی۔

"وہ میں محرم کے پاس جا رہی ہوں تم بھی چلو گی۔"

پریشے اسے کہتے ہوئے آگے کی طرف چل دی لیکن جاتے جاتے بھی معاذ کو زبردست گھوری سے نوازنا نہ بھولی۔اس کی حرکت پہ معاذ کے ساتھ ساتھ مراد صاحب نے بھی مسکراہٹ ضبط کی۔

"ایسی پھنسی ہوئی ہنسی کسے دیکھ کر ہنس رہا ہے۔"

عین اسی وقت ہمیشہ کی طرح عفان نے غلط وقت پہ اینٹری دی۔

"تم سے مطلب بس ہر وقت بندروں کی طرح اچھلتے رہا کرو یہاں وہاں۔"

معاذ جل بھن کر بولا۔موڈ جس قدر خوشگوار تھا اس کی شکل دیکھ ویسے ہی جل بھن گیا تھا۔وہ اس کی ہمیشہ غلط وقت پہ آنے والی عادت سے بہت تنگ تھا۔

"آپکے سارے مطلب میرے سے ہی ہے۔"

عفان ہونٹوں پہ شیطانی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولتے اس پہ بہت کچھ واضح کر گیا۔

"عفاننن۔"

اسی وقت اذلان کی تنبیہہ آواز پہ وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا تو معاذ نے مسکراہٹ ضبط کی۔ عفان شکایتی نظروں سے اذلان کو دیکھنا نہ بھولا تھا۔

"ہیلو بھابھی جی۔"

پریشے کی آواز پہ محرم جو ابھی تک بیٹھی اذلان کے بارے میں سوچ رہی تھی ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

"کیا ہوا ڈر گئی کیا۔"

پریشے نے اچھنبے سے استسفار کیا۔

"نہیں نہیں وہ تو بس ایسے ہی۔"

محرم عزہ اور آیت کو بھی کمرے میں ساتھ آتا دیکھ منہ پہ ہاتھ پھیرتی بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔

"اچھا اب طبیعت کیسی ہے آپکی آپی۔"

عزہ جو اسکو کمرے میں چھوڑنے کے بعد سر درد کی دوا دے کر گئی تھی اس کی طبیعت کا پوچھتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہوں تم لوگ بیٹھو نہ کھڑے کیوں ہو۔"

محرم ماتھے سے جھومر اتارتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی تاکہ کوئی اس کے چہرے کی اڑی اڑی رنگت نا محسوس کر لے۔

"اچھا ادھر تو بیٹھیں ذرا ہمارے پاس۔"

آیت اسے کھینچتے ہوئے صوفے تک لائی اور سب کے درمیان میں بٹھا دیا۔اب وہ ان سب کے درمیان میں جبکہ باقی سب اس کے ارد گرد اور زمین پہ بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو تم سب۔۔"

محرم ان تینوں کو اپنی شکل کا معائنہ کرتے دیکھ نا سمجھی سے بولی۔

"آپی اذلان بھائی آئے تھے نہ کمرے میں۔"

عزہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اپنا سوال داغا۔

محرم نے سپید پڑتے چہرے کے ساتھ ان سب کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر پریشے نے بروقت اس کی کلائی تھامتے واپس بٹھا لیا۔

"حوصلہ کرو لڑکی بیٹھو اور بتاؤ کہ کیا بات ہوئی دونوں میں۔"

اب کے پریشے حکمیہ انداز میں بولی اور ساتھ ہی مدعے کی بات پہ آئی۔پریشے کا سوال سن کر ہی محرم کے چہرے پہ گلال بکھر گیا۔وہ تینوں حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔

"آپی صرف دس منٹ دس منٹ میں ایسا کیا ہو گیا جو آپ اس قدر سرخ ہو رہی ہیں۔"

آیت حیران ہونے کی ناکام اداکاری کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے نہیں پتا تم سب کو شرم نہیں آتی میرے سے اس قسم کے سوال کرتے ہوئے۔"

محرم اب کی بار چڑ کر بولی۔ان تینوں نے اس کی حالت دیکھتے مسکراہٹ دبائی جیسے اس کی حالت سے حظ اٹھارہی ہو۔ان تینوں کو مسکراتے دیکھ محرم اب باقاعدہ روہانسی ہو چکی تھی۔

"اچھا اچھا سوری اب نہیں کرتے کچھ۔"

پریشے اس کو روہانسا ہوتا دیکھ تسلی دیتی ہوئی بولی۔اسی دوران کمرے میں مسز شاہ داخل ہوئی اور محبت سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ماتھا چوما۔ محرم نے جھجک کر نگاہیں جھکالی۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔"

انہوں نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے استسفار کیا۔

"میں ٹھیک آنٹی۔"

محرم مسکراتے لہجے میں بولی اسے مسکراتا دیکھ سب نے سکھ کی سانس بھری تھی۔شازیہ بیگم نے تشکر بھرا سانس خارج کیا کہ صد شکر کہ وہ مسکرائی تو۔

"اچھا یہ خاندانی کنگن تمہارے ہوئے یہ ہمارے خاندان میں ساس اپنی بہو کو دیتی ہے۔میں تو ایسے ہی پہن آئی تھی مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ یہاں مجھے اتنی پیاری بہو مل جائے گی۔"

وہ اپنے بازو سے کنگن اتار کر اس کی مومی کلائی میں پہناتے ہوئے بولی۔ محرم نے نم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"بہت پیارے ہیں۔"

محرم اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتی تعریف کرتے ہوئے بولی اس کو واقع میں وہ کنگن بہت پسند آئے تھے۔وہ سب ان دونوں کو دیکھ کر مسکرادی کیونکہ محرم انہیں اب کافی حد تک نارمل محسوس ہو رہی تھی۔

"چلو اب ہم نکلتے ہیں۔ اب ہم ایک مہینے بعد ہی آئے گے آپ کو ہمیشہ کیلیے اپنے ساتھ لے جانے کیلیے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتی پریشے کو آنے کا کہتی کمرے سے نکل گئی۔ محرم ہنوز ان کی پشت کو تک رہی تھی۔

"میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔"

ان کے جاتے ہی پریشے نے بھی بے ساختہ اس کے گلے لگ کر اس کا گال چوم لیا۔ محرم کی آنکھوں میں ایک بار پھر نمی سی ابھری۔ اس نے بے ساختہ اللہﷻ کا شکر ادا کیا اتنے مخلص رشتوں کے مل جانے پہ۔ بے شک اللہﷻ پاک آپ کے حق میں کچھ برا کر ہی نہیں سکتا اور بہترین سے نوازتا ہے۔ بس انتظار ہوتا ہے تو فقط صحیح وقت کا جس کیلیے ہمیں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

****

وہ کن کہتا ہے، اور چیزیں ہو جاتی ہیں

گمان سے آگے، بیان سے آگے

وہ ابھی تک سکتے کی کیفیت میں تھا اسے اپنے جذبات بیان نہیں ہو رہے تھے اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو جائے گا۔ ابھی ابھی وہ شکرانے کے نفل ادا کر کے ہٹا تھا۔ اپنے اللہﷻ کا شکر بھی تو ادا کرنا تھا بیڈ پہ لیٹا وہ اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت اور ناقابل بیاں لمحات کو سوچ رہا تھا کہ کیسے تھوڑی سی دیر میں وہ اس کی بنا دی گئی تھی بنا کسی تردد کے لیکن اس کا رونا اسے بے چین کر گیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جس کی وجہ سے اس کی آنکھ میں آنسو آئے ہیں اس کو پاتال سے نکال کر بھی غرق کر دے۔ اس کی کردار کشی کرنے والوں کی دھجیاں اکھیڑ دے۔ اس کے

بارے میں سوچتے وہ پل بھر میں سیدھا ہوا تھا۔اسی لمحے اس کے دماغ میں جاذم کی کہی کوئی بات گونجی جس سے وہ تھوڑے وقت پہلے ہی آج کا سارا واقع بیان کر چکا تھا۔

"میری بات سن کسی لڑکی کیلیے بھی جس کے کردار پہ بات کی گئی ہو آسان نہیں ہوتا بھولنا جو زخم ان کے دل پہ لگے ہے نہ وہ تجھے ہی مٹانے ہیں تجھے ہی مرہم رکھنا ہے اپنی محبت سے ان کو سمجھانا ہے کہ جو باتیں گزر جائے ان کو بھول جانا چاہیے وہ کوئی معنی نہیں رکھتی ہمارے لیے وہ ہمیں درد کے علاوہ کچھ فراہم نہیں کرتی اور ویسے بھی جھوٹی فریبی باتوں کا تو ہماری زندگی میں کوئی عمل دخل ہی نہیں ہونا چاہیے۔وہ فالوقت سب کے سامنے تیرے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کر رہی ہونگی مگر جو روح پہ لگے زخم ہوتے ہیں نا انہیں مندمل ہونے میں بھی وقت درکار ہوتا ہے۔"

تھوڑا بہت تو اپنی باتوں سے وہ محرم کو سمجھا آیا تھا کہ ان سب باتوں کی اس کی زندگی میں سرے سے ہی کوئی اہمیت نہیں ہے مگر یہ بات بھی اسے اچھے سے ازبر تھی کہ جان بوجھ کر ہی سہی مگر وہ اس بابت سوچے گی ضرور اور خود کو تکلیف دے گی۔پتا نہیں کیسی ہونگی اب وہ۔یہ سوچ آتے ہی وہ دوبارہ سے پریشان ہو گیا جی چاہا کسی طرح اس کی خیر خیریت دریافت کر لے مگر فلحال وہ کسی کے سامنے بھی بے صبرا پن دکھا کر کسی کو شک میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔تھک ہار کر اپنا سر مسلتے ہوئے باہر ٹیرس پہ آگیا تا کہ تر و تازہ اور ٹھنڈی ہوا سے اپنے دماغ کو سکون دے سکیں۔

اور بالآخر

ہمیں یقین کرنا ہی پڑتا ہے کہ

کہ جو چیز ہمارے نصیب میں ہو

ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا اور

جو چیز ہمارے نصیب میں نہ ہو

وہ دو ہونٹوں کے درمیان سے بھی چھین لی جاتی ہے۔"

وہ یہ بات سوچتے ہی تاروں بھرے آسمان کو دیکھتے آسودگی سے مسکرادیا تھا۔اس کی کیفیت میں ایک سرشاری سی تھی جو اسے پل پل مسکرانے پہ مجبور کر رہی تھی۔

****

اگلی صبح بہت ہی روشن اور خوشگوار تھی۔ محرم نے کمرے میں آتے ہی کھڑکیوں کے پردے ہٹاتے روشنی کو اندر آنے کی دعوت دی اور ایک نظر بیڈ پہ آڑھے ترچھے لیٹے وجود کو دیکھا جو سکون سے نیند کی دنیا میں مگن تھے۔آج عزہ اور حجاب نے دوبارہ سے یونی جانا تھا اور محرم مسلسل ان دونوں جگانے کی کوششوں میں تھی مگر ان کی دو منٹ کی ضد ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

"اب اگر تم دونوں نہ اٹھی تو میں نے پانی تم دونوں کے اوپر پھینک دینا پھر میرے سے کوئی شکایت نہ کریں اور میں ایسا کر دوں گی عزہ حجاب۔"

محرم ان دونوں کی حرکتوں سے عاجز آتے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دونوں منہ بناتے ہوئے سرعت سے اٹھ کر بیٹھ گئی مبادہ صبح صبح ہی اس سردی میں پانی کی بوچھاڑ نا ہو جائے۔

"کیا آپی آج تو بخش دیتی آپ کا تو لاسٹ سمسٹر ہے خود تو جانا نہیں اور ہمیں زبردستی نکال رہیں ہیں۔"

حجاب روہانسا منہ بنا کر ادھ کھلی آنکھوں سمیت بولی۔ محرم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی بھی نیند میں جھول رہی تھی۔

"میں کوئی اور بہانہ نہ سنو فوراً سے پہلے اٹھو اور تیار ہو کر ناشتے کی ٹیبل پہ پہنچو۔"

محرم ان دونوں کو سختی سے وارن کرتے ہوئے باہر کی طرف چل دی۔ عزہ نے اس کے جاتے ہی ایک نظر دیوار میں لٹکی گھڑی میں وقت دیکھا جو سات بجا رہی تھی۔ وہ فریش ہونے کا سوچتے چپل پیڑوں میں اڑستے اپنی جگہ سے اٹھی تھی تاکہ فریش ہو سکے۔ حجاب اس کے اندر گھستے ہی ایک بار پھر بستر میں گھس چکی تھی۔ محرم کمرے سے نکلتے سیدھا کچن میں ناشتے کا دیکھنے چل دی جہاں تحریم بیگم پہلے ہی ناشتی تیار کرنے میں مصروف تھی۔ محرم ان کو سلام کرتے ہوئے چیئر پہ بیٹھ کر پانی پینے لگی۔

"ماما بابا کیسے ہیں اب اور آپ ہٹیں میں کرتی ہوں۔"

محرم نے انہیں مخاطب کیا جن کا رخ چولہے کی جانب تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے بس آ رہے ہیں نیچے ہی تم بیٹھو بس ہو گیا۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اتنی دیر میں زمان صاحب بھی نیچے آ گئے تو محرم ان کو سلام کرتے ہوئے ان کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"آج آپ نے یونی نہیں جانا۔"

زمان صاحب نے اخبار اٹھاتے اس سے استفسار کیا۔

"نہیں بابا ویسے بھی اب صرف تھیسز ورک ہی ہے تو ایک مہینے تک کا وقت ہے ہمارے پاس۔"

محرم نے انہیں آگاہ کرنا ضروری سمجھا تو زمان صاحب سر ہلا کر اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

صائم عزہ اور حجاب آگے پیچھے زینے اترتے نیچے پہنچی تو وہ سب ایک ساتھ ناشتے میں مصروف ہو گئے۔

"چلیں بھائی دیر ہو گئی ہے پہلے ہی۔"

عزہ جلدی جلدی کھاتے ہوئے بولی تو محرم نے اسے غصے سے آنکھیں دکھائی۔

"کب سے تو اٹھا رہی تھی بھائی آپ سکون سے کھائیں کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ان لوگوں کی ڈرامے بازیاں نہیں ختم ہو سکتی۔"

محرم شکایتی انداز میں صائم کو مخاطب کیا تو صائم اسے نارمل دیکھ کر مسکرا دیا اور عجلت میں ناشتہ کرتے عزہ اور حجاب کو لے کر ہاسپٹل کیلیے نکل پڑا۔زمان صاحب بھی ان کے پیچھے ہی آفس کیلیے روانہ ہو گئے تھے۔ان کے جانے کے بعد تحریم بیگم محرم کی طرف متوجہ ہوئی جو صوفے پہ بیٹھی بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی۔انہوں نے محرم کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی۔

"میری بیٹی خوش ہے۔"

تحریم بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے محبت سے پوچھا۔ محرم نے چونک کر ان کی جانب دیکھا اب اس بات کا جواب وہ کس طرز میں دیتی۔

"پتہ نہیں ماما خوشی کیا ہوتی ہے بس اب مطمئن رہنے کی کوشش کر رہی ہوں اور ان سوچوں کو جھٹکنے کی کوشش کر رہی جس سے مجھے اذیت پہنچے۔"

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا اور ان کی گود میں سر رکھ کر صوفے پہ ہی لیٹ گئی۔پوری رات بھی اسی پریشانی میں سو نہیں سکی تھی۔اس انسان کی تلخ اذیت ناک باتیں شدت سے اس کے زہن میں گردش کر رہی تھی۔ تحریم بیگم نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کر دی اور اس کا سر چومتے ہوئے اس کو ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔ان کا دل تو ویسے بھی خوف سے لرز اٹھا تھا۔اب وہ بس اسے خوش دیکھنا چاہتی تھی

جبکہ محرم ان کی انگلیوں کا لمس اپنے بالوں میں اور ان گود میں سکون محسوس کر کے آنکھیں موند گئی۔

****

یہ منظر ایک کلاس روم کا تھا جہاں وائٹ بورڈ کے پاس ہی کھڑے پروفیسر سنجیدگی سے اپنا لیکچر بچوں کے دماغ میں بٹھانے کی تگ ودو میں تھے۔ سب پوری توجہ سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے اس کے برعکس عفان کلاس میں بیٹھا مسلسل اونگھنے میں مصروف تھا کل رات کو دیر سے آنے کی وجہ سے رات کو سویا ہی دیر سے تھا تو اب اذلان کے کہنے پہ زبردستی آ تو گیا تھا لیکن نیند سے براحال تھا۔ وہ چاہتا تھا بس ایک بیڈ ہو اور وہ ہو تاکہ وہ اپنی نیند پوری کر سکے ویسے بھی اپنی نیند سے ہی تو اسے عشق تھا۔ اس کا دوست بار بار پروفیسر کے ان کی طرف متوجہ ہونے پر ٹہوکا مار رہا تھا لیکن وہ تو شاید مردوں سے شرط لگا کر سویا تھا تبھی اس کی باتوں پہ کان نہیں دھڑ رہا تھا۔

"عفان۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے تقریباً چلا کر بولا تو عفان آنکھیں مسلتا ہوا ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس نے اس کی نیند میں خلل پیدا کیا تھا۔

"کیا مسئلہ ہو گیا ہے تمہارے ساتھ کیوں چیخ رہے ہو جاہلوں کی طرح کیا تمہیں نہیں پتہ کہ سوئے ہوئے انسان کو ایسے نہیں اٹھاتے۔"

اس کی بات کا جواب دیے بغیر نعمان نے اس کا چہرہ پکڑ کر سر کی طرف گھما دیا تاکہ وہ سکون سے دیکھ لے کہ اسے کیوں اٹھا رہا تھا۔ عفان کی زبان جو اسے دیکھ کر اشتعال کے عالم میں فراٹے بھر رہی تھی ان کو دیکھ کر بلکل سیدھی ہو گئی کیونکہ پروفیسر پوری شان سے اسے ہی گھورنے میں مصروف تھے۔

"دی گریٹ عفان صاحب آپ یہاں آکر سمجھانا پسند کریں گے جو بھی میں نے ابھی پڑھایا۔"

پروفیسر اسے طنزیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولے۔ عفان کے طوطے توان کی بات پہ اڑ گئے۔اس نے مسکینیت سے نعمان کی جانب دیکھا جواب اسے بورڈ پہ جانے کا اشارہ مزے سے کر رہا تھا۔

"جی جی سر وائے ناٹ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔"

ناجانے کیا سوچتے وہ کھڑا ہوتا ہوا اپنے کپڑوں سے نادیدہ گرد صاف کرتے ہوئے گردن اکڑا کر بولا۔

اور اپنی جگہ سے چلتے بورڈ کے عین پاس جاکر کھڑا ہو گیا۔

"ذرا پہلے اپنا تعارف تو کروائیں۔"

پروفیسر سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے سکون سے بولے تو عفان ان کی بات پہ ایسے مسکرایا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہے اور گلہ کھنکھارتے ہوئے سب کی جانب متوجہ ہوا جو گہری سنجیدگی سے اس کی جانب ہی دیکھ رہے تھے۔

"حاضرین توجہ فرمایئے جی تو مجھ سے ملیے مستقبل کے سب سے کامیاب ہونہار اور ترقی یافتہ بزنس مین جس نے ایک دن آسمان کی بلندیوں کو چھونا ہے دی گریٹ۔"

وہ جیکٹ کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتا ہوا ان سب کو جتانے والے انداز میں بول رہا تھا کہ سر نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی۔

"جی جی اور انہوں نے تو بادلوں میں گھر بھی بنانا ہے کیوں سہی بول رہا ہوں نا۔"

سر اس کی بات پہ دانت پیستے ہوئے بولے کیونکہ اس لڑکے سے کسی اچھے کام کی توقع تو انہیں تھی نہیں۔

"ارے سر ابھی تھوڑی بتانا تھا میں نے آپ کو ہائر ضرور کیا تھا گھر بنانے کیلیے لیکن اتنی جلدی بتا کر سارا فالودہ کر دیا آپ نے۔"

وہ دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے مصنوعی پریشانی سے بولا۔اس کی بات پہ سر نے تو اسے زبردست گھوری سے نوازا جبکہ پوری کلاس تالیوں اور سیٹیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔

"خاموشی اختیار کریں سب۔"

وہ ڈیسک پہ کتاب مارتے ہوئے جھنجھلائے انداز میں بولے۔

"اور آپ رہتے نہیں بزنس مین کہی کہ اپنی جگہ پہ تشریف لے جائے ورنہ اذلان صاحب کو فون ملانا تو مجھے آتا ہے۔وہ بزنس مین کو چھوڑیں آپ کو واچ مین ضرور بنا دیں گے۔"

وہ اس کی طرف ایک دل جلانے والی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولے۔عفان ان کی بات پہ سلگ کر راکھ ہو گیا جیسے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا گیا ہو۔

"نہیں یہ اچھا نہیں کرتے آپ لوگ اذلان بھائی کا ڈراوادے کر اللہ آپ کا اس چیز کا الگ حساب لے گا۔"

وہ منہ پہ ہاتھ پھیرتا ہوا مصنوعی آنکھیں صاف کرتا ہوا خاموشی سے اپنی جگہ پہ جا کر بیٹھ گیا۔

جبکہ پروفیسر نے اس کی حرکت پہ ایسے آنکھیں گھمائی جیسے اس کی بات کو ہوا میں اڑایا ہو۔

عفان ان کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گیا جنہیں نا جانے ان سے کس قسم کی دشمنی تھی جو وہ نکالنے سے بعض نہیں آتے تھے۔

****

"بھائی اپنی شادی کی خوشی میں شاپنگ ہی کروا دیں۔"

شام کے وقت تینوں بہن بھائی لان میں بیٹھے تھے جب پریشے اذلان کے قریب بیٹھتے مسکہ لگاتے ہوئے بولی۔ اذلان جو ریلیکس سا صوفے پہ بیٹھا کام کرنے میں مصروف تھا ذرا سی گردن اٹھا کر اسے دیکھا جیسے اسے جتانا چاہ رہا ہو کہ ابھی پچھلے دنوں ہی تو کی تھی۔

"اور آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں کرواؤں گا۔"

اذلان اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتا ہوا بولا جسے شاپنگ کے علاوہ اور کوئی کام نہیں سوجھتا تھا۔

بھائی اس کو دفعہ کریں اور لڑکی اپنے شوہر کا جا کر خرچہ کرانا ہمیں معاف کرو۔ تمہارا بس چلیں یہاں ہمیں کنگلا کر جاؤ اور اگلے گھر جا کر اپنے شوہر کو بھی کنگلا کر دو۔ بس پھر پوری دنیا میں پریشے ہی چھائی ہو گی۔

عفان جان بوجھ کر اسے چڑانے والے انداز میں بولا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئ۔

"تم اپنی بکواس بند رکھو گے کیا ندیدے انسان تمہیں تو میں ویسے بھی مخاطب نہیں کرتی کیونکہ تم سے بڑا شودہ کوئی نہیں ہے بس بہن کو دیتے ہوئے تمہارے ہاتھ دکھتے ہیں بیوی کو تو خوب عیش کرواؤ گے۔"

وہ صوفے کا کشن اس کی جانب اچھالتے رعونت ذدہ لہجے میں بولی۔

"ہاں تو ضرور شوق سے کرواؤں گا اس کی تو پوری عیش ہو گی۔ تبھی تو سارا پیسہ بیوی کیلیے جمع کر رہا ہوں۔ تم اپنی گندی نظر مت ڈالو میری چیزوں پہ۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے مزے سے بولا۔ پریشے نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور دوبارہ اذلان کی جانب متوجہ ہوئی کیونکہ عفان اسے چڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔

"بھائی بھول لیں مت وہ میری بہت اچھی دوست ہے پہلے جواب آپ کی منکوحہ ہے تو میں اس سے کہ کر ساری بول چال بند کروا دوں گی۔اس کیلیے آپ کو پہلے شاپنگ کروانی ہو گی مجھے۔"

وہ عفان کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے اذلان سے سوچ سمجھ کر ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔

"بول چال شروع ہو گی تو بند کرو گی نہ۔"

اذلان منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے بولا۔ان دونوں نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا مگر سمجھ وہ ایک لفظ بھی نہیں پائے تھے۔

"میں آج کل بہت مصروف ہوں آپ عفان کے ساتھ چلی جانا۔کارڈ دے دوں گا میں اپنا۔"

اذلان نے اسے مشورہ دیتے اپنی جان چھڑوانی چاہی مگر وہ یہ بات شاید فراموش کر گیا تھا کہ مقابل بھی پریشے ہے۔

اس کی بات پہ پریشے کا منہ اتر گیا اور اذلان فوراً سے پہلے سیدھا ہوا تھا۔

"اوکے اوکے چلیں گے کل پکا۔منہ مت پھلایا کرو؟

اذلان ہار مانتے ہوئے اس کی ناک دباتے ہوئے بولا تو پریشے جلدی سے اٹھ کر اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔اذلان نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو شاپنگ کے نام پہ ہی کیسے خوش ہو گئی تھی اور اسے اسی چیز سے خاصی چڑ تھی۔اب پریشے تھی اور پریشے کی شاپنگ کی باتیں جسے نا چاہتے ہوئے بھی عفان اور آذلان دونوں سننے میں مصروف تھے۔اذلان اس کی نان سٹاپ زبان پہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

****

رات کے وقت سب کھانے کی ٹیبل پر موجود کھانا کھاتے ہوئے ہلکی پھلکی باتیں بھی کرنے میں بھی مصروف تھے۔ گھر کا ماحول بھی خوشگوار تھا۔ معمول سے ہٹ کر آج عزہ بھی کچھ خاموش دکھ رہی تھی تو اسے اپنی پلیٹ میں موجود چاولوں سے کھیلتے اور کسی گہری سوچ میں غرق دیکھتے صائم نے نا سمجھی سے اسے مخاطب کیا۔

"عزہ بچے کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو کھانا بھی نہیں کھا رہیں۔ سب ٹھیک ہے نا۔"

صائم نے اس سے پوچھتے کھانے کی جانب توجہ مبذول کروائی تو اس نے ایک پر سوچ نگاہ صائم پہ ڈالتے ایک نظر پلیٹ میں ڈلے چاولوں کی جانب دیکھا۔

"بھائی میں کچھ سوچ رہی ہوں۔

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ بھرتے کہنیاں میز پہ ٹکا گئی۔ سب کی نگاہیں اب کھانے سے ہٹتے اس کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔ صائم نے چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے نفی میں سر ہلایا۔

کیا سوچ رہی ہو اتنا ضروری جو کھانے کے وقت ہی یاد آیا ہے۔

صائم ہولے سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولتا دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔

بھائی کیوں نہ ہم سب کہیں گھومنے چلیں۔ دیکھیں نہ پہلے ہی کتنا عرصہ ہوا ہم کہیں گھومنے نہیں گئے اور ایسے تھوڑا ذہن بھی فریش ہو جائے گا کیا خیال ہے۔ سب پرانی تھکی ہوئی افسردہ باتیں بھی ذہن سے نکل جائیں گی بس سکون ہو گا ہر جانب۔"

عزہ نے تفصیلی بات بتاتے سب کی طرف دیکھتے ان سے جواب مانگنا چاہا۔ حجاب نے اس کی بات سے چہکتے ہوئے اتفاق کیا کہی گھومنے پھرنے کا پلین ہو اور حجاب ناراضی ہو بھلا ایسا کیسے ممکن تھا۔ اب ان کی توجہ صائم اور محرم کی طرف تھی جو بلکل خاموش تھے۔

"بولیں نہ بھائی۔"

حجاب نے بے صبری سے پوچھا۔ صائم گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"اور آپ لوگوں کی یونی کا کیا۔"

اب تحریم بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اففف ماما کچھ دن کی چھٹیاں لے لینگے نا ویسے تو روز ہی جاتے ہیں۔"

عزہ نے منہ بناتے کہا تو اس کے منہ بگاڑنے پر سب کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی جبکہ تحریم بیگم نے اسے زبردست گھوری سے نوازا کہ انہیں اس کے بات بے بات منہ بگاڑنے کی عادت بہت بری لگتی تھی۔

"اچھا نا اب بتائیں بھی آپ لوگ۔"

عزہ نے دوبارہ ان سب سے پوچھا تو محرم نے مسکرا کر اس کی بات سے اتفاق کیا بھلا اسے اس سب سے کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔ صائم کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر اب ان سب کا رخ صائم کی جانب تھا۔

"میرا ابھی تو سوچیں آپ سب مجھے ہسپتال سے چھٹی ملنا بہت مشکل ہے وہ بھی اکٹھے تین چار دنوں کی۔ ہم پھر کبھی کا پلین بنا لیتے ہیں۔ ابھی اس سب کو کینسل کردو۔"

صائم نے سنجیدگی سے انکار ان کے ہاتھ میں تھمانا چاہا مگر وہ زور و شور سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"بھائی بعد میں جب جائینگے تب بھی تو آپ کو چھٹیاں لینی پڑینگی نا آپ کچھ دن کے لئے چھٹی لے لیں نہ پلیز۔ ابھی ہم سب کا دل ہے پلیز بھائی اس بارے میں کچھ سوچیں۔"

عزہ نے پہلے عقلمندانہ مشورہ دیتے بعد میں معصومیت سے بات مکمل کی۔ صائم نے گہری پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"لیکن ابھی ممکن نہیں ہے چھٹی لینا۔ سمجھو آپ لوگ۔"

صائم نے سنجیدگی سے کہتے ان کے تاثرات جانچنے چاہے جو افسردہ ہو رہے تھے۔

"اچھا صائم اب تنگ نہیں کرو میری بیٹیوں کو۔ لے لینا چھٹی کچھ دن کی بات ہے۔ پھر واپس سب نارمل روٹین پہ آجائیں گے۔"

اب زمان صاحب نے ان کی افسردہ شکلیں دیکھتے صائم سے تحکم بھرے لہجے میں حکم صادر کیا۔

"اچھا بابا ٹھیک ہے میں پہلے دیکھ لوں اگر چھٹیاں مل گئیں تو چلینگے۔"

صائم نے اب کی بار مشکل آدھی رضامندی بھری تو وہ دونوں اسی پر خوش ہو گئی تھی کیونکہ یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی کہ صائم نے بول دیا تو بس اب وہ لے ہی جائیگا چاہے کسی بھی صورت میں۔

"یاہو وکتنا مزہ آئیگا نہ بھائی ہم گاؤں جائینگے ہم نے گاؤں کبھی نہیں دیکھا بہت مزا آئیگا۔"

عزہ اور حجاب کورس میں بولیں تو وہ لوگ ان کی خوشی دیکھتے رہ گئے جو سب تیاریاں کر کے بیٹھی تھی۔

"ٹھیک ہے جہاں آپ لوگ بولو گے وہیں چلینگے۔"

صائم نے مسکراتے کہا تو وہ سب خوش ہو گئی۔

"میں باقی سب کو بتاتی ہوں سب چلینگے مزہ آئیگا۔ماما بابا آپ لوگ بھی چلینگے نا۔"

عزہ خوشی سے کہتے کرسی کھسکا کر اپنی جگہ سے اٹھی معاً کچھ یاد آنے پہ زمان صاحب کی طرف رخ کرتے مستسفرانہ انداز میں گویا ہوئی۔

"نہیں بیٹا آپ سب جاؤ ہم لوگ نہیں جائینگے۔"

تحریم بیگم نے سہولت سے انکار کیا کیونکہ زمان صاحب کو بھی آفس کے کچھ کام تھے تو وہ لوگ نہیں جا سکتے تھے۔

"آپ لوگ چلتے نہ مزہ آتا ماما بابا۔"

محرم نے افسردگی سے ان کی جانب دیکھا۔وہ چاہتی تھی کہ اس بار فیملی ٹور ہوتا۔ہمیشہ ہی وہ ایسے ہی ان سب کو بھیج کر خود پر سکون سے گھر میں رہتے تھے۔

"نہیں بیٹا آفس کا کچھ کام ہے اور ابھی آپ ساری ینگ پارٹی جاؤ ہم بعد میں فل فیملی ٹرپ پلان کرینگے اور صائم وہاں میرے کزن ابراہیم کا گھر ہے تو آپ لوگ وہاں چلے جانا ان کے یہاں رہ بھی جانا اور انہی کے ساتھ گاؤں گھوم لینا۔انہیں اس متعلق تمام معلومات بھی ہونگی۔"

زمان صاحب نے سہولت سے انکار کرتے کہا اور اپنے کزن کے متعلق بتایا تو صائم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"پر بابا ہم سب ان کے گھر جائینگے اچھا تھوڑی لگتا ہے۔"

عزہ نے پریشانی سے استفسار کیا کیونکہ اس نے آیت اور پریشے کو بھی بتانے کا سوچا تھا۔اگر انہیں بھی وہاں لے جاتے تو صورتِحال سچ میں عجیب ہو جاتی۔

"پریشانی کی بات نہیں وہ میرے کافی اچھے دوست بھی ہیں اور کزن بھی وہاں آپکو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اور وہ گھر نہیں ان کا فارم ہاؤس ہے مہمان وغیرہ ہی رکتے ہیں زیادہ تر وہاں۔"

ان کے تفصیل سے اس طرح سب کہنے پر محرم نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں آپی میں نے آیت اور پریشے کو بھی تو کہنا ہے نہ سب جائینگے تو زیادہ مزہ آئیگا۔"

عزہ اور حجاب تو چہک کر کہہ رہی تھیں ان کی باتوں پر وہ سب بس مسکرا دیئے جبکہ محرم کو بس یہی سوچ پریشان کر رہی تھی کہ سب ہونگے یعنی اذلان بھی تو وہ کیسے وہاں جائیگی یہی سوچ ہی اس کی جان ہلکان کرنے کو کافی تھی۔ وہ تو قطعی اس کا سامنا نہیں کر پائے گی۔

"عزہ کیا ضرورت ہے ان کو لے کر جانے کی ہم لوگ جاتے ہیں نہ بس۔ فضول میں سب لو لے جانا تنگ کرنا اچھا نہیں لگتا۔"

محرم کمرے میں آتے ساتھ ہی عزہ سے مخاطب ہوئی۔ اسے رہ رہ کر ان دونوں پہ تاؤ آرہا تھا۔ محرم کے اس طرح بولنے پر عزہ اور حجاب دونوں نے اسے گردن گھما کر حیرانگی سے دیکھا۔ محرم ان کے اس طرح دیکھنے پر گڑبڑا گئی۔

"آپی جتنے زیادہ لوگ ہونگے نہ اتنا ہی مزہ آئے گا کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ ریلیکس۔"

عزہ کو ابھی اصل بات کی سمجھ نہیں آئی تھی اس لیے تعجب سے بولتے اسے تسلی دینے لگی۔ محرم نے دل ہی دل میں دانت پیسے۔ یہ لڑکی آخر اس کی بات کو سمجھ کیوں نہیں رہی تھی۔

"ہاں تو آیت اور ایان کافی ہے نہ ان کے ساتھ بھی مزا آئے گا باقیوں کو کیوں پریشان کرنا۔"

محرم نے اپنی طرف سے عقلمندانہ مشورہ دیا۔

"آپی ایسے نہ کریں یار اتنا مزہ آئے گا خوب مزا کریں گے۔آپ خاموش ہو جائیں فلحال۔"

حجاب تو پھولے نہیں سما رہی تھی لیکن عزہ کے دماغ میں فوراً کچھ کلک ہوا تو وہ کچھ سوچ کر شیطانیت سے مسکرائی۔

"آپی ویسے کوئی وجہ تو ہو گی جو آپ ایسے انکار کر رہی انہیں لے جانے سے۔"

عزہ مصنوعی تعجب سے بولی وہ اس کے منہ سے اصل وجہ نکلوانا چاہ رہی تھی۔محرم کے چہرے کا رنگ اس کی بات پہ اڑ گیا۔اس نے بمشکل مسکرا کر عزہ کی جانب دیکھا۔

"نہیں تو کیا وجہ ہونی ہے میں تو ایسے ہی بول رہی ہوں۔"

محرم فوراً منمناتے ہوئے بولی۔اب انہیں کیا وجہ بتاتی کہ وہ اذلان کو ساتھ لے جانے سے گھبرا رہی ہے۔

"اور ویسے بھی جس وجہ سے آپ انکار کر رہی ہے کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ آئیں گے مطلب اتنا مصروف انسان اور ہمارے ساتھ جائیں گا ناممکنات میں سے ایک ہے اس لیے سکون کریں۔"

عزہ نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔محرم نے تشکر بھرا سانس خارج کیا اس کی بات پہ کسی حد تک اسے تسلی ہو گئی تھی۔وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ اس قدر مصروف انسان تھا وہاں ان کے ساتھ قیام کیسے کرتا۔اس نے کچھ سوچ کر سکون کا سانس لیا۔

" صحیح تو کہہ رہی تھی عزہ اتنا مصروف انسان کیسے جا سکتا۔"

محرم اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے بولی اور سکون سے مسکرا دی۔عزہ اور حجاب نے بھی سکون کا سانس لیا کہ محرم نے مزید کچھ کہا نہیں انہیں حیرت بھی ہوئی تھی کہ وہ بس اتنی سی بات پہ پر سکون ہو گئی تھی۔اب عزہ کے خرافاتی

دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا جس پہ اس نے فوری عمل کرنے کا سوچا اور ساتھ ہی پریشے کو میسج کیا تھا تا کہ اپنی سوچ پہ بغیر کسی تاخیر کے عمل پیرا ہو سکے۔

****

پریشے جو اپنے کمرے میں موجود آفس کی کوئی فائل دیکھنے میں مصروف تھی اسی دوران فون کی میسج ٹیون پر اس کی جانب متوجہ ہوئی

جہاں عزہ کا میسج بلنک کر رہا تھا۔اس نے حیرت سے موبائل کی سکرین کو دیکھا اور عزہ کے میسج کا جواب دے کر دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی تھی کہ اسی دوران دوبارہ میسج کی ٹیون بجی تھی۔اس کی تمام تر حسیات اس کی جانب متوجہ ہوئی۔اب کہ اس نے فائل بند کر کے عزہ کو کال ملائی۔جو اٹھاتے ساتھ ہی عزہ کی چہکتی ہوئی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔

"پریشے آپی کیا کر رہی ہیں آپ۔میسج پڑھا میرا۔"

عزہ مسکراتے لہجے میں بولی۔پریشے نے ناسمجھی سے اس کی خوشی کا ملاحظہ کیا تھا۔

"ارے ارے لڑکی صبر کر لو میں کل کے لئے آفس کی فائل دیکھ رہی تھی اور پڑھ لیا میسج تمھارا کہاں کا پلین بنایا ہے تم نے۔"

پریشے نہ اس کے ایک ساتھ سوالوں پر پریشان ہوتے کہا۔عزہ نے بے ساختہ اپنا سر پیٹا۔

"ابھی تو مجھے بھی پورا نہیں معلوم ایک کام کرو نا کل آپ گھر آجاؤ آیت اور ایان بھی آرہے ہیں تو سب ساتھ سوچ لیں گے کہ کیا کرنا ہے۔"۔

عزہ نے کل سب کو گھر بلایا تھا کہ ساتھ بیٹھ کر ساتھ بیٹھ کر تمام سوچ وچار کر لیں۔

"اچھا ٹھیک ہے میں بولو نگی بھائی کو کہ لے آئیں مجھے۔"

پریشے نے اطمینان سے ہامی بھری۔ ویسے بھی ٹرپ پہ وہ نا جائے اب ایسا ممکن تو تھا نہیں انکار وہ کسی صورت کر نہیں سکتی تھی کیونکہ شاہ ولا میں ایسے پلینز بہت کم بنا کرتے تھے اسی بدولت اسے کبھی کبھار بہنوں کی کمی بہت محسوس ہوتی تھی جس کمی کو عزہ آیت حجاب محرم خوشدلی سے پوری کر دیتی تھی۔

"اچھا جو میں نے مسیج لکھا تھا اس میں جو کام ہے وہ آپ کی ذمہ داری ہے او کے غور سے پڑھ لیجیے گا اور وہ لازمی ہونا چاہیے۔"

عزہ نے تنبیہی لہجہ اپنایا۔ پریشے اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا کر رہ گئی۔

"ہاں ہاں پڑھ لیا تم فکر نا کرو۔ وہ میری ذمہ داری ہے لیکن یہ خرافاتی باتیں کہاں سے آتی ہیں تمہارے دماغ میں۔"

پریشے نے اس کی فکر کم کرتے شرارت سے استفسار کیا۔

"بس دیکھ لو کتنی عقلمند ہوں میں بس کبھی غرور نہیں کیا۔"

عزہ نے گردن اکڑا کر فرضی کالر جھاڑے۔

"ہاں ہاں بس کرو پتہ ہے بہت عقلمند ہو اب رکھو فون کام کرنا ہے مجھے۔"

پریشے نے مصنوعی غصے سے اسے جھڑکنا ضروری سمجھا تاکہ وہ اپنی تعریفوں کے مزید پل نا باندھیں۔

"ہاں بھائی کر لو کام ویسے بھی لوگوں کی منگنی کیا ہوئی لوگ بدل ہی گئے۔"

عزہ آج اسے پورا تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔

"عزہ سو جاؤ اب پھر تم جاگی گی نہیں صبح یونی کے لئے۔"

اس سے پہلے پریشے اس کی بات کا کوئی جواب دیتی فون سے محرم کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جی آپی آئی۔ اچھا اب میں رکھنے لگی ہوں فون میں نے سونا ہے اس سے قبل آپی میرا گلہ دبا دے او کے بائے۔

عجلت میں بولتے ہی عزہ نے سرعت سے کال بند کر دی۔ عزہ اس کی اچانک جلد بازی پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔ کال بند ہونے کی آواز پر پریشے نے فون کو ایسے گھورا جیسے عزہ سامنے موجود ہو معاً وہ سر جھٹکتے کام کی جانب مصروف ہو گئی۔

****

"بھائی چلیں۔"

پریشے جو آفس سے جلدی واپس آگئی تھی کیونکہ آج اس نے شاپنگ پر بھی جانا تھا اور وہاں سے واپسی پر محرم کی طرف بھی ٹرپ کے حوالے سے سب نے ساتھ ڈسکس کرنا تھا نک سک کی تیار اس سے مخاطب ہوئی۔ اذلان جو کافی دیر سے لاؤنج میں بیٹھا اسی کا محو انتظار تھا چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جی چلو اور تھوڑی جلدی کرنی ہے شاپنگ آپکو پتہ ہے نا سارے کام ترک کر کے آیا ہوں۔ میں بلکل بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا؟"

اذلان نے اسے اپنی تقلید آنے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی بات سمجھتے پریشے نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اذلان کبھی بھی یوں بنا کسی وجہ کے گھر نہیں آیا ابھی بھی اس سے وعدہ ہونے کی بدولت وہ سارے کام ترک کر کے آگیا تھا۔

سارا راستہ ہلکی پھلکی باتیں کرتے گزر گیا۔ شاپنگ مال پہنچتے ہی پریشے خوشی خوشی اپنی شاپنگ کرنے لگی اور اذلان سنجیدہ سا اسے دیکھتے ہوئے اس کے تعاقب میں چل رہا تھا۔ سوچوں کا رخ آفس میں بڑھتے کام کی جانب مبذول ہو چکا تھا۔ اس نے بے ساختہ اپنی پیشانی مسلی معاً اذلان کی نگاہ ایک جگہ رک کر ساکت ہو گئی۔ اس نے جانچتی نگاہوں سے اس دکان کی جانب دیکھا جہاں رنگ برنگی مختلف طرز کی چوڑیاں سجی ہوئی تھی۔ چوڑیوں پہ نظر پڑتے ہی اس کے ذہن میں نکاح والے دن کی محرم کی شبیہ لہرائی تو آنکھیں پل بھر میں کسی احساس کے تحت چمک اٹھی۔

"پریشے آپ یہیں اسی شاپ میں رہنا یا جو کچھ لینا ہے لے لو میں کچھ دیر میں آتا ہوں بس آس پاس ہی رہنا مجھے کوئی ضروری سامان خریدنا ہے۔"

اذلان پریشے کو سنجیدگی سے باور کرواتے اس کے پہلے آگے کی جانب بڑھتا اس کی پریشان آواز نے اذلان کے آگے کی جانب بڑھتے قدم وہی روک لیے تھے۔

"خیریت بھائی سب ٹھیک ہے نا۔"

"جی جی سب خیریت ہے بھائی کی جان آپ جب تک یہاں دیکھو میں آگے سے اپنے لئے کچھ چیزیں لے آؤں۔"

وہ مسکرا کر تسلی آمیز لہجے میں بولتا آگے بڑھ گیا جب کی پریشے حیرت سے اس کو جاتا دیکھ رہی تھی جس نے پہلے کبھی تو یوں اپنی کسی بھی چیز لینے کیلیے اسے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔

"پہلے تو اذلان بھائی نے میرے ساتھ آکر ایسے اپنی شاپنگ نہیں کی۔"

وہ ناسمجھی سے بڑبڑاتی اپنا ہینڈ بیگ سنبھالتی کندھے اچکا کر آگے کی جانب بڑھ گئی اور مطلوبہ کپڑوں کی دکان میں گھستے اپنے لئے سوٹ پسند کرنے لگی۔ ایک شاپنگ کرنا تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

ازلان جوں ہی اس دکان پہ آکر رکا سامنے ہی سٹینڈ پہ لگی سرخ رنگ کی چوڑیوں کو دیکھ اس کی نگاہیں جہاں کا تہاں رہ گئی۔انہیں دیکھ اس کے ذہن میں سب سے قبل محرم کی مومی کلائیاں آئی تھی جنہیں وہ اس دن پورے استحقاق سے چھوتے محسوس کر کے آیا تھا۔

اس نے شاپ کیپر کو ایک چوڑیوں کی جانب اشارہ کرتے دکھانے کا کہا۔وہ شخص بھی ازلان کی پر وقار شخصیت سے مرعوب ہوتے اسے اچھے سے ڈیل کرنے لگا۔

"سر پلیز آپ چوڑیوں کا سائز بتایئے۔"

اس نے پیشہ وارانہ مسکراہٹ سمیت استفسار کیا۔

اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ پریشانی کا عنصر نمایاں ہوا کیونکہ سائز تو اسے معلوم ہی نہیں تھا۔

"آپ یہ پیک کر دیں۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوا۔اس شخص کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔

"نہیں سر آپ کلائی کا سائز بتائیں ایسے سائز چھوٹا بڑا بھی ہو سکتا ہے۔"

وہ ایک بار پھر اپنی بات پہ ذور دیتے ہوئے بولا۔اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار پہ ازلان کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"میں جب بول رہا ہوں تو مجھے پیک کر دیں بار بار ایک ہی بات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔نا ہی فضول بحث و مباحثے کا جواز بنتا ہے۔"

وہ سرد مہری سے بولا۔ دکان دار بھی اس کے غصے سے خائف ہوتے اثبات میں سر ہلاتے وہ چوڑیاں پیک کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں اس نے کریڈٹ کارڈ نکالتے بل پے کیا اور دکان سے نکلتے آگے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اسے یہاں کھڑے بحث و مباحثہ کرتے کافی وقت گزر چکا تھا۔ اگر کوئی اس وقت اذلان کو اس طرح چوڑیوں کی دکان پر دیکھ لیتا تو غش کھا جاتا اور ان لوگوں میں سر فہرست عفان شاہ تھا۔ صد شکر تھا کہ وہ آج ان لوگوں کے ساتھ موجود نہیں تھا ورنہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ پورا مال سر پہ اٹھا لیتا۔

اذلان نے دو تین دکانوں سے چھوٹی چھوٹی چیزیں لیتے چوڑیاں بھی اسی سامان میں رکھ ری تاکہ کسی کو بھی شک نا ہو کہ اس نے محرم کیلیے چوڑیاں خریدی ہیں۔ انہی سوچوں میں غلطاں وہ اسی دکان پہ پہنچا جہاں پریشے موجود تھی۔

"پریشے بچہ ہوگئی آپ کی شاپنگ یا اور کچھ باقی ہے۔"

پریشے کے پاس پہنچتے اس نے سنجیدگی سے سے مخاطب کیا۔

"نہیں بھائی ابھی ہوگئی باقی کا اگلی بار کے لئے بخشوں گی تو میں آپ کی شادی کے بعد بھی نہیں آپ کو۔"

اس نے شرارت سے کہا تو اذلان اس کی بات پر اسے آنکھیں دکھا کر رہ گیا۔

"اوکے پھر چلو واپسی میں آپکو زمان انکل کی طرف چھوڑ کر پھر مجھے آفس کی طرف بھی جانا ہے۔"

اذلان اپنی کلائی میں بندھی بیش بہا ڈائل کی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے مصروف سے لہجے میں بولا۔

"بھائی آپ وہاں نہیں چل رہے کیا مطلب ہم سب نے جانا تھا نہ تو ڈیسائیڈ بھی تو کرنا ہے۔"

"ہاں میں چلتا پر کام ہیں نہ آفس میں اب میں چوڑیاں پہن کر گھر بھی تو نہیں بیٹھ سکتا آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤنگا آپ لوگ کر لینا ڈیسائیڈ۔"

اذلان مسکرا کر بولتا گاڑی میں بیٹھا تو پریشے بھی اثبات میں سر ہلا کر ساتھ بیٹھ گئی۔

"اور آپ جا رہے ہیں ہمارے ساتھ میں آپ کو بتا رہی ہوں میں آپ کے بغیر نہیں جاؤں گی بھائی آپ ہمیشہ یوں ہی کرتے ہیں۔"

اس نے مان بھرے انداز میں اس کے بازو میں بازو حمائل کرتے اس کے کاندھے سے سر ٹکایا۔ یہ اس کا بات منوانے کا بھی الگ ہی انداز تھا۔

"میں نے آپ کو بتایا ہے نہ مجھے آفس میں بہت کام ہے میرا جانا ناممکن ہے میں اگلی بار کیلیے پلین کر لوں گا۔ ویسے وہاں سے کون کون جا رہا ہے۔"

اس نے اپنی طرف سے پریشے کو سمجھایا اور اپنا لہجہ سرسری سا بناتے ساتھ ہی سوال کر ڈالا۔ پریشے نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"وہاں سے تو سب ہی جا رہے کون ایسی سیر و تفریح چھوڑتا ہے وہ بھی جب اتنے عرصے بعد آئے بھائی روز روز کہاں یہ سب ہوتا ہے۔ اب بتائے نا جا رہے ہے نہ آپ۔ پلیز انکار مت کیجیے گا۔ میں چاہتی ہوں وہاں سب ہو کیونکہ جتنے لوگ ذیادہ ہونگے مزا بھی اتنا ہی دوبالا ہو جائے گا۔"

وہ پر جوشی سے بولتی کھلکھلا کر ہنس دی۔ اذلان نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں کوشش کروں گا۔"

اس نے ٹالتے والے انداز میں اسے جواب دیا اور توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول کرالی لیکن ارادہ تو اس کا پکا بن چکا تھا کہ وہ یہ ٹرپ قطعی مس نہیں کرے گا۔اپنی بچگانہ سوچ پہ اسے خود بھی حیرت ہوئی تھی مگر پریشے کا کہا بھی ٹھیک تھا ایسے موقع تو سچ میں سالوں بعد ہی آتے ہیں۔انہی باتوں کے دوران گاڑی خان ہاؤس کی جانب گامزن تھی۔

"ویسے بھابھی جی میں کیا سوچ رہا ہوں۔"

عفان جو پہلے ہی خان ہاؤس پہنچ چکا تھا اس کے مطابق سے وہاں جانے کی سب سے زیادہ جلدی تھی۔ ابھی بھی باقی سب کا انتظار ہو رہا تھا اس دوران وہ صوفے پہ آڑھا ترچھا لیٹا ہوا محرم سے مخاطب ہوا جو سامنے ہی صوفے پہ براجمان تھی۔

"یہ تم بھابھی بھابھی کیا کر رہے ہو تم سے چھوٹی ہوں میں۔ آئندہ مجھے بھابھی مت بلانا۔"

محرم اس کے ایک ہی طرزِ مخاطب سے چڑ کر بولی تو عفان نے مصنوعی آنکھیں کھولتے اس کی جانب دیکھا۔

"بھابھی کو بھابھی ہی کہوں گا نا اب۔ سونے پہ سہاگہ تم میرے اکلوتے بڑے بھائی کی زوجہ محترمہ ہو اب محرم کہتا اچھا تھوڑی نا لگوں گا۔"

وہ اچھی خاصی سمجھداری کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔ عزہ نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا اور اتنے عقلمند آپ کب سے ہوئے۔"

عزہ اس پہ طنز کرنے والے انداز میں بولی جس کے رنگ ڈھنگ ہی نرالے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اذلان سے زیادہ وہ اس نکاح پہ خوش ہے۔

"جب سے آپ جیسی بیوقوف پیدا ہوئی ہے۔"

وہ جواباً دل جلانے والے انداز میں بولا اور اپنا رخ دوبارہ محرم کی جانب کیا۔ عزہ اس کی حاضر جوابی پہ کڑھ کر رہ گئی۔

"میں جانتی ہوں یہ جو تم مجھے بھابھی بول رہے ہو یہ کسی طوفان کے آنے سے پہلے کی آہٹ ہے۔"

محرم کوفت بھرے لہجے میں بولی۔

"اچھا اچھا سنو تو سہی اب اتنا جان گئی ہو مجھے تو پکوڑے تو بنا کر کھلاؤ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے۔ قسم سے چٹخارے مارنے کو جی چاہ رہا ہے۔"

عفان تصور کی آنکھ سے پکوڑوں کو دیکھ چٹخارہ بھرنے والے انداز میں دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔ عزہ جو کچن کی جانب بڑھ رہی تھی واپس اس کی جانب آئی۔ اب جواب دینا تو اس پہ فرض تھا۔

"آپ یہاں کھانے آتے ہیں کیا کہ گھر والے کچھ نہیں دیتے۔"

عزہ کی آواز سنتے ہی عفان منہ بگاڑ کر رہ گیا۔ اچھا بھلا چلی گئی تھی واپس اس کی دماغ کا دہی کرنے آ گئی تھی۔

"تم تو چپ ہی رہو میں اپنی بھابھ ارے نہیں نہیں بہن سے فرمائش کر رہا ہوں۔"

محرم کی آنکھیں دکھانے پر وہ فوراً سے پہلے اپنی بات کی تصحیح کرتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں ملنے والا آپ کو یہاں۔"

عزہ دانت پیستے ہوئے بولی۔ محرم نے گھبرا کر ان دونوں کی جانب دیکھا جن کی لڑائی طول لیتی جا رہی تھی۔

"میں جاتی ہوں۔"

ان دونوں کی لڑائی بڑھتی دیکھ محرم تھک ہار اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔

"یہ دیکھا اسے کہتے ہیں بھابھ سوری سوری بہن خود تو تم کسی کام کی نہیں ہو بس دنیا میں وزن بڑھانے آئی ہو۔"

عفان دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اس کا وجود انگاروں کی ضد میں کر گیا۔ عزہ ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالتے تن فن کرتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ محرم کا رخ بھی اب کچن کی جانب تھا۔ اس نے جلدی جلدی سے پکوڑوں کا آمیز اتیار کیا تا کہ ان سب کے آتے وہ ہر کام سے فراغت حاصل کر چکی ہو اور اسے بنانے میں مصروف

ہو گئی۔اسی دوران کسی بوتل کے جن کی مانند عفان کچن میں داخل ہوا اور ٹرے میں رکھے پکوڑوں کو للچائی نگاہوں سے دیکھتے بیک وقت ان میں سے دو اٹھا لیے۔ محرم نے اس کی حرکت پہ دانت پیسے مگر پھر نظر انداز کر کے دوبارہ بنانے میں مصروف ہو گئی مگر اسی دوران نے دھیانی میں اس کی نگاہ ٹرے کی جانب اٹھی تو وہاں سے پوری کی پوری ٹرے ہی غائب تھی۔اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچے۔

"یہ نہیں بچتا اب میرے سے۔"

وہ آمیزے سے لتھڑے ہاتھ صاف کیے بنا باہر کی جانب بھاگی مگر جوں ہی لاؤنج میں پہنچی عفان پکوڑوں سے بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھا۔

"عفان جب شرم بانٹی جا رہی تھی تو تم کہاں تھے۔"

محرم غصے کی کیفیت میں بولی۔اس انسان سے اسے تپ چڑھانے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔

"میں تمہارے ہاتھ کے پکوڑے کھانے آیا تھا۔"

عفان ڈھیٹوں کی طرح کھاتے ہوئے مصروف لہجے میں بولا۔ محرم کڑھ کر رہ گئی۔

"ویسے بہت شاندار تھے مزا آگیا اور بناؤ نہ۔"

عفان اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھماتے ہوئے چمکتی نگاہوں سمیت بولا اور یہی محرم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔اس نے پلیٹ عزہ کو پکڑاتے عفان کے پیچھے دوڑ لگائی تھی۔ بھاگتے بھاگتے وہ اس بات سے بلکل انجان تھی کہ وہ مسلسل کسی کی نگاہوں کے حصار میں مقید ہے۔اس دوران عفان کی نظر از لان پہ پڑ چکی تھی۔

ازلان اور پریشے جو ابھی خان ہاؤس کا داخلی دروازہ عبور کرتے اندر داخل ہوئے تھے ان دونوں کو اس طرح بھاگتے دیکھ حیران رہ گئے۔

"پکڑو اب ڈر گئی کیا۔"

عفان محرم کے پیچھے اور ازلان کے عین آگے کھڑا ہوتا ہوا اسے جان بوجھ کر چڑانے والے انداس میں بولا محرم نے اس کی بکواس پہ صوفے سے کشن اٹھا کر جیسے ہی اسے مارا عفان اسی وقت موقع دیکھتت نیچے ہو گیا اور وہ کشن عفان کے چہرے پہ لگنے کی بجائے سیدھا ازلان کے چہرے پہ سلامتی دے گیا۔ محرم نے تو فوراً سختی سے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ لیے۔ آنکھیں بے یقینی کی کیفیت میں آخری حد تک پھیل گئی۔ تنفس مسلسل بھاگنے کی بدولت بری طرح بکھرا ہوا تھا۔ اس صورت حال میں سب کی ہنسی نکل گئی جبکہ محرم اپنی حرکت پہ جی بھر کر شرمندہ ہوتے روہانسی ہو چکی تھی۔

"بھائی ابھی بھی سوچ لیں بہت خون پیتی ہے۔"

عفان آنکھوں میں شرارت لیے بولا تو ازلان نے اس کی بات پہ بھنویں اچکائی جیسے اس کی بات کو کسی کھاتے میں نہ لیا ہو۔

"ویسے بہت اچھا ویلکم کیا ہے شوہر کا لڑکی۔"

پریشے اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی تو محرم کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے ازلان نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا مبادہ وہ وہی کھڑی نا گر جائے۔ ابھی وہ پریشے کو اندر جانے کا کہتے واپسی کیلیے مڑا ہی تھا کہ تحریم بیگم کی آواز سن کر ان کی طرف متوجہ ہوا جو اسی سے مخاطب تھی۔

"بیٹا بیٹھو تو سہی۔ایسے جانا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ نثار ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ممتا بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ویسے بھی محرم سے رشتہ جڑنے کے بعد وہ انہیں مزید عزیز ہو گیا تھا کیسے اس نے بغیر کوئی بات کیے ان کی لاج رکھ لی تھی۔

"نہیں آنٹی وقت کی بہت کمی ہے فلحال تو ابھی نکلتا ہوں پھر کبھی سہی۔"

تحریم بیگم اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔اذلان ان سے ملتا ہوا ایک گہری نظر ساتھ کھڑی اپنی قیمتی متاعِ حیات پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا اس کی جانے پر محرم نے ایک پر سکون سانس خارج کی۔

"تم اب مجھ سے بات مت کرنا اور کوئی کچھ نہیں ملے گا اب تمہیں۔"

محرم عفان سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔اس کے خیال میں وہ اسے بتا سکتا تھا کہ پیچھے کون ہے مگر اس نے جان بوجھ کر اذلان کو اس کا تماشہ دکھایا ہے۔اس کی بات پہ سب نے مسکراہٹ چھپائی جبکہ پریشے نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ بٹھایا۔

"اچھا آیت وغیرہ نہیں آئی۔"

پریشے نے محرم کو ساتھ بٹھاتے عزہ سے پوچھا اور بات کا رخ بدلنا چاہا۔

"آیت اور ایان تو آرہے ہیں صائم بھائی بھی آجائے گے لیکن لیٹ لیکن معاذ بھائی نہیں آرہے ان کی میٹنگ ہے۔"

عزہ نے تفصیل سے بتاتے آخر میں شرارتی لہجہ اپناتے جتانے والے انداز میں اسے آگاہ کیا تو پریشے جھینپ گئی۔اتنی دیر میں ایان اور آیت بھی آگئے اور وہ لوگ اپنی پلیننگ میں مصروف ہو گئے۔چند ساعتوں بعد ہی محرم سب کے

کھانے کا سوچتے اپنی جگہ سے اٹھی اور آیت کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ بھی اس کے اشارے پہ بنا کسی تردد کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں بتا رہی ہوں آپی مجھے جب بھی کوئی ہٹا کٹا جوان ملا نہ میں نے شادی کر لینی ہے۔"

آیت کاموں میں مصروف محرم کے پاس کھڑی دانتوں سے سیب کترتے ہوئے بولی۔ ان لوگوں نے آ کر محرم کو تو گھن چکر ہی بنا دیا تھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں جلدی کرو تا کہ تمہارے بارہ بچوں والا خواب پورا ہو۔"

محرم مسکراہٹ دبا کر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی بھیگے ہوئے چاولوں کو آنچ پہ چڑھایا تھا۔

صائم عجیب سی تھکان ہونے کی بدولت ابھی ہسپتال سے لوٹا تھا اور کچن میں پانی پینے آیا تھا اس لڑکی کی بات پہ کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گیا جسے شادی کے علاوہ کچھ نہیں سوجھتا تھا۔ آیت کا منہ طرف تھا اسلیے وہ صائم کو دیکھ نہ سکی تبھی اپنی بات جاری رکھی تھی۔

"اور آپی ایک راز کی بات بتاؤں میں تو دعا کرتی دل سے اس جلاد کے بھی بارہ بچے ہو قسم سے جلنا تو بند کریں گے نا کم از کم بچوں کے ساتھ خوش تو رہیں گے نہ۔"

آیت بڑی بیبیوں کی طرح فضا میں ہاتھ بلند کرتے اسے دعا دیتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ صائم کو پانی پیتے پیتے زبردست قسم کا اچھو لگا تھا۔ اس غیر متوقع آواز پہ آیت ہڑبڑا کر ہوش میں آئی لیکن جیسے ہی اس نے پیچھے منہ کر کے دیکھا اس کا سانس سینے میں ہی کہی اٹک گیا۔ صائم اس سے نگاہیں ملتے ہی مضبوط قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔

"نہیں مجھے نہ تم ایک بار بتا ہی دو کبھی میری بیوی کبھی بچے تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے۔ یہ تمہارا ہر ذکر میرے متعلق ہی کیوں ہوتا ہے۔"

صائم اس پہ اچھا خاصہ بگڑتے ہوئے بولا۔ جس کی ہر بات صائم بھائی سے شروع ہو کر صائم بھائی پہ ہی ختم ہوتی تھی۔

"صائم بھائی میں تو آپ کی خیر خواہ ہوں آپ نہیں سمجھ سکتے۔"

آیت منمناتے ہوئے بولی۔ محرم نے اس کی درگت بنتے دیکھ مسکراہٹ دبائی۔

"رہنے دو تم میری خیر خواہی اپنے لیے بس کوئی ہٹا کٹا نوجوان ڈھونڈو جس سے شادی کا تمہیں شوق ہے۔"

صائم دانت پیستے ہوئے بولا۔

"ہاں تو صائم بھائی نوجوان ہی ڈھونڈو گی لڑکی تو آپ کیلیے ڈھونڈو گی اور اس سے پہلے ہی ڈیل ڈن کر لینی ہے کہ سن لو بھئی بچے بارہ ہی اچھے۔"

اس کی بات پہ محرم کا تو صدمے کی کیفیت میں منہ کھل گیا اور صائم اس لڑکی کی ہمت کو داد رہتا رہ گیا۔ وہ صائم سے ایسے فرینک ہو کر بات کر رہی تھی جیسے صائم سے اچھا اس کا کوئی دوست ہو ہی نہ اور ان دونوں کے مابین بہت خوشگوار تعلقات ہو۔

"آیت آؤ باہر چلیں۔"

صائم کی آگ برساتی نظریں آیت پہ محسوس کر کے محرم اسے پکڑتے ہوئے بولی لیکن وہ آیت کی کیا جو سن لے۔

"اوہو رکیں آپی اچھا آپ بتائیں کوئی ہے کیا آپ کی زندگی میں۔"

آیت بھنویں اچکاتے ہوئے مزے سے بولی۔ صائم نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں ہے نہ رات کو خواب میں بھی آئی تھی کہ آپ نے میرے سے شادی سے پہلے آیت کا قتل لازمی کرنا ہے ورنہ میں نے آپ سے شادی نہیں کرنی۔"

آیت جو پورے جوش و خروش سے سن رہی تھی اس کی بات پہ اچھنبے سے اسے دیکھا مگر خود کو قتل کرنے والی بات پہ وہ بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

"لو جی ابھی آئی نہیں ہے اپنے کارنامے دکھانا شروع کر دیے ہیں میں آپ کو بتا رہی ہو دیکھ بھال کے رشتہ کرنا صائم بھائی کا اور میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہے وہ جل ککڑی ضرور میری بے انتہا خوبصورتی سے جل رہی ہو گی۔"

آیت عقلمندانہ مشورہ دیتے ہوئے آخر میں ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتے ہوئے بولی۔ صائم نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"محرم بچہ پلیز۔"

صائم نے اب باقاعدہ محرم کے آگے ہاتھ جوڑے تو محرم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے آیت کو دیکھا جو اس کے تحمل مزاج بھائی کو تپا کر رکھ دیتی تھی۔

"ادھر آؤ تم۔"

محرم اسے کھینچتے ہوئے بولی۔ آیت نے اب کی بار کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی تھی۔

"اچھا صائم بھائی میرے مشورے پہ غور و فکر ضرور کیجیے گا کہ بچے بارہ ہی اچھے۔"

آیت جاتے جاتے بھی اسے اچھے سے تپانے سے باز نہیں آئی تھی۔ آیت کے اس طرح بولنے پر صائم کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھری جسے وہ سرعت سے چھپا گیا مبادہ کوئی دیکھ نا لے۔

"بیوقوف لڑکی۔"

صائم اپنا سر مسلتے ہوئے بولا۔

"چلو اب سب ڈن ہو گیا سب وقت پہ آجانا صبح ٹھیک ہے۔ کوئی بھی تاخیر نا کرے اس کام میں۔"

عزہ ان کو سب کو تنبیہہ کرتے ہوئے بولی۔

ان لوگوں نے صبح ساتھ بجے نکلنے کا پروگرام بنایا تھا گاؤں تھوڑا دور تھا اسلیے وہ لوگ جلدی نکلنا چاہ رہے تھے تا کہ وہ وہاں زیادہ سارا وقت بیتا سکیں۔

"چلو پریشے ہم بھی نکلے کافی ٹائم ہو گیا ہے گھر جا کر پھر تیاریاں بھی کرنی ہے۔"

عفان کھڑے ہو کر گھڑی میں ٹائم دیکھتا ہوا بولا جو رات کے نو بجا رہی تھی۔ پریشے بھی سر ہلا کر ان سب سے ملنے لگی۔ انہیں جاتا دیکھ ایان بھی اٹھا کہ ساتھ ہی نکلیں سب۔

"آیت اٹھو بھی کیا چلنے کا ارادہ نہیں تمھارا۔"

ایان نے اسے آرام سے صوفے پر بیٹھا دیکھ جل کر کہا۔ آیت مزید صوفے سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"بھئی میرا تو دل ہی نہیں کر رہا یہاں سے جانے کو۔"

آیت صبح جانے کے لئے ایکسائیٹڈ ہوتے بولی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ صبح یہی سے نکل جائے۔ اس کی بات پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ہم ویسے بھی سوچ رہے ہیں تمھیں مکمل طور پہ ہمیشہ طور پہ یہیں رکھ لیں۔ کیا خیال ہے۔"

محرم صائم کو دیکھتی مسکراہٹ دبا کر معنی خیز لہجے میں بولی تو صائم نے تاسف سے ان سب کی جانب دیکھا جن کی نگاہوں کا مرکز اس کی ذات تھی۔ صائم سے ملتے ایان نے ایک بار پھر آیت کو چلنے کو کہا جواب منہ بناتے اٹھتے ہوئے ان سب سے ملنے لگی۔

"جب اسے رکنا ہے تو تمھیں کیا تکلیف ہے رہنے دو اسے یہاں۔ عجیب ذبردستی ہے۔"

حجاب کے ایسے بولنے پر ایان نے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی انوکھی بات کر دی ہو۔

"ٹھیک ہے اسے میں یہاں چھوڑ جاتا ہوں تم پھر میرے ساتھ چلو۔"

اس کے بے اختیاری کی کیفیت میں کہنے پر سب نے حیرانی سے اسے دیکھا تو ایان نے گڑ بڑاتے کوئے اپنی بات کی تصحیح کی مبادہ وہ سب بات کو غلط رخ نا دے دیں۔

"مطلب کہ کوئی ہونا جسے میں تنگ کر سکوں اب یہ یہاں ہو گی تو کسے تنگ کرونگا میں۔"

اس نے گھبرا کر ان سب کو جتایا تو سب اس کے اس طرح کہنے پر ہولے سے مسکرا دیے۔ایان نے کھسیا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے دل ہی دل میں خود کو لتاڑا تھا۔ بھلا کیا ضرورت تھی بکواس کرنے کی ابھی صائم بھائی اس کا منہ توڑ کر اسی کے ہاتھوں میں تھمانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

وہ تصور کی آنکھ سے اپنی درگت بنتے دیکھ جھرجھری لے کر رہ گیا۔

****

اگلے دن صبح سویرے ہی وہ لوگ سب خان ہاؤس موجود تھے۔پریشے اور عفان کو ان لوگوں نے ان کے گھر سے ہی لینا تھا اسلیے خان ہاؤس سے نکلنے میں بھی انہوں نے تاخیر نہیں کی تھی۔عفان اور پریشے کا یہی آنے کا ارادہ تھا مگر پھر صائم کے کہنے پہ کہ شاہ ولاس ادھر کے راستے میں ہی پڑتا ہے تو وہ خود ہی انہیں پک کر لیں گے۔

"بھائی جلدی کریں فون ملائیں کہاں رہ گئے ہیں وہ لوگ پریشے آپی انہیں لے کر نکلنا تھا۔"

عزہ نے پہلے صائم اور پھر پریشے کو دیکھ کر جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے آجاتا ہے وہ اتنی اتاولی کیوں ہو رہی ہو۔سب نے ہی وہاں جانا ہے تم اکیلی تو نہیں جا رہی۔"

محرم اس کے مسلسل بولنے پر سرزنشی لہجے میں بولی۔پریشے نے محرم کی بات پہ مسکراہٹ دبائی کیونکہ اب اس کے اعصابوں پہ بم پھوڑنے کا وقت ہو گیا تھا۔

"آجاتا نہیں آجاتے ہیں۔"

پریشے نے آنکھیں گھماتے بے ساختہ اس کی تصحیح کی۔

"کیا مطلب۔"

محرم نے الجھن بھری نگاہوں سمیت پوچھا اور ساتھ ہی اس خیال کی نفی کی جو اس کی بات پہ اس کے دل میں آیا تھا۔ان دونوں نے ایک دلکش مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔

"مطلب آپی وہ دیکھیں۔"

عزہ نے تو شرارت سے کہتے ہوئے اسے گھما ہی ڈالا جب کہ محرم کی آنکھیں سامنے سے آتے وجود کو دیکھتے پھٹنے کے قریب ہو گئی۔ اذلان کو بھی عفان کے ساتھ آتے دیکھ کر جواب صائم کے گلے لگ رہا تھا۔ محرم نے ان دونوں کو ناراضگی سے دیکھا۔ وہ سب گاڑی کے باہر ہی کھڑے تھے۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

اس سے قبل کہ وہ مڑ کر جاتی عین اسی وقت آیت نے دانت نکوستے ہوئے اسے دیکھا۔ محرم نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں شرارت چھلک رہی تھی۔

"آپی ادھر بیٹھے اپنے سیاں جی کے پاس۔"

آیت اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اگلی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ محرم اس کی بات پہ مسلسل مزاحمت کرتے اس سے ہاتھ چھڑوانے کی تگ ودو میں تھی۔ اذلان اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اب گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا اور محرم کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔

ان چاروں کی مسلسل تکرار سے تنگ آ کر وہ دروازہ کھول کر جلتے بھنتے اندر بیٹھ تو گئی مگر سارا غصہ دروازے پر نکالنا نہ بھولی۔ اذلان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب تو یہ گئی کیونکہ بھائی کو اپنی گاڑی بہت عزیز ہے۔"

اپنے نزدیک ہی عفان کی سرگوشی محسوس کرتے سب نے منتظر نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ اذلان ابھی محرم کو ڈانٹنے والا تھا۔

"میری گاڑی کا کوئی قصور نہیں ہے اس میں۔"

اپنے پاس سے اذلان کی پر سکون آواز سن کر وہ اچھل کر دروازے کے ساتھ لگی اور خفت سے چہرہ موڑ لیا۔ان سب نے صدمے کی کیفیت میں اذلان کی جانب دیکھا جس نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

"بھائی دس از ٹوٹلی ان فیئر۔میں ایسے گاڑی بند کروں تو آپ تو میرا سانس ہی بند کر دیں۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا۔

"کیونکہ وہ تم ہو عفان اور یہاں میرے پہلو میں میری بیوی ہے اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہیں اور محرم کو ترازو کے ایک ہی پلڑے میں تولوں گا۔"

اس کے اس طرح حق سے بیوی بولنے پہ محرم کے دل کی دنیا اتھل پتھل ہوئی تھی۔عفان نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور دروازہ کھولتے اندر گھس کر بیٹھ گیا۔اذلان نے سر جھٹکتے مسکراتے ہوئے گاڑی آگے کی جانب بڑھائی تھی۔عفان دانت پیس کر اس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا جو ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔

حافظ آباد سے تھوڑا سا آگے فارم ہاؤس تھا۔زمان صاحب نے جب ابراہیم صاحب کو ان سب کے آنے کی اطلاع دی تھی تو انہوں نے ان لوگوں کو فارم ہاؤس میں رہنے کی پیشکش کی تھی جس پہ پہلے تو وہ لوگ ٹالے لیکن پھر مان گئے۔

راستے میں تقریباً دو سے تین گھنٹے لگتے تھے فارم ہاؤس سے کچھ فاصلے پہ ہی انکی زمینیں اور گاؤں تھا۔اذلان اور محرم آگے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پیچھے پریشے عفان اور معاذ بیٹھے تھے۔باقی سب دوسری گاڑی میں صائم کے ساتھ موجود تھے۔

اذلان گاہے بگاہے اس پہ نظر ڈال رہا تھا جو چہرے پر بچوں سا اشتیاق لیے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنے چہرے پر اذلان کی نظروں کا حصار محسوس کر کے مسلسل پریشان ہو رہی تھی اور شدت سے پیچھے جانا چاہتی تھی تاکہ سکون سے اس سب لمحات کو انجوائے کر سکیں۔ اسی دوران گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ اذلان پریشان ہو کر دیکھنے اترا تو ساتھ میں معاذ اور عفان بھی نکل آئے۔ موقع کا فائدہ اٹھاتے محرم فوراً سے پہلے اٹھ کر پچھے پریشے کے پاس چلی گئی۔ اس حرکت کا ملاحظہ کسی نے کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اذلان نے ضرور کیا تھا اور اس کے اس طرح بھاگنے پہ منہ موڑ کہ بڑی مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔

"کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے بس جھٹکا لگنے سے رک گئی تھی۔"

معاذ گاڑی کا معائنہ کرتے ہوئے بولا لیکن محرم کو پیچھے بیٹھا دیکھ عفان اور معاذ دونوں حیران ہو گئے۔

"کیا ہوا وہاں کیوں چلی گئی۔"

معاذ نے حیرانگی سے اسے مخاطب کیا جبکہ اذلان اب سکون سے گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس نے جان بوجھ کر کیا ہو۔

"وہ آپ آگے بیٹھ جائے میں پریشے کے ساتھ ہوں۔"

محرم نے دانت پیستے ہوئے کہا جیسے ان لوگوں کو کچھ پتہ ہی نہ ہو۔ ایسے معصوم بن رہے تھے اس کے سامنے۔ اس کا دل جل کر راکھ ہو گیا۔ اذلان نے فرنٹ مرر کو سیٹ کرتے اس کی صورت کا بھرپور انداز میں معائنہ کیا تھا۔ معاذ اس کی بات پہ سر ہلاتا ہوا آگے بیٹھ گیا۔ عفان بھی اس کے بیٹھتے ہی واپس اپنی جگہ سنبھال گیا اور وہ لوگ آگے کے سفر پہ روانہ ہو گئے۔

****

گاڑی میں معمول سے ہٹ کر خاموشی چھائی تھی کیونکہ حجاب میڈم تو گاڑی کی پشت سے سر ٹکائے سونے میں مصروف تھیں جبکہ ایان اپنے فون میں کوئی گیم کھیل رہا تھا عزہ اور آیت اس خاموشی سے اکتا گئیں تھیں۔ آیت نے ایک طائرانہ نگاہ سب پہ دوڑائی اور جب اس سے رہا نا گیا تو صائم کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

"صائم بھائی آپ اکیلے جا رہے ہیں کیا۔"

آیت نے بے تکا سا سوال کیا اس کے سوال پر صائم کے ماتھیں پر شکنیں نمودار ہوئیں مطلب وہ ایک بار پھر اسے کھپانے کا انتظام کیے ہوئے تھی۔

"تمھیں یہاں میں اکیلا دکھ رہا ہوں۔"

صائم ہلکا سا مڑ کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ آیت کھسیا کر رہ گئی۔

"افففف صائم بھائی مطلب اتنی خاموشی ہے ہم بور ہو گئے ہیں اور لگ بھی نہیں رہا ہم پکنک پر جا رہے ہیں۔"

آیت منہ بسور کر بولی۔

"تو کیا اب تمھیں یہاں ڈانس کر کے دکھاؤں میں تاکہ آیت بی بی کا موڈ خوشگوار ہو سکے۔"

صائم اس کی بیوقوفی پر دانت پیستے ہوئے بولا مگر آیت پاگلوں کی طرح اس کی بات کا پھر سے کوئی غلط مطلب نکال چکی تھی۔

"ارے واہ آپ کو ڈانس کرنا بھی اتا ہے پھر ہم سب کے ساتھ محرم آپی کی شادی پر ڈانس کرنا ہے آپ نے اور اپنی شادی پر بھی اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ۔"

آیت اشتیاق سے بولتے پھر اس کی شادی کو بیچ میں لے آئی۔ عزہ جو کب سے فرصت سے بیٹھی ان کی نوک جھوک سے لطف اندوز ہو رہی تھی اب کی بار صائم کو مخاطب کرتے بولی کیونکہ آیت نے جن کو چھیڑنے کا پکا ارادہ کیا ہوا تھا اور فلحال ان کی لڑائی وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

"صائم بھائی ایک کام کریں کوئی میوزک لگادیں۔"

اور ساتھ ہی آیت کو آنکھیں دکھاتے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ گانے لگنے کے کچھ دیر تک تو وہ خاموش رہی مگر اپنی عادت کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس سے زیادہ دیر خاموش نہیں رہا گیا تبھی جی کڑا کر دوبارہ بولنا شروع ہو گئی اور وہ سب اب دل ہی دل میں فارم ہاؤس آنے کی دعا کر رہے تھے کیونکہ اس کی فضولیات سن سن کر ان کے کان پکنے کے قریب تھے۔ ان سب کو بے اختیار سوئی ہوئی حجاب پہ رشک آیا تھا۔

****

تمام لڑکیاں مبہوت سی اس شاندار فارم ہاؤس کو دیکھ رہی تھی جو اپنی مثال آپ لگ رہا تھا بڑا سا آنگن جس کے دائیں طرف بڑا سا اصطبل اور ایک طرف سویمنگ پول بھی بنا ہوا تھا جو اس کی شان کو اور زیادہ بڑھا رہا تھا۔ تھوڑا سا آگے جا کر رہائشی عمارت تھی جہاں ان سب نے رہنا تھا۔

"ویسے مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ گاؤں کے آس پاس بھی ایسی جگہیں ہوتی ہے مطلب ہر چیز لاجواب ہے ہے نہ۔"

آیت نے کہتے ہوئے سب کی طرف دیکھتے ان کی تائید چاہی۔ سب نے زور و شور سے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں تو ہورس رائڈنگ بھی کروں گی بہت مزا آئیگا۔"

عزہ اور پریشے کورس میں بولی اور ساتھ ہی تالی مار کر ہنس دی۔

"اور میں رات کے وقت اس جگہ اکیلی آکر بیٹھنا چاہوں گی عجیب سا سکون ہے اس جگہ میں ہر طرف سر سبز گھاس ایک عجیب سی تقویت کا احساس ہو رہا تھا۔"

محرم کھوئے کھوئے لہجے میں گویا ہوئی تو سب نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ابھی فلحال اندر چلیں بعد میں سب کچھ کریں گے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں نیند سے مر جاؤں گی۔"

حجاب بمشکل اپنی نیند سے بوجھل انکھیں کھولتی ہوئی بولی۔ان سب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں چلو اور تم تو بستر پہ گر مر جانا۔"

عزہ جل کر بولی جو سارے راستے بھی سوتی آئی تھی اور اب بھی نیند میں ہی گم تھی۔ حجاب نے ابھی بھی اس کی بات پہ بلکل کان نہیں دھڑے تھے۔اسے بلکل فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ کوئی اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہے اسے بس فلحال اپنی نیند سے غرض تھا۔

"اب تو ایک اچھی سی چائے ہو جائے بہت تھکاوٹ ہو گئی ہے۔"

معاذ نے بھاری لہجے میں بولتے انگڑائی لی جیسے وہ گاڑی میں نہیں بلکہ پیدل چل کے آیا ہو۔اس کی بات پہ سب نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جبکہ عفان نے اس کی بات میں حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"ہاں ساتھ کھانے کو بھی کچھ بہت بھوک بھی لگی ہے۔ چلیں اندر پھر اٹیک کرتے ہیں۔"

ایان ان دونوں کو آنکھ مارتے ہوئے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے چل دیا اذلان اور صائم نفی میں سر ہلاتے ہوئے ان کے پیچھے چل دیے جن کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ان تینوں نے اندر پہنچتے ہی مسکین کی صورت بناتے محرم کی جانب دیکھا تھا۔

"محرم بہنا میری پیاری بہنا۔"

ایان محرم کے پاس بیٹھتا ہوا پیار سے بولا۔

عفان اور معاذ بھی سامنے صوفے پہ بیٹھے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ محرم نے اچھنبے سے ان تینوں کو دیکھا جن کے لہجے سے ہی اسے شک کی بو آئی تھی۔

"مجھ سے کسی کام کی امید مت رکھنا۔"

محرم نے ان کے کچھ کہنے سے قبل ہی ہری جھنڈی دکھانا ضروری سمجھا تھا اب بھلا وہ یہاں بھی کام کرتی۔ ان تینوں کے تو صدمے کے مارے منہ ہی کھل گئے جبکہ لڑکیوں کی بر وقت ہنسی نکل گئی۔ اذلان اور صائم جو ابھی اندر آئے تھے انہوں نے اس کی بات پہ مشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

"بہت اچھی بات آپی کچھ نہیں کرنا آپ نے آئیں آپ ہم فریش ہو جاتے ہیں۔ گھر میں تو یہ شودے بنے ہوتے ہیں یہاں بھی ان کے لیے ہم ہاتھ گھسے۔"

عزہ چیخ کر بولی۔ عفان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ ہم ہاتھ گھسے کیا ہوتا ہے تم نے تو آج تک پانی کا گلاس بھی دینا گوارا نہیں کیا اپنے ہاتھ سے تو کریڈٹ کس چیز کا لے رہی ہو۔"

عفان اس کی فضول گوئی پہ تنک کر بولا۔

"ہاں تو میں اور میری آپی الگ ہیں کیا۔ خیر چلیں آپی وقت کی بہت کمی ہے پھر ہمیں باہر بھی جانا ہے۔"

عزہ کہتے ہی سب کو اشارہ کر کے اوپر زینوں کی جانب بڑھ گئی تو وہ سب بھی شانے اچکاتی اس کے پیچھے چل دی محرم جوان کے عقب میں ہی جانا چاہتی تھی ان کی بسوری شکل دیکھ اس سے مزید برداشت نا ہوا تو بول پڑی۔

"لا رہی ہوں میں چائے۔"

محرم کی بات پر ان سب کی باچھیں کھل گئی۔

"بس مجھے پتہ تھا کہ یہ ہونے والا ہے۔"

صائم ہنستے ہوئے اذلان سے گویا ہوا تو اذلان بھی کچھ سوچ کر ہولے سے مسکرا دیا۔

"چلو ہم بھی فریش ہو لیں۔"

صائم اسے کہتا ہوا کمرے کی طرف چل دیا۔

تقریباً گھنٹے بعد ہی وہ سب فریش ہو کر کچے راستے پر مستیاں کرتے جا رہے تھے آس پاس سے گزرتے گاؤں کے لوگ ان شہری لوگوں کو کھلکھلاتے دیکھ رہے تھے جو ہر چیز کو اشتیاق سے دیکھ رہے تھے۔ آیت کے سوالوں کا سلسلہ شروع تھا جس کا زیادہ تر جواب ابراہیم صاحب کا بیٹا دے رہا تھا جو تھوڑی دیر پہلے ان لوگوں کو گھمانے یہاں لایا تھا۔ اسے یہاں سب راستوں کا بخوبی علم تھا کیونکہ وہ یہاں کا رہائشی تھا۔ سب سے زیادہ مزہ انہیں یہاں کی تر و تازہ ہواؤں سے محسوس ہو رہا تھا جو ان سب کی روح کو معطر کر رہی تھی۔ ہواؤں کے زور سے لہلہاتے پتے پھولوں کی

مہک ان کے اعصابوں پہ گہرا اثر چھوڑ رہی تھی۔اس کی مسلسل چلتی زبان سے اور کوئی تنگ ہو یا نہ ہو صائم ضرور تنگ آگیا تھا۔دس منٹ تک وہ لوگ ان لوگوں کی زمینوں تک پہنچ چکے تھے۔

"بھائی وہاں چلیں ٹیوب ویل کے پاس۔"

حجاب صائم کے پاس آکر منت کرنے والے انداز میں بولی۔اس سے پہلے کے صائم کچھ بولتا معاذ بول پڑا۔

"آؤ میں لے چلتا ہوں تم سب کو۔"

معاذ ان کو اپنے تقلید میں آنے کا اشارہ کرتے آگے کی طرف چل پڑا تو باقی سب بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔

اب وہاں صرف اذلان اور صائم رہ گئے تھے جو ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں شاید یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔"

صائم بے چاری شکل بنا کر بولا اور ایک طائرانہ سب پہ ڈالی جہاں سب سکون سے اپنی کھلکھلاہٹوں میں مصروف تھے

"I was also thinking the same"۔

اذلان نے بھی اس کی بات سے پورا اتفاق کیا تو وہ دونوں ابراہیم صاحب کے بیٹے کے ساتھ گھوڑوں کے اصطبل کی طرف چل دیے جہاں مختلف نسلوں کے گھوڑے موجود تھے۔اذلان نے بے ساختہ ان میں سے ایک بھورے رنگ کے گھوڑے کی پشت تھپتھپائی تھی۔صائم بھی اب ان سے اس متعلق بات چیت کرنے میں مصروف تھا۔

باقی سب پانی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے معاذ موقع دیکھتے ہ فوراپریشے کے پاس پہنچا تھا اسے تو ویسے بھی کسی موقعے کی تلاش تھی۔

"کیسا ٹرپ ہے جس میں ایک حسین دوشیزہ کے ہوتے ہوئے بھی ہم مارے مارے پھر رہے ہیں۔"

معاذ مصنوعی آہ بڑھتے ہوئے بولا۔ پریشے نے تنقیدی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو آپ نہ پھرے مارے مارے وہ دیکھیں اتنی لڑکیاں ہے ان کے ساتھ اپنی فلاسفیاں جھاڑے امید ہے کہ وہ آپ کو ناامید نہیں لٹائے گی۔"

پریشے اس کی آہوں کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولی۔ معاذ کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اچھا چھوڑو میں کیا سوچ رہا ہوں ہم اپنے ہنی مون پہ کہاں جائیں گے وہ کیا ہے نہ پہلے ہی پلیننگ کر لینی چاہیے۔"

معاذ اس کے جواب پہ بدمزہ ہوتا ہوا اس کو تنگ کرنے کی خاطر بولا۔ معاذ ہو اور پریشے کو تنگ نہ کریں ایسا ہو نہیں سکتا تھا جبکہ معاذ کی اس طرح بولنے پر پریشے کا رنگ سرخ پڑا اس کی بے ہودہ گفتگو پہ۔

"آپ میرے ساتھ زیادہ فری نہ ہوا کریں۔"

پریشے اس کی نظروں سے خائف ہوتے اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے بولی جسے جہاں موقع ملتا تھا وہی شروع ہو جایا کرتا تھا۔

"ظالم لڑکی تم فری ہونے کب دیتی ہو۔"

معاذ ایک طرف سے گلاب کا پھول توڑتے اس کی جانب بڑھاتے ہوئے دلفریب لہجے میں بولا۔ پریشے نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ اسے تھام لیا اور ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے وہاں سے آگے کی طرف بڑھ گئی۔ معاذ دلکش مسکراہٹ سمیت اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مدھم سا ہنسا۔ ابھی معاذ انہی سوچوں میں گم تھا کہ پیچھے سے آنے والی شوخ آواز پہ اس کی سمت متوجہ ہوا جہاں عزہ اور عفان کھڑے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"ہو گیا کام عزہ۔"

عفان اس کے ہاتھ سے کیمرہ لیتا ہوا مزے سے بولا۔

"بلکل ایسا کوئی کام ہو اور میں پیچھے رہ جاؤ۔ قطعی نہیں۔"

عزہ فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولی اور کیمرے میں ان تمام تصویروں کو دیکھا جو ان دونوں نے کھینچی تھی۔

"کیا کیا اب تم دونوں نے۔"

معاذ دانت پیستے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"زیادہ کچھ نہیں بس جو یہاں پہ سین چل رہا تھا اسے محفوظ کر لیا ہے اپنے اس قیمتی کیمرے میں تاکہ اس سے سب لطف اندوز ہو سکیں صرف آپ کیوں لطف اٹھائیں اس موقع سے۔ موقع سے فائدہ اٹھانا ہمیں بھی آتا ہے باس۔"

وہ دل جلانے والے مسکراہٹ سمیت بولا۔ان دونوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں واضح شرارت ناچ رہی تھی۔

"کیا معاذ بھائی بندے نے بات کرنی ہو تو ایک جانب لے جا کر کریں یوں کھلے عام فلرٹ کون کرتا ہے۔"

عزہ آنکھوں میں شرارت لیے بولی۔

"بس ایک بار شادی آ جائے تمہاری عفان سارے بدلے گن گن کر لوں گا پچھتائے گا تو یہ سب کرنے پر اور اگر میں نے یہ سب نا کیا تو میرا نام بدل جائے منحوس انسان۔"

معاذ منہ پہ ہاتھ پھیرتا ہوا تنبیہی لہجے میں بولا۔

اس کی بات سونے پہ سہاگہ اس پہ اس کا انداز عزہ اور عفان دونوں کھلکھلا کر ہنس دیے۔

"میرا کوئی قصور نہیں ہے اس سب میں میں جا رہی ہوں یہ سب اس کا کیا دھرا ہے۔"

عزہ نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا مبادہ وہ بھی اس سب میں نا الجھ جائے۔

اس کے جانے کے بعد معاذ اب عفان پہ بڑے ہونے کا رعب جھاڑنے میں مصروف تھا مگر وہ عفان ہی کیا جو اذلان کے سوا کسی کی سن لے تبھی اس کی ساری بکواس ایک کان سے سنتے سکون سے دوسرے کان سے نکال رہا تھا۔

****

صائم نے ابراہیم صاحب کے بیٹے منیب کے کہنے پر ان سب کو دوپہر کا کھانے کیلیے آواز دی اور خود اذلان کے ساتھ اندر کی طرف چل دیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ تھوڑا ریسٹ کرنے اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔

چونکہ اس محل نما جگہ میں دس کمرے تھے تو تمام لڑکیوں نے اوپر والے پورشن میں رہنے کو ترجیح دی تھی جبکہ لڑکے تمام نیچے ہی ٹھہرے تھے۔ تقریباً شام کے چھ بجے منیب انہیں ان کا اصطبل دکھانے لایا تھا جہاں سات اعلیٰ نسل کے گھوڑے تھے جو کہ انتہائی خوبصورت اور تگڑے تھے۔

"چلو ہو جاؤ تم سب شروع رائیڈنگ کرنا۔"

محرم ان سب کو دیکھ کر ہنستے ہوئے بولی کیونکہ اس کے علاوہ وہاں سب کو ہی رائیڈنگ کا شوق تھا جن پہ انہوں نے ذور و شور سے عمل کرنے کا سوچا تھا۔

"آپ نہیں کرو گی کیا۔"

صائم اسے دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔ محرم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو جان بوجھ کر اسے چھیڑ رہا تھا سب جانتے بوجھتے۔

"بھائی اب کیا آپ مجھے تنگ کریں گے۔"

محرم ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ازلان نے پر شوق نگاہوں سے اس کا پھولا ہوا چہرہ دیکھا تھا اور زیرِ لب مسکراتے اپنا رخ ازلان کی جانب کیا جو نا سمجھی سے ان دونوں کی باتوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"ازلان تمہیں پتہ ہے محرم کو ہورس رائیڈ نگ سے ڈر لگتا ہے وہ نہ بچپن میں اس کا وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے نیچے پھینک دیا تھا۔"

صائم ہنستے ہوئے اسے بتا رہا تھا جبکہ محرم لال بھبھوکا چہرہ لیے غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

محرم کا چہرہ دیکھ کر ازلان بہت مشکلوں سے مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔اور ازلان کو ہنستا دیکھ محرم کو آگ ہی لگ گئی۔مطلب اب وہ بھی اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"بھائی آپ بہت جھوٹے ہیں میرا تو کوئی وزن زیادہ نہیں تھا البتہ ماما بتاتی ہے کہ آپ نہیں اٹھائے جاتے تھے۔"

اس نے صائم سے زیادہ ازلان کو واضح کرنا ضروری سمجھا لیکن دیکھ وہ صائم کو ہی رہی تھی۔

"لو بھئی یہ تمہیں بتا رہی ہے میں تو جانتا تھا۔"

صائم نے پھر تیلی لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اب کی بار ازلان اب اپنا قہقہہ ضبط نہ کر سکا اور اس کا بلند بانگ قہقہہ اصطبل کی فضا میں گونجا۔محرم اس کو مسلسل ہنستا دیکھ غصے سے واک آؤٹ کر گئی۔باقی سب جو ان کی نوک جوک سے محفوظ ہو رہے تھے کھل کر ہنس دیے۔باقی لڑکیوں نے تو رائیڈ نگ کا شور مچا دیا۔

"نہ بیٹھو تم اس کے اوپر بہنا کہیں گھوڑے کا کچومر نہ نکل جائے۔"

عفان آیت کو تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"ہائے اللہ اتنی سمارٹ سی تو ہوں میں کیا گھوڑے میں ہوا بھری ہوئی ہے جو کچل جائے گا۔"

آیت گھوڑے کا تفصیل سے معائنہ کرتے ہوئے بولی کہ کہی اس میں کوئی کھوٹ تو نہیں

"وہ دیکھو وہ بھینس نظر آ رہی ہے۔"

عفان نے اس کی توجہ دور کھڑی بھینس کی طرف مبذول کرائی تو آیت نے ہاں میں سر ہلایا اور چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ تم سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔"

وہ چڑانے والے انداز میں بولا۔اس کی بات پہ اب کی بار آیت نے روہانسی ہو کر اپنا پتہ پھینکا مطلب اذلان کی طرف دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہی ہوا جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا۔

"عفان۔"

اذلان کی کڑک آواز فضا میں گونجی تو عفان ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا آیا کہ یہاں اذلان بھی موجود ہے۔

"بھائی پلیز کم از کم آج تو نہیں۔"

عفان ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا بولا تو سب اس کی کیفیت پہ ہنس دیے۔

"تم منانے نہیں گئے ابھی تک۔"

اذلان صائم کو غصے سے آنکھیں دکھاتا ہوا بولا۔

"میں کیوں جاؤں گا ہنسے تم تھے محرم پہ اوپر جاؤ اب اور اپنی بیوی کو منا کر لے آؤ۔"

صائم بھنویں اچکاتا ہوا مزے سے سارا الزام اس کے سر پہ دھر چکا تھا۔ وہ کافی دیر سے اذلان کی نظریں اندر محسوس کر رہا تھا جہاں سے محرم گئی تھی تبھی صائم نے ان دونوں کی بھی ایک ملاقات کرانے کا سوچا اب اسے موقع بھی مل گیا تھا تو کیونکر وہ پیچھے رہتا۔

محرم سے ملنا تو اذلان بھی چاہتا تھا لیکن ایک بھائی سے کیسے یہ بات کریں اسی بدولت اسے ایک جھجھک آ رہی تھی لیکن اب صائم کے کہنے پر اس سے رہا نہ گیا تو وہ ہمت کرتے مضبوط قدم اٹھاتا اندر کی طرف چل دیا۔ اس کے جاتے ہی صائم بھی ان سب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ غصے میں اندر آ تو گئی تھی مگر اب اسے اپنی بے اختیاری پہ افسوس ہو رہا تھا بھلا کیا ضرورت تھی اذلان کے سامنے ایسی حرکت کرنے کی۔ وہ کچن میں کرسی پہ بیٹھ کر پانی پینے میں مصروف تھی قدموں کی آہٹ پر اس کی سمت متوجہ ہوئی۔ اس کی گردن تفاخر سے اکڑی تھی۔ وہ جان چکی تھی کہ صائم اسے منانے آ چکا ہے تو وہ اسے نخرے دکھانے کے فل موڈ میں تھی مگر چند لمحے تک عقب سے کوئی آواز نا ابھری تو کسی کا احساس اپنے پیچھے محسوس کر کے وہ جیسے ہی پلٹی تو اذلان کو اپنے پیچھے دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ آنکھوں کی پتلیاں حیرت کے مارے پھیل گئی لیکن جلد ہی وہ اپنے اوپر قابو پاتے اس سے پہلے وہاں سے نکلتی عین اسی وقت اس کی مومی کلائی اذلان کی مضبوط گرفت میں مقید تھی۔ محرم نے گھبرا کر ایک نظر اس کی گرفت میں موجود اپنی کلائی کو دیکھا اور ایک نگاہ اس کی آنکھوں میں جس میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔

"ارے منانے آیا ہوں منانے کا موقع تو دیں۔"

اذلان اسے اپنے قریب کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔ محرم کے اوسان خطا ہو گئے۔

"ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ استوار نہیں ہے کہ میں آپ سے ناراض ہوں اور آپ مجھے منائیے۔"

محرم اپنے لہجے میں تلخی سموئے بولی۔ اذلان جانتا تھا کہ وہ ان حالات کی وجہ سے تلخ ہوئی ہے اسلیے نرمی سے بولا۔

"رشتہ تو بہت گہرا ہے اگر آپ سمجھے تو۔"

اس نے ٹھوڑی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے نزدیک کیا کیا۔ محرم کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی۔

"مجھے جانے دیں پلیز۔"

محرم ہولے سے منمنائی۔ ساری اکڑ پھس ہو چکی تھی۔ اذلان نے اس کے پیشانی پہ ہولے سے چپت لگائی تھی جو ابھی اس پہ کیسے رعب ڈالنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی اور اب کیسے ہوا نکل چکی تھی معاً کسی خیال کے تحت اس نے گہرا سانس بھرا۔

"اچھا ایک منٹ رکیں یہی۔ میں ابھی آیا۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ ایک لمحے کیلیے محرم کا جی چاہا کہ باہر چلی جائے مگر پھر ناجانے کس احساس کے تحت اس کے قدم وہی زمین پہ ہی جم گئے تھے۔ وہ بے اختیاری کی کیفیت میں ناچاہتے ہوئے بھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی کچن میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کانچ کی سادہ سی چوڑیاں تھی۔ محرم کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔

"مجھے کوئی خاص اندازہ نہیں تھا سائز کا نہ میں نے کبھی لڑکیوں کی شاپنگ کی ہے لیکن یہ آپ کے لیے اچھی لگی تھی تو لے لی۔"

ازلان سادگی سے بولتے محبت سے آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ میں وہ کانچ کی چوڑیاں پہنا رہا تھا جبکہ محرم اس کی اتنی خوشی دیکھ کر ساکت تھی کہ کیسے ایک زبردستی کے نکاح میں کوئی ایسے خوش ہو سکتا ہے کہ اس کیلیے تحفے تحائف خریدتا پھرے۔اس نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جہاں ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔

"پہلے اتنی اچھی نہیں تھی لیکن اب بہت اچھی لگ رہی ہے۔"

ازلان اسے اپنے حصار میں لیتے اسکی کلائی پہ ہولے سے انگلیاں پھیرتا ہوا محبت سے پر لہجے میں بولا۔محرم کے وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا۔اس کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی اس کی نرم مزاجی پہ۔

"شاہ۔"

وہ اپنی کلائی اس کی گرفت سے آزاد کرانے کے چکروں میں مچلتی ہوئی بولی۔

"اہمم۔شاہ ساؤنڈز نائز۔بہت اچھا لگا مجھے آپ کے منہ سے اپنے لیے یہ سن کر آج سے ابھی سے آپ مجھے یہی بلائیں گی اور ہمیشہ یہی بلاتی رہیں گی یہ میرا حکم ہے۔"

ازلان اس کی حالت کی پیشِ نظر اس کی کلائی کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا اور اسے ایک نظر دیکھتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔پیچھے وہ منہ پہ ہاتھ پھیرتے اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔ازلان تیز تیز قدموں سے چلتا باہر پہنچا تو عزہ اس کے سر ہو گئی۔اس کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔گزرے واقع کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"ازلان بھائی آپ کہاں گئے تھے کیا آپ کو نہیں کرنی تھی رائڈنگ۔"

اسے دور سے آتا دیکھ عزہ اشتیاق سے بولی اور ساتھ ہی اسے گھوڑے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"نہیں گڑیا آپ کرو مجھے زیادہ شوق نہیں ہے۔"

اذلان اسے سرسری سا جواب دے کر صائم کے پاس چلا گیا تاکہ اسے کمرے میں جانے کا بتا سکے۔ صد شکر تھا کہ صائم کے علاوہ سب انجان تھے اس کی محرم سے ملاقات کے بارے میں۔

"میں کمرے میں جا رہا ہوں۔"

اذلان اسے کہتے ہوئے وہاں سے جانے لگا مگر صائم کی آواز پہ رکا اور گردن اس کی جانب موڑی۔

"یار رک نہ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔"

"نہیں بس سب چلیں مغرب کی نماز کا وقت بھی ہونے والا ہے تو یہ سب مناسب نہیں ہے۔"

اذلان اسے تاکید کرتے ہوئے اندر کی طرف چلا گیا۔ صائم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"بھائی آپ ایسا کریں کہ اندر جائیں آپ سب کافی وقت بھی ہو گیا ہے آسمان پہ اندھیرا چھا گیا ہے۔ میں ان سب کو باندھ کر آتا ہوں۔"

منیب صائم کو کہتا ہوا اندر اصطبل کی طرف بڑھ گیا تاکہ گھوڑوں کو باندھ سکے۔ وہ لوگ بھی اذلان کے پیچھے اندر چلیں آئے۔

"ہم لوگ نہ اب لڈو کھیلتے ہیں مزہ آئے گا۔"

آیت اندر آتے ساتھ جوش سے بولی ساتھ باقی لڑکیوں سے بھی تائید چاہی۔

"تم تھکتی نہیں ہو کبھی کچھ تو کبھی کچھ۔"

باقی سب تھکے ہارے لاؤنج میں بیٹھے تھے اب سب کا ارادہ تھوڑا سا آرام کرنے کا تھا پھر رات کے وقت انہوں نے گھر کو نکلنا تھا۔ ابھی انہیں یوں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ منیب کا ایک ملازم بھاگتے ہوئے آیا اور اسے کسی چیز کی اطلاع دی تو اس کے چہرے پہ پریشانی کے تاثرات ابھرے۔ اس نے چونک کر صائم اور اذلان کو اپنے پاس بلایا اور سارے معاملے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے اسی چیز سے اکتفا کیا کہ رات یہی گزار لی جائے ورنہ کام بگڑ سکتا تھا اور ان کے ساتھ تو لڑکیاں بھی تھی۔

"ان لوگوں کو اندھیرے کا ہی کہتے ہیں کہ سفر کرنا نہیں ٹھیک تا کہ کوئی پریشان نہ ہو۔"

اذلان نے صائم کو تاکید کی تو اس نے اذلان کی تائید میں سر ہلایا۔ صائم تو منیب کے ساتھ کسی سلسلے میں باہر چلا گیا جبکہ اذلان نے جوں ہی اندر جا کر اس بارے میں بات کی تو باقی سب تو اس کی بات پہ ہی خوش ہو گئے جبکہ صاف پریشانی محرم کے چہرے سے عیاں تھی کیونکہ وہ ایک اور دن اذلان کے ساتھ نہیں گزارنا چاہتی تھی جس کی نظریں مسلسل اسے پریشان کرتی تھی۔ اسے یہ کام بے تحاشہ مشکل لگ رہا تھا۔

"ان سے بولو مجھے گھر جانا ہے لیکن میرا نام مت لینا۔"

محرم عزہ کے کان میں گھستے ہوئے منمنائی مگر عفان کے تیز کانوں سے یہ بات مخفی نہ رہ گئی تبھی گلہ کھنکھارتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔

"اپنے ان سے خود ہی کہہ دیں آپ۔"

عفان محرم کی طرف دیکھتے ہوئے بائیں آنکھ دباتے ہوئے مسخرے پن سے بولا۔ محرم نے مشتعل انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"تم تو چپ ہی رہو۔"

محرم اس کے بازو میں چٹکی کاٹتے ہوئے بولی تو وہ آہ بھر کر رہ گیا۔ محرم سر جھٹک گئی۔

"آپی ریلیکس رہے ہم سب ساتھ ہی ہے۔"

محرم اس کی بات سن کر کچھ حد تک تسلی ہوتے ہی مسکرادی جبکہ دل اندر ہی اندر سے ہولائے جارہا تھا نا جانے کس خیال کے تحت۔

****

رات کے وقت سے کھانے سے فراغت حاصل کرتے ہی سب اپنے کمروں میں جانے کی تیاری میں تھے تبھی حجاب ان سب سے مخاطب ہوئی۔

"بھئی بوریت ہو رہی ہے کچھ کرتے ہے نا۔"

حجاب پاپ کارن منہ میں ڈالتی ہوئے لاپرواہ انداز میں بولی۔

"سارہ دن کھانے اور سونے کے علاوہ کام ہی کیا ہے تمھارا اور پھر کہتی ہو بور ہو رہی ہوں۔ ابھی بھی کھائی جارہی ہو دو یہاں۔"

ایان اس کے کھانے اور سونے پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔

"تو تمھیں کیا تکلیف ہے اور یہ میرے ہیں جاؤ دوسرے بناؤ اپنے لئے۔"

حجاب نے اسے صاف ہری جھنڈی دکھاتے کچن کا راستہ بتایا تو ایان منہ بسور کر رہ گیا۔

"اچھا اب لڑنا بند کرو دونوں۔"

ان کی لڑائی شروع ہوتے دیکھ عزہ پہلے ہی بول اٹھی مبادہ ایک دوسرے کی جان ہی نا لے لیں۔

"ہم کہاں لڑ رہے بات کر رہے تھے اور کیا آپ لوگ بور نہیں ہو رہے چلو نا کچھ کھیلتے ہیں۔"

حجاب نے اس کی بات کی تصحیح کرتے فوراً پوچھا اس کو تو بہانہ مل گیا تھا۔

"نہیں بھئی ہم سب بہت تھک گئے ہیں تم ہی یہ اپنا کھیل دیکھو سارے راستے سونے کے بعد آکر بھی سو گئی تھی اب تو نیند غائب ہی ہونی ہے نا۔"

ایان نے ایک بار پھر سے اس کے سونے پر چوٹ کی۔

"تو تم چلے جاو سونے۔"

حجاب نے منہ بسورتے جواب دیا۔ان کی دوبارہ نوک جھوک شروع ہوتے دیکھ سب نے ماتھا پیٹ لیا۔

"ہاں بھئی میں جا رہا ہوں اور آپ سب بھی آجائیں یہ آج چڑیلوں کے ساتھ پارٹی کرے گی۔"

ایان نے سب کو متوجہ کرتے آخر میں شرارت سے کہا۔

"ہاں ہاں چلو ویسے بھی بہت نیند آ رہی ہے۔"

عفان بھی اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا جو کب سے ان کی باتیں سنتے اونگھ رہا تھا۔

"ہاں تم تو جیسے مہینوں سے نہیں سوئے آج کے لئے آئے ہیں اور تم لوگوں کی نیندیں نہیں ختم ہو رہی۔"

اب کے عزہ نے اس پہ طنز کے تیر نچھاور کرنا ضروری سمجھا۔

"تو بھئی آج آئے ہیں تب بھی آج ہی اتنا گھوم لئے نا اب ریسٹ کرتے ہیں باقی کل بھی تھوڑا سا گھومنا ہے اور پھر واپسی بھی ہے کل۔ایسے تو بیمار پڑ جائیں گے۔"

معاذ نے عفان کی بات سے اتفاق کیا تو عزہ اسے گھور کر رہ گئی جو پل میں اس کے ساتھ تو پل میں اس کے ساتھ ہوتا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے چلو ابھی سب سو جاتے ہیں ویسے بھی رات ہو گئی ہے۔ صبح بھی تم لوگوں کو چین نہیں آنا۔"

محرم سختی سے ان سب سے بولتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں خالی لاؤنج ان منہ چڑھا رہا تھا کیونکہ وہاں کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کیلیے جا چکے تھے حجاب عزہ اور آیت ایک ہی کمرے میں تھی ابھی وہ لوگ لیٹنے ہی لگے تھے اسی دوران آیت نے پانی پینے کیلیے جگ اٹھایا ہی تھا کہ خالی دیکھ کر منہ بنا کر رہ گئی۔

"پانی ہی ختم ہے اب کچن سے لانا پڑے گا۔"

آیت منہ بناتے ہوئے بولی۔ ابھی تو اوپر آئے تھے اب دوبارہ نیچے بھلا کون جاتا

"ہاں تو لے آؤ نہ بھاگ کر۔"

حجاب اسے مفت کا مشورہ دیتے جلدی سے بستر میں گھستے ہوئے بولی مبادہ وہ اسے ہی نا بھیج دے۔ آیت ان دونوں کی شکلیں بستر میں گم ہوتی دیکھتے ہوئے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے کمرے سے باہر کی طرف چل دی تاکہ خود ہی پانی لا سکے۔ سونے سے قبل دو تین گلاس پانی کے وہ ایسے ہی پی جاتی تھی۔ کچن سے پانی لینے کے بعد جیسے ہی سیڑھیاں چڑھنے لگی تو اسے وہ لڑکا نظر آیا جو منیب کے ساتھ ہی گھوم رہا تھا جو اسی کی طرف آ رہا تھا لیکن وہ پھر بھی نظر انداز کیے اوپر جانے لگی کیونکہ اس کا اس لڑکے سے کوئی کام نہیں تھا۔ اسے شدت سے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا۔

"آپ کو صاحب وہاں بلا رہے ہیں۔"

اس نے آکر آیت کو اطلاع دی تو آیت نے اچھنبے سے اسے دیکھا اور ایک نگاہ اس جانب دوڑائی جہاں فقط تاریکی نے اپنا ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔

"مجھے کون بلا رہا ہو گا اس وقت اور کہاں بلا رہا ہے۔"

آیت بڑبڑانے والے انداز میں بولی مگر اس کی آواز مقابل کی زیرک سماعتوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔

"وہ جو آپ کے بھائی آئے ہیں شائد آپ کے ساتھ اور وہاں جو سٹور ہے اس طرف۔"

وہ اسے بتا کر وہاں سے چلا گیا تو وہ بھی کندھے اچکا کر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہی اس جانب چل دی۔

"لیکن اس جانب تو صائم بھائی کا کمرہ ہے۔ایان تم ہو کیا یہاں۔"

آیت اسے آواز دیتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی لیکن جواب ندارد۔دل ہی دل میں ناجانے کیوں ڈر بھی لگ رہا تھا کیونکہ یہ فارم ہاؤس اسے کسی ہارر مووی کا کھنڈر محسوس ہو رہا تھا فالوقت۔

"اس نے کوئی بدتمیزی یا چالاکی ہی کرنی ہو گی مجھے پورا یقین ہے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے سٹور میں داخل ہوئی لیکن پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز پہ گھبرا کر اس نے جوں ہی پیچھے دیکھا تو جس شخص پہ اس کی نظر پڑی وہ اس کی روح فنا کرنے کو ہی کافی تھی۔ جسم خوف کے مارے پیلا پڑ گیا۔ہاتھ پیر باقاعدہ ٹھنڈے پڑ گئے۔اس کا سر ناجانے کس سوچ کے تحت بری طرح نفی میں ہلا تھا۔

****

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں اور دروازہ کیوں بند کیا آپ نے۔کھولیں اسے مجھے ایان کے پاس جانا ہے۔"

آیت مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔ وہ اس کے سامنے بلکل بھی گھبرانا نہیں چاہتی تھی تاکہ وہ موقع کا فائدہ نا اٹھا سکے۔ اس کی بات پہ وہ ہولے سے ہنس دیا تھا۔ آیت کو سراسر اپنی توہین محسوس ہوئی تھی۔

"ارے وہ ہم ہی تو ہیں جس نے آپ کو یہاں بلایا ہے۔ کوئی ایان نہیں ہے یہاں۔"

وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے بولا۔ آیت کے پور پور میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ سانس سینے میں ہی کہی اٹک گیا۔ وہ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگنے لگی کہ عین اسی وقت اس نے آیت کا راستہ روک لیا وہ بری طرح گھبراتے سختی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"ارے ارے ایسے کیسے جانے دوں آپ جیسی حسین بلکل کو ہمیں بھی تو اپنی مہمان نوازی کا موقع دیں یقین مانیں کوئی کسر نہیں رہنے دیں گے۔ بھرپور انداز میں مہمان نوازی کریں گے۔"

وہ اس کو غلیظ نظروں سے دیکھتے اس کی طرف بڑھا تھا۔ آیت کا دل دھک سے رہ گیا۔

****

"کیا ہوا لیٹ کیوں نہیں رہے۔"

اذلان اسے مسلسل کمرے میں چکر کاٹتے دیکھ کر نا سمجھی سے بولا۔ صائم نے اپنے سر کے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں لیٹنے لگا ہوں بس طبیعت کچھ عجیب سی ہو رہی ہے۔"

صائم نے بمشکل مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی۔ اذلان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

"تم ایسا کرو لیٹو میں ذرا باہر ٹھنڈی ہوا میں چکر لگا کے آیا۔ دل بہت گھبرا رہا ہے میرا۔ ایسے سویا بھی نہیں جائے گا۔"

صائم اسے تاکید کرتا خود کمرے سے باہر نکل گیا۔

ٹھنڈی ہوا میں تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد جیسے ہی وہ واپس اندر کی جانب بڑھا سٹور روم سے آنے والی عجیب و غریب آواز کی سمت متوجہ ہوا جہاں سے مسلسل کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھی جیسے کوئی چیزیں پھینک رہا ہو۔ کچھ لمحے وہ آواز تھمی تھی۔ صائم اپنا وہم سمجھتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھا لیکن ایک بار پھر کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ اس کا دل کسی غیر معمولی احساس کے تحت زور و شور سے دھڑکا تھا۔ اتنی دیر میں وہی ملازم وہاں سے گزرا تو صائم نے اس سے اندر سے آنے والی آواز کے متعلق پوچھا۔ صائم کو دیکھ کر اس کی روح فنا ہو گئی اور اس کے چہرے کا رنگ اڑنا اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"اگر ان کو پتہ چل گیا تو نہیں صاحب جی ہمیں نہیں پتہ کچھ۔"

وہ ہکلا کر بولتا وہاں سے بھاگنے کے انداز میں نکلا تھا مبادہ اس سب میں وہ نا مارا جائے اور جو پیسے اسے ملے ہیں اس کام کیلیے وہ بھی ہتھیائے جاتے۔

"میں لگتا ہے زیادہ ہی سوچ رہا ہوں۔"

صائم اپنا سر مسلتے ہوئے کمرے کی سمت چل دیا۔ اس نے تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ بھلا یہاں کیا ہو سکتا تھا تبھی سر جھٹکتے ہوئے زینوں کی جانب بڑھ گیا مگر جاتے جاتے بھی وہ مڑ کر ایک طائرانہ نگاہ پورے لاؤنج میں ڈالنا نہیں بھولا تھا جہاں چاروں اطراف میں فقط سناٹے کا راج تھا۔ نا جانے کیوں اس سناٹے کو دیکھ اس کا دل ہولا یا تھا۔

****

"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں پلیز مجھے جانے دیں۔"

آیت اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ وہ اس کی بات پہ تمسخرانہ انداز میں ہنس دیا۔ آیت نے سختی سے ڈوپٹے کو اطراف میں اچھے سے لپیٹا تھا تا کہ وہ اس غلیظ انسان کی واہیات نگاہوں سے خود کو محفوظ رکھ سکے

"اوہو تو اب جانیں گے نہ مجھے تو تم جیسی لڑکیاں بہت اچھی لگتی ہے بس موقع کی تلاش میں تھا اتنی پلیننگ کی ہے اس چیز کیلیے۔ اب جب وہ چیز میری نگاہوں کے سامنے ہے تو پھر کیسے فراموش کردوں۔"

منیب سب کچھ سوچتے ہوئے شیطانیت سے ہنس دیا۔ کیسے اس نے اپنے ملازم کو پیسے دے کر اپنے ساتھ ملایا اور راستے بند ہونے کا بہانہ بنایا پھر یہاں ایک اور رات ٹھہرنا۔

"ویسے یہ سارا کام اتنا مشکل نہیں تھا میرے لیے۔"

وہ خباثت سے قہقہہ لگاتا ہوا بولا۔ ساری بات سن کر آیت کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

"گاڑی تیار رکھنا۔"

وہ فون پر کسی کو ہدایت دیتے دے رہا تھا۔ آیت اسے فون پہ مصروف دیکھ کسی نتیجے پہ پہنچتے کر اس کی بے دھیانی سے فائدہ اٹھاتے دروازے کی سمت بھاگی۔

"بھاگتی کہاں ہے تو سال **"

وہ پیچھے سے اس کے بال مٹھی میں جکڑتے دھاڑا تھا۔ آیت کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی تھی۔

"آہ! ایان مجھے بچاؤ۔"

وہ درد کی شدت سے سن پڑتی چلاتے ہوئے بولی۔اس کی پکڑ ہی اس قدر شدید تھی کہ آیت کو اپنے سر کے بالوں جڑوں سے ٹوٹتے محسوس ہوئے۔

"یہاں نہیں کوئی آسکتا سارے آرام سے سو چکے ہیں اس کمرے سے باہر آواز نہیں جاتی کہی۔آج بس تو اور میں ہونگے۔"

وہ ہنستے ہوئے مزے سے بولا۔

"ایان"

وہ زور سے چیختے ہوئے بولی بولی۔منیب نے عین اسی وقت اسے دھکا دیا تو وہ ایکدم پیچھے رکھے میز کے ساتھ لگی تھی لیکن اسے اس وقت اپنی کسی درد کی پرواہ نہیں تھی اسے صرف اپنی عزت عزیز تھی۔کمر میں اٹھ رہی ٹیسوں کو برداشت کرتے وہ آنکھیں میچ گئی۔اس سے انجان کہ جہاں وہ کھڑی ہے وہاں سے بھی زینوں سے نیچے کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔

"صائم بھائی۔"

اس کی خوف میں ڈوبی ہوئی آواز پورے فارم ہاؤس کو لرزا کر رکھ گئی۔صائم جو زینے چڑھتے اپنے کمرے کی سمت جارہا تھا فوراً حیران ہوتے ہوئے آنے والی آواز کی طرف بھاگا۔

"یہ تو آیت کی آواز ہے وہ پاگل لڑکی یہاں کیا کر رہی ہے۔

وہ دروازے کو زور سے دھکا لگاتے ہوئے خود سے بولا تھا۔ مگر دروازہ شاید اندر سے ہی لاک تھا۔ دو تین منٹ کی ان تھک محنت کے بعد اگلے ہی لمحے دروازہ دھاڑ سے کھلا اور جو منظر اسے دیکھنے کو ملا اس نے صائم کے جسم میں آگ بھر دی تھی۔ وہ فق چہرے سمیت اس منظر کو تک رہا تھا جہاں منیب خباثت سے ہنستا اس کا ڈوپٹہ کھینچے جا رہا تھا۔ صائم کے تن بدن میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔ جبکہ صائم کو دروازے پہ ایستادہ دیکھ کر آیت کی آنکھوں میں اور زیادہ آنسو بھر آئے مگر آواز ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ وہ دانتوں کو سختی سے پیستے ہوئے آگے بڑھا اور منیب کا منہ اپنی طرف کر کے ایک زوردار مکہ اس کے منہ پہ جڑا تھا اگلے ہی لمحے منیب اس کے بھاری ہاتھ کا بوجھ برداشت نہ کر سکا اور آیت کے قدموں میں بری طرح زمین بوس ہوا۔ آیت اس سارے منظر سے ڈر کر دیوار سے لگی تو کمر میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

"تیری اتنی ہمت ہمارے گھر کی عورتوں پہ بری نظر رکھتا ہے تجھے شرم نہیں آئی واہیات انسان۔"

وہ اس کے منہ پہ پے در پے مکے مارتا ہوا بولا۔

اسے ادھ موا چھوڑ کر صائم نے اپنے سر کے بالوں کو گہرا سانس لے کر پیچھے کیا تھا لیکن جیسے ہی نظر اس پر پڑی جو دیوار سے لگی ڈری سہمی کھڑی تھی تو وہ بجلی کی تیزی سے اس کی پاس پہنچا۔

"دماغ کہاں ہے تمھارا پتہ ہے آج میں یہاں نہ آتا تو کیا ہو جاتا اسی لیے کہتا ہوں کہ ہر جگہ بچپنا چھوڑ دو لیکن نہیں۔"

اس کے درشت لہجے کے جواب میں وہ کچھ نہ بولی بس ساکت و جامد کھڑی تھی۔ صائم کو اندازہ ہوا کہ ایسے بات کرنا درست نہیں تبھی نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"آیت۔"

اس کے نرم لہجے پہ وہ ضبط کھوتی اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کہ رو دی۔ پہلے تو وہ اس کی حرکت پہ ساکت رہ گیا لیکن پھر اس کا ڈر دیکھتے ہوئے آہستہ سے اس کے گرد حصار باندھا اور اسے تسلی دینے لگا۔ دل کی ایک عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔ صائم نے شکر ادا کیا کے کوئی یہاں آیا نہیں ورنہ بات بگڑ جاتی در حقیقت وہ خود بھی یہاں کی صورتِحال دیکھ ڈر گیا تھا۔ اگر وہ یہاں نا آتا اور اس کے ساتھ کچھ غلط ہو جاتا تو اور وہ تو تھی بھی ان لوگوں کی زمہداری۔

"صائم بھ۔"

وہ ڈرتے ڈرتے ہچکیوں سے روتی اس سے پہلے کے کچھ بولتی صائم درمیان میں اس کی بات کاٹتے بول اٹھا۔

"کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ سب ٹھیک ہے ریلیکس۔"

وہ تنفر سے زمین پہ گرے منیب کو دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیتا ہوا باہر لایا تھا اور کچن میں لاتے ساتھ پانی پلایا تھا تاکہ اس کے حواس بحال ہو۔ ساتھ ہی متانت سے اس سے نیچے آنے کی وجہ پوچھی اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی کچن کی طرف آتی حجاب اور عزہ کو دیکھتے چپ ہوئی تھی۔ ایک بار پھر آنسو بہنے کو بے تاب تھے مگر اس نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

"کیا ہوا آیت رو کیوں رہی ہو۔"

عزہ سرعت سے پریشانی سے اس کے پاس آتے ہوئے بولی تو وہ اس کے کندھے سے لگی بری طرح سسک اٹھی۔ اسے اس طرح دیکھتے عزہ پریشانی سے صائم کو دیکھنے لگی جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیا ہوا۔ صائم نے اس کی بے وقوفی پہ دانت پہ دانت جمائے۔

"کچھ نہیں ہوا کچن سے باہر آرہی تھی محترمہ کہ ڈر گئی ہے بہت بری طرح۔"

صائم نے اپنی جانب سے بہانہ بنانا ہی بہتر سمجھا۔

اس کی بات پہ آیت نے تشکر بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھا اور روتے ہوئے بنا کسی کی جانب دیکھے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ چلتے ہوئے کمر میں اٹھتی درد کی وجہ سے ٹیسیں اٹھ رہی تھی مگر وہ بلکل خاموش تھی۔ یہ درد تو کہی دور جا سویا تھا زیادہ تکلیف اپنی عزت پہ ہاتھ پڑنے کی تھی۔

"اس کا خیال کرنا بہت زیادہ ڈر گئی ہے۔"

صائم نے ان دونوں کو تنبیہہ کی تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے کمرے کی طرف چل دیں۔

"اگر اس کے ساتھ کچھ غلط ہو جاتا۔"

اس سے آگے صائم سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

وہ دونوں ہاتھ منہ پہ پھیرتے ہوئے پریشانی سے کمرے کی طرف چل دیا اور صبح اٹھتے ساتھ ہی اس منیب کا کچھ کرنے کا سوچا تھا اسلیے دروازے کو لاک کر کے آیا تھا تا کہ وہ غلطی سے بھی بھاگ نہ پائے۔

"اب میں تمہیں سمجھاؤں گا کہ لڑکیوں کی عزت کیسے کرتے ہیں۔"

صائم دانت پیستے ہوئے دل ہی دل میں منیب سے مخاطب ہوا اور مختلف سوچوں میں گھرا اپنی جگہ پر لیٹ گیا اس کے ساتھ لیٹا اذلان سو چکا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ آنکھوں کے پردوں پہ بار بار آیت کا روتا ہوا چہرہ گھوم رہا تھا جو اسے ڈھیروں ملال کی جانب دھکیل رہا تھا۔

****

آیت کمرے میں آتے ساتھ ہی واشروم میں بند ہو گئی تھی اس کا فلحال کسی سے بھی بات کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔
حجاب اور عزہ نے حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے نا جانے ایکدم سے کیا ہو گیا تھا۔
"پتہ نہیں کیا ہو گیا ایک دم سے کیا پانی نہ لانے کی وجہ سے ناراض تو نہیں۔"
حجاب اپنے ہی مفروضے لگاتے ہوئے بولی تو عزہ نے اسے زبردست گھوری سے نوازا جسے اس موقع پہ بھی پاگل پن سوجھ رہا تھا۔
"اتنی سی بات پہ کون ناراض ہوتا ہے پاگل اسے باہر آنے دو پوچھتے ہے۔"
وہ دونوں وہی بیڈ پہ بیٹھی اس کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ تولیے سے چہرہ تھپتھپاتے جوں ہی باہر آئی تو وہ دونوں اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ آیت انہیں دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی تاکہ ان کے شک وشبہات دور ہو سکیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس سارے واقعے کے متعلق انہیں ذرا سا بھی علم ہو۔
"سب ٹھیک ہے نہ آیت۔"
اب کی بار عزہ نے سنجیدگی سے پوچھا تو اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا البتہ اس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ عزہ کو کچھ بے تحاشہ کھٹکا تھا۔
"چلو لیٹو کافی رات ہو گئی ہے پھر صبح واپسی بھی ہے۔"
آیت انہیں کہتے ہوئے بمشکل مسکراتی کمفرٹر اوڑھ کر لیٹ گئی کیونکہ اس سے زیادہ ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی جن کی نگاہیں معائنہ کرتی ہوئی تھی۔ حجاب اور عزہ بھی سائیڈ لیمپ اوف کرتی لیٹ گئی اور کچھ ہی دیر میں چند

سوچیں سوچتے نیند کی وادیوں میں اتر گئی جبکہ آیت کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی وہ گھبراتے دل سمیت اٹھ کر ٹیرس پہ آگئی اور کب کے رکے ہوئے آنسو پھر سے بہنا شروع ہو گئے۔دل آج مکمل طور پہ چور چور ہو چکا تھا۔

"اگر آج صائم بھائی نہ آتے تو میرے ساتھ کیا ہوتا۔"

یہ سوچ ہی اسے جھر جھری لینے پر مجبور کر رہی تھی۔رو رو کر برا حال تھا لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔کالی رات مزید گہری ہوتی جارہی تھی۔کچھ ساعتوں بعد وہ واپس اندر صوفے پہ آکر بیٹھی تو وہی بیٹھے بیٹھے ہی آنکھ لگ گئی۔صبح فجر کے ٹائم اس کی آنکھ کھلی تھی تو باہر ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی رو رو کر آنکھوں میں بے تحاشہ درد تھا اس نے اپنی آنکھیں دباتے واشروم کا رخ کیا تاکہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے۔اسی بدولت کچھ سکون میسر آسکتا تھا۔نماز سے فراغت حاصل کرتے وہ باہر ٹیرس کی جانب آئی تو محرم کو نیچے واک کرتا دیکھ حیران ہوتے خود بھی نیچے کی طرف چل دی۔

"آپی آپ اتنی صبح کیوں جاگ گئی۔"

"بس نماز پڑھنے کے بعد نیند نہیں آئی تم بتاؤ اور آنکھیں کیوں اتنی سوجھی ہوئی ہے۔نیند نہیں پوری ہوئی یا کچھ اور بات ہے۔"

محرم نے اس کے پاس آکر تشویش سے استسفار کیا۔آیت اس کی زیرک نگاہوں سے بھونچکا رہ گئی۔

"نہیں کچھ نہیں وہ بس آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا رات میں پانی کے چھینٹے بھی مارے تھے مگر افاقہ نہیں ہوا۔"

آیت نظریں چڑاتے ہوئے بولی۔اس کا یوں نگاہیں پھیرنا محرم نے صاف صاف محسوس کیا تھا تبھی سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔

"بہت پرانا بہانہ ہے اگر نہیں بتانا چاہتی تو کوئی بات نہیں مگر یوں جھوٹ کا سہارہ مت لو۔"

محرم ناراض نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔اس کے یوں ناراضگی سے بولنے کی دیر تھی اگلے ہی لمحے آیت نے بری طرح رونا شروع کر دیا اسے تو ویسے بھی کوئی کندھا چاہیے تھا جس سے لگ کر وہ جی بھر کر رو لے۔ محرم اس کو یوں روتا دیکھ گھبرا گئی اور اسے اپنے ساتھ لیے اندر لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"اب بتاؤ کیا ہوا۔"

محرم اسے ساتھ لگاتے ہوئے چور نگاہ لاؤنج میں دوڑاتے ہوئے بولی۔آیت ہچکیوں سے روتے روتے اسے ساری بات بتانے لگی جسے سن کر ہی محرم کا رنگ سپید پڑ گیا۔وہ جوں جوں بولتی جارہی تھی اس کے دل کی دھڑکن رکتی جارہی تھی اس نے بے یقینی کی کیفیت میں لبوں پہ ہاتھ جمایا تھا جبکہ ساری بات سن کر صائم کے ساتھ اترتے اذلان کی نظر صائم کی طرف اٹھی تو وہ نظریں چرا کر رہ گیا۔اذلان نے فق چہرے سمیت دوبارہ آیت کی جانب دیکھا۔اتنی بڑی بات ہو گئی تھی اور وہ اس بات سے سرے سے ہی لاعلم تھا۔

"اس گھٹیا انسان کو اسی وقت لاک اپ میں بند کروانا تھا۔"

وہ صائم پہ غصہ کرتے ہوئے بولا۔صائم کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ بات ان کے سامنے کھل جائے گی۔صائم نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا

"رات بہت ہو چکی تھی بس اسلیے لیکن اب نہیں چھوڑو گا اسے۔اسے تو اپنے ہاتھوں سے سزا دوں گا کہ آئندہ کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکے گا اور سب پہلے تو ابراہیم انکل سے بات کرنی ہے۔"

صائم نے غیض کے عالم میں اسے باور کرایا۔ اذلان نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔ وہ دونوں محرم کی آواز کی سمت متوجہ ہوئے جو کہ ان کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔

"ادھر دیکھو میری طرف کچھ نہیں ہوا آیت کچھ بھی نہیں ہوا سب ٹھیک ہے ہوش کرو کیوں انکل آنٹی کو پریشان کرنا ہے یہ دنیا بہت ظالم ہے یہاں ان باتوں کی ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی نہ تو جینے نہیں دے گی میری جان کچھ بھی نہیں ہوا مجھے پتہ ہے ڈر لگتا ہے لیکن جب آپ کی غلطی نہیں ہے تو ڈر کیسا چلو بس رونا بند کرو اور بھائی ٹھیک وقت پہ آ گئے تھے نا۔"

محرم سنجیدگی سے اسے سمجھاتے ہوئے آخر میں اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولی تو وہ بھی نم آنکھوں سے مسکرادی۔آیت اس سے تمام باتیں کر کے اب ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔

"ناشتہ کیا کرو گی بتاؤ میں بنادوں۔"

محرم نے اس کی حالت کے پیش نظر محبت سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"دل نہیں ہے میرا ابھی آپ یہی بیٹھ جائیں سب کے ساتھ کھالیں گے۔"

محرم اس کی بات پہ سر ہلا کر واپس بیٹھ گئی۔دل ابھی بھی ڈر رہا تھا۔اس نے آیت کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا لیکن وہ جواب میں اپنی جلتی آنکھوں کو موند گئی تھی۔

اذلان کو بے ساختہ اپنی قسمت پہ رشک سا آیا کہ اللہ نے بغیر کسی تردد کے اسے اس کی قسمت میں اس لڑکی کو لکھ دیا جسے خود سے زیادہ سب کا خیال تھا جسے خود سے زیادہ سب سے محبت تھی جو دوسروں کی خوشی میں خوش ہونا جانتی تھی۔

"میں اپنے دوست کو فون کرتا ہوں وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہے فوری یہاں پہنچے گا اس انسان کو کسی صورت بھی کھلا چھوڑنا ٹھیک نہیں کیونکہ ان جیسوں کی فطرت کبھی نہیں بدلتی۔"

صائم نے اس کی بات پہ سنجیدگی سے سر ہلایا

اور خود ابراہیم انکل کو فون کرنے چل دیا۔

انہوں نے ایسا محسوس ہی نہیں ہونے دیا کہ وہ محرم اور آیت کی باتیں سن چکے ہیں۔

پولیس کو کال کرنے کے بعد اذلان اور صائم دونوں باہر لان میں آ کر بیٹھ گئے تھے کیونکہ اذلان کا دوست بھی پولیس میں تھا تو ان کی کافی مدد یوں ہو گئی تھی کہ فوراً آنے والے تھے۔

کچھ ہی دیر ہوئے تھی کہ وہاں پولیس بھی آ گئی گھر کے باقی سب لوگ تو سو رہے تھے پر محرم اور آیت وہیں بیٹھیں تھیں ان کے پیچھے سے ہوتے ہوئے خاموشی سے صائم انہیں اسی اسٹور روم کی طرف لے گیا جہاں منیب اب بھی بند تھا جہاں اسے رسیوں سے باندھا گیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اب بھی وہ بے جان سا فرش پر اوندھے منہ بے ہوش پڑا تھا۔ شاید رسیاں کھولنے کے چکر میں ہلکان ہوتے بری طرح زمین بوس ہو گیا تھا۔ اسے دیکھتے ویسے ہی صائم کے اندر کا اشتعال واپس باہر امنڈ آیا۔ آگے بڑھ کر صائم نے اس کو لات مارتے سیدھا کیا اور پانی کا بھرا ہوا جگ اس کے منہ پر الٹا دیا جس سے وہ مندی مندی آنکھیں کھول کر اٹھنے کے جتن کرنے لگا مگر وجود پہ آئے گھاؤ کی بدولت وہ بے دم سا ہوتا دوبارہ گر جاتا۔

اسے اٹھتا دیکھ صائم دوبارہ اسے مارنے کے لئے آگے بڑھا ہی تھا کہ اذلان نے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"بس کرو صائم اب پولیس دیکھ لے گی اسے۔ قانون کو اپنے ہاتھوں میں مت لو۔"

اذلان نے سمجھانا ضروری سمجھا۔ اس کے سمجھانے کا ہی اثر تھا کہ صائم نے اپنے اشتعال کو دبانے کے لئے سختی سے مٹھیاں بھینچی ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے جان سے ہی مار ڈالتا۔

"لے جائیں اسے انسپیکٹر اور یہ مجھے سلاخوں کے پیچھے چاہئے۔ کسی بھی صورت میں یہ باہر نہ آئے اس کا جرم قابل معافی نہیں۔"

صائم بمشکل غصے پر قابو پاتے بولا۔

"بے فکر رہئے مسٹر صائم اس کا علاج ہے ہمارے پاس دوسروں کی عزت پر نظر رکھنے والوں کو اتنی آسان سزا نہیں ملتی۔ایسے زخم دیے جاتے ہیں کہ مرتے دم تک یاد رہتے ہیں۔"

انسپیکٹر نے اسے گویا تسلی دی اور منیب کو ہتھکڑی لگاتے پچھلے دروازے کی جانب بڑھ گئے۔وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ کسی کو بھی اس بابت علم ہو تبھی یہ کام چھپ چھپا کر کر رہے تھے۔صائم اور اذلان نے سکون کا سانس لیتے کمرے کا رخ کیا کیونکہ کچھ دیر بعد سب نے اٹھ جانا تھا اور کوئی ان سب کو ایسے دیکھتا تو ضرور سوال کرتا کیونکہ وہ ابھی تک فریش بھی نہیں ہوئے تھے۔اس وقت یہ بات چھپی رہنا ہی بہتر تھی۔وہ دونوں اپنی پیشانی مسلتے زینوں کی جانب بڑھ رہے تھے معاً محرم کی آواز پہ اس کی سمت متوجہ ہوئے جو انہی کی جانب آ رہی تھی۔

"بھائی آپ چائے پیئے گے کیا۔"

"ہاں میرے کمرے میں پہنچا دو محرم۔میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔اس سے پہلے کہ اذلان بھی اس کی تقلید میں جاتا محرم نے دھڑکتے دل سمیت اسے مخاطب کیا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔"

وہ چہرے پہ جھولتے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے مدھم لہجے میں بولی۔

"مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں۔"

وہ شانِ بے نیازی سے کندھے اچکاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔ محرم اس کی بات پہ خفت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔ اذلان اسے دیکھ کر تاسف سے نفی میں سر ہلا گیا۔

"میں چائے نہیں پیتا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے وہاں سے جانے لگا کہ اگلے ہی لمحے محرم کی بات پہ بھونچکا رہ گیا۔

"چائے نہیں پیتے آپ مگر ایک بار آپ نے مجھے کہا تھا کہ آپ کو چائے بہت پسند آئی ہے۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔ ذہن کے دریچوں میں گزرے دنوں کا منظر پوری شدت سے گھوما تھا۔

"جی اس وقت پسند تھی مگر اب میں کافی پیتا ہوں بلیک کافی۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ محرم نے حیرت سے اس کی پشت کو تکا تھا معاً ان سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے وہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔ اگلے پندرہ منٹ میں وہ ٹرے میں چائے اور کافی یا مگ رکھتے ان کے کمرے کی جانب چل دی۔ کمرے کا دروازہ ناک کرتے ہی کم ان کی آواز پہ وہ اندر داخل ہوئی تو صائم آئینے کے سامنے کھڑا تھا جبکہ اذلان فون پہ کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ اس نے ٹرے میز پہ رکھتے صائم کی جانب دیکھا۔

"بہت شکریہ میری جان۔ بہت طلب ہو رہی تھی اسکی۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے محبت سے بولا۔ وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"ارے یہ کافی۔"

"وہ یہ ان کیلیے ہے۔"

وہ اس کی بات کے جواب میں سادہ سے لہجے میں بولی۔ صائم اس کی بات پہ مدھم سا ہنس دیا تھا۔

"اذلان تمہاری بیوی تمہارے لیے خاص کافی بنا کر لائی ہے۔ آ کر پی لو اس سے پہلے وہ یہاں سے رفو چکر ہو جائے۔"

صائم اذلان کو مخاطب کرتے شرارت آمیز لہجے میں بولا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی جھینپ گئی تھی۔ اذلان نے خوشگوار حیرت سمیت کافی کا مگ اٹھاتے محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ صائم اس دوران دوبارہ آئینے کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"بہت شکریہ زندگی۔"

اس کی مدھم سی سرگوشی پہ محرم نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف ایک ہی تاثر تھا محبت کا۔ وہ اپنے لرزتے دل کو سنبھالتے بھاگنے والے انداز میں کمرے سے باہر نکلی تھی۔ اس کے طرزِ مخاطب کو سوچتے وہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔

****

واپسی کے راستے میں بھی آیت خاموش تھی اس کی خاموشی کو سب نے بہت محسوس کیا تھا۔

"آیت بہنا منہ میں سپاری ہے کیا۔"

عفان کے ایک دم مخاطب کرنے پر وہ بری طرح ڈری تھی اس کے ڈرنے پہ عفان نے نا سمجھی سے پہلے آیت اور پھر محرم کو دیکھا جواب صائم کی گاڑی میں تھی۔

"نہیں نہیں وہ بس سر میں بہت درد ہے۔"

آیت بمشکل مسکراتے ہوئے بولی اور خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"تم ایسا کرو میرے کندھے پہ سر رکھ کے سو جاؤ۔"

محرم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

صائم کا اس کی حالت دیکھ کر اس انسان کو جان سے مارنے کا شدت سے دل چاہا تھا سٹئیرنگ پر اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ اس کے بعد گاڑی میں مسلسل خاموشی تھی وہ بھی آیت کے ہوتے ہوئے اور اس خاموشی کو کسی نے محسوس کیا ہو یا نہیں صائم نے ضرور کیا تھا۔ بیک ویو مرر سے اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی تھی کیونکہ وہ محرم کے کندھے سے لگی پر سکون نیند سو چکی تھی۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے خان ہاؤس پہنچی تھی آیت کا اترا ہوا چہرہ سب نے محسوس کیا تھا اور سب نے وجہ جاننے کی بھی کوشش کی تھی جو اس نے تھکاوٹ کا کہہ کر ٹال دیا تھا۔ وہ کسی پہ بھی اس واقعے کا ذکر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ زبان کو گویا قفل لگ چکا تھا۔ وہاں پہنچتے ساتھ ہی آیت نے تو گھر جانے کا کہہ دیا تھا سب نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن اس کی ضد کی وجہ سے صائم تھکاوٹ ہونے کے باوجود انہیں گھر چھوڑ آیا تھا۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا مگر ایان کی موجودگی کی باعث وہ خاموشی اختیار کر گیا۔ اذلان وغیرہ بھی چائے وغیرہ پی کر اجازت لے کر گھر کو نکلے تھے کیونکہ تھکاوٹ ہونے کی بدولت تحریم بیگم نے انہیں جانے نہیں دیا تھا۔

"کیا ہو گیا آیت کو اتنا چڑ چڑی کیوں ہو رہی تھی۔"

تحریم بیگم نے پریشانی سے محرم سے پوچھا۔

"وہی نہ ماما میں نے بھی وہاں اتنا پوچھا تھا لیکن بھائی نے اس کے ڈرنے کا بتایا لیکن ڈر کی وجہ سے اتنا انسان چڑ چڑا تو نہیں ہوتا۔ ضرور کوئی اور بات ہے جو ہم سے چھپائی جا رہی ہے۔"

عزہ نے جو محسوس کیا وہ انہیں بتانے لگی۔ ان کی باتوں پہ

محرم اور صائم اس کی بات پہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

"چلو اٹھو تھوڑا آرام کر لو سفر سے آئے ہو تھک گئے ہو گے۔"

زمان صاحب کو صائم کی شکل دیکھ کر کوئی گڑبڑ لگی تو انہوں نے سب کو وہاں سے اٹھنے کا اشارہ کیا اور صائم کو اپنے پیچھے سٹڈی روم میں آنے کا کہہ کر وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئے۔ صائم بھی گہرا سانس بھرتے ان کے پیچھے چل دیا جانتا تھا اب حساب کتاب کا وقت ہے جو بات وہ کسی کو بھی بتا نہیں پائے وہ زمان صاحب محسوس کر چکے ہیں۔ عزہ اور حجاب بھی فریش ہونے کمرے کی طرف چل دی جبکہ محرم تحریم بیگم سے باتوں میں مصروف ہو گئیں۔

"ارے یہ چوڑیاں کتنی پیاری لگ رہی ہے کس نے دیں۔"

تحریم بیگم محرم کی کلائی تھامتے ہوئے بولی۔

محرم کی نگاہوں میں بے ساختہ اذلان کا چہرہ گھوما جس سے چہرے پہ سرخی پھیل گئی۔

تحریم بیگم اس کے چہرے کے رنگ دیکھ کر سمجھ گئیں کس نے دی ہو گی تبھی محبت سے اس کا ماتھا چوما۔

"اللہ پاک تمہیں ہر بری نظر سے بچائے خوش رہو اذلان کے ساتھ ہمیشہ میری جان۔"

تحریم اسے پیار کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان کے چہرے پہ یہ سب سن کر ہی خوشی چھا گئی تھی جبکہ محرم تو دھڑکتے دل سمیت یہی سوچتی رہ گئی کہ انہیں پتہ کیسے چلا۔

"اب مجھے بتاؤ وہاں سب ٹھیک تھا نہ۔ تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا تھا اور آیت بھی کچھ بدلی بدلی سی تھی۔"

زمان صاحب صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اس کی ہتھی پہ بازو پھیلاتے ہوئے بولے تو صائم نے ان کے سوال پہ ان سے کچھ بھی چھپانا ضروری نہیں سمجھا اور الف سے ے تک سب کچھ ان کے گوش گزار دیا۔

"اگر تم وہاں وقت پہ نہ پہنچتے تو میں تو کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہتا۔"

اس کی بات مکمل ہوتے ہی زمان صاحب شرمندگی سے بولے۔ صائم نے نفی میں سر ہلایا۔

"پاپا آپ پریشان بلکل بھی نہ ہو اذلان اور میں سب انتظام کر کے آئے ہیں اب آئندہ وہ ایسا کچھ کرنے کی کوشش نہیں کریں گا۔"

غصے سے صائم کی ماتھے کی رگیں تن گئی جسے زمان صاحب نے بغور دیکھا اور اس کے آرام کا خیال کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ اس کے غصے کو مزید ہوا نہیں دینا چاہتے تھے۔

"چلو تم بھی آرام کرو کافی ٹائم ہو گیا ہے۔"

زمان صاحب اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے

تو صائم سر ہلاتے ہوئے باہر کی طرف جانے لگا جب زمان صاحب کی بات سن کر مسکرا کر پلٹا۔

I feel so proud that you are my son۔

صائم مسکرا کر ان کے گلے لگا اور کمرے سے نکل گیا۔ پیچھے زمان صاحب کسی سوچ میں گم اپنے کمرے کی طرف چل دیے اب انہوں نے جو سوچا تھا اس پہ جلد از جلد عمل کرنا تھا۔

****

"آیت بیٹا اٹھوں کچھ کھا لو جب سے آئی ہو سو ہی رہی ہو یوں بھوکا رہنا ٹھیک نہیں ہے میری جان۔"

عالیہ بیگم رات کو کھانے کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے محبت سے بولی جو جب سے آئی تھی بس سونے کا شغل فرما رہی تھی جیسے وہاں کسی نے اسے سونے نا دیا ہو لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"آیت اٹھ جاؤ میرا بچہ۔"

انہوں نے جیسے ہی اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا ایسا لگا جیسے جلتے ہوئے توے پہ ہاتھ رکھ دیا ہو۔ وہ اس کی حالت پہ تڑپ کر رہ گئی۔

"آیت میرا بچہ کیا ہو گیا مام کو نہیں بتاؤ گی۔"

انہوں نے ایان اور آفندی صاحب کو آواز دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھی کمرے میں موجود تھے۔

ایان نے اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے چہرے پہ پانی کی چھینٹیں پھینکی لیکن اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔ وہ تو ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔ ایان نے اسے ڈاکٹر پہ لے جانا چاہا مگر آفندی صاحب کی بات پہ وہ وہی تھم گیا۔

"اس وقت وہ کیسے آئے گے جانتا ہوں فیملی ڈاکٹر ہے مگر یوں انہیں بلانا مناسب نہیں لگتا رات کے اس پہر۔"

ایان نے ان کی بات پہ کچھ سوچتے فوراً صائم کو فون لگایا کیونکہ اتنی رات کہیں لے کر جانا ممکن نہیں تھا تو ایک وہی چارہ بچا تھا کہ اسے ہی گھر بلا لیا جاتا۔

صائم جو ابھی تازہ دم ہوتے لیٹنے کے ارادے سے بیڈ کی جانب بڑھا ہی تھا ایان کا فون دیکھتے ہی بنا کسی تاخیر کے اٹھاتے کان سے لگایا۔ دل کسی غیر معمولی احساس کے تحت دھڑکا تھا۔

"کیا ہوا ایان خیریت ہے نا۔"

صائم نے پریشانی سے پوچھا آگے سے ایان کی گھبرائی ہوئی آواز سپیکر پہ گونجی جسے سن کر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ لازماً اس نے اسی واقع کو اپنے سر پہ سوار کر لیا تھا۔

"میں ابھی آرہا ہوں پریشان نہ ہو۔"

صائم نے اسے تسلی دیتے ہوئے فون رکھا اور اپنا بیگ پکڑتے ہوئے باہر کی طرف چل دیا۔

"بھائی کہاں جا رہے اس ٹائم۔"

عزہ جو پانی پینے آئی تھی صائم کو عجلت میں باہر کی جانب جاتا دیکھ تعجب سے پوچھ بیٹھی۔

وہ اسے مختصر جواب دیتے افراتفری میں باہر نکل گیا جبکہ پیچھے عزہ پریشانی سے اپنے کمرے میں چل دی تاکہ محرم کو بتا سکے۔

صائم تقریباً ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے پندرہ منٹ کا سفر پانچ منٹ میں کرتے وہاں پہنچا تو ایان اسے لیتے آیت کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"آنٹی آپ پریشان نہیں ہو کچھ نہیں ہوا تھکاوٹ کی وجہ سے ہو گیا ہو گا۔ اٹس آ نارمل تھنگ۔"

صائم ان کو تسلی دیتے ہوئے اس کی کلائی پکرتے اس کی ہارٹ بیٹ چیک کرنے لگا جس کی نبض بہت سلو چل رہی تھی۔ صائم نے پانی کی چھینٹے اس کے اوپر پھینکی تو اس نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولتے اطراف کا جائزہ لیا مگر اپنے سامنے صائم کا چہرہ پاتے ہی آنکھیں پھر سے بند کر لی۔

"مام ڈیڈ۔"

آیت نقاہت زدہ لہجے میں بولی تو وہ دونوں آگے بڑھے۔ اس نے آیت کو انجیکشن دیا اور ضروری دوائیوں کا بتاتے ہوئے ان سے اجازت لی۔

"شکریہ بیٹا اتنی رات کو فوراً آنے کیلیے۔"

آفندی صاحب تشکر سے بولے تو اس نے ناراض نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"بیٹا بھی کہہ رہے ہیں اور شکریہ بھی ناٹ فئیر انکل آپ پریشان نہ ہو بس ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کریں صبح تک ٹھیک ہو جائے گی اور ویسے بھی یہ زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکتی۔"

صائم ہلکے پھلکے لہجے میں بولا لیکن آیت کو لگا جیسے اس پہ طنز کیا ہوا اس لیے وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی۔ دل میں کہی درد ہوا تھا اس کے تبصرے پہ۔ صائم اسے ایک نظر دیکھتے سب سے الوداعی کلمات کہتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس سے زیادہ اسے اس طرح دیکھنے کی صائم میں ہمت نہیں تھی اور وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔ وہ اس سب کی وجہ جاننے سے قاصر تھا۔

****

اگلی صبح کا دن معمول کی بانسبت ایک عجیب سی گھبراہٹ لیے ہوئے تھا۔ اسے بھی اپنے اعصابوں میں تھکان سی محسوس ہو رہی تھی مگر ایسے کیوں تھا وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔ ہسپتال میں بڑھتی مریضوں کی تعداد کی بدولت بھی وہ اچھا خاصہ پریشان تھا۔ ابھی بھی وہ سارے مریضوں کو دیکھ کر اپنے کیبن ہیں آیا تھا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موند کر بیٹھا کنہی گہری سوچوں کے یلغار میں بہتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی بھی اس ذہن کل والی باتوں میں بری طرح الجھا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں بار بار آیت کی حالت اور اس رات والا منظر گھوم رہا تھا اور یہی سوچ کر وہ شکر ادا کر رہا تھا کہ وہ وقت پر پہنچ گیا ورنہ کیا ہو جاتا وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی اس کے دل کی دھڑکن سست پڑتی جا رہی تھی۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں غرق تھا کہ منیب کا خیال آتے ہی اس کے دماغ کی رگیں اشتعال کے عالم میں آخری حد تک پھول گئی اور اس نے میز پہ رکھا اپنا موبائل اٹھاتے سرعت سے اذلان کو کال ملائی تاکہ اس کے متعلق تمام تفصیل جان سکے کیونکہ اذلان کا دوست ہونے کی بدولت اس انسپکٹر کا رابطہ زیادہ تر اسی سے ہو پا رہا تھا۔

"اسلام علیکم کیسے ہو صائم۔"

کال اٹھاتے ہی اذلان کی مخصوص آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تو وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرا گیا۔

"وعلیکم اسلام میں ٹھیک تم بتاؤ کیسے ہو اور ہوئی انسپیکٹر سے بات اس متعلق کسی بھی قسم کی۔"

صائم نے حال احوال کے بعد سیدھا مدعہ بیان کیا۔اذلان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور اپنی پی اے کو آنکھ کے اشارے سے باہر جانے کا کہا تھا۔اس کے جاتے ہی وہ ڈھیلا ڈھالا سا ہوتے کرسی سے پشت ٹکاتے آرام سے بیٹھ گیا۔

"ہاں ہو گئی بات تم فکر نہ کرو۔اس کا جرم ایسا نہیں کے معاف کیا جائے اتنی آسانی سے نہیں چھوٹے گا وہ تم بلکل بھی پریشان مت ہو اور ان باتوں کو ذہن پہ سوار مت کرو۔"

اذلان نے سنجیدگی سے جواب دیتے ساتھ صائم کو تسلی بھی دی۔

"ہمم ٹھیک ہے۔"

صائم نے مختصر جواب دیا۔اس کے بعد دونوں اطراف میں خاموشی چھا گئی۔

"کیا ہوا صائم تم ٹھیک ہو۔"

اس کی تھکن سے چور آواز سن کر اذلان فکرمند ہوا۔صائم کا پیپر ویٹ گھماتا ہاتھ وہی ساکت ہوا تھا۔

"ہاں بس سر میں تھوڑا درد ہے۔ سوچا پہلے تم سے بات کرلوں پھر کچھ دیر بعد گھر کے لئے نکلونگا ویسے بھی ہسپتال میں کام بہت زیادہ ہو گیا ہے نائٹ شفٹ بھی دینی ہے آج مجھے۔"

صائم نے تسلی دیتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو دوائی کھالو پہلے پھر گھر جاکر ریسٹ کر لینا اور ہو سب ٹھیک ہے اب بے لگام سوچوں کو ذہن پہ حاوی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

اذلان سمجھ رہا تھا کہ جو کچھ ہوا اس کی فکر میں صائم کافی پریشان ہے۔ یونہی کچھ دیر بات کرنے کے بعد اذلان نے کال رکھی تو صائم انٹر کام کے ذریعے اپنے لئے چائے کا کہتا دوبارہ آنکھیں موند گیا۔ آنکھیں موندتے ایک بار پھر آیت کا روتا ہوا چہرے نظروں میں گھوما تو اب کی بار صائم نے پریشان ہوتے آنکھیں کھول لیں اور بے بسی سے پیپر ویٹ اٹھاتے سامنے دیوار پہ مارا تھا۔ اس وقت وہ خود کو بے بسی کی انتہاؤں پہ محسوس کر رہا تھا۔

"افففف کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔"

وہ بڑبڑانے کے انداز میں خود کلامی کرتے ہوئے بولا۔

ہاں اس کے ساتھ جو بھی کچھ ہوا مجھے حقیقتاً اس چیز کا افسوس ہے مگر ایسا کیوں ہے۔ نا میرے لیے وہ اہمیت رکھتی۔ اہمیت نہیں رکھتی تو پھر اسے بچایا کیوں۔ دماغ نے بری طرح اسے سرزنش کی تھی۔

"کہیں تمھیں اس سے محبت۔"

اس کے دل سے آواز آئی جس کی اس نے سختی سے نفی کی تھی۔

"نہیں مجھے اس سے محبت ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ہی کبھی ہو گا اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ بہت چھوٹی کے مجھ سے اور میں تو اسے پسند بھی نہیں کرتا مجھے اس کا کچھ بھی نہیں پسند ناہنسنا بولنا نا عادات۔"

دماغ نے فوراً سے بیشتر اسے سرزنش کی۔

"تو کیا ہوا محبت عمر دیکھ کر تو نہیں ہوتی۔"

دل نے پھر شور کیا۔اس کی دھڑکیں الگ پر لے پہ دھڑک رہی تھی۔

"شٹ اپ میری بہنوں جیسی ہے وہ۔آئندہ ایسی فضولیات بکنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

دماغ نے غصے سے اسے لتاڑا۔

"بہنوں جیسی اور بہن ہونے میں فرق ہوتا ہے۔"

دل نے پھر اکسایا تو وہ غصے سے جھنجھلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"افففف میں پاگل ہو جاؤنگا لیکن کبھی بھی اس سے شادی نہیں کروں گا۔میرا اس کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے اپنے ہمسفر کو لے کر میرے دل میں بھی کچھ باتیں ہیں جو کہ اس میں بلکل نہیں وہ ایک ام میچور لڑکی ہے وہ پاگل ہے۔اس لڑکی میں سلیقہ نہیں ہے بلکل بھی۔"

وہ ساری باتوں کو سختی سے رد کرتے سرسراتے لہجے میں اس کی تمام بری عادات یاد کرتے ہوئے بولا چہرے پہ ازلی سرد مہری چھائی ہوئی تھی چند ساعتوں میں اس کی چائے آگئی وہ چائے کے ساتھ میڈیسن لیتا ریسیپشن پر اپنے جانے کی اطلاع دیتے گھر کو چل دیا کیونکہ اسے رات کو بھی ڈیوٹی دینی تھی تو اس سے قبل آرام کرنا بے حد ضروری تھا۔دل کے آگے دماغ کی جیت ہو چکی تھی اس نے اپنے دماغ کی سننے کو فوقیت دی تھی۔

ہسپتال سے لوٹنے کے بعد وہ تینوں اس کے سر ہو گئی تھی تا کہ آیت کے متعلق جان سکیں کیونکہ اس نے رات کو یا صبح بھی اس متعلق انہیں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔

"بھائی آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آیت کی طبیعت سنبھلی یا نہیں۔"

محرم تشویش سے مستفسرانہ انداز میں گویا ہوئی تو عزہ اور حجاب نے بھی اس کی تائید میں ذور و شور سے سر ہلایا۔

"ہاں بس سفر کی تھکان کی وجہ سے طبیعت خراب ہو گئی تھی اب ٹھیک ہو گی۔ تم لوگ پریشان مت ہو۔ اتنی جلدی نہیں کچھ ہوتا اسے۔"

صائم نے ہلکے پھلکے انداز میں بولتے ان کی پریشانی کو کم کرنا چاہا۔ ان تینوں نے دہل کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب ٹھیک ہو گی یہ کیا بات ہوئی ہمیں آپ ابھی وہاں لے کر چلیں ہم اس سے مل کر آتے ہیں۔ ہمیں ایسے سکون میسر نہیں آئے گا جب تک اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ نا لیں۔"

حجاب نے فوراً پروگرام طے کر لیا۔ محرم اور عزہ نے بھی اس کی بات پہ ہولے سے سر ہلایا۔ صائم نے اکتا کر ان کی جانب دیکھا۔ وہ اپنی بوجھل طبیعت کے بدولت گھر آیا تھا اور یہاں ایک اور پریشانی اس پہ نازل ہو چکی تھی۔

"جانے کی ضرورت ہی کیا ہے کل یونی میں مل لینا عجیب ضدیں مت لڑایا کرو ویسے بھی میری طبیعت نہیں ٹھیک۔"

صائم انہیں کہہ کر جانے لگا کہ اسی وقت زمان صاحب کی آواز نے اس کے قدم روکے جو اسی سے مخاطب تھے۔

"لے جاؤ بچیوں کو ایسے اچھا نہیں لگتا وہ مل آئیں گی۔ اس کی بھی طبیعت خراب ہے تھوڑا وقت نارمل ہو جائے گی انہیں دیکھ کر۔"

زمان صاحب نے کہہ کر اس کے چہرے کے تاثرات جانچنے چاہے لیکن کچھ بھی ایسا ویسا ڈھونڈنے میں ناکام رہ گئے۔ صائم کو مجبوراً ان کی بات ماننی پڑی تھی کیونکہ ان کی بات ٹالنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ اتنی دیر میں وہ تینوں بھی آگئی تو صائم کو مجبوراً انہیں وہاں لے کر جانا پڑا۔

"آپ لوگ چلو میں گاڑی لاک کر کے آتا ہوں۔"

اس کے گھر کی حدود میں داخل ہوتے ہی صائم کی تاکید پہ وہ تینوں سر ہلا کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔ صائم بھی تیز قدموں سے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"آج کیسے ہماری بیٹیاں گھر میں رونق کرنے آگئی ہے ہماری یاد کیسے آئی۔

"آپ کی نہیں آئی انکل ہماری اکلوتی دوست کی آئی ہے۔"

آفندی صاحب کے سوال پہ حجاب شرارت سے بولی تو سب اس کی شرارت سمجھتے مسکرا دیے۔

"آنٹی آیت کہاں ہے نظر نہیں آرہی۔"

محرم اطراف میں نظریں دوڑاتے ہوئے بے چینی سے بولی۔ عالیہ بیگم نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"پتہ نہیں کیا ہوا ہے اسے کمرے سے باہر بہت مشکل سے نکل رہی ہے۔ صبح بھی دھکے دے کر نکال لائی تھی مگر اب پھر سے کمرے میں ہی قید ہو کر رہ گئی ہے نا جانے کیوں اس کا رویہ مجھے بہت الجھا رہا ہے۔"

عالیہ بیگم تشویش سے بولی۔ صائم جو داخلی دروازے سے اندر آرہا تھا ان کی بات سن کر ضبط کر تا رہ گیا۔

"چلیں ہم اندر چلے جاتے ہیں پھر کوئی مسئلہ نہیں۔ ہو سکتا ہے نقاہت کی بدولت ایسا کچھ ہوا ہو۔"

عزہ کہتے ہوئے آیت کے کمرے کی طرف چل دی۔ محرم اور حجاب نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

وہ لوگ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو آیت انہیں کہی دکھائی نہ دی بیڈ کی چادر بھی شکنوں کے بغیر تھی لیکن جیسے ہی ان کی نگاہ ٹیرس کی جانب اٹھی عزہ ان دونوں کو اشارہ کرتے ہوئے اس کے عین پیچھے کھڑی ہو گئی اور ساتھ ہی اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا آیت جو اپنی سوچوں میں گم تھی اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے اس سے پہلے کے مڑتی کسی نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔ جس سے ڈر کر آیت نے کانپنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی ہانپتے ہانپتے کسی کو اپنی مدد کیلیے پکارنے لگی۔

اس کا کانپنا محسوس کر کے وہ دونوں بھی تشویش سے آگے آئی اور محرم نے اسے پکڑتے ہی اپنے ساتھ لگا یا۔

"آیت کوئی نہیں ہے ادھر دیکھو کوئی نہیں ہے ہم لوگ ہیں عزہ نے صرف مذاق کیا ہے۔"

محرم اسے قابو کرتے ہوئے بولی۔اس کا دل آیت کی حالت دیکھ لرز اٹھا تھا۔ حجاب اور عزہ تو پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی آیت کا اس طرح کا رویہ انہیں بری طرح کھٹک رہا تھا۔

"آیت کیا ہوا ہے سہی سہی بتا۔"

عزہ ساری بات بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کے پاس آکر بولی تو آیت نے ڈر کر محرم کی طرف دیکھا۔ محرم نے گہرا سانس بھرتے عزہ کی جانب دیکھا جو مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے ریلیکس کرو تم دونوں فضول باتوں کو طول مت دیا کرو۔"

محرم ان دونوں کو ٹالتے ہوئے جھڑکنے والے انداز میں بولی جس سے وہ دونوں کی پریشانی دور تو نہیں ہوئی لیکن وہ چپ ضرور کر گئی کیونکہ اب کی بار محرم نے انہیں ٹالا تھا۔

"چلو پھر نیچے ہی چلتے ہیں۔"

محرم اسے پکڑتے ہوئے نیچے کی طرف جانے لگی۔ حجاب اور عزہ بھی ساتھ ساتھ ہی تھی۔ سیڑھیوں پہ پہنچتے ہی صائم کی آواز آیت کی سماعتوں کی نذر ہوئی جو مسٹر اینڈ مسز آفندی سے مخاطب تھا۔اس کا دل تیز تیز دھڑکتے پاگل ہونے لگا۔

"نہیں آنٹی آپ کو کیا پتہ ہو میں اس سے کتنا تنگ ہو۔"

وہ چڑتے ہوئے بولا۔ان لوگوں نے بھی فضول میں اس کا ذکر چھیڑ دیا تھا۔

"ضرور میرے بارے میں ہی بات کر رہے ہونگے اور میں ہی پاگل ہوئی وہ ہوں ان کے بارے میں کل رات سے سوچ سوچ کر۔"

آیت دل ہی دل میں سوچتے ہوئے دکھی لہجے میں بولی جیسے دل کو اس کی بات سن کر بہت دھکا لگا تھا بمشکل اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلا اور اس کو ایک نظر دیکھتے صوفے پہ ایک جانب ٹک گئی۔ صائم جو ایان کی شرارت کی وجہ سے مسز آفندی کو اپنی ایک کولیگ کے بارے میں بتا رہا تھا جس کے بے باک انداز کی وجہ سے وہ اس سے بہت چڑتا تھا۔ صوفے پہ بیٹھتی آیت کو دیکھ کر چپ ہو گیا۔

"کیسی طبیعت ہے اب۔"

وہ براہ راست آیت سے مخاطب ہوا۔اسے اس معاملے میں کوئی جھجک نہیں آئی تھی۔ آیت تو اسے اپنے آپ سے مخاطب ہوتا دیکھ گڑبڑا گئی۔

"میں ٹھیک صائم بھا۔"

صائم بھائی کہتے ہوئے نا جانے کیوں اس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔

"چلو تم لوگوں نے مل لیا نہ اب چلیں محترمہ ٹھیک ہے اب بس دوسروں کو پریشان کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔"

صائم جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا تاکہ وہ کوئی جوابی کاروائی کریں لیکن اسے مسلسل چپ دیکھ کر وہ مزید چڑ گیا اور ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالی جو صوفے پہ منہ نیچے کیے ناخن کھرچنے میں مصروف تھی صائم کی باتوں سے اس کا دل بہت اداس ہو رہا تھا لیکن وہ وجہ نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"اپنا خیال کروا ایسے گھر والوں کو پریشان کرنا نہیں ٹھیک تم تو شکر ادا کرو کہ اللہ نے تمہاری عزت کی حفاظت فرمائی ہے اور جیسی ہو ویسی رہو۔ عجیب پاگلوں والی حرکتیں نا کرو۔"

عزہ حجاب صائم کے ساتھ باہر جا چکی تھی تو محرم اسے ایک کونے پہ لے جا کر سمجھاتے ہوئے بولی تو اس نے سنجیدگی سے ہاں میں سر ہلایا۔ محرم بھی سب سے ملتے باہر کی طرف چل دی۔ انہیں جاتا دیکھ آیت نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا۔

****

"ساری تیاری ہو گئی آپ کی۔"

زمان صاحب نے تحریم بیگم کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو فوزیہ بیگم سے ساتھ مل کر رات کھانے کی تیاری دیکھ رہی تھیں۔ آج رات مراد صاحب کی فیملی نے یہیں ڈنر کرنا تھا اور شام میں احتشام صاحب کا بھی فون آیا تھا کہ انہوں نے بھی شادی کے سلسلے میں بات کرنی ہے تو آئینگے تبھی وہ اس سب کاموں میں گھن چکر بنی ہوئی تھی۔

"جی سب تیار ہے بس میں بچیوں کو دیکھ آؤں پتہ نہیں یہ لوگ کہاں رہ گئیں ہیں ابھی تک آئی ہی نہیں۔"

تحریم بیگم انہیں جواب دیتے ہوئے اوپر کی طرف چل دیں جب کہ زمان صاحب باہر مراد صاحب کے پاس چل دیئےتا کہ بات چیت کر سکیں۔

"ابھی تیار نہیں ہوئی آپ لوگ آتے ہی ہونگے وہ لوگ۔"

تحریم بیگم انہیں دیکھتے ہوئے غصے سے بولیں۔

"جی ماما تیار ہی ہیں۔بس آرہے ہیں۔"

عزہ نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آجاؤ آپ لوگ اب میں نیچے ہی ہوں۔"

ان کو آنے کا کہہ کر تحریم بیگم نیچے کو چل دیں جبکہ وہ سب بھی تیاری مکمل کرتی ان کے تقلید میں چل دی۔وہ لوگ نیچے آئیں تو احتشام صاحب شازیہ بیگم اور عفان آچکے تھے۔ان تینوں نے آکر سب کو بس کو سلام کیا جس کا جواب سب نے مسکرا کر دیا پر عفان پورے بڑے بوڑھوں کی طرح دعائیں دیتا ہوا بولا۔

"وعلیکم اسلام خوش رہو پھولو پھلو۔"

اس کے دعا دینے کے انداز پر سب کی مسکراہٹ گہری ہوئی جبکہ عزہ نے اسے سخت گھوری سے نوازا جس کی زبان بس فراٹے بھرتی رہتی تھی۔کچھ لمحے سب کے ساتھ بیٹھنے کے بعد وہ سب سے معذرت کر کے محرم کے ساتھ کچن کی جانب چلی گئی۔ان کے جاتے ہی حجاب بھی انہی کے پیچھے آگئی جبکہ عفان کچھ دیر اکیلا بیٹھا رہنے کے بعد خود بھی وہیں آگیا کیونکہ معاذ ابھی آیا نہیں تھا اور صائم بھی کچھ دیر دوائی لے کر سویا تھا اس لئے کسی نے اسے اٹھایا نہیں تو وہ اکیلا بور ہو رہا تھا۔

کچن میں آتے ہی محرم کچن کا باقی کام دیکھنے لگی جو باقی تھا جبکہ عزہ سلاد کاٹنے میں مصروف تھی اسے دوران حجاب اور عفان بھی آ گئے۔

"مسٹر آپ کا کیا کام ہے یہاں چلیے باہر جا کر بیٹھیں۔"

عزہ نے عفان کو کچن میں آتا دیکھ فوراً سے کہا جبکہ وہ اس کی بات کو کسی کھاتے میں نہ لاتے اندر آ ہی گیا۔

"کیوں میرا آنا منع ہے۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے مشکوک لہجے میں گویا ہوا۔

"جی بالکل اب باہر جائیں۔"

عزہ نے بھی بھرپور انداز میں جوابی کاروائی کی۔

"افففف اب تم دونوں شروع نہ ہو جاؤ اور عفان بتاؤ کیوں آئے ہو کوئی کام ہے کیا۔"

محرم نے دونوں کو چپ کراتے اس سے پوچھا جو خشمگین نگاہوں سے عزہ کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ محرم کی بات پہ چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا۔

"وہی تو بتانے آیا تھا ویسے محرم تمھیں پتہ ہے باہر کیا باتیں ہو رہی ہیں۔"

اس نے محرم سے سوال کیا جو اپنے کام میں مصروف تھی۔

"مجھے کیا پتہ میں تمھاری طرح سب کی باتیں تھوڑی سنتی ہوں۔"

محرم نے اسے لتاڑا تو وہ جواب میں اپنی اس قدر بے عزتی پہ منہ بگاڑ کر رہ گیا جبکہ عزہ اور حجاب نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"اب میں ہر کسی بھی باتیں نہیں سنتا اور دوسری بات تمھیں میری بھابھی بنانے کی میرا مطلب تمھاری رخصتی کی باتیں ہو رہی ہیں باہر۔"

اس نے شان بے نیازی سے کہتے محرم کا سکون غارت کیا۔اس کی بات سن کر محرم نے پہلے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا پھر بمشکل مسکراتے اپنے کام میں مصروف ہوئی۔اس کا دل ساکت ہو چکا تھا۔ہاتھ پاؤں باقاعدہ ٹھنڈے پڑ گئے۔ایک تو ابھی وہ اس چیز کیلیے تیار نہیں تھی

اور دوسرا یہ بھی سوچ اسے پریشان کر رہی تھی کہ کہیں اذلان سے زبردستی یہ سب نہ کروایا جا رہا ہو لیکن اذلان کے انداز سے تو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا تھا البتہ خود کے خرافاتی دماغ میں یہ سوچیں گردش کرتی رہتی تھیں۔اسکے یہ بولتے تاثر عزہ نے بخوبی دیکھے تھے اسی لیے محرم کا دھیان ہٹانے کے لئے ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ عفان نے سلاد کی پلیٹ سے کھیرا اٹھا کر مزے سے کھا لیا۔عزہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"آپی دیکھیں نا یہ سلاد بھی کھائے جا رہے ہیں اب کیا میں کھیرا ہی کاٹتی رہوں انکو باہر بھیجیں۔"

عزہ نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے محرم کو شکایت لگائی۔ محرم جو اپنی سوچوں میں ہی گم تھی عزہ کی آواز اور انداز دیکھ کر پہلے بمشکل مسکرائی پھر عفان کو گھورتے ہوئے بولی۔

"کیوں پریشان کر رہے ہو تم میری بہن کو چلو باہر جاؤ ہم بھی آ رہے ہیں یہاں کام ہو ہی گیا ویسے۔تمہارا کچن میں کوئی کام نہیں ہے بس تم سب کو عاجز کرنا جانتے ہو۔"

محرم نے اسے مصنوعی غیض کے عالم میں بولتے باہر بھیجنا چاہا۔

"میں کوئی نہیں تنگ کر رہا اس اور چلو ساتھ ہی چلتے ہیں کام ہو گیا تو۔"

عفان نے پہلے منہ بگاڑتے آخر میں محرم کو ساتھ ہی باہر چلنے کی آفر دی۔

"اف ابھی ڈائننگ ٹیبل پر سب رکھنا ہے تم تو جاؤ کیوں تنگ کر رہے ہو عفان۔"

محرم نے دوبارہ اسے جھڑکا مگر کہاں عفان پر کہاں اثر ہونا تھا۔

"رہنے دیں آپی ڈھیٹ لوگوں پر پھر اثر ہو جاتا ہے پنکھوں پر نہیں ہوتا۔"

عزہ نے کندھے اچکا کر مزے سے اپنے دل کی بھڑاس نکال جو کہ محرم کی سمجھ سے باہر تھی پر عفان نے اس کے بات پر دانت پیسے اور دل ہی دل میں اسے کوستے خاموشی سے جا کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب تھا اس بات کا۔"

محرم نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں آپی چھوڑیں اور حجاب جاؤ تم سب کو بلاؤ سب کچھ ریڈی ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے محرم کو کہا تو وہ کندھے اچکا گئی جبکہ حجاب بھی سب کو بلانے کے لئے چلی گئی۔اس کے جاتے ہی انہوں نے جلدی جلدی میں کھانا لگایا تھا۔

****

دوسری طرف ان سب کے جاتے ہی تمام بڑے اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ دیر بعد احتشام صاحب ان سب جو اپنی طرف متوجہ کروا چکے تھے۔

"زمان تمھیں تو پتہ ہی ہے کہ ہم لوگ چاہتے ہیں اب رخصتی ہو جائے محرم کی اس بارے میں بات کرنے آئے ہیں تو بتاؤ تمھارا کیا خیال ہے۔"

انوں نے بات کرنے کی تمہید باندھی اور ساتھ ہی ہلکے پھلکے انداز میں مشورہ بھی مانگا۔

"ہمم بات تو ٹھیک ہے تمھاری ویسے بھی نکاح ہو گیا ہے تو رخصتی دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

زمان صاحب نے اپنا نقطہ بیان کرتے سب کو ایک نظر دیکھا جیسے سب کر رائے جاننا چاہتے ہوں۔

"ویسے تو مہینے بعد کا کہا تھا رخصتی کا اس لئے ایک بار محرم سے پوچھ لونگی ویسے امید ہے اسے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

تحریم بیگم نے اپنی رائے بھی ساتھ دے دی تو سب نے ان دونوں کی بات سے اتفاق کیا۔

"جب شادی کی بات ہو ہی رہی ہے تو میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔اصل میں ہم آنے والے تھے آپ کے گھر پر آج آپ لوگوں کی آمد کا پتہ چلا تو سوچا یہیں بات ہو جائے گی۔"

مراد صاحب نے بھی اپنی بات کہنا چاہی پر ان کے کہنے پر سب نے اچھنبے سے ان کی طرف دیکھا جو کسی بات کی تمہید باندھ رہے تھے۔

"ارے ایسے نا دیکھیں میں معاذ کی شادی کی بات کرنا چاہ رہا تھا۔"

ان سب کے اس طرح دیکھنے پر مراد صاحب نے اپنی بات کی وضاحت دی۔

"اوہ کیا بات کرنی تھی۔"

ان کے ایسے وضاحت دینے پر احتشام صاحب نے مسکراتے لہجے میں پوچھا۔

"یہی کہ ہم لوگ بھی چاہ رہے تھے کہ اب معاذ اور پریشے کی شادی کر دیں مگر جب اذلان اور محرم کی ہو ہی رہی ہے تو کیوں نا ان کا نکاح بھی سادگی سے کر کے رخصتی ساتھ کر دی جائے پھر ولیمہ ہم شاندار طریقے سے کر لیں گے۔"

انہوں نے اپنی طرف سے بہترین مشورہ دیا۔

"پر یہ بہت جلدی نہیں مطلب ابھی ہم نے پریشے کی شادی کا سوچا نہیں۔"

شازیہ بیگم نے اس سب میں پہلی بار مداخلت کی کیونکہ یہ بات انہیں پریشان کر گئی تھی۔

"شادی تو ہونی ہی ہے نا اور سوچنا کیا اس میں اذلان کی ہو رہی ہے نا اس کے ساتھ ہی ان کی بھی ہو جائے گی ویسے بھی منگنی تو کب کی ہو گئی ہے۔"

تحریم بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب ان کی بات سے کافی حد تک متفق تھے۔

"ٹھیک ہے پر ہم ایک بار پریشے سے پوچھنا چاہتے ہیں اس کے پوچھ کر آپ کو کوئی جواب دیں سکیں گے۔"

احتشام صاحب نے مسئلے کا حل نکالا ابھی یہ سب باتوں میں ہی مشغول تھے کہ معاذ بھی وہی آگیا اور صائم بھی کچھ دیر کیلیے آگیا تھا کیونکہ زمان صاحب نے ایمرجنسی میں اسے کال کی تھی۔ وہ دونوں سب کو سلام کرتے انہی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ چند ساعتوں بعد حجاب انہیں کھانے کیلیے بلانے آئی تو وہ سب اس کی تقلید میں کھانے کی میز کی جانب چل دیے جہاں عفان پہلے سے ہی موجود تھا۔

****

"میں ایسا کیوں سوچ رہی ہوں ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ فقط میرے ذہن کی خرافات ہیں جو میں نے اپنے ذہن پہ سوار کی ہوئی ہے۔ یااللہ مجھے اس سب سوچوں سے رہائی دے دے پلیز۔"

آیت اپنے سر کے بال مٹھی میں جکڑتے ہوئے بے بسی و بے کسی سے گویا ہوئی۔ آنکھوں سے جھڑنا بہنے کو بے تاب تھا۔ آنکھیں نیند کی خماری کی بدولت سرخ پڑ رہی تھی۔ اس ٹرپ سے آنے کے بعد اس کے دل میں جس قسم کی

باتیں آرہی تھی وہ سب وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی صائم کو لے کر اس کے جذبات بدل رہے تھے جسے وہ ماننے سے سرے سے ہی انکاری تھی۔ کس قدر تکلیف دہ مرحلہ تھا اس کیلیے یہ۔ کیسے صائم نے صحیح وقت پہ آکر اسے بچایا اور اس لڑکے کو بری طرح مارا کیا یہ سب میرے لیے تھا۔ کیا ان کے دل میں بھی میرے لیے احساسات ہیں کیا وہ بھی میری طرح یوں ہی دل و دماغ کی جنگ میں الجھے ہوئے ہیں۔

"نہیں نہیں میرے لیے کیسے ہو سکتا ہے وہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دیتے اور ویسے بھی میں تو ان کے معیار پہ پوری ہی نہیں اترتی نہ ہی میں انہیں پسند ہوں۔ وہ تو مجھ سے نفرت کرتے ہیں مجھے دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے تو پھر میں ہی کیوں یہ سب سوچ کر خود کو تکلیف سے روشناس کرواؤ۔ آج بھی تو کہا کہ میں بہت تنگ ہوں اب میں ان کے سامنے ہی نہیں جاؤں گی کیونکہ جب جب میں ان کا سامنا کروں گی میرا ضبط ٹوٹ جائے گا۔"

وہ اپنی ہی سوچوں میں غرق تھی اور اپنے دل میں تہمیدیں باندھ رہی تھی۔

"اگر میں انہیں نہیں پسند تو میں ان کیلیے کیوں گری جاؤ میں اب کچھ ایسا ویسا نہیں سوچوں گی لیکن اس دل کا کیا کرو میں جو فالوقت ان ہی کے نام کی مالا جپ رہا ہے۔"

وہ روہانسی ہوتے ہوئے بولی اور اوندھے منہ تکیہ پہ سر رکھ کر لیٹتے اپنی سسکیوں پہ قابو پانے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی آج رات بھی انکھوں پہ ہی کٹنی ہے۔

****

ان کے جاتے ہی تحریم بیگم نے سہولت سے اس سے اس کی شادی کے متعلق بات کی تھی جس کا فیصلہ سراسر محرم نے انہی پہ چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس سب کیلیے تیار تو نہیں تھی مگر ان سب کے چہروں پہ چھائی سچی خوشی نے اسے حامی

بھرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔اس کا فیصلہ ہاں میں سنتے ہی سب کو اب شادی کی تیاریوں کی فکر لگ گئی تھی مگر محرم کا ذہن بس اس شادی کے ذکر پہ ہی الجھا ہوا تھا۔

"آپی بہت مزا آئے گا آپ کی شادی میں لیکن اتنی جلدی فکس کر دی بابا نے ایک ہفتے میں اور تیاریاں بھی تو کرنی ہے لیکن آپ بھی تو چلی جائیں گی۔ کہی خوشی ہے تو کہی غمی بھی ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیسا محسوس کروں عجیب سے احساسات ہیں میرے۔"

عزہ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی لیکن جیسے ہی اس کی نگاہ محرم کی جانب اٹھی تو وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔عزہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو ہر منٹ بعد کسی نئی سوچ میں الجھ جاتی تھی۔عزہ نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کی بازو پہ رکھتے ہلایا۔

"کیا ہوا آپی ایسے کیوں بیٹھی ہوئی ہے آپ کو خوشی نہیں ہو رہی کیا۔"

حجاب نے بھی ان کی بات پہ اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔عزہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"ڈوب مرو تمہارے منہ میں کیڑے۔ بھلا کون خوش نہیں ہو گا اتنا اچھا لائف پارٹنر ملنے پر۔"

عزہ اسے شرم دلاتے ہوئے بولی۔

"یخخ دفع ہو جاؤ تمہارے منہ گٹر کے کیڑے میں نے تو ایسے ہی پوچھا تھا کیونکہ آپی گم صم لگ رہی تھی نا۔"

حجاب اس کی بات پہ جھرجھری لیتے اسے آنکھیں داتے ہوئے بولی۔ محرم ان کی فضول کی باتوں پہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔ان کی بات چاہے جیسے بھی شروع کرو اس کا اختتام ہمیشہ لڑائی پہ ہی ہوتا تھا۔

"بس تم لوگوں کو لڑنے کے علاوہ کوئی کام نہیں اور رہی میری بات تو میں خوش ہوں اس سب سے جو بھی میری زندگی میں ہو رہا ہے۔"

محرم ان دونوں پہ غصہ کرتے ہوئے آخر میں طمانیت بھرے لہجے میں بولی تو وہ دونوں اس کی بات پہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"میں تو چلی جاؤں گی یہاں سے مگر میرے جانے کے بعد سب کا خیال کرنا کسی کام میں کوتاہی مت برتنا ماما کو تنگ مت کرنا اور بعد میں ان کی مدد بھی کرنا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ان کی دو دو بیٹیاں ابھی ان کا ہاتھ بٹانے کیلیے موجود ہیں۔"

محرم ان دونوں کو سمجھاتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی تو ان دونوں نے اس کی بات پہ مسکراتے ہوئے سنجیدگی سے سر ہلایا۔اب وہ انہیں مزید چھوٹی موٹی باتیں سمجھا رہی تھی تاکہ انہیں اس کے جانے کے بعد کوئی پریشانی نا ہو۔اپنا دل اس کا آنے والے لمحات کو سوچتے ہو لا رہا تھا مگر وہ ان سب کو دکھانے کی خاطر پر سکون تھی تاکہ کوئی اسے دیکھ کر پریشانی کا شکار نا ہو۔

****

دوسری جانب شاہ ولاس میں گھر میں سب سے بات کرنے کے بعد انہوں نے گرین سگنل دے دیا تھا کہ وہ پریشے کی شادی کرنے پہ تیار ہے تبھی ان سب کی خوشی دوبالا ہو گئی تھی۔اذلان نے جب پریشے سے بات کی شادی کی بابت پہلے تو پریشے اس نے ہنگامہ برپا کر دیا کہ اتنی جلدی کیا ہے شادی کی ابھی تو وہ بہت چھوٹی ہے لیکن پھر اذلان کے سمجھانے پر سمجھ گئی تھی البتہ معاذ کی کلاس لینے کے بارے میں سوچ چکی تھی کہ اس نے بتانا بھی ضروری نہیں

سمجھا۔ سب کچھ وہ اس سے پوچھے بغیر کرتا جا رہا تھا اور اسے سب کچھ ہو جانے کے بعد پتہ لگتا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے۔

اب تین تین گھروں میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھی کام زیادہ تھے تو وقت کم اسلیے تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھی کیونکہ شادی میں صرف چار دن باقی تھے۔

اسی دوران صائم صوفے پہ ریلیکس سا بیٹھا موبائل پہ مصروف تھا کہ اسی وقت محرم اس کے پاس آئی تو صائم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ ویسے بھی کچھ دن بعد وہ پرائی ہونے والی تھی تبھی اسے سب کی زیادہ توجہ اور محبت مل رہی تھی۔

"چہرہ کیوں اترا ہوا ہے کیا بات ہے۔"

صائم نے اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔ محرم نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا جیسے وہ جانتا نا ہو کہ اس کا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے۔

"بھائی اتنی جلدی رخصتی میرا مطلب مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا آپ نے بھی ماما بابا سے نہیں کہا کہ ابھی جلدی نہیں ہے میں تو ابھی چھوٹی ہوں نا۔ مجھے نا جانے کیوں بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"

محرم نے ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ یہاں سب اس کی شادی سے خوش تھے بس ایک وہ ہی پریشان تھی اور مرجھائی مرجھائی سی پھر رہی تھی۔

"تو یہ تو اچھی بات ہے نہ آپ کی رخصتی ہو رہی ہے اور ویسے بھی اذلان اس گھر میں سب سے بڑا ہے تو اس کی شادی ہونی تھی تبھی اگلے کی باری آتی نہ اب اذلان کی ہو گی جب ہی عفان کی ہو گی نا جو شادی کیلیے کس قدر اتاولا ہوتا جا رہا ہے۔"

صائم نے شرارت سے اس کی ناک دبا کر کہا تو محرم نے اس کی حرکت پہ منہ بسورا جیسے اس کی بات پہ بلکل بھی پسند نا آیا ہو۔

"جی مجھے پتہ ہے یہ تو صرف بہانہ ہے دراصل آپ کو اپنی شادی کی جلدی ہے۔"

محرم نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا تو صائم کھل کر ہنس دیا

"اب آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔"

محرم نے ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"میں اسلیے ہنس رہا ہے کیونکہ ایسے منہ بناتے ہوئے بلکل بچی لگتی ہو۔"

صائم اس کو اپنے ساتھ لگاتا ہوا محبت سے بولا۔

"اذلان بہت اچھا لڑکا ہے میں اس پر آنکھ بند کر کے بھی یقین کر سکتا ہوں ہاں اس کی تربیت کا خاصہ ہے کہ وہ سب سے روڈ رہتا ہے لیکن وہ ایسا ہے نہیں۔اب دیکھو کہنے کو وہ مجھ سے بڑا ہے لیکن یہ صرف مجھے ہی اجازت ہے کے میں اسے جو مرضی کہوں کیونکہ آپ جس سے پیار کرتے ہو نہ اس کی ہر قسم کی بات برداشت کر لیتے ہو اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری جان آپ بھی اس کیلیے بہت خاص ہو جاؤ گی اور ویسے بھی میری بہن تو ہے ہی ایسی کہ کسی

کے دل میں بھی بہت جلدی گھر کر جاتی ہے۔ بس اپنے رشتے کو بیلنس پہ لے کر چلنا ہمیشہ سمجھ رہی ہو نہ میری بات۔"

صائم ایک اچھے بھائی کی طرح اسے سمجھاتے ہوئے بولا تو وہ چہرہ جھکاتے سنجیدگی سے سر ہلا گئی۔ صائم نے مسکرا کر اس کا سر تھپکا اس بات سے انجان کہ وہ دونوں جس کے دل میں گھر بنانے کی بات کر رہے تھے وہ تو اس کے دل کی سلطنت پہ پہلے ہی بہت شان سے براجمان ہے۔

"چلو اب سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے میں بھی کمرے میں جا رہا ہوں۔"

صائم اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا تو محرم نے بھی اس کی تقلید کی اور بے ساختہ دعا کی کہ ہر لڑکی کو ایسا پیار کرنے والا بھائی نصیب ہو۔ کمرے میں جانے سے قبل وہ کچن سے پانی لینا نہیں بھولی تھی ورنہ عزہ اور حجاب اسے دوبارہ بھیجتی۔

****

وہ اپنے کمرے میں جلے پیر کی بلی کی مانند یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ معاذ کی کھوپڑی اڑا دے۔ اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔ اس نے ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے معاذ کو فون ملایا تاکہ اس سے سارے حساب بے باک کر سکے۔ اس کی توقع کے عین مطابق پہلی ہی بیل پہ ہی دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا تھا۔ ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ پریشے کی کال ہو اور وہ نا اٹھائے۔ آگے سے معاذ کی شوخ آواز سننے کو ملی جو اس کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔ وہ اسے پریشانی میں مبتلا کر کے خود کس قدر سکون میں جی رہا تھا۔ اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچتے دانت کچکچائے۔

"زہِ نصیب آج کیسے یاد کر لیا اس ناچیز کو۔"

"اس ناچیز کو پتہ نہیں کونسے کیڑے کاٹتے ہیں جو ہر کام گھوڑے پہ سوار ہو کر کرتا ہے۔"

پریشے جلے بھنے انداز میں بولی۔

"کیا مطلب گھوڑے پہ سوار۔"

معاذ اچھنبے سے بولا اس کی سمجھ میں حقیقت میں پریشے کی بات نہیں آئی تھی۔

"مطلب اتنی جلدی کیا تھی شادی کی مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔ آپ کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے آپ نے رشتہ بھیجا میں نے ہاں کر دی نا مگر اب اتنی جلدی شادی۔"

پریشے مضطرب سے انداز میں بولی۔ اس کی پریشانی دیکھ کر معاذ کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ وہ جو اس کو تنگ کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیا ہوا اگر تم ایزی نہیں ہو یا اس سب کیلیے تیار نہیں ہو تو ہم شادی آگے کر دیتے کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے۔"

معاذ نے نرم انداز میں اسے سمجھایا اور معاذ کی اسی نرم مزاجی کی وجہ سے ہی وہ ہر بار اس کے آگے ہار جاتی تھی۔

"بولو سب ٹھیک ہے نہ۔"

محبت سے چور لہجہ پریشے کا دل دھڑکا دیا۔ اس نے حلق تر کرتے گہرا سانس بھرا اور مضطرب انداز میں انگلیاں چٹخائی۔

"جج جی سب ٹھیک ہے۔"

پریشے ہکلاتے لہجے میں بولتی معاذ کو مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"ویسے مجھے ایک بات تو بتاؤ یہ شیرنی میرے سامنے اتنی بھیگی بلی کیوں بن جاتی ہے"

معاذ واپس اپنی ٹون میں آتا ہوا مزے سے بولا تاکہ پریشے ایزی فیل کر سکے۔پریشے نے اس کی بات پہ ناک منہ چڑھائی۔

"کل کے بعد مایوں بیٹھ جانا ہے میں نے پھر آپ مجھے فون نہیں کر سکتے۔"

پریشے اسے چڑانے والے انداز میں بولی تاکہ وہ آگے سے چڑ کر فون بند کر دے مگر اس کی توقع کے عین خلاف وہ آگے سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"کل تو دیکھ ہی لوں گا نہ اور ویسے بھی ان دو دنوں سے کیا ہونا ہے اس کا کوئی مسئلہ نہیں اس کے بعد ہمیشہ کیلیے میرے پاس آ جاؤ گی

سہہ لوں گا یہ دو دنوں کی جدائی۔کیا یاد کروں گی تم۔"

معاذ جذبات سے لبریز لہجے میں بولا تو پریشے منہ نیچے کیے ہلکا سا مسکا دی۔

"یہ شرمائی ہوئی ہنسی میرے سامنے ہنسنا یقین کرو فدا ہو جاؤ گا۔"

معاذ جانتا تھا وہ یقیناً اس کی باتوں پہ شرما رہی ہو گی تبھی موقع پہ چوکا مارتا ہوا بولا اس کی بات پہ پریشے بوکھلا گئی۔

"آپ کو کیسے پتہ۔"

پریشے بے دھیانی میں بولتے زبان دانتوں تلے دبا گئی کیونکہ وہ اپنی چوری خود ہی پکڑوانے کا کام سر انجام دے چکی تھی۔معاذ اس کی حرکت پہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"آپ بہت بد تمیز ہے بس۔"

پریشے دانت پیستے ہوئے بولی ایک تو وہ معاذ کی بات بات پہ ہنسنے والی عادت سے بہت عاجز تھی۔ یہ چیز اسے مزید گھبراہٹ میں مبتلا کرتی تھی۔

"اوکے اوکے اب نہیں ہنستا۔"

معاذ اچھے بچوں کی طرح مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے بولا تو پریشے نے بھی اس کی تابعداری پہ بڑی دقت سے مسکراہٹ ضبط کی۔

"میں فون بند کر رہی ہوں۔"

اس کی مسلسل خاموشی محسوس کر کے وہ تنگ آ کر بولی۔

"ظالم لڑکی آج تو بات کر لو پھر تو شادی کی رات ہی ملنا ہے۔"

معاذ شوخ انداز میں بولا تو پریشے حیا سے سرخ پڑ گئی۔ اس نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے نچلا لب دانتوں تلے دبا لیا۔

"آپ نہایت ہی کوئی بے شرم انسان ہے دو نمبر آدمی کوئی تمیز سیکھیے کہ لڑکیوں سے مخاطب کیسے ہونا ہے۔"

پریشے غصے سے بولی جبکہ اس کے دو نمبر کہنے پر معاذ نے دانت پیسے۔

"تمہیں میں کہا سے دو نمبر لگتا ہوں شرم نہیں آئی اپنے ہونے والے شوہر کو ایسا کہتے ہوئے بولتے ہوئے تم بھی اپنی مام سے ذرا کلاسز لے کر آنا کہ شوہر کو مخاطب کیسے کیا جاتا ہے۔"

معاذ مصنوعی ناراضگی سے بولا۔

"وہ کیا ہوتی ہے۔"

وہ معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی تو اس کی جعلی معصومیت معاذ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"باز آجاؤ لڑکی میرے ہاتھ لگ۔"

اس سے قبل کے معاذ مزید پٹڑی سے اترتے بے لگام ہوتا پریشے نے اللہ حافظ کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ ٹوں ٹوں کی آواز پہ معاذ گہرا سانس بھرتے فون کو ایک نظر دیکھتے مسکرا کر آنکھیں موند گیا اور پشت بیڈ کراؤن سے ٹکالی۔ اس کے برعکس پریشے اس کی باتیں سوچ کر مسلسل گھبرا رہی تھی۔ دل کی دھڑکن الگ پر لے پہ دھڑک رہی تھی۔ کیسے اچانک ہی اس کا رشتہ معاذ سے سرانجام پایا تھا اور ابھی تو وہ اسی بات کے زیرِ اثر تھی کہ اچانک یہ شادی کا فیصلہ۔ دوسری جانب اسے اپنی جاب کی بھی الگ ہی فکر تھی اور وہ اسی پریشانی میں گھلی جا رہی تھی۔

"اففف میری جاب۔"

وہ روہانسی ہوتے ہوئے بولی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب اس کا قصہ سرے سے ہی ختم ہو جانا ہے کیونکہ معاذ تو کسی صورت شادی کے بعد اسے آفس کے جانے پہ رضامند نہیں ہوگا۔ وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی رہ گئی

****

"آپی کیا پہن رہی ہیں آپ۔"

حجاب نے اسے الماری میں گھسے ہوئے کپڑوں کے ساتھ الجھتے دیکھ استفسار کیا۔ محرم نے ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ رخ الماری کی جانب موڑ لیا۔ آج شاہ ولاس میں معاذ اور پریشے کی مایوں اکٹھی رکھی گئی تھی گھر میں ہی اس چھوٹی سی رسم کا اہتمام کیا گیا تھا اور محرم بطور خاص مہمان ہونے کی بدولت اچھا خاصا پریشان تھی کیونکہ اسے ابھی تک یہی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا پہن کر جائے۔ تحریم بیگم نے اسے زیادہ سجنے سنورنے سے سختی سے منع کیا تھا

ان کے مطابق شادی نزدیک تھی تو لڑکیوں کو یوں شادی سے قبل تیار ہونا زیب نہیں دیتا۔ محرم نے مسکراتے ہوئے ان کی بات کا احترام کیا تھا۔

"آپی کیا ہو گیا ہے سب ٹھیک ہے کیا سمجھ نہیں آرہا۔"

عزہ نے اس کے چہرے پہ پھیلے اضطراب کو تکتے ناسمجھی سے اسے مخاطب کیا اور اپنا کام ترک کرتے اس کی جانب آئی۔

"میں پتہ نہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"

محرم سر مسلتے ہوئے بولی۔ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ اگر زیادہ تیار نہیں ہونا تو اسے لے کر ہی کیوں جارہے ہیں مگر چند ساعتوں بعد اچھ خاصہ جھنجھلا کر وہ ایک مہندی رنگ کا ہلکے کام والا فراک نکالنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"آپی پہلی بار اپنے سسرال جارہی ہیں لشکارے مار کر جائیے نہ۔ ان کے مہمانوں کو بھی علم ہونا چاہیے کہ اذلان شاہ کی دلہن ہے یہ محرم اذلان شاہ اور میری بات سنیے ذرا اکڑ اکڑ کر چلیے جیسے اذلان بھائی ہیں اب ہر کسی سے نرمی سے مخاطب ہونا مت شروع ہو جائیے گا۔"

عزہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اسے اچھے طریقے سے سمجھانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ محرم نے اس کی بات پہ تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ عزہ اس کی حرکت پہ اپنا ماتھا پیٹتے اپنی جگہ سے اٹھی اور الماری میں گھس کر کپڑوں کو جانچنا شروع کر دیا۔

"عزہ ہٹ جاؤ میں اب اسے چینج قطعی نہیں کروں گی بس میں نے یہ نکال لیا ہے یہی پہنوں گی میں اب تم لوگ بھی تیار ہونا شروع کرو میں بھی جارہی ہوں پھر چھوٹے پاپا کی طرف نکلنا ہے پہلے ہی تاخیر ہوگئی ہے کیوں ماما بابا کو غصہ کرنے پہ مجبور کررہی ہو۔"

محرم ان دونوں کو شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں ہدایت کرتی اپنے کپڑے لے کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔ عزہ نے ناراضگی سے اس کی پشت کو تکا اور ان دونوں نے بھی اپنے اپنے فراکس نکالتے تیار ہونے کو ہی ترجیح دی تھی۔ حجاب اور عزہ کا فراک کافی حد تک مماثلت رکھتا تھا بس رنگت میں فرق تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ دونوں ہلکا پھلکا میک اپ کرتے اب بالوں کے ساتھ الجھ رہی تھی۔ اسی اثناء میں محرم بھی ہلکا پھلکا تیار ہوتے کمرے میں ہی آگئی۔ عزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس نے میک کے نام پہ صرف لبوں پہ ہلکے گلابی رنگ کی لپ سٹک لگانے کو ترجیح دی تھی اور آنکھوں میں کاجل کی لکیر ڈالے جو اس کی آنکھوں کو مزید دوآتشہ بنارہی تھی۔ عزہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

"ارے واہ آپی آپ تو اتنی سی تیاری میں بھی کسی پہ بھی بجلی گرا سکتی ہیں خیر آپ یہاں بیٹھیں میں آپ کو یہ پھول لگاتی ہوں۔ پھول اچھا لگے گا۔"

عزہ اس کے گال چومتی محبت سے بولی اور اسے اپنے آگے کرسی پہ بٹھایا۔ اس کی پھول والی بات پہ اس سے قبل کہ محرم اسے گھور کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوتی عزہ نے اس کے شانوں پہ دباؤ بڑھاتے اسے دوبارہ وہی بٹھا دیا۔

"اوہو گھوریں نہیں ادھر منہ کریں"

عزہ نے اس کا چہرہ آئینے کی جانب موڑا اور اس کے بالوں پہ لائٹ سا جوڑا بنا کر پھولوں کی لڑی اس پہ لپیٹ دی۔ بال گھنے اور لمبے ہونے کی بدولت جوڑا اس پہ نہایت جچ رہا تھا۔ ان دونوں نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اب دیکھیں پہلی دفعہ جا رہی ہے اپنے سسرال والوں سے ملیں گی خوبصورت لگنا تو بنتا ہے نہ۔"

عزہ اسے آنکھ مارتے ہوئے مزے سے بولی۔ محرم اس کی بات پہ ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھتے ہاتھ مسلتے ہوئے مسکرا دی۔ اس کے ہاتھوں میں ابھی بھی وہ چوڑیاں موجود تھی جو اذلان نے اسے پہنائی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب ایک ساتھ مراد ہاؤس کی جانب نکلے تھے۔ گھر شاہ ولاس کے راستے میں ہی تھا تو ان کا ارادہ ان کو لیتے شاہ ولاس جانے کا تھا۔

"معاذ بھائی کی باچھیں تو دیکھیں ذرا۔ توبہ ہے اس قدر شادی کے ندیدے ہیں یہ۔"

حجاب آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"ہاں تو میرا خوش ہونے کا حق نہیں ہے کیا اتنی منتوں مرادوں سے یہ دن آیا ہے کوئی مذاق ہے کیا اور تمہارے بھائی کو تو خیال ہی نہیں ہے لیکن مجھے اپنی بہنوں کا بہت خیال ہے کہ ان کی بھابھی بھی آنی چاہیے۔"

معاذ اپنے قمیض کو درست کرتے ہوئے صائم کو دیکھتے بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولا۔ سب اس کی بات پہ مسکرا دیے جبکہ صائم محض اسے گھور کر رہ گیا۔ انہی باتوں کے دوران وہ لوگ شاہ ولا پہنچ گئے تھے۔ آیت ایان وغیرہ وہاں پہلے ہی وہاں آ چکے تھے۔ یت کا دل تو بلکل نہیں تھا لیکن عالیہ بیگم کے اصرار پہ اسے مجبوراً یہاں آنا پڑا تھا ابھی بھی وہ یہاں آ کر بھی الجھی الجھی سی تھی۔ مسٹر اینڈ مسز شاہ نے ان سب کا بہت اچھی طرح استقبال کیا جبکہ محرم کو تو خاص اہمیت ملی تھی۔ عزہ اور حجاب تو اسے آنکھ مار کر ہاتھ جھلاتی آیت کو لیتے پریشے کے کمرے کی طرف چل دی۔ شازیہ

بیگم اسے ناجانے کن کن لوگوں سے ملوا رہی تھی جبکہ محرم اتنے سارے لوگوں کی موجودگی سے اچھا خاصہ گھبرا چکی تھی۔ گھبراہٹ اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"ویسے پھپھو اذلان بھائی جتنے کھڑوس ہیں بھابھی تو اتنی ہی نرم و نازک لگ رہی ہے اور یہ تو ان سے چھوٹی بھی لگ رہی ہے۔"

اذلان کی کزن مسز شاہ کو شرارت سے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ اس کی شرارت سمجھتے ہوئے مسکرا دی اور محبت سے محرم کی جانب دیکھا۔

"میرے اذلان کے ساتھ ایسی ہی پیاری سی لڑکی چاہیے تھی مجھے اور مجھے تو محرم کے طور پر اتنی پیاری بیٹی مل گئی ہے۔"

وہ پیار سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولی تو وہ فقط مسکرا دی جبکہ چہرے پہ ہلکی ہلکی سرخی پھیل گئی۔

"O my god u r blushing like seriously."

لائبہ حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے بولی۔ محرم اس طرح چوری پکڑی جانے پر گڑ بڑا گئی۔

"اچھا اچھا سوری سوری لیکن ابھی ہماری تعریف پہ یہ حال ہے تو جب اذلان بھائی۔"

"شش چپ کرو بری بات بھابھی ہے وہ تمہاری۔"

شازیہ بیگم محرم کی حالت دیکھتے اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔ وہ شاید کچھ زیادہ ہی بولتی تھی تبھی اپنی عادت کے مطابق شروع ہو چکی تھی۔

"اوہو ان سب باتوں میں اپنا تعارف تو کروانا بھول ہی گئی میں لائبہ اذلان بھائی کے ماموں کی بیٹی اور مجھے آپ سے مل کر بہت بہت اچھا لگا ورنہ میں سوچ رہی تھی کوئی سڑی ہوئی لڑکی نہ پسند کی ہو اپنی طرح کی جو ہم سے بات کرنا بھی پسند نا کرے مگر نہیں انہوں نے کوئی خزانہ ہی تلاش کیا ہے اور ہماری امیدوں پہ ذور و شور سے پانی پھیر دیا ہے۔"

محرم اس کی باتوں پہ مسلسل نرمی سے مسکرا رہی تھی۔اذلان جو نک سک سا تیار خوشبوؤں میں گھرا زینے اتر رہا تھا اسے اپنی فیملی کے ساتھ مہو گفتگو دیکھ کر اس کے رگ و جان میں سکون سا پھیل گیا اس کیلیے یہ احساس ہی بہت تھا کہ وہ اس کی ہے صرف اسکی اور اس گھر میں اس کی حیثیت سے موجود ہے۔اس کا وجود طمانیت سے بھر گیا۔

پریشے اور معاذ کی مایوں ایک ساتھ ہی شاہ ولا میں تھی۔مایوں میں بہت زیادہ تو نہیں لیکن چند قریبی سب لوگوں کو بلایا گیا تھا۔

پریشے پیلے کلر کے سادے سے شرارے میں ملبوس پھولوں کا زیور پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی معاذ نے بھی مہندی رنگ کا کرتا شلوار پہنا تھا باقی سب نے بھی مایوں کی مناسبت سے کپڑے پہنے تھے۔حجاب نے تو آتے ہی باقی لڑکیوں کے ساتھ ڈھولکی بجانا شروع کر دی تھی جبکہ محرم بھی ہر کام میں پیش پیش تھی۔آیت آج بھی خاموش خاموش سی ایک جگہ بیٹھی سب کو دیکھتے زبردستی مسکرانے کی کوشش میں ناکام تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہاں سے کسی طرح روپوش ہو جائے کہ کسی کی نگاہوں میں نا آئے۔سجاوٹ کا انتظام بھی اچھا خاصہ کیا گیا تھا۔پھولوں کی لڑیوں سے لدے ہوئے پردے جس کے آگے صوفہ رکھا گیا تھا جس پہ پیلے رنگ کی چادر چڑھائی

تھی۔ برقی قمقموں سے ہر چیز کا حسن دوبالا ہو رہا تھا۔ صوفے کے آگے زمین پہ ہی چادر بچھاتے اس پہ مختلف رنگوں کے کشنز رکھے ہوئے تھے جس پہ لڑکیاں براجمان ڈھولکی بجانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تحی۔

کچھ ہی دیر میں رسم کا آغاز ہوا تو پہلے سب بڑوں نے پریشے اور معاذ کی رسم کی پھر ایک ایک کر کے ساری ینگ پارٹی نے آنا تھا۔

بڑوں کی رسم کرتے ہی اب ان سب نے محرم اور اذلان کو زبردستی ساتھ بھیجا تھا۔۔ محرم نے پریشے اور معاذ کو تیل لگاتے اسے اپنے ساتھ لگاتے دل سے دعا دی تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"اللہ پاک آپ دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔"

"لے لو لے لو دعائیں بڑوں کی دعائیں بہت کام آتی ہے آگے کی زندگی میں۔"

عفان ہو اور کوئی چٹکلہ نہ چھوڑے یہ ہو نہیں سکتا تھا ابھی بھی اس کی بات پہ محفل تو زعفران بن گئی البتہ محرم اس کی بات پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"تم سے کسی اچھی بات کی توقع رکھنا مطلب خود کو جھوٹی تسلی دینے کے مترادف ہے۔"

محرم غصیلے لہجے میں بولی۔ اذلان اچھے سے سمجھ گیا تھا وہ کس بات پہ خائف ہے۔

"میں کہاں سے بڑی ہو بڑے تو وہ ہیں۔"

محرم نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو تسلی دی جبکہ عفان کو مزید بولنے سے چپ کرانے کیلیے اذلان کی ایک نظر ہی کافی تھی۔

"آمین اللہ تمھیں بھی بھائی کے ساتھ بہت خوش رکھے۔"

پریشے نے بھی اسے دعا دی تو سب مسکرا دیئے۔

ان کے رسم کرنے کے بعد آیت حجاب اور عزہ نے ساتھ رسم کی اور واپس ڈھولکی کے پاس آکر بیٹھ گئیں کہ اب انہیں سہی معنوں میں فنکشن سے لطف اندوز ہونا تھا جو ڈھولکی کے بغیر تو ناممکنات میں سے ایک تھی۔

آخر میں صائم ایان اور عفان نے رسم کرنی تھی صائم تو سنجیدگی سے رسم کرتے ایک جانب پر ہو گیا کیونکہ اسے یہ سب چیزیں سرے سے ہی پسند نہیں تھی۔ وہ اپنے کام سے کام رکھنا اچھے سے جانتا تھا جبکہ ایان اور عفان کی آنکھوں میں شرارت صاف واضح تھی۔ اگلے ہی لمحے دونوں ایک دوسرے کو آنکھوں کے ذریعے اشارہ کرتے آگے کی جانب بڑھے اور جلدی سے دونوں ہاتھوں پر تیل لگاتے معاذ اور پریشے کو لگا یا۔ یہ سب اتنی جلدی ہوا تھا کہ کسی کو بھنک بھی نا پڑی۔ وہ دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جواب دانت نکوس رہے تھے۔

"عفان تو بچنا مجھ سے۔"

معاذ نے دانت پیستے ہوئے منہ پہ ہاتھ پھیرتے اسے باور کرایا۔

"ہر بار بچ ہی جاتا ہوں اس بار بھی بچ جاؤنگا۔"

عفان نے ہاتھ نچاتے ہوئے اس کی بات کو سرے سے ہی چولہے میں جھونک دیا اور اس کی آگ سب سے زیادہ معاذ کے وجود پہ ہی لگی تھی۔

پریشے نے کچھ بولنا چاہا لیکن اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی ایان نے اسے اشارے سے روکنا ضروری سمجھا۔ پریشے نے اچھنبے سے اس کی سمت دیکھا۔

"ششش پریشے آپی دلہنیں خاموش بیٹھی ہوئی اچھی لگتی ہے زیادہ بولنے والی دلہنیں لوگوں کی نظروں میں آجاتی ہیں۔"

ایان نے کہتے ساتھ ہی سٹیج سے نیچے کی جانب دوڑ لگادی جہاں ڈھولکی پر بیٹھی حجاب اپنی سریلی آواز کے سر بکھیر کر سب کا سر درد کر چکی تھی۔ان سب نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو اس قدر پرجوشی سے گا رہی تھی جیسے اس سے زیادہ سریلی آواز اس دنیا میں کوئی ہو ہی نا۔

"حجاب یہ دیکھو بہن میرے ہاتھ چپ کر جاؤ پلیز تمھاری آواز نے سب کا سر درد کر دیا ہے۔"

عزہ باقاعدہ اس کے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔آیت کی چپ وہ سب بہت اچھے سے محسوس کر رہے تھے اور اب اس کا دھیان بٹانے کے لیے ہی یہ سب کیا جا رہا تھا۔

"نہیں میری آپی کی شادی ہے میں تو گاؤنگی۔آجاؤ آپ سب بھی ساتھ گاتے ہیں۔"

حجاب نے مسکراتے سب کو آفر کی تو سامنے کی طرف ایان عفان بھی خوشی خوشی براجمان ہو گئے۔

اب ان سب نے دو ٹیمز بنالی تھیں ایک لڑکوں کی ایک لڑکیوں کی۔ان سب کو دیکھتے حجاب کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا جس پر مسکراتے ہوئے وہ فوری عمل بھی کر گئی۔

"چلو ہم سب نے ٹپے گاتے ہیں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے لڑکوں کے تاثرات جانچنے چاہے جہاں زیادہ تو نہیں مگر تھوڑی سی پریشانی صاف پنہاں تھی۔لڑکیوں کو تو ٹپے آتے تھے تو سکون سے ہامی بھر دی جبکہ لڑکے ان سے چہرہ چھپاتے ایک دوسرے سے باتوں

میں مصروف ہو گئے۔ان سب کو زیادہ تو نہیں مگر کچھ کچھ آتے تھے ایان نے سرعت سے چھپتے چھپاتے گوگل بابا کا استعمال کیا اور دو تین رٹ لیے تبھی خاموشی سے ہار مان کر منع کرنے سے بہتر انہوں نے ہامی بھر لی۔

"اب جب سب کو آتے ہی ہیں تو شروع کریں۔"

عزہ نے سب میں پہلے بات کا آغاز کیا۔

"ہاں ہاں چلو سب شروع ہو جاؤ۔"

عفان بھی کہاں پیچھے رہتا دونوں آستینیں چڑھاتا فورا بول اٹھا۔

چٹا کوکڑ بنیرے تے

کاسنی ڈوپٹے والی یہ

منڈا عاشق تیرے تے۔

حجاب نے پریشے کو دیکھتے ہوئے معاذ کی طرف اشارہ کیا اور مسکرا کر ٹپہ گایا تو سب نے ہوٹنگ کرتے پریشے کو چہرہ جھکانے پہ مجبور کر دیا۔عفان نے معنی خیز نگاہوں سے اذلان کی جانب دیکھا اور مخصوص انداز میں گلہ کھنکھارا۔

کوئی بوٹا گلاب ہوے

عشق رولا دیندا

کوئی ی کیڈا وی نواب ہوے۔

اب کی بار عفان اذلان کو دیکھتا ہوا مزے بولا اذلان نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جبکہ باقی سب نے نظروں ہی نظروں میں اسے شاباشی دی جسے وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے وصول کر گیا۔ چند ساعتوں بعد عزہ کو شرارت سوجھی تو اس نے بھی اس پہ عمل کرنا ضروری سمجھا۔

سپ چڑھ گیا ٹُوٹی تے

کھچ کے چپیڑ ماراں تیری سڑی ہوئی بُوتھی تے۔

عزہ نے عفان کی طرف دیکھتے ہوئے قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے ٹپہ گایا تو ایکدم محفل زعفران ہو گئی جبکہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ صبر کے گھونٹ بھرتے منہ بسور کر رہ گیا۔

ٹپے ٹپے دی دے واری

میں کڑی پنجابیاں دی

تیرے ٹپے تو نہ ہاری۔

یہاں پریشے کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے وہی سب کے منہ حیرت کے مارے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ان سب نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو کہی سے بھی دلہن والا تاثر نہیں پیش کر رہی تھی۔ ایان سے رہا نہ گیا تبھی بول اٹھا۔

"آپ کہاں سے پنجابی بہن۔"

اس کے تجسس سے پوچھنے پر سب کا مشترکہ قہقہہ فضا میں گونجا جبکہ پریشے گڑبڑا گئی۔

"او میرے بھائی ٹپے ہیں تو آم کھا گٹلیاں نا گن آیا وڈا آپ کہاں سے پنجابی۔"

معاذ سے برداشت نا ہوا تو وہ کٹیلے لہجے میں بولتے اس کی اچھی خاصی کر گیا۔ ایان نے خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

تیرے سوہنے مکھڑے تے تل ماہیا۔

دل اتے دل رکھ کہ ٹھوک دے کیل ماہیا۔"

عفان نے اب کی بار محرم کے تل کو نگاہوں کے حصار میں لیتے اذلان کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے یہ الفاظ اس کے نہیں بلکہ اذلان کے ہو۔ جہاں محرم اس کے سب کے سامنے یوں کہنے پر سٹپٹا گئی وہی سب کا دھیان اپنی جانب مبذول ہوتا دیکھ وہ نگاہیں جھکا گئی۔ اذلان نے محبت پاش نگاہوں سے اس کے ٹھوڑی کے تل کو تکا تھا۔ نگاہیں بے لگام ہوتی دیکھ وہ خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

چھلا میرا جی ڈھولا

کوئی کپ وچ ٹی ماہیا

ایک فریش سلفی ان باکس کر

آئی وانٹ ٹو سی ماہیا۔

معاذ کے انداز پر پریشے نے پہلو بدلا جبکہ سب نے شرارت سے سیٹی بجائی۔

"معاذ بھائی اب تو روز ہی دیکھنا ہے تسلی رکھیں۔"

عزہ نے ہستے ہوئے اسے باور کرایا۔ معاذ سر کھجا کر رہ گیا۔

"ہاں تو ہم دل و جان سے تیار ہیں۔"

معاذ لوفرانہ انداز میں بولا تو سب نے مسکراہٹ دبائی جبکہ پریشے دانت پیس کر رہ گئی۔

یہ بس شادی سے پہلے کے چونچلے ہیں شادی کے بعد بیگم آپ اپنے مائکے کب جا رہی ہیں کتنے دن کیلیے جا رہی ہیں ابھی دو دن مزید ٹھہر جائیں یہ سب ہوتا ہے۔

اب کی بار آیت سے رہا نا گیا تو اسے سنانے والے انداز میں بولی۔ بھلا وہ کب تک خاموش رہ سکتی تھی ان سب کو آپس میں ہنستا مسکراتا دیکھ اب اس میں سکت بھی نہیں تھی۔ معاذ اس کی بات پہ کھسیاہٹ سے قہقہہ ضبط کر کے رہ گیا کیونکہ سنا تو اس نے بھی کچھ حد تک ایسا ہی تھا۔

ساڈے بوئے اگے سپ بیندا

ہس کے نہ لنگیا کرو ساڈے ماں پیو نوں شک پیندا۔

ایان کے کہنے پر آیت جو کب سے بمشکل مسکرا رہی تھی اب کھل کے مسکرائی تھی۔

"آپی چلیں اب آپ کی باری۔"

محرم سب کا رخ اپنی طرف ہوتا دیکھ گڑ بڑا گئی۔

"نہیں مجھے نہیں آتے تم لوگ گاؤ نہ میں بس سن رہی ہوں تم سب کو۔"

محرم سب کا دھیان اپنی جانب سے ہٹاتے ہوئے بولی۔ اذلان جو سنجیدگی سے اپنے موبائل میں مصروف تھا کیونکہ اس کو اس قسم کے کھیل میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی بس ان سب کی باتوں پہ مسلسل مسکرا رہا تھا لیکن محرم کی باری آتا دیکھ بظاہر موبائل پہ مصروف ہو کر اپنا سارا دھیان محرم کی طرف لگا دیا۔ سب کے اصرار پر ایک نظر اذلان کو موبائل پہ مصروف دیکھ کر گہرا سانس بھرتے ہلکی آواز میں ایک ٹپہ گایا۔

کوئی چٹے رومال ہوندے

اوتے خوش وسدے سجن جناں دے نال ہوندے۔

محرم نے پریشے کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں گایا تھا مگر اس کی ہلکی آواز بھی ازلان کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔ازلان کی موجودگی میں اس کے کہنے پر سارے لوگوں نے زبردست قسم کا شور مچایا تھا۔ محرم اب ان سب کی بدتمیزی پہ جی کڑا کر روہانسی ہوتے چہرہ جھکا گئی۔ازلان اس کی حالت دیکھ رخ موڑ کر مسکراہٹ دبا گیا۔

ہتھ جوڑا پکھیاں دا

اک واری تک سوہنا

کی جاندا اے اکھیاں دا۔

کب سے خاموش بیٹھی آیت نے بے دھیانی میں ٹپہ گایا تو سب کو اپنی طرف دیکھتا پایا تو جھینپ کر مسکرا دی۔ سب نے شکر ادا کیا کہ وہ کچھ بولی تو اور اس فہرست میں سب سے اوپر صائم خان تھا۔

کوئی چوزہ ہل چایا

ساڈی غلطی اے

نہیں سوچ کے دل لایا۔

صائم کی نظریں خود پر کافی دیر سے محسوس کر رہی تھی مگر اب نگاہوں کے ساتھ ساتھ اس کی بھاری آواز سنتے اس نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا تو اسے خود کو تکتا پا کر گڑبڑا کر نظریں پھیر گئی۔

روٹی اتے بوٹی اے۔

روٹی اتے بوٹی اے۔

سب دے ویاہ ہوگئے میری قسمت کھوٹی اے۔

عفان کہاں بعض آنا تھا پھر سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تو سب کا دوبارہ قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

"ترسی ہوئی عوام۔"

عزہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

"تومت ترساؤنہ"

عفان اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا تو وہ گڑبڑا گئی

جبکہ اس کی حرکت پہ عفان کھل کر ہنس دیا۔

بلی چڑھ گی گلاساں تے

ادی راتی پانی منگیا

موکی مارو گی ناساں تے۔

جوابی کاروائی لائبہ کی طرف سے ہوئی جو کافی دیر سے ان سب کو گاتا دیکھ رہی تھی لیکن اب برداشت نہ ہوا تو بول پڑی اس کے ٹپے پہ سب نے زبردست قسم کی داد دی اسے البتہ عزہ نے اسے دیکھ کر فضول میں ہی دانت پیسے۔ ناجانے کیوں اس کے یوں گانے پہ اسے اچھا خاصہ تاؤ آیا تھا۔

"اذلان بھائی سب نے گایا ہے آپ رہ گئے ہیں۔"

عزہ اذلان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی تاکہ وہ بھی اس چیز میں حصہ لے۔

"بلکل نہیں مجھے یہ چیزیں بلکل نہیں پسند آپ لوگ کرو میں ویسے بھی ذرا جا رہا ہوں کام ہے مجھے کوئی۔"

اذلان ان سب کو ہری جھنڈی دکھاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تو سب اس کے انکار پہ منہ بسور گئے۔

"آج کے دن بھی کام آپی آپ ہی کچھ کہہ دیتی۔"

عزہ کے ایک دم سے خود کو کہنے پہ وہ نظریں چرا گئی۔ بھلا وہ کیا کہہ سکتی تھی اسے۔ اس کا دل تو فقط اس کا نام سن کر ہی لرز جاتا تھا اس کے سامنے بولنے کی ہمت نا جانے اس میں کب آنی تھی۔ اسی طرح مزاق مستی کے دوران وقت کب گزر گیا پتہ ہی نہیں چلا کافی دیر بعد جب تحریم بیگم نے ٹائم کا احساس دلایا تو ان سب کی محفل اختتام کو پہنچی تھی۔

****

"محرم بیٹا ذرا بات سننا۔"

محرم جو پریشے کے ساتھ کچن میں پانی پینے آئی تھی پریشے تو وہاں سے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی تاکہ ہلکی پھلکی ہو سکے مگر شازیہ بیگم کی نگاہ محرم کی جانب اٹھ گئی جو خود بھی لاؤنج کی جانب ہی جا رہی تھی مسز شاہ کی آواز کی سمت متوجہ ہوئی جو اسے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

"جی آنٹی۔"

محرم نے مسکراتے نرمی سے جواب دیا۔ شازیہ بیگم اس کے لہجے میں گھلی مٹھاس پہ ہی تو فدا تھی۔

"میں پریشے کو دیکھ رہی تھی کافی دیر سے لیکن وہ کہی نظر ہی نہیں آ رہی آپ یہ پریشے کو دے آتی ہو اس کے کمرے میں۔"

انہوں نے محرم سے استسفار کیا تو اس نے نا چاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا دی۔

"لیکن آنٹی کمرہ کونسا ہے۔"

مسز شاہ جو عجلت میں واپس جا رہی تھی محرم کی آواز سن کر اس کی طرف مڑی اور زینوں کی جانب دیکھا۔

"بیٹا اوپر جا کر دوسرا کمرہ ہے۔ ذرا جلدی پہنچا دینا میری جان۔"

وہ مسکراتے ہوئے اسے تاکید کرتے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی تو محرم بھی زینے چڑھنے لگی۔

"اب یہاں سے کونسا دوسرا اس طرف بھی ہے اور اس طرف بھی آنٹی نے اس طرف اشارہ کیا تھا ادھر ہی ہوگا۔ مگر اگر کسی اور کا کمرہ ہوا تو نہیں مگر آنٹی نے اسی طرف اشارہ کیا تھا اگر اس جانب ہوتا تو آنٹی اسی جانب کرتی۔"

محرم ایک ہاتھ میں اپنا فراک سنبھالتے ہوئے بولی کیونکہ لمبا ہونے کی بدولت وہ پیروں کو چھو رہا تھا۔ وہ شاہ ولاس پہلے کبھی نہیں آئی تھی تبھی یہاں کے کمروں کا بلکل بھی اندازہ نہیں تھا۔ محرم نے ہولے سے کمرے کا لاک کھولا اور اندر کمرے میں جھانکا تو کسی بھی زی روح کا نام ونشان نہیں تھا۔ بیڈ کی چادر پہ ایک بھی شکن نہیں تھی جیسے کوئی کمرے میں آیا ہی نا ہو البتہ کمرہ اتنا بڑا تھا کہ محرم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔ یہ نہیں تھا کہ ان کا گھر چھوٹا تھا مگر یہ کمرہ تو اس کے گھر کے دو کمروں کے برابر تھا۔

"اتنے بڑے کمرے میں کون رہتا ہے اور یہاں تو پریشے ہے ہی نہیں کیا پتہ نیچے چلی گئی ہو میں رکھ کے چلی جاتی ہوں۔ آنٹی کو بتادوں گی کہ پریشے کمرے میں نہیں ملی مجھے۔"

وہ اپنے دھیان میں بولتے ہوئے ڈبہ بیڈ پہ رکھ رہی تھی کہ واشروم سے آتی پانی کی آواز سن کر اندازہ ہوا کہ وہ کمرے میں ہی ہے اور نہا رہی ہے۔ اسلیے اس کے انتظار میں بیڈ پہ ہی جم کر بیٹھ گئی اور اپنی ٹانگیں جھلانے لگی۔ ابھی تک اس کا دھیان اپنے پیچھے دیوار پہ نہیں گیا تھا ورنہ یہاں بیٹھنے کی غلطی کبھی نہ کرتی۔ وہ کمرے کا تفصیلی معائنہ کر رہی

تھی۔ کمرے کی ایک ایک چیز اس کے اعلیٰ ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ واشروم کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پر اس نے چونک کر پیچھے دیکھا تو ایکدم سٹپٹا کر اچھل کر بیڈ سے کھڑی ہوئی آنکھیں آخری حد تک پھیل گئی جبکہ دل کی دھڑکن اس کی موجودگی میں تھم چکی تھی۔ اذلان جو فریش ہونے گیا تھا اپنے کمرے میں محرم کی موجودگی دیکھ کر پہلے تو جی بھر کر حیران ہوا لیکن پھر چہرے بھی دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔ اسے شرٹ لیس دیکھ کر محرم کے پسینے چھوٹ گئے۔ کندھے پہ ٹاول ڈالے سینہ بھی نم تھا شاید وہ نہا کر آیا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

وہ بوکھلاتے ہوئے بولی۔ اذلان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں یہاں کیا کر رہا ہوں مطلب یہ میرا ہی کمرہ ہے محترمہ۔"

وہ میرا کمرہ پہ زور دیتے ہوئے بولا تو محرم اس کی بات پہ ہونق زدہ رہ گئی۔

"نہیں تو یہ تو پریشے کا کمرہ ہے مجھے آنٹی نے بتایا ہے۔"

وہ بھی اپنے ہی موقف پہ قائم تھی۔ اذلان نے دلچسپی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا تو یہ پریشے کا کمرہ ہے۔"

اس کی بات پہ محرم نے دھڑکتے دل سمیت اثبات میں سر ہلایا۔

"میں نے اس سے پہلے صرف سنا تھا مگر اب اندازہ ہو گیا ہے کہ سچ میں میرے کمرے میں آنے کے بعد سب کے حواس گم ہو جاتے ہیں۔"

وہ اس کی غائب دماغی پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا۔ محرم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اسکی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی کیونکہ اذلان نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ بیڈ کے عین اوپر لگے پورٹریٹ کی جانب مبذول کروا چکا تھا۔

"مطلب میں غلط کمرے میں آ چکی ہوں۔"

وہ حلق تر کرتے ہوئے بڑبڑائی۔ اذلان نے تحمل سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرے کمرے میں آنے سے قبل اپنے حواس ٹھکانے لگا کر آیئے گا ورنہ مجھے بہت اچھے سے لگانے آتے ہیں اور رہی بات غلط کمرے میں آنے کی تو آپ بلکل ٹھیک کمرے میں آئی ہیں۔

وہ اس کی کنپٹی پہ انگلی بجاتے ہوئے مسکراتے لہجے میں بولا۔ محرم چہرہ جھکاتے انگلیاں چٹخانے لگی۔

"وو۔ وہ میں تو پریشے کے کمرے میں آئی تھی مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ آپ کا کمرہ ہے۔"

محرم روہانسی ہوتے ہوئے بولی ایک تو ویسے ہی شرمندگی کے مارے دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

"کوئی بات نہیں اب تو یہ آپ کا بھی کمرہ ہے میرے علاوہ آپ ہی اس روم میں دھڑلے سے آسکتی ہیں۔"

اذلان اس کی حالت سے حظ اٹھاتے شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے بولا جس کی نظریں مسلسل جھکی ہوئی تھی۔

"میں چلتی ہوں۔"

محرم ہکلا کر بولتے اس سے پہلے وہاں سے جاتی عین اسی وقت اذلان نے اسے نرمی سے اپنی جانب کھینچا۔ نا جانے کیوں اسے اپنے سامنے دیکھ کر وہ ہمیشہ سے ہی اپنے جذبات پہ قابو نہیں رکھ پاتا تھا۔

"یہ کک کیا کر رہے ہیں۔"

محرم سہم کر بولی جبکہ ازلان کی نظریں مسلسل اس کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھی جو سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں آج ہی رخصتی کر لینی چاہیے تھی۔"

وہ مخمور لہجے میں اپنا چہرہ اس کے چہرے کے پاس لاتا ہوا بولا تو محرم آنکھیں میچتے رخ موڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔

اس نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی کے تل کو ہولے سے انگلی سے چھو کر ماتھے پہ اپنا پر شدت لمس چھوڑا جبکہ اسے سلگتے ہونٹ اپنے ماتھے پہ محسوس کر کے وہ جی جان سے کانپی جبکہ آنکھوں میں ہلکی سی نمی آ گئی جسے ازلان نے انگلی کے پوروں سے صاف کیا اور اسے اپنے حصار سے آزاد کیا اس کے چھوڑتے ہی محرم وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ افراتفری میں وہ ڈبہ بھی اسی کے بیڈ پہ چھوڑ گئی تھی۔

"اتنی نازک مزاجی مسز کیسے چلے گا۔"

ازلان بڑبڑانے والے انداز میں بولتے ہوئے ہنس دیا

جبکہ محرم آتے دیوار سے پشت ٹکاتے گہرے گہرے سانس لے کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر اس کا لمس اپنی پیشانی پہ محسوس کر کے چہرہ پھر سے سرخ پڑ گیا وہ کانپتے ہاتھوں سے ماتھے سے آیا پسینہ صاف کرتے نیچے کی طرف چل دی۔

****

یہ تین دن کس طرح مصروفیات کے نذر ہوئے پتہ ہی نہیں چلا اور محرم کی رخصتی کا دن بھی آپہنچا تھا اسی بدولت وہ صبح سے پورے گھر میں حیران پریشان گھوم رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سب کچھ کینسل کروادے۔

"آپی بس بھی کردیں اب آج رخصتی ہے آپ کی اور آپکے کام نہیں بند ہو رہے۔"

عزہ جو مسلسل اسے کاموں میں مصروف دیکھ رہی تھی تنگ کر بولی۔

"آپی کو نہ ٹینشن ہو رہی ہے دراصل اسلیے تو اپنے آپ کو مصروف رکھ رہی ہیں۔"

آیت بھی شرارت آمیز لہجے می بولی تو سب اس کی بات پہ مسکراہٹ دبا گئے جبکہ محرم خفت سے سرخ پڑ گئی۔

"آپ کو وقت کا ذرا سا بھی احساس نہیں ہے ویسے آپی کیا ہو گا آج آپ کی رخصتی اور کل بھابھی کی حیثیت سے پریشے آپی کی شادی میں ہونگی آپ کیسا محسوس کر رہی ہے۔"

حجاب ہاتھوں کا مائک بنائے اس کے منہ کے آگے کرتے ہوئے مصنوعی اینکر بنتے ہوئے بولی۔ محرم نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پتہ نہیں تم سب مجھ سے بات مت کرو۔ فضول میں تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔"

محرم جو پہلے ہی گھبرا رہی تھی ان لوگوں کی حرکتوں سے تنگ آکر بولی جو مسلسل اسے زچ کر رہی تھی۔

"اچھا اب نہیں کرتے نہ اب دیکھیں بیوٹیشن آنے والی ہے پیارا پیارا تیار ہونا ہے آپ نے آخر اذلان بھائی کے ہوش بھی تو اڑانے ہے۔"

آیت جو اب تھوڑا تھوڑا نارمل ہو رہی تھی محرم کو چھیڑتے ہوئے بولی تو محرم کو بے ساختہ پچھلی ملاقاتیں یاد آئی جس کی بدولت مساموں سے پسینہ چھوٹ پڑا اور چہرے پہ سرخی چھا گئی۔

ان تینوں نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ محرم ان تینوں کے اس طرح دیکھنے سے گھبرا گئی۔

"کیا ہے ایسے کیوں گھور رہی ہو تم تینوں مجھے۔"

وہ ان تینوں پہ مصنوعی رعب جھاڑتے ہوئے بولی۔ اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتی اتنی دیر میں تحریم بیگم نے بیوٹیشن کے آنے کی اطلاع دی تو وہ تینوں بھی محرم کی تیاری میں اس کا ساتھ دینے لگی۔ عزہ نے چوڑیاں پہنانے کیلیے محرم کا ہاتھ پکڑا تو اسے ٹھنڈا دیکھ کر پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جو پریشان نظر آ رہی تھی۔

"آپی کیا ہو گیا ہے ریلیکس کریں نہ اتنا ٹھنڈی کیوں ہو رہی ہے۔"

عزہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولی تو محرم بے ساختہ اپنے دل کی بات اس سے کہہ گئی۔

"تمہی نہیں نہ پتہ انکا۔"

بے دھیانی میں محرم بول تو گئی مگر کہہ کر آنکھیں سختی سے میچتے زبان دانتوں تلے دبا گئی کیونکہ عزہ کی حیران نگاہیں اب اسی پہ جمی تھی۔

"کن کا نہیں پتہ آپی۔"

حجاب نے اچھنبے سے استفسار کیا تو وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی

"کسی کا نہیں سب کا تو پتہ ہے۔"

وہ پھر سے پریشانی میں الٹا سیدھا بول گئی۔

"آپی مجھے ایک بتائیں۔"

محرم نے اس کی بات پہ سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ میں آیت کی روح کہاں سے آگئی ہے۔"

عزہ کے سنجیدگی سے کہنے پر محرم اور آیت اسے گھور کر رہ گئی جبکہ حجاب قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"دانت اندر کرو۔"

آیت دانت پیستے ہوئے تحکم بھرے لہجے میں بولی تو وہ اس کی بات کو کسی کھاتے میں نالاتے مزید زور سے ہنس دی۔ بیوٹیشن بھی ان کی اس نوک جھوک سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ مہمانوں کے آنے کا وقت ہوتا دیکھ وہ تینوں بھی تیار ہونے چل دی کیونکہ آج میزبان ہونے کی بدولت وہ کسی صورت تاخیر نہیں کر سکتی تھی۔

"آپی آپ اتنی اچھی لگ رہی ہے کہ اذلان بھائی تو لٹو ہو جائے گے۔"

اس کے ذہن میں آیت کی بات گونجی تو دل بے ساختہ دھڑک اٹھا اس نے پریشانی سے ہاتھ مسلنا شروع کر دیے۔

"میم آپ تیار ہیں۔"

بیوٹیشن کے کہنے پر اس نے پشت چھوڑتے اپنے آپ کو جوں ہی آئینے میں دیکھا تو ذہن میں پرانی باتیں گونجی۔

چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا اور لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ معدوم ہو گئی لیکن جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال کر اسے دیکھ کر ہولے سے مسکرائی تو وہ بھی مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد وہ تینوں بھی نک سک سی تیار وہی آگئی۔ ان کے لبوں سے محرم کو دیکھ کر بے ساختہ کورس میں واؤ نکلا تھا۔

"آپی سیاں جی آگئے ہیں نیچے بس تیاری پکڑ لیں۔"

عزہ اسے آنکھ مارتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولی تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ ماضی کی باتیں کانچ کے ٹکروں کی مانند اس کے دل میں چبھ رہی تھی۔ کچھ ساعتوں بعد بارات کے آنے کی اطلاع دی گئی وہ تینوں محرم کو تسلی دے

کر اسے کمرے میں چھوڑ کر نیچے کی طرف جانے لگی کے کچھ یاد آنے پر عزہ پیچھے مڑی اور شرارت سے محرم کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپی آپ نیچے تو نہیں آسکتی ابھی لیکن کھڑکی سے دیکھ سکتی ہیں اپنے ان کو میرا مطلب بارات کو۔"

عزہ مسخرے پن سے بولی لیکن محرم کی کٹیلی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے وہ آنکھ ونک کرتے ہوئے کمرے کا دروازہ عبور کر گئی جبکہ محرم وہی بیٹھ کر اپنی بڑھتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔اتنی دیر میں تحریم بیگم کے ساتھ صائم کمرے میں داخل ہوا تو انہیں دیکھ کر محرم کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی۔صائم نے فوراً سے پہلے آگے ہو کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور ماتھے پہ پیار کیا۔

"رونا بلکل نہیں چڑیل لگو گی اور میں نہیں چاہتا کہ میرا دوست آپ کو دیکھ کر ڈر جائے۔"

صائم ہلکے پھلکے انداز میں بولا تو وہ سب ہنس دیے جبکہ آیت نے اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد چہرہ پھیر لیا۔اس سے زیادہ دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی ناہی اب وہ اپنے دل کو کوئی جھوٹی تسلیاں دے سکتی تھی تبھی اس نے اسے جھڑکتے ہوئے سنبھال لیا تھا۔اس کی حرکت صائم کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی تبھی اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گیا اپنا نظرانداز کیا جانا اسے بلکل برداشت نہیں ہوا تھا۔

"صائم اسے آپ لے کر آنا میں نیچے جاتی ہوں آپ بھی کچھ دیر تک آجانا۔"

تحریم بیگم اسے سنجیدگی سے تاکید کرتے نیچے چلی گئی۔وہ ان کی بات پہ سر ہلا کر رہ گیا۔

"بھائی پلیز مجھے ابھی مت بھیجیں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اگر پھر سے ویسا کچھ۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی صائم کو تڑپا گئی۔

"محرم بری بات آئندہ میں آپ کے منہ سے کچھ نا سنوں ایسا ویسا۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولتے سینے میں بھینچ گیا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ وہ اس دردناک دن کو بھول گئی ہے مگر اس کی باتیں تو ابھی بھی اس کے ذہن میں تازہ تھی۔ کچھ دیر بعد تحریم بیگم کے بلانے پہ وہ لوگ اسے نیچے لے جانے کی تیاری کرنے لگے۔ عزہ اور حجاب تو آگے آگے چل رہی تھی تھی صائم محرم کو لیے ان کے پیچھے چل رہا تھا آیت بھی اپنی سوچوں میں گم اسی کے ساتھ چل رہی تھی کہ آخری سیڑھی پہ پہنچتے ہی اس کی نظر محرم کے ڈوپٹے پہ پڑی جس کی پن کھل چکی تھی اس نے بے ساختہ عزہ اور حجاب کی تلاش میں نظریں گھمائی تو وہ سامنے کھڑی تھی۔ ان کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے خود ہی ہمت کی اور صائم کی جانب دیکھا۔

"ایک منٹ رکیں۔"

آیت کے اس طرح مخاطب کرنے پر صائم نے حیرانگی سے اسے دیکھا تو وہ گھبرا گئی۔

"وہ ڈوپٹہ سہی کرنا ہے آپی کا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے ساتھ ہی آگے آئی اور اس کے شانے سے ڈھلکا ڈوپٹہ پن اپ کرنے لگی۔ محرم نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری جوڑی ہے تم نے بتایا نہیں تحریم کہ اپنے بیٹے کا بھی رشتہ کر دیا ہے۔"

تحریم بیگم کی دوست ان دونوں کو محرم کے ساتھ دیکھ کر یہ ہی سمجھی کہ انہوں نے صائم کا بھی رشتہ پکا کر دیا ان کی بات پہ تحریم بیگم نے اچھنبے سے اس طرف دیکھا مگر آیت پہ نگاہ پڑتے ہی وہ ہولے سے مسکرا دی جبکہ صائم کے پیشانی پہ بل نمودار ہوئے اس کی اس حرکت کو آیت نے بہت شدت سے محسوس کیا تھا۔ ان کی بات پہ لرز تو وہ بھی

گئی تھی مگر صائم کا ردِ عمل دیکھ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ محرم نے بھی اس کی اڑی اڑی رنگت دیکھ مسکراہٹ دبائی۔

"ارے آنٹی جی رشتہ تو دور کی بات ہماری شادی بھی ہو چکی ہے اور مزید اب ہمارے تو بارہ بچے بھی ہے آپ نے دیکھیں نہیں کیا آیت تم نے ملوایا نہیں انہیں آنٹی سے۔"

بارہ بچے سن کر وہاں موجود سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی جبکہ آیت نے چہرہ جھکاتے اپنا حلق تر کیا۔ شرمندگی کے احساس سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"بارہ بچے بیٹا اور اتنی سمارٹ ہو کیا کرتی ہو ایسا جو موٹی ہی نہیں ہوئی۔"

وہ آنٹی اب کی باری اشتیاق سے بولی تو سب کی موجودگی میں ایسی بات پہ وہ پانی پانی ہو گئی۔ چہرا لال انار ہو گیا۔ محرم کی کب کی رکی ہوئی ہنسی چھوٹ گئی۔ تحریم بیگم نے اپنی دوست کو ان کے مذاق کے بارے میں بتایا تو وہ صائم کو آنکھیں دکھا کر رہ گئی۔ صائم نے بھی دلکشی سے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔ آیت نے تو ان سب کی موجودگی دیکھ وہاں سے کھسکنا ہی بہتر سمجھا مبادہ وہ کسی نئے مزاق میں ہی نا پھنس جائے اور یہاں کسی سے کوئی بعید بھی نہیں تھا۔

"چلو اب راستے میں ہی کھڑے ہو گئے ہو۔"

معاذ وہاں آ کر مدھم لہجے میں بولا اور محرم کی ایک طرف آ کر اس کو حوصلہ دیا تو وہ اسے دیکھ کر ہولے سے مسکرا دی۔ اب وہ درمیان میں جبکہ دونوں اطراف میں اس کے شیر جوان بھائی موجود تھے ایک لڑکی کیلیے یہی احساس ہی بہت ہوتا ہے کہ اس کے بھائی ہر مرحلے میں اس کے ساتھ ساتھ ہو۔ اسے آج اپنی قسمت پہ رشک سا آیا تھا۔ لان میں پہنچتے ہی محرم کو اپنی جانا آتا دیکھ اذلان سنجیدگی سے کھڑا ہو گیا البتہ دل نے آج الگ ہی پر لے پہ شور مچایا

ہوا تھا۔ ہاں آج اس کی جیت ہو گئی تھی آج وہ اس کے نام مکمل طور پہ لکھی گئی تھی۔ کتنا انتظار کیا تھا اس لمحے کا اور وہ آج آ ہی گیا تھا۔ سٹیج کے نزدیک پہنچتے ہی ازلان نے اس کے آگے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تو محرم نے جھجک کر اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا۔ ازلان نے اس کا کانپنا صاف محسوس کیا تھا اس لیے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیا کبھی نہ چھوڑنے کیلیے۔ محرم کے چہرے پہ ایک رونق سی در آئی تھی۔ ازلان نے پہلے محرم کو بٹھاتے پھر خود جگہ سنبھالی۔ اس کی باوقار شخصیت دیکھ وہاں موجود ہر انسان اس سے مرعوب دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اس کا کانپنا بخوبی محسوس کر رہا تھا۔ ازلان کے بیٹھتے ہی وہ خود میں سمٹتے تھوڑا فاصلہ قائم کر گئی محرم کی معصومانہ حرکت پر ازلان کے لب نا چاہتے ہوئے بھی بہت خوبصورت انداز میں مسکرائے۔ اس نے نا محسوس انداز میں محرم کے قریب جھکتے سرگوشی میں اسے تسلی دی تاکہ وہ سکون کر سکے۔

"ریلیکس مسز کچھ نہیں ہوا ہے آپ ایزی رہیں۔"

اس کے ہاتھ کی پشت ہولے سے سہلاتے اسے تسلی دی تاکہ وہ کچھ نارمل ہو اور ہوا بھی ایسا ہی کچھ دیر بعد وہ زیادہ نا سہی کچھ حد تک پر سکون ہو گئی تھی۔ ابھی انہیں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ عزہ حجاب اور آیت دودھ کا گلاس لئے اسٹیج پر آ گئی باقی سب تو پہلے ہی انہی کے پاس تھے۔ ان کا ارادہ زور و شور سے دودھ پلائی کی رسم کرنے کا تھا۔ وہ محرم کی شادی کی کسی بھی تقریب میں پیچھے نہیں رہنا چاہتی تھی۔

"ہیلو کدھر یہ کیا ہے اب۔"

ایان نے انہیں یوں آتا دیکھ کر حیرت سے سوال کیا اور ان کا راستہ روک کر آگے کھڑا ہو گیا۔

"تم سے مطلب سائیڈ پر ہو ہم آپی اور ازلان بھائی کے پاس جا رہے ہیں۔"

حجاب نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے جتانا ضروری سمجھا اور اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے آگے بڑھتے اذلان کے پاس پہنچ گئیں۔ آج تو حجاب کے بدلے تیور دیکھ کر ایان کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

"ہوش میں آ میرے بھائی اور چل چلی گئیں وہ لوگ اس کے پہلے بھائی کی ساری جیب خالی کر دیں انہی کے پاس چلتے ہیں۔"

عفان نے آکر اس کی کمر میں دھموکا جڑتے اسے ہوش دلایا اور اسے تقریباً کھینچتے ہوئے اذلان کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔

"جی فرمایئے کیا چاہیئے آپ کو۔"

اب کے عفان نے استسفار کیا۔

"اس لمحے صرف آپ کی خاموشی اسی لیے اپنی فضول کی بکواس بند رکھیے گا۔"

عزہ اس کے سوالوں پہ چڑ کر بولی۔

"جس دن ہم خاموش ہوئے نا اس دن یہ محفلیں بے رونق ہو جائیں گی اور ہماری اس خاموشی سے سب سے زیادہ فرق بھی آپ کو ہی پڑے گا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔ عزہ اس کی باتوں پہ عش عش کر اٹھا۔

"آزما کر دیکھ لیجیے گا آپ کی امیدوں پہ ہم قطعی پورا نہیں اتروں گی۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔ عفان پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔

"آپ اپنا کام ہی کریں ہم اپنے جیجو کے پاس آئے ہیں۔"

حجاب نے اسے ٹکا کر جواب دیتے اذلان کو مخاطب کیا۔

"اذلان بھائی آپ نے یہ دودھ پینا ہے لیکن اس سے پہلے آپ کو اس کے پیسے دینے پڑینگے۔"

عزہ نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے اذلان مو مخاطب کیا۔

"اور ہم کیوں دینے لگے پیسے بھائی میں بتا رہا ہوں آپ نے ایک روپیہ نہیں دینا ان بھکاڑیوں کو۔"

عفان نے پہلے عزہ کو مخاطب کرتے پھر اذلان سے حکم صادر کیا تو اذلان نے اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکائی۔

"کیوں نہیں دینگے یہ رسم ہوتی ہے اور اذلان بھائی کو یہ دودھ بھی پینا پڑے گا وہ بھی لازماً اور پیسے بھی دینے ہونگے۔"

حجاب نے کمر پر ہاتھ رکھتے پورے لڑاکا انداز میں کہا تو سب کے قہقہے فضا میں بلند ہوئے۔

"اچھا اچھا بتائیں کتنے پیسے چاہئے آپ لوگوں کو۔"

اذلان نے مسکراتے ہوئے مصالحتی لب و لہجے میں بولتے اپنا رخ ان کی جانب کرتے پوچھا۔

"زیادہ نہیں اذلان بھائی آپ ہمارے بھائی ہیں نہ اس لئے رعایت کے ساتھ بس پچاس ہزار روپے۔"

آیت نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس کے اعصابوں پہ بم پھوڑا۔اذلان نے تنقیدی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جبکہ باقی سب مسکراہٹ ضبط کرکے رہ گئے۔

"پچاس ہزار کچھ کم نہیں۔رہنے دو بھئی اذلان گھر جا کر پی لیگا دودھ انکا لایا گیا دودھ بہت مہنگا ہے۔"

صائم کے کہنے پر آیت پہلو بدل کر رہ گئی جبکہ عزہ سے رہا نا گیا تو بول اٹھی۔

"بھائی آپ کو ہمارا ساتھ دینا چاہئے یہاں آپ کی بہن کی شادی ہو رہی ہے۔"

عزہ نے ناراضگی بھرے لہجے میں اسے جتایا۔صائم اس کی بات پہ کھل کر ہنس دیا۔

"ارے ہم تو آپ لوگوں کا ساتھ دینے کے لئے دل و جاں سے تیار ہیں تبھی تو کہہ رہے ہیں یہ ڈسکاؤنٹ کم ہے کچھ زیادہ ہونے چاہئے۔"

معاذ نے پریشے کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے دلفریبی سے کہا۔ پریشے اس کی بات بات پہ فلرٹ جھاڑنے والی حرکت پہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"چلیں پھر ایک لاکھ پر ڈن کرتے ہیں۔"

حجاب کے کہنے پر دوبارہ محفل زعفران ہوئی۔

"تم تو چپ ہی کرو لڑکی بس سب کی جیب خالی کروانے پہ تلی ہوتی ہوں ہمیشہ۔"

ایان ہو اور حجاب کو نہ چھیڑے ناممکنات میں سے ایک تھا تبھی اس کے بال کھینچتے ہوئے بولا۔ حجاب اس کی حرکت پہ تڑپ کر رہ گئی۔

"تمھاری باری آنے دو تب تمھیں پوچھینگے ابھی اذلان بھائی کی باری ہے تم خاموش رہو۔"

عزہ نے ایان کو گھورا جس کی زبان عفان کی موجودگی میں کچھ زیادہ ہی بھاؤ کھاتی تھی۔

"ارے ایسے کیسے تم ہمارے سامنے ہمارے بھائی کو لوٹ رہی ہو ہم کچھ کہیں بھی نا۔"

عفان کب چپ رہنے والوں میں سے تھا۔ عزہ نے گہرا سانس بھرتے دانتوں پہ دانت جماتے اس کی جانب دیکھا جس کی زبان قینچی سے بھی تیز چل رہی تھی۔

"ٹھیک ہے اذلان بھائی کی جگہ آپ نکالیں پیسے نہیں لوٹتے آپ کے بھائی کو۔"

عزہ بھی کہاں پیچھے رہتی فوراً سے بیشتر بولی۔

"جی نہیں کوئی پیسے نہیں ملنے والے کسی کو نہ عفان سے نہ اذلان بھائی سے۔"

لائبہ جو کب سے خاموش بیٹھ تھی بول اٹھی جبکہ عزہ کو اس کا یوں عفان اور خود کے درمیان بولنا جانے کیوں شدید ناگوار گزرا۔اس نے منہ بگاڑ کر دل ہی دل میں اس کی نقل اتاری تھی جو نا جانے کیوں اتراتی پھر رہی تھی۔

"یہ رسم ہے کرنی پڑیگی اور ہم نے انہیں نہیں اذلان بھائی سے ہی کہا یہ تو بلا وجہ بیچ میں آرہے ہیں۔"

عزہ نے بمشکل مسکراتے اسے جواب دیا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا اس کا منہ نوچ لیتی اور اپنا رخ دوبارہ اذلان کی جانب کیا۔

"اذلان بھائی دیکھیں اگر آپ نے یہ رسم نہیں کی نا تو۔ہاں تو ہم نے رخصتی نہیں دینی اب آپ کو محرم آپی چاہئے یا پھر اپنے پیسے عزیز ہیں فیصلہ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی لیے جلدی سے کریں ورنہ تو ہم آپی کو لے کر جا رہے ہیں۔"

عزہ شہادت کی انگلی اٹھاتے دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔وہاں موجود سب اس کی ہمت دیکھتے رہ گئے۔محرم ان سب کی حرکتوں پہ مسلسل منہ نیچے کیے بیٹھی اچھا خاصہ پریشان ہو چکی تھی۔بیٹھ بیٹھ کر اس کی کمر اکڑ چکی تھی مگر مجال ہے جو ان کی لڑائی ختم ہوئی ہو۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا ان تمام رسموں کو بھاڑ میں جھونکتے اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹ کر کمر سیدھی کر لے۔

"اچھا اور اگر میں یہ رسم نہ کروں تو کون روکے گا مجھے انہیں لے جانے سے۔"

اذلان نے مسکرا کر اس کے سر پہ دھماکہ کیا سراسر اسے یہ جتایا گیا تھا کہ کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے۔اس کی برجستہ بات پہ سب لڑکیوں نے زبردست قسم کی ہوٹنگ کی۔

"بھائی۔"

ان سب نے مل کر احتجاج کیا۔

"اچھا اچھا دیتا ہوں رکیں تو۔"

اذلان کے کہنے پر وہ سب مسکرا اٹھیں۔اذلان نے مطلوبہ پیسے ان سب کے حوالے کیے اور دودھ کے گلاس میں سے تھوڑا دودھ پینے کے بعد محرم کی طرف بڑھایا سب کی موجودگی میں اس کی حرکت پہ وہ قدرے جھجھک مگر پھر سب کا خیال کرتے ایک چھوٹا سا گھونٹ لے کر پیچھے ہو گئی۔اذلان نے گلاس واپس عزہ کی طرف بڑھایا۔

"ارے ارے یہ کیا بھائی اپ کو اسے پورا ختم کرنا ہے۔"

عزہ نے اس کی طرف دیکھتے اس کے علم میں اضافہ کیا۔

"عزہ رہنے دو اذلان بھائی کو ان ندیدوں کو دے دو ایسے دیکھ رہے ہیں بیچارے کے پیٹ میں درد کروائینگے۔"

معاذ نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ اس کے کہنے پر عفان اور ایان جو حیرت سے اذلان کی ایک ایک حرکت دیکھ رہے تھے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"کیا مطلب ہے تمھارا۔"

عفان پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"میرا مطلب زیادہ کچھ نہیں بس یہی کے کہیں سنا تھا دولہے کا جھوٹا پینے سے شادی جلدی ہوتی ہے۔"

معاذ نے اپنی منطق جھاڑی تو سب کے قہقہے گونجے جبکہ عفان دانت پیس کر رہ گیا۔

"لیں صائم بھائی اس حساب سے یہ آپکو پہلے پینا چاہئے۔"

حجاب نے شرارت سے کہا تو صائم کی بے ساختہ نظر حجاب کی پشت پہ کھڑی آیت کی جانب اٹھی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی مگر اس کے دیکھنے پر نظریں پھیر گئی۔ ان کی اسی نوک جھوک میں ٹائم کب گزر گیا پتہ ہی نا چلا اور رخصتی کا شور اٹھا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد محرم ان سب سے ملتے اذلان کے سنگ ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ رخصت ہو گئی اس سب کے دوران محرم کا ہاتھ مسلسل اذلان کی گرفت میں تھا جسے وہ چھڑوانے کی بارہا کوشش کر چکی تھی لیکن اذلان اس موڈ میں نہ تھا جس کا مطلب اسے تحفظ اور اپنے ساتھ کا احساس دلانا تھا جو ہمیشہ ساتھ رہنا تھا۔ مسلسل مزاحمت کر کے وہ بھی عاجز آچکی تھی مگر مقابل کی گرفت قابل ستائش تھی تبھی اپنی مزاحمت بھی ترک کر دی۔

شاہ ولاس پہنچ کر کچھ رسموں کی ادائیگی کے بعد محرم کو اذلان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

پریشے نے اسے جوں ہی لا کر کمرے میں بٹھایا تو وہ گہرا سانس بھرتے ایک تفصیلی نگاہ کمرے میں ڈال کر رہ گئی یہ وہی کمرہ تھا جہاں اس نے پورے استحقاق سے اس کے ماتھے پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ اس کی حرکت کے بابت سوچتے اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ معاً اس کی نگاہ گلاس ڈور کی جانب اٹھی جس کے اوپر سے دبیز پردے ہٹائے گئے تھے اور وہاں سے دکھائی دینے والا منظر نہایت خوشگوار لگ رہا تھا۔ اذلان بھی کچھ لمحوں کی توقف کے بعد تمام مہمانوں سے فراغت حاصل کرتے جونہی اپنے کمرے کی طرف آیا وہاں کھڑی پریشے اور لائبہ کو پہلے سے دیکھ کر مسکرایا۔ جانتا تھا ان کے دماغ میں بھی کوئی کھچڑی پک رہی ہو گی۔ عفان نیچے کچھ کام دیکھ رہا تھا ورنہ ان دونوں سے پہلے ہی وہ موجود ہوتا۔

"آپ دونوں یہاں کیا کر رہی ہیں۔ چلیں رات ہو گئی ہے بہت جائیں سونے۔"

اذلان نے مصنوعی سنجیدگی سے ان پہ حکم صادر کیا انکے دروازے پر موجود ہونے کے مقصد سے وہ بخوبی واقف تھا۔

"بھائی آپ نے بھی سونا ہے نا چلیں پھر جلدی سے ہمارے پیسے دیں۔"

پریشے نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑے۔ وہ اکلوتی ہونے کی بدولت پوری شان سے کھڑی تھی۔

"اچھا بولیں کتنے پیسے لینے ہیں۔"

ازلان نے جلدی سے پوچھا لیکن اس سے پہلے وہ کچھ کہتی پیچھے سے عفان کی آواز کی طرف متوجہ ہوا۔

"بھائی بس یہی کوئی دو چار لاکھ۔"

عفان نے بائیں آنکھ دباتے ہوئے مزے سے کہا تو پریشے اور لائبہ ہنس دیں جبکہ ازلان تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"زیادہ نہیں ہو رہا یہ چلو جلدی سے بھاگو ویسے بھی یہ پیسے بہنوں کو دینے ہیں۔ تمہیں پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملنے والی۔"

ازلان نے عفان کو لتاڑا اور دوبارہ پریشے کی طرف متوجہ ہوا۔

"میری تو کوئی قدر ہی نہیں ہے سرے سے۔ اسی لئے کہتا ہوں میری شادی کروا دو تاکہ میری بیوی آئے۔ کم از کم بیوی کو ہی قدر ہو گی میری لیکن مجھ معصوم سنتا ہی کوئی نہیں۔"

عفان کی دہائیاں عروج پر تھیں۔

"معصوم لوگوں کی شادیاں جلدی نہیں کی جاتی بیٹا۔ انہیں شادی کرنے کیلیے چالاک اور تھوڑا سا بڑا ہونا پڑتا ہے اسی لیے آپ کی شادی کو اچھا خاصہ وقت درکار ہے۔"

ازلان دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا تو عفان کا دل جل کر راکھ ہو گیا۔

"بھائی میں معصوم بلکل نہیں ہوں۔ میں ایک ایسی چیز ہو جس کا ابھی آپ کو بھی علم نہیں ہے۔

وہ اس کی بات پہ تڑپ کر بولا مبادہ شادی میں واقعی تاخیر نا ہو جائے۔

"بس اسی بات کا اعتراف کروانا تھا آپ سے۔ آئندہ خود کیلیے معصوم لفظ کا استعمال کرتے اس لفظ کی توہین مت کیجیئے گا۔"

وہ پر سکون لہجے میں بولتے اس کا سکون سرے سے ہی غارت کر گیا۔ عفان نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس کی نگاہوں کو نظر انداز کرتے اذلان نے اپنے والٹ سے پیسے نکالتے پریشے اور لائبہ کو دیئے تو وہ اسے مسکرا کر راستے دیتی اپنے کمروں کی جانب چل دیں۔ عفان نے شکوہ کناں نگاہوں سے اذلان کی جانب دیکھا جو اسے آنکھوں کے اشارے سے وہاں سے جانے کا بول رہا تھا۔ اس کے وہاں سے جاتے ہی اذلان بھی گلہ کھنکھارتے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے۔ اس کے احساسات بھی عجیب سے ہو رہے تھے۔ اتنا سنجیدہ انسان اور اتنی رسمیں وہ تو جھنجھنا کر رہ گیا تھا مگر بیڈ پہ نگاہ پڑتے ہی اس پہ شکر واجب ہوا تھا جہاں اس کا عشق اس کی زندگی اسی کیلیے سجی سنوری بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے نزدیک اس سے بری نعمت کوئی ہو ہی نہیں سکتی تھی اس انسان پا لینا جسے آپ نے سب سے زیادہ چاہا ہو جس نے آپ کو عشق کی رمزوں سے واقف کروایا ہو۔

"کیا وہ کسی نعمت سے کم ہے۔"

اذلان کے دل نے اس بات کی بے ساختہ نفی کی تھی۔ محرم جو کب سے اسے ایک ہی جگہ کھڑا دیکھ رہی تھی باقاعدہ دوہانسی ہو چکی تھی۔

"پتہ نہیں اب کیا ہو گا۔"

یہ سوچ آتے وہ بے ساختہ اپنی آنکھیں میچ گئی۔

"اسلام و علیکم۔"

کمرے کی فضا میں اذلان کی بھاری گھمبیر آواز گونجی۔ محرم کا دل تو زوروں سے دھڑکتے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔ وہ مسلسل اپنے ہاتھ مسلنے میں مصروف تھی۔

"وعلیکم السلام۔"

محرم نے ہولے سے جواب دیا تو اذلان کے چہرے پہ مسکراہٹ چھا گئی۔ اس کی ہر چال میں آج سرشاری تھی کیونکہ اس نے وہ پا لیا تھا جس کیلیے دن رات تڑپا تھا آج وہ اس کے سامنے سجی سنوری اس کی ملکیت کے طور پہ موجود تھی۔ اس سے بڑی خوش قسمتی اس کیلیے کچھ بھی نہیں تھا نا ہی اس نے اپنی محبت کا اشتہار لگاتے پامال کیا تھا شاید اسی بدولت اس زات نے بغیر کسی تردد کے اسے اس کی زندگی میں شامل کر دیا تھا۔ اب بس اسے بتانا باقی تھا اذلان اس پہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں کیا مقام رکھتی ہے تا کہ وہ کسی قسم کی بدگمانیوں کو اپنی زندگی میں جگہ نا دے۔

"کیسی ہیں۔"

اس کے پاس بیٹھتے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھامتے پوچھا تو اس نے ہولے سے سر ہلایا۔ اس کے پاس بیٹھنے سے وہ اپنے آپ میں سمٹ گئی تھی۔ اس کی حرکت پہ اذلان کے چہرے پہ محفوظ کن تاثرات ابھرے۔

"ریلیکس ہیں نا کوئی پریشانی تو نہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ سہلاتے اسے پر سکون کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کافی حد تک وہ ایزی ہو جائے پھر ہی وہ کسی بات کا آغاز کرے۔ محرم نے اس کی بات پہ جھکے سر سمیت ہولے سے سر ہلایا۔ اذلان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"محرم آپ کی زندگی میں کبھی کوئی معجزہ ہوا ہے۔"

اس موقع پہ اتنی غیر متوقع بات پہ محرم نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا جو جواب طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اذلان کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر وہ پھر سے سر جھکا گئی۔

"نہیں معجزے تو ہوتے ہی نہیں ہے۔"

محرم نے کسی خیال کے تحت کہا تو اذلان نے اس کے ہاتھ کو اور زیادہ مضبوطی سے تھام لیا۔

محرم نے چھڑوانے کی سعی کی لیکن گرفت مضبوط دیکھ کر کوشش ترک کر دی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنے موقف پہ کس قدر اٹل ہے تبھی اس سے الجھنا ضروری نا سمجھا اور ہار مان لی۔

"میں بھی یہی سوچتا تھا کہ زندگی میں معجزے نہیں ہوتے لیکن میں غلط سوچتا تھا معجزے ہوتے ہیں اور اسی دنیا میں ہوتے ہیں۔ آج سے میرا یقین اس چیز پر مزید پختہ ہو گیا ہے۔ میں بھی کبھی ایسا ہی سوچتا تھا اور خود کو تکلیف دیتا تھا مگر میں نہیں جانتا تھا کہ زندگی آپ کو ایسے بھی خوشیوں سے روشناس کراتی ہے۔ آپ آج میرے سامنے ہیں میرے پاس ہیں میرے ساتھ ہیں کہ میں آپکو چھو سکتا مجھے کوئی ڈر نہیں کہ آپکو کوئی مجھ سے چھین کر لے جائے گا۔ میں آپ پہ حق رکھتا ہوں آپ ایک محرم رشتے کے ساتھ مجھ سے جڑی ہیں کیا اس سے بڑی کوئی بات ہو سکتی ہے۔ یہ تو پھر میرے لیے معجزہ ہی ہوا نہ شاید ابھی آپ میری باتوں کو نا سمجھ سکو الجھی ہوئی بھی لگے گی مگر میں اپنے احساسات آپکو بیان نہیں کر سکتا کہ آپ میرے لیے کیا ہیں۔ جب آپ کسی اور کی ہونے جا رہیں تھی نہ تو ایسا لگ رہا

تھا کہ مجھ سے کوئی میری سانسیں چھین رہا ہے گھٹن سی محسوس ہوتی تھی۔ سانسیں تھم جاتی تھی۔ دل بند ہونے لگتا تھا۔ اپنی زندگی کے سات سال باہر گزارے ہیں لیکن کوئی ملا ہی نہیں ایسا جو میرے دل کو چھو جاتا کوئی مجھے بھا جاتا۔ جسے دیکھ کر میں یہ کہ سکتا کہ یہ میرے لیے ہی بنی ہے لیکن آپ کیا میری زندگی میں آئی میرا سکھ چین قرار سب چھین کر لے گئیں آپکی اسی نرم مزاجی نے مجھے اپنا دیوانہ بنالیا تھا۔ میں یہ بات بھی اچھے سے جانتا ہوں کہ ہم میں عمروں کا واضح فرق ہے یہی چیز مجھے جھجکنے پر مجبور کر رہی تھی مجھے اعتراف کرنے سے قبل پریشان کر رہی تھی لیکن یہ بات مجھ پہ بعد میں واضح ہوئی کہ محبت میں عمریں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ بات مجھے اس وقت سمجھ آئی تھی جب بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ پھر میں نے سب اللہ پہ چھوڑ دیا تھا کہ جو وہ اس پاک ذات کو منظور۔ میں نے کوئی گلہ کوئی شکوہ نہیں کیا اور دیکھیں میرے صبر نے مجھے آپ سے ملوا دیا اور مجھے اب یہ کہنے میں بلکل جھجک نہیں ہے کہ مجھے اپنی بیوی سے جنون کی حد تک عشق ہے۔"

آپ ہو تو میں ہو

آپ نہیں تو میں کچھ نہیں

آپ سے ہی زندگی ہے

آپ سے ہی سکون ہے

آپ نہیں تو مجھے کچھ حاصل نہیں۔"

وہ محرم کے ہاتھ کی پشت کو اپنے لمس سے مہکاتے اسے ساکت کر گیا۔ دھیمی مگر گھمبیر آواز میں بولتے وہ محرم کو بے یقینی میں مبتلا کر گیا تھا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کے ایسا کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے یک ٹک اذلان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ آنکھوں میں نمی تیرنا شروع ہو گئی۔

یہ سامنے بیٹھا شخص محرم سے عشق کا دعویدار تھا اسے اپنے احساسات سے روشناس کرا رہا تھا اسے وہ عزت دے رہا تھا جس کی وہ خواہاں تھی اور اسے اب کوئی شک بھی نہیں تھا کیونکہ ہر بار اس کا رویہ اس کا لہجہ محرم کو سب کچھ بھول جانے پر مجبور کرتا تھا اور آج بھی یہی ہوا تھا اس کی باتوں نے اسے بری طرح الجھا دیا تھا۔

"لیکن وہ مجھے۔"

"پچھلی کسی بات کا ذکر نہیں ہو گا محرم کسی بھی بات کا نہیں اور میں یہ بلکل برداشت نہیں کروں گا کہ کسی بھی وجہ سے آپ کی آنکھ میں آنسو آئے۔ میں نے سب کچھ چھوڑ دیا تھا نا آپ بھی چھوڑ دیں میں یہ بات قطعی برداشت نہیں کروں گا کہ میرے ہوتے ہوئے آپ کسی اور کا ذکر کریں۔"

اذلان کی تنبیہی آواز پہ اس نے فوراً سے بیشتر اپنے آنسو صاف کیے تھے۔ درحقیقت وہ سہم گئی تھی اس کا اتنا سنجیدہ انداز دیکھ کر۔ اسے عفان کے ذریعے اس بات کا بھی علم تھا کہ وہ غصے کا کس قدر تیز ہے تبھی کوئی ایسی ویسی بات کرنے سے گریز کیا تھا۔

"چلیں پہلے شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں باقی باتیں بعد میں۔"

وہ اس کی پیشانی پہ پھول کھلاتے ہوئے محبت سے بولتا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ محرم اس کی حرکت پہ سرخ پڑ گئی۔ محرم نے اس کا ہاتھ تھام کر سہارہ لیتے جوں ہی پاؤں نیچے لٹکائے اذلان کی بوجھل آواز اس کی سماعتوں کی نذر ہوئی۔

"پریشے آپ کے کپڑے ہینگ کر گئی تھی ڈریسنگ روم میں آپ چینج کر لیں۔"

کچھ ہی دیر میں وہ ہلکی پھلکی ہوتے اس کی امامت میں نفل ادا کر رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔ ڈر تو کہی دور جا سویا تھا اب بس دل میں ایک ہی جذبہ ابھر رہا تھا وہ بھی عزت کا۔ احترام کا۔ اس نے اذلان کی امامت میں شکرانے کے نفل ادا کیے تو بے ساختہ اسے اپنی قسمت میں رشک سا آیا کہ اتنا شاندار انسان اس کی قسمت میں ہے۔ کیا وہ اس لائق تھی۔ وہ دعا کیلیے ہوا میں ہاتھ معلق کیے مسلسل اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئی تھی۔ اذلان کو اپنے چہرے میں کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو اس نے چونک کر محرم کی جانب دیکھا تو محرم کو اپنی جانب تکتا پا کر حیران رہ گیا کیونکہ اس نے اس کے دیکھنے پہ بھی پلکیں ابھی تک نہیں جھپکی تھی۔

"محرم۔"

اذلان نے اس کا گال سہلا کر پیار سے پکارا تو اس کا ضبط کا دامن بری طرح بکھرا تھا تو وہ اس کے شانے سے سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ اذلان نے اس کی حالت کے پیشِ نظر اسے اپنے آپ میں بھینچ لیا۔

"بس کریں آج آخری بار جتنا رونا ہے رو لیں آئندہ جو آپ کی آنکھوں میں آنسو لانے کا باعث بنا وہ مجھ سے نہیں بچے گا۔"

وہ اس کی نم پلکوں کو ہولے سے چھوتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا۔ محرم کا دل بے ساختہ لرزنے لگا اور وہ کانپتے ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کرتی ہوئی وہاں سے اٹھی کیونکہ اس سے زیادہ سہنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ عین اسی وقت اذلان اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اسے ساکت کر گیا۔ محرم نے تھوک نگلتے خود کو چھڑوانے کی

کوشش کی لیکن دوسری جانب گرفت مضبوط تھی۔اذلان اسے شانوں سے تھامتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل تک لایا اور دراز سے سرخ رنگ کی مخملی ڈبیا نکال کر اس میں سے لاکٹ نکالتے اس کے گلے کی زینت بنایا تھا۔

وہ لاکٹ اس کی صراحی دار دودھیا گردن پہ اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ وہ اپنی انگلی کے پور سے اسے چھو گیا۔اس کی اس حرکت پہ محرم نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اذلان نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں من من پانی بھرا تھا۔

"آپ کو دیکھ کر اپنے جذبات پر پل باندھنا میرے لیے بہت مشکل ہے محرم آئندہ کیلیے خیال کیجیے گا۔"

وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے اس کی ٹھوڑی پہ موجود تل پہ نظریں جمائے بھاری لہجے میں بولا۔محرم نے خاموشی سے چہرہ جھکالیا۔اس کے الفاظوں نے اس حد تک اسے تقویت بخش دی تھی کہ وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھی۔

"میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں لیکن مجھے اپنے آپ سے محبت کرنے پر مجبور مت کیجیے گا مجھے اس سب سے بہت خوف آتا ہے۔"

محرم کی لرزتی ہوئی کمرے کی خاموش فضا میں گونجی تو اذلان اس کا ڈر دیکھتے فوراً ہوئے سنجیدہ ہوا۔

"آپ بس میرے ساتھ اچھے سے رہیں میری محبت ہم دونوں کیلیے کافی ہوگی۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے ایک بار پھر اسے نئے احساس سے روشناس کرا گیا تھا۔یہ شخص سچ میں اس کیلیے ایک مسیحا ہی ثابت ہوا تھا جو اس کے زخموں پہ مرہم رکھنا بخوبی جانتا تھا۔اذلان نے اس کے بال سنوارتے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ بھی بھیگی نگاہوں سمیت مسکرا دی تھی۔

****

اگلی صبح نہایت ہی خوشگوار تھی۔اس کی آنکھ گلاس ڈور سے چھن سے آتی روشنی کی بدولت کھلی تھی۔اس نے مندی مندی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ وہ اپنے گھر میں نہیں بلکہ اپنے شوہر کے گھر میں موجود ہے تبھی بدک کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ باہر کا منظر اس قدر خوبصورت لگ رہا تھا کہ وہ کچھ لمحے تو تک ٹک گلاس ڈور کے باہر ہلتے پتوں کو تک رہی تھی جو تیز ہوا کی بدولت فضا میں لہرا رہے تھے معاً اس کی نگاہ اذلان کی جانب اٹھی جو آنکھیں موندے ہنوز سو رہا تھا۔ سوتے ہوئے بھی اس کی پیشانی پہ چھائی سلوٹیں اور عنابی لب بھینچے ہوئے تھے۔وہ بغیر پلک جھپکائے اس کے چہرے کو تک رہی تھی۔

"کیا بہت پیارا لگ رہا ہوں۔"

اذلان خمار آلود لہجے میں بولا تو وہ گڑبڑاتے ہوئے اس سے پہلے کہ وہاں سے اٹھتی ایک دم اذلان نے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے اسے اپنی طرف کھینچا جوابا اس کے گھنے بالوں کی آبشار اذلان کے چہرے پہ پھیلتے سایہ کر گئی۔

"نئی زندگی کی خوبصورت صبح مبارک ہو جانِ اذلان۔"

وہ اس کے کان سے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے آنکھیں موند گیا۔ محرم کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی سانسوں میں ارتعاش پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ دل الگ پڑلے پہ دھڑک رہا تھا۔

"چھوڑیں شاہ۔"

محرم اس کے حصار میں مزاحمت کرتے ہوئے بولی اگلے ہی لمحے اس کی گرفت محرم کے اطراف سے ڈھیلی ہوئی تھی۔ وہ بنا کسی وقت کی تاخیر کیے بھاگتی ہوئی واشروم میں بند ہوئی تھی۔اس کے جاتے ہی اذلان بھی آنکھیں موند کر

مسکراتے ہوئے اس خوش کن احساس کو محسوس کرنے لگا جس نے اس کے وجود میں ایک نئے سرے سے توانائیاں سی بھر دی تھی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال خشک کر رہی تھی کہ عین اسی وقت دروازہ ناک ہوا محرم نے ڈوپٹہ سر پہ جماتے ہوئے دروازہ کھولا تو دروازے پہ موجود پریشے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی اور اسے اندر آنے کی جگہ دی۔ محرم کا کھلا کھلا اور نکھرا چہرہ دیکھ کر معنی خیزی سے سر تا پیر دیکھا اور مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔

"کیسی ہو کیسا رہا پھر بھائی کتنے رومانٹک ہے اور منہ دکھائی میں کیا ملا۔"

پریشے نے آتے ساتھ ہی سوالوں کی بوچھاڑ کر دی جبکہ محرم اس کے اتنے سارے سوالوں پہ بوکھلا گئی اور آنکھیں دکھا کر اسے چپ رہنے کا کہا کیونکہ اذلان ابھی فریش ہونے گیا ہوا تھا اور کمرے میں ہی موجود تھا۔

"اچھا بتاؤ تو۔"

پریشے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اسے صوفے پہ بٹھا کر خود اس کے سامنے بیٹھتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ محرم نے اپنی گردن میں موجود لاکٹ اسے دکھایا جسے دیکھ کر پریشے کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"بہت پیارا ہے اللہ تمہارے نصیبوں میں کریں اوہ ہاں باتوں باتوں میں یہ تو بتانا بھول ہی گئی کہ عزہ وغیرہ آنے والے ہیں تو تم نیچے آجاؤ۔"

وہ کہتے ہوئے نیچے جانے لگی کہ محرم کو ایک نظر دیکھ کر پھر بولی۔

"ویسے محرم تمہاری نیند نہیں پوری ہوئی کیا۔"

پریشے اسے مسلسل جمائی لیتے دیکھ کر بولی تو محرم کا رنگ اس کی بات پہ سرخ پڑ گیا۔اس سے پہلے کے وہ اس کی بات کے جواب میں کچھ بولتی واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ پریشے تو کمرے سے فوراً سے پہلے غائب ہو گئی جبکہ محرم پریشانی سے اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔اس سے سامنا کرتے ہوئے ہی تو اس کی جان جاتی تھی۔

"کیا ہوا۔"

اذلان اسے انگلیاں چٹخاتے دیکھ پریشانی سے مخاطب کا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایزی رہیں کیا ہو گیا ہے اچھا ادھر آئے۔"

اذلان اسے اپنے ساتھ لیتے ہوئے عین آئینے کے سامنے لے آیا جہاں ان دونوں کا عکس صاف دکھائی دے رہا تھا۔اذلان نے اس کے سر پہ اوڑھا دوپٹہ شانے پہ ڈالتے کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے پہنائے اور ایک نظر آئینے میں اس کی من موہنی صورت کو دیکھ۔

"کیسے لگے۔"

وہ اس کے نم بالوں میں انگلیاں الجھاتے ہوئے بوجھل لہجے میں بولا۔محرم نے ہولے سے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔اذلان اس کی اسی مسکراہٹ پہ فدا ہی تو ہوا تھا۔

"یہ لاکٹ ہمیشہ آپ کے گلے کی زینت بنا رہنا چاہیے۔"

اذلان تنبیہی انداز میں بولتے لاکٹ کو چھوتے ہوئے بولا شاید یہ لاکٹ اسے کچھ زیادہ ہی پسند تھا محرم کو تو ایسا ہی محسوس ہوا مگر پوچھنے کی اس میں بلکل بھی ہمت نہیں تھی۔اس کی حالت کے پیشِ نظر وہ پیچھے ہوا تو محرم بھی جلدی میں اپنا دوپٹہ درست کرنے لگی۔

"چلیں نیچے۔"

وہ خود کی تیاری پہ ایک تفصیلی نگاہ ڈالتے خود پہ پرفیوم اچھے سے سپرے کرتے سیدھا ہوا اس کا ڈوپٹہ سر پہ درست کرتا ہاتھ تھام کا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ ناچار محرم کو بھی اس کے ساتھ قدم ملانے پڑے تھے ورنہ سب کے سامنے یوں جانے سے جھجک آڑے آرہی تھی۔

وہ ایک دوسرے کی تقلید میں چلتے جوں ہی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے تو سب لوگ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ مسز شاہ نے تو بے ساختہ ان کی بلائیں ہی لے ڈالی۔ صائم عزہ اور حجاب بھی وہی موجود تھے محرم نے سب کی نظریں خود پر محسوس کر کے جھجکتے ہوئے ہاتھ چھڑایا تو جہاں اذلان کے سپاٹ چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی وہی صائم کے چہرے پر بھی مسکراہٹ چھاگئی ورنہ وہ محرم کی طرف سے بہت پریشان تھا لیکن آج اسے خوش دیکھ کر وہ ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ ایک نئی جگہ پہ سب کے ساتھ کھاتے ہوئے بھی جھجک آڑے آرہی تھی لیکن عفان کی باتوں پہ وہ قدرے نارمل ہو گئی تھی۔ اذلان نے اسے سب کے ساتھ مسکراتے دیکھ ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی جو گلابی رنگ کے گھٹنوں کو چھوتے فراک میں سلیقے سے ڈوپٹہ سر پہ اوڑھے عفان سے باتوں میں مصروف تھی۔ جیولری کے نام پہ اس نے اذلان کی دی گئی چیزیں ہی پہنی ہوئی تھی۔

"آپی بتائیں کیسے ہیں اذلان بھائی۔"

عزہ محرم کو ایک طرف لے جاتے ہوئے اشتیاق سے بولی تو محرم نے اس کی بات پہ ہلکے سے گلہ کھنکھارا۔ عزہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"بتائیں نہ۔"

عزہ بے صبرے پن سے بولی تو وہ اس کی جلد بازی پہ بے ساختہ ہنس دی۔

"بہت اچھے ہیں۔"

محرم ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ سجاتے ہوئے سچے دل سے بولی تو عزہ نے اس کی خوشی میں بے ساختہ اسے گلے سے لگاتے اس کا گال چوم لیا۔

"اُفف شکر ہے یقین کریں مجھے بہت ٹینشن تھی۔ اب اتر گئی اور ویسے بھی میری آپی کیلیے ایسا ہی کول اور ڈیشنگ سا انسان ہی ہونا چاہیے تھا بلکل اذلان بھائی جیسا۔"

وہ فخر سے گردن اکڑا کر بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ ان سب نے محسوس کیا تھا کہ وہ بات بات پہ مسکرا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی۔ ناشتے سے فراغت حاصل کرتے ہی اذلان کسی کام کیلیے آفس جانے کی تیاری کرنے لگا مگر مسز شاہ کی پکار پر ان کی طرف متوجہ ہوا جو غصیلی نگاہوں سے اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"اذلان آج تو کم سے کم آفس نہ جاتے۔"

وہ اس پر خفا ہوتے ہوئے بولی۔ انہیں اس کی اسی عادت سے اچھی خاصی چڑ تھی۔

"جی بھائی آج تو آپ میرے ساتھ تھوڑا وقت گزارتے یہ کیا بات ہوئی۔"

پریشے بھی منہ پھلا کر بولی تو محرم کو بے ساختہ صائم یاد آیا۔ وہ بھی تو ایسے ہی اس سے شکوے شکایات کیا کرتی تھی۔

"میرا بچہ بس کچھ ضروری کام ہے میں جلدی آ جاؤں گا پھر سارا وقت آپکا۔"

وہ اس کا سر چومتے محرم کو ایک نظر دیکھتے باہر کی طرف چل دیا تو مسز شاہ بھی تمام ملازم کو ہدایت کرتے ہوئے کچن کی طرف چل دی چونکہ پریشے کی بارات تھی تو گھر میں بہت کام تھے عفان بھی ٹھیک گھن چکر بنا ہوا تھا۔

"لڑکی جاؤ شوہر کو رخصت کر کے آؤ اچھے سے۔"

پریشے اسے بڑے بوڑھوں کی طرح آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی تو اس کی مسلسل اصرار پہ ناچار اسے اٹھنا پڑا اور مریل قدموں سے باہر گیٹ کی طرف چل دی۔ دل ہی دل میں وہ اس کے جانے کی دعا کرنا نا بھولی تھی۔ اذلان جو گاڑی میں بیٹھ چکا تھا محرم کو باہر آتا دیکھ نا سمجھی سے دوبارہ باہر آیا اور تیز قدموں سے واپس اس کی جانب آیا۔ اس کی تیزی پہ محرم کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"کوئی کام تھا کیا محرم۔"

وہ نرم لہجے میں بولا۔ محرم نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ پریشے نے اسے باہر بھیجا ہے اسے رخصت کرنے کیلیے۔

"نہیں تو وہ میں تو باہر ویسے ہی چہل قدمی کرنے آئی تھی۔ ہوا اچھی چل رہی ہے نا۔"

وہ جھوٹ بولنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔ اذلان نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو بظاہر سنجیدگی سے جھوٹ بول رہی تھی مگر پکڑا گیا تھا وہ الگ بات تھی۔ سونے پہ سہاگہ وہ دھوپ سے لبریز موسم کو اچھے موسم سے تشبیہ دے رہی تھی۔

"اب آپ مجھے سی آف کرنے آئی ہیں تو میرا بھی تو فرض ہے نہ کہ اس میں کوئی کمی نہ رہنے دوں۔"

وہ بغیر اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیے اس کے گال پہ اپنی انگلیوں کا لمس چھوڑ چکا تھا۔ وہ اس کی جرأت پہ جی جان سے گڑبڑائی تھی۔

"ایسے کرتے ہیں سی آف جاناں اور جھوٹ تو بلکل نہیں بولتے وہ بھی مجھ سے ورنہ میں مزید سخت سزا بھی دے سکتا ہوں۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ خجل سی ہوگئی تبھی جھجک کر اس کی سمت دیکھا جو ہنوز اسے ہی دیکھتے بھنویں اچکا رہا تھا۔

"اللہ کی امان میں۔"

وہ اس کا وہی گال ہاتھ سے چھوتے ہوئے مڑ گیا اگلے ہی لمحے محرم کی مترنم آواز سن کر اس کے چہرے پہ بہت خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی اس سے پہلے کے وہ مڑ کر مزید کچھ کرتا محرم اسے مڑتا دیکھ کر تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی مبادہ اس کے اندر کا جن دوبارہ نا ابھر آئے۔ اس کی حرکت پہ اذلان کا مدھم کا قہقہہ پڑا وہ اپنے آپ پہ خود حیران تھا کہ اس لڑکی کی وجہ سے وہ سنجیدہ رہنے والا انسان بات بات پہ مسکرا رہا تھا۔ ابھی بھی وہ ہولے سے مسکرا کر سر جھٹکتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا تاکہ جلد از جلد کام نپٹا کر واپسی کر سکے۔

****

مصروفیات میں وقت کس طرح گزرا کچھ خبر ہی نہیں ہوئی تھی گھڑی شام کے پانچ بجا رہی تھی چار پانچ گھنٹے مسلسل کاموں کی نذر ہو گئے تھے اور ابھی تک اذلان کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اسی لیے شازیہ بیگم ہانپتی ہانپتی محرم کی جانب آئی جو پریشے کے کمرے میں تھی۔

"محرم اذلان نہیں آیا ابھی تک۔"

محرم جو پریشے کے کمرے میں بیوٹیشن کے ساتھ اسے جیولری پہنانے میں مصروف تھی۔اسی دوران مسز شاہ ہڑ بڑی میں کمرے میں آتے ہوئے بولی۔

"نہیں مام میری بات نہیں ہوئی ان سے۔"

وہ شرمندگی سے نظریں جھکا کر بولی مسز شاہ کے کہنے پہ ہی اس نے انہیں مام بلانا شروع کیا تھا۔

"چلو آپ پتہ کرو اور جلدی سے تیار ہو جاؤ ٹائم بھی کافی ہو گیا ہے۔"

"جی مام۔"

وہ ساری چیزیں وہی رکھتی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"میرے پاس تو نمبر ہی نہیں ہے ان کا۔"

یہ پریشانی سے سوچتے ہوئے ہی اچھا خاصہ شرمندہ ہو چکی تھی۔اس نے الجھ کر ناخن چبانا شروع کر دیے معاً کچھ سوچتے اس نے گھڑی کی سمت دیکھا اور ٹھنڈی آہ فضا کے سپرد کرتے الماری سے کپڑے نکالتے تبدیل کیے اور تیار ہونے میں مصروف ہو گئی۔پستہ کلر کو پاؤں کو چھوتا فراک جس کے کونوں پہ خوبصورت کام ہوا تھا۔بالوں کا میسی جوڑا بنائے چبد شریر لٹیں اس کے رخساروں کو بوسہ دے رہی تھی۔گلے میں وہی چین اس کی گردن کی خوبصورتی کو بڑھا رہی تھی۔میک اپ کے نام پہ لبوں پر ریڈ ڈیپ لپ سٹک اور ہلکے پھلکے میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی ڈوپٹہ بیڈ پہ لاپرواہی سے رکھا ہوا تھا۔شازیہ بیگم کو وہ پہلے ہی بول چکی تھی کہ بیوٹیشن سے بلکل بھی تیار نہیں ہونا تبھی انہوں نے بھی ذیادہ اصرار نہیں کیا تھا۔

اذلان جو آفس کے کام سے فارغ ہو کر گھر آیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر محرم پہ پڑی تو مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔ کسی کی نظروں کی تپش کے احساس سے اس نے مسکارہ اٹھاتے مصروف سے انداز میں دھیرے سے پلکیں اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو دروازے پہ ایستادہ اذلان کو دیکھ کر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ خود پر اس کی بے خود نظریں محسوس کر کے اس نے پلکوں کی جھالر گرالی تھی لیکن جیسے ہی اس کی نظر اپنے اوپر پڑی دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے کیونکہ ڈوپٹہ ندارد تھا۔

"کیا ایک ہی دن میں جان لینے کا ارادہ ہے۔"

اذلان کی جذبات سے چور آواز سن اس بات پہ تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تو وہ ہنس دیا۔

"ایک تو آپ مجھے دیکھ کر ایسے گھبراتی ہیں جیسے میں آپ کو زندہ نگل جاؤں گا۔ حیرت ہے محرم میں تو آپ کے ڈر سے ایسی ویسی کوئی بات بھی نہیں کرتا۔"

وہ اس کی کیفیت پہ ہنستے ہوئے بولا۔ محرم نے اس کے جواب میں کچھ بولنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ کچھ بولتا نہیں تھا مگر اس کی آنکھیں سب کہہ جاتی تھی۔

اپنے گال پہ اس کی ہاتھ محسوس کرتے وہ آنکھیں میچ گئی اس کے گال کو ہولے سے چھوتے ہوئے وہ تیار ہونے چلا گیا۔ محرم نے شکر ادا کیا اور جلدی سے ڈوپٹہ پکڑتی کمرے سے دوڑ لگا دی مبادہ وہ واپس آ کر پھر سے شروع نا ہو جائے۔ کچھ ہی دیر میں اذلان کے تیار ہو کر نیچے لاؤنج میں آتے ہی وہ سب ایک ساتھ ایک دوسرے کی تقلید میں ہال کی جانب بڑھے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت طے کرتے وہ تمام لوگ ہال پہنچ چکے تھے بس بارات کا انتظار تھا۔

"پریشے حوصلہ کرو کچھ نہیں ہوا۔"

محرم برائیڈل روم میں بیٹھی اسے مسلسل دلاسہ دینے میں مصروف تھی جبکہ اس کی بات پہ پریشے نے اسے اس کی حالت کے بارے میں یاد دلایا تو وہ گڑبڑا گئی۔

"اوہو معاذ بھائی بہت اچھے ہیں اور ویسے بھی محبت تو تم بھی ان سے کرتی ہو۔"

محرم مسکراہٹ دبا کر اسے چھیڑتے ہوئے بولی تو اس کے چہرے پہ شرمگین مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ اس کی بات تو بلکل درست تھی۔

"لیکن وہ مجھے بہت تنگ کرتے ہیں۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ محرم کی مترنم ہنسی اس کی بات پہ برائیڈل روم کی فضا میں گونجی۔

"تو کیا تمہیں ان کا تنگ کرنا برا لگتا ہے۔"

محرم جانتی تھی جواب کیا ہوگا اسلیے اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں نہیں لیکن ان کی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔"

وہ اس کی باتیں یاد کر کے شرم سے سرخ ہوتے ہوئے بولی تو محرم مسکراہٹ دبا گئی۔

"مجھے سب کو چھوڑ کر ابھی نہیں جانا۔"

اس سے پہلے کے محرم کوئی جواب دیتی پریشے عفان کی طرف متوجہ ہوئی جو کسی جن کی طرح ہر جگہ نازل ہو جاتا تھا۔

"اتنی مشکلوں سے تو تم سے جان چھوٹی ہے جاؤ جلدی یہاں سے اور مہینے میں ایک چکر لگایا کرنا بس۔"

اس کی بات سن کر کچھ کہنے کی بجائے پریشے کی آنکھوں میں نمی تیرنا شروع ہو گئی۔ وہ کس قدر آرام سے اسے گھر سے باہر پھینک رہا تھا جیسے اس گھر میں اس کا کوئی حق نا ہو۔

"عفان تم باز آجاؤ کیوں رلا رہے ہو اسے۔"

محرم پریشے کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے عفان کو شرم دلاتے ہوئے بولی تو وہ بھی گھبرا گیا۔ اذلان جو پریشے سے ملنے آرہا تھا کہ اس کے کانوں میں محرم کی غصیلی آواز پڑی تو وہ غصے میں نفی میں سر ہلاتے اندر روم میں داخل ہوا تھا۔

"عفان"

اذلان کی کڑک آواز فضا میں گونجی تو وہ گڑبڑا گیا۔ اذلان نے فوراً سے پہلے پریشے کو گلے لگایا جو منہ بناتے ہوئے عفان کی شکایت کر رہی تھی۔

"تمہیں آج کے دن بھی سکون نہیں ہے۔"

عفان نے بچاری شکل بنا کر محرم کی طرف دیکھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب شامت پکی ہے۔

"بھائی میں نے کچھ نہیں کیا۔"

آگے سے اذلان کی تنبیہی نظریں خود پہ ٹکی دیکھ کر اس نے منہ بسورتے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔

"کچھ نہیں ہوتا یہ تو بہن بھائیوں میں چلتا ہے اور ہماری عزہ بھی ایسی ہی ہے۔"

محرم دھیمی آواز میں اذلان کو دیکھتے ہوئے بولی جیسے اسے کچھ جتانا چاہ رہی ہو لیکن آگے سے اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا کہ وہ بھی ڈر کے مارے گڑبڑا گئی جبکہ عفان نے دانت نکوستے ہوئے اسے دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی بے تحاشہ بلائیں لے ڈالی۔ اتنی دیر میں بارات کے آنے کا شور بلند ہوا تو پریشے کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی محرم

اسے تسلی دیتے ہوئے اذلان اور عفان کے ساتھ باہر چل دی۔ اس دوران پریشے کے پاس لائبہ موجود تھی۔ بارات کا اچھے سے استقبال کیا گیا۔ عزہ آیت اور حجاب تو موقع دیکھتے ہی فوراً پریشے کے پاس پہنچی ان کی جلد بازی دیکھتے ہوئے سب ہنس دیے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپی۔"

آیت اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی تو حجاب اور عزہ نے بھی اس کی تائید میں سر ہلایا۔ ان کے آنے سے وہ کافی حد تک پرسکون ہو گئی تھی۔

اتنی دیر میں نکاح کیلیے مولوی صاحب روم میں آئے تو اذلان نے محرم کو اس کا چہرہ ڈھکنے کی تاکید کی۔ وہ سر ہلاتی پریشے کی طرف متوجہ ہوئی۔ نکاح کی رسم پوری ہونے کے بعد اذلان نے پریشے کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اس کا ماتھا چوما اور عفان نے بے ساختہ اس کو گلے لگایا تو وہ ان کے گلے لگ کر شدتوں سے رو پڑی۔ اتنی دیر سے خود پہ بندھ باندھے بیٹھی تھی مگر اب ان دونوں کا سہارا ملتے وہ ضبط ٹوٹ گیا تھا۔

عفان کی آنکھیں بھی اس کی حالت دیکھ نم ہو گئی وہ ان دونوں بھائیوں کی اکلوتی بہن ان کی جان تھی ان کیلیے بہت مشکل تھا اسے اپنے سے جدا کرنا لیکن یہ تو ہونا ہی تھا۔

"چلو اب بس بھی کرو کیا انڈین ڈراموں کی طرح رونا دھونا شروع کر دیا ہے۔"

عزہ سب کو اداس دیکھتے ہوئے ماحول سیٹ کرنے کی خاطر بولی تو عفان نے اس کی بات پہ اسے گھورنا ضروری سمجھا۔

"تم بھی رو لو نہیں نہیں تم تو سب کو رلانے کا کام سرانجام دیتی ہو۔"

عفان اپنی ٹون میں واپس آتے ہوئے بولا تو سب اس کی بات پہ ہنس دیے۔ عزہ نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ اذلان مولوی صاحب کے ساتھ باہر معاذ کے نکاح کیلیے جا چکا تھا عفان اور ایان بھی باہر کی طرف چل دیے۔ نکاح کے رسوم خیر و عافیت سے انجام پائی گئی۔ اس کے بعد دلہن کو باہر لانے کا شور مچایا گیا۔ پریشے اذلان عفان اور محرم کے سنگ اندر کی جانب آ رہی تھی جبکہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ معاذ دلکشی سے مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آرام سے معاذ بھائی آپ کے پاس ہی آ رہی ہیں۔"

اسے اٹھتا دیکھ حجاب شرارت سے بولی۔ وہ اس کی بات پہ محض مسکرا دیا۔ اسٹیج کے قریب پہنچ کر اذلان اور محرم سائیڈ پر ہوئے کہ پریشے کو چڑھنے میں آسانی ہو لیکن انہیں سائیڈ پر ہوتا دیکھ عفان کو سرعت سے شرارت سوجھی تبھی جلدی سے اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔

"کیا جلدی ہے معاذ پہلے ہم سے تو مل لیں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے معاذ سے کہا اور اس کے گلے سے لگتے اس کی پشت تھپتھپائی۔ اس نے بات پہ معاذ نے اچھنبے سے اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو بھائی دماغ ٹھیک تو ہے۔

"ہاں مل لیتا ہو تجھ سے بھی کو جے انسان پہلے سائیڈ پر ہو۔"

اسے ہنوز یوں ہی کھڑا دیکھ معاذ دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔

اچھا چل ہو گیا سائیڈ پر اب مل۔

عفان نے سائیڈ پر ہوتے پریشے کا ہاتھ بھی پیچھے کر لیا جو اس نے معاذ کے ہاتھ میں دینا تھا۔اس کی حرکت پر سب نے مسکراہٹ چھپائی جب کہ معاذ نے دانت پیسے۔

"افففف میرے خدا عفان یہ بتا آخر دشمنی ہے تیری کوئی مجھ سے۔"

معاذ نے اسے گھورتے ہوئے قہر برساتے لہجے میں پوچھا۔

"ارے نہیں نہیں بالکل نہیں مجھ معصوم کی کہاں کسی سے دشمنی ہو سکتی ہے۔

عفان معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے سادگی سے گویا ہوا۔معاذ نے ضبط سے گہرا سانس بھرا۔

"ہاں ساری معصومیت یہیں تو ختم ہوتی ہے۔"

عزہ نے سر جھٹکتے ہوئے کہنا ضروری سمجھا۔

"بالکل کوئی شک۔"

عفان نے گہری مسکراتے سمیت اسے اپنے ڈمپل کا دیدار کرواتے ہوئے اسے باور کرایا۔عزہ نے سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"ارے واہ عفان تمھارے گال پر ڈمپل بھی پڑتا ہے۔"

لائبہ نے اشتیاق سے اس کے گالوں کو دیکھتے کھنکتے لہجے میں استسفار کیا تو سب نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا جیسے اسے پہلی بار پتہ لگا ہو جبکہ عزہ نے آنکھیں گھمائی اور یوں منہ بگاڑا جیسے کڑوا بادام منہ میں چبالی ہو۔ایسا نہیں تھا کہ اسے لائبہ سے کوئی جلن ہوتی لیکن لائبہ ہمیشہ اسی کی بات کے بیچ میں کہتی جس سے عزہ کو سخت چڑ تھی۔پریشے کو یوں بیزار ہوتے دیکھا تو عزہ پھر سے بولی۔

"آپی وہاں کھڑے کھڑے تھک رہی ہیں آنے دیں انہیں اوپر۔"

اس نے پریشے کی دوسری طرف آکر اسے لیجانا چاہا جب عفان نے اسے پھر سے روکا۔

"کیا کر رہی ہو رسم ہے یہ اتنی آسانی سے نہیں چڑھنے دیتے دلہن کو اسٹیج پر۔"

اس نے عزہ کو گھورتے اپنی بنائی رسم بتائی۔

"خود اتنا بھاری شرارہ اور جیولری پہنو تو پتہ چلے کتنا مشکل ہے یوں کھڑے رہنا چھوڑو اب پتہ نہیں کونسی رسمیں ہیں یہ۔"

عزہ کو جانے کیوں غصہ آنے لگا تھا اس طرح سے پریشے کو کھڑا دیکھ اب تو پریشے بھی روہانسی ہو چکی تھی۔

"عفان بھائی آنے دیں نا اب۔"

اب کہ آیت نے بھی اصرار کیا۔

"ہاں تم بھی اپنی دوست کی سائیڈ لو آیت میں تو کسی کو دکھتا ہی نہیں ہوں۔"

عفان نے دہائی دینے والے انداز میں کہا تو سب نے مسکراہٹ چھپائی۔

"عفان۔"

اس کی حرکتوں سے مسلسل عاجز آتے محرم اور اذلان کی مشترکہ آواز لان کی فضا میں گونجی تو سب انکی طرف متوجہ ہوئے۔

"ارے واہ بھائی پھر سے سیم۔"

عفان نے بھنویں اچکا کر بولتے ہی نچلا لب دانتوں میں دبا کر بمشکل مسکراہٹ روکی۔اسے اذلان سے مخاطب دیکھ معاذ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے جلدی سے پریشے کو اسٹیج پر آنے میں مدد کی۔پریشے کے اوپر آتے ہی سب نے ہوٹنگ کی تو عفان کا دھیان اس طرف گیا پر اب دیر ہو گئی تھی۔

"یہ چیٹنگ ہے بھائی آج کے دن تو نہیں کرتے آپ لوگ۔"

عفان منہ بسور کر جا کر کرسی پر خاموشی سے بیٹھ گیا جب کہ اسے یوں ناراض ہوتے دیکھ کر سب کا قہقہہ گونجا کیونکہ وہ ذیادہ دیر ناراض نہیں رہنے والا تھا۔ان کے اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد بھی عفان ایان کی شرارتیں نہیں ختم ہو رہی تھیں جہاں موقع ملتا کسی نہ کسی کو چھیڑنے لگتے۔اسی دوران عزہ آیت حجاب لائبہ دودھ پلائی کی رسم کرنے لئے آ گئی اور محرم کے منع کرنے بعد بھی اسے زبردستی اپنے ساتھ لائے تھے۔

"اوئے آج تم لوگ کیوں آئی ہو آج میں نے کرنی ہے رسم پیچھے ہٹو۔"

عفان پھر سے ان کو چھیڑتے ہوئے بولا۔عزہ نے آنکھیں گھمائی۔

"مسٹر یہ رسم لڑکیاں کرتی ہیں اور دوسری بات ہم پریشے آپی کی بہنیں ہیں اس لئے یہاں ہیں۔"

عزہ نے دانت کچکچاتے جواب دیا۔سب نے صدماتی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جو کسی کی بھی بہنیں بن جاتی تھی۔

"کیا پوری دنیا کی لڑکیاں تمہاری بہنیں ہیں سب کی دودھ پلائی کرنے پہنچ جاتی ہوں تاکہ پیسے ٹھگ سکو اور بہن کی جگہ دلہن کا بھائی بھی کر سکتا ہے اسلئے میں کرونگا رسم ہٹو سب۔"

عفان نے آستینیں اوپر چڑھاتے لڑاکا انداز میں اسے جتایا۔اس کی تمام باتوں کو ان سب نے سہولت سے ایک کان سے سنتے دوسرے کان سے نکال دیا تھا۔

"جی نہیں معاذ بھائی جلدی سے یہ پیئیں اور نکالیں پیسے جلدی کریں ورنہ لوگوں کی نظر ہے ہمارے پیسوں پر۔"

حجاب نے معاذ کو مخاطب کرتے جلد بازی میں کہا۔سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"تم بے صبری کل تم نے ازلان بھائی کو لوٹا آج یہاں بھی آ گئیں۔"

ایان نے سے کل کی بات یاد دلانا ضروری سمجھی۔

"چلو تم لوگ بس کرو رخصتی کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

محرم نے ان سب کو لڑتے جھگڑتے دیکھ وقت کا احساس دلانا ضروری سمجھا۔

"اوہ ہو چلیں معاذ بھائی جلدی کریں نہ۔"

لائبہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔

"میں تو تم سب کو دیکھ رہا تھا اب جلدی کہو کتنے پیسے لینے ہیں۔"

معاذ بے صبری سے بولا اسے تو یہ جھنجٹ ختم ہونے کی سب سے زیادہ جلدی تھی جو سب نے اس کے لہجے میں سب نے محسوس کی تھی جو ہر کام میں اتاولا ہو رہا تھا۔

"تجھے اتنی جلدی کس بات کی ہے بتادے آج تو۔"

عفان نے پھر سے اس کی جلد بازی پر چوٹ کی۔

"تو چپ رہ تیری باری سارے بدلے اکھٹے لونگا منحوس انسان۔"

معاذ نے منہ پر ہاتھ پھیرتے اسے واضح دھمکی دی۔ عفان نے اس کا وہی منہ چوم ڈالا۔

"دیکھ لینگے جب کی جب۔"

عفان نے اس کی بات کو سرے سے ہوا میں اڑا دیا سب قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔ اس کے بعد جلد بازی میں معاذ نے رسم کی اور ان کی محفل اختتام کو پہنچی کیونکہ رات اچھی خاصی ہو چکی تھی اور مزید دیری کرنا بلکل درست نہیں تھا۔ اتنی دیر میں رخصتی کا شور بلند ہوا تھا۔ پریشے نے اپنے آپ کو بہت باز رکھا لیکن اذلان کے لگتے ہی ضبط کے سارے بندھن ٹوٹتے چلے گئے اور وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"ہم اپنی جان تمہیں سونپ رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ تم کبھی اس کی آنکھ میں آنسو نہیں آنے دو گے۔"

اذلان معاذ نے گلے لگتا ہوا بولا تو معاذ نے اسے پوری تسلی دی۔

"کل تو میں آئی تھی آج تم وہاں جا رہی ہو ہمیں تو ساتھ وقت گزارنے کا موقع ہی نہیں ملا۔"

محرم اس کے گلے لگتے ہوئے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔

"میں جلد ہی آؤں گی نہ۔"

پریشے اس سے زیادہ اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے بولی تو عفان جو اپنے آپ کو رونے سے باز رکھ رہا تھا بول اٹھا۔

"اوو بھائی اسے لے جا ابھی گئی ہی نہیں ہے اور آنے کی پڑ گئی ہے۔"

عفان کے بولنے کا انداز ایسا تھا کہ وہاں سب کی ہنسی نکل گئی لیکن اذلان اسے گھورنا نہ بولا جو بات بات پہ اسے رولا رہا تھا لیکن آج اذلان کے گھورنے کو عفان نے کسی کھاتے میں نہ لیا۔

"بھائی انہیں نہ کچھ کہا کریں آپ انہیں بول کر اپنا ہی خون گرم ہوتا ہے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

عزہ ماتھے پہ بل ڈالتے عفان کو گھورتے ہوئے اذلان سے بولی تو وہ اس کی بات سن کر تفاخر سے مسکرا دیا جیسے اس کی تعریف کی گئی ہو۔اسی طرح پریشے کی رخصتی انجام پائی تو وہ لوگ اپنے گھروں کو چل دیے۔

عزہ حجاب دونوں مراد صاحب کے گھر ہی آ گئی تھی تھوڑی بہت رسموں کے بعد پریشے کو کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب معاذ کمرے میں نہ آیا تو وہ جو بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی تھی کمر سیدھی کرنے کیلیے اپنی جگہ ءے اٹھ کھڑی ہوئی اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ابھی اسے کھڑے دو منٹ ہی ہوئے تھے کہ کھڑکی کے پاس کسی کی آواز سن کر اس کے حواس چوکنا ہوئے۔غور کرنے پر پتہ چلا کہ وہ معاذ کی آواز تھی جو فون پہ کسی سے مخاطب تھا۔

"یار کیا ہو گیا ہے میں تمہیں یقین دلا رہا نہ یہ شادی بس مام کے کہنے پہ کی ہے اپنی پسند کی تو تمہارے ساتھ ہی کروں گا آخر کو تم سے پیار جو کرتا ہوں۔"

اس کی بات پہ کھڑکی کے پار کھڑی پریشے ساکت و جامد تھی۔یہ معاذ کیا بول رہا ہے۔اسے اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔شادی کی رات وہ کس سے اور کیا باتیں کر رہا ہے۔

"بس سکون کرو اور میرے بارے میں سوچو بہت پیاری نیند آئے گی۔"

معاذ کے مسکراتے لہجے پہ اس کا ضبط چور چور ہوا اور وہ بھاگتی ہوئی بیڈ پہ بیٹھی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی آنکھوں میں نمی جاگنے لگی تھی۔حلق میں کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔وہ ابھی انہی سوچوں میں گم دم سادھے بیٹھی تھی۔دروازہ کھلنے کی آواز پر یک دم سیدھی ہو کر بیٹھی لیکن آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔وہ جو مگن سا موبائل پہ لگا ہوا اندر آ رہا تھا اسے بیڈ پہ بیٹھا دیکھ اسے نظر انداز کرتا ہوا سنجیدگی سے اپنے کپڑے لیے اور واشروم

جانے لگا کہ پریشے کی ہچکیوں کی آواز پر اس کی سمت متوجہ ہوا تو فوراً سے پہلے اس تک پہنچا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ اسے چھونے کی کوتاہی کرتا پریشے نے اس کے ہاتھوں کو بری طرح جھٹک دیا۔

"چھوڑیں مجھے آپ نے مجھے چیٹ کیا ہے۔"

وہ روتے ہوئے حلق کے بل چلائی۔ معاذ اب کی بار سچ میں بوکھلا گیا کہ کہیں اس نے کچھ سن تو نہیں لیا۔

"کس نے چیٹ کیا ہے یار"

معاذ اپنے آپ کو نارمل ظاہر کرتا ہوا بولا تو پریشے نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ نے۔ آپ نے کیا ہے آپ ابھی کسی دوسری لڑکی کے ساتھ وعدے کر رہے تھے اگر میں آپ کو پسند۔"

اس سے پہلے کہ وہ اور کچھ بولتی معاذ نے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آ لگی۔ معاذ نے سنجیدگی سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔

"ارے کس کافر کو تم پسند نہیں ہو میرا دل، سکھ چین، قرار، گردہ، پھیپھڑہ سب کچھ تو لے چکی ہو اب کیا ظالم حسینہ بن کر جان لینے کا ارادہ ہے کیا۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کو چھوتے ہوئے بولا۔ پریشے کا بدن سنسنا اٹھا۔

"لیکن وہ۔"

پریشے پریشانی سے روتے ہوئے بولی۔ اس کے ذہن میں ابھی بھی معاذ کا محبت بھرا لہجہ گونج رہا تھا جب وہ چاشنی بھرے لہجے میں کسی سے مخاطب تھا۔

"ارے وہ۔ وہ تو ایک چھوٹا سا مذاق تھا۔"

معاذ مسکراہٹ دبا کر بولا تو پریشے کی آنکھیں پھر سے بہنا شروع ہو گئی۔اس نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو جان نکال کر بعد میں اسے مذاق کا نام دے رہا تھا۔

"آپ نے آئندہ میرے علاوہ کسی کے بارے میں سوچا تو میں آپکی جان لے لوں گی میں کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتی آپ کے ساتھ آئندہ میرے سے مذاق بھی نہ کرنا آپ ایسا ورنہ میں اپنی جان بھی لے لوں گی۔"

وہ اس کے کالر کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے اشتعال کے عالم میں بولی۔پہلے تو وہ اس کی اپنے لیے شدت پسندی دیکھ کر حیران ہوا لیکن پھر کچھ سوچ کر مسکرا دیا۔

"ارے مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ میری بیگم میرے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی ہے۔"

معاذ شرارت سے بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔پریشے اس کی بات پہ سچ مچ بوکھلا گئی کیونکہ جلد بازی میں وہ سب کچھ اپنے منہ سے خود ہی اگل چکی تھی مگر وہ بھی کیا کرتی اتنی گھٹیا بات پہ اس کا ضبط چور چور ہو چکا تھا۔

"سارا میرا میک اپ خراب کر دیا کون رلاتا پہلے ہی رات دلہن کو میں نے آپ سے بات ہی نہیں کرنی اب۔"

پریشے اپنی گھبراہٹ چھپاتے ہوئے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔معاذ نے مصالحتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"ارے ارے ایسی کی تیسی میک اپ کی وہ تو ویسے بھی خراب ہونا ہی تھا۔"

معاذ معنی خیزی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو پریشے اس کی واہیات بکواس پہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔اگلے ہی لمحے اس کی نگاہوں کے شوخ تقاضوں سے گھبراتے وہ اس کے حصار سے نکلنے لگی مگر معاذ گرفت مزید مضبوط کر گیا تھا۔

****

اگلی صبح ڈریسنگ کے سامنے کھڑی وہ ڈرائیر کی مدد سے بال خشک کر رہی تھی ساتھ ساتھ معاذ کی باتیں سوچ کر لبوں پہ مسکراہٹ سی بکھر رہی تھی۔اس کا دھیان مکمل طور پہ ان سوچوں کی جانب تھا۔لبوں کے تراش پہ دھیمی سی مسکراہٹ کبھی ابھرتی تو کبھی معدوم ہو جاتی۔

"کیا سوچ سوچ کر مسکرا رہی ہو۔"

معاذ عقب سے ہی اسے بازوؤں کے حصار میں لیتا ہوا شرارتی لب و لہجے میں بولا۔اسے پتہ ہی نہیں لگا کہ کب معاذ اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا اس کی بے تحاشہ قربت کا سوچتے ہوئے برش اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پہ جا گرا۔

"پیچھے ہو کر کھڑے ہو۔"

پریشے اس کے حصار سے نکلتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولی۔معاذ نے اس کی ناک کو بری طرح دبایا تو وہ اس کی گرفت میں مچل اٹھی جو اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"میری زندگی میں آنے کا شکریہ۔"

وہ اس کا ماتھا چومتا ہوا چاہت بھرے لہجے میں بولا تو پریشے بھی شرمیلی سی ہنسی ہنس دی۔

"ویسے مجھے لگتا تھا کہ یہ شرمانے والے گٹس تم نہیں ہیں۔"

معاذ اس کا شرمایا روپ دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر بولا تو وہ ناراضگی سے چہرہ پھیر گئی اور برش کی مدد سے بالوں کو سنوارنے لگی۔

اتنی دیر میں دروازہ ناک ہوا تو پریشے اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرنے لگی۔معاذ نے دروازہ کھولا تو ملازمہ تھی۔وہ اسے نیچے آنے کا پیغام دے کر واپس چلی گئی۔معاذ بھی پریشے کا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے نیچے کی طرف چل دیا اور اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔فوزیہ بیگم نے بے ساختہ ان کی نظر اتاری اور پریشے کو گلے لگا کر اس کا ماتھا چوما۔

"ارے کھاؤ نہ بیٹا جھجکنا نہیں ہے بلکل بھی۔"

وہ اس کی پلیٹ میں خود ہی بار بار کچھ نہ کچھ رکھتے ہوئے بولی۔

"آنٹی میں لے لیتی ہوں۔"

پریشے کو اچھا نہیں لگا کہ وہ کھڑی ہو کر اسے ڈال کر دیں تو وہ بول پڑی۔

"میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا تھا کہ بہت بھوکی ہے آپکی بہو گھر کی سبھی چیزوں کو تالا لگا دیجیے گا۔"

وہ شرارت سے مراد صاحب اور فوزیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولا تو پریشے نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا جو اس کی خوبیاں کس قدر شوق سے سب کو بتا رہا تھا۔

"بہو کسے کہا یہ میری بیٹی ہے۔"

فوزیہ بیگم نے مسکرا کر اس کی تصحیح کی تو پریشے بھی خوشدلی سے مسکرا دی البتہ معاذ نے ستائشی انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

"ہم سے اب کوئی نہیں پوچھے گا یہاں تو باقاعدہ ٹیم بن چکی ہے۔"

ان دونوں کا پیار دیکھ کر اب کے باری مراد صاحب نے دہائی دی تو سب کھلکھلا کر ہنس دیے۔اسی ماحول میں ہنسی خوشی سب نے ناشتہ کیا گیا۔

"جلدی کرو ٹائم کافی ہو گیا ہے ویسے احتشام صاحب کا فیصلہ کافی اچھا تھا تمہارا اور اذلان کا ولیمہ ایک ساتھ کرنے کا وینیو بھی ایک ہی ہو گیا اور ٹائم کا ٹائم بھی بچے گا۔"

احتشام صاحب نے جب سب لوگوں سے ولیمہ ایک ساتھ کرنے کا مشورہ مانگا تو سب نے کچھ سوچتے ہوئے ہامی بڑھ لی کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔ایک ساتھ ولیمہ ہوتا تو ہر چیز میں فائدہ تھا اور اس چیز سے ان سب نے خوف فائدہ اٹھانے کا سوچا تھا۔اتنی دیر میں عزہ اور حجاب بھی ان کے گھر آگئی تو پریشے جو تھوڑی سی نروس ہو رہی تھی ان دونوں کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔

"آیت کو بھی لے آنا تھا۔"

پریشے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں کے اس کے نا آنے کی وجہ بتائی کہ وہ بیمار ہے۔

"آنٹی کہ رہی تھی کہ دوائی دے کر سلایا ہے کیونکہ اس کی ایک ہی رٹ ہے کہ اس نے ولیمے پہ جانا ہے اور اس کیلیے ٹھیک ہونا بے حد ضروری ہے۔"

حجاب چپس کھانے کے دوران اسے تفصیل بتاتے ہوئے بولی تو پریشے نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"محرم آپی کے پاس جانے کا بھی دل تھا لیکن ماما نے کہا کہ رات کو مل لینا ولیمہ تو ہے ہی۔"

عزہ نے منہ بسور کر اسے اطلاع دی کیونکہ محرم بھی وہاں اکیلی تھی۔پریشے نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا جن کے آنے سے اس کا موڈ قدرے خوشگوار ہو گیا تھا۔

"چو عزہ حجاب چلیں ہم دیر نہ ہو جائیں ساری تیاریاں بھی کرنی ہے۔"

صائم گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا معاذ اور مراد صاحب نے اسے روکنے کی کوشش بھی کی لیکن صائم نے اگلی دفعہ کہ میں ڈال دیا۔ان کے جانے کے بعد بیوٹیشن بھی آگئ تو فوزیہ بیگم پریشے کو ساتھ لیے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔دوسری جانب شاہ ولاس میں بھی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھی۔

"کیا ہوا بھابھی جی کہی سیاں جی کی یاد تو نہیں آ رہی۔"

محرم جو سب کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھی عفان کے ایک دم مخاطب کرنے پر گڑبڑا گئی جبکہ عفان کی بات سن کر احتشام صاحب اور شازیہ بیگم مسکرا دیے۔

"نہیں وہ بس ایسے ہی۔"

محرم اپنی جھینپ مٹانے کی خاطر اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"میں نے کل ہی بتادیا تھا محرم کو کہ ساری زندگی میں نے اس طرح گزاری ہیں کہ یہ زیادہ تو آفس ہوتے تھے اب اس کو بھی ایسے ہی رہنا ہے کیونکہ اذلان بھی بلکل انہی کا پرتو ہے۔وہ آفس کم اس کی دوسری بیوی زیادہ ہے۔"

شازیہ بیگم ابھی عفان کو بتا ہی رہی تھی کہ اندر آتے اذلان کی طرف متوجہ ہوئی اور حیران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ محرم کے چھکے چھوٹ گئے کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ وہ سب اسے کیوں گھور رہے ہیں۔

"کیا ہوا آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہے۔"

اذلان انہیں اپنے آپ کو گھورتا دیکھ کر حیرانگی سے بولا اور ساتھ ہی ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پہ جگہ سنبھال گیا۔

"کچھ نہیں۔"

شازیہ بیگم مسکراہٹ دباتے ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن پھر کچھ یاد آتے ہی مڑی۔

"محرم بیوٹیشن آنے والی ہوگی میں کمرے میں لے آؤں گی پھر۔"

وہ محرم کو تلقین کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ان کے پیچھے احتشام صاحب بھی ہنستے ہوئے چلے گئے۔ عفان بھی معنی خیزی سے ہنستا ہوا اذلان کو آنکھ مار کر وہاں سے بھاگ گیا جبکہ ان سب کی حرکت پر اذلان دانت پیس کر رہ گیا مگر جیسے ہی نظر صوفے پہ بیٹھی انگلیاں چٹخاتی محرم کی جانب پڑی تو تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتے اس نے بغور اس کی جانب دیکھا تھا۔اس کے دیکھنے کے انداز سے ہی محرم نے اپنا حلق تر کیا۔اسے دیکھ کر اذلان کی آنکھوں میں جو چمک رقص کرتی تھی وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل تو نہیں تھی۔

****

ولیمے کی تقریب کا آغاز زور و شور سے ہو چکا تھا۔اسٹیج پر بیٹھے وہ دونوں جوڑے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔دونوں جوڑیوں کیلیے الگ الگ سٹیجز بنوائے گئے تھے۔پریشے اور معاذ سیدھی طرف جبکہ محرم اور ازلان دوسری طرف والے صوفے پر براجمان تھے۔جو لوگ بارات میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ اب آ کر انہیں مبارک دے رہے تھے اور دونوں جوڑیوں کو خوب سراہ رہے تھے جسے وہ بخوشی قبول بھی کر رہے تھے۔اس میں زیادہ لوگ آفس کے ہی تھے کچھ کولیگز اور ورکرز جنہیں خاص ولیمے پہ مدعو کیا گیا تھا۔

ولیمے کی تقریب کافی بڑی تھی تبھی معاذ اور ازلان کا آفس اسٹاف بھی انوائٹڈ تھا۔

صائم ایان عفان حجاب اسٹیج پر ہی ان لوگوں کے پاس موجود تھے جبکہ آیت اور عزہ اسٹیج سے کچھ دور اپنی تصویریں لینے میں مصروف تھیں۔جنہیں ہر تھوڑی دیر بعد عفان آ کر تنگ کرنا نہ بھولتا۔ابھی بھی عزہ نے زبردستی آیت کو کیمرے دے کر کہا تھا اچھی سی پکچر کلک کرے۔

اور اب جب وہ پکچر لینے لگی ہی تھی عفان نے پیچھے سے آ کر تصویر خراب کر دی۔

"کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔کیوں بار بار تصویر خراب کر رہے ہیں میری نا جانے کون سی بے چین ہڈی ہے آپ کے اندر جو آپ کو چین نہیں لینے دیتی۔"

عزہ اس کی حرکتوں سے عاجز آتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔عفان نے ستائشی انداز میں سر تا پا اس کی جانب دیکھا۔

"ارے ارے آرام سے لڑکی میں نے کب خراب کی تصویر۔ میں تو بس آرام سے گزر کر اس طرف جا رہا تھا تم ہی درمیان میں آگئی۔"

عفان نے فوراً سے بیشتر معصوم بننا چاہا تو عزہ نے جھٹکے سے وہ تصویر اسے دکھائی جس میں موصوف پتہ نہیں کہاں سے جن بن کر نمودار ہو گئے تھے۔

"یہ کیا ہے۔ آپ پاگل ہو چکے ہیں یا مجھے اندھا کہنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔"

وہ غصے سے جھنجھلا کر بولی۔

"اوہ یہ۔ یہ تو میں تصویر کو اور خوبصورت بنانے کے لئے آگیا دیکھو کتنی اچھی تصویر آئی ہے ہماری۔ میری موجودگی سے ویسے بھی ہر سوں رونق ہو جاتی ہے۔ تصویر بھی لائیں مار رہی ہے۔"

عفان نے سارا کریڈٹ خود رکھتے شرارت سے بولتے آخر میں مصنوعی سا شرما اٹھا۔

"لائیں کیا۔"

آیت ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

"ارے لائیں مینز لائٹس۔"

وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولتے اس کی تصحیح کرتے ہوئے بولا۔

"یہ اپنی پڑھائی کو کونسے چولہے میں جھونک رہے ہیں آپ جو زبان اس قدر خراب ہوتی جا رہی ہے۔"

عزہ تلملا کر بولی۔

"آٹومیٹنک والے چولہے میں اس میں جھونکنا آسان ہے۔"

وہ مسکین سی صورت بنا کر بولتے اسے ناگواری سے سر جھٹکنے پہ مجبور کر گیا۔

"میں بتا رہی ہوں اب میری پکچرز خراب کی نہ تو۔"

عزہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے والے انداز میں بولی۔

"تو۔"

عفان نے بھنویں اچکاتے اس کی بات مکمل کروانی چاہی۔ عزہ نے دانت نکوسے۔

"تو میں اذلان بھائی سے کہونگی اور بدلہ بھی بھرپور انداز میں لونگی۔"

وہ اپنی بات مکمل کرتے واپس آیت کے پاس پہنچ گئی اور اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو گئی۔ جبکہ اذلان کے نام پہ عفان منہ بنا کر رہ گیا اور نگاہیں اطراف میں گھمانے لگا تاکہ کسی اور کو پریشان کر سکے۔

"حجاب ذرا ان دونوں کو بلا لاؤ کب سے وہیں ہیں یہاں مل بھی لیں دونوں سے۔"

صائم کب سے ان دونوں کو تصوریں لیتا دیکھ رہا تھا اب بیزاریت سے بولا۔

"جی بھائی بلاتی ہوں۔"

یہ کہتے ہی حجاب انہیں بلانے کیلیے اپنا فراک سنبھالتی سٹیج سے نیچے اتر گئی۔ اس کے جاتے ہی اذلان اور صائم دوبارہ باتوں میں مصروف ہو گئے جبکہ محرم سے اگر کچھ کہتے تو وہ جواب دے دیتی اور معاذ بھی کبھی پریشے کو کچھ کہتا تو وہ مسکرا دیتی جبکہ کبھی اسے گھور کو رہ جاتی۔ ابھی بھی معاذ کی کسی بات پر وہ اسے گھور ہی رہی تھی کہ وہ سب ایک ساتھ اسٹیج پر آئے اور پریشے کی یہ حرکت عفان کی نظروں سے مخفی نہیں رہی تھی تبھی مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"شرم کرو لڑکی مجازی خدا ہے تمھارا اور تم ایسے گھور رہی ہو۔"

عفان نے اسے واضح شرم دلانا چاہی۔

"میرا مزاجی خدا ہے نا تمہارا تو نہیں نا تو اپنی بکواس بند کرو میرا مزاجی خدا میری مرضی۔ چلو اب پھوٹو۔"

پریشے برابر چوٹ پہ اس کی عزت افزائی کرتے ہوئے بولی تو وہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ تلملا کر رہ گیا۔

"آئے بڑے جیسے خود میں بڑی شرم ہے آتے جاتے سب کو چھیڑتے ہیں وہ کچھ نہیں۔"

عزہ نے کچھ دیر پہلے تصویر والی بات کا بدلہ لینا چاہا۔

"تو کیا ہوا چھیڑتا ہی ہوں نا سڑا تو نہیں رہتا ہر وقت تمہاری طرح۔"

عفان نے بھی حساب بے باک کیا۔اس سے پہلے ان کی جنگ دوبارہ شروع ہوتی آیت بول اٹھی۔

"بس بس بہت ہوا آج کا کافی ہے باقی کل لڑنا ٹھیک ہے ابھی ہم نے آپی سے ملنا ہے۔"

آیت نے انہیں یاد ہانی کروائی اور وہ لوگ پریشے اور محرم سے ملنے لگیں کیونکہ پہلے سٹیج پہ رش ہونے کی بدولت انہوں نے تصویریں لینے کو ترجیح دی تھی۔اس کے بعد سب آپس میں باتوں میں مصروف ہو گئے۔اسی دوران معاذ نے صائم کو مخاطب کرتے استفسار کیا۔

"صائم اب تو ہم دونوں کی شادی کا کھانا کھا لیا اب تم ہمیں کب اپنی شادی پر بلا رہے ہو۔"

معاذ کے یوں اچانک سوال پہ صائم کی بے ساختہ نظر آیت کی جانب اٹھی جو بظاہر تو لائبہ سے کچھ کہہ رہی تھی لیکن پورا دھیان یہیں تھا کہ صائم کیا جواب دیتا ہے۔صائم نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"انشاءاللہ بہت جلد ہی۔"

صائم نے مسکرا کر معاذ کو جواب دیا جب کہ نظریں اب بھی آیت پر ہی مرکوز تھیں جبکہ اس کے اس جواب پر آیت کا دل دھک سے رکا تھا۔ اسے اپنے حواس سنسناتے ہوئے محسوس ہوئے۔ کیا وہ سچ میں شادی کرنے والا تھا۔

"یعنی آپ کو آپ کے ٹائپ کی کوئی حسین دوشیزہ مل گئی۔"

عفان سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔ ساتھ ساتھ فرنی سے بھرپور قسم کا انصاف کر رہا تھا۔

"شاید۔ لیکن تصحیح کر لو حسین نہیں بلکہ سر پھڑی دوشیزہ۔"

صائم نے شرارت سے جواب دیا۔ آیت جواب مزید اس کی باتیں نہیں سن سکتی تھی نیچے جانے کے لئے مڑی ہی تھی کہ حجاب نے بروقت اسے روک لیا۔ آیت نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کہاں بھئی تمھیں تو سب سے زیادہ شوق تھا نہ صائم بھائی کی شادی کروانے کا۔"

اس کی بات پر بمشکل مسکراتے ہوئے ایک نظر صائم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہاں تھا تو مگر شاید مام نے بلایا ہے مجھے۔ میں پوچھ کر آتی ہوں۔"

آیت آنسوؤں کو اندر دھکیلتی حجاب کو جواب دیکر سٹیج سے نیچے اتر گئی۔ چلتے چلتے ابھی بھی آنکھوں کے سامنے سایہ سا لہرا رہا تھا۔ اس کے اس طرح جانے پر صائم کو کچھ حیرانی ہوئی لیکن اپنے تاثرات چھپاتا سب سے معذرت کر کہ باہر کی طرف چل دیا۔ اب سب کی حیران نگاہیں ان دونوں پہ مرکوز تھی جن کا رویہ کچھ عجیب سا تھا۔

"شادی کرتے ہیں تو کریں میری بلا سے میں کونسا مری جا رہی ہوں ان کیلیے۔"

گھر واپس آ کر وہ کھڑکی کے پاس کھڑی آسمان پہ نظریں جمائے کھڑی تھی اسی دوران صائم کی باتیں ایک بار پھر کسی فلم کی مانند اس کی سماعتوں میں گونجنے لگی۔ وہ غصے سے بولتی سر جھٹک گئی۔

"سر پھری دوشیزہ مل گئی ایک مجھے دیکھ کر ہی بس انہیں سارا غصہ یاد آجاتا ہے میں بھی سر پھری ہی ہوں مجھے ہی پسند کر لیتے۔"

وہ اب کی بار نم لہجے میں بولی۔

"میری جانب سے بھاڑ میں جائیں جاہل خان۔ شوخا خان۔"

وہ کھڑکیوں کے پٹ ذور سے بند کرتی بیڈ پہ گرنے والے انداز میں لیٹتی آنکھیں موند گئی۔ اب پوری رات یوں ہی کڑھ کڑھ کر گزرنی تھی یہ بات تو وہ اچھے سے جانتی تھی۔

****

دن یوں ہی تیز رفتاری سے گزر رہے تھے خوشحالیوں نے ہر جانب اپنا ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ محرم اور پریشے کی شادی کو بھی ہفتہ گزر چکا تھا لیکن عزہ اور حجاب کی اس کے بغیر روٹین نہیں ٹھیک ہو رہی تھی۔ وہ ابھی بھی صبح صبح لڑھک لڑھک کر اٹھتی رات کو دیر تک جاگتی اور پھر صبح یونی اور کالج جانا محال ہو جاتا تھا۔ ابھی بھی عزہ نیند بھری آنکھوں سے حجاب کو جگانے کی تگ و دو میں تھی جو اوندھا لیٹے گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی۔

"حجاب یار دوسری بار تمہیں اٹھانے آگئی ہوں اب تم نہ اٹھی نہ تو پھر یہ جوتی دیکھنا تمہارے منہ پہ ہو گی۔"

عزہ جلتے بھنتے دانت پیس کر بولی۔

"اچھا بس دو منٹ۔"

حجاب ہمیشہ کی طرح دو منٹ کہ کر پھر سے کروٹ بدل گئی تھی۔

"پتہ نہیں آپی کیسے تمہیں اٹھاتی تھی تمہیں تم میرے بس کا روگ قطعی نہیں ہو تمہیں جگاتے جگاتے مجھے دوبارہ نیند آجاتی ہے۔"

عزہ روہانسے لب و لہجے میں بولی۔ حجاب جو تکیہ میں منہ دیے لیٹی ہوئی تھی اس کی روہانسی آواز سن کر فوراً سے پہلے اٹھی۔

"اٹھ گئی ہوں میں جاؤ نیچے میں بس آئی۔"

وہ بالوں کو سمیٹتی جلدی سے کہتے ہوئے واشروم میں بند ہوگئی جبکہ عزہ اس کی حرکت پہ منہ بنا کر آنکھوں کو ملتی نیچے کی طرف چلی گئی۔

"ماما دے دیں ناشتہ جلدی سے۔"

حجاب ٹیبل بجاتے ہوئے ان سب کو جلدی ڈالتے ہوئے بولی تو عزہ نے اسے آنکھیں دکھائی۔

"تم نہ آنکھیں نہ دکھایا کرو صرف آپی کی آنکھوں کا اثر ہوتا تھا تمہاری دیکھ کر تو ہنسی نکل جاتی ہے۔"

حجاب اس کی آنکھیں دکھانے پر چوٹ کرتے ہوئے بولی تو عزہ منہ بنا کر رہ گئی جبکہ زمان صاحب اور صائم قہقہہ لگا گئے۔

"آپ بھی ہنس لیں بابا بھائی۔"

عزہ ان دونوں پہ ناراض ہوتے ہوئے بولی تو ان دونوں نے اپنی ہنسی روکی۔ اتنی دیر میں تحریم بیگم نے ملازمہ کے ساتھ ناشتہ لگایا اور زمان صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔

"محرم شادی کے بعد ایک بار ہی آئی ہے دو دنوں کے لیے رہنے آجائے اب میں آج فون پہ کہوں گی اسے۔"

تحریم بیگم اداس ہوتے ہوئے بولی۔اس کے بغیر تو ویسے بھی اس کا گزارا نہیں تھا تو سب ان کی بات پہ مسکرا دیے۔

"آپی تو ہمیں بھول ہی گئی ہے۔"

حجاب منہ بناتے ہوئے بولی اور سینڈ وچ دانتوں سے کترنے لگی۔

"بھولی نہیں ہے وہ بس شادی کے بعد ہر لڑکی کیلیے سب سے پہلے اس کا شوہر اور سسرال ہوتا ہے۔"

تحریم بیگم اس کو سمجھاتے ہوئے بولی تو وہ ان کو دیکھ کر منہ بنا گئی۔

"آپ سب تو چلیں جاتے ہیں پیچھے میں دیواروں کا منہ دیکھتی رہ جاتی ہوں صائم کو بھی ہزار بار شادی کا کہہ چکی ہوں لیکن کوئی آثار نہیں ہے۔"

وہ الٹا صائم پر غصہ کرتے ہوئے بولی تو صائم ان کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیا۔سب نے حیرت سے اس کی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

"چلو جلدی کرو مجھے پھر ہسپتال بھی جانا ہے اور ماما مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے شادی سے۔"

صائم اٹھتے ہوئے ان سب کے سروں پہ دھماکہ کرتا ہوا بولا جبکہ اس کی بات پہ سب سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے۔ان کی حالت سے مزہ لیتے وہ مسکراہٹ دباتے باہر کی طرف چلا گیا۔

"یہ کیا کہہ کر گیا یا اللہ اسے کیا ہو گیا ایک دم سے۔"

تحریم بیگم پریشان ہوتے ہوئے بولی دوسری جانب زمان صاحب تھے جو صائم کی بات پہ مسلسل مسکرا رہے تھے۔صائم کی آواز پہ حجاب نے جلدی میں بریڈ کے سلائس اپنے منہ میں ڈالے تو تحریم بیگم اسے گھور کر رہ گئی۔

"جلدی اٹھ جایا کرو تو یہ نوبت نہ آئے۔"

وہ اس کی جلدی جلدی کھانے پر چوٹ کرتے ہوئے بولی تو حجاب انہیں سوری کرتی سب کو اللہ حافظ کہتی باہر کی طرف بھاگ گئی۔

"اچھا بیگم میں بھی نکل رہا ہوں اور ہمارا صائم شادی کی بات کر کے گیا ہے تو ہم جلد ہی آفندی صاحب سے بات کریں گے آیت کیلیے۔"

زمان صاحب بھی انہیں شاک میں چھوڑ کر جا چکے تھے۔ان دونوں کے جاتے ہی وہ دم بخود بیٹھی رہ گئی مطلب وہ آیت کے ساتھ شادی سے رضامندی ظاہر کر کے گیا ہے۔

"آیت کے ساتھ شادی میں تو چاہتی بھی یہی تھی۔یہ آج سب کو اچانک ہو کیا گیا ہے۔محرم سے بات کرتی ہو۔"

وہ خوشی خوشی اپنے آپ سے بولتی ملازمہ کو ہدایت دیتے کمرے کی طرف چل دی تاکہ محرم سے اس بابت بات کر سکیں۔

****

وہ دونوں اپنی کلاس لینے کے بعد اب کیفے کی جانب جا رہیں تھیں کہ پیچھے سے آنے والی انجانی آواز پر رکیں۔ان دونوں نے حیرت سے گردن موڑے اس کی جانب دیکھا گرے رنگ کی شرٹ اور پینٹ میں ملبوس بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے نرمی سے ان سے مخاطب تھا۔

"ہیلو مس کیا آپ میری بات سن سکتی ہیں دو منٹ۔"

وہ لڑکا شاید نیا آیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے اس سے پہلے اسے نہیں دیکھا تھا۔اس کی بات سنتے دونوں نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھتے اسے دیکھا پر کہا کچھ نہیں۔ان کے یوں خاموش رہنے پر وہ دوبارہ بولا۔شاید وہ ان کے چہرے کے تاثرات بخوبی پڑھ چکا تھا۔

"دراصل آپ مجھے نہیں جانتی میں نیا ہوں یہاں یہاں۔ مس عزہ میں آپکا کلاس فیلو ہوں اور مجھے آپکی کچھ ہیلپ چاہئے۔"

اس نے آدھی بات بتا کر ان کے تاثرات دیکھنے چاہے جسکا مگر اب ان کے دل کی کیفیت کا اندازا لگانا مشکل تھا۔اپنی دھن میں گنگنا کر پیچھے سے آتے عفان نے حیران نظروں سے یہ منظر دیکھا تھا کیونکہ جہاں تک وہ جانتا تھا عزہ اور آیت کسی انجان سے اس طرح کبھی بات نہیں کرتی تھیں بلکہ دو چار باتیں سنا کر اگلے بندے کو شرمندہ بہت اچھے سے کرتی تھیں مگر فلحال تو وہ بلکل پرسکون سی اس سے مخاطب تھی۔

"کیا مدد درکار ہے آپکو۔"

عزہ نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے آئبرو اچکاتے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"وہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں میں نیو ہوں یہاں تو آپ سے پڑھائی میں کچھ مدد چاہئے تھی۔"

اس نے بھی سیدھے طریقے سے مدعے کی بات کی مبادہ وہ اس کی تمہیدیں باندھنے سے چڑ نا جائے۔

"میں آپ کو جانتی ہی نہیں اور ایسے ہی کسی بھی راہ چلتے انسان کی مدد نہیں کرتی میں آپ جا سکتے ہیں۔میرے علاوہ بہت سے سٹوڈنس ہیں یہاں آپ ان سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔"

عزہ نے صاف انکار کرتے وہاں سے جانا چاہا مگر وہ ہمت مجتمع کرتے ایک بار پھر سے اس سے مخاطب ہوا۔

"میں اپنا تعارف کروا دیتا ہوں پھر آپ جان جائینگی پھر مدد کر دیجئیے گا مجھے کسی کا وقت درکار ہے اور وہ کسی کو اچھا مطلب ہونہار طالب علم ہی ہونا چاہیے۔"

اس لڑکے نے اپنے حساب سے مسئلے کا حل نکالا۔ اس کی بات پر عزہ نے بھنویں اچکائی جیسے کہنا چاہتی ہو سیر یسلی یہ اتنا آسان ہے۔

"عزہ چلو ہم چلتے ہیں۔"

اس سب میں آیت پہلی بار بولی تھی کہ اگر اب عزہ کا دماغ خراب ہوتا تو کوئی شک نہیں تھا وہ اس لڑکے کو یہیں پیٹنا شروع کر دیتی۔

"میرا نام حیدر علی ہے اور آپ کی کلاس میں کل ہی ایڈمیشن ہوا ہے۔ اس لئے آپ سے مدد کا کہہ رہا ہوں کیونکہ کورس کافی زیادہ ہو گیا ہے اکیلے بہت مشکل سے کور ہو گا۔ مزید کلاس کے کافی بچے آپ کے نوٹس کی بہت تعریف کر رہے تھے تو سوچا آپ سے ہی اس متعلق بات کر لوں۔"

حیدر نے ساری صارتحال سامنے رکھتے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کی بات کے جواب میں عزہ کچھ کہتی عفان جو کب سے کچھ فاصلے پر کھڑا سب دیکھ رہا تھا اس کا ضبط سرے سے ہی جواب دے گیا اس نے ایک جھٹکے سے فاصلہ مٹاتے اس لڑکے کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتے جھٹکا تھا۔

"کیا حال ہیں بڈی۔"

عفان بظاہر تو مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا لیکن ہاتھ اتنی ہی مضبوطی سے تھاما ہوا تھا کہ حیدر بمشکل مسکراتے اس کی یہ حرکت برداشت کر گیا۔ اسے اپنے ہاتھ کی ہڈیاں چکنا چور ہوتی محسوس ہوئی۔ اسے یوں اچانک سے آکر مصافحہ

کرتے دیکھ عزہ اور آیت دونوں نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔ان دونوں کو اس سے کوئی خاص توقع قطعی نہیں تھی۔

"میں ٹھیک آپ۔"

حیدر نے حیرانگی سے پوچھا۔حیدر نے ذیرک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں مجھے شاید آپ ابھی نہیں جانتے مگر پریشانی کی بات نہیں ہے بہت جلدی جان جائینگے۔"

عفان نے اسے گھورتے ہوئے دانت پہ دانت جماتے جواب دیا۔حیدر اسے چھوڑ کر دوبارہ عزہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا مس عزہ۔"

حیدر نے مسکرا کر ایک بار پھر اسے مخاطب کیا جبکہ اس کے اس طرح مسکرا کر کہنے پر عفان نے غصے سے اسے گھورا اور مٹھیاں بھینچ لی جو اس کے سامنے ہی کس قدر میٹھا بن رہا تھا عزہ کے ساتھ کیا اسے اس کا خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

"آپ کو جو بھی کام ہو میرے سے مل لیجیے گا بعد میں۔میں سب کچھ بتا دوں گا آپ کو اور تم باہر جاؤ صائم بھائی آ چکے ہیں۔"

عفان نے اپنا غصہ قابو کرتے سنجیدگی سے اسے حکم صادر کیا۔اس کے اس طرح مخاطب ہونے پہ عزہ نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جو کس حق سے اس پہ حکم صادر کر رہا تھا۔آیت نے سرعت سے مسکراہٹ چھپائی۔عزہ کی حالت اسے مزہ دے گئی تھی۔آیت نے اپنا رخ دوبارہ حیدر کی جانب کیا اور معذرت کرنے والے انداز میں بولی۔

"ہم چلتے ہیں ہمیں لینے آ گئے ہیں آپ ان سے مدد لے لیں یقیناً ان کی مدد آپ کے بہت کام آئے گی۔"

وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئی جبکہ اس کی یہ حرکت دور کھڑے صائم کی نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی۔اس کی آنکھیں باقاعدہ جلنے لگی۔عزہ نے عفان کو دوبارہ کھا جانے والے انداز میں گھورا اور وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔باہر پہنچتے ہی آیت نے ایان کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑائی لیکن وہ کہی دکھائی نہ دیا اور وہ صائم کے ساتھ جانے پر سرے سے راضی بھی نہیں تھی بہت مشکلوں سے دل کو سمجھایا تھا لیکن وہ بار بار نظروں کے سامنے آجاتا تھا۔ناجانے وہ ایسا کیوں کر رہا تھا۔اس کے سامنے آتے اس کا ضبط آزمانا۔وہ آنکھیں میچ کر رہ گئی۔

"ایان نہیں آئے گا تم نے ہمارے ساتھ ہی جانا ہے۔"

صائم نے اسے نظریں دوڑاتے دیکھ کر جتانے والے انداز میں کہا۔

"کیوں۔"

جواباً وہ ماتھے پہ بل ڈال کر کٹیلے لہجے میں بولی۔صائم نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس نے آفس کے کام سے حجاب کے کالج کی طرف جانا تھا تو مجھے انفارم کر دیا تو اب وہ حجاب کو اور میں تمہیں پک کر رہا ہوں۔"

آیت اس کی بات سنتے ہی دانت پیستے ہوئے ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی اور زور سے مارنا نا بھولی۔

"محترمہ یہی ہاتھ توڑ کر نامیوزم میں لگوادوں گا اگر دوبارہ میری گاڑی کا دروازہ یوں بند کیا۔"

وہ باور کروانے والے لہجے میں بولا۔ آیت کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تبھی سر جھٹکتے گاڑی کے دروازے سے لگ کر بیٹھتے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھنے لگی۔ عزہ کو گھر اتارنے کے بعد وہ آیت کو لیے آگے کی منزل پہ چل پڑا۔ اس دوران گاڑی میں بلکل خاموشی کا راج تھا۔ دو نفوس کے ہوتے ہوئے بھی موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

گاڑی سے اترتے وقت اسے صائم کی بھاری آواز سنائی دی جو اسی سے ہی مخاطب تھا۔

"وہ لڑکا کون تھا جس سے تم ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔"

صائم نے بلاخر دل میں مچلتا سوال پوچھ ہی ڈالا جبکہ اس کی بات پہ پہلے تو آیت نے اسے ناسمجھی سے دیکھا لیکن جیسے ہی شعور کی منزل پہ پہنچی دانت پیستے ہوئے صائم کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کوئی بھی ہو میں کیوں بتاؤں آپ کو۔ آپ میرے ابو نہ بنے زیادہ۔"

آیت کو تو اس کی بات سن کر پتنگے ہی لگ گئے تھے۔ صائم خود کو ابو کہنے پہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"سوال پوچھا ہے ایک سیدھی طرح جواب نہیں دے سکتی کیا۔"

صائم شرربار نگاہوں سے اسے گھورتے سرد انداز میں بولا۔

"نہیں دے سکتی میں پابند نہیں ہوں آپکی۔ اسی لیے آئندہ اس قسم کا سوال پوچھنے سے گریز کیجیے گا۔"

جواباً وہ بھی ہٹ دھرمی سے بولی تو صائم کا تو خون ہی کھول اٹھا۔

"نہیں ہو تو ہو جاؤ گی اور تیار کر لو خود کو اس چیز کیلیے تمہیں تو میں سیدھا کروں گا آیت بی بی۔"

صائم نے تمسخرانہ انداز میں اسے باور کرایا تو اس کی بات پہ آیت نے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلا تھا۔ صائم غصے سے تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچا تھا۔

"شادی کر رہا ہوں میں میری شادی پہ ڈانس کرنے کیلیے زور و شور سے تیار رہنا آیت بی بی۔"

آیت جو بے دھیانی میں اندر کی جانب بڑھ رہی تھی اپنے عقب سے آنے والی بھاری آواز پہ اس کے بڑھتے قدم وہی تھم گئے۔اس نے ٹھٹھک کر نگاہیں اپنی پشت پہ موڑی وہاں صائم دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اسی کی سمت متوجہ تھا۔آیت کے چہرے پہ تاریک سا سایہ لہرایا اگلے ہی لمحے وہ خود کو سنبھال گئی تھی۔اب لبوں پہ کھینچ کھینچ کر ایک مسکراہٹ در آئی تھی۔

"اچھی بات ہے مگر افسوس اب میں نے ڈانس کرنا چھوڑ دیا ہے۔ویسے آپ کو لڑکی دے کون رہا ہے۔"

وہ بمشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے ہکلاتے لہجے میں بولی مگر لہجے میں تجسس ابھی بھی چھلک رہا تھا۔صائم نے گہری نگاہوں سے اس کے چہرے کے تاثرات پڑھنے چاہے جو لمحہ بہ لمحہ سرخ پڑتے جا رہے تھے۔جانتا تھا وہ ضبط کر رہی تھی۔

"جیسے تمہیں کوئی لڑکا دے گا ویسے ہی مجھے بھی کوئی لڑکی دے دے گا۔اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔"

وہ مضبوط قدم اٹھاتے اس کی جانب آیا اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑستے اس سے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا ہوا۔آیت نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"میرا کیا ہے ابھی رشتے کی بات چلی تو اگلے ہی لمحے لڑکوں کی لائن لگ جائے گی۔اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔"

وہ اسی کے انداز میں بات اسی کو لٹاتی تمسخرانہ لہجے میں بولی۔صائم نے غصے سے دانت پہ دانت جماتے اس کی جانب دیکھا۔آیت نے اس کا دل جلانے کی خاطر اپنے لب مزید پھیلا لئے۔صائم کی آنکھوں سے غصہ پل بھر میں اڑنچھو ہوا۔

"کیا خیال ہے اس صف میں اول نمبر پہ میں ہی نا شامل ہو جاؤں۔ پھر مجھے تم اور تمہیں میں مل جاؤں گا۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹ کو پھونک مارتے معنی خیز لہجے میں بولتے اسے کنگ کر گیا۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جس پہ ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔

"بہت ہی کوئی بھدا مذاق تھا سوری مگر میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔"

وہ سر جھٹک کر بولتی اسے اس کی اوقات یاد دلاتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ صائم کے وجود میں غصے کے بھانبھڑ جلنے لگے۔

"خود لڑکیاں پسند کر کے شادی رچانے لگے ہیں اور مجھ سے پوچھ رہے کون ہے عجیب انسان۔ جائیں کریں جس مرضی سے شادی میری بلا سے"

عزہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بڑبڑاتے اندر کی طرف جا رہی تھی لیکن صائم اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ٹھیک ٹھاک پریشان ہو چکا تھا۔وہ تنفر سے سر جھٹکتے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

"پابند نہیں ہوں تم میری۔ بس ایک بار میرے ہاتھ لگ جاؤ نا تگنی کا ناچ نچایا تو میرا نام بھی صائم خان نہیں۔"

وہ سٹئیرنگ پہ ہاتھ مارتے ہوئے غصے سے دھاڑا تھا۔یہ لڑکی اس کا ضبط بہت اچھے سے آزماتی تھی۔

****

حجاب کالج کے گیٹ کے پاس کھڑی انتظار میں کھڑی پاگل ہو رہی تھی کیونکہ اسے صائم لینے آنے والا تھا۔ دھوپ کی تمازت سے چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔اس نے کتاب اپنے سر پہ رکھتے دھوپ کو اپنے چہرے پہ پڑنے سے روکا تھا۔ مگر صائم کی بجائے دور سے آتے ایان کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔"

ایان کو اپنی طرف آتے دیکھ بڑبڑانے والے انداز میں بولتے اس کی جانب بڑھی اور نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"چلیں ہم۔"

حجاب کے پاس آتے ہی ایان نے اسے مخاطب کیا تو حجاب نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"تم کیوں آئے ہو صائم بھائی کہاں ہیں۔"

حجاب نے سادہ سے لہجے میں سوال کیا اور وہ دونوں ایک ساتھ قدم گاڑی کی جانب بڑھانے لگے۔

"میرا یہاں سے گزرنا ہو رہا تھا تو میں نے صائم بھائی سے کہا کہ وہ آیت کو ڈراپ کر دیں میں تمھیں چھوڑ دونگا گھر۔ سمپل۔"

ایان نے مسکراتے لہجے میں اسے جواب دیا مگر گاڑی کے قریب پہنچتے ہی حجاب نے تعجب سے گاڑی میں بیٹھی لڑکی کو دیکھا اور ایک نظر ایان کی طرف دیکھا کیونکہ وہ ایان کے ساتھ والی سیٹ پہ بہت جوش و خروش سے براجمان تھی۔ حجاب نے نفرت بھری نگاہوں سے اس لڑکی کو تکا البتہ ایان کو آنکھوں کے راستے نگلنا نا بھولی۔

"یہ میری کولیگ ہیں اور یہ میری بہت اچھی دوست ہے حجاب۔"

ایان اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے بولا۔

"ہیلو کیسی ہیں آپ۔"

فبیحہ نے مسکراتے ہوئے اس سے سوال کیا۔ حجاب اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ہی پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔ ایان کو اپنی شامت فالوقت پکی محسوس ہوئی تھی۔

"اسلام علیکم میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں باجی۔"

حجاب نے پہلے اس کے سلام نہ کرنے پر اسے شرمندہ کیا اور آخر میں دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ باجی لفظ ادا کیا۔ یہ لفظ سنتے ہی اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ سرعت سے سمٹ گئی۔

اپنے لئے باجی لفظ سن کر فبیحہ تو دانت پیس کر رہ گئی جبکہ ایان نے اس کے چڑنے پہ مسکراہٹ چھپائی۔ ایک تو اس کی ڈریسنگ اوپر سے دو من میک اپ۔ حجاب جھنجلا کر رہ گئی۔ حجاب کی بات کا جواب نہ دیتے وہ لاپرواہی سے رخ موڑ کر بیٹھ گئی حجاب نے ایک نظر ایان کی جانب دیکھا اور پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"تم نے اگر اسے ساتھ لانا تھا تو مجھے لینے نہ آتے۔"

حجاب ماتھے پہ بل ڈال کر بولی تو ایان گڑبڑا گیا۔

"ابھی معاف کرو مجھے اس بابت بعد میں بات کرتے ہیں میں بعد میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔"

ایان اسے زبردستی گاڑی میں بٹھاتے ہوئے بولا تو حجاب نے ناراضگی سے منہ پھیر لیا۔ کیونکہ اس کے مطابق ایان صرف اس کا بڈی تھا تو وہ دوسری لڑکیوں کے آس پاس بھی نہ بھٹکے مگر پھر بھی وہ بھٹکتا تھا اور یہی سب دیکھتے اس کا دل بے تحاشہ تڑپتا تھا ابھی بھی وہ کڑھ کر رہ گئی تھی۔ ایان نے بے بسی و بے کسی سے اس کی جانب دیکھا۔ ایان نے اسے بعد میں منانے کا سوچتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی اور وہ لوگ گھر کی جانب چل دیے۔ اس دوران ان سب کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی گاڑی میں غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔

****

کالی رات مزید گہری ہوتی جا رہی تھی۔ آسمان پہ موجود چاند اپنی روشنیاں بکھیرنے میں مکمل طور پہ کامیاب ہو رہا تھا۔ ایسے میں وہ سب کھانے سے فراغت حاصل کرتے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ معاذ نے بھی سب کاموں سے فراغت حاصل کرتے معاذ کمرے میں داخل ہوا کیونکہ آفس کا کچھ ضروری کام دیکھنا تھا۔ اس نے الماری سے آرام دہ ٹراؤزر شرٹ نکالا اور فریش ہوتے چارجنگ پہ لگا اپنا لیپ ٹاپ اتارتے بیڈ کے بائیں جانب آ کر بیٹھ گیا۔ اس دوران پریشے اپنی چیزیں سمیٹنے میں مصروف تھی۔ کچھ ہی ساعتوں بعد پریشے بھی کپڑے تبدیل کر کے بیڈ کی دوسری جانب آ کر بیٹھ گئی اور معاذ کو کام میں مصروف دیکھ کر کچھ سوچتے ہوئے اس کی جانب کھسکی۔

"معاذ آپ سے کچھ پوچھوں۔"

وہ اپنی کلائی میں موجود چوڑیوں کو گھماتے ہوئے ہچکچا کر بولی۔ معاذ نے ایک نظر اسے دیکھنے پہ اکتفا کیا اور سر اثبات میں ہلاتے دوبارہ نگاہیں لیپ ٹاپ کی سکرین پہ جمالی جہاں اس نے میلز کا جواب دینا تھا۔

"آپ کل آفس جائیں گے کیا۔"

پریشے کے بلانے پر معاذ نے ایک نظر اسے دیکھ کر سر ہلایا جبکہ معاذ کی یہ حرکت پریشے کو بہت ناگوار گزری لیکن پھر گہرا سانس بھرتے نظرانداز کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"تو میں بھی جاؤں گی نہ۔"

پریشے آنکھوں میں چمک لیے چہکتے ہوئے بولی۔ معاذ کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی اور کی بورڈ پہ چلتے قدم نے ساختہ تھم گئے۔

"یہ کس نے کہا کہ تم بھی جا رہی ہو آفس۔"

معاذ سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو پریشے گڑبڑا گئی اور حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"میں کہہ رہی ہوں نا معاذ پلیز میں نے بھی جانا ہے ایسے تو نہ کہیں آپ اور ویسے بھی شادی سے قبل ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی نا۔"

پریشے اب منت سماجت پہ اتر آئی معاذ نے اس کی حرکت پہ بمشکل مسکراہٹ چھپائی جو ایسی حرکت کرتے بلکل بچی لگ رہی تھی۔ معاذ نے مسکراہٹ چھپانے کی خاطر چہرہ دوبارہ جھکا لیا۔ لیکن اسے مسلسل کام میں مصروف دیکھ کر پریشے کو تپ چڑھ گئی۔

"اسے تو بند کر دیں میری کوئی حیثیت ہی نہیں ہے میں کب سے یہاں بیٹھی آپ سے بات کر رہی اور آپ مجھے سرے سے ہی نظرانداز کر رہے ہیں۔"

اس نے غصے سے بولتے اس کا لیپ ٹاپ پکڑ کر بند کیا اور اسے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو جب بیوی پاس نہیں آئے گی تو اسی سے کام چلانا پڑے گا نہ۔"

وہ پریشے کو اپنی جانب کھینچتا ہوا مسکراتے لہجے میں بولا۔ پریشے نے ناراضگی سے منہ پھیر لیا۔ معاذ نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"یار پری ادھر دیکھو ضروری تھوڑی ہے جاب کرنا اور ویسے بھی شادی کے بعد بیویاں تو بس شوہر کو وقت دے نہ اس معاملے میں مجھے تم چاہے ٹیپیکل سمجھو یا کچھ اور مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں میں عام سا مرد ہو بلکل انہی مردوں کی طرح جو اپنی بیویوں کو گھر کی چار دیواری میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔"

معاذ نے نرم انداز میں اسے سمجھاتے ہوئے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا تو پریشے نے ہار مانتے اس کے شانے پہ سر رکھ دیا۔

"لیکن میں گھر رہ کر بور ہو جاؤں گی۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی تو اس کی ادا پہ معاذ کو اپنا دل ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔اس نے محبت پاش نگاہوں سے اس کا گلابی پڑتا چہرہ تکا۔

"تو میری جان گھر میں کوئی ایکٹیویٹی تلاش کرو کھانا پکاؤ میرے لیے میں جب گھر آؤ تو ان پیارے پیارے ہاتھوں سے مجھے کھلایا کرنا اور پھر میں ان ہاتھوں اور کھانوں کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیا کروں گا اور تم شرما کر میری پناہوں میں چھپ جایا کرنا پھر بس میں ہو اور تم ہو۔دیکھو میں نے حل بتا دیا۔"

وہ اس کی ناک سے ناک سہلاتے گھمبیر لہجے میں بولا تو پریشے نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں بس میں کھانا بناتی رہوں اور آپ موٹے سنڈے ہوتے رہیں اس پوری بات میں فقط آپ کے کھانے کے سوائے کوئی بات ہی نہیں ہے۔"

وہ کٹیلے لہجے میں بولتی کینہ توز نگاہوں سے اسے گھورنے لگی۔

"اور تمہیں میری فرمائش سنتے ہی دورے پڑنا شروع ہو گئے ہیں ہے نا۔"

وہ غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے بولا۔پریشے نے لاپرواہی سے ہوا میں ہاتھ جھلایا۔

"اچھا آفس میں آپ اس رانیہ سے دور رہے گے۔"

وہ اس کی شرٹ کے ڈیزائن پہ انگلی پھیرتے ہوئے بولی معاذ نے اس کی بات پہ مسکراہٹ چھپائی۔ جانتا تھا اسے فقط یہی بات پریشان کر رہی ہو گی اور وہ آفس بھی بس اسی بدولت جا رہی تھی تا کہ جانے انجانے میں ہی سہی مگر اس پہ نظر رکھ سکے۔

"اور کچھ۔"

وہ دل و جان سے اس کی جانب متوجہ ہو کر اس پہ حصار تنگ کرتا ہوا بولا۔

"اور بھی کسی لڑکی سے فری نہیں ہو نگے۔"

وہ ایک اور شرط بتاتے ہوئے بولی تو معاذ نے اس کی بات سمجھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

"اور۔"

"اور کچھ بھی نہیں یہ میرا ٹائم ہے اب۔"

وہ اس کے لبوں پہ انگلی رکھتے ہوئے بولا۔ اب کی بار پریشے کے سہی چھکے چھوٹے۔ اس نے کسمسا کر خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔

"چپ کر کے سو جائیں صبح آفس بھی جانا ہے۔"

وہ اس کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی معاذ اس کی بات پہ تکیوں کو باہوں میں بھینچتے ناک منہ چڑھا کر رہ گیا۔ پریشے اس کی حرکت پہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

****

آج آفس میں ہی اس کی حالت اچھی خاصی خراب ہو چکی تھی۔ کام کا بوجھ زیادہ ہونے کی بدولت ایک تو نیند ٹھیک سے پوری نہیں ہوتی تھی سونے پہ سہاگہ گھر لوٹتے ہی محرم کی غیر موجودگی نے اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر چھوڑا تھا۔ وہ تھکا تھکا ساجوں ہی گھر لوٹا محرم اسے کہی دکھائی نہیں دی تھی۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے ہال میں دوڑائی جہاں فقط صوفے پہ عفان کا وجود دکھائی دے رہا تھا۔

"بھائی کسے ڈھونڈ رہے ہیں آپ۔"

عفان اسے ادھر ادھر نظریں گھماتا دیکھ کر مزے سے بولا تو اذلان دانت پیس کر رہ گیا۔ جانتا تھا اب اس کی بکواس شروع ہونے والی ہے۔

"عفان تمہیں دوسروں کی جاسوسی کے علاوہ کچھ نہیں آتا کیا۔"

اذلان اس پر بگڑتے ہوئے بولا تو وہ بھی اسے غصے میں دیکھ کر ہڑ بڑا گیا۔ ایک تو وہ ویسے ہی موڈ بے حال تھا سونے پہ سہاگہ جب محرم کو اچھے سے یہ بات اذبر تھی کہ اس کی موجودگی میں وہ اسے ہمیشہ گھر چاہیے ہوتی ہے تو وہ اسے ملتی ہی نہیں تھی اور اس کا دل ٹھیک ٹھاک بے چین ہو جاتا تھا۔

"بھائی یہ کیا سب کے سامنے آپ مرچیں چباتے ہیں اور محرم بھابھی کے سامنے آپ کے منہ سے شہد ٹپکتا ہے ناٹ فئیر۔ کبھی ہمارے ساتھ بھی اچھے سے لہجے میں مخاطب ہوا کریں نا۔"

وہ منہ بگاڑتے ہوئے چڑ کر بولا۔

"مجھے فضول گوئی بلکل نہیں پسند اور اب مجھے تمہاری آواز بلکل نہ آئے۔"

ازلان صوفے سے پشت ٹکاتا ہوا تنبیہی لہجے میں بولا تو عفان بے نیازی سے کندھے اچکا کر رہ گیا۔ کچھ دیر بعد ازلان نے حواس بحال کرتے اس کی جانب دیکھا تاکہ ان کے متعلق سوال کر سکے۔

"مام اور محرم کہاں ہیں۔"

ازلان نے کچھ لمحوں کی توقف کے بعد تنگ آ کر پوچھا مگر عفان کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر اس کی سمت دیکھا جو موبائل پہ مصروف تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے شاید۔"

اب کی بار ازلان چڑ کر بولا نا جانے کب سے وہ بیٹھا ہوا تھا لیکن ایسے جیسے اس کا نام و نشان کہی نہیں تھا۔ جواباً عفان نے ایک بار پھر سے کندھے اچکا دیے۔

"منہ میں سپاری ہے کیا۔"

اب کی بار ازلان دانت پیس کر بولا جبکہ عفان نے جواب میں اشارے سے اسے سمجھایا کہ آپ نے بولنے سے منع کیا ہے۔ ازلان نے ضبط سے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"معاف کر دیں مجھے کہ میں نے آپ پہ یہ اصول لاگو کیا آپ اپنا منہ شریف کھول سکتے ہیں۔"

اس کی بات پہ ازلان سنجیدہ ہوتا ہوا بولا جبکہ اس کو سنجیدہ ہوتا دیکھ عفان فوراً سے پہلے لائن پہ آیا۔

"بھائی آپ میرے سامنے ایسے ہاتھ جوڑتے اچھے نہیں لگ رہے میں معاف کر چکا ہوں ادھر بیٹھے آپ میں بتاتا ہوں وہ کہاں ہے۔"

جواباً عفان بھی سنجیدگی سے بولا۔ اذلان نے کھا جانے والی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے وہاں سے جانے لگا تو عفان کی شرارت سے بھرپور آواز سن کر قدم وہی تھم گئے۔

"اللہ کرے آپ کے بچے میرے پہ چلے جائیں ان سے تو اتنا برا سلوک نہیں نہ کریں گے آپ جیسے میرے سے کرتے ہیں۔"

عفان دہائی دینے والے انداز میں بولا اپنی اس قدر ناقدری اسے بلکل بھی برداشت نہیں ہوئی تھی۔اس کی بات پہ اذلان کے چہرے پہ نہایت مسکراہٹ بکھر گئی جبکہ شازیہ بیگم کے ساتھ ان کے کمرے سے نکلتی محرم کے گالوں پہ گلال پھیل گیا۔

"توبہ کرو عفان کیا بول رہے ہو تمہیں برداشت کر رہے ہیں وہی بہت ہے۔"

مسز شاہ اس کی بات پہ اسے گھورتے ہوئے بولی تو عفان ان کی بات پہ دانت پیس کر رہ گیا جبکہ محرم نے سرعت سے مسکراہٹ چھپائی۔

"کیوں میں نے کیا برا سلوک کیا آپکے ساتھ بتانا پسند کریں گے آپ۔"

اذلان کے سنجیدگی سے پوچھنے پر عفان گڑبڑا گیا۔ جبھی کال کا بہانہ کر کے وہاں سے فرار ہو گیا مبادہ سچ میں ناوہ برا کردے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اذلان کے ہوتے ہوئے اس کے ساتھ کچھ برا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔اس کے جاتے ہی اذلان بھی تھوڑی دیر احتشام صاحب اور شازیہ بیگم کے پاس بیٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا مگر اب اس کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔اس کے جاتے ہی شازیہ بیگم کے کہتے ہی محرم بھی کمرے کی طرف چل دی۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی اذلان کسی فائل کی ورق گردانی کرنے میں مصروف تھا کہ محرم کے آنے پر بھی اس کی طرف

دھیان نہیں دیا۔ محرم نے ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالی اور بے چینی سے سوچنے لگی کہ گھر جانے کی بات کیسے کرے کیونکہ اذلان تو اس سے مخاطب ہونا ہی پسند نہیں کر رہا تھا۔ نا جانے اسے کیا ہو گیا تھا اچانک۔ وہ افسردگی سے انگلیاں مسلنے لگی۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب اذلان متوجہ نہ ہوا تو ناچار ہمت کر کے محرم کو اسے خود ہی مخاطب کرنا پڑا۔

"سنیں۔"

محرم نے دھیمے لہجے میں بولتے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا لیکن جواب ندارد۔

"شاہ۔"

اب کی بار محرم نے جھنجھلا کر اسے پکارا اپنا نظرانداز کیا جانا وہ بھی اس سے اسے کسی طور پر برداشت نہ ہوا۔

"ہمم۔"

جواباً اس کی جانب سے ملنے والے ایک لفظی جواب پہ وہ روہانسی ہو گئی۔

"آپ ناراض ہیں کیا۔"

وہ انگلیوں مڑورتے ہوئے ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

"نہیں تو مجھے کیا حق ہے آپ سے ناراض ہونے کا میں لگتا کیا ہوں آپ کا۔

وہ سادہ سے لہجے میں بولتے محرم کو ساکت کر گیا۔

"مگر میں نے کیا کیا ہے اب ایسا۔ آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔"

وہ چہرے پہ چھائی بے چینی کے تاثرات چھپاتے ہوئے عجیب سے لہجے میں بولی۔ اذلان نے بغور اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں واضح سوال تھا جبکہ وہ خود کو پر سکون ثابت کرنے کی کس قدر کوشش کر رہی تھی۔

"کیا میں محسوس نہیں کر رہا کہ آپ دور دور بھاگ رہی مجھ سے اتنے دنوں سے۔"

اذلان سپاٹ لہجے میں بول کر دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا۔ محرم کا دل دھک سے رہ گیا مطلب وہ سب کچھ دیکھنے پرکھتے بھی خاموش تھا۔

"میں دور دور نہیں بھاگ رہی بس وہ۔"

وہ اب کیا جواز پیش کرتی کیونکہ جو اذلان کہ رہا تھا وہ ہی سچ تھا وہ اصل میں دوسری بار بھروسہ کرتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ اس لیے خاموش بیٹھ کر آنسو بہانے لگی۔ اب ایک آخری طریقہ یہی بچا تھا اسے منانے کا۔

اذلان سے مزید برداشت نہ ہوا تو فائل کو ذور سے بند کرتے بیڈ پہ پٹخنے والے انداز میں پھینک کر اس کے نزدیک ہوا اور نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"میں آپ کو کسی چیز کیلیے فورس نہیں کر رہا محرم لیکن کبھی آپ میرے ساتھ زیادتی کر جاتی ہے بس یہ ہی تو کہتا ہوں جب میں گھر آؤں تو آپ مجھے ہنستی مسکراتی ملیں کچھ زیادہ تو نہیں مانگا میں نے۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پیار سے بولا لہجے میں ایک خواہش تھی ایک آس تھی وہ اس کی بات ضرور سنیں مانیں تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ اذلان نے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کیلیے کھانا لے کر آؤ۔"

محرم فوراً ہلکی پھلکی ہوتی اٹھتے ہوئے بولی جانتی تھی کہ اس نے آتے ہی کچھ نہیں کھایا۔

"آپ جانتی ہیں کہ یہ کھانے وغیرہ سے پہلے میری ترجیح آپ ہیں۔"

اذلان اسے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا تو وہ گڑبڑا گئی اور سٹپٹاتے اس کی جانب دیکھا کیونکہ اب مدعے کی بات پہ آنے کا وقت ہو گیا تھا۔

"وہ میں نے کچھ پوچھنا تھا آپ سے کل آپ ماما کی طرف چھوڑ دیں گے مجھے۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی تو اذلان کی اس کی حرکت پہ اسے سنجیدگی سے اسے دیکھا تو اس نے فورا انگلیاں آزاد کی۔

"جی چھوڑ دوں گا لیکن رات کو آفس سے واپسی پہ میرے ساتھ واپس۔"

محرم جو اس کی بات پہ خوش ہوئی تھی اگلی بات پہ پریشان ہو گئی۔لبوں سے جیسے کسی نے مسکراہٹ نوچ لی تھی۔

"لیکن میں نے رہنا ہے۔"

وہ آس سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو اذلان نے اس کی طرف دیکھ کر سہولت سے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے جب آپ مجھے کہے گی میں لے جایا کروں گا لیکن رات ناممکن۔"

وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا سنجیدگی سے بولا تو محرم جی کڑا کر مریل انداز میں سر ہلا گئی۔اذلان نے اس کا اترا ہوا چہرہ صاف محسوس کیا تھا۔

"اور کچھ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کو جکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا ہوا متانت سے گویا ہوا۔محرم نے اس کی بات پہ بمشکل نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آپ کا کھانا لاتی ہوں میں۔"

وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔اذلان نے اس کے جانے سے قبل ہی اس کی کلائی کو تھام کر واپس اپنے نزدیک بٹھایا اور اس کے دونوں مومی ہاتھ تھامتے انہیں سہلایا۔

"فلحال کھانے کی بلکل بھی تمنا نہیں ہے بس ایک ہی تمنا ہے اور وہ آپکی ہے۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے مسکاتے لہجے میں بولا تو وہ بھی جھٹکے سے چہرہ جھکاتے مدھم سا مسکرا دی تھی۔ کبھی کبھی اس کی محبت دیکھ اسے خود پہ رشک محسوس ہوتا تھا۔

****

"آپ تیار ہیں محرم میں بس نکلنے لگا ہوں۔"

اذلان کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی نک سک سی تیار محرم کو دیکھتے ہوئے بولا تو محرم نے عجلت میں اپنا ڈوپٹہ سیٹ کیا اور اذلان کو دیکھ کر ہاں میں سر ہلایا۔

"میں وہاں رہ لیتی نہ پھر کل دعوت بھی تو ہے آیت کی طرف آپ سب آجاتے اور میں وہی ہوتی اس کے بعد ہم سب ایک ساتھ واپس آجاتے۔"

محرم اپنی خواہش پہ عمل کرتے ہوئے ایک بار پھر اس کو مناتے ہوئے بولی لیکن اس کا سر نفی میں ہلتا دیکھ منہ بسور کر رہ گئی۔

"میں آپ کو جانے کی اجازت دے رہا ہوں پورے دن کیلیے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن رات قطعی نہیں اور اب آپ نے رہنے کی بات کی تو میں جو یہ لے کر جا رہا ہوں یہ بھی کینسل ہو جائے گا۔"

ازلان اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے پیار سے بولا تو وہ ہلکا سا مسکرادی جبکہ دل ہی دل میں روہانسی ہوچکی تھی۔ وہ فلحال خود کی وجہ سے اس کا موڈ خراب نہیں کر سکتی تھی۔

"چلیں اس کے پہلے کے میں پھر سے جذبات کے ریلے میں بہہ جاؤاور آپ کا جانا مشکل ہو جائے۔"

ازلان اس کو سوچوں میں گم دیکھ کر معنی خیزی سے بولا تو محرم اس کی جذبے لٹاتی نظروں سے گھبرا گئی اور کانپتے ہاتھوں سے ڈوپٹہ صحیح کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی مبادہ وہ سچ میں ہی سب کچھ کینسل کر کے یہی نا بیٹھ جائے۔ ازلان اس کے بھاگنے پر سر جھٹک کر ہنس دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ خان ہاؤس موجود تھے۔ اس کے پاس بلکل بھی وقت نہیں تھا تبھی محرم کو وہاں چھوڑ کر نکلنے ہی والا تھا کہ تحریم بیگم کی آواز کی سمت متوجہ ہوا۔

"بیٹا تھوڑی دیر بیٹھو تو سہی چائے ہی پی لو۔"

وہ اس کے سر پہ پیار دیتے ہوئے بولی تو وہ ان کی محبت محسوس کرتے مسکرا دیا۔ جب سے اس نے محرم سے نکاح کیا تھا ان کی آنکھوں میں ویسے بھی اسے بے تحاشہ عقیدت دکھائی دیتی تھی جو کہی نا کہی اسے شرمندہ کر دیتی تھی۔

"آنٹی رات کو پکا ابھی ایمرجنسی ہے۔"

وہ ان کو رات کو آنے کی تسلی دیتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ محرم کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"چلے گئے وہ آپی۔"

عزہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اسے ٹھوکا مارتے ہوئے شرارتی لہجے میں بولی تو وہ گڑبڑاتے اسے آنکھیں دکھانے لگی۔

"دفعہ ہو جاؤ۔"

وہ جھینپ کر کہتی وہاں سے اٹھ گئی۔

"کل ہم آفندی صاحب کی طرف دعوت پہ تو جا ہی رہے ہیں تو وہی بات کر لیں گے آیت کی ہمارے گھر میں تو رونق آجائے گی میں تو ویسے بھی صائم کی دلہن بنا کر اسے لانا چاہتی تھی مگر وہ ہی نہیں مانتا تھا مگر اب تو اس نے خود ہی گرین سگنل دے دیا ہے۔۔"

تحریم بیگم اسے اپنے تصور میں لاتے ہوئے اپنے لہجے میں چاشنی سموئے بولی۔ ہنس مکھ سی آیت انہیں شروع سے ہی بہت پسند تھی۔

"بلکل ماما نیک کام میں دیری نہیں کرنی چاہیے۔"

محرم ہنستے ہوئے بولی تو سب اس کی بات پہ مسکرا دیے۔ اتنے دنوں بعد اسے کھل کے ہنستا دیکھ کر ان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی جاگی۔ کتنی دکھی تھی ان کی بیٹی شادی کے وقت یہاں تک کہ اس کا چہرہ دیکھ وہ بھی پریشان ہو جایا کرتی تھی مگر اب کیسے وہ کھلکھلا رہی تھی اور اس کی یہی چہکتی ہوئی آواز ان کے اعصابوں پہ بہت گہرا اثر چھوڑ رہی تھی۔ صحیح کہتے ہیں محبت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ آج اذلان کی محبت اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی لیکن وہ شاید خود اس چیز سے انجان تھی یا شاید وہ ماننا چاہتی ہی نہیں تھی۔ وہ اب ابھی انہی باتوں میں مصروف تھے کہ صائم بھی آ گیا اور محرم کو وہاں دیکھ کر خوشی سے اسے سینے میں بھینچا۔

"کیسا ہے میرا بچہ خوش ہے نہ۔"

وہ محرم کو اپنے ساتھ لگا کر اس کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا۔

"جی بھائی۔"

جواباً وہ مدھم آواز میں بولی۔

"کیا آپی ہم چھ لوگ تھے پانچ کر دیے آپ نے۔"

حجاب کے منہ بسور کے بولنے پر سب کے قہقہے ابل پڑے۔ محرم نے ہولے سے اس کے سر پہ چپت لگائی تھی۔

"تو کوئی بات نہیں بیٹا جی ہم پھر سے چھ کر دیتے ہیں کیوں صائم۔"

زمان صاحب جو ابھی آفس سے آئے تھے صائم کو دیکھتے ہوئے شرارت سے گویا ہوئے اور چائے کا کپ تھام کر لبوں سے لگایا۔

"جی پاپا جیسا آپ کہے ویسے بھی میں آپ کا فرمانبر دار بیٹا ثابت ہوا ہوں۔"

جواباً وہ بھی شرارت آمیز لہجے میں بولا تو تحریم بیگم نے اس کے مصنوعی کان کھینچے۔

"اہم اہم بھائی ویسے آیت ہی کیوں اس سے تو آپ کی بچپن سے لڑائی ہی ہے یہ لڑائی محبت میں کیسے بدل گئی۔"

محرم بھی صائم کو آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔ صائم نے سر کھجاتے اس کی جانب دیکھا تو سب نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"لو کسی نے تو اسے سیدھا کرنا تھا نہ تو میں کیوں نہیں۔ مجھے یہ موقع مل رہا ہے تو میں کیوں نا اس سے فائدہ اٹھاؤں۔"

صائم مسکراتے ہوئے شاہانہ لہجے میں بولا تو وہ تینوں سے گھور کر رہ گئی۔ گھر میں ہر طرف خوشیوں بھرے قہقہے گونج رہے تھے۔

انہی سب باتوں میں وقت کا احساس ہی نہیں ہوا تھا اور آفس سے واپسی پہ اذلان اسے لینے بھی آ گیا۔ عزہ اور حجاب نے محرم کے رکنے کا بہت اصرار کیا لیکن اذلان نے اگلی بار کا کہہ کر ٹال دیا اپنی بیگم کی ناراضگی وہ محسوس کر رہا تھا لیکن اپنے دل کا کیا کرتا اور اس کے بغیر تھوڑی دیر بھی نہیں رہ سکتا تھا اور وہ محترمہ رات رہنے کی بات کر رہی تھی۔

واپسی پہ بھی محرم کا منہ لگاتار پھولا ہوا تھا اور وہ ونڈ سکرین سے باہر کے مناظر تک رہی تھی۔

"اب کیا مجھے منانا پڑے گا۔"

اذلان کی گھمبیر آواز سن کر محرم کے مساموں میں سے پسینہ چھوٹ پڑا وہ اپنی نم ہتھیلی مسلتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا ہاں وہ الگ بات ہے جب دس بارہ بچے ہو جائیں گے تو پھر رہ لیجیے گا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا میں اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزاری کر لوں گا۔"

اذلان کی سنجیدگی سے کہی ہوئی بات پہ وہ اچھل کر گاڑی کے دروازے کے ساتھ لگی اور حلق کو تر کیا اور سہمی ہرنی کی مانند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔"

وہ انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔ اذلان کا دلکش قہقہہ گاڑی کی فضا میں گونجا۔ گاڑی میں مدھم مدھم انگلش گانے لگے ہوئے تھے جو ماحول کو نہایت خوبصورت بنا رہے تھے۔

"میں نے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔ اس کا کام اس کا دھیان ہٹانا تھا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکا تھا۔

"آپ آگے بھی نہیں کر سکتے۔"

وہ روہانسی ہوتے ہوئے بولی۔ لہجہ صاف باور کروانے والا تھا۔

"آپ مجھے روک سکتی ہیں کیا۔"

جواباً وہ ایسی نگاہوں سمیت بولا کہ محرم کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

اس بات کا تو محرم کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس شخص کی باتیں وہ نہیں سہہ سکتی تھی سونے پہ سہاگہ اس کے دیکھنے کا انداز روح فنا کر دیتا تھا ابھی بھی وہ اپنا حلق تر کرتے گہرا سانس بھر گئی۔ محرم نے اس دوران خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ اذلان اس کی حالت کے پیشِ نظر ہلکا سا مسکرا دیا۔ جانتا تھا کہ جلد ہی وہ مان جائے گی اور اسے سمجھے گی بھی۔ باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ گھر پہنچتے ساتھ ہی محرم فوراً سے پہلے دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکلی تو اذلان اس کی حرکت پہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

****

"آیت میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ کل تم یونی نہیں جا رہی ہو کچھ خوف کرو میری مدد ہی کروا دینا۔ لوٹھا کی لوٹھا ہو گئی ہو مجال ہے کبھی کچن میں گھس کر پانی پیا ہو بس مہارانیوں کی طرح آپ کو سب کچھ پیش کیا جائے۔"

عالیہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی سب کے سامنے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔ ان کی باتوں پہ آیت تو روہانسی ہو چکی تھی جبکہ ایان مسلسل مسکرا رہا تھا جیسے یہاں کوئی بڑا نیکی کا کام چل رہا ہو۔ ہاں اس کیلیے نیکی کا کام ہی تھا کیونکہ یہاں آیت کو ڈانٹ پڑنے کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا تھا۔

"میرے کونسا سسرال والے آ رہے ہیں جو میں آپ کی مدد کرواؤں۔"

آیت بھی دانت پیستے ہوئے بولی۔ آفندی صاحب جو کتاب جس کا وہ مطالعہ کرنے میں مصروف تھے کتاب ہی اپنے چہرے کے آگے کرلی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب عالیہ بیگم شروع ہونے والی ہے۔

"واہ خوب کہی کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ تمہیں اس دنیا میں لاکر میں نے کوئی عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ باتوں کا تو ملاحظہ کرو ذرا اس لڑکی کی۔"

جواباً وہ اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی غصے میں تڑخ کر بولی تو آیت نے رونی صورت بنا کر آفندی صاحب کو دیکھا۔ صاف اشارہ تھا کہ مجھے اس ظالم سماج سے بچایا جائے تو انہوں نے فوراً سے بیشتر اپنی باہیں اس کیلیے پھیلادی جس میں وہ خوشی خوشی آسمائی۔

"آپ نے ہی چور کیا ہوا ہے اسے ابھی تک بچی ہی رہ گئی ہے اگلے گھر جا کر کریں گی۔"

"دماغ کھائے گی اور کیا کریگی۔"

ایان شوارما کھاتے ہوئے مزے سے لقمہ چھوڑتے ہوئے بولا۔

"تم تو چپ ہی رہو میاں بس آفس جاتے ہو اس کے بعد کھانے کو دیے جاؤ اور کوئی کام نہیں ہے تمہیں بھی۔"

ایان ان کی توپوں کا رخ اپنی طرف ہوتا دیکھ بوکھلا گیا۔ اب کی بار آیت قہقہہ لگا کر ہنس پڑی اور جتاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس کی ہنسی کو بریک عالیہ بیگم کی گھوریوں سے لگی۔

"بس کردیں بیگم آپ تو ابھی میرے بچوں کو نہیں چھوڑتی میرے جانے کے بعد کیا کریں گی۔"

وہ مزاحیہ لب و لہجے میں بولے لیکن ان کی بات پہ اگلے ہی لمحے سب کو سانپ سونگھ گیا۔ عالیہ بیگم نے تو تڑپ کر باقاعدہ اپنے سینے پہ ہاتھ دھر لیا۔

"ڈیڈ ہو گیا ہے آپکو۔"

ایان سرزنشی لہجے میں بولا۔آیت کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ڈیڈ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے بغیر کچھ نہیں ہوں۔"

آیت آنکھوں میں آنسو لیے بھیگے لہجے میں بولی تو آفندی صاحب کو اپنی بے ساختہ کہی بات کی سنگینی کا اندازہ ہوا۔

"ارے کیا ہو گیا ہے جب تک آپ لوگ ساتھ ہیں میں موت کے منہ سے بھی واپس آجاؤں گا۔ویسے میں نے فقط ایک ہلکی پھلکی سی بات کی ہے حوصلہ رکھیں آپ سب۔"

وہ آیت کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے ہشاش بشاش لہجے میں بولے تو ایان بھی ان کی دوسری طرف آ گیا۔

"آئندہ آپ ایسی کوئی بات نہیں کریں گے۔"

عالیہ بیگم اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تو انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کی تو عالیہ بیگم ہنس دی۔ان سب کو ہنستا دیکھ انہوں نے بے ساختہ شکر ادا کیا کیونکہ یہی تو وہ چاہتے تھے۔

****

آیت کے گھر دعوت پہ جانے کی تیاریاں ذور وشور سے چل رہی تھی۔محرم بھی کچھ حد تک تیار تھی مگر اب بس اسے عفان کے ساتھ کیے گئے معاہدے میں بازی لے کر جانی تھی۔

"محرم آپ جانتی ہیں کہ میں یہ شلوار قمیض نہیں پہنتا پھر آپ نے یہ نکال دی عجیب جھنجھٹ ہے کم از کم آپ کو دیکھ کر کر سکری ہیں نا یہ سب کچھ۔"

اذلان اس سے باز پرس کرتے ہوئے بولا۔ اول تو اس کے پاس کوئی ایسے کپڑے تھے نہیں ایک بار عفان نے اپنے ساتھ اس کا بھی بلیک کلر کی شلوار قمیض سلوائی تھی لیکن وہ دن تھا اور آج کا دن اذلان نے وہ کبھی نہیں پہنی تھی مگر اب محرم نے ناجانے کہاں سے نکال کر وہ اس کے سامنے پیش کر دی تھی۔

"آپ پہن کر تو دیکھیں اچھی لگے گی۔"

وہ اس کی منت کرتے ہوئے ملتجیانہ لب ولہجے میں بولی اور ساتھ ساتھ دل ہی دل میں عفان کو لعن طعن کرنا نہیں بھولی تھی جو اس سے فضول کی شرط لگا کر بیٹھ گیا تھا مگر اب اسے جیتنا بھی تو تھا نا۔

"محرم میں نے ایک بار کہہ دیا نہ۔"

اذلان اسے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولا تو اس نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا اور اذلان یہیں پہ پگھل گیا تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا لیکن اس کا مان نہیں توڑ سکتا تھا تبھی گہرا سانس بھرتے دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سنوارا تھا۔

"لائیں دیں پہنوں۔"

محرم جو اس کا انکار سن کر افسردگی سے واپس مڑ گئی تھی اس کی آواز پہ بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا لیکن پھر اگلے ہی لمحے دلکشی سے مسکراتے ہوئے جلدی سے وہ سوٹ اسے تھما دیا مبادہ وہ اپنی بات سے مکر ہی نہ جائے۔ اذلان بھی اس کو مسکراتے دیکھ اس کے ہاتھ سے سوٹ لیتے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے واشروم میں بند ہو گیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اذلان جوں ہی فریش ہو کر واشروم سے باہر آیا آئینے کے سامنے کھڑی محرم کو دیکھ اس کی آنکھوں کی چمک میں آخری حد تک اضافہ ہوا تھا۔ محرم بھی بلیک کلر کا لانگ فراک پہنے نک سک سی تیار تھی اس

نے میک اپ کے نام پہ ہلکا سالائنر اور ہونٹوں پہ گلابی رنگ کی لپ سٹک لگانے کو ترجیح دی تھی۔ شادی کے دوران میک اپ کر کر کے ویسے بھی وہ اس چیز سے عاجز آچکی تھی تبھی ہلکا پھلکا تیار ہوئی تھی مگر وہ اس ہلکی پھلکی تیاری میں بھی غضب ہی ڈھا رہی تھی۔ ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرتے اب وہ حجاب باندھنے میں مصروف تھی۔ اسی دوران اس کا دھیان آئینے میں نظر آتے اذلان کے عکس کو دیکھتے اس کے لبوں سے بے اختیار ماشاءاللہ نکلا۔ وہ یک ٹک ستائشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں کا ارتکاز اپنے اوپر محسوس کر کے اذلان نے آئبرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا تو وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔ آئینے میں اسکا عکس اپنے پیچھے دیکھ کر اسے فخر سا ہوا کہ یہ شاندار شخص اسکا ہے۔

"ایسے دیکھیں گی تو مجھے بہکنے میں دو سیکنڈ نہیں لگے گے اور پھر آپ کو ہی مجھ سے شکایت ہو گی اسی لیے اپنی نظروں پہ قابو رکھیں مسز ورنہ میں اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ پاؤں گا۔"

وہ اس کے گال کو ہولے سے چھوتا ہوا ذومعنی لہجے میں بولا۔ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے وہ کانوں کی لوؤں تک سرخ ہو گئی اور اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے جلدی سے تمام کام نپٹاتے اور چیزوں کو سمیٹ کر اذلان کی جانب رخ کر کے کھڑی ہو گئی۔ اذلان نے اچھے سے خود پہ پرفیوم سپرے کرتے منتظر کھڑی محرم کی جانب دیکھا اور ذرا سا پرفیوم اس پہ بھی چھڑک دیا۔ محرم اس کی حرکت پہ سٹپٹا کر رہ گئی۔ کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کی تقلید میں جوں ہی زینے اترتے لاؤنج میں پہنچے تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ ان سب نے سرتاپا اذلان کا جائزہ لیا تھا جبکہ اذلان قدرے پر سکون تھا وہ جانتا تھا کہ سب اسے کیوں گھور رہے ہیں مگر پھر بھی وہ انہیں سرے سے ہی نظر انداز کر رہا تھا کیونکہ اگر وہ چڑ کھاتا تو سب اسے مزید محسوس کرواتے۔

"بھائی یہ آپ ہی ہیں نا نہیں سیریسلی محرم تم نے کر دکھایا۔"

سب سے پہلے عفان ان تک پہنچا تھا اور ستائشی انداز میں اذلان کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہوا بولا تو اذلان اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گیا مطلب یہ اسی کا کارنامہ تھا۔ کچھ حد تک وہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا کیونکہ محرم نے شادی سے اب تک کبھی بھی اس کے ساتھ یوں ضدیں نہیں لڑائی تھی۔

"ہو گیا میرا معائنہ۔"

وہ عفان کو دیکھ کر سنجیدگی سے بولا جواباً اس نے بھی سنجیدگی سے نفی میں سر ہلایا۔ شازیہ بیگم نے تو ملازمہ سے باقاعدہ مرچیں ہی منگوالی۔ وہ دونوں ساتھ کھڑے اتنے پیارے لگ رہے تھے کے انہوں نے ان کی نظر اتاری۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے احتشام صاحب کا بھی حال سب سے کچھ مختلف نہ تھا۔ وہ سب بار بار اذلان کی جانب ہی دیکھ رہے تھے جیسے کچھ انوکھا کام ہو گیا ہو۔

"بیگم بیوی کے آنے کے اثرات دکھ رہے ہیں نظر کرم کریں۔"

ان کے اس طرح کہنے پر محرم چہرہ جھکاتے جھینپ گئی اور اذلان انہیں دیکھ کر تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا جو شرمندہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

انہی باتوں کے درمیان وہ لوگ آفندی ہاؤس کیلیے نکل پڑے۔

****

وہ ڈریسنگ کے سامنے سی گرین کلر کی ہلکے کام والی فراک پہنے ہلکا میک اپ کئے کھڑی اپنے کانوں میں جھمکے پہنے کے بعد اپنی تیاری کو آخری ٹچ دے رہی تھی کہ پیچھے سے معاذ نے آکر اسے اپنے حصار میں لیا۔ پریشے نے مسکرا کر اس کی

جانب دیکھا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے آفس سے آیا تھا اور اب فریش ہو کر جیسے ہی واشروم سے نکلا آئینے کے سامنے کھڑی اپسرا کو دیکھ کر خاموشی سے اس کے پاس آ کر حصار میں لیا۔

"آج گھائل کرنے کے ارادے ہیں مسز۔"

معاذ نے اس کی بالوں کو سنوارتے نرمی سے استفسار کیا۔ پریشے کا دل لرزنے لگا۔

"معاذ پیچھے ہوں کیا کر رہے ہیں۔"

پریشے نے دھڑکتے دل کو قابو کرتے اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کی مگر ناکام ہو گئی۔

"تمھیں نہیں پتا کیا کرنے لگا ہوں۔"

وہ بہکے بہکے لہجے میں بولا تو پریشے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"دیر ہو رہی ہے ہٹیں پیچھے۔"

وہ کٹیلے لہجے میں گویا ہوئی۔ معاذ نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اس پہ حکم چلا رہی تھی۔

"میں سوچ رہا ہوں آج جانے کا ارادہ کینسل کر دینا چاہیے تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔"

معاذ نے آنکھوں میں شرارت لئے آئینے میں دونوں کا عکس دیکھتا بولا۔ اسے یوں شرارت پر امادہ ہوتے دیکھ پریشے تھوڑی نارمل ہوتے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔

"اچھی بات ہے مگر آپ کینسل کریں میں تو ضرور جاؤں گی۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی بلش آن لگانے لگی۔ معاذ نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پری یار آئی ایم سیریس۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جلدی سے تیار ہوں پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔"

پریشے اس کے حصار سے نکلتے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ اس سے پہلے معاذ اس کے جواب میں کچھ بولتا آنے والے فون کی طرف متوجہ ہوا جہاں ایان کالنگ لکھا جگمگا رہا تھا۔

"کیا ہے ایان۔"

اس نے منہ بگاڑتے ہوئے کال اٹھائی اور تپے ہوئے لہجے میں بولا اس کے اس طرح کرنے پر پریشے نے مسکراہٹ چھپائی اور بالوں کو جوڑے میں مقید کرنے لگی۔

"لگتا ہے میں نے غلط ٹائم پر کال کر لی۔"

ایان کی شوخ آواز سنتے ہی وہ ایک نظر پریشے کو دیکھتے ہی پھر سے گویا ہوا۔

"یہ تو کال کرنے سے پہلے سوچنا تھا نہ مگر ان تم سارا موڈ کا بیڑا غرق کر چکے ہو خیر اب بولو کیا ہوا۔"

معاذ نے جلدی سے اس سے اصل بات کے متعلق استسفار کیا۔

"کب تک آنے کا ارادہ ہے آپکا سب لوگ نکل چکے ہیں گھر سے اور آپ کی کوئی اطلاع ہی نہیں۔"

ایان نے اس کے اطلاع نہ دینے پر چوٹ کی۔ معاذ سر کھجا کر رہ گیا۔

"اچھا اب فون رکھو گے تو آئینگے نا۔"

ایان کی بات کو کسی کھاتے میں نہ لاتے ہوئے اس نے چیخ کر جواب دیا۔ ایان کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"ٹھیک ہیں جلدی آجائیں آپ لوگ۔ باقی کا رومانس واپس جا کر کنٹینیو کر لیجیے گا۔"

ایان نے بھی شرافت کا مظاہرہ کرتے آخر میں تیلی لگاتے ہوئے آرام سے کال بند کی۔ معاذ اس کے رومانس کے نام پہ پیچ وتاب کھاتا رہ گیا ایک یہ انسان ان کے جلے پہ نمک چھڑکنے سے باز نہیں آتا تھا۔ کال بند ہوتے وہ پریشے کی جانب دوبارہ متوجہ ہوا جواب اسکارف کی پن لگا رہی تھی۔

"ابھی تو دیر ہو رہی ہے ہمارا ابلاوا آگیا ہے اسی لیے بخش رہا ہوں واپس آکر دوبارہ یہیں سے کنٹینیو کرینگے۔ اوکے مائی لو۔"

اسے گہری نظروں سے سرتاپیر دیکھتا آنکھ دبا کر بولا اور اس کے گالوں کو زبردستی کھینچتے ہوئے ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ پریشے کی اس کی حرکت پہ درد سے کراہ کر رہ گئی اور پیر پٹختے ہوئے دل ہی دل میں اسے ڈھیروں تہذیب یافتہ صلواتوں سے نوازنا نا بھولی۔

اگلے آدھے گھنٹے میں وہ لوگ بھی آفندی ہاؤس پہنچ چکے تھے۔ ان کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی باقی سب وہاں پہنچ چکے تھے۔ آدھا گھنٹہ بیت چکا تھا ان سب کو آفندی ہاؤس آئے ہوئے۔ کافی دن بعد جو سب ملے تھے تو باتوں میں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا سب بڑے بیٹھے پنے بزنس کے مسئلوں پر محو گفتگو تھے جبکہ ینگ پارٹی کی چھیڑ خانی ہمیشہ کی طرح جاری تھی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد عالیہ بیگم نے کچن کا رخ کیا تاکہ ملازمہ کے ساتھ کھانا لگوا سکیں ساتھ ہی آیت کو چلنے کی بھی تاکید کی تھی مگر وہ سب کی موجودگی کے باعث سرے سے ہی ان کی بات کو ہوا میں اڑا گئی۔ انہوں نے خاموشی سے ملازمہ کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگوایا اور سب کو وہاں آنے کی تاکید کی تھی۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھاتے وہ لوگ ہلکی پھلکی گفتگو میں بھی مصروف تھے۔ کبھی کوئی قصہ چھیڑتا تو سب ہنس دیتے تو کبھی کچھ۔

اس دوران پریشے نے معاذ کو کھانا سرو کیا تو اس کے دیکھا دیکھی محرم بھی شرمندگی کے احساس کے زیرِ اثر اپنی کرسی کھینچتے اپنی جگہ جگہ سے اٹھنے لگی عین اسی لمحے اذلان نے اسے اشارہ کرتے ہوئے بیٹھنے کا کہا تو وہ ناسمجھی سے دوبارہ بیٹھ گئی۔ اذلان نے اپنی پلیٹ میں ڈالنے سے قبل پہلے اسے کھانا سرو کیا اور پھر خود اپنی پلیٹ میں ڈالا تھا۔ باقی سب تو کھانے کی جانب متوجہ تھے مگر ہمیشہ کی طرح عفان کی نگاہوں سے یہ چیز اوجھل نہ رہ سکی عفان سے رہا نہ گیا اور ہمیشہ کی طرح بول اٹھا۔

"پتہ نہیں یہ وقت ہماری زندگی میں کب آئے گا۔"

عفان بے صبرے پن سے بولتے سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

"کچھ زیادہ جلدی نہیں آپکو بیٹا جی۔"

مراد صاحب نے اپنے مزاج کے مطابق شرارتاً بولتے اس کی جانب دیکھا۔ عفان نے مصنوعی ٹھنڈی آہ بھری۔

"انکل اب آپ سے کیا چھپانا جلدی تو بہت ہے پر کوئی مجھ معصوم کی سنتا ہی نہیں۔"

بالوں میں ہاتھ پھیرتا معصومیت کے تمام تر ریکارڈ توڑتا بولا۔ انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تمھاری حرکتیں اچھی ہوں تو کوئی سنے نہ۔ تمہیں کسی کی بیٹی دے کر پچھتانا نہیں ہے ہم نے۔"

معاذ نے سرزنشی انداز میں اسے ٹوکا تو وہ ٹیڑھی میڑھی شکلیں بنا کر رہ گیا جبکہ باقی سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

"حجاب یہ گلاس دینا۔"

ایان نے ہولے سے اسے مخاطب کیا جسے وہ اس طرح سے سرے سے نظرانداز کر گئی جیسے سنا ہی نہ ہو۔ اسے پانی نہ دیتا دیکھ عزہ نے اسے پانی کا گلاس دیا جس پر ایان منہ بنا کر رہ گیا کیونکہ کل سے وہ کئی بار اس سے بات کرنے کی کوشش کر چکا تھا جبکہ وہ نو لفٹ کا بورڈ ساتھ لئے ہی گھوم رہی تھی۔ اسے طرح ہستے مسکراتے کھانا کھا کر سب لاؤنج میں بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے زمان صاحب کے دماغ میں صائم اور آیت کی بات کرنے کا خیال آیا جس کا اظہار انہوں نے تحریم بیگم سے کیا تھا انہوں نے بھی بغیر کسی بھی وقت کا ضیاع کیے آیت کو بلا کر اپنے ساتھ بٹھایا اور ماتھے پہ بوسہ دیا۔ ان کی محبت پہ آیت مسکرا کر رہ گئی۔

ان کے اپنے پاس بٹھانے پر کوئی بھی زیادہ حیران نہ ہوا تھا کیونکہ وہ آیت کو اپنی بیٹیوں کی طرح ہی رکھتی تھی اور اکثر ایسے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتیں تھیں۔ زمان صاحب نے گلہ کھنکھارتے بات کا آغاز کرتے ہوئے آفندی صاحب کو مخاطب کیا۔

"ہم یہاں صرف دعوت میں نہیں آئے بلکے ایک خاص مقصد کے ساتھ آئے ہیں۔"

ان کے بولنے انداز پر وہاں موجود سب لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی جبکہ مسٹر اینڈ مسز شاہ اور مسٹر اینڈ مسز آفندی نے اچھنبے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اور وہ کیا۔"

آفندی صاحب نے نارمل انداز میں پوچھا۔ زمان صاحب نے ایک طائرانہ نگاہ پورے ہال میں دوڑائی۔ آیت لاپرواہی سے صوفے سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی اسے تو سرے سے ہی اس بات کا علم نہیں تھا۔

"وہ یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ آیت کو اب تم لوگ ہماری بیٹی بنا دو۔"

ان کے کہنے پر جہاں مسٹر اینڈ مسز آفندی نے پہلے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا پھر مسکراہٹ چھپائی کیونکہ وہ کسی حد تک بات کو سمجھ چکے تھے۔آیت کے حرکت کرتے ہاتھ وہی تھمے اس نے جھٹکے سے گردن اٹھاتے حیران نظروں سے سب کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ دبی دبی سی مسکراہٹ تھی اور پھر ایک نظر سکون سے بیٹھے صائم پر ڈالی جو کہ ایسے لاتعلق بنا بیٹھا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ایکدم شعور کی منزل طے کرتے ہی اس کے ذہن میں دھماکے ہونا شروع ہوگئے۔اس نے بے یقینی سے محرم عزہ کی جانب دیکھا تھا۔بہت مشکل سے اپنے آنسوں پر بندھ باندھے وہ وہاں بیٹھی تھی۔

سب بڑوں کو باتیں کرتا دیکھ محرم نے آیت کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور سب لڑکیاں اسے لیتے آیت کے کمرے کی طرف چل دیں۔ان کے جاتے ہی آفندی صاحب اور عالیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے ان سے کہا کہ ایک دو دن تک جواب دینگے ویسے تو وہ لوگ اس رشتے سے بہت خوش تھے مگر ان کیلیے آیت کی رضامندی لازم تھی۔ایان حجاب کو وہاں سے جاتا دیکھ خاموشی سے اپنی جگہ سے کھسک کر اس کے تعاقب میں چل دیا۔

"حجاب یار بات تو سنو۔"

ایان حجاب کو کچن کی طرف جاتا دیکھ کر اس کے پیچھے لپکا جو شاید پانی لینے آئی تھی۔

"کیا ہے"

اسے یوں اپنے پیچھے آتے دیکھ وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں بولی۔ایان ایکدم دو قدم پیچھے ہوتے دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرگیا۔

"کیا ہوگیا ہے یار کل سے منا رہا ہوں تمھیں پر تم بات سننے کو نہیں تیار۔"

ایان نے آرام سے سے اسے سمجھانا چاہا۔

"کیا سنوں میں ہمیشہ سے تم صرف میرے بڑی رہے ہو پر اب تمھیں اس میک اپ کی دکان باجی میں کیا دکھ گیا جو اسے کے کر گھوم رہے تھے یہ سنو میں دیکھو مجھ سے مخاطب ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں تم جان بوجھ کر یہ حرکتیں کرتے ہو۔"

حجاب اس کی بات پہ غصے سے پھٹ پڑی۔ایان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ریلیکس یار بتایا تو تھا کام سے جانا تھا اس لئے اسے ساتھ لانا پڑا اچھا آئم سوری اب کبھی نہیں لاؤنگا کسی کو ساتھ۔"

ایان نے موقع دیکھ آخرکار سرعت سے معافی مانگنے پہ اکتفا کیا۔حجاب نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پکا۔"

وہ اس سے وعدہ لینے والے انداز میں بولتی اس کی جانب ہتھیلی پھیلا گئی۔

"ہاں میری ماں پکا۔"

ایان اس کے ہاتھ کو تھامتے اس کی ناک کھینچتے ہوئے مزے سے تو وہ اسے گھور کے رہ گئی۔حجاب نے مسکرا کر طمانیت بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔دل سے جیسے کوئی بوجھ ہٹا تھا۔

"چلو اب ہٹو اتنا ٹائم لگا دیا پانی لینے آئی تھی میں۔"

حجاب اسے پیچھے کی جانب دھکیلتی پانی کا جگ لیتے وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ ایان ہکا بکا اس کی آخری بات پر منہ کھولے اسے جاتا دیکھتا رہ گیا جواب کھلکھلاتی ہوئی آیت کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"میں بتا رہی ہوں میں نہیں کروں گی آپ کے بھائی سے شادی۔"

آیت مسلسل سو سو کرتے ہوئے کرلاتے دل کے ساتھ محرم کی طرف دیکھ کر جتانے والے انداز میں بولی تو محرم نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا جس کی صرف ایک ہی رٹ تھی۔

"آیت بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے کوئی خاص وجہ انکار کرنے کی۔"

عزہ نے اس کے چہرے کے تاثرات جاننا چاہے لیکن بے سود۔ وہ تو بس رو رہی تھی اور مسلسل رو رہی تھی۔

"خاص وجہ خدا کا نام لو تم بچپن اب تک وہ میرے دشمن بن کر رہے ہیں اب وہ مجھ سے میری جان مانگ رہے ہیں تو کیا جان دے دوں اپنی۔ عجیب بات کرتی ہو تم بھی۔"

وہ غصے سے تلملاتے ہوئے عزہ پہ برس پڑی۔ محرم نے جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو بن جاؤ نا صائم بھائی کی جان۔"

پریشے شرارت سے اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولی تو وہ کڑھ کر رہ گئی۔

"پکا بات کوئی اور ہے جلدی سے بتادو اب۔"

محرم اس کے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے نرم لہجے میں بولی تو ایک بار پھر اس کا ضبط ٹوٹ گیا۔

"وہ کسی اور کو پسند کرتے ہیں اور میں کسی کی بھی زندگی میں زبردستی نہیں آنا چاہتی۔"

وہ اب کی بار ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے بولی۔ اب وہ سب حقیقتاً پریشان ہو چکی تھی۔ نا جانے اس کے ذہن میں یہ بات کہاں سے آگئی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے بھائی نے خود ہاں کی ہے رشتے کیلیے۔"

اب کی بار محرم نے مداخلت کی اور ایک اور جواز پیش کیا لیکن آیت نے اس جواز کو بھی کسی کھاتے میں نہ لیا۔

"انہوں نے ہاں مجھ سے بدلہ لینے کیلیے کی ہے وہ مجھے پسند نہیں کرتے بس مجھے نیچا دکھانے کیلیے سب کچھ کرتے کیا آپ کو نہیں پتہ آپ سب کے سامنے ہی تو آج تک سب ہوتا آیا ہے تو پھر جان کے بھی انجان کیوں ہیں۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے ان سب کو شدت سے حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا تھا کیونکہ وہ اپنے دل میں شدید قسم کی بدگمانی لیے دل میں پھر رہی تھی۔

"اور ویسے بھی میں کونسا انہیں پسند کرتی ہوں۔"

دل پہ پنپتی محبت کو اس نے ابھرنے سے پہلے ہی سختی سے دفن کر دیا اور سر جھٹکتے ہوئے ڈھے جانے والے انداز میں محرم کے شانے سے آ لگی۔

"میری جان ادھر دیکھو کوئی ذور زبردستی نہیں ہے تمہارے ساتھ بھی اور بھائی کے ساتھ بھی صائم بھائی کسی کو پسند نہیں کرتے۔"

محرم نے سہولت سے اسے سمجھانا چاہا لیکن آیت کسی کے قابو میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ تو بس اپنے ہی موقف پہ قائم تھی۔

"محرم ایسا کرو اسے ابھی اپنے حال پہ چھوڑ دو۔ ابھی بات کرنا مناسب نہیں ہے وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے۔ فلحال وہ کسی کی بھی نہیں سنے گی میرے خیال میں بہت بڑا دھچکا لگا ہے اسے۔"

پریشے محرم کو سمجھاتے ہوئے بولی تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ بھی کسی حد تک اس کی بات سے متفق تھی۔

"بس کچھ نہیں ہوا کوئی زبردستی نہیں ہے سب ٹھیک ہے۔"

محرم آیت کے بال سہلاتے ہوئے پیار سے بولی تو اس نے محرم کی گود میں سر رکھ دیا۔

"آیت اگر تجھے کوئی اور پسند۔"

ابھی حجاب کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ آیت کی شاکی نظریں خود پہ محسوس کر کے اپنے آپ کو خوب لعن طعن کی۔ بھلا کیا ضرورت تھی فضول کی بکواس کرنے لگی وہ دل ہی دل میں کھسیاتے خود کو کوسنا بھولی۔

" کبھی تو سوچ کر بولا کر بھینس۔"

عزہ دانت پیستے ہوئے اس کی جانب جھکتے سر گوشی کرنے والے انداز میں بولی تو حجاب خفت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔ آیت کو توان سب نے پر سکون کر لیا تھا لیکن اب آگے کا لائحہ عمل کیسے طے کرنا تھا یہ سب ان کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس کا رویہ ان سب کو اچھا خاصہ پریشانی کی جانب دھکیل چکا تھا۔

****

"بھائی ویسے بڑے ہی کوئی چھپے رستم ہیں آپ۔ ہمیں بھنک بھی نہیں لگنے دی اور موقع پہ چوکا بھی مار لیا۔"

عفان مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جواباً مسکراہٹ دبا گیا۔ بات تو کسی حد تک اس کی درست تھی اب وہ جھٹلا بھی نہیں سکتا تھا۔

"بس برداشت نہیں ہوا نہ میری اور اذلان بھائی کی ہو گئی تھی تو اس نے بھی تو نیاں پار لگانی تھی اپنی۔"

معاذ اسے دیکھ کر شرارت سے بولا۔ وہ سب اس کا ریکارڈ لگانے میں مصروف تھے جبکہ ان سب کی باتوں پہ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ کون اس کے متعلق کیا سوچ رہا ہے بس ایک سرشاری سی کیفیت اس کے وجود پہ چھائی ہوئی تھی۔

"اچھا ہے نہ ان کی ہو گی تو ہماری باری آئے گی۔"

ایان بالوں میں ہاتھ پھیر کر بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولا۔

"تیری شادی کی باری پھر بھی نہیں آنی میری جان کیونکہ تیری والی پیدا ہونے سے قبل ہی وفات پاچکی ہے تو بھی اس کے غم میں سنگل ہی مرے گا۔سٹیمپ پیپر پہ لکھوالے۔"

عفان اسے زچ کرتے ہوئے بولا۔ایان نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بچے پہلے زمین سے تو باہر آجاؤ دونوں۔"

اذلان ان کو دیکھ کر سنجیدگی سے بولا جو شادی کیلیے زیادہ ہی اتاولے ہو رہے تھے۔

"بھائی اب ایسے تو نہ کہیں آپ نے تو بچہ ہی بنادیا ایسا لگتا ہے جیسے آپ ہمارے باپ ہے۔"

ایان صدمے کی کیفیت میں منہ بسور کر بولا تو وہ ان کی باتوں پہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔۔

"میں نے کہا تھا نہ ایک دن حواسوں میں بھی سوار ہو گی۔"

اذلان کی آواز سرگوشی سے کم نہ تھی مگر صائم سننے میں کامیاب ہو چکا تھا کیونکہ یہ بات آیت کے متعلق تھی جبکہ صائم اس کی بات سن کر دلکشی سے ہنس دیا۔

"بس تمہاری بات کا مان رکھنا تھا عمل کر لیا ہم نے بھی۔"

جواباًصائم بھی شرارت سے بولا تو اذلان نے ستائشی انداز میں دونوں آئبرو اچکائے۔اگلے ہی لمحے وائبریشن کی آواز پہ صائم اپنے فون کی سمت متوجہ ہوا جو مسلسل بج رہا تھا۔اس نے چونک کر سکرین کی جانب دیکھا۔

"میں آتا ہوں۔"

وہ سب سے ایکسکیوز کرتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا۔

فون سن کر جیسے ہی وہ واپسی کیلیے مڑا نا جانے دل میں کیا سمائی اس نے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ سجائے آیت کے کمرے کا رخ کیا تھا مگر اس سب کے دوران جو باتیں اسے سننے کو ملی تھی وہ اسے جھٹکا دینے کیلیے کافی تھی۔اس کے حواس تک جھنجھنا اٹھے۔

"محترمہ کی بدگمانیاں تو دیکھو کیسے عروج پہ ہے۔سچ میں عقل سے پیدل ہے یہ لڑکی۔"

صائم دانت پیس کر دل ہی دل میں بولا۔

ذہن میں کچھ سوچتے ہوئے وہ غصے میں وہاں سے چل دیا اب جو سوچا تھا اس پہ جلد سے جلد عمل کرنا تھا۔

****

"لوگوں کچھ کھانے کو دے دو۔

عزہ جو کچن میں آیت کیلیے کچھ لینے آئی تھی اپنے پیچھے سے آتی آواز پہ جی بھر کر بدمزہ ہوئی لیکن کوئی جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

"لوگوں میں آپ سے مخاطب ہوں۔"

عفان گلہ کھنکھارتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی ٹوکری میں سے سیب اٹھاتے دانتوں سے کترنا شروع کر دیا۔

عزہ اب بھی خاموش رہی وہ بس خاموشی سے اپنا کام نپٹا رہی تھی۔اب کی بار عفان اس کی مسلسل خاموشی سے اچھا خاصہ چڑ گیا۔

"عزہ۔"

میٹھا ترین لہجہ عزہ کی سماعتوں میں گونجا۔عزہ تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"کیا ہے۔"

انداز پھاڑ کھانے والا تھا۔

"افففف توبہ پیچھے ہو کر بولو منہ کے اوپر ہی چڑھ گئی ہو جان نکال دی میری۔"

عفان دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ڈرنے کی ناکام اداکاری کرتے ہوئے بولا تو عزہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

"دو نمبر آدمی اداکاری بھی دو نمبر ہی کرتا ہے۔"

عزہ آنکھیں گھما کر بولی تو عفان اس کی فضول بکواس پہ جل بھن گیا۔

"اچھا یہ لڑکی کیسی ہے۔"

عفان موبائل پہ موجود لڑکی کی تصویر اسے دکھاتے ہوئے مدعے کی بات پہ آیا۔

"کیوں بتاؤ۔"

جواباً وہ بھنویں اچکا کر بولی اور اوون سے پلیٹ نکالنے لگی۔

"تمہاری بھابھی بناؤں گا نہ۔"

وہ دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔ عزہ جو سلیب سے پشت ٹکائے پانی پی رہی تھی اس کی برجستہ بات پہ اسے زوردار قسم کا اچھو لگا اور سارا پانی فوارے کی صورت میں عفان کے کپڑوں پہ گر گیا۔ وہ مسلسل کھانس رہی تھی لیکن جیسے ہی کھانسی ختم ہوئی تو وہ کھانسنے کی وجہ سے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ اس دوران وہ مسلسل عفان کی نظروں کے حصار میں تھی۔

"آپکو کس نے لڑکی دے دی افففف ایسے مذاق نہ کیا کریں قسم سے۔"

وہ پھر سے ہنستے ہوئے بولی تو عفان اس کے مسلسل ہنسنے پر اب کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ دی گریٹ عفان شاہ کو کوئی لڑکی نہ دیں۔"

وہ فرضی کالر اکڑا کر جتانے والے انداز میں بولا عزہ نے اس کی بات پہ اسے عجیب نگاہوں سے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"لڑکی تو مجھے مل چکی ہے بس اسے اپنا بنانا باقی ہے۔"

وہ اس کو دیکھ کر بائیں آنکھ دبا کر بولا تو عزہ نے اس کی بات کو چٹکیوں میں اڑا دیا۔

"دیکھیں گے آپ کی پسند کی ہوئی لڑکی کو بھی ابھی فلحال کب سے مجھے باتوں میں لگایا ہوا اچھا بھلا کھانا ٹھنڈا کر دیا۔"

وہ اسے کچن سے باہر نکالتے ہوئے بولی جوابا وہ اس کے بال کھینچتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔اس کی حرکت پہ عزہ تلملا کر رہ گئی۔

****

آیت جو آفندی صاحب کے بلانے پر ان کے پاس ان کے کمرے کی جانب غائب دماغی کی کیفیت میں بڑھ رہی تھی اگلے ہی لمحے کسی نے اسے جھٹکے سے اپنی جانب کھینچتے پلر کی اوٹ میں کر لیا۔آیت نے نگاہیں اٹھاتے اس شخص کی جانب دیکھا لیکن صائم کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئی۔

"شادی سے انکار کی وجہ۔"

وہ سیدھا مدعے پہ آیا۔آنکھیں شعلے اگل رہی تھی۔آیت نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نے کل بھی آپ پہ واضح کیا تھا اور آج بھی کر رہی ہوں کہ میں آپ کی کسی بھی بات کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں سو پلیز سٹے اوے فرام می۔"

جواباً وہ بھی سرد انداز میں دھمکانے والے لہجے میں بولی۔ صائم کے سر پہ لگی تو تلووں پہ بجھی یہ وہ اس سے کس لہجے میں مخاطب تھی۔ وہ گھر کے ایک الگ گوشے میں تھے اسلیے کسی تک آواز نہیں جا رہی تھی۔

"مجھ سے آئندہ اس لہجے میں بات کرنے کی غلطی نہ کرنا آیت۔"

صائم شہادت کی انگلی اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے اسے وارن کرنے والے انداز میں بولا۔ ایک تو یہ لڑکی اس کے حواسوں پہ چھا رہی تھی اوپر سے اس کی باتیں غصہ دلا دیتی تھی۔

"انکار کا کوئی جواز نہیں ہے نہ تمہارے پاس۔"

صائم پر سکون لہجے میں بولا۔ آیت کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"کیوں دوں میں آپ کو جواز نہیں دوں گی رشتہ کیا ہے میرا آپ سے۔"

وہ اس کی بات پہ اپنے حواس کھوتی چیختے ہوئے بولی۔ صائم نے بروقت سختی سے اس کے لبوں پہ ہاتھ جماتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھی۔

"نیچی آواز میں بات کرو ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا آرام سے بات کر رہا ہوں تو آرام سے جواب دو۔"

وہ اس کے بازؤوں کو زور سے جکڑتے ہوئے بولا تو آیت کے لبوں سے ایک کراہ نکلی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

"مجھے پتہ ہے کہ آپ میرے سے بدلہ لینے کیلیے یہ شادی کر رہے ہیں میں آپ کو شروع سے ہی نہیں پسند آپ کیلیے میں نے بولنا چھوڑ دیا ہے تاکہ آپ کو میری وجہ سے کوئی پریشانی نہ ہو لیکن خدارا میرے ساتھ اس لڑکی کی زندگی برباد نہ کریں جس سے شادی کے وعدے لیے بیٹھے ہیں۔"

وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے ملتجیانہ لہجے میں روتے ہوئے بولی۔ کتنی عجیب چیز ہے نہ محبت اپنے محبوب کیلیے ہر وہ چیز چھوڑ دو جو اسے پسند نہ ہو اس کی پسند کے مطابق خود کو ڈھال لینا۔ آیت بھی تو یہی کر رہی تھی۔ اس کی فضول گوئی پہ وہ ہونق زدہ رہ گیا۔

"بس کر دو آیت بس کر دو کوئی لڑکی نہیں ہے میری زندگی میں اور کس نے کہا کے تمہاری خاموشی سے مجھے سکون ہے نہیں ہے مجھے سکون نہیں ہے۔ بس بکواس کر والو جتنی مرضی۔"

وہ بھی جواباً پیشانی مسلتے ہوئے دھیمے لہجے میں گرجا۔ آیت نے حیرانگی سے اس کی سمت دیکھا جس کے چہرے سے صاف اضطراب جھلک رہا تھا۔

"جھوٹ مت بولے آپ۔"

وہ تنک کر بولی۔ غصے کی بدولت صائم کو اپنے ماتھے کی شریانیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

Damn it i m in love with you.Why don't u understand.

صائم اس کی مسلسل ایک ہی تکرار سے تنگ آ کر اسے بازوؤں میں جکڑتے ہوئے اعتراف کرتے ہوئے بولا۔ آیت جو اس کی گرفت میں کسمسا رہی تھی مزاحمت چھوڑتے سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی۔ وہ بنا پلک جھپکائے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"نہیں ہے مجھے سکون تمہاری خاموشی سے

مجھے وہی آیت چاہیے جو مجھ سے لڑتی تھی جھگڑتی تھی جھلی سی تھی بلاوجہ مجھ سے ڈانٹ کھاتی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کب ہوا کیسے ہوا لیکن اس دن فارم ہاؤس والے واقعے کہ بعد مجھ میں سکت نہیں تھی کچھ برا سوچنے کی تبھی مجھ پہ یہ چیز آشکار ہوئی تھی صائم تو شروع سے ہی آیت کا ہے۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں پکڑتا ہوا محبت بھرے لہجے میں بولا۔ اس کی بات پہ آیت کے وجود نے ایک ہچکولا کھایا اور اگلے ہی سیکنڈ میں وہ اس کے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس کیلیے یہ چیز نا قابل یقین تھی کہ جس شخص کیلیے وہ تڑپی ہے وہ تو ازل سے تھا ہی اسکا۔ وہ آج اس کے سامنے کھڑا اس سے محبت بھرا اعتراف کر رہا تھا اور وہ اس کیلیے دل میں اتنی بدگمانیاں لیے بیٹھی تھی۔

"بنے گی نہ آیت پہلے جیسی۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے نرم لہجے میں بولا تو جوابًا وہ زور و شور سے اثبات میں سر ہلا گئی۔ لبوں پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی۔

"ویسے کونسے تنتر منتر پڑھ کے پھونکے تھے مجھ پہ کہ رات ورات یہ کام ہوا۔"

وہ اس کا موڈ بحال کرنے کی خاطر مصنوعی مشکوک لہجے میں بولا۔ آیت اس کی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دی اور اس کی اسی چہکتی ہنسی کو اس نے آنکھوں کے راستے دل میں اتارا تھا۔

"جو آپ نے وٹس ایپ پہ سینڈ کیے تھے بس وہ ہی پڑھے تھے۔"

جواباً وہ بھی معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی۔اسے واپس اپنی جون میں آتا دیکھ صائم قہقہہ لگا کر ہنس دیا تو آیت بھی اس کے اس طرح ہنسنے پر جھینپ گئی۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے فرار تلاش کرتی اس کی حرکت پہ وہی تھم گئی۔

"اب تو بتادو کہ یہ شخص تمہیں قبول ہے۔"

وہ اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں جکڑتے ہوئے بھاری گھمبیر لہجے میں بولا۔آیت کا دل دھڑک اٹھا۔

"جی جان سے قبول ہے۔"

جواباً وہ شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ اسے اپنا اظہار تھماتی ایک ادا سے بولتی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔دل الگ پر لے پہ دھڑک رہا تھا اس سے زیادہ اس کا سامنا کرنے کی سکت اس میں نہیں تھی۔اس کے بھاگنے پر صائم دلکشی سے مسکرادیا

بدگمانیوں کے بادل چھٹ چکے تھے اب ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی لیکن کون جانے کہ یہ خوشیاں کب تک کیلیے تھی۔دور کھڑی قسمت ان سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ آسودگی سے مسکرادی تھی۔آیت ہانپتے ہانپتے جوں ہی لاؤنج میں داخل ہوئی وہ سب اسے مسکراتا دیکھ حیرت میں ڈوب گئی اور اچھنبے سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جس نے ابھی رورو کر اپنی آنکھیں سوجھالی تھی مگر اب ہر جانب کیسے چھکتی پھر رہی تھی ان سب کو آیت میں پہلے والی آیت کا عکس واضح ملا تھا جو کتنے عرصے سے وہ دیکھنے کو ترس گئے تھے۔لیکن کچھ دیر بعد اسی طرف سے صائم کو آتا دیکھ وہ سب کچھ نہیں سب کچھ سمجھ گئی۔

"آیت انکل کو تو بتادو کے تم اس رشتے پہ راضی نہیں ہو۔"

پریشے مصنوعی سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔آیت نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"بلکل بتادیناچاہیے زبردستی کے رشتے زیادہ دیر نہیں چلتے اور ہم نہیں چاہتے کہ اس رشتے کے ہونے سے آپ دونوں کی زندگی خراب ہو۔"

محرم وہاں سے اٹھتے ہوئے مشکل مسکراہٹ ضبط کرکے بولی جبکہ ان کے اس طرح اٹھنے سے آیت کے چہرے کی ہوائیاں اڑگئی۔اس نے حلق ترکرتے ان سب کی جانب دیکھاجواب اس کی حالت سے حظ اٹھارہی تھی؟

"کیاہوااتنی پریشان کیوں ہورہی ہوکچھ بھی نہیں ہوتا۔"

عزہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پچکارنے والے انداز میں بولی ورنہ ان سب کاشدت سے قہقہہ لگانے کودل چاہ رہا تھا۔

"نہیں کوئی بات نہیں۔"

آیت ہکلاکران سب کوروکتے ہوئے بولی اب وہ ان سب کوکیسے بتاتی کہ وہ ساری توغلط فہمیاں تھی جواب ختم ہوچکی ہیں۔

"چلوپریشے۔

محرم اسے کہتے آگے کی طرف چل دی۔

"میں کہہ رہی ہوں نہ میں یہیں شادی کروں گی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

وہ ان کے جانے سے قبل ہی جلدبازی میں بولی لیکن بول کرزبان دانتوں تلے دبالی۔محرم نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے اس کی جانب دیکھاتووہ روہانسی ہوگئی۔اسے اب اندازہ ہواکہ وہ سب اس کامذاق اڑارہی تھی تبھی

ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کو رونی صورت بناتا دیکھ محرم نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا تو وہ اس کے گلے لگ گئی۔

پریشے اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے معاذ کی سمت متوجہ ہوئی جو اسے بلا رہا تھا۔باقی سب اس کے اعتراف پہ قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔

****

سورج کی کرنوں نے شاہ ولا پہ اپنا بسیرا کیا ہوا تھا۔سورج جم کر آگ برسا رہا تھا۔اس کے برعکس اندر کا ماحول برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔محرم اور اذلان کی شادی کو ہفتہ بیت چکا تھا ایسے میں محرم کو اذلان کے رویے میں ذرا سا بھی جھول نہیں دکھا تھا۔وہ بلکل ویسا ہی تھا نرم مزاج محبتوں سے گندھا ہوا شخص۔

کسی عجیب و غریب شور کی آواز پہ اس کی آنکھ کھلی تھی۔اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے دیوار پہ لٹکی گھڑی کی جانب دیکھا جو دوپہر کے تین بجا رہی تھی۔وہ جھٹکے سے کمفرٹر ایک جانب رکھتی اپنی جگہ پہ اٹھ کر بیٹھی۔چہرے کے حواس اڑ چکے تھے۔

"افف یا خدایا اتنا دیر تک کیسے سوتی رہی۔"

وہ اچانک سے اٹھنے کی بدولت اپنے سر میں اٹھتی ٹیس کو ضبط کرنے کے چکر میں لال چہرے سمیت خود سے گویا ہوئی اور چپل پیڑوں میں اڑس کر ڈوپٹہ درست کرتے باہر کی جانب بڑھی تھی مگر باہر لاؤنج میں بھی غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔وہ اپنی پریشانی سے کھڑی انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی معاً اپنے عقب میں کسی کی آہٹ محسوس کر اس نے چونک کر گردن گھمائی تو سامنے خود کو حیرت سے تکتا پاتے اذلان کو دیکھ اس کی

رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی۔ازلان جو اس کے خوابیدہ روپ کو آنکھوں کے راستے اندر اتار رہا تھا اس کی آنکھوں سے نکلتی برسات کو دیکھ تڑپ کر اس کے نزدیک ہوا تھا۔

"کیا ہو گیا جانم۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا بولا۔ محرم نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو رگڑ ڈالے۔

"وہ پتہ نہیں سب کہاں ہیں میں آج زیادہ دیر تک سوئی رہ گئی اور جب باہر نکلی تو کوئی بھی نہیں تھا۔"

وہ بھرائے لہجے میں گویا ہوئی۔اس کے بے فضول رونے پہ ازلان کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"محرم اس میں رونے کی کیا بات ہے۔"

وہ اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ کھردرے لہجے میں گویا ہوا جو شادی کے بعد سے اب تک ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ رو پڑتی تھی شاید حالات ہی کچھ ایسے تھے۔

"وہ سب مجھ سے ناراض ہیں کیا۔"

وہ آنکھوں میں واضح بے چینی لیے اس سے سراپا سوال تھی۔ازلان اس کی بات پہ چند لمحے تو تاسف سے اسے دیکھتا رہا پھر مدھم سا ہنس دیا۔

"سچ میں جانم یہ بات آپ کر رہی ہیں کیا اتنی سی باتوں پہ ناراض کون ہوتا ہے۔ ناحق سوچوں کو اپنے اعصابوں پہ سوار مت کیا کریں۔ مم ڈیڈ اس ٹائم آرام کرتے ہیں اور عفان اسے تو چھوڑ ہی دیں آپ۔اب یہ آپ کا گھر ہے اسی لیے آپ کو پتہ ہونا چاہیے یہ سب کیونکہ ان سب فضول باتوں کی وجہ سے میں اپنی بیگم کی آنکھوں میں آنسو برداشت کرنے سے رہا۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے لہجے میں بولتے اس کی نم نگاہوں سے نظریں چڑا گیا کیونکہ وہ اس کا ایمان بری طرح خراب کر رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کسی اور بات پہ اداس ہے مگر اپنے لبوں سے اظہار نہیں کر رہی اور وہ چاہتا تھا کہ وہ خود بولیں مگر اس کے لبوں پہ تو قفل ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ اس کی بات پہ کچھ حد تک سنبھل گئی تھی تبھی انگلیاں آپس میں الجھاتے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"آپ آج جلدی آ گئے آفس سے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی اپنی مومی انگلیوں سے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔ پلکوں کی چلمن کبھی گر رہی تھی تو کبھی اٹھ رہی تھی۔

"جی مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ میری جھلی بیوی اکیلے بیٹھ کر رونے کا شغل فرما رہی ہو گی اور ویسے بھی میرا دل نا جانے کب سے آپ کے دل سے جڑا ہے اسی لیے الارم کر دیتا ہے۔"

وہ گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے اس کے سر کے ساتھ سر ٹکرا گیا۔ محرم اس کی حرکت پہ سانس روک گئی۔ دل پسلیوں توڑ کر باہر آنے کا بے تاب تھا۔ اس شخص کی آنکھیں ہی اسے مارنے کو کافی تھی کجا کہ اس کی ذرا سی قربت۔

"محرم۔"

دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس نے کمفرٹر تہہ لگاتی محرم کو مخاطب کیا جو کسی سوچ کے زیرِ اثر تھی۔ اس نے خود تو بتایا نہیں تھا مگر اس کی اداس صورت کسی بھی پل اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتا اس کے

نزدیک آیا اور اس کے ہاتھ سے کمفرٹر لیتے خود دونوں ہاتھوں سے اس کے بازوؤں کو اپنی نرم گرفت میں لیا۔ اس نے ذرا سی پلکیں واں کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"جو ئی بات ہے کیا آپ مجھ سے شئیر کر سکتی ہیں جانم۔ مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگے گا کہ آپ یوں رو رو کر اپنے آنسوؤں کو بے مول کرے جب کہ جس کے کندھے سے لگ کر آپ کو اپنے دل کی ہر بات کہ دینی چاہیے وہ آپ کے انتہائی قریب ہو۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتے ہوئے محبت سے بولا۔ محرم نے ہنوز افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔ اذلان نے اسے لیتے قدم صوفے کی جانب بڑھائے اور اسے اپنے حصار میں لیتے ہلکے پھلکے انداز میں مخاطب کیا۔

"وہ مجھے ماما کی یاد آرہی ہے اور عزہ حجاب کی بھی وہ نا جانے کب واپس آئیں گے اسلام آباد سے۔"

وہ بوجھل لہجے میں بولی۔ اس سے پہلے کہ رونے کا پروگرام مزید شروع ہوتا اذلان کی تنبیہی نگاہیں خود پہ محسوس کر اس کی دھڑکن رک رک کر چلنے لگی۔ ایک اس کے غصے سے ہی بے تحاشہ خوف آتا تھا اسے۔

"انشااللہ وہ جلد ہی لوٹ آئیں گے بخیر و عافیت سے۔ چلیں ابھی فلحال میں آپ کی یہ بوریت اور اداسی ختم کرنے کا کچھ انتظام کرتا ہوں۔ دراصل میرے کچھ کلائنٹس آرہے ہیں رات کے وقت گھر تو کیا آپ ان کیلیے اپنے ہاتھ کی وہ سپیشل ڈش تیار کریں گی۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتے سہولت سے اسے اس فیز سے نکال لایا تھا۔ محرم کی آنکھیں اس کی بات پہ چمک اٹھی۔ اذلان جانتا تھا کہ کھانا بنانا اس کا پسندیدہ کام ہے تبھی اس میں الجھانے کا سوچا۔

"اوہ آپ ملائی ہانڈی اور بریانی کی بات کر رہے ہیں نا۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کے مسکراتے چہرے کو اذلان نے آنکھوں کے راستے دل میں اتارا تھا۔ جتنی وہ دل سے خوبصورت اور پیاری تھی اس ذات نے اسے اتنی ہی آزمائشوں میں ڈال دیا تھا۔وہ تو اگلے ہی لمحے اس کے پاس سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔اذلان تاسف سے نفی میں سر ہلاتے فریش ہونے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔اگلے دو گھنٹوں میں وہ تمام کھانا تیار کر کے اس کے ساتھ رکھی جانے والی رائیتہ سلاد سب کچھ میز پہ رکھ چکی تھی۔اذلان تو حیرت سے اس کی پھرتیاں دیکھ رہا تھا۔میز پہ ہر چیز سلیقے سے رکھی گئی تھی اور اب اس کے چہرے سے بھی شاید تھکن عیاں تھی۔

"واہ صاجزادے صاحب آپ تو اپنی بیگم کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبے ہوئے تھے اب کیا عشق کا بخار اتر گیا ہے یا سر کے اوپر سے گزر گیا ہے جو نئی نویلی دلہن کو کام میں لگایا ہوا ہے۔"

مسز شاہ تندلب و لہجے میں بولتی اسے خائف کر گئی۔شاہ صاحب نے بھی ان کی بات پہ زور و شور سے اثبات میں سر ہلاتے اس کی بات کی تائید کی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے مم۔ محرم بس اداس تھی تو میں نے ان کی اداسی کا حل تلاش کیا۔رہی ان سے محبت کی بات تو میری بات آپ ہمیشہ یاد رکھیے گا کہ میں ہاتھ تھام کر چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہوں میں جس کا ہاتھ تھام لیتا ہوں پھر چاہے لاکھ مصیبتیں راہ میں حائل ہو میں اس کا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑتا اور یہ تو میرے عشق کی اکلوتی وارث ہیں۔میں خود کو بھول سکتا ہے ان کو کبھی نہیں۔"

وہ ان دونوں کی موجودگی میں محرم کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے محبت بھرے لہجے میں بولتے اس کا سر شرم سے جھکا گیا۔ محرم کے وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا تھا اسے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں سب کے سامنے بول دے گا۔ اذلان نے ان دونوں کو اشارہ کرتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

"آپ کو باہر ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔ مام ڈیڈ کیا سوچ رہے ہونگے۔"

وہ روہانسے لب و لہجے میں بولی۔ اسے تو ان کا سامنا کرنے سے بھی اب شرم محسوس ہو رہی تھی۔

"میرا اظہارِ محبت اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہے جانم کہ آپ کسی سے نظریں نا ملا سکیں۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ ایک دن آئے گا کہ میرے محبت بھرے اظہار پہ آپ کی گردن فخر سے اٹھ جائے گی۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے اسے ایک اگ ہی دنیا سے روشناس کراتے اس کے پور پور میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔ محرم نے گھبرا کر اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس سے فاصلہ قائم کیا۔

"پلیز شاہ۔ میرے سے مصالحوں کی سمیل آ رہی ہے۔"

وہ خجل ہوتے ہوئے بولی۔ اذلان نے اس کی بات پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگایا۔

"یہ مصالحہ جات ہماری محبت میں کبھی نہیں حائل ہو سکتے جانم کیونکہ جب مقابل کھڑا محبوب آپ جیسا ہو تو مجھ جیسے دیوانے کا بہکنا تو لازم ہے نا۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی مسکراتی آنکھیں گاڑھتے محرم کو کوئی دیوانا ہی محسوس ہوا تھا جو اس سے اپنی محبت جتانے کا کوئی پل ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"ارے ہاں ایک منٹ رکیں۔"

وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے وارڈروب کی جانب بڑھی اور اس میں سے ایک پرفیوم نکالتے جھجکتے ہوئے اس کی جانب بڑھایا جسے ازلان نے حیرت سے تھام لیا اور نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ پرسوں پریشے کے ساتھ مارکیٹ گئی تھی ناتو وہ معاذ بھائی کیلیے کچھ خرید رہی تھی مجھے شرمندگی محسوس ہوئی تو میں نے آپ کیلیے یہ لے لیا مجھے پتہ ہے کہ یہ برینڈڈ نہیں ہے وہ اصل میں میرے پاس پیسے نہیں تھے نا مگر اب جب میں گھر جاؤں گی نا تو وہاں سے اپنے پیسے لے آؤں گی۔ ابھی آپ یہی والا رکھ لیں۔"

وہ مصالحتی لب و لہجے میں بولی۔ ازلان نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں کس کا ہوں محرم آپکا نا تو میرے سے جڑی ہر چیز آپ سے بھی اتنی ہی منسلک ہے۔ مجھے اچھا لگے گا جب آپ حق سے مجھ سے کوئی فرمائش کریں گی۔ محبت میں آپکا میرا تمہارا کچھ نہیں ہوتا محرم صرف ہمارا ہوتا ہے اگر محبت سچی ہو تو۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اس کی میچی ہوئی آنکھوں پہ پھونک مارتے پیچھے ہوا۔

"اور ویسے بھی یہ میرے لیے کسی برینڈ سے کم نہیں کیونکہ ازلان شاہ کی جانب جانے والا محرم ازلان شاہ کا دوسرا تحفہ ہے۔"

وہ اس کے سر سے سر ٹکراتے بھاری لہجے میں بولا۔ محرم نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"دوسرا مگر میں نے تو اس سے پہلے آپ کو کوئی تحفہ نہیں دیا۔"

وہ الجھے لہجے میں بولتی اسے بے تحاشہ معصوم لگی تھی۔ اذلان نے ایک نگاہ اس کی ٹھوڑی پہ موجود تل پہ ڈالی جو ہمیشہ اسے خود میں الجھا لیتا تھا۔

"پہلا آپ خود جو ہے۔ میری زندگی میں اچانک آ کر مجھے ہی سرپرائز کر دیا اور یوں سرپرائز تحفے تحائف دیتے ہوئے ہی ہوا جاتا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولتے اسے متعبر کر گیا۔ اس کی بات پہ محرم کے لبوں کی تراش پہ بھی ایک خوشگوار مسکراہٹ بکھری جس کی بدولت اس کی ٹھوڑی کا تل بھی پوری شان سے مسکرایا تھا۔ اذلان نے شدت سے اس کی صبیح پیشانی کو اپنے عقیدت بھرے لمس سے مزین کیا۔ اس کی موجودگی میں وہ کافی حد تک خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی مگر فلحال وہ وجہ سمجھنے سے قاصر تھی یا شاید وہ سمجھنا چاہتی ہی نہیں تھی۔

اس کے بعد رات کے کھانے پہ اذلان کے کلائنٹس تو نا آئے البتہ عزہ حجاب صائم کے ساتھ ضرور آئی تھی۔ ان کی اچانک اور غیر متوقع آمد پہ اسے اندازہ ہوا تھا کہ اس نے جان بوجھ کر اس کے سامنے ان کے آنے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اذلان کی تلاش میں اپنی نم نگاہیں دوڑائی جو کچھ ہی ساعتوں بعد فون پہ کسی سے باتوں میں مصروف اندر کی جانب ہی آ رہا تھا۔ چہرے پہ ازلی سرد مہری رقم تھی۔ اس نے پیشانی پہ شکنیں سجائے فون کاٹا تو اس کی نگاہ سیدھا محرم سے ٹکرائی تھی جو یک ٹک اسے دیکھنے میں محو تھی۔ اس کے نزدیک سے گزرتے مخصوص کلون کی خوشبو محرم کو سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔ ان سب سے ملتے محرم اور اذلان نے آمنے سامنے کرسیاں سنبھالی تھی۔

"کل جب بھائی کا فون آیا کہ میری بیگم بہت اداس ہے جلدی سے واپس لوٹ آئیں آپ سب۔ تو بس ہم نے ان کے تحکم بھرے لہجے پہ اسی وقت واپسی کی راہ لی تھی۔ پھر میں نے بھی بھائی سے کہہ دیا کہ ایک شرط میں آؤں گی شاہ ولا جب آپی ہمارے لیے مزے مزے کا کھانا بنائیں گی۔"

وہ مزے سے کھاتی ساتھ ساتھ اپنا کارنامہ بھی سب کو بتا رہی تھی۔ محرم سے حلق میں نوالہ اتارنا مشکل ہو گیا کیونکہ وہ مسلسل کسی کی نگاہوں کے حصار میں تھی۔

"بھوکی ندیدی۔"

عفان کے تبصرے پہ جہاں عزہ نے صدماتی کیفیت میں اذلان کی جانب دیکھا وہی پورے ڈائیننگ ٹیبل پہ سناٹا چھا گیا۔

"شٹ اپ عفان۔"

اذلان کی سرد آواز پہ وہ گھبرا کر گندی گندی شکلیں بنا کر عزہ کو دیکھتے پلیٹ پہ جھک گیا۔ عزہ اس کی گھٹیا حرکتوں پہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔ عفان کی نگاہیں اچانک ہی محرم کی جانب اٹھی جو گھبراہٹ میں پلیٹ میں مسلسل چمچ ہلا رہی تھی۔ اسنے چونک کر اذلان کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اسی کی جانب متوجہ تھا۔

"بھائی انہیں گھور گھور کر آپ کا پیٹ تو یقیناً بھر جائے گا مگر آپکی ان جلادانہ آنکھوں سے ہماری بھابھی کی جان آدھی ہوئی جا رہی ہے۔"

عفان دانت نکوستے ہوئے مزے سے بولا مگر اگلے ہی لمحے اذلان کی قہر آلود نگاہوں کا رخ اپنی جانب دیکھ عفان نے میسنی سی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

"بھائی ایسے مت دیکھیں ورنہ میں نے جو بھی کھایا ہے ناوہ خوف سے یہی نکل جائے گا۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے منت سماجت کرنے لگا۔ سب نے اس کی حرکتوں پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔ البتہ اس کے کہنے پہ محرم کیلیے کافی حد تک آسانی ہوگئی تھی کیونکہ اس کے بعد اذلان نے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

****

عزہ اور حجاب کے یونی جانے کے بعد تحریم بیگم اپنے کمرے میں اکر بیٹھیں تھیں کیونکہ آج زمان صاحب نے کچھ دیر سے آفس جانا تھا تو وہ بھی کمرے میں بیٹھے کسی فائل کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ تحریم بیگم نے ان سے فالوقت بات کرنے کا سوچا۔

"سنیں۔"

تحریم بیگم نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر وہ بری طرح فائل میں ہی غرق تھے ساتھ ساتھ کسی کو فون پہ ہدایت بھی دیتے جارہے تھے۔

"ہمم۔"

ان کی جانب دے یک لفظی جواب آیا۔

"آفندی بھائی نے کچھ جواب دیا کہ آیت نے کیا کہا۔"

انہوں نے اپنا سوال ان کے سامنے رکھا لیکن جواب ناپا کر غصے سے بولیں۔

"میں آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں۔"

"ہمم بیگم سن رہا ہوں میں بولیں آپ۔"

انہوں نے ہنوز مصروف انداز میں جواب دیا۔

انہیں مصروف دیکھ کر وہ خاموشی سے اپنا کام کرنے لگیں جو کہ ناراضگی کا اظہار تھا تحریم بیگم کی ناراضگی کو جانچتے فائل بند کرتے اب پوری طرح انکی طرف متوجہ ہوئے۔

"اچھا اب کہیں کیا کہہ رہی تھیں۔"

زمان صاحب نے نرمی سے استسفار کیا۔ تحریم بیگم نے بے ساختہ تشکرانہ انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

"آفندی بھائی کی کال آئی تھی نہ آپ کہ پاس کیا کہہ رہے تھے وہ۔"

انہوں نے عجلت میں سوال کیا مبادہ دوبارہ کام میں مصروف نہ ہو جائیں۔ زمان صاحب نے سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"ہمم آئی تھی کال ہاں کر دی ہے انہوں نے ویسے بھی صرف آیت سے پوچھنا اپنی رضامندی تو وہ کل ہی دے چکے تھے۔"

انہوں نے تفصیل سے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ تحریم بیگم تو گویا کھل اٹھیں۔

"مجھے یہی امید تھی ان سے چلیں اب ہم جلد ہی ان کی شادی کی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔"

تحریم بیگم خوشی سے بولیں۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا جلدی جلدی رسومات ادا کرتے آیت کو گھر لے آئیں۔

"تحمل سے کام لیں بیگم ابھی ہاں کی ہے آگے کی تیاریاں وغیرہ بھی دیکھنی ہے ہوا کے گھوڑے پہ سوار ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

زمان صاحب نے ان کی جلد بازی پر چوٹ کی۔

"اسی لئے تو کہہ رہی ہوں جلدی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔اچھا ہے نا جلدی آیت گھر آئیگی تو گھر میں رونق بڑھے گی اور نیک کام میں ویسے بھی تاخیت نہیں کرنی چاہیے۔"

تحریم بیگم نے وضاحت دیتے بات مکمل کی۔ وہ فقط سر ہلا کر رہ گئے۔

"خیر یہ سب باتیں اب آپ خاتون کی ہیں جو ڈسکس کرنا ہے آپس میں کر لیں۔ چلیں اب میں جانے کی تیاری کرتا ہوں۔ تھوڑی دیر رہتی ہے میٹنگ میں۔"

زمان صاحب نے آفس کا سامان سمیٹتے اٹھتے ہوئے انہیں کہا تو وہ سر ہلا کر باہر کی جانب بڑھ گئی تاکہ ان کیلیے ناشتے کا بندوبست کر سکے۔

****

عزہ جو فری لیکچر میں گراؤنڈ کے بینچ پہ بیٹھی پوری دلجمعی سے اپنے نوٹس بنانے میں مصروف تھی۔اپنے نزدیک کسی کی موجودگی کا گمان ہوتے ہی اس نے ہنوز جھکے جھکے ہی گردن گھمائی تو حیدر علی کو اپنے پاس بیٹھا دیکھ کر ماتھے پہ تیوریاں چڑھی اور بھنویں اچکا کر نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی تھی کہ کیا مسئلہ ہے۔حیدر علی نے اس کے ماتھے پہ بل واضح دیکھے تھے اس لیے گڑبڑا کر وضاحت دی مبادہ کہی جوتا ہی منہ پہ نا مار دے۔ویسے بھی اس سر پھری لڑکی سے اسے کوئی بعید بھی نہیں تھا۔

"وہ میں نے آپ سے نوٹس کے متعلق بات کی تھی۔"

عزہ اس کے پاس بیٹھنے سے تھوڑا دور کھسکی اور اس کی بات پہ دانت پیسے جو ہاتھ پاؤں دھو کر اس کے پیچھے ہی پڑ گیا تھا اب وہ اتنی بھی سکولر نہیں تھی۔

"پیچھے ہی پڑ گیا ہے یہ قسم سے عجیب لچڑ انسان۔"

وہ دل ہی دل میں اسے عجیب و غریب القابات سے نوازتے ہوئے بولی۔

"کہاں کھو گئی ہے آپ۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا۔

"میرے خیالوں میں۔"

اس سے قبل کہ وہ چیخ کر کچھ بولتی عفان ان دونوں کے درمیان حمائل ہوتے وسط میں رکھی جگہ پہ بیٹھتے ہوئے مسکراتے لہجے میں بولا اور اپنے دونوں بازو پیچھے بینچ پہ اس طرح پھیلائے کہ عزہ تو مکمل اس کے حصار میں آ گئی جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ حیدر علی کی گردن جکڑ چکا تھا۔ کافی دیر سے وہ ان دونوں کو آپس میں بات کرتے دیکھ رہا تھا لیکن جب ضبط جواب دے گیا تو کھولتا ہوا ان دونوں کے سر پر پہنچتے ان کے درمیان بیٹھ گیا۔ اپنی گردن پہ اس کا دباؤ محسوس کر کے اس نے عجیب نظروں سے عفان کو دیکھا جو جتانے والی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ڈارلنگ اس کو بتایا نہیں کہ تم اس کی مدد نہیں کر رہی ہو۔"

عفان پیار بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کے طرزِ مخاطب پہ عزہ کو تو غش ہی آ گئے اور اس کے اتنے پاس بیٹھنے پہ ماتھے پہ پسینہ نمودار ہونا شروع ہو گیا بھلا وہ اس سے اس حد تک فرینک کب ہوئی تھی۔

"آپ۔"

اس سے پہلے کے وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے کچھ اور بولتی عفان نے اس کی انگلی کو اپنی انگلی میں قید کر لیا جبکہ حیدر پھٹی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھتا ایک بار پھر اس کی گردن عفان کے شکنجے میں مقید تھی۔

"اب سن کے جا۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا تو وہ مسکین شکل بنا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔ دونوں لڑکا لڑکی ہی سر پھرے تھے اور وہ ان کے درمیان معصوم سا پھنس گیا تھا۔

"بولو ڈارلنگ۔"

وہ پھر اس کی طرف جھکتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر بولا تو عزہ گڑبڑاتے ہوئے جلدی سے بولی۔

"بھائی مجھے معاف کرو کسی اور سے مدد لے لو میں مدد نہیں کر سکتی آپ کی۔"

عزہ اس کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی کیونکہ عفان کے تیور اسے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ کچھ بھی کر دیتا۔ حیدر اس کی بات پہ افسردگی سے سر ہلا کر اٹھنے لگا تو عفان نے ایک بار پھر اسے اپنی جانب کھینچا۔

"ابھی اس نے کیا بولا تمہیں۔"

وہ بھنویں اچکاتا ہوا کٹیلے لہجے میں بولا۔

"وہ مدد نہیں کر سکتی کسی اور سے مدد لے لوں۔"

وہ جلدی جلدی میں بولا کیونکہ بار بار گردن پہ دباؤ پڑنے سے اس کی گردن درد کرنے لگی تھی مگر اس کی گرفت مزید مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔

"صرف ایک لفظ بھول گیا۔"

وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔اس کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتے حیدر علی سرعت سے شعور کی منزل تک پہنچا تھا۔

"بھائی بھائی کہاں ہے انہوں نے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

"اچھا اس نے تمہیں بھائی بولا تو وہ تمہاری کیا لگی جلدی بولو جلدی بولو۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔عزہ حیران پریشان کھڑی اس کی جانب دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پہ سختی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔

"بب بہن لگی میری۔"

وہ ہکلا کر جلدی بولا اور ساتھ ہی وہاں سے دوڑ لگا دی۔اس کے لبوں سے ادا ہوا یہ لفظ تو عفان کے سینے میں ٹھنڈی پھوار بن کے برسا تھا۔

صبح کا وقت ہونے کی وجہ سے گراؤنڈ میں اکا دکا لوگ ہی تھے اس لیے کوئی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

"یہ کیا تھا آپکو شرم نہیں آتی ایسے چیپ ورڈز استعمال کرتے ہوئے میرے ساتھ۔"

اس کے جاتے ہی وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"نہیں وہ کیا ہوتی ہے۔"

وہ معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا تو عزہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"میں نے اس حیدر کی مدد آرام سے کر دینی تھی۔"

عفان کا حیدر کے ساتھ برتاؤ دیکھ کر اسے حقیقتاً افسوس ہوا تھا۔ عفان کی حالت تو ایسی تھی جیسے ابھی عزہ کو کچا چبا جائے گا۔

"آئندہ اس انسان کا نام تمہارے منہ پر نہ آئے بلکہ اس کا کیا کسی کا بھی نہ آئے سمجھ رہی ہو میری بات۔"

عفان سرد انداز میں اسے دھمکاتے ہوئے بولا۔

"یہ میری زندگی ہے اور یہاں میری مرضی چلے گی آپ ہوتے کون ہے مجھ پہ حکم چلانے والے۔"

جواباً وہ چیختے ہوئے بولی۔

"کیا ہو گیا ہے آپ دونوں کو ایسے کیوں لڑ رہے ہیں۔"

آیت جو ابھی ابھی وہاں آئی تھی ان دونوں کو حیرانگی سے دیکھتے ہوئے بولی جو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ عفان کو بھی اپنے رویے کا احساس ہوا تو ماتھا مسلتے ہوئے پیچھے ہوا اور اس کو ایک نظر دیکھتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"یہ عفان بھائی کو کیا ہوا تھا۔"

آیت اب عزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو جواباً عزہ نے ساری بات اس کے گوش گزار دی۔ ساری بات سن کر پہلے تو آیت حیران ہوئی لیکن پھر سمجھ آنے پر سرعت مسکراہٹ دبا گئی۔

"مجھے کیا لگتا ہے عزہ کہ عفان بھائی تجھے پسند کرتے ہیں۔"

آیت جوش میں آکر بولی جواباً عزہ نے شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ گھبرا گئی۔

"بکواس نہ ذرہ کم کیا کرو میرے ساتھ۔"

عزہ اس کے شانے پہ جھانپڑ رسید کرتے ہوئے بولی۔

"یہ پنکھا اور میں نو نیور کبھی نہیں۔"

عزہ تصور میں ہی خود کو اس کے ساتھ سوچتے ہوئے جھنجھلا کر بولی۔ آیت نے فقط کندھے اچکانے پر اکتفا کیا تھا۔

****

"کیا بات ہے آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔"

شام کو سب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے باتوں میں مشغول تھے تبھی عالیہ بیگم نے تشویش سے انہیں اپنی ہی سوچوں میں گم دیکھ کر پوچھا آیت اور ایان بھی ان کی سمت متوجہ ہوئے۔

"ارے نہیں نہیں مجھے کیا ہونا ہے بھلا میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔"

وہ ان سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مصنوعی مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے بولے لیکن ان کے چہرے کے تاثرات ان سب کو پریشانی میں مبتلا کر رہے تھے۔

Dad is everything alright?

اب کے بار ایان ان کے پاس بیٹھتا ہوا محبت سے بولا۔

Yes my dear son۔

تو انہوں نے اپنے آپ کو ہشاش بشاش ظاہر کیا۔ان سب کیلیے انہیں اپنے آپ کو سنبھالنا تھا۔انہیں اپنی پرواہ نہیں تھی لیکن لگاتار ملنے والی دھمکیوں سے وہ بہت ڈر گئے تھے انہیں خود سے ذیادہ ان سب کی پرواہ تھی۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی بدولت ان میں سے کسی کی بھی عزت پہ کوئی آنچ آئے یا کسی بھی قسم سے چوٹ سے آشکاری حاصل ہو۔

"ادھر آئے میرا بہادر بچہ۔"

وہ ایک جانب بیٹھی آیت کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے ہوئے بولے۔

"ڈیڈ۔"

وہ روہانسے لب ولہجے میں بولی۔

"ہش کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے آپ لوگ اپنے کمروں میں جائے اور ریسٹ کریں۔"

وہ ایان اور آیت کا ماتھا چومتے ہوئے بولے تو وہ دونوں بھی پر سکون سا مسکرا دیے۔

"اتنا تو مجھے پتہ ہے کہ کوئی بات ہے لیکن اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو میں زور زبردستی کرنے سے رہی۔"

عالیہ بیگم اب ایموشنل بلیک میلنگ سے کام لیتے ہوئے بولی تو ان کو بتانا پڑا کہ جن کے ساتھ پارٹنر شپ ہے کاروبار ڈاؤن ہونے کی وجہ سے وہ آنہیں موردِ الزام ٹھہرا رہا اور دھمکیاں بھی دے رہا تھا۔

"یا اللہ خیر اب کیا ہو گا۔"

عالیہ بیگم نے سینے پہ ہاتھ دھرتے کہا تو وہ بھی اپنا ماتھا مسلنے لگے۔

"چھوڑیں بیگم وہ محض دھمکیاں ہی دے رہا ہے کچھ کر نہیں سکتا۔ اتنی ہمت کسی میں نہیں ہوتی اور ویسے بھی ڈرنا اسے چاہیے جس کی کوئی کوتاہی ہو میں تو سرے سے اس سب قصے سے لاعلم ہوں۔"

وہ ان کی پریشانی دور کرنے کو بولے لیکن وہ ابھی بھی پریشانی سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

آفندی صاحب نے انہیں بازوؤں کے گھیرے میں لیا اور انہیں تسلی دی تو وہ قدرے پرسکون ہوئی۔

"اللہ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔"

وہ بھیگی آنکھوں سمیت بولی تو انہوں نے بے ساختہ دل سے آمین کہا۔

شام کے وقت محرم اور مسز شاہ لان میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے ٹھنڈی ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا۔ آسمان پہ کالی گھٹائیں چھا رہی تھی ان دونوں نے اس حسین موسم سے لطف اٹھانے کا سوچا تھا تبھی لان میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ اسی دوران مخصوص ہارن کی آواز پر وہ دونوں چونک کر اس طرف متوجہ ہوئے جہاں سے مسٹر شاہ اور اذلان باتوں میں مشغول انہی کی جانب چلے آرہے تھے انہیں آفس سے جلدی آتا دیکھ مسز شاہ پوچھ بیٹھیں۔

"خیریت تو ہے آج آپ لوگ جلدی آگئے۔"

ان کے حیران ہو کر پوچھنے پر وہ دونوں مسکرائے۔

"جی مام خیریت ہے کام جلدی ہو گیا تھا تو آگئے آج۔"

اذلان نے نرم مسکراہٹ سمیت جواب دیا اور ایک نظر اپنے رمزِ عشق پہ ڈالی جو جھجکتی ہوئی اپنی عادت کے مطابق اپنی انگلیاں مڑورنے میں مصروف تھی اور اس کی اس حرکت پہ اذلان کو ہمیشہ کی طرح غصہ تو بہت آیا لیکن سب کی موجودگی میں ضبط کر گیا۔

"اچھا چلیں آپ لوگ فریش ہو جائیں میں چائے بنواتی ہوں۔"

مسز شاہ دونوں کو تاکید کرتی محرم کے ساتھ کچن کی جانب چل دیں جبکہ وہ دونوں فریش ہونے کے لئے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ واپس لان میں آئے تو وہاں مسز شاہ اور محرم چائے کے ساتھ ریفریشمنٹ کا سامان سیٹ کر چکی تھیں بس انہی کا انتظار تھا۔

"عفان کہاں ہے آج نظر نہیں آرہا۔"

احتشام صاحب نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے سوال کیا۔ لہجے میں پریشانی واضح تھی۔

"اس کے سر میں درد تھا تو یونی سے آنے کے بعد سو گیا تھا۔"

شازیہ بیگم سنجیدگی سے گویا ہوئی تو اذلان نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا ہے مام زیادہ تو طبیعت نہیں خراب اس کی۔"

اس کے اس طرح فکرمند ہونے پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ وہ ایسا ہی تھا اپنی فیملی کو لے کر۔ ذرا سی پریشانی سر پہ حاوی کر لینے والا بس ایک اپنے معاملے میں ہی لاپرواہ اور سرد مزاج سا تھا۔

"نہیں وہ ٹھیک ہے بلکہ لو آ گیا۔"

مسز شاہ نے جواب دیتے عفان کی طرف اشارہ کیا جو اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتے انہی کی طرف آ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے عفان طبیعت ٹھیک ہے آپکی۔"

احتشام صاحب نے اسے کرسی کھینچ کر بیٹھتے دیکھ پوچھا تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"آف کورس ڈیڈ دیکھیں بالکل ٹھیک تو ہوں آپکے سامنے ایک دم فٹ۔"

عفان نے مسکراتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا اور انہی کے ساتھ براجمان ہو گیا۔

"ہمم ٹھیک ہے اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلیں۔"

اب کی بار اذلان نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کم آن بھائی ہلکا سا سر درد تھا جواب ٹھیک ہے آپ سب تو ایسے پریشان ہو رہے ہیں کہ میں چھوٹا بچہ ہوں۔"

عفان ان کے پریشان ہونے پر شرارتا بولا اور ایک گہرا سانس اس معطر ہوا میں بھرا تھا جو اعصابوں کو پرسکون کر رہی تھی۔ہری بھری گھاس پہ پاؤں رکھتے ہی ایک طمانیت بھرا احساس اس کے وجود میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

"ہمارے لئے تم بچے ہی ہو۔"

احتشام صاحب نے اس کی بات پہ اسے گھورا تو سب مسکرا دیئے۔

"ویسے بھائی۔"

عفان نے گلہ کھنکھارتے اتنا ہی کہا۔

"ہمم۔"

اذلان کی طرف سے سنجیدگی سے جواب آیا جو موبائل پہ جھکا ہوا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے میرا سر درد محرم کے ہاتھ کے یہ پکوڑے کھانے سے ٹھیک ہوا ہے۔آپ بھی کھائیں نہ سچ میں بہت مزے کے بناتی ہے۔"

عفان کے شرارت سے کہنے پر اذلان نے مسکراہٹ دبا کر ایک نظر محرم کو دیکھا پھر ماتھے پہ بل ڈال کر عفان سے مخاطب ہوا۔

"تم میری بیوی کو کچھ زیادہ ہی پریشان نہیں کرتے۔"

یہ کہتے ہی اذلان نے مصنوعی گھوری سے اسے نوازا جبکہ خود کو اتنے حق سے میری بیوی کہنے پہ محرم کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔

"یار بھائی۔آپ لوگوں سے کہتا ہوں میری اپنی لا دیں آپ لوگ سنتے ہی نہیں تو اب آپ لوگوں کی بیویوں کو تنگ کر لیتا ہوں۔اتنا تو حق دیں مجھے کم از کم۔"

عفان نے منہ بسور کر سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔اس کی بات پر سب کے قہقہے گونجے۔

"تم نہیں سدھر سکتے نہ۔"

محرم نے اس سب میں پہلی بار اسے مخاطب کیا جو اذلی لاپرواہی سے مسکرا رہا تھا۔

"سدھارنے والی لا دیں سدھر جاؤنگا۔"

عفان بائیں آنکھ دباتے ہوئے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تو محرم اسے گھور کر رہ گئی جس سے کسی بھی سیدھے جواب کی توقع نہیں تھی۔

"اچھا میری بات سنیں آپ سب۔

اذلان نے موقع دیکھتے سنجیدگی سے سب کو مخاطب کیا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"مجھے اپنے کام کے سلسلے میں ایک دن کے لئے آوٹ آف ٹاؤن جانا ہے۔"

اس کے کہنے پر محرم نے جھٹکے سے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر پریشانی صاف عیاں تھی۔

"کل صبح مجھے نکلنا ہے اور پرسوں رات تک واپسی ہو گی۔"

اس نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی۔

"مگر اذلان ابھی تمھاری شادی ہوئی ہے اور اس طرح کام کے لئے آوٹ اوف ٹاؤن جانا۔"

مسز شاہ محرم کی حالت دیکھ چکی تھی تبھی کچھ حد تک پریشان ہوئیں۔ محرم نے آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مام بس ایک دن کی بات ہے جیسے ہی کام ہو گا میں آجاؤنگا آپ فکر نہ کریں اور ویسے بھی شادی کو تین ہفتے ہو گئے ہیں اتنا کوئی ایشو نہیں ہے۔ محرم ماشاءاللہ سے آپ سب کے ساتھ بھی کافی حد تک گھل مل گئی ہے اور شاید مجھ سے بھی زیادہ وہ آپ سے اٹیچ ہے۔"

ازلان نے انہیں تسلی دیتے محرم کی جانب دیکھا جس کی رنگت اڑی ہوئی تھی۔ اس کی باتوں پہ محرم کے دل میں ایک ہوک سے اٹھی۔

"مگر محرم۔ آپ ایسا کرو محرم کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہاں گھوم لے گی آپ کے ساتھ۔"

شازیہ بیگم نے محرم کا چہرہ دیکھتے ایک بار پھر اپنے حساب سے مشورہ دیا۔ ازلان نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا۔

"یہ وہاں کیا کرینگی مام۔ میری سارا دن میٹنگز ہیں یہ وہاں اکیلی بور ہو جائنگی۔"

ازلان نے اپنے طور پر منع کرتے بات سنبھالی تو انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ کسی حد تک سب ہی اس کی بات سے متفق تھے۔

"اور عفان تم نے زیادہ تنگ نہیں کرنا کسی کو سمجھ رہے ہو نا میری بات۔"

ازلان نے اس کی شرارتوں پر چوٹ کرتے ہوئے سنجیدگی سے حکم صادر کیا۔

"جی جی بھائی میں سمجھ گیا کہ میں نے آپ کی مسز کو بالکل تنگ نہیں کرنا لیکن"

عفان نے آدھی بات کہتے روک دی تو ازلان نے اچھنبے سے اسے دیکھا جیسے اس کی بات مکمل کرنے کا انتظار ہو۔

"لیکن۔"

وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔

"لیکن یہ کہ میں اپنی بہن کو تو تنگ کر سکتا ہوں نا۔اس لئے میں آپ کی مسز کو نہیں اپنی بہن کو تنگ کرونگا۔"

اس کے بار بار مسز پر زور دینے پر وہ اذلان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا وہیں محرم بھی اس کی بات پہ بمشکل مسکرائی۔ابھی اذلان کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ عفان پھر سے بول اٹھا۔

"اور اس میں آپ مجھے بالکل نہیں روک سکتے۔"

اس کے یوں کہنے پر اذلان نے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔اسی طرح کچھ دیر ساتھ بیٹھنے کے بعد وہ لوگ اندر کی جانب چل دیئے۔اس پورا وقت میں محرم کے وجود کو جیسے کوئی کند چھری سے ذبح کر رہا تھا۔اس کا دل ایکدم اداسیوں کا مسکن بن گیا۔

کمرے میں بھی وہ اذلان کے جانے کا سوچتے ہوئے بار بار پہلو پہ پہلو بدل رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔اس کا دل نہایت کمزور پڑ رہا تھا۔

"کیا ہوا محرم آپ ٹھیک ہیں۔"

وہ اسے مسلسل کمرے میں چکر کاٹتے دیکھ کر بولا جس کی حالت نہایت ابتر تھی جیسے ابھی رو پڑے گی۔

""نہیں نہیں میرا مطلب ہے کہ ہاں سب ٹھیک ہے۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں لبوں کو زبردستی پھیلاتے ہوئے بولی۔ اذلان اسے ایک نظر دیکھ کر سنجیدگی سے سر ہلاتا صوفے پہ لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا جبکہ اس کی بے رخی پر محرم کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔ وہ غصے میں کمرے سے باہر جا رہی تھی کہ اذلان کی آواز پہ رکنا پڑا جو اسی سے مخاطب تھا۔

"جی۔"

وہ اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے بولی۔

"اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو میری پیکنگ کر دیں۔"

وہ اس کے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوا سپاٹ لہجے میں بولا تو محرم نے اس کی بات پہ مشکل سر ہلایا اور الماری کھول کر کپڑے بیگ میں رکھنے لگی۔ اذلان کے دل میں ٹیس سی اٹھی اسے ناجانے کیوں ایک امید سی تھی کہ وہ اس بابت ایک بار خود اس سے بات کرے مگر ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ اپنی سوچوں میں ناکام ہی ٹھہرا تھا۔

"کل کب تک واپس آجائیں گے۔"

وہ اپنے کام میں مصروف بے دھیانی میں بولی تو اذلان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔ اس کے دیکھنے کے انداز پہ محرم کے پسینے چھوٹ گئے۔

'نہیں میں تو ویسے ہی پوچھا ہے۔"

وہ اپنے آپ کو کوستے ہوئے بولی بھلا پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اذلان نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

"کل رات تک تو آجاؤں گا لیکن اگر کام مکمل نہیں ہوا تو پرسوں پہ جا سکتا ہے کام۔"

وہ سنجیدگی سے بول کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ محرم کے چہرے پہ اداسیوں نے ڈیرہ جما لیا۔

"کیوں مجھے مس کریں گی کیا۔"

وہ منہ نیچے کیے مسکراہٹ دبا کر بولا تو محرم نے اس کی بات پہ حلق تر کیا۔

"پتہ نہیں۔"

وہ سادگی سے بولتی سیدھا اس کے دل میں اتر گئی۔

"ٹھیک ہے پھر میرے آنے تک پتہ لگوا لیجیے گا۔"

وہ اس کی لامبی گھنی پلکوں پر پھونک مارتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولتے اپنا موبائل اور سیگریٹ لے کر ٹیرس کی جانب چلا گیا۔ محرم نے غصیلی نگاہوں سے اس کی انگلیوں میں دبے سیگریٹ کو دیکھا۔

"بس چوبیس گھنٹے یہی کام ہے انہیں تو۔"

وہ اس کے ہونٹوں پہ دبا سیگریٹ دیکھتے ہوئے غصے سے دل ہی دل میں بولتے سر جھٹک گئی اور پیر پٹختے ہوئے دوبارہ پیکنگ کی جانب متوجہ ہو گئی۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ اتنی چڑچڑی کیوں ہو رہی ہے۔

"جاتے ہیں تو میری بلا سے جائیں جب انہیں مجھے تنہا چھوڑ کر جانے میں کوئی دقت نہیں ہے تو مجھے بھی ان کے بغیر رہنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ خود کو باور کرانے والے انداز میں بولتی دلکشی سے مسکرا اٹھی مگر اس مسکراہٹ میں بھی اس کی آنکھوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ وہ اپنی ہی کیفیت پہ جی بھر کر کوفت کا شکار ہوئی تھی۔

****

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا اور اب فریش ہو کر سب کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا ہی تھا کہ خود پر مراد صاحب کی سخت نظریں پا کر قدرے حیران ہوا اور گلہ کھنکھارتے ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا ڈیڈ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔"

معاذ حیرانی اور پریشانی کے ملے جلے عنصر سمیت مستفسرانہ انداز میں گویا ہوا اور شاید یہی اس کی غلطی تھی۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں ایسے کیوں دیکھ رہا ہوں۔"

مراد صاحب نے کچھ سخت لہجے اپنایا تو وہ حیران ہوا کہ آج سے پہلے انہیں ایسے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

"تو ڈیڈ آپ ہی بتائیں گے نا کہ آپ کو کیوں غصہ ہے بنا بتائے کیسے پتہ چلے گا۔"

معاذ نے تھوڑی شوخی سے جواب دیا پر ان کی سنجیدہ نظریں دیکھ کر خود بھی پل بھر میں سیریس ہوا تھا اور صوفے سے پشت چھوڑتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"برخوردار یہ بتاؤ شادی کر کے کوئی بہت بڑا تیر مارا ہے تم نے۔"

اب کے مراد صاحب نے مدعہ بیان کیا جبکہ ان کی بات پر اس نے ناسمجھی سے ان کی طرف دیکھا۔پریشے اور فوزیہ بیگم بھی حیران نظروں سے دونوں باپ بیٹے کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

"بیوی گھر لائے ہو تو اس پر بھی ذرا توجہ دے لو ہر وقت آفس کے کام میں لگے رہتے ہو ہوش ہے کوئی تین ہفتے ہونے کو آئے ہیں شادی کو تم سے یہ نا ہوا کے بچی کو کہیں گھمانے لے جاؤ۔"

ان کی بات پر معاذ نے بھنویں اچکائی جیسے کہنا چاہ رہا ہو کیا واقعی میں خیال نہیں رکھتا۔اس نے ایک نگاہ خاموش بیٹھی پریشے پہ ڈالی تھی۔

"ڈیڈ ویری بیڈ بہو آتے ہی پارٹی بدل لی آپ نے۔ میں آپ کی اپنی اولاد ہوں۔"

معاذ نے اپنی جانب سے انہیں جتانا ضروری سمجھا اس کی حرکت پر سب نے مسکراہٹ چھپائی۔

"بہو نہیں بیٹی ہے وہ ہماری۔"

اب کے فوزیہ بیگم نے بھی پریشے کی طرفداری کرتے اسے سختی سے باور کرایا۔

"ارے یہ آپکی بیٹی کیا آئی آپ لوگوں نے تو پارٹی ہی بدل دی یہ مت بھولیں آپکا ایک بیٹا بھی ہے۔"

معاذ تو صدمے سے گنگ اپنے ماں باپ کو دیکھتا رہ گیا جو پریشے کی طرفداری کرتے کس قدر سکون سے اسے ڈانٹ رہے تھے جبکہ پریشے مسلسل مسکراتے ہوئے اسے چڑا رہی تھی۔

"رہی بات پریشے کی تو میں آپکی بیٹی کا بہت خیال رکھتا ہوں چاہیں تو پوچھ لیں اور رہی گھمانے لے جانے کی بات تو وہ بھی لے جاؤنگا ایک دو دن میں کچھ کام ختم کرلوں ضروری ہیں۔ ویسے میں سوچ رہا تھا ایک بار بچے ہو جائیں تو سط ساتھ ہی چلیں گے ہمارا خرچہ بھی بچے گا اور میرے بچوں کو مجھ سے کوئی شکایت بھی نہیں ہو گی۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے آخر میں شرارتی لہجے میں گویا ہوا۔

شرم کرلو کچھ۔

پریشے کے لجانے پہ فوزیہ بیگم اسے گھورتے ہوئے بولی۔ دراصل اس کی بات پہ وہ بھی سٹپٹا گئی تھی؟

"ہاں سارے کام تو آپ لارڈ صاحب کو ہے نہ۔"

مراد صاحب ساری باتوں کو سرے سے نظرانداز کرتے طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے تو معاذ نے مسکراہٹ چھپائی۔

"ڈیڈ مرچیں چبائی تھی کیا آج یا مام نے کھانے کا نہیں پوچھا۔"

وہ مصنوعی حیرانی ظاہر کرتے ہوئے بولا کیونکہ آج سے قبل ان کا موڈ اس حد تک نہیں خراب نہیں ہوا تھا۔

"جی جی آپ ہماری بیگم نے ہمیں مرچیں دی تھی ہمیں چبانے کیلیے"

مراد صاحب اس کی بات پہ ذبردست قسم کا قہقہہ لگاتے ہوئے بولے۔ان کی بات پہ معاذ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تیرا غم میرا غم ایک جیسا صنم۔"

معاذ بائیں آنکھ دباتے ہوئے گنگنا اٹھا۔وہ دونوں بھی ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بے سڑی آوازوں پہ ہنس دی تھی۔

****

آیت سونے کیلیے لیٹنے ہی لگی تھی کہ موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوئی مگر وہاں سکرین پہ جگمگاتا رانگ نمبر دیکھ وہ موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پہ رکھ گئی مگر کالز مسلسل آرہی تھی۔آیت جھنجھلا کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی۔

"یہ کون ہے پتہ نہیں اٹھانا چاہیے یا نہیں رہنے ہی دیتی ہوں۔"

وہ غیر شناسا نمبر دیکھ کر بڑبڑانے والے انداز میں بولتے ہوئے دوبارہ لیٹ گئی لیکن فون مسلسل آرہا تھا۔

"کیا مسئلے مسائل ہے گھروں میں سکون نہیں ہے کیا۔"

مسلسل ہونے والی بیل سے تنگ آکر فون اٹھا کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی لیکن دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔

"کیا منہ میں پان ٹھونس لیا ہے عجیب پاگل انسان ہے جو بھی ہے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے فون رکھنے لگی ہی تھی کہ دوسری طرف سے آنے والی آواز سے اس کے چھکے چھوٹ گئے۔رنگت میں شرمندگی کی باعث سرخیاں سی گھل گئی۔

"کون بات کر رہا ہے۔"

وہ ہکلا کر اپنے شک کو یقین میں بدلنے کی خاطر بولی کیونکہ جو دل کہ رہا تھا اس پہ دل آمادہ ذرہ بھی نہیں ہو رہا تھا۔

"سہی پہچانی ہے محترمہ۔"

جواباً صائم مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"صائم بھا۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی صائم نے درمیان میں ہی اسے ٹوک دیا۔

"ارے ارے اب تو یہ بھائی کا دم چھلا ہٹا دو۔"

وہ سخت جھنجھلا کر بولا تو آیت نے مسکراہٹ دبائی اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔

"خیر چھوڑیں آپ یہ بتائیں کہ میرا نمبر کہاں سے ملا اور مجھے کیوں فون کیا اس وقت۔"

آیت نے ایک ہی سانس میں اتنے سوال کر ڈالے۔صائم نے تاسف سے اس کی آوازوں کو سنتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"ہالڈ آن لڑکی بولنے کا موقع دو گی تو بولوں گا نہ۔"

صائم دانت پیستے ہوئے بولا۔ایک اس کی یہی عادت اسے چڑاتی تھی۔

"یہ کوئی وقت نہیں ہوتا کسی شریف لڑکی کو فون کرنے کا۔"

وہ ماتھے پہ تیوری سجائے گھورتے ہوئے باور کروانے والے انداز میں بولی جیسے صائم اس کے سامنے بیٹھا ہو۔

"میں نے سوچا کہ میری تو ہو ہی چکی ہو بس ایک محرم رشتہ بنانا باقی ہے تو اس سے پہلے اچھی بیویاں شوہر کو کیسے سکھی رکھتی ہے میں تمہیں بتا دوں۔"

صائم مسکراہٹ دبا کر اسے تپانے کی خاطر بولا۔

"مجھے ایک بات بتائیں پہلے کہ آپ پچھلے جنم میں مولوی رہ چکے تھے کیا۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی تو صائم نے اپنے قہقہے پر مشکل قابو پایا۔

"اور ایک اور بات مجھے پتا ہے کہ شوہر کو کیسے خوش رکھتے ہیں۔"

وہ اپنی طرف سے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی لیکن صائم کے قہقہہ لگانے پر اندازہ ہوا کہ وہ کچھ غلط بول چکی ہے تبھی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

"اچھا مجھے بھی تو آگاہی دو اس چیز سے۔"

صائم اپنی پوری توجہ فون پہ آیت کی سمت مبذول کرتے ہوئے بولا۔

"آپ یہ چھوڑیں ذرا یہ تو بتائیں کہ بیوی کو کیسے خوش کرتے ہیں۔"

وہ آنکھیں مٹکا کر اپنے مطلب کی بات بولی۔ ہونٹوں پہ شاطرانہ مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"بتا دوں۔"

صائم ہنستے ہوئے مزے سے بولا۔ ذہن کے دریچوں میں اس کی خواہش ذور و شور سے لہرائی تھی۔

"یہ آپ بات بات پہ ہنس کیوں رہے ہیں اور بتائیں بھی اب۔"

آیت اصرار کرتے ہوئے بولی۔

"اہم اہم باقی بیویوں کا تو پتہ نہیں مگر میری بیوی کو تو بس بارہ بجے چاہیے اسی میں بہت خوش ہو جائے گی وہ۔"

صائم مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔اس کی بات پہ آیت کی گھگی بندھ گئی اور چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"یا اللہ پتہ نہیں میری عقل کہاں گھاس چڑھنے گئی ہوتی ہے جو میں کسی کے بھی سامنے یہ باتیں بول دیتی ہوں۔"

آیت دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوسنے دیتے ہوئے بولی۔

"بس بولتی بند ہو گئی آیت بی بی کی۔"

صائم اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔یہ بات تو اسے اچھے سے ازبر تھی کہ ابھی اس کے بولنے کی دیر ہے اور آیت بی بی کی زبان تالوں سے چپک جانی ہے۔

"مم مجھے لگتا ہے کہ آپ نشے میں ہیں سو جائیں۔"

وہ ہکلا کر بولتی اگلے ہی لمحے کال کاٹ گئی۔ٹوں ٹوں کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔اس کی حرکت پہ دوسری طرف صائم کا قہقہہ بے ساختہ تھا اسے یقین تھا کہ اس لڑکی کے سنگ زندگی بہت حسین گزرنے والی ہے کیونکہ یہ جھلی لڑکی اپنی حرکتوں اپنی باتوں اور اپنے وجود سے صائم کے وجود میں ایک نئے سے جان پھونک دیتی تھی۔اس سے یقین کرنا بے تحاشہ مشکل تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس سے اسے شدید قسم کی چڑ تھی جس سے وہ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا آج اس سے بات کرنے کے وہ بہانے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔اپنی کیفیت پہ ہی وہ بے دم سا بستر پہ لیٹتے آنکھیں موند زبردست قسم کا قہقہہ لگا اٹھا۔

****

شاور لے کر تازہ دم ہونے کے بعد وہ اپنی چوڑی کلائی پہ گھڑی باندھ کر اب ہینگ کیا ہوا کوٹ پہن رہا تھا اسی اثناء میں گلابی رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس محرم اس کی کافی کا مگ لے کر کمرے میں داخل ہوئی اور اس کی تیاری کو ایک نظر دیکھا۔

"کب تک نکلنا ہے آپ نے۔"

وہ کافی ٹیبل پہ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے گویا بولی۔ اذلان نے نرمی سے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"بس یہ کافی پی کر نکل رہا ہوں فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے ویسے بھی۔"

وہ اپنے اوپر پرفیوم سپرے کرتے ہوئے مصروف سے لہجے میں بولا۔ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی اس نے اپنی چوڑی کلائی محرم کی جانب بڑھائی اس کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتے ہی محرم نے خاموشی سے اس کے بازو کے کف بند کرنا شروع کر دیے۔ اس دوران وہ مسلسل اپنے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھی۔ اسے اذلان سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا لیکن نا جانے کیوں اس کے جانے پر دل اداس ہو رہا تھا۔ اذلان نے آئینے سے ایک نظر پیچھے اس کے سراپے پہ ڈالی تھی وہ مسلسل اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

"میں آپ کو اس چیز کی بلکل اجازت نہیں دوں گا کہ آپ کسی پریشانی کی وجہ سے اپنے آپ کو تکلیف دیں۔"

وہ اپنے مخصوص سرد انداز میں بولا تو محرم کا چہرہ خجالت سے سرخ پڑ گیا۔ اذلان نے بے ساختہ آگے بڑھتے اس کے ماتھے پہ لمس چھوڑا اور اسے اپنے ساتھ لگایا تو محرم کو ایک سکون اپنے رگ و جان میں اترتا محسوس ہوا۔ دفعتاً اذلان اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی طرف متوجہ ہوا جہاں عزہ کالنگ جگمگا رہا تھا۔ محرم کا دھیان دوسری جانب تھا تبھی دیکھ نا سکی۔

"اسلام و علیکم ازلان شاہ سپیکنگ۔"

ازلان اپنے مخصوص انداز میں بولتے اپنی شیو سہلانے لگا۔

"وعلیکم السلا.کیسے ہیں ازلان بھائی آپی کہاں ہے ان کو فون دے کر تو آپ نے غلطی کر دی ہے نہ ٹائم پہ رپلائے کرتی نہ فون اٹھاتی۔واٹ از دس بھائی۔"

وہ اس سے شکوہ کرتے ہوئے بولی تو ازلان بے ساختہ مسکرادیا۔

"یہ کس سے اتنا ہنس ہنس لے باتیں کر رہے ہیں۔"

محرم اپنے ناخن چباتے ہوئے دل ہی دل میں بولی تو ازلان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی انگلیوں کی نرمی کو اپنے ہاتھ سے محسوس کیا تھا صاف ظاہر تھا اس کی یہ حرکت بھی اسے کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی اور دوسرے ہاتھ سے موبائل کان پہ لگائے باتوں میں مصروف تھا۔

"بچے یہ تو آپ اپنی آپی سے پوچھے میرا کوئی قصور نہیں ہے۔"

ازلان اپنا موبائل اس کے حوالے کرتا ہوا بولا تو محرم نے بے ساختہ خود کو لعن طعن کی کہ وہ اس کے بابت کیا سوچ رہی تھی۔ محرم نے بات کر کے اس کا فون ہاتھ میں تھمایا اور بولی۔

"اچھا آپ بھی نیچے آجائیں میں نیچے جاتی ہوں۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے اسے ایک نظر دیکھ کر نیچے کی طرف بڑھ دی۔ازلان بھی اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے نیچے چل دیا۔

"خیر سے جائے میرا بیٹا دھیان سے رہنا۔"

شازیہ بیگم اسے پیار کرتے ہوئے ممتا بھرے لہجے میں بولی تو وہ ان کی فکر پر مسکرادیا۔

"آپ میری فکر نہ کریں ماں اپنا دھیان رکھیے گا۔"

وہ ان کا ماتھا چومتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"اپنی بیگم کا خیال رکھنے کیلیے ہم ہیں نہ۔"

احتشام صاحب بر وقت شازیہ بیگم کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولے تو وہ جھینپ گئی اور ان کو آنکھیں دکھاتی ہوئی ایک جانب ہوئی کیونکہ وہ تو اپنے بچوں کے سامنے بھی شروع ہو جایا کرتے تھے۔

"یہ دیکھا یہاں پہ کپل شو چل رہا مجھے بھی کوئی بیوی لا دے۔

عفان ہمیشہ کی طرح دہائی دینے والے انداز میں بولا تو وہ سب اس کی بات پہ ہنس دیے۔

" چلیں نکلتے ہیں پھر نو بجے کی فلائٹ ہے ٹائم ہو رہا ہے۔"

اذلان اپنی گھڑی پہ نظر ڈالتا ہوا بولا تو عفان اور احتشام صاحب سر ہلاتے ہوئے باہر کی طرف چل دیے۔اذلان نے ایک شدت بھری نگاہ اپنی زندگی پہ ڈالی جس کا اداس چہرہ وہ شدت سے محسوس کر سکتا تھا مگر وہ چاہتا تھا کہ اس بار پہل اس کی جانب سے ہو وہ اپنے دل میں امنڈتے جذبات کو پہچانے۔

"اپنا خاص خیال رکھیے گا۔"

وہ ہولے سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے باہر کی طرف چل دیا۔ محرم کی نگاہوں نے تب تک اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

کہا نا پیار ہے تم سے۔
تو پھر کیوں ضد تمھاری ہے،

کہ جب بھی ملوں تم سے۔

یہی اظہار ہو لب پہ،

مجھے تم سے محبت ہے۔

تمہیں معلوم ہے جاناں،

محبت تو محبت ہے۔

یہ تو آنکھوں میں دکھتی ہے،

حسین سے خواب کی صورت۔

اسے کہنا نہیں پڑتا،

بہت چپ چاپ جذبہ ہے۔

دبے پاؤں ہی چلتا ہے،

مگر جو نقش اس کے ہیں۔

بہت ہی گہرے ہوتے ہیں،

انہیں کہنا نہیں پڑتا،

مگر اظہار ہوتا ہے۔

کبھی باتوں کی خوشبو سے۔

کبھی آنکھوں کی شوخی سے،

تو پھر کیوں ضد تمھاری ہے۔

کہ جب بھی ملوں تم سے،

یہی اظہار ہو لب پہ۔

مجھے تم سے محبت ہے،

تمام مرد حضرات کے جانے کے بعد شازیہ بیگم اور محرم لاؤنج میں بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے کہ انہیں داخلی دروازے سے پریشے معاذ کے ساتھ آتی دکھائی دی۔اس نے سب کو سلام کیا اور تھوڑی دیر تک تو شازیہ بیگم کے گلے ہی لگی رہی جیسے ان کی موجودگی کو محسوس کرنا چاہتی ہو۔شازیہ بیگم نے بے ساختہ نرمی سے اس کی پیشانی چومی تھی۔

What a pleasent surprise۔

محرم اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔معاذ نے بھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر پیار دیا۔

"بس یہ تمہارے بھائی کو غلطی سے خیال آگیا تو لے آئے ہیں نہیں نہیں دراصل کل بابا سے ان کی کلاس لگی ہے۔"

اس کے منہ بسور کے کہنے پر سب کے چہروں پہ مسکراہٹ در آئی۔

"ناشکری ہی رہنا۔"

معاذ وہاں سے اٹھتا ہوا بولا تو شازیہ بیگم نے اسے روکنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ انہیں آفس جانے کا کہہ کر ٹال گیا۔معاذ کے جانے کے بعد محرم ان دونوں کو اکیلے میں بات کرنے کا موقع دینے کیلیے اٹھی لیکن پریشے کے پکارنے پر رکنا پڑا جو آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہی تھی۔

"ادھر ہی بیٹھو کہاں جا رہی ہو۔"

وہ اسے کھینچ کر اپنے نزدیک ہی بٹھاتے ہوئے بولی۔ پریشے نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ آپ لوگ باتیں کریں میں آتی ہوں۔"

وہ دونوں کہی نہ کہی سمجھ چکی تھی کہ وہ انہیں اکیلے بات کرنے کا موقع فراہم کر رہی ہے تبھی افسوس سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو تم بھی بیٹھو نہ تم الگ تھوڑی ہو اور ویسے بھی تم میرے عزیز جان بھائی اور مام کے دلارے بیٹے کی بیوی ہو تم تو ویسے بھی بہت خاص ہو۔"

وہ آنکھ دباتے ہوئے بولی تو اس کی شرارت سمجھتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرا دی۔ اتنی دیر میں ملازمہ ریفریشمنٹ کا سامان لے آئی تو پریشے جو کھانا شروع ہوئی شازیہ بیگم اور محرم اسے ہونقوں کی طرح کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی کیونکہ وہ تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"پریشے آرام سے کھاؤ اتنے اتاولے پن سے کیوں کھا رہی ہو گلے میں لگ جائے گا اور ویسے بھی یہ طریقہ کیا ہے کھانے کا۔"

شازیہ بیگم نے اس کی جلد بازی پہ اسے ٹوکنا ضروری سمجھا۔ محرم بھی اس کی تیزی پہ بھونچکا رہ گئی۔

"مما آج کل نہ بہت بھوک لگتی ہے کچھ بھی کھاتی ہوں تو لگتا ہے کچھ کھایا ہی نہیں۔"

وہ منہ بسور کر بولی۔ محرم نے منہ بنا کر اس کی جانب دیکھا کیا اتنا سب کھانے کے باوجود اسے لگتا تھا کہ اس نے کچھ نہیں کھایا۔ شازیہ بیگم کے ذہن میں جھماکہ ہوا اس کی بات پہ اور آنکھیں کسی احساس کے تحت چمکنے لگی۔

"اور کچھ بھی ہوتا ہے کیا۔"

انہوں نے تفشیشی انداز میں پوچھا تو اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔ شازیہ بیگم کچھ سوچتے ہوئے خاموشی اختیار کر گئی۔ جب تک وہ خود کنفرم نہیں کر لیتی جب تک وہ اسے بھی کسی قسم کی امید نہیں دلا سکتی تھی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ پھیکی پھیکی سی لگ رہی ہو۔"

پریشے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پریشانی سے بولی۔

مسز شاہ تھوڑی دیر آرام کیلیے اپنے کمرے میں گئی تھی تو پریشے اور محرم ان کے کمرے میں آ گئے تھے۔ اس کے ہاتھ تھامنے کی دیر تھی محرم جو صبح سے اپنے اوپر ضبط کر کے بیٹھی تھی وہ جواب دے گیا اور وہ اس کے کندھے سے لگی سسک پڑی جبکہ اس کے اس طرح رونے سے پریشے بوکھلا گئی۔

"کیا ہوا ہے محرم کچھ بتاؤں تو سہی۔"

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے بولی تو اس نے اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسو صاف کیے۔

"سب غلط ہو رہا ہے پریشے کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا۔"

اس کی آدھی ادھوری بات پہ پریشے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"میں اپنے دل کو نہیں سمجھا پا رہی میں اپنی ذات سے بہت دکھ پہنچا رہی ہوں اس انسان کو جو میرے سے عشق کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں اپنے دل کو بہت سمجھاتی ہوں کہ میں کسی کو دکھ نہ دوں لیکن اس دل میں ایک دھڑ کا ہی لگا رہتا ہے میں انہیں جان گئی ہوں ان گزرے دنوں میں بہت اچھے سے لیکن پھر بھی پتہ نہیں عجیب سی بے چینی گھیرے میں لیے رکھتی ہے۔ میرا دل دوسری بار اعتبار کرنے پر بہت گھبراتا ہے میں اپنی ذات سے اس انسان کو اور پریشان

نہیں دیکھ سکتی لیکن میں ہر بار انہیں تکلیف سے دوچار کر جاتی ہوں۔ وہ ایسے نہیں تھے لیکن پچھلے دو دنوں سے ان کا رویہ ویسا نہیں رہا وہ مجھ سے پہلے کی طرح بات ہی نہیں کرتے وہ بھی تنگ آ گئے ہیں نہ مجھ سے تھک گئے ہونگے وہ بھ ء کیونکہ یہاں سب بہت اچھے ہیں لیکن میں اچھی نہیں ہوں۔ میں بلکل اچھی نہیں ہوں۔"

وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رو دی۔ پریشے اس کی پریشانی کو سمجھتے ہوئے اپنے ہولے سے اسے اپنے حصار میں لے لیتے اس کی پدت تھپتھپائی۔

"بس میری جان کچھ نہیں ہوا ہو جاتا ہے ایسا لیکن میری بھی ایک بات یاد رکھو جو گزرا ہے وہ تمہاری زندگی کا ایک تلخ باب تھا تمہارا ماضی جسے تم نے بھولنا ہے۔ اپنے پلو سے نہیں باندھنا۔ ایسے واقعات یاد رکھنے کیلیے نہیں ہوتے اور جو آج ہے نا تمہارے پاس وہ فقط تمہارا ہے اسے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا اسے تم نے ہی اپنا بنانا ہے اپنے ماضی کی وجہ سے اپنا حال اور آنے والا کل برباد نہ کرو۔ یقین کرو ایک لڑکی ہی گھر سنوار سکتی ہے اور بگاڑ بھی سکتی ہے مگر تمہیں اس گھر کو سنوارنا ہے یقین رکھو آنے والا کل بہت خوبصورت ہوگا اتنی پیاری لڑکی ہو سب کا بھلا سوچتی ہو اسی لیے یہ انسان تمہاری قسمت میں لکھا گیا ہے۔ میں یہ اسلیے نہیں کہہ رہی کہ وہ میرے بھائی ہیں میں یہ اسلیے بتا رہی کہ میں جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی نہ میرے دماغ میں صرف ایک ہی بات رہتی تھی ہر وقت میں یہی سوچتی تھی کہ میرا لائف پارٹنر میرے ڈیڈ اور بھائیوں جیسا ہو۔ خصوصاً اذلان بھائی جیسا بچپن سے اب تک میں نے انہیں ایسا دیکھا ہے کہ اپنا سب کچھ اپنی فیملی پہ قربان کر دینا ہے بس چاہے خود بلکل کنگلے ہو جاؤ۔ جب ہمارے پاس یہ آسائشیں نہیں تھی نہ جب سے انہوں نے اپنی خواہشوں کو مار کر ہماری خواہشات پوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے اوپر ہم سب کو ترجیح دی ہے۔ وہ دکھنے میں جتنے بھی سرد اور اکھڑ مزاج لگتے ہیں اپنی فیملی کیلیے ہم نے انہیں ہمیشہ نرم خو ہی پایا ہے

اوران کی زندگی میں اللہ نے تم جیسی پیاری لڑکی بھیجی ہے یہ ان کیلیے انعام ہی ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے کیلیے ایک تحفہ ہو ایک حسین تحفہ میری جان۔ وقت گزرتا چلا جاتا ہے گزرے ہوئے کل کی جو بھی تلخ یادیں ہیں انہیں ذہن سے کھرچ ڈالو اور اپنے لیے ہی آسانیاں پیدا کرو اپنی زندگی میں پیار بھرے رنگ بھرو اور ان رنگوں میں میرے بھائی کو بھی رنگ دو اپنی زندگی میں خوشیوں کے رنگ تم خود ہی بھر سکتی ہو تم نے غور کیا ہے وہ انسان جو ہر وقت اپنے خول میں سمٹا ہوا رہتا تھا اب کھل کے جینے لگا ہے۔ تمہیں دیکھ کر جیتا ہے تمہیں دیکھ کر مسکراتا ہے تمہیں خوش دیکھ کر اس کا سیروں خون بڑھ جاتا ہے اور تمہیں ایک راز کی بات بتاؤ تمہارے چہرے کی یہ آلوہی چمک مجھے کیا بتا رہی ہے کہ تم بھی محبت کی سیڑھی پہ قدم رکھ چکی ہوں بس اسے پار کرنا باقی ہے۔"

وہ اس کے گال پہ ہاتھ رکھے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ اس کی باتوں پہ کئی لمحے وہ بے یقینی کی کیفیت میں ساکت بیٹھی رہی مطلب یہ سب باتیں سب ہی محسوس کرتے تھے ایکدم نا جانے اسے کیا ہوا وہ بے ساختہ اس کے گلے لگ گئی۔ پریشے نے مسکرا کر اس کے بال سہلائے تھے۔ اس نے اپنی جانب سے بھرپور انداز میں کوشش کر لی تھی اسے سمجھانے کی مگر اب یہ سب کچھ محرم پہ منحصر تھا کہ وہ اپنے گھر کو کیسے سنوارتی ہے۔

"اچھا ویسے مجھے پھپھو کب بنا رہی ہو۔"

پریشے اس کا دھیان ان باتوں سے ہٹاتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔ اس کی بات پہ محرم کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔

"بکواس نہ کیا کرو میرے ساتھ۔"

محرم اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر وہ کچھ یاد آنے پہ مڑی اور اس کی سمت متوجہ ہوئی۔

"میری چھوڑو اپنی بتاؤ مجھے مامی اور پھپھو کب بنا رہی میرے تو ویسے بھی دو دو رشتے لگتے ہیں۔"

محرم مسکراہٹ دبا کر بولی تو پریشے نے بھی مسکراہٹ دبائی۔

"پھر تو میرے بھی یہی دونوں رشتے لگتے۔"

پریشے بولتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ویسے میں سوچتی ہوں اذلان بھائی کے بچے ان کی طرح اکڑو اور سخت ہو گے یا تمہاری طرح نرم مزاج ویسے دونوں چیزیں ہونی چاہیے ہے نا۔ آل ان ون پیس۔ بس کوئی الگ پیس ہی نا لے آنا اس دنیا میں۔"

وہ تائید طلب نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو محرم نے بے ساختہ کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔

"کچھ ذیادہ ہی بے شرم نہیں ہو گئی شادی کے بعد تم۔"

محرم اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی جو ہٹ دھرموں کی طرح پے در پے قہقہے لگا رہی تھی

"وہی نہ مجھے حیرانگی ہے تم کیوں نہیں ہوئی تم ابھی تک بھیگی بلی ہی ہو۔"

پریشے بے شرمی سے بولتی قہقہہ لگا کر بولی۔

"شرم کرو شرم۔ کونسا سستا نشہ کر کے آئی ہو۔"

محرم تاسف سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو پریشے آنکھیں میچ کر ہنس دی۔

"تمہارے بھائی کا نشہ کیا ہے۔"

وہ آنکھیں میچ کر بولی تو محرم نے اس کی خوشیوں کی بے ساختہ نظر اتاری اور اس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی۔ کس قدر خوش تھی وہ معاذ کی محبت کا رنگ کس قدر اس پہ چڑھا تھا کہ وہ ہر بات پہ کھلکھلا رہی تھی۔

"رات رہو گی کیا۔"

محرم نے اچانک کچھ یاد آنے پر پوچھا۔

"ناں معاذ نے منع کیا اور میرا ابھی رہنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے بولی۔

"کیوں دل نہیں لگے گا کیا سیاں جی کے بغیر۔"

وہ آنکھوں میں شرارت لیے بولی۔

"ہاں نا۔"

جواباً وہ شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو محرم خوشدلی سے ہنس دی۔

"تھوڑی دیر ریسٹ کرنا تو کرلو یا مام کے پاس بیٹھو گی۔"

محرم نے اس سے استفسار کیا۔

"نہیں نیچے ہی چلتی ہوں معاذ بھی آنے والے ہونگے مام کے پاس ہی جاتی ہوں تم بھی چلو۔"

پریشے اسے کہتے نیچے کی طرف چل دی تو محرم نے بھی اس کی تقلید کی۔

****

اس وقت رات کے کھانے میں کچھ دیر باقی تھی مگر تیاری سرے سے ہی نامکمل تھی کیونکہ تحریم بیگم کہیں باہر گئیں ہوئیں تھیں ورنہ وہی کھانے کے تمام انتظامات دیکھتی تھیں اور آج وہ نہیں تھیں تو یہ کام عزہ کے ذمے تھا جبکہ یونی کا کام کرنے میں اس کے دماغ سے بات نکل گئی تھی کہ اسے کھانا تیار کرنا ہے۔اچانک یاد آنے پہ اب وہ جلدی جلدی

کچن میں کام کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی تاکہ تحریم بیگم کے آنے کے قبل یہ کام سرانجام دے دے ورنہ انہوں نے ان کی حالت بگاڑ کر رکھ دینی تھی کیونکہ وہ اس قدر ضروری کام فراموش کر بیٹھی تھی جبکہ ساتھ کھڑی حجاب فرصت سے اسے یہ سب کرتا دیکھ رہی تھی۔

"حجاب ذرا یہ سلاد کاٹ دو جلدی سے۔"

عزہ نے اسے فارغ کھڑے دیکھا تو سلاد کا سامان اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں کاٹوں مجھ سے نہیں ہوگا خود کرو۔"

حجاب نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"یار پہلے ہی دیر ہوگئی ہے ورنہ میں خود ہی کر لیتی ماما آنے والی ہونگی اس لئے کہہ رہی ہوں۔"

عزہ نے اسے وضاحت دیتے کہا ورنہ شدت سے چاہا اس کی ناک ہی توڑ دے فلحال اس سے کام تھا تبھی ضبط کرتے منت کرنے والے انداز میں بولی۔

"ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں نے دیر کروائی ہے لاؤ ادھر کر دیتی ہوں۔"

حجاب نے آنکھیں سکیڑتے اس کے دیر ہونے پر چوٹ کی جبکہ عزہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ہارن کی آواز کی طرف متوجہ ہوئی۔

"افففف آگئی ہیں ماما تم جلدی سے یہ کاٹو باقی سب ہو ہی گیا ہے میں ماما کو دیکھ لوں۔"

عزہ جلدی سے کہتی بنا اس کی سنے پانی کا گلاس لے کر باہر کی طرف چل دی۔اس کے جاتے ہی حجاب نے سر جھٹکتے پہلے سلاد کے لئے رکھے سامان کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر عجیب منہ بناتے اسے کاٹنے لگی۔ابھی اس نے ایک پیاز بھی

پورا نہیں کاٹا تھا کہ بے دھیانی میں چھری سے ہاتھ پر کٹ لگ گیا جس سے اس کے ہاتھ میں خون کی ہلکی سی بوند نمایاں ہوئی۔ اپنا اتنا سارا خون نکلتا دیکھ حجاب نے چیخ چیخ کر سارا گھر سر پر اٹھا لیا۔

"آہ۔ ماما۔ خون خون۔"

حجاب کے اس طرح چلانے پر باہر بیٹھی تحریم بیگم اور عزہ پریشانی سے ہانپتی ہانپتی کچن کی طرف بڑھیں۔

"ہائے اللہ کیا ہو گیا حجاب کہاں ہے خون۔۔"

تحریم بیگم نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھے گھبراہٹ سے استسفار کیا مگر جوں ہی نگاہ حجاب کے ہاتھ پر ننھی سی خون کی بوند پہ گئی ان کا دماغ ہی گھوم گیا۔ مطلب اتنی سی بات پر اس نے سارا گھر سر پر اٹھا لیا۔

"آپ کا دماغ ٹھیک ہے حجاب یہ کیا بچپنا ہے۔"

تحریم بیگم نے غصے سے پوچھا۔

"ماما وہ یہ خون نکل رہا تھا۔"

حجاب آنکھوں میں آنسوں لئے چور لہجے میں بولی۔

"بہت سارا خون نکل گیا نا ایسے شور مچا رہی ہو کہ پتا نہیں کیا ہو گیا۔ اب بند کرو رونا اور اتنی چھوٹی نہیں ہو آپ کے پیاز نہ کاٹا جائے۔"

تحریم بیگم کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا حجاب کی حرکت پر کیونکہ اس کا بچپنا ختم ہونے کا نام

"سوری ماما۔"

حجاب بیچاری سی شکل بنا کر بولی۔

"کیا سوری پتہ ہے آپکی حرکت سے کتنا ڈر گئی تھی کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا۔"

تحریم بیگم نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ایک تو اس لڑکی کی حرکتوں سے وہ دن بدن عاجز آتی جارہی تھی۔

"ماما مجھے عزہ نے کہا تھا کاٹنے کا اسے پتہ ہے مجھے نہیں آتا۔"

حجاب نے اب کی بار عزہ کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھ کر کہا جو اس کی شامت پر پہلے تو حیران تھی پر پھر بمشکل اپنی ہنسی قابو کئے کھڑی تھی۔ تحریم بیگم کی توپوں کا رخ اپنی طرف ہوتا دیکھتے ان کے کچھ کہنے سے قبل ہی وہ بول اٹھی۔

"ماما یونی کا کام کرنے میں دیر ہو گئی تھی اس لئے اسے مدد کا کہا تھا مجھے کیا پتہ تھا یہ ہو جانا ہے۔"

عزہ نے اپنی طرف سے صفائی دی تو تحریم بیگم نے دونوں کو ایک نظر غصے سے دیکھا۔

"چلو اب جلدی یہ سب کرو اور کھانا لگاؤ۔کام بگاڑنے آتے ہیں بس۔پتا نہیں تم دونوں کہاں سے آ گئی ہو صرف محرم ہی میری سگھڑ بچی ہے۔

وہ غصے سے بولتی دندناتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ان دونوں نے بیچارگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

****

رات کی سیاہی پوری طرح آسمان پہ اپنے پر پھیلا چکی تھی۔وہ بھی سونے کیلیے تمام کاموں سے فراغت حاصل کرتے جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی ایک عجیب سی ویرانی نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔اذلان کے بغیر سب خالی خالی سا لگ رہا تھا لیکن وہ وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔پریشے اسے اتنا سب کچھ سمجھا کر گئی تھی مگر پھر بھی وہ ان باتوں کو سمجھنے کی بجائے بے چین سی تھی۔

ہاتھوں میں لوشن لگاتے دوران نظر سائڈ ٹیبل پہ رکھی اذلان کی تصویر پر پڑی تو آنسو جھڑیوں کی صورت میں بہنا شروع ہو گئے۔اسے کمرے سے ہی عجیب سی وحشت ہونے لگی تھی۔آنکھوں میں نمی لیے وہ بیڈ پہ بیٹھی تو پریشے کی کہی گئی ایک بار پھر باتیں ذہن میں گڈ مڈ ہونے لگی۔انہی سب سوچوں کے دوران وہ اذلان کے تکیے پہ ہی لیٹی آنکھیں موند گئی۔ایک عجیب سی تقویت کا احساس اسے ملا تھا۔ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کے حصار میں مقید ہو۔

آج شدت سے دل چاہ رہا ہے کہ

بند آنکھیں کھولوں تو سامنے آپ ہو۔

"افف نیند کیوں نہیں آرہی۔"

وہ اپنے آپ کو کوستے ہوئے بولی اور دوبارہ اٹھ کر بیٹھ گئی کیونکہ نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔اتنی دیر میں عزہ کا فون آ گیا تو وہ حجاب کے ساتھ ہوئی پورے دن کی روداد سنانے لگی۔

"کتنی بری بات ہے اسے چوٹ لگی تھی تو تمہیں خیال کرنا چاہیے تھا نہ۔"

محرم اسے جھاڑ پلاتے ہوئے بولی۔ایک تو اسے ڈانٹ پروائی دوسرا اس پہ ہنس رہی تھی۔

اب وہ حجاب کی شکایتیں سن رہی تھی کہ اسی دوران کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔اس کے اجازت دیتے ہی عفان مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

"سیاں جی سے باتیں ہو رہی ہیں کیا۔"

عفان اندر آتے ساتھ ہی شرارت سے بولا۔محرم کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے۔

"نہیں آپ کے بھائی کے پاس شاید ٹائم نہیں ہے۔"

جواباًوہ سنجیدگی سے بولی تو عفان بھی اس کے لہجے پہ سنجیدہ ہوا لیکن بس تھوڑی دیر کیلیے۔

"اچھا تو پھر کس سے کر رہی ہیں کہی میری والی سے تو نہیں۔"

وہ مسخرے پن سے بولتے آخری بات بڑبڑانے والے انداز میں بولا مگر اس کی بات محرم کی ذیرک سماعتوں سے مخفی نہ رہ سکی۔اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جواب اپنا سر کھجا رہا تھا۔

"آپی یہ پنکھا ادھر کیا کر رہا ہے قسم سے زہر لگتا ہے مجھے اسے اپنے کمرے میں نا گھسنے دیا کریں۔"

عزہ فون کی دوسری جانب سے بولی کیونکہ وہ اس کی باتیں وہ سن چکی تھی۔اس کی آواز عفان سے مخفی نہ رہ سکی اسلیے ایک جھٹکے سے محرم کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے کان سے لگایا۔

"ارے ارے آپ کو ہم زہر لگتے ہیں اور آپ ہمارے دل کو ٹھاہ کر کے لگتی ہے۔کیسا حسین اتفاق ہے نا۔"

وہ لوفرانہ انداز میں بولا تو عزہ اس کے فلرٹ کرنے پہ دانت پیس کے رہ گئی جبکہ محرم نے اچھنبے سے اسے دیکھا پھر ناجانے کیا سوچ کر اس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

عفان جانے انجانے میں ہی سہی مگر اس پہ اپنے دل کی بات آشکار کر گیا تھا۔محرم سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔

"چلو بس کرو آج کیلیے اتنا بہت ہے۔"

محرم نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے فون بند کر دیا۔عفان اس کی حرکت پہ منہ بسور کر وہاں سے جانے لگا کہ محرم کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

"یہ عزہ تمہارے دل میں کب سے لگنے لگی۔"

محرم سینے پہ دونوں بازو باندھتے ہوئے مشکوک لہجے میں بولی۔اس کی اتنی صاف بات اور پر یقین لہجے پہ بولنے پہ عفان جیسا انسان بھی گڑ بڑا گیا۔

"کون۔"

اگلے ہی لمحے وہ جلد ہی خود پہ قابو پا کر مصنوعی کان صاف کرتے ہوئے بولا جیسے اس کی بات سنائی ہی نا دی ہو۔

"میرے سے ڈرامے لگانے کی ضرورت نہیں ہے چپ چاپ سب کچھ بتاؤ۔"

محرم آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دانت پیس کر بولی۔

"ہاں کرتا ہوں پسند تو کیا کرو گی تم۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے تفاخر بھرے لہجے میں بولا۔ محرم نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کس قدر دھڑلے سے تم یہ سب باتیں کر رہے ہو عفان۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولی۔

"تو اور کیا کروں اگر ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ جاؤں گا تو اسے کوئی اور چھین کر لے جائے گا جو میں قطعی برداشت نہیں کر سکتا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو گا لیکن میں اسے کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا اتنا جانتا ہوں میں وہ بس میری ہے اور میری ہی رہے گی اور اس کیلیے تم میری مدد کرو گی۔"

وہ شدت بھرے لہجے میں بولتا ہوا آخر میں منت کرنے والے انداز میں بولا تو اس کی حرکت پہ محرم نے مشکل مسکراہٹ چھپائی اور اسے مصنوعی گھوری سے نوازا۔

"اور تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے میں تمہاری مدد کروں گی۔"

وہ آرام سے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔ ارادہ اسے تنگ کرنے کا تھا۔

"مجھے خوش فہمیاں لاحق نہیں ہوتی بلکہ میں یقین سے کہ سکتا ہوں۔"

وہ اس پہ ایک مسکراہٹ اچھال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے لہجے میں ایک یقین بول رہا تھا۔ نحرم مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔ اسے مزید کیا چاہیے تھا اس کی بہن کیلیے عفان سے اچھا کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ انہی سب سوچوں میں غلطاں اس کی آنکھ ناجانے کب لگی پتہ ہی نہیں لگا۔

****

زندگی اسی معمول پہ چل رہی تھی۔ سب اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف تھے۔ انہی مصوفیات میں دو دن کس طرح مصروفیت کے نذر ہوئے خبر ہی نا ہوئی۔ اذلان کو کام کی وجہ سے ایک دن مزید وہی رکنا پڑا تھا اور اس کی غیر موجودگی میں محرم جھلا کے رہ گئی تھی۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے بیٹا۔"

رات کھانے کی ٹیبل پہ احتشام صاحب نے محرم سے استسفار کیا جو مرجھائی مرجھائی لگ رہی تھی۔ محرم نے چونک کران کی جانب دیکھا۔

"جی ڈیڈ میں ٹھیک ہو۔"

وہ اپنے چہرے پہ ذبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولی۔

"اداس ہو گئی ہے لگتا ہے۔"

عفان اس کی جانب جھک کر شرارت سے بولا تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔ کھانے کے بعد ملازمہ کے ساتھ تمام کام نپٹا کر وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی طرح طرح کے کاموں میں بھی وہ خود کو اسی لیے الجھا رہی تھی تاکہ وہ اذلان کو کم سے کم سوچے مگر پھر وہ ابھی بھی اس کے اعصابوں پہ حاوی تھا۔ اذلان اور اپنے ولیمے کی تصویر دیکھتے ہوئے آنکھوں میں نمی سی جاگی۔

وہ ستمگر تو وہاں جا کر بھول ہی گیا تھا جس کی یاد میں وہ تڑپ رہی تھی۔ اسے اس کا ذرا بھی خیال نہیں تھا کیا۔

میرا سوچنا تیری ذات تک

میری گفتگو تیری بات تک،

نہ تم ملو جو کبھی مجھے

میرا ڈھونڈنا تجھے پار تک،

کبھی فرصتیں جو ملیں تو آ

میری زندگی کے حصار تک،

میں نے جانا کہ میں تو کچھ نہیں

تیرے پہلے سے تیرے بعد تک،

وہ اس تصویر کو سینے سے لگا کر آنکھیں موند گئی۔ وہ ہنوز لیٹے لیٹے اس کے بابت ہی سوچ رہی تھی معاً اپنے نام کی پکار پر اس نے تڑپ کر دروازے کی جانب دیکھا کہ کہیں کوئی خواب تو نہیں مگر دروازے پہ ایستادہ وجود کو دیکھ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ اس کے نا ہونے کا احساس اتنا جان لیوا تھا اس کی موجودگی کا

احساس اتنا ہی سحر انگیز تھا لیکن اس دشمن جاں کو سامنے دیکھ کر کب کے رکے ہوئے آنسو شدت سے بہنا شروع ہو گئے۔ ایک بار پھر ضبط بکھر چکا تھا۔ اذلان جو اپنے کام سے فارغ ہو گیا تھا۔ مسلسل کام کے بوجھ کی بدولت وہ ان دنوں محرم سے بلکل بات نہیں کر پایا تھا دل تو اس کا اس کی یاد میں تڑپ رہا تھا مگر کام میں ایسا الجھا کہ بس موبائل پکڑنے کا ہی وقت نہیں ملا تبھی کام سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ ایمر جنسی فلائٹ سے آدھی رات کو گھر پہنچا تو خالی منہ چڑاتا لاؤنج دیکھ وہ ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں گھماتے اپنے کندھے دباتے ہوئے سیدھا کمرے میں آیا لیکن محرم کو اپنی جگہ پہ بیڈ پہ نیم دراز دیکھ ہولے سے آواز دی۔

مگر آواز دیتے ہی جوابا اُسے زارو قطار روتا دیکھ اذلان حیرانگی سے آگے بڑھا اور تڑپتے دل سمیت اس کے عین سامنے جگہ سنبھالی تھی جس کا چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"محرم کیا ہوا جاناں۔"

اذلان اسے سینے سے لگاتا ہوا بولا۔ ہمیشہ کی طرح اس کا میٹھا اور حلاوت سے بھرپور لہجہ سن کر اس کے ضبط کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ اور زیادہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی جبکہ اسے اس طرح روتے دیکھ اذلان کے دل کو دھڑکا سا لگا۔

"جائیں آپ یہاں سے میں آپ کی کچھ نہیں لگتی آپ جھوٹ بولتے ہیں کوئی محبت وحبت نہیں ہے آپکو۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔"

اذلان ماتھے پہ بل ڈال کر بولا جو بھی تھا وہ اس کے ساتھ محبت پر کوئی بات برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اذلان کے یوں غصے سے بولنے پر محرم نے سہم کر شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا تو اذلان تڑپ ہی تو گیا تھا۔

"مجھ سے شئیر نہیں کریں گی میں جانتا ہوں کہ ہمارے درمیان کوئی خاص لگاؤ نہیں ہے لیکن اگر آپ کرنا چاہے تو۔"

اذلان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا اور اس کے چہرے پہ نقوش کو بھرپور انداز میں دیکھنے لگا۔

"کس نے کہا کہ اہمیت نہیں ہے اہمیت ہے بہت ہے ایسے کون کرتا ہے اتنے دن دور رہ کر کوئی بات ہی نہیں عادت ہے مجھے آپکی آپکے سینے پہ سر رکھ کر سونا آپ کا لگاتار مجھ سے باتیں کرنا آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

وہ اس کے سینے پہ لگاتار مکے مارتے ہوئے بولی۔

جبکہ اذلان تو سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا لیکن پھر جلد ہی سنبھلتے ہوئے بولا کیونکہ وہ کسی خوش فہمی میں نہیں جینا چاہتا تھا۔

"لیکن میں تو صرف دو دنوں کیلیے گیا۔

ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ محرم بول پڑی۔

"میں نے بہت یاد کیا آپ کو۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی ہوئی بولی۔

"وہ تو میں نے بھی کیا ہے۔"

وہ اس کے سر پہ ہولے سے لب رکھتا ہوا بولا۔

"میں نے زیادہ کیا ہے۔"

وہ اس کے سینے سے لگے بولی جیسے وہ ابھی کہی چلا جائے گا۔

"میں صرف دو دنوں کیلیے گیا تھا جاناں۔"

اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑا۔

"آج کے بعد آپ ایک دن کیلیے بھی نہیں جائیں گے۔"

وہ ہٹیلے لب و لہجے میں بولتی اسے زیرِ لب مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"تو کیا آپکے گھٹنے سے لگ کر بیٹھ جاؤ۔"

وہ گہری نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے بولا۔ محرم کی رنگت بے ساختہ سرخ پڑی۔

"لگیں رہیں لیکن کہی دور نہیں جانا۔"

وہ اپنے آنسو اس کی شرٹ سے صاف کرتے ہوئے بولتے اسے دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"آپکا ہی ہوں آپکے پاس ہی ہو آپکے پاس سے جاؤ گا بھی کہاں۔ میری خود کی جان نہ نکل جائے۔"

اس نے دلفریبی سے بولتے محبت سے اس کے ماتھے پہ اپنا پر شدت لمس چھوڑا۔ اس کا نرم گرم لمس اپنے ماتھے پہ محسوس کر کے ایک سکون سا اس کے رگ و جاں میں سرائیت کر گیا۔

"ویسے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ واپسی پر اتنا خوبصورت تحفہ ملے گا مجھے۔"

وہ اس کی کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تو محرم نم آنکھوں سے مسکائی۔

"مجھے بھی نہیں تھا۔"

وہ شرمائی گھبرائی سی اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔اذلان نے محبت سے اسے خود میں سمیٹا تھا۔بات صرف محبت کی نہیں ہوتی بعض اوقات محبت کے بغیر بھی آپ کسی کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ اس کے بغیر ایک پل ہی کاٹنا محال ہوتا ہے اور یہ عادت محبت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔محرم کو یہ بات بہت اچھے سے سمجھ آگئی تھی۔

****

"کیا ہوا ماما آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔ڈل لگ رہی ہیں آج آپ۔"

ایان نے عالیہ بیگم کی بجھی بجھی سی صورت دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں بیٹا ٹھیک ہوں بس تھوڑی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"

عالیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ ان کا دل کل سے پریشان تھا جب سے آفندی صاحب نے انہیں وہ بات بتائی تھی۔

"کیا ہوا بیگم طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر پہ چلتے ہیں اب تو ہمارا اپنا داماد ڈاکٹر ہے۔"

آفندی صاحب نے فکرمندی سے پوچھا۔عالیہ بیگم نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں بس تھوڑی گھبراہٹ ہو رہی ہے آپ پریشان نا ہوں ٹھیک ہو جائے گی۔"

عالیہ بیگم نے گویا تسلی دی۔

"کوئی ٹینشن ہے کیا ماما۔"

آیت کو پھر بھی تسلی نا ہوئی تو بے چین دل سمیت بولی۔

"ارے کچھ نہیں ہے بھئی بلاوجہ آپ سب بھی پریشان ہو گئے ہو اور تم آیت جلدی سے ناشتہ کر لو دیر ہو رہی ہے نا۔"

انہوں نے ان سب کی اتنی فکر مندی پر پہلے تو جھنجھلا گئیں پھر خود کو کمپوز کر کے باقی بات مکمل کی کیونکہ اب وہ اپنی بدولت انہیں پریشان تو کر نہیں سکتی تھی۔ان کے اس طرح جھنجھلا کر بات کہنے پر سب نے چونک کر انکی طرف دیکھا پھر کہیں زیادہ غصے سے طبیعت نا بگاڑ لیں یہ سوچ کر خاموش ہو گئے۔ناشتہ پورا کرنے کے بعد ایان عالیہ بیگم کے ماتھے پر بوسہ دیتے یونی کے لئے نکل گیا۔جبکہ آیت بھی تیار کھڑی تھی اسے تیار دیکھ کر آفندی صاحب گویا ہوئے۔

"آیت آپ گاڑی میں بیٹھو میں آتا ہوں۔"

ان کے کہنے پر آیت نے تفتیشی نگاہوں سے ان کے تاثرات دیکھے جن کا اندازہ لگانا اس کے لئے مشکل تھا پھر ایک نظر اپنی ماما کو دیکھتی شرارت سے بولی۔

"اہم آپ کو پرائیویسی چاہئے یوں کہیں نا ایسے بہانے سے گاڑی میں بھیج رہے ہیں۔"

اس کی بات پر ان دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا لیکن عالیہ بیگم جلد ہی اپنی مسکراہٹ چھپاتی اسے گھورنے لگی۔ان کی گھوری کو کسی کھاتے میں نا لاتے وہ آنکھ دبا کر باہر کو بھاگی۔

"اب بتائیں کیوں پریشان ہیں۔"

آیت کے جاتے ہی آفندی صاحب سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"وہ آپ میرا مطلب وہ مسئلہ آپ کا اس کا کیا۔"

انہوں نے ہچکچاتے اپنی پریشانی ظاہر کی۔آفندی صاحب نے غصے سے ان کی جانب دیکھا جو اس بات کی وجہ سے اپنی حالت خراب کر رہی تھی۔

"اس کی فکر نا کریں حل ہو گیا ہے وہ معمہ وہ ڈیل ہو گئی میری۔اب انشااللہ سب ٹھیک ہو گا۔"

انہوں نے مسکرا کر بولتے انہیں تسلی دی۔

"سچ میں سب ٹھیک ہو گیا اب تو کوئی پریشانی نہیں نا۔پھر بھی آپ دھیان رکھیے گا جانے کیوں دل گھبرا رہا ہے میرا۔"

انہوں نے دل ہی دل میں شکر ادا کرتے ساتھ ہدایت بھی دی۔

"جی جی آپکا حکم سر آنکھوں پر اب بتائیں اور کوئی پریشانی تو نہیں جاؤں میں۔۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"جی جائیں اللہ کے امان میں"

عالیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے انہیں الوداع کیا تھا۔

آفندی صاحب جیسے ہی آکر گاڑی میں بیٹھے آیت کی شریر آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

"اہم اہم بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔"

آیت کے انداز پر وہ گاڑی سٹارٹ کرتے مسکرا اٹھے۔

"بہت زیادہ شرارتی نہیں ہو گئی آپ۔"

آفندی صاحب اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے مسکراتے لہجے میں بولے۔آیت نے فرضی کالر اکڑائے۔

"اپنے ڈیڈ پر چلی گئی ہوں۔"

اس نے تفاخر بھرے لہجے میں جتایا تو افندی صاحب نے مسکراتے اسے دیکھ کر گاڑی یونی کی طرف بڑھادی۔

"آپ اپنی ماما کو اتنا تنگ نہ کیا کریں میرے پیچھے سے کون بچائے گا۔"

وہ اسے مصنوعی گھورتے ہوئے بولے۔

"کیوں آپ کہاں جارہے ہیں۔"

وہ بیگ کے ساتھ لگی بے دھیانی میں بولی۔

"ارے کہی نہیں آفس کی بات کر رہا ہوں۔"

وہ مسکرا کر سہولت سے بات ٹال گئے۔اسی دوران انہیں ایسا محسوس ہوا گویا کوئی گاڑی ان کا تعاقب کر رہی ہے۔انہوں نے فرنٹ مرر سے پیچھے کی جانب دیکھا مگر پھر وہم سمجھ کر سر جھٹک گئے۔اسی دوران وہ لوگ جامعہ پہنچ گئے۔

"چلیں آپ یونی آگئی آپ کی۔"

وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے محبت سے بولے تو آیت بھی ان کا گال چوم کر گاڑی سے اتر گئی۔آفندی صاحب نے اسے آگے کی جانب جاتا دیکھ گاڑی آگے بڑھا لی۔آیت بھی مسکراتے ہوئے اندر بڑھ گئی۔وہ ابھی یونی سے تھوڑا دور ہی پہنچے تھے کہ پیچھے سے ایک گاڑی نے اچانک تیز رفتاری سے آتے ان کی گاڑی کو زوردار ٹکر ماری جس کے نتیجے میں گاڑی الٹ کر دور جا گری۔چرڑڑر کی آواز کے ساتھ ہر طرف سناٹا اور سوگواری چھا گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہاں رش لگنا شروع ہو گیا۔

"میڈم وہ صاحب آپکو باہر بلا رہے ہے۔"

آیت جو اپنے دھیان میں اندر جا رہی تھی گارڈ کی بات پہ کندھے اچکاتے ہوئے باہر کی طرف چل دی۔

"یہ آپکا آئی ڈی کارڈ گر گیا تھا۔"

وہ اسے شکریہ کہتے ہوئے اندر کی طرف بڑھنے لگی کہ کچھ مسافت پہ ہی رش دیکھ کر چونک گئی۔اس نے ناسمجھی سے اعتراف کا جائزہ لیا۔

"گارڈ انکل یہ رش کیوں ہے اس طرف۔"

آیت نے اچھنبے سے ان کی جانب دیکھتے پوچھا۔

"وہ جی کسی صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے بری طرح بچنے کے امید کم ہی لگ رہی ہے۔"

وہ غائب دماغی کی کیفیت میں پریشانی سے بولا۔

"تو پھر ہاسپٹل کیوں نہیں لے کر جا رہے آپ لوگ۔"

وہ پریشانی سے بولی۔نا جانے کیوں دل میں ایک خوف سا بیٹھ گیا تھا۔

"نا جی وہاں سے کوئی آگے نہیں ہو رہا پولیس کیس لگتا ہے۔"

وہ ڈرتے ہوئے بولا تو آیت کو بے ساختہ ان لوگوں پہ غصہ آیا۔کچھ سوچتے ہوئے وہ عزہ کو فون ملانے لگی تھی کہ اسی دوران صائم کی گاڑی اس سے کچھ فاصلے پر رکی جو عزہ کو چھوڑنے آیا تھا۔

"باہر کھڑی کیا کر رہی ہو۔اندر کیوں نہیں گئی اب تک؟"

صائم گاڑی سے باہر نکلتے پریشانی سے گویا ہوا۔آیت نے روہانسی ہوتے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا ہوا آپ لوگ آ گئے وہ دیکھیں وہاں کسی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے لیکن کوئی ہسپتال ہی نہیں لے کر جا رہا نہیں"

وہ انگلیاں مسلتے ہوئے متفکر سی بولی۔

"میں دیکھتا ہوں۔"

صائم اسے تسلی دیتا ہوا آگے کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ عزہ اور آیت نے بھی تجسس کے مارے اس کی تقلید کی تھی۔

"سانس بہت دھیمی چل رہی ہے۔"

ایک آدمی کی بات سن کر اسے سخت تاؤ آیا۔ مطلب وہ جانتا تھا کہ سانس دھیمی چل رہی ہے مگر پھر بھی لے جانے کی زحمت نہیں کر رہا تھا۔

صائم اشتعال کے عالم میں ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھا مگر وہاں خون میں لت پت آفندی صاحب کو دیکھ کر سکتے کی کیفیت میں وہی کھڑا رہ گیا لیکن جیسے ہی صائم کے پیچھے کھڑی آیت کی نگاہ اس کی جانب اٹھی اسے لگا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔ فضا میں آکسیجن کی کمی صاف محسوس ہوئی تھی۔ وہ بے ساختہ لڑکھڑائی۔

"ڈیڈ۔"

اس کی دل دہلا دینے والی چیخ سے صائم فوراً ہوش کی دنیا میں لوٹا اور ان کی نبض چیک کی جو کہ بہت مدھم چل رہی تھی۔ آیت ابھی بھی سکتے کی کیفیت میں اسی منظر کو تک رہی تھی۔

"آیت میری جان ہوش کرو چلو انکل کو کچھ نہیں ہو گا۔"

عزہ نے روتے ہوئے اسے گاڑی میں بٹھایا جس کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ صائم نے دو تین افراد کے ساتھ سہارہ دے کر انہیں گاڑی میں بٹھایا اور زن سے گاڑی آگے بڑھائی۔ اس کی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحتیں مفلوج ہو چکی تھی۔

****

ایان ہارے ہوئے جواری کی طرح بینچ پہ سر ٹکائے بیٹھا تھا صائم نے ہسپتال پہنچے ہی ایان کو فون کر کے بلوالیا تھا آیت کا رو رو کر برا حال تھا۔

صائم اندر آپریشن تھیٹر میں مختلف ڈاکٹرز کے ساتھ موجود تھا۔ زمان صاحب احتشام صاحب اور مراد صاحب بھی وقت پر وہاں پہنچ چکے تھے اور پریشانی سے ان کے جلد صحت یاب ہونے کے دعا گو تھے۔ اتنی دیر میں اذلان کے ساتھ نڈھال سی عالیہ بیگم آتی دکھائی دی۔

آیت کو انہیں دیکھ کر ضبط نہ ہوا تو زور و شور سے رونے لگی۔

"مام۔"

وہ تڑپ کر ان کے سینے سے لگی تو عالیہ بیگم نے بمشکل خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھاتے اس کی پشت تھپتھپائی۔

"مام آپ کہیں نہ ڈیڈ کو ایسا مذاق نہیں کریں وہ ہمارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میں ان سے ناراض ہو جاؤں گی وہ میری ناراضگی نہیں نہ برداشت کرتے مام بولیں نہ چپ کیوں ہیں۔ انہیں کہیں وہ آپ کی ضرور سنیں گے۔"

عالیہ بیگم نے روتے ہوئے اسے اپنے گلے سے لگالیا۔ ان کے گلے لگنے سے آیت اور زیادہ بکھر گئی۔

"بھابھی کوئی بات کی تھی آپ سے آفندی نے کوئی تنازعہ تو نہیں چل رہا تھا۔"

زمان صاحب نے پریشانی سے استسفار کیا تو عالیہ بیگم روتے ہوئے انہیں ساری بتانے لگی۔بتاتے ہوئے وہ غم سے نڈھال تھی۔ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ آج ایسا کچھ ہو جائے گا ورنہ وہ انہیں کبھی گھر سے باہر قدم نا نکالنے دیتی۔اسی لیے ان کا دل گھبرا رہا تھا۔

"اس نے ہم میں سے کسی سے بات کرنا گوارا نہیں کیا کسی سے تو بات کرتا ہم اس کیلیے کچھ کرتے نہیں کیا۔"

احتشام صاحب ماتھا مسلتے ہوئے بولے تو عالیہ بیگم نے انہیں صبح والی بات بتائی کہ سارا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔اچانک عجلت میں ایک نرس بھاگی بھاگی باہر آئی تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"وہ وہ۔"

لفظوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا اس نے انگلی سے اندر کی جانب اشارہ کیا۔

"ڈاکٹر صائم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن دیکھیں پیشنٹ کی حالت بہت تشویش ناک ہے آپ لوگ دعا کریں وہ کہ کر رکی نہیں تھی۔"

عالیہ بیگم کی سسکیاں بلند ہوئی تھی۔آیت سکتے کی کیفیت میں جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی جبکہ اب ایان اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہ رکھ پایا تو اذلان نے فوراً آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور وہ اذلان کے کندھے سے لگ کر رو دیا۔

"میں نہیں ہو سکی قابل میں کیسے جیوں گا ان کے بغیر میں تو خود ابھی چھوٹا ہوں وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں انہیں کہے نہ کہ بس کریں۔

ہم تینوں کو ان کی ضرورت ہے۔"

وہ سسک اٹھا۔

"بس بس حوصلہ کرو اور دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اذلان اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔ صائم کو باہر آتا دیکھ سب اس کی طرف بڑھے جو اپنے ہاتھوں سے گلوز اتار رہا تھا۔

"پلیز کوئی بری خبر نہیں دیجیے گا جو میں برداشت نہ کر پاؤ۔"

عالیہ بیگم اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی تو صائم ایک نظر انہیں دیکھا اور ایک نظر بینچ پہ بیٹھی آیت کو جو ساکت نظروں سے زمین کو گھورے جا رہی تھی۔

"انکل کو تھوڑا بہت ہوش آیا ہے آپ ان سے مل لیں لیکن آہستہ آہستہ کر کے اور ان سے کوئی ایسی بات مت کیجیے گا جس سے ان کی سانسیں ساتھ چھوڑ جائیں۔"

وہ اپنے آپ پہ ضبط کرتا وہاں سے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا جبکہ آیت نے ہوش میں آتے ساتھ کمرے کی طرف دوڑ لگائی تھی۔ صائم نے اپنی پیشانی مسلتے آنکھوں کو میچا۔ دماغ میں اپنی اور آفندی صاحب کی باتیں گونج رہی تھی۔

"انکل اٹھیں ہوش کریں گڈ بہت اچھا رسپانس دے رہیں آپ ایسے ہی ہمت کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ ان کے بال سہلاتے ہوئے بولا جن کا سانس اکھڑ رہا تھا۔

"میرا ایک کہنا مان لو میری آخری خواہش سمجھ کر۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولے تو صائم نے ان کا ہاتھ دبا کر حوصلہ دیا تاکہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

"میری بیٹی کو اپنے نکاح میں لے لو منگنی تو ہو چکی ہے میں اپنی آنکھوں کے سامنے اسے تمہیں سونپنا چاہتا ہوں مانو گے میری بات۔"

وہ آس بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے

جبکہ صائم ساکت کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا معاً کچھ سوچتے ہوئے اس نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن آیت اس طرح شادی کا کیسے مانیں گی آپ جانتے ہیں کہ وہ کس قدر ضدی ہے۔"

صائم نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"اسے میں سمجھا دیتا ہوں بس اندر بھیج دو انہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولے اور گہرے گہرے سانس لینے لگے۔

"صائم سب ٹھیک ہے نہ۔"

وہ اذلان کی آواز پہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھتے پشت چھوڑ کر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"ہاں پتا چل گیا ہو گا تمہیں بھی انکل کے فیصلے کا۔"

صائم پیپر ویٹ گھماتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

"ہاں سن لیا ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ کوئی مضائقہ ہے اس میں ایک نہ ایک دن شادی اسی سے ہونی ہے نہ۔"

اذلان اسے اپنی رائے دیتے ہوئے بولا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"ڈیڈ آپ ٹھیک ہو جائیں نہ سب ٹھیک ہو جائے گا تو پھر میری شادی آپ دھوم دھام سے کر نا نہ۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے بری طرح رو دی۔ اسے شادی کی خواہش تھی مگر ایسی شادی کی بلکل نہیں۔ عالیہ بیگم نے بھی اس کی تائید میں سر ہلایا۔

"میرا بچہ ادھر دیکھیں ڈیڈ کچھ کہہ رہے ہیں ان کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ آپ کو بار بار ایک ہی بات سمجھائے اور ویسے بھی ابھی نکاح کی ہی بات ہو رہی ہے تو پھر اتنا رونا کیوں ہم کونسا آپ کی رخصتی کر رہے ہیں۔"

زمان صاحب اندر آتے ہوئے بولے تو آیت نے آنسو بھری آنکھوں سے انہیں دیکھ کر سر ہلایا۔

"میں نکاح خواں کا بندوبست کرتا ہوں۔"

ایان کہتا ہوا بوجھل قدموں سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"اٹھو بیٹا فریش ہو جاؤ۔"

اذلان اس کے سر پہ ہاتھ رکھتا ہوا بولا تو آیت مریل انداز میں سر ہلا کر واشروم کی طرف چل دی۔ یہ حالات نے کیسا پلٹا کھایا تھا اسے نکاح پہ کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن اتنی جلدی اس نے سوچا نہیں تھا۔ اذلان اسے بھیج کر موبائل پہ آنے والے فون کی طرف متوجہ ہوا جہاں محرم کالنگ جگمگا رہا تھا۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں انکل۔"

فون اٹھاتے ساتھ ہی محرم کی پریشان آواز سن کر وہ اور پریشان ہو گیا کہ یہاں کی صورتحال سے آگاہی کیسے دیں۔

"محرم میری بات سنیں یہاں انکل کی حالت کچھ حد تک ٹھیک ہے اور انکل نے صائم اور آیت کے نکاح کی بات کی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے کرنا چاہتے۔"

وہ بات کرتے کرتے اٹک گیا کہ مزید کیسے بتائیں۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں انکل ٹھیک تو ہے نہ۔"

وہ تو جیسے نکاح والی بات ذہن میں لائی ہی نہیں۔

"ان کی حالت بہت تشویشناک ہے۔"

اس نے دھیمی آواز میں بتایا تو محرم کو سانپ سونگھ گیا۔

"آیت کیسی ہیں۔"

اس کا روہانسا لہجہ اذلان کی سماعتوں میں گونجا کیونکہ وہ سب دونوں باپ بیٹی آیت اور آفندی صاحب کے پیار سے واقف تھے۔ تھوڑی دیر میں ایان اور صائم کے ساتھ ادھیڑ عمر مولوی کو آتے دیکھ اذلان نے محرم کو بتا کر فون رکھا اور ان کی طرف متوجہ ہوا۔ آفندی صاحب کو بولنے سے منع کیا گیا تھا اس لیے وہ بس خاموشی سے آنکھوں میں آنسو لیے ان کو دیکھ رہے تھے۔

مولوی صاحب کرسی سنبھال کر بیٹھ گئے اور نکاح کے کلمات پڑھنا شروع کیے۔ پورے کمرے میں سناٹے کا راج تھا بس گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز کمرے کی فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

"آیت آفندی ولد آفندی قریشی کیا آپکو صائم خان ولد زمان خان ایک لاکھ حق مہر کے عوض قبول ہے۔"

کوئی اور وقت ہوتا اور آیت خوشی خوشی قبول کرتی لیکن آج یہ الفاظ سن کر ہچکیاں بندھ گئی۔

زمان صاحب نے آگے بڑھ کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

"قبول قبول ہے۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی۔

اس طرح تین بار یہ کلمات ادا کر کے سائن کرنے کے بعد وہ صائم کی طرف متوجہ ہوئے۔

اس نے آرام سے ایجاب و قبول کے بعد سائن کیے

دعا کے بعد سب نے انہیں مبارک باد دی۔ عالیہ بیگم نے اسے اٹھا کر آفندی صاحب کے پاس بٹھایا تو وہ ان کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"بس میری بب بیٹی ہمم۔ میشہ خوش رہے۔"

بولتے بولتے ان کی سانس اکھڑنا شروع ہو گیا۔ صائم فوراً ہوش میں آیا اور ان سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا لیکن آیت اپنی جگہ سے نہیں ہلی وہ سکتے کی کیفیت میں انہیں دیکھ رہی تھی۔

"آیت باہر جاؤ مجھے دیکھنے دو۔"

صائم نے اسے پچکارتے ہوئے کہا لیکن وہ اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں ڈیڈ آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ کی مانی ہے نہ۔ مانی ہے نہ تو وہ میری کیوں نہیں سن رہے آپ کہیں نہ انہیں۔ انہیں کہیں ان کی آیت رو رہی ہے چپ نہیں کروائیں گے کیا۔"

وہ روتے روتے کہتی صائم کی منتیں کرنے لگی۔ صائم نے بمشکل غصہ ضبط کرتے اس کی جانب دیکھا جو اس کا وقت بھی برباد کر رہی تھی۔

"آیت سٹاپ اٹ۔"

صائم اس کا ہاتھ پکڑتے باہر چھوڑ کر آیا لیکن وہ روتے روتے وہی زمین پر بیٹھ گئی۔ ایان نے مشکل اسے قابو کیا کیونکہ اب اسے بڑا بننا تھا۔ سب کی نظریں آپریشن تھیٹر کے دروازے پہ جمی تھی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد صائم تھکے ہوئے قدموں سے باہر نکلا تو آیت بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی۔

"ڈیڈ کیسے ہیں ہوش آ گیا نا انہیں۔"

آیت اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولی۔

"وہ انکل بلکل بھی رسپانس نہیں کر رہے آئی ایم سوری ہمارے پاس لاسٹ آپشن وینٹیلیٹر ہے ہم زیادہ پر امید نہیں ہے۔"

صائم کی بات پہ جہاں ایان لڑکھڑایا وہی اذلان نے اسے تھاما تھا جس کی آنکھوں میں ویرانی رقم تھی۔

"آپ دوبارہ سے دیکھیں وہ مذاق کرتے ہیں وہ مذاق ہی کر رہے ہونگے ہے ناماما ڈیڈ ایسے کرتے ہیں نہ۔"

وہ صائم کو کہتے ہوئے عالیہ بیگم کو جھنجھورتے ہوئے بولی۔

"میری بات سنو آیت دعاؤں سے معجزے ہوتے ہیں۔ ذیادہ سے زیادہ دعا کرو اگر اللہ نے چاہا تو وہ بلکل ٹھیک ہو جائیں گے۔"

صائم اسے قابو کرتے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر سمجھانے والے انداز میں بولا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ کون پاس ہے اور کون نہیں اسے فلحال بس آیت کی حالت سے غرض تھا۔

"ہم ہم سب کیسے رہیں گے ان کے بغیر بس ایک دفعہ پلیز۔"

آیت صائم کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

صائم نے بے بسی سے پیچھے کھڑے سب لوگوں کو دیکھا تھا۔ بے شک یہ دکھ بہت بڑا تھا۔

"آیت آیت تم اٹھاؤں نہ انہیں جا کر ہوش دلاؤ سب سے زیادہ پیار تم سے کرتے ہیں ڈیڈ۔ جاؤں نہ پلیز ان سے کہو نہ کہ ایان اتنا بڑا نہیں ہوا ابھی وہ تو ابھی چھوٹا ہی ہے کیسے ذمہ داری نبھائے گا یہ والی۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔"

ایان آیت کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے اس سے بولا تو سب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ایان آپ نے ماما کو سنبھالنا ہے۔"

اذلان نے نڈھال ہوتی عالیہ بیگم کی طرف اشارہ کیا تو وہ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا۔ کس نے سوچا تھا کہ جس گھر میں صبح تک خوشیاں کھلکھلا رہی تھی وہاں غموں کے بادل چھا جائیں گے۔ آیت کی آنکھوں کے سامنے بے ساختہ اندھیرا سا چھایا مگر پھر بھی وہ بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی صائم نے بھی اس کے تعاقب میں قدم بڑھائے۔

"آیت میری بات سنو یہاں دیکھو۔"

وہ جوان کے سرہانے پہ سر رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی صائم نے اسے شانوں سے جکڑتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"پلیز اٹھائیں نا انہیں۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے بولی۔ صائم نے اس کی حالت پہ تڑپتے اسے سینے میں بھینچا۔

"حوصلہ کرو آیت بہادر بنو میری جان اور دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا دعاؤں سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ سمجھ رہی ہو نا میری بات میری جان یہاں دیکھو سب کی ہمت بندھنا ہے تمہیں یوں کمزور نہیں پڑنا۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نرمی سے اس کے آنسو پونچھے اور اس کے پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا تو وہ اس کے سینے سے لگی سسک اٹھی۔ صائم نے اس کے بالوں کو سہلاتے نگاہیں آفندی صاحب کے چہرے پہ جما دی جو ہوش و حواس سے بیگانہ تھے۔

****

"کیا ہو گیا ہے تمہیں ڈیڈ آئیں گے ہوش میں

تم یہ بات کر بھی کیسے سکتے ہو شرم کرو کچھ باپ ہے وہ تمہارا۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا محرم بول پڑی۔

"آیت وہ جو بھی کہہ رہا ہے ٹھیک کہہ رہا ہے ہفتہ ہو گیا ہے انکل کو وینٹیلیٹر پہ کیوں اذیت دے رہی ہو انکو۔ میری جان حوصلہ کرو اور ہمت سے کام لو۔"

محرم اسے سینے سے لگاتے ہوئے تسلی دینے والے انداز میں بولی۔ عالیہ بیگم کی طبیعت خرابی کی وجہ سے انہیں گھر پہ ہی رکھا تھا ان لوگوں نے محرم کو ساتھ بھیج دیا تھا۔ ان کا بے جان وجود پچھلے ہفتے سے وینٹیلیٹر پہ تھا صائم کے مطابق ان میں زندگی کی بلکل رمق نہیں تھی آیت کی ضد کی وجہ سے ابھی تک انہیں وہی رکھا گیا تھا لیکن آج سب کے سمجھانے پر وہ چپ کی چپ رہ گئی تھی۔

"اللہ پاک میں آپ کی رضا میں راضی ہو گئی ہوں اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

آیت نے روتے روتے اپنا چہرہ محرم کے ساتھ لگایا تھا اس سے زیادہ سکت اس میں نہیں تھی۔ وہ بلکل ٹوٹ بکھر گئی تھی۔ زندگی نے نا جانے کونسی آزمائشیں اس کے نصیب میں لکھ دی تھی جس پہ اسے پورا اترنا تھا۔

****

"آیت آج کے دن تو خوش رہو کم از کم میں ابھی آنٹی کو بلا کر لاتی ہوں تم رکو ذرا۔"

عزہ تنبیہی لہجے میں بولتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔ آیت گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"رو رو کر چڑیل نہ بن جانا بھائی تمہیں دیکھ کر ڈر ہی نہ جائیں۔"

محرم اس کا موڈ خوشگوار کرنے کی خاطر شرارت آمیز لہجے میں بولی تو وہ آنکھوں میں نمی لیے ہولے سے ہنس دی۔ آج آیت اور صائم کی مہندی ایک ساتھ رکھی گئی تھی اس لیے سب آفندی ہاؤس موجود تھے۔

"آیت بیٹا کیوں رو رہی ہو میری جان۔"

عالیہ بیگم کمرے میں آتے ساتھ اسے روتا دیکھ تڑپتے ہوئے بولی۔

"پتہ نہیں ماما آنسو خود ہی آجاتے ہیں میں رونا نہیں چاہتی مگر وہ دن میرے ذہن سے نہیں جاتا کیا کروں میں۔"

وہ ان کے کندھے سے لگی سسک اٹھی۔

"میری جان حوصلہ کرو وہ دن تو ہم سب کیلیے بہت برا دن تھا۔"

وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے متانت سے گویا ہوئی۔

"اور ویسے بھی آج کے دن تو ہمارے لیے مسکرا دو۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی لیکن آیت ایک بار پھر سے انہی سوچوں میں گم تھی۔

"میں پھر سے ناراض ہو کر چلا جاؤں گا۔"

وہ بھی آیت کو روتا دیکھ کر مصنوعی ناراضگی سے بولے۔ آیت نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"اب آپ نے جانے کی بات کی نہ تو میں آپ کو کبھی نہیں بلاؤں گی بس پھر میرا اور آپ کا رشتہ اسی حد تک محدود رہ جائے گا۔"

آیت ان کو دھمکی دیتے ہوئے بولی تو وہ اس کی بچگانہ بات پر ہنس دیے۔

"میں جانتا ہوں میری بیٹی میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں کر سکتی۔"

وہ آیت کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولے وہ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں میں نمی لیے ہنس دی۔

"ڈیڈ میں آپ سے بہت بہت بہت پیار کرتی ہوں آئندہ ایسا کچھ نہیں کرنا آپ۔ آپ ہم سب کیلیے بہت قیمتی ہیں آج بھی وہ دن یاد کرتی ہوں تو ایسا لگتا ہے اگلا سانس نہیں آئے گا لیکن جب آپ کو اپنے آنکھوں کے سامنے دیکھتی ہوں تو میرا دل سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔"

وہ آفندی صاحب کے گال پہ پیار کرتے ہوئے بولی تو انہوں نے بے ساختہ اس کا ماتھا چوما اور آنکھوں میں نمی کو صاف کیا۔

"اللہ نے مجھے آپ لوگوں کیلیے ہی بچایا ہے میری جان تاکہ میں اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھ سکوں۔"

وہ آسودگی سے مسکرا دیے۔ عالیہ بیگم نے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا تھا۔ سب باپ بیٹی کا پیار دیکھ کر ہنس دیے۔

کمرے کے باہر کھڑا ایان ان سب کو ہنستا دیکھتے ہوئے واپس تین ماہ پیچھے پہنچا تھا تین ماہ پہلے اس گھر میں صف ماتم ہی تو بچھی تھی۔

اللہ جب نوازنے پہ آتا ہے تو انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ جو چیز وہم وگمان میں نہ ہو اس چیز کو پالینا خوش قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ وینٹیلیٹر بند کرنے کے پندرہ منٹ بعد وہ لوگ اس خبر کے منتظر تھے جس نے ان سب کی روح لرزا دینی تھی لیکن صائم نے انہیں زندگی کی نوید سنائی تھی۔ عالیہ بیگم کا سر بے ساختہ سجدے میں جھکا تھا آیت وہی ٹھنڈے فرش پہ ماتھا ٹیک کر ہچکیوں سے رو دی تھی اللہ نے انہیں تھوڑی سی مہلت دے دی تھی ان کے جسم میں روح پھر

سے ڈال دی تھی۔ایان صائم کے گلے لگ کر تو دیا تھا۔انہیں جیسے ہی ہوش آیا آیت اپنی شکایتیں لے کر ان کے پاس پہنچی۔

"ڈیڈ آپ ٹھیک ہو گئے آپ میرے پاس واپس آ گئے۔"

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی ہوئی بولی عالیہ بیگم ان کے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"ڈیڈ آئندہ کبھی بھی ایسا مت کریے گا ورنہ آپ سے پہلے یہ آیت اس دنیا سے چلی جائے گی۔۔"

وہ ان کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو دی۔اس کی بات پہ سب نے دہل کر آیت کی جانب دیکھا۔

"آپ تو میرا بیٹا ہو نا تو بیٹے تو مضبوط ہوتے ہیں آپ کیوں کمزور پڑ گئی وہ دیکھو ایان کو۔"

وہ اپنی طبیعت کے پیشِ نظر ہلکی آواز میں بولے تو ایان تو جیسے پھٹ ہی پڑا۔

"نہیں ہوں میں مضبوط بہت کمزور ہوں یا یہ کہ لیں کہ ایک باپ کے بغیر بیٹا کچھ نہیں ہے۔میں بھی آپ کے بغیر کچھ نہیں۔"

اس نے بھی اپنی آنسوؤں کو بہنے دیا تو آفندی صاحب اسے دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

"بڑی دوستی کا حق نبھایا ہے کسی کو بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تم نے تو۔"

زمان صاحب ان پہ طنز کرتے ہوئے بولے۔

"خیر جو بھی ہوا ہے وہ آدمی اب گرفتار ہو چکا ہے ساری تفصیلات عفان اور اذلان نے بتا دی تھی وہ اب سلاخوں کے پیچھے ہیں۔"

احتشام صاحب نے انہیں تفصیل بتائی اور ساتھ ہی تسلی دی۔

"کافی باتیں ہو گئی ہے اب انکل کو آرام کی ضرورت ہے آپ سب باہر جائیں۔"

صائم پروفیشنل انداز میں فائل کی ورق گردانی کرتے ہوئے بولا تو آیت نے ایک نظر اسے دیکھا تو دل بے ساختہ دھڑک اٹھا کہ وہ اب اس کا محرم تھا۔اس نے اس رشتے کو تو اب ہی محسوس کیا تھا ورنہ تو دل اتنے عرصے سے حواسوں میں ہی نہیں تھا۔اس کی بات سن کر سب باہر چلیں گئے لیکن عالیہ بیگم ایان اور آیت وہی بیٹھے تھے۔

"ایان تم ایسا کرو کہ آنٹی کو اور آیت کو گھر لے جاؤ تھوڑا آرام کر لیں گی آنٹی کی طبیعت پہلے ہی نہیں ٹھیک۔"

آفندی صاحب دوائیوں کے زیرِ اثر تھے اس لیے

صائم کے ہلکی آواز میں سنجیدگی سے بولنے پر ایان نے سر ہلایا اور ان دونوں کو چلنے کا کہا۔

عالیہ بیگم تو ایک نظر انہیں دیکھتی باہر نکل گئی لیکن آیت وہی بیٹھی رہی۔ایان اس کی ضد دیکھتے ہوئے پاؤں پٹختے کمرے سے نکل گیا۔

"تم کیوں نہیں گئی۔"

صائم نے سنجیدگی سے استسفار کیا جبکہ اس کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے آیت کو جھرجھری آئی۔

"وہ میں ڈیڈ کے پاس ہی ہوں۔"

آیت نظریں چرا کر بولی تو صائم دانت پیس کر رہ گیا۔

"آیت تم نے ذرا آرام نہیں کیا گھر جاؤ آرام کرو فریش ہو جاؤ پھر آ جانا۔"

صائم نے تحمل سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر اسے سخت قسم کا تاؤ آیا تھا۔

"تو کیا آپ بھی تو نہیں سوئے۔"

اس کی بات پہ صائم نے فقط آئبرو اچکانے پر اکتفا کیا۔

"نہیں میرا مطلب کہ آپ نے مجھے کہا میں نے آپ کو کہہ دیا۔"

آیت نے اپنی طرف سے بونگی سی دلیل دینے کی کوشش کی تو صائم بے ساختہ اس کا ہاتھ پکڑ کے گاڑی میں بٹھا کر آیا تاکہ وہ بھی گھر جائیں اور فریش ہو لیں کیونکہ اتنے دنوں سے وہ ہسپتال سے باہر بھی نہیں نکلی تھی۔ آیت نے اس کی حرکت پہ ناراضگی سے منہ پھیر لیا۔ عالیہ بیگم اور ایان اس کی حرکت پہ ہنس دیے۔ انہوں نے بے ساختہ شکر ادا کیا کہ کوئی تو ہے جس کے غصے سے وہ کھار کھاتی ہے۔ زندگی آفندی ہاؤس میں پھر سے دھڑکنے لگی تھی۔ ان سب نے آفندی صاحب کا خیال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ بس ان سب کی محبتیں ہی دیکھتے رہ جاتے تھے۔

سوا مہینے بعد انہیں اپنے آپ میں کوئی بہتری محسوس ہوئی تھی اور انہوں نے آفس جوائن کیا تھا صائم نے ان کی صحت کیلیے اچھی خاصی ہدایات دی تھی جس پہ وہ پوری طرح عمل کر رہے تھے کیونکہ اب انہوں نے جلد سے جلد آیت کی شادی کرنی تھی۔

ایان نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا تھا زندگی تو اسی چیز کا نام ہے کبھی دکھ کبھی خوشیاں کبھی رو لو کبھی ہنس لو۔

اللہ نے ان کے صبر کا صلہ ان کو معجزے کی صورت میں عطا کیا تھا جس کیلیے وہ جتنا شکر ادا کرتا کم تھا۔

****

"آیت تم تیار ہو چلیں۔"

کمرے میں داخل ہوتے ہی عزہ نے بنا آیت کو دیکھے کہا پر جب اس پر نظر پڑی تو بے ساختہ ماشاءاللہ کہہ کر اسے اپنے ساتھ لگایا کیونکہ وہ لگ ہی اس قدر حسین رہی تھی۔

"بہت بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

اس نے مسکرا کر تعریف کی تو باقی سب نے بھی اس کی تاعید کی۔اورنج اور بلو رنگ کے لہنگا پہنے گیندے اور چمبیلی کے تازے پھولوں سے بنی جیولری اور میک کے نام پر انکھوں میں کاجل اور ہونٹوں پر پنک گلوز لگائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"بس اب نظر ہی نہ لگا دینا۔"

آیت نے کیوٹ سامنہ بناتے کہا تو وہ سب ہنس دی۔

"شرم کرو لڑکی آج تمھاری مہندی ہے تھوڑی تو شرم کر لو اور باہر جا کر بھی خاموشی سے بیٹھنا۔"

محرم نے اس کے سر پر چپت لگاتے اسے حکم صادر کیا اس کی بات سنتے وہ مسکرا دی۔

"یہ شرمانے والا کام ہم سے نہ ہو گا۔"

آیت شرارت سے بولتے مسکرا دی اس کی شرارت پر وہ سب بھی مسکرا دی کیونکہ اتنے دنوں بعد وہ کھل کر مسکرائی تھی اور اس کی اسی مسکراہٹ کا تو انہوں نے دعا کی تھی اور پھر وقت کا خیال کرتے باہر کی طرف چل دیں۔

****

"شازیہ تمہاری بہو کی بھی تو پریشے کے ساتھ شادی ہوئی تھی تو کوئی گڈ نیوز نہیں ہے کیا۔"

احتشام صاحب کے بزنس پارٹنر کے بیوی محرم کیطرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ محرم جو انہی کی طرف آ رہی تھی حیرانگی سے ان کی جانب دیکھا جو نا جانے کیوں اس کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔ ان کی جائزہ لیتی نگاہیں محرم کو اندر تک اترتی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کے شازیہ بیگم کچھ بولتی محرم وہی آگئی اور انہیں سلام کیا۔ اسے کچھ بے حد عجیب سا لگا تھا۔

"اور سناؤ کوئی گڈ نیوز نہیں سنائی تم نے اب تک۔"

ان کو تو جیسے گھر والوں سے بھی زیادہ جلدی تھی جو اتنے تابڑ توڑ سوال کر رہی تھی۔ محرم نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"اوہو تو کسی ڈاکٹر کو چیک کرانا تھا تین چار مہینے تو شادی کو ہو گئے ہیں پتہ کیا ہو کہ کوئی مسئلہ ہو۔"

جبکہ ان کے اس طرح کہنے پر محرم نے مشکلوں سے اپنے آنسو روکے۔ محرم نے بمشکل مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"مسز وقاص یہ سب اللہ کی مرضی ہے جب اس کی رضا ہو گی سب کچھ اچھا ہی ہو گا اور ویسے بھی میری بیٹی میں کوئی کمی نہیں ہے جو ڈاکٹر کو دکھاتی پھر وں۔ انشاءاللہ بہت جلد ہی سب ٹھیک ہو جائے گا اور یقین کریں میں سب سے پہلے آپ کے ہاں مٹھائی بھجواؤں گی۔"

شازیہ بیگم انہیں مسکرا کر جواب دیتے ہوئے محرم کو اپنے ساتھ لیتے آگے کی جانب بڑھ گئی۔ ان کی باتوں سے ان کے وجود میں اشتعال کی لہریں دوڑ رہی تھی۔ انہوں نے ایک نظر محرم کی جانب دیکھا جس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

"ان کی باتوں کو دل پہ لینے کی ضرورت نہیں ہے جاؤ آپ فنکشن انجوائے کرو۔"

شازیہ بیگم محبت سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے وہاں سے چل دی۔

"کیا ہوا اس طرح کیوں کھڑی ہیں۔"

اذلان اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتا ہوا متفکر سا بولا۔ محرم نے سرعت سے اپنی آنکھیں صاف کی۔

"نہیں نہیں کچھ نہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی تو اذلان کے کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو محرم گڑ بڑا گئی اور وہاں سے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔ اذلان کی پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا تھا۔

کاش ہم یہ سمجھ پائیں کہ کبھی کسی کے اس طرح کے الفاظ دل میں تیر کی طرح چبھتے ہیں

لیکن لوگ پھر بھی دوسروں کے دکھ کا سامان بنتے ہیں۔

کچھ دیر بعد وہ اپنی ساری دوستوں کے سنگ چلتی اسٹیج کی طرف آرہی تھی جہاں مہندی کے فنکشن کے لحاظ سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ پھولوں کی لڑیوں اور برقی قمقموں سے جھولے کو آراستہ کیا گیا تھا اور سامنے ہی گول دائرے کی صورت میں رنگ برنگے کشنز رکھے ہوئے تھے۔ جس کے وسط میں پھولوں کی روش بنائی گئی تھی جہاں سے گزر کر اس نے سٹیج تک پہنچنا تھا۔ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ صائم سرشاری سے مسکرایا تھا۔

اسٹیج پر اسے صائم کے پہلو میں بٹھایا گیا تھا اسے بٹھانے کے بعد سب بڑوں نے رسم پوری کی اور انہیں ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی اور مہمانوں کو ٹائم دینے کی غرض سے ان کی طرف چل دیئے۔ اس کے بعد بقول عفان کے ینگ پارٹی کے بزرگوں نے یعنی ازلان محرم نے ساتھ رسم کرنی تھی وہ دونوں اسٹیج پر رسم کرنے کے لئے چڑھے کہ عفان کی آواز پورے اسٹیج پر گونجی۔

"سب لوگ ایک جانب ہو جائیں ہو جائیں ہمارے گھر کے بزرگ رسم کرنے آچکے ہیں۔"

اس کے اعلان کرنے کے انداز میں کہنے پر سب کا مشترکہ قہقہہ گونجا وہی ازلان نے اسے گھورنے پر اکتفا کیا جس کی زبان کو کبھی بھی لگام نہیں لگتی تھی اور آگے بڑھ کر رسم کی۔ ان کے بعد پریشے معاذ کی ہمراہی میں اسٹیج پر چڑھی اور رسم کر کے وہیں محرم کے پاس بیٹھ کر محو گفتگو ہو گئی۔

"ہاں اب تم بیٹھ کر اسے باتوں میں لگا لو اور کوئی کام نہیں نا۔"

عفان اب بھی باز نا آیا اور پریشے کو گھورتے ہوئے بولا۔

"تم جا کر اپنا کام کرو جاؤ وہاں سب رسم کر چکے بھاگو۔ کسی اور نے لفٹ نہیں کروائی تو یہاں آگئے تنگ کرنے۔"

پریشے نے اس کی تمام تر توجہ صائم اور آیت کی طرف مبذول کروائی۔

"میری چھوڑو دیکھ رہی ہو اپنے ہٹلر بھائی کو کیسے گھور رہے ہیں تمھیں جیسے دو منٹ بھی یہاں ان کی بیوی کے پاس بیٹھی تو گئیں۔"

خود پر بات آتے دیکھ عفان فوراً سے بات پلٹتے شرارت سے گویا ہوا۔ پریشے نے ناک پہ سے مکھی اڑائی اور اس کی بات کو کسی کھاتے میں نا لائی۔

"اوہو بھائی مجھے نہیں تمھیں دیکھ رہے ہیں۔"

پریشے بھی کہاں کم تھی۔

"اچھا بس کرو عفان جاؤ تم رسم پوری کرو پھر بعد میں کہو گے میں نے نہیں کی۔"

عفان مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی محرم نے اسے بھیجنا چاہا تو وہ منہ بسور کر سٹیج کی جانب چل دیا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

صائم کی طرف آ کر اس نے بونگا سا سوال کیا۔

"دکھ نہیں رہا آپکو رسم ہو رہی ہے یہاں۔"

عزہ نے آنکھیں سکیڑتے ہلکی آواز میں کہا جو کہ عفان نے بخوبی سنی۔

"یہاں کوئی لفٹ ہی نہیں کروا رہا تو یہاں رہنے کا فائدہ۔"

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسی کے انداز میں جواب دیتے عفان ایان کے ساتھ رسم کرنے کو آگے بڑھ گیا۔

"شکر ہے صائم بھائی آپ کی بھی شادی ہو گئی اب فائنلی ہماری باری آئے گی میرے پہ تو اب شکرانے پہ نفل عائد ہوتے ہے۔"

ایان اور عفان مسکراتے لہجے میں بولے۔

"ہاں ہاں بہت جلدی ہے نا تم دونوں کو میں نے کہا صبر زیادہ لمبا نہ ہو جائے۔"

صائم نے مسکراتے جواب دیا۔

"صائم بھائی جھوٹی تسلیاں نا دیں کون دیگا ان لوگوں کو اپنی لڑکیاں۔"

حجاب نے دونوں کی طرف اشارہ کرتے کہا تو وہ دونوں اسے دیکھتے رہ گئے۔

"کیوں بھئی کیوں نہیں دینگے لڑکی۔"

ایان نے اسے گھورتے ہوئے باقاعدہ لڑائی پہ اتر آیا۔

"انسان میں کوئی کوالٹی بھی تو ہو کہ کوئی اپنی بیٹی دے آپ دونوں میں ایسی کونسی کوالٹی ہے۔"

حجاب کو تو موقع ملا تھا بولنے کا تبھی دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولی۔

"جیسے تم جیسی کو کوئی مل جائے گا نہ ویسے مجھے بھی مل جائے گا۔"

ایان ناک سے مکھی اڑاتا ہوا بولا تو حجاب کو تو پتنگے ہی لگ گئے اپنی اس قدر بے عزتی پہ۔

"اچھا اچھا اب تم شروع مت ہو جانا بات ختم کرو لڑوالو بس تم دونوں کو جتنا مرضی۔"

محرم ان دونوں کو ٹوکتے ہوئے بولی اور وقت کا احساس دلایا تو وہ دونوں شرافت سے سیدھے ہو گئے۔

"آیت تم نے تو ڈانس ہی نہیں کیا تم نے کہا تھا نا کہ صائم بھائی کی شادی پر سب سے زیادہ ڈانس تم کرو گی۔

محرم بات گھمانے کی خاطر آیت کو چھیڑتے ہوئے بولی۔ آیت کا رنگ خوف سے سپید پڑ گیا۔

"ہاں صائم بھائی یاد ہے نا آپ کو آیت نے ہم سب کے سامنے کہا تھا۔"

عزہ نے بھی محرم کی طرفداری کرتے ہوئے کہا۔ باقی سب نے بھی بھرپور انداز میں ان کی تائید کی تھی۔

"ہاں مجھے بہت اچھے سے یاد ہے چلو آیت ڈانس کرو اب۔ میں نے اس دن کا بہت ذور و شور سے انتظار کیا ہے۔

صائم نے چڑانے والے لہجے میں آیت کو حکم صادر کیا۔ اس کے کہنے پر وہ روہانسی ہوئی اور ان سب کو دیکھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی اور شکوہ کناں نگاہوں سے محرم کی جانب دیکھا جس نے اس بات کا ذکر چھیڑا تھا۔

"نہیں میں نے نہیں کرنا کوئی ڈانس وانس میں نے تو مزاق کیا تھا نا۔"

آیت نے پریشانی سے ان سب کو جواب دیا اور مسکین صورت بناتے صائم کی جانب دیکھا۔

"بالکل نہیں تم نے کہا تھا اور میں اپنی زوجہ محترمہ کی کوئی خواہش بالکل رد نہیں کر سکتا۔"

صائم نے سنجیدگی سے کہتے آخر جملا معنی خیزی سے کہا اور آیت کا ہاتھ تھامتا اسٹیج سے نیچے اترا۔ ان کے نیچے اترتے ہی سب نے ذبردست قسم کی ہوٹنگ کی اور شور مچایا۔ صائم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو آیت نے بے ساختہ حلق تر کیا۔ گانا شروع ہوتے ہی صائم نے ایک ہاتھ آیت کی کمر کے گرد حمائل کرتے دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھاما اور گانے کے بولوں کے ساتھ ہلکا ہلکا موو کرنا شروع کر دیا۔

گانے کے بول بدلتے ہی اس نے آیت کی انگلی تھامتے اسے گول گول گھمایا تو وہاں کھڑے سب نے پیچھے سے سب نے ہوٹنگ کی۔ صائم نے آیت کو ایک نظر دیکھتے اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی تھی۔ آیت اس کی حرکت پہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی صائم اس کا ہاتھ تھامتے سر کو خم کرتے واپس اسٹیج کی طرف چل دیا۔

"بے شرم خان۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے تلملا کر بولتی صائم کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔ ان کے ڈانس کی بعد سب نے اذلان محرم اور پریشے معاذ کو زبردستی ڈانس کے لئے بھیجا تھا۔ محرم نے گھبرا کر اذلان کی جانب دیکھا جو معنی خیز نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اسی طرح سے تھوڑا ڈانس کیا آخر میں جب اذلان نے محرم کو گھمانا چاہا تو ایکدم اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا انے کی بدولت محرم لڑکھڑا کر گرنے ہی لگی تھی کہ بروقت اذلان نے اسے تھامتے کرسی پر بٹھایا۔ اچانک اس طرح سے محرم کو لڑکھڑاتے دیکھ ان سب نے بھی ڈانس ختم کرتے ان کی طرف بڑھے۔

"کیا ہوا محرم آپ ٹھیک ہیں۔"

محرم کو پانی پلاتے ہوئے اذلان نے پوچھا۔

"جی وہ بس چکر آ گئے تھے شاید گھومنے کی وجہ سے۔۔"

ایک ہاتھ سے سر تھامتے ہوئے محرم نے جواب دیا۔ اذلان نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی آپی۔ چلیں کمرے میں ریسٹ کر لیں تھوڑی دیر۔"

عزہ نے پوچھتے ساتھ مشورہ دینا چاہا۔

"نہیں اب ٹھیک ہوں وہ شاید گول گھومنے سے چکر آ گیا تھا آپ سب پریشان مت ہوں۔"

محرم نے ان سب کو اپنے لیے پریشان دیکھ سب کو تسلی دی جس پر وہ لوگ کافی حد تک مطمئن ہو گئے پر ازلان اب بھی سنجیدگی سے محرم کو ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی نظروں سے خائف ہوتے محرم نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا۔

"آپ کو کیا ہوا ہے۔"

اس کا سنجیدہ انداز دیکھ کر محرم ہمیشہ گھبرا جاتی تھی اب بھی وہی ہوا تھا۔

"کچھ نہیں آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک چلیں تھوڑی دیر آرام کر لیں۔"

محرم کو پریشان ہوتا دیکھ ازلان نے آرام سے اپنی بات کہی اور اس کی جانب ہتھیلی پھیلائی۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں ایسے اچھا نہیں لگتا سب یہاں ہیں اور میں کمرے میں چلی جاؤں۔"

"ٹھیک ہے پھر آپ بس یہیں بیٹھی رہیں اگر کمرے میں نہیں جانا تو مگر یہاں سے اٹھنے کی بلکل ضرورت نہیں ہے۔

ازلان نے سہولت سے اس کی بات مانتے اپنے ساتھ ہی بیٹھے رہنے کی تلقین کی جس پر محرم گہرا سانس بھرتے ہاں میں سر ہلا گئی۔کچھ ہی دیر میں ایان کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا جس کا اظہار اس نے سب کے ساتھ بھی کر دیا کہ کیوں نا اس بوریت کو ختم کرنے کیلیے شاعری کی محفل جمائی جائے۔جس پر ان سب نے اکتفا کیا۔اب صورتحال کچھ یوں تھی کہ وہ سب ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

"چلو تو سب سے پہلے میری باری۔"

ایان بے صبرے پن سے بولا۔

"زرار کو تو ایان اتنے بے صبرے ہو رہے ہو۔"

عزہ نے اس کے بے صبرے پن پر چوٹ کرتے کہا تو وہ منہ بسور گیا۔

"اچھا سنیں پچھلی بار اذلان بھائی نے منع کر دیا تھا ٹپے گانے سے پر اذلان بھائی اس بار آپ کی ایک نہیں چلنے والی آپ کو بھی شاعری کرنی پڑیگی ہماری پیاری آپی کیلیے۔"

عزہ نے سب کو ایک نظر دیکھتے کہا کہ وہ سب بھی اس کی جانب ہوتے اذلان کو کہیں مگر سب کو خاموش دیکھ کر اس نے ہی ساری بات کہہ دی اور عفان اس کی ہمت دیکھتا رہ گیا کہ کیسے سب کے سامنے اذلان کو کہہ دیا اور اسے حیرت کا مزید جھٹکا جب لگا جب بنا کچھ کہے اذلان نے مسکراتے ہوئے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"چلو پھر شروع کرتے ہیں۔"

"ہاں ہاں کرو شروع۔ تم سے صبر ویسے بھی نہیں ہوتا۔"

حجاب نے اسے چھیڑنے کی غرض سے کہا تو وہ منہ چڑا گیا۔ اور اپنا بنایا گلہ کھنکھارتے شعر سنانے لگا۔

تو گر پتھر کا صنم ہے تو۔

ہم بھی ہتھوڑے سے کم نہیں۔

وہ کچھ لمحوں کے توقف کیلیے تھما۔ سب نے داد دیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

تو گر پتھر کا صنم ہے تو۔

ہم بھی ہتھوڑے سے کم نہیں۔

ٹھا ٹھا برسیں گے سر پر۔

تو کسی اور کا بن تو سہی۔

اس کے پورے شاعرانہ انداز میں شعر کہنے پر جہاں سب حیران ہوئے تھے وہیں دوسری لائن پر سب کے قہقہے چھوٹے۔

"اگر کوئی شاعر یہ نرالہ شعر سنے تو بے ہوش ہی ہو جائے۔"

حجاب نے دانت پیستے ہوئے اسے باور کرایا

"ہاں میری شاعری ہے ہی کمال شاعروں کو بھی غش آجائے۔"

ایان نے اس کی بات سرے سے ہی ہوا میں اڑادی۔

"چلو معاذ ہو جائے کوئی اچھی سی شاعری پریشے کے لئے۔"

عفان نے خاموش بیٹھے معاذ کو چھیڑتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو معاذ نے پریشے کو دیکھتے ذور و شور سے ہاں میں سر ہلایا۔

قربان جاؤں اس درد پے۔

جس کا علاج بس تم ہو۔"ل

معاذ نے پریشے کی جانب دیکھتے دلکشی سے کہا تو سب نے شور مچاتے تالیاں بجائیں۔تالیوں کی گونج کم ہوتے ہی پریشے نے جوابی کاروائی کرنا ضروری سمجھا۔اب بھلا وہ کیوں پیچھے رہتی۔

تیرا خیال ہی یوں مجھ کو نِکھار دیتا ہے۔

میں تجھے سوچ کے دِلکش دِکھائی دیتی ہوں۔

وہ محبت بھرے لہجے میں بولی۔معاذ نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ارے واہ پریشے تم نے کب شاعری سیکھی۔"

محرم نے شرارت سے استفسار کیا تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"اب کیا آپ سب ہی بولتے رہو گے میری باری ہے اب۔ جانتا ہوں کہ بیوی نہیں ہے میری مگر کنواروں کے بھی اشعار ہوتے ہیں۔"

عفان سب کو گھورتے ہوئے جتانے والے لہجے میں بولا۔

"اہم اہم تو عرض کیا ہے۔"

عزہ کو دیکھتے اس نے اپنا شعر شروع کیا۔

"ارشاد ارشاد۔"

ایان نے ارشاد کے نعرے لگائے۔

چاند پر تمھارا نام لکھنے کو جی چاہتا ہے۔

عفان نے اپنے شعر کی پہلی لائن کہی تو سب نے ہوٹنگ کی۔

چاند پر تمھارا نام لکھنے کو جی چاہتا ہے۔

پر کیا کریں یہ خیال ہی دوپہر کو آتا ہے۔

جہاں پہلی لائن پر ہوٹنگ ہوئی تھی وہیں دوسری لائن سنتے سب کے بے ساختہ قہقہے گونجے تو وہ بھی فرضی کالر جھاڑتے ہوئے مسکرا دیا جیسے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔

"اچھا اب آیت کی باری۔"

حجاب آیت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ آیت نے گھبرا کر ان سب کی جانب دیکھا جن کی نگاہیں اسی کے چہرگ کا طواف کر رہی تھی معاًاُس کے اندر خود سر آیت نے ذور و شور سے سر اٹھایا تھا۔

آپ کو اپنی روح میں اُتار لوں

خود کو آپ کی چاہت میں سنوار لوں

نہیں چاہیے اس دنیا میں اور کچھ

بس آپ مل جائے تو اپنی زندگی گزار لوں۔

ان سب کے کہنے پر آیت نے خود میں ہمت متجمع کرتے اپنی پسندیدہ لائنز کہیں۔

"یہ صائم بھائی کے لئے ہیں نا۔"

ایان نے سوچنے کی ناکام اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔ آیت اس کی بات پہ جل بھن کر رہ گئی۔

"تو کیا تمھارے لئے کہونگی۔"

آیت نے دانت پیستے کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھتے مسکرا دیئے جبکہ سب کی نظریں خود پر محسوس کر کے اسے اندازہ ہوا کہ کیا کہہ گئی ہے۔

"مجھے نہیں پتہ تھا میری بیوی اتنی اچھی شاعری بھی کر لیتی ہے۔"

جب ان سب کا دھیان ان کی طرف سے ہٹا تو صائم نے آیت کی طرف جھکتے سرگوشی میں کہا جس پر وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"اہم اہم کچھ خیال کر لیں جناب آپ اکیلے نہیں باقی لوگ بھی ہیں یہاں۔"

عفان کے کہنے پر جہاں آیت کی مسکراہٹ سمٹی وہی صائم نے اسے گھورنا ضروری سمجھا۔ کہی بھی کوئی بات کرے اور عفان وہاں موجود نا ہو ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ ابھی بھی وہ اپنے پسندیدہ کام کرنے وقت پہ پہنچ چکا تھا۔

"تم اپنا کام نہیں کر سکتے۔"

معاذ نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"اپنا کام ہی کر رہا ہوں۔"

عفان دانت نکوستے ہوئے بے نیازی سے گویا ہوا۔

"اچھا اب میری باری۔"

حجاب نے بنا کسی کی سنے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا اور مسکراتے ہوئے گلہ کھنکھارا اٹھی۔

کاش تو مجھے یوں مل جاے

جیسے بات بات پہ طعنے ملتے ہے۔

ہاتھوں کو گول گول گھماتے وہ بھرپور اداکاری کرتے ہوئے بولی تو سب اس کی حرکت پہ ہنس دیے۔

"تم لوگ نا سدھرنا۔"

محرم نے مسکرا کر ان سب کی جانب دیکھا۔

"جو سدھر جائیں وہ ہم نہیں آپی اور اب ویسے بھی آپ کی باری ہے۔"

حجاب نے مزے سے جواب دیتے اسے اس کی بات یاد دلائی محرم کو خود کے بولنے پہ ہی پچھتاوا ہونا شروع ہو گیا کاش وہ نا بولتی تو حجاب اس کی جانب متوجہ نا ہوتی۔ اس نے گھبرا کر ایک نظر سب کو دیکھا جہاں کوئی رعایت نہ ملنے کا تاثر

صاف واضح تھا۔ اذلان کی جانب دیکھتے ہی اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے مگر اب کہنا بھی ضروری تھا تبھی چہرہ جھکاتے آنکھوں کو سختی سے میچ گئی۔

بات بس اتنی سی ہے کہ کوئی ی مجھے تمہارے بدلے۔

سارا جہاں بھی دے تو میں ٹھکرا کر تمہیں مانگوں۔

اس کے دلفریبی سے کہتے ہی ایک بار پھر سے تالیوں کی گونج بلند ہوئی اور اذلان نے ذو معنی مسکراہٹ سمیت اسے دیکھا پھر بنا کسی کے کہے خود بھی محرم کو دیکھتے اس کے لبوں سے خود بخود اس کیلیے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔

چلو محبت کو کچھ اس طرح بانٹ لیتے ہیں

سمندر تمہارا

لہریں ہماری

آسمان تمہارا

ستارے ہمارے

چاند تمہارا

چاندنی ہماری

سورج تمہارا

کرنیں ہماری

یا پھر

کچھ اس طرح کرتے ہیں

سب کچھ تمہارا

اور ہم تمہارے۔

محرم کو نظروں کے حصار میں لئے پوری غزل اس کے لبوں سے ادا ہوئی تو سب اس کے بولنے کے انداز پہ ہی عش عش کر اٹھے جبکہ محرم شرم سے سرخ پڑ گئی۔

"ارے واہ بھائی آپ نے اپنے اس ٹیلنٹ کو ہم سب سے چھپا کر کیوں رکھا تھا۔"

عفان داد دینے والے انداز میں بولا۔

"جس کے لئے چھپایا ہوا تھا وہ وجہ اب میرے ساتھ ہیں اس لئے مزید چھپانے کی ضرورت نہیں۔"

اذلان جتانے والے لہجے میں بولتے عفان کے لبوں پہ قفل لگوا گیا۔اس نے ستائشی انداز میں اذلان کی حاضر جوابی دیکھی تھی۔

"اچھا اب صائم بھائی کی باری۔"

عفان کو دوبارہ منہ کھولتا دیکھ عزہ جلدی سے بولی مبادہ اس کی زبان پھر سے نا کھل جائے۔

تیرے کس کس خیال کو دل سے جدا کروں۔

میرے ہر خیال میں تیرا ہی خیال رہتا ہے۔

صائم نے آیت کو دیکھتے ہوئے شاعرانہ لہجے میں کہا تو وہ جھینپ کر پہلو بدل گئی۔

"چلو عزہ اب تم باقی ہو۔"

محرم نے یاد دہانی کروائی تو عزہ نے منہ بسورا معاً کچھ یاد آنے پہ اس نے ایک ادا سے سب کی جانب دیکھا۔

روبرو ملو گے تو قائل ہو جاؤ گے۔

ہاں جی۔دور سے ذرا ہم مغرور لگتے ہیں۔

عزہ سادگی بھرے لہجے میں بولی تو عفان نے اس کی طرف جھکتے ہلکی آواز میں کہا۔

ہم تو پہلے سے ہی آپ کے قائل ہیں۔

کیوں جان سے مارنے کا ارادہ ہے۔

عفان لوفرانہ انداز میں بولا تو اس کی بے باکی پہ عزہ نے پہلو بدلا اور سرخ چہرے سمیت اسے گھورا۔کافی دیر اسی طرح محفل جمی رہی اور وقتاً فوقتاً سب کے قہقہے آفندی ہاؤس میں گونجتے رہے۔

****

"مام پریشے کہاں ہے۔"

معاذ جو گھر آنے کے بعد کمرے میں جا چکا تھا اور

پریشے کا کمرے میں آنے کا انتظار کر رہا تھا کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی وہ کمرے میں نہ آئی تو معاذ کمرے سے باہر آکر فوزیہ بیگم سے بولا تو انہوں نے مسکراہٹ دبا کر کچن کی طرف اشارہ کیا جبکہ ان کے اشارہ کرنے پر معاذ دانت پیس کر رہ گیا اور کچن کی طرف چل دیا جہاں پریشے میڈم ہمیشہ کی طرح کھانے سے بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھی۔اسے کھاتا دیکھ معاذ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ در آئی معاً اس نے گلہ کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا لیکن پریشے تو ایسے مصروف تھی جیسے صدیوں سے کچھ کھانے کو نہ ملا ہو۔

"موٹی بس کرو کتنا کھاؤ گی۔"

معاذ اسے چڑاتے ہوئے بولا تو اس کی توقع کے عین مطابق پریشے چڑ بھی گئی۔

"نہیں آپ کو کیا مسئلہ ہے میرے کھانے پہ بھی نظر رکھے گے اب۔"

پریشے تنک کر بولی۔ایکسپیکٹنگ پیریڈ میں پریشے کو بھوک زیادہ لگتی تھی جس وجہ سے معاذ اسے اکثر تنگ کرتا رہتا تھا۔

"کچھ خوف کرو وہاں سے بھی اتنا ٹھوس آئی ہو۔یہاں آکر بھی ٹھوس رہی ہو تم تو عنقریب گول گپا بنو گی۔"

معاذ مسکراہٹ دبا کر مصنوعی سنجیدگی سے بولا تو پریشے منہ پھلا کر کمرے کی طرف چل دی۔

معاذ بھی اس کی ناراضگی کے خوف سے اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

"ناراض ہو گئی کیا۔"

معاذ اس کا کندھا ہلا کر بولا جو کروٹ لے کر لیٹی ہوئی تھی جیسے اب معاذ کو نہ بلانے کی قسم کھالی ہو لیکن اس کی بات پہ بھی پریشے ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"اچھا یہ دیکھو میں تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔"

معاذ نے وہی حربہ آزمایا جس کے پورے ہونے کے چانسز تھے اور ہوا بھی وہی اگلے ہی پل وہ ساری ناراضگی بھول کر اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔

"اب آپ اتنا کہہ ہی رہے ہیں تو دیکھ ہی لیتی ہوں۔"

وہ احسان کرنے والے انداز میں بولی تو معاذ نے فقط آئبرو اچکانے پر اکتفا کیا اور اپنے خالی ہاتھ آگے کر دیے۔ پریشے اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"اچھا اچھا یہ لو تمہاری پسندیدہ چاکلیٹ۔"

معاذ جلدی جلدی اسے چاکلیٹ دکھاتا ہوا بولا مبادہ وہ اسے ہی نہ کھا جائے۔ ویسے بھی آج کل بس ٹھونس ہی رہی تھی۔ پریشے آرام سے اس کے ہاتھ سے وہ چاکلیٹ پکڑ کر کھانے لگی۔

"میرا بے بی بھی تمہاری طرح موٹا ہو گا مجھے تمہاری کھانے کی رفتار سے اندازہ ہو رہا ہے۔"

معاذ اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ لے کر کھاتا ہوا بولا تو پریشے اس کی بات پہ روہانسی ہو گئی۔

"میں موٹی ہو گئی تو آپ مجھ سے پیار نہیں نہ کرو گے ہے نہ۔"

پریشے سوں سوں کرتے ہوئے بولی تو معاذ اس کی بات پہ بوکھلا گیا۔

"ایسا سوچا بھی کیسے تم نے میرا پیار کسی ظاہری خوبصورتی کا محتاج نہیں ہے پری میں نے پہلے بھی شاید یہ بات تمہیں سمجھائی تھی اور ویسے بھی میں تمہیں تنگ کرتا ہوں۔ اتنی بری خوشی تم نے مجھے دی ہے اس کے بدلے تم آلو بینگن ٹماٹر گو بھی بھی بن جاؤ گی نا جب مجھے پیاری ہی لگو گی۔"

وہ پریشے کو اپنے ساتھ لگاتا ہوا ماتھا چومتے ہوئے آخر میں پٹڑی سے اترتا ہوا بولا تو پریشے نے اس کے بازو پہ تھپڑ مارا اور دوبارہ کروٹ لے کر لیٹ گئی۔ معاذ نے مسکراہٹ دباتے اسے اپنی جانب کھینچا اور اسے اپنے حصار میں لیتے آنکھیں موند گیا۔ پریشے نے بھی آسودگی سے اس کے سینے پہ سر رکھ کر آنکھیں موند لی۔

****

مہرون رنگ کے کامدار شرارے میں سر پر اسی کے ساتھ کا کامدار بھاری دوپٹہ سجائے برائیڈل میک اپ میں وہ کوئی شہزادی ہی لگ رہی تھی۔ ابھی بھی وہ خود کا عکس آئینے میں دیکھتے آنے والے لمحات کی بابت سوچ رہی تھی۔

"واؤ آیت تم تو اتنی پیاری لگ رہی ہو۔ اللہ پاک نظر سے بچائے۔"

حجاب اور عزہ جو ابھی ہی اس کے روم میں آئے تھے اسے دیکھتے کورس میں بولیں تو آیت بے ساختہ مسکرا دی۔ وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی آفندی ہاؤس آ گئی تھی جبکہ صائم لوگوں کی گاڑی ان کے نکلنے کے کچھ دیر بعد نکلی تھی۔

وہ لوگ ابھی اس کے نزدیک بیٹھی ہی تھی کہ آفندی صاحب عالیہ بیگم اور ایان کمرے میں داخل ہوئے۔ اپنے ڈیڈ اور مام کر دیکھتے آیت کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی۔ وہ فوراً ہی ان کے سینے سے لگتے اشک بہانے لگی۔

"ماشاءاللہ ہماری بیٹی تو اتنی پیاری لگ رہی ہے تو پھر یہ رونا کیسا۔"

آفندی صاحب اس کے گرد حصار قائم کرتے ہوئے بولے

"ہماری بیٹی ہے ہی پیاری۔"

مسز آفندی نے بھی تائید کی مگر ایان ماحول کو افسردہ ہوتے دیکھ بول اٹھا۔

"رہنے دیں ماما بابا ایویں زیادہ فری ہو جائے گی یہ کوئی پیاری نہیں ہے بس میک اپ کا کمال ہے۔ اس کا وہ حال ہے کہ نوکیا کا موبائل اندر گیا اور آئی فون پرومیکس باہر نکل۔"

اپنی طرف سے اس بے ماحول خوشگوار کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی رہا۔ وہ سب نم آنکھوں سے کھکھلا کر ہنس دیئے تھے۔

"ڈیڈ سمجھالیں اس بندر کو۔"

آیت نے آنکھوں سے آنسو صاف کرتے کہا۔

"میں بندر نہیں ہوں ہاں لیکن تم چڑیل ضرور لگ رہی ہو۔"

ایان نے اس کی بات سرے سے ہوا میں اڑائی۔

"ایان مت تنگ کرو میری بیٹی کو۔"

عالیہ بیگم نے مسکراتے ایان کو وارن کیا اور آیت کو اپنے حصار میں لیا جو انہیں بلکل کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی۔

"اچھا نہیں کرتا بھئی پر آپ کا ایک بیٹا بھی ہے اسے بھی یاد رکھیں۔"

یہ کہتے ایان بھی انکے حصار میں جگہ بنا گیا اور آیت کے سر پر بوسا دیتے باہر کی جانب چل دیا۔

آفندی صاحب اور عالیہ بیگم بھی اسے پیار کرتے باہر چلے گئے جہاں مہمان آنا شروع ہو گئے تھے اور ان سے ملنا ملانا بھی ضروری تھا۔

"آیت بارات آگئی ہے ہم لوگ آتے ہیں تم چاہو تو کھڑکی سے دیکھ سکتی ہو۔"

عزہ شرارت سے کہتی نیچے کی طرف چل دی جہاں صائم کی انٹری ہونے والی تھی۔آیت نے نرمی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا اس کے بر عکس دل کی حالت عجیب سی تھی۔اس نے بے ساختہ اپنی نم ہتھیلیاں مسلی۔

"کہاں کی جلدی ہے بھائی۔"

عزہ اور آیت کو یوں سامنے دیکھ کر صائم نے حیران نظروں سے دونوں کو دیکھا جو دونوں ہاتھ کمر پہ جمائے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"ایسے مت دیکھے بھائی چلیں ہمارا نیگ دیں۔"

عزہ نے انکھیں پٹپٹا کر بولتے اس کی جانب اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ عفان نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو پستہ رنگ کے پیروں کو چھوتے فراک پہ ڈوپٹہ شانے پہ سجائے دوسرے شانے پہ بالوں کو کرلز کر کے ڈالا ہوا تھا۔

"اب کونسا نیگ ویسے بھی آپ لوگ باراتیوں کی طرف سے ہیں۔"

عفان نے بولنا ضروری سمجھا۔اس کے بولنے پر عزہ نے بے نیازی سے انکھیں گھمائی اوراس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہم یہاں آیت کی بہنیں بن کر کھڑی ہیں۔"

اس نے گویا سب کو اطلاع دی۔ صائم کو ان کی بات پہ غش ہی آ گئے جو کسی کی بھی بہنیں بن کر ہر کسی کو ٹھگنے نکل پڑتی تھی۔

"کتنا لوٹا ہے تم لوگوں نے ہمارے بھائیوں کو۔"

عفان نے پھر سے اسے ٹوکتے دہائی دی۔

"ابھی اور رسمیں کرینگے جب سب کو پتہ چل جائے گا اور آپ کی باری اس سے زیادہ رسمیں کر کے لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم۔"

عزہ نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا اور اسے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔ اس سے پہلے دوبارہ عفان اس کی بات پہ کچھ بولتا وہ صائم کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بھائی جلدی کریں پھر آپکی دلہن کو بھی باہر لانا ہے۔"

عزہ نے مسکرا کر اصرار کیا تو حجاب نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"کیا لے کر اندر آنے کی اجازت ملے گی۔"

معاذ کے پوچھنے پر وہ دونوں کھل اٹھی اور گلہ کھنکھارتے ان کی جانب دیکھا۔

"یہی کوئی پچیس پچاس ہزار۔"

حجاب نے احسان کرنے والے انداز میں ان سب کو اطلاع دی جبکہ رقم سنتے ہی ایان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"صائم بھائی یہ پاگل ہوگئی ہے آپ لوگ اندر آئیں۔ ایسے پاگلوں کو نظرانداز کرنا سب سے بہترین آپشن ہے۔"

ایان نے مسکرا کر دانت پیستے ہوئے کہا لیکن حجاب نے بیچ میں آکر ایک بار پھر اس کا راستہ روکا۔

"تم۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی اذلان کی گھمبیر آواز اس افراتفری والے ماحول میں گونجی سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اب ناگواری کے تاثرات پھیل چکے تھے۔

"صائم کیا کھڑے دیکھ رہے ہو کر دو نا رسم پوری۔ شادی کر رہے ہو تو یہ بھی ساتھ ساتھ ہی ہے۔ ڈونٹ بی پینک اور ان دونوں کی بات سننے کی تو قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

اذلان کے سنجیدگی سے کہنے پر صائم نے اثبات میں سر ہلاتے سب کو دیکھتے انھیں ان کی مطلوبہ رقم دی اور ان سب کے جھرمٹ میں اندر کی طرف بڑھا تھا۔ عزہ اور حجاب ایک ادا سے پیسے عفان اور ایان کو دکھاتی طنزیہ نگاہوں سے انہیں دیکھتی اندر کی طرف چل دی۔ وہ دونوں اپنی ہار پہ تلملا کر رہ گئے۔ صائم کے سٹیج پہ براجمان ہوتے ہی آیت کو باہر لانے کی تیاریاں شروع ہوگئی۔ تحریم بیگم مسلسل اس کی بلائیں لے رہی تھی جو سکن کلر کی شیروانی پہنے کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔ چند ساعتوں بعد آیت عالیہ بیگم اور آفندی صاحب کے ہمراہ چلتی ہوئی اسٹیج کی

جانب بڑھ رہی تھی۔ایان بھی اس کے عقب میں ساتھ ساتھ ہی تھا۔اسے اپنی طرف آتا دیکھ صائم مبہوت رہ گیا۔وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے اسے اپنی جانب آتا دیکھ رہا تھا۔

"صائم بھائی تسلی رکھیں آپکے پاس ہی آرہی ہے۔یوں ندیدوں کی طرح گھورنے سے کچھ نہیں ہوگا۔"

عفان کی آواز نے اسے ہوش کی دنیا میں پٹخا۔صائم خجل سا ہو گیا۔اس نے عفان کو گھور کر دیکھا تاکہ اس کا پلڑا بھاری ہی رہے اور اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے آیت کے آگے اپنی چوڑی مضبوط ہتھیلی پھیلائی جسے جھجک کر تھامتی وہ صائم کی مدد سے اسٹیج پر چڑھی تھی

ان کے اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد ایان اور عفان صائم کو کسی نا کسی بات پر چھیڑ رہے تھے جس پر وہ محض مسکرا دیتا تو کبھی جوابی کاروائی کرتا۔اسی سب کے دوران عزہ مٹھائی سے سجی پلیٹ لے کر سٹیج کی جانب آتی دکھائی دیں جو بظاہر تو سنجیدہ دکھ رہی تھی مگر آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔اسے آتے دیکھ حجاب بھی اس کے ساتھ ہو گئی باقی سب وہیں بیٹھے ہونے والی کاروائی کا انتظار کر رہے تھے۔

"کہاں جا رہی ہو تم دونوں۔"

محرم ان دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی جن کے چہروں سے صاف واضح تھا کہ کچھ غلط تو لازماً ہونے والا ہے۔

"آپی زیادہ کچھ نہیں بس سٹیج پہ موجود لوگوں کی خاطر داری کرنے جا رہے ہیں۔"

عزہ نے دانت پیستے ہوئے سٹیج بولا۔ جبکہ محرم نے اس کی بات پہ سٹیج کی جانب دیکھا جہاں عفان اذلان اور صائم اور آیت کے علاوہ کوئی دکھائی نہ دیا۔ اس سے پہلے کے محرم کچھ بول کر انہیں ٹوکتی عزہ اور حجاب وہاں سے غائب ہو گئی جبکہ محرم ان کی حرکتوں پہ افسوس ہی کر سکتی تھی بس۔

"بھائی آپ کی شادی ہے نہ تو منہ میٹھا کرنا تو بنتا ہے۔"

عزہ نے مسکراتے ہوئے چمچ سے مٹھائی کا ٹکڑا توڑ کر صائم کے منہ میں ڈال دیا۔ ابھی بھی سب خاموشی سے ان کی کاروائی کا ملاحظہ کر رہے تھے۔

"اب آیت کی باری۔"

حجاب کھنکتے لہجے میں بولی۔

"بھائی کی بیوی ہے بھابھی بولا کرو۔"

عفان بڑوں کی طرح سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"اچھا ایسے تو محرم آپی بھی آپ کے بھائی کی بیوی ہیں کیا خیال ہے آپکا۔"

حجاب نے دوبدو جواب دیا تو عزہ دانت نکوسنے لگی جبکہ عفان اپنی بے قدری پہ منہ بنا کر رہ گیا۔

"چلیں بھائی اب آیت کو کھلائیں۔"

عزہ کی فرمائش پر سب نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا جس کا اثر لئے بنا اس نے چمچ صائم کو پکڑا دیا۔ آیت کو مٹھائی کھلا دینے کے بعد بھی ان دونوں نے بس نہ کی بلکہ اب کی بار وہ بغیر رکے اذلان محرم کی طرف بڑھی۔

"اذلان بھائی آپ کے دوست کی شادی ہے اس لئے کوئی بہانہ نہیں۔"

ازلان کو کہتے ہی ان دونوں کو بھی مٹھائی کھلائی اور اب وہ لوگ معاذ اور پریشے کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اسی دوران عقب سے آنے والی آواز پر حیرت سے ان دونوں نے مڑ کر دیکھا۔

"میں بتا رہا ہوں آپ سب کو یہ لڑکیاں پھر سے آپ سب کو لوٹنے کی فل پروف پلیننگ کر کے آئی ہیں۔"

عفان نے وارن کرنے والے انداز میں ان سب کو باور کرایا جبکہ وہ لوگ اس کے انداز پر کھل کر مسکرا دیئے۔

"کوئی پلیننگ نہیں ہے۔ یہ ہماری محبت ہے"

عزہ نے آنکھیں سکیڑتے جواب دیا اور آگے بڑھ کر پریشے اور معاذ کو بھی مٹھائی کھلائی۔ اب اسے ایان کی طرف بڑھتا دیکھ کر عفان کی آنکھیں صدمے سے کھل ہی گئیں۔

سب کو مٹھائی کھلانے کے بعد وہ اسٹیج سے اترنے ہی لگی تھی کہ عفان کا منہ دیکھ کر ایان ان دونوں کو مخاطب کر بیٹھا کیونکہ عفان کا صدمے سے کھلا منہ اس سے کہاں برداشت ہو رہا تھا۔

"عزہ عفان باقی ہے ابھی۔"

ایان کے اطلاع دیتے پر وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

"اوہ ہاں میں بھول گئی تھی۔"

یہ کہتے ہی وہ مسکرا کر عفان کی جانب بڑھی اسے یوں خود کے پاس مسکرا کر آتا دیکھ عفان تو بے ہوش ہونے کو تھا۔

"لیں بھی اب۔"

عزہ نے چمچ اس کی طرف بڑھاتے محبت سے مٹھائی کھانے کا اشارہ کیا۔ عفان نے پہلے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر پھر نا جانے کیا سوچتے اس کے زیادہ اصرار پہ ہوش میں آتے اس نے تھوڑی سی مٹھائی چمچ میں

بھرتے کھالی مگر جیسے ہی اس مٹھائی کا ذائقہ منہ میں گھلا عفان کا کھانس کھانس کر حال برا ہو گیا کیونکہ جو گلاب جامن عفان کو عزہ نے کھلایا تھا اس میں مٹھاس کی جگہ مرچیں بھری ہوئی تھیں۔ عزہ نے شاطرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا ذہن میں کچھ دیر پہلے والا منظر لہرایا۔ وہ جب پیچھے مڑ کر جانے لگی تھی تب وہ جا نہیں رہی تھی بلکہ وہ مرچوں والا مٹھائی کا ٹکڑا آگے کر رہی تھی کہ کسی کو شک نا ہو اس پر اور ہوا بھی یہی تھا کہ ایان کہ آواز دینے پر اس نے ایسے ظاہر کیا کہ وہ واقعی میں عفان کو فراموش کر بیٹھی تھی۔

اور اب اس کی حالت دیکھ کر جہاں سب حیران تھے وہیں عزہ کا بے ساختہ قہقہہ لان کی فضا میں گونجا۔ اس نے ایک نظر سب کو دیکھتے اطراف کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر کنٹرول رکھتے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا جسے وہ غصے سے تھام کر جلدی سے ایک ہی گھونٹ میں پی گیا۔ محرم نے غصیلی نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھا جو مسکراہٹ چھپانے کے چکر میں لال انار ہو رہی تھی۔

عزہ اٹس ٹوٹلی رونگ۔ مجھے اس حد تک گر جانے کی امید نہیں تھی تم سے۔

محرم شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لہجے میں بولی تو وہ کچھ خائف سی ہو گئی۔

"عفان اب ٹھیک ہو۔"

محرم نے اس کی حالت کے پیش نظر پوچھا۔ عزہ کو بھی کچھ شرمندگی سی محسوس ہوئی کہ بھلا کیا ضرورت تھی ایسا مذاق کرنے کی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔"

عفان گہرا سانس بھرتے ہلکی آواز میں بولا کیونکہ مرچیں ایک دم سے کھانے سے زبان سے ساتھ ساتھ سینہ بھی جلنے لگا تھا۔اس نے قہر برساتی نگاہوں سے عزہ کی جانب دیکھا جو اب بے چینی سے پہلو پہ پہلو بدل رہی تھی۔

"اور تم اب بچنا مجھ سے۔"

وہ عزہ کو وارن کرتے ہوئے بولا جس پر وہ ناچاہتے ہوئے پھر سے ہنس دی۔

"میری غلطی نہیں ہے میں تو انہیں کھلائے بنا جا رہی تھی یہ سب ایان نے کہا تھا۔"

عزہ نے سارا قصور ایان پر ڈال دیا۔

"میں نے کب کہا کہ عفان کو مرچ والی مٹھائی کھلاؤ۔ جھوٹی مکار عورت۔"

ایان نے اسے لتاڑا جو اب اپنا سارا کیا دھرا اس پہ انڈیل رہی تھی۔

"اچھا اب بس کرو رخصتی کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

پریشے نے عفان کو سنبھلتے دیکھ یاد دہانی کروائی تو سب نے اس کی بات کی تائید کی تھی۔صد شکر تھا کہ گھر کے سب بڑے سٹیج سے نیچے ہی تھے ورنہ یہاں ہنگامہ برپا ہو جاتا۔عفان اپنا نچلا لب دانتوں تلے دباتے اپنے سر کے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔عزہ نے ناسمجھی سے اس کی چوڑی پشت کو تکتے شانے اچکائے۔

****

گھر پہنچتے ہی تمام رسومات سے فراغت حاصل کرتے وہ جیسے ہی کمرے میں پہنچا اور مسکراتے ہوئے بیڈ کی جانب نگاہ اٹھائی لیکن اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ فوراً سے پہلے سکڑ گئی کیونکہ آیت محترمہ بیڈ پہ موجود ہی نہیں تھی۔اس

نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے اطراف میں نگاہ دوڑائی تو اسے ٹیرس پہ کھڑے دیکھ کر سکون کا سانس لیا اور مسکراتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا۔ وہ پوری دلجمعی سے آسمان پہ نگاہیں جمائے ناجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ صائم نے بے ساختی کھانس کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا لیکن مقابل کی جانب سے کوئی ردِ عمل ناپا کر اسے عقب سے ہی اپنے حصار میں لیا۔

"اتنی گم ہو کر کیا سوچ رہی ہو۔"

وہ اس کے کندھے پہ ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے بولا تو آیت ہڑبڑا کر ہوش میں آئی۔

"نہیں کچھ بھی نہیں وہ آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی آپ آئے ہی نہیں تو میں یہاں آگئی۔ یہاں سے اتنا خوبصورت لگ رہا ہے نا یہ۔"

وہ مسکراتے ہوئے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی تو صائم نے ایک نظر اس کے ہاتھ کو دیکھ کر اس کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھائی جس سے آیت کا دل پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"کیا ہوا کانپ کیوں رہی ہو۔"

صائم مسکراہٹ دبا کر اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے بولا۔ اسے تنگ کرنے میں بھی اپنا ہی مزہ تھا۔

"ڈر تو نہیں رہی ہاں شرما رہی ہوں۔"

آیت معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی تو صائم کی ساری شوخی سرے سے ہوا ہوئی اور وہ صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگا جو اپنی شادی کی رات کیسے پر سکون سی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ مگر شاید نہیں یقیناً وہ یہ بات فراموش

کر گیا تھا کہ وہ دی گریٹ آیت صاحبہ ہے جو شرماتی کم دوسروں کو شرمانے پر مجبور زیادہ کرتی ہے لیکن آج صائم نے بھی سوچ لیا تھا کہ آیت بی بی کے ہوش ٹھکانے تو لازما لگانے ہیں۔

"اچھا تو بتاؤ پھر کیسا محسوس ہو رہا اس جلاد کی بیوی بن کر۔"

وہ اس کے گرد حصار تنگ کرتا ہوا بولا جبکہ اب کی بار آیت کے سچ میں پسینے چھوٹے لیکن وہ آیت کی کیا جو ہار مان لے تبھی گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا۔

"ویسے کچھ خاص اچھا نہیں لگ رہا میں نے تو سنا تھا سڑیل سے سڑیل بندہ بھی شادی کے بعد رومینٹک ہو جاتا لیکن یہاں تو کوئی آثار ہی نہیں ہے۔"

وہ مصنوعی منہ بنا کر بولی۔اپنی بات کے جواب میں صائم کی پر تپش نگاہیں خود پہ محسوس کر کے اسے اندازہ ہوا کہ آج پھر وہ غلط بولنے کی سنگین غلطی کر چکی ہے۔

"میرے خیال سے مجھ سے زیادہ تمہیں جلدی ہے۔"

صائم شوخی سے اس کا گال سہلاتے ہوئے بولا تو آیت نے اپنا حلق تر کیا۔

"آپ ذرا وہاں جا کر بیٹھیں زیادہ ہی بے شرم ہو گئے ہیں آپ۔۔"

وہ اپنے گال سے اس کی انگلیوں کا لمس مٹاتے ہوئے چیخ کر بولی۔

"بیوی کے ساتھ تو یہ بے شرمی جائز ہے نہ پھر۔"

وہ اپنی دائیں آنکھ دباتے ہوئے بے شرمی سے بولا۔

آیت کا اس کی بے شرمی پر منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اسے یقین نا آیا کہ یہ وہی صائم خان ہے جو اسے کھانے کے درپے تھا اور اب کیسے ہر بات پہ مسکرا رہا ہے۔

"توبہ توبہ شرم کریں شادی سے پہلے تو آپ ایسے نہیں تھے۔"

وہ اس سے نظر بچا کر سائیڈ سے نکلتے ہوئے بولی لیکن صائم نے بروقت اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور اسے اپنے حصار میں لیتے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔

"میں شادی سے پہلے یہ حرکات کرتا ناتو تم پھر مجھ سے منہ چھپاتی پھرتی ہاں ابھی شادی کے بعد تم خود بھی میرے رنگ میں رنگتے کچھ بے شرم ہو جاؤ گی۔"

اس نے اسے بیڈ پہ بٹھاتے سائیڈ ٹیبل سے ایک مخملی سی ڈبی نکالتے ہوئے اس میں سے پازیب نکالی تھی۔

"یہ تمہاری منہ دکھائی کیسی لگی۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو آیت نے ایک نظر اپنے پاؤں میں بندھی پازیب کو دیکھتے فوراً اپنا پاؤں پیچھے کر لیا اور ناجانے کیا سوچتے بیڈ سے اٹھنے لگی کہ فوراً صائم نے کلائی سے تھام کر اپنے پاس بٹھایا۔

"ویسے ایک بات تو بتائیں آپ کو تو میں پسند نہیں تھی ہر وقت مجھے کھانے کو دوڑتے تھے اب شادی کیوں کی مجھ سے۔"

وہ اس کا دھیان ان باتوں سے بٹانے کی غرض سے بولی۔صائم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تمہیں کس نے کہاں کہ میں تمہیں پسند نہیں کرتا تھا کیا پتہ وہ میرے شادی سے پہلے پیار کرنے کا انداز ہو۔"

وہ اس کے ماتھے پہ لب رکھتا ہوا شرارت سے بولا۔

"اتنا گندا انداز ایسے لگتا تھا جیسے میں بچپن میں آپ کے پیسے لے کر بھاگی ہوں۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"پیسے تو بہت چھوٹی چیز ہے تم تو میرا سب کچھ لے چکی ہو اب اور کیا جان بھی لینے کا ارادہ ہے۔"

وہ جذبات سے بھرپور انداز میں بولا۔اس کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا آیت اس کی بات پہ تفاخر سے مسکرا دی لیکن اس کی بدلتی نظریں محسوس کر کے وہاں سے ایک بار پھر اٹھنے لگی کہ صائم نے بروقت اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ارے بار بار کہاں بھاگی جا رہی ابھی تو ایک مشن پہ بھی کام کرنا ہے۔"

اس کے لہجے میں خماریت محسوس کر کے آیت کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"کیسا مشن۔"

وہ لرزتی آواز میں بولی۔

"تمہارا پسندیدہ مشن۔"

اس نے اپنے لفظوں سے باور کروانے کی کوشش کی اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ کی پشت کو نرمی سہلایا۔

"میرا۔"

وہ کسمسا کر بولی۔

"ہاں نہ بارہ بچوں والا ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیے نہ ہمیں۔"

وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے بولا تو آیت اچھل کر بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر اسے اپنی جانب شاکی نگاہوں سے دیکھتے ہی صائم کا مدھم سا قہقہہ کمرے کی فضا میں گونجا اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی صائم اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔ آیت اس کی حرکت پہ دل کھول کر ہنس دی تھی۔ صائم کو یقین تھا کہ اب اس کی زندگی آیت کے سنگ یوں ہی ہنستی مسکراتی گزرنے والی ہے۔

****

"عزہ پلیز مجھے لیموں پانی بنادو میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔"

محرم سب کاموں سے فارغ ہو کر اپنا سر دباتے ہوئے بولی تو سب نے پریشان نظروں سے اس کی جانب دیکھا جو نڈھال سی صوفے سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی۔ اذلان جو معاذ کے ساتھ ہال وغیرہ کے کاموں سے فارغ ہو کر گھر آیا تھا فوراً متفکر ہو کر اس کے پاس پہنچا۔

"زیادہ طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلیں۔ میں کل بھی بول رہا تھا۔"

اذلان اس کا ماتھا چیک کرتا ہوا ناسمجھی سے بولا تو محرم اسے وہاں دیکھ کر گڑ بڑا گئی کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ شاید اذلان گھر جا چکا ہے تبھی یوں ڈھیلی ڈھالی سی یوں بیٹھی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

محرم نے عجیب ہونقانہ سوال کیا۔ اس کی بات پہ جہاں اذلان نے حیرانگی سے اسے دیکھا وہی تحریم بیگم نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا تو محرم گڑ بڑا گئی۔

"نہیں نہیں میرا مطلب کہ کافی ٹائم ہو گیا نہ مجھے لگا کے آپ جا چکے ہونگے۔"

محرم نے کھسیاتے ہوئے وضاحت کی اتنی دیر میں عزہ پانی لے آئی جسے محرم نے فوراً سے پہلے تھام لیا۔

"اور آپ کو ایسا کیوں لگا کہ آپ کو لیے بغیر میں چلا جاؤں گا۔"

اس کی سنجیدگی سے کہی بات پہ محرم کا پانی حلق میں ہی اٹک گیا۔اس نے غصیلی نگاہوں سے اذلان کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب آپ آج بھی مجھے گھر لے جانے لگے ہیں۔"

محرم شاکی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"جی بلکل۔"

اذلان نے بغیر کسی تردد کے تحمل سے جواب دیا جیسے یہ اس کیلیے کوئی بڑی بات نا ہو۔

"آپی بھائی وہ رہا کمرہ۔"

عزہ سب کو ان کی جانب متوجہ ہوتا دیکھ بول پڑی تو محرم ایک شکوہ کناں نظر اس پہ ڈال کر پیر پٹختے ہوئے کمرے کی طرف چل دی۔اذلان بھی نفی میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ایک دن کی تو بات ہے۔"

محرم بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے تنک کر بولی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی مجھے آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک لگ رہی آپ چپ کر کے میرے ساتھ چل رہی ہیں۔"

وہ وارن کرنے والے انداز میں بولا تو محرم کے آنسو ساتھ ہی آنکھوں سے باہر نکلتے گالوں پہ بہہ گئے۔

"ہاں جی بس اب اپنا پسندیدہ ہتھیار استعمال کر کے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔"

ازلان دل ہی دل میں سوچتے محفوظ ہوتے ہوئے بولا۔

"اوکے رہ لیں لیکن صرف کل کا دن ناؤ نو مور ڈسکشن۔"

وہ اس کا ماتھا چومتا ہوا بولا تو وہ اس کے مان جانے پہ ہی ہولے سے مسکرا دی اسے مسکراتا دیکھ ازلان نے اسے اپنی جانب کھینچا اور اس کے بال ہولے سے سنوارے۔ اس سے پہلے کے محرم کچھ بولتی ایکدم دل خراب ہونے پر واشروم کی طرف بھاگی ازلان بھی پریشانی سے اس کے پیچھے گیا جو واش بیسن پہ جھکی مسلسل الٹیاں کر رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے محرم۔"

ازلان کو اب سہی معنوں میں پریشانی ہوئی تھی اسلیے محرم کے کمر سہلاتے ہوئے بولا۔

"مجھے لگتا ہے کہ شادی کا کھانا کھا کر ایسیڈیٹی ہو گئی ہے۔"

وہ اپنا چہرہ ٹاول سے پونچھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔ ازلان نے تفکر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"چلیں ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں۔"

ازلان گاڑی کی چابیاں پکڑتے ہوئے عجلت میں بولا تو محرم اس کی جلد بازی پہ بوکھلا گئی۔

"گھر میں شادی کا ماحول ہے سب اتنا خوش ہے اب کیا ٹینشن دے کر اچھا لگے گا میں ٹھیک ہوں اب آپ پریشان نہ ہو۔"

وہ اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہوئے نرمی سے بولی۔

"آپ کو ہر معاملے میں سب کی فکر ہوتی ہے بس اپنی ہی نہیں ہوتی محرم کبھی اپنت متعلق بھی سوچ لیا کریں خدارا مجھے آپ کی ضررت ہے سب سے زیادہ اور یہاں آئیں میرے پاس بیٹھیں تاکہ میری پریشانی کم ہونے میں افاقہ ہو۔"

وہ اسے بھی اپنے پاس بٹھاتے ہوئے بولا۔اس سے پہلے کے وہ کچھ کرتا موبائل پہ ہونے والی رنگ نے اس کا سارا موڈ خراب کر دیا جبکہ محرم نے سرے سے مسکراہٹ دبائی۔

"کدھر جا رہی ہیں آنا آپ کو میرے پاس ہی ہے۔"

ازلان اسے اٹھتا دیکھ اس کی کلائی تھامتا ہوا بولا تو محرم دھیما سا مسکائی۔

"مجھے آپ کے پاس سے کہی جانا بھی نہیں ہے۔"

وہ ازلان کے سینے سے لگتے ہوئے بولی۔اس کی بات پر ازلان سرشاری سے مسکرا کر اسے اپنے اندر بھینچ گیا۔

"ابھی تو بھاگ رہی تھی۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے جتانے والے انداز میں گویا ہوا۔ محرم نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

"میں پانی پینے لگی تھی مگر مجھے لگتا ہے کہ آپ کا دل نہیں ہے کہ میں پانی بھی پیو۔"

اس نے اس کی غلط فہمی دور کرنی چاہی اور باور کروانے والے انداز میں بولی۔ازلان اس کی بات پہ خفت سے سرخ پڑ گیا مگر اب شرمندگی کا اثر بھی تو زائل کرنا تھا نا۔

"جی بلکل کیونکہ فلحال فقط مجھے اپنی نگاہوں کی پیاس بجھانے دیجیے۔یقین مانیں میرا دل ہی نہیں مانتا کہ آپ میرے سامنے سے اٹھیں میں بس چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس ہو اور آپ کی محبت بھری باتیں بس میری سماعتوں میں اترتے مجھے سکون سے دوچار کرتی رہیں۔"

وہ نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھتے محبت سے پر لہجے میں بولتے اسے کھل کر ہنسنے پہ مجبور کر گیا اور اسی ہنسی پہ ہی تو اذلان فدا تھا وہ جب جب مسکراتی تھی اذلان کو اپنے اطراف میں جلترنگ سی بجتی محسوس ہوتی تھی۔

****

"چلو عفان گھر نہیں چلنا کیا۔"

اذلان اسے صوفے پہ جمے دیکھ کر بولا جو ریلیکس سا بیٹھا آئسکریم کھا رہا تھا۔

"بھائی ادھر بیٹھیں ذرا یہ پکڑیں۔"

عفان اسے صوفے پہ بٹھا کر آئسکریم پکڑاتا ہوا بولا تو اذلان نے ماتھے پہ بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"اوہو یہ تو ٹھیک کریں۔"

وہ ماتھے کے بل ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔

"عزہ ون مور آئسکریم پلیز۔"

وہ صوفے سے پشت ٹکا کر بولا تو اذلان نے اس کی حرکت پہ دانت پیسے۔

"اپنا منہ بند رکھیں کتنا کھاتے۔"

عزہ کو اس کے حکم پہ تلملائی تھی اذلان کو دیکھ کر اس کی زبان کو بے ساختہ بریک لگی تھی محرم جو ابھی باہر آئی تھی اس کی حرکتیں دیکھ کر وہی بیٹھ گئی۔

"بھائی یہ دیکھ لیں کب سے تنگ کیا ہوا ہے مجھے۔"

عزہ روہانسی ہو کر اس کی شکایت کرنے والے انداز میں بولی۔اذلان نے کٹیلی نگاہوں سے عفان کی جانب دیکھا جس کی شانِ بے نیازی عروج پہ تھی۔

"اپنی حرکتیں درست کرو عفان تم اپنی بیوی کو ایسے تنگ کرنا۔"

اذلان غصے سے اسے اپنی جگہ اٹھاتے ہوئے بولا۔

"بھائی آپ کو کیسے پتہ چلا بیوی سے تو نہیں البتہ بیوی ٹوبی سے کام کروا رہا ہوں۔"

وہ اذلان کی طرف جھکتے سرگوشی میں جبکہ آخری بات بلند آواز میں بولا تو اذلان نے ناسمجھی سے جبکہ عزہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا جو بے شرمی سے تمام حدیں پھلانگ رہا تھا۔

اس کے اس طرح دیکھنے پر عفان نے شرارت سے آنکھ دبائی۔

"تمہیں شرم نہیں آئی ایسی بات کرتے ہوئے۔"

اذلان غصے سے کھڑا ہوتا ہوا دھاڑا تھا۔

"بھائی اس میں شرم کی کیا بات شادی کرنی ہی ہے نہ تو اسی سے کروں گا۔"

عفان بھی ڈھیٹ بنتا ہوا بولا۔اس سے بھی بڑا ڈھیٹ کوئی دنیا میں پیدا ہوا تھا بھلا۔ محرم بات کو سنجیدہ ہوتا دیکھ پریشان ہو گئی لیکن جیسے ہی نگاہ عزہ کی جانب اٹھی اس کو روتا دیکھ فوراً اس کی جانب بڑھی اور اسے گلے لگایا۔

"اور تم کیوں رو رہی ہو تمہیں مجھ سے میری موت ہی جدا کر سکتی ہے یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالو۔"

وہ خطرناک تیوروں سے اسے دیکھتے ہوئے غرا اٹھا تو اس کے رونے میں مزید روانی آگئی لیکن ازلان کے پڑنے والے تھپڑ سے عفان کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔اس نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی"

وہ شاک کی کیفیت میں اسے دیکھ کر بولا جس نے زندگی میں پہلی بار اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔

"مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب۔"

وہ غصے میں کہتے تن فن کرتا وہاں سے چلا گیا۔

"بھائی رکیں بھائی میں مذاق کر رہا تھا آپ چاہیں تو ایک اور تھپڑ مار لیں بھائی رکیں بھائی۔"

منہ پہ گرنے والے پانی سے وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور ہڑ بڑا کر اٹھتے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے یہاں وہاں دیکھا تو سب اس کو دیکھتے ہوئے ہنس رہے تھے۔

"یا اللہ اتنی شرمندگی نا جانے یہ خواب دیکھ رہا تھا اور میں صوفے پہ کب سویا۔"

وہ بڑ بڑانے والے انداز میں بولتے سر کھجانے لگ لیکن ان سب کو ہنوز ہنستا دیکھ کھسیا گیا۔انہی باتوں میں اس نے محسوس ہی نہیں کیا کہ اس کا ایک ہاتھ اس کے گال پہ ہی ہے۔

"عفان کیا ہوا یہاں۔"

ازلان نے پریشانی سے اس کے گال کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تو عفان کو تو جیسے کرنٹ ہی لگ گیا۔

"نہیں بھائی کچھ نہیں آپ یہاں کیسے۔"

اس نے بھی محرم کی طرح عجیب ہونقانہ سوال کیا تو اذلان کو دانت پیس کر رہ گیا جبکہ محرم کی ہنسی چھوٹ گئی اس کو ہنستا دیکھ کر سب پریشان ہوگئے جبکہ اس کے ہنسنے کا مفہوم سمجھتے ہوئے اذلان کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی اس کو اپنی جانب خطرناک تیوروں سے دیکھتا پا کر محرم نے مشکلوں سے ہنسی روکی۔

"اٹھو اب گھر نہیں چلنا کیا۔"

اذلان اسے مسلسل بیٹھا دیکھ کر بولا۔

"جی جی بھائی چلیں اس سے پہلے کہ ایک اور تھپڑ پڑ جائے۔"

عفان اپنا گال سہلا کر شکوہ کناں لہجے میں بولا اور سب سے ملتا باہر کی جانب بڑھ گیا اسی دوران اس کی نگاہ عزہ پر پڑی جو ہاتھ اور گال سے کچھ اشارہ کر رہی تھی۔

"اسے کیسے پتہ چلا کہ مجھے تھپڑ پڑا ہے لگتا ہے میں ابھی بھی نیند میں ہوں۔"

عفان سر کھجاتا ہوا بولا موقع دیکھ کر اسے ایک فلائنگ کس سے نوازتے باہر کی جانب بڑھ گیا اس کے برعکس اس کی بے باکی پر عزہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"بے ہودہ انسان۔"

وہ شرربار نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتی جھنجھلا کر بولتی پیر پٹختے ہوئے لاؤنج کی جانب بڑھ گئی۔

****

"آپی اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ کچھ برا تو نہیں فیل ہو رہا نا۔"

عزہ لاؤنج میں بیٹھی محرم کے نزدیک جگہ سنبھالتے ہوئے بولی تو وہ اپنی طبیعت خرابی کے باوجود مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"شکر ہے اللہ کا ورنہ آپ کے شوہر سے صبح کوئی سو بار مجھے فون کر لیا ہے کہ محرم کیسی ہے کیا کر رہی ہے یہ تو وہ رکیں میں انہیں اطلاع دے دوں۔"

عزہ نے اپنا سر پیٹتے فون کان سے لگاتے اذلان کو مخاطب کیا جو اس کی باتوں پہ مسلسل مسکرا رہا تھا جبکہ محرم اس کی بات پہ بھونچکا رہ گئی۔

"سن لیا آپ نے بھائی آپ کی زوجہ بلکل ٹھیک ہے الحمداللہ اب آپ بھی پرسکون ہو جایئے۔"

وہ محرم کی جانب دیکھتے ہوئے فون کے دوسری جانب موجود اذلان سے مخاطب ہوئی۔ محرم نے تھک ہار کر صوفے سے پشت ٹکالی۔ ایک نہایت ہی دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں پہ آن ٹھہری تھی۔

"عزہ مجھے کیا لگتا ہے کہ جیسے میں صرف اپنے دل کی بات کر رہی ہوں میں نہیں جانتی ایسا ہے یا نہیں مگر ویسے ہی بول رہی کہ جیسے بھائی شادی سے قبل ہی محرم آپی کو پسند کرتے تھے تبھی تو آپی کے اوپر کیسے فریفتہ ہے ایسا روڈ انسان مگر ہم سے جب بھی ملا مسکراتے ہوئے ملا اب یہ سب ایسے تو نہیں ہوتا نا۔"

آیت اپنی عادت کے مطابق شروع ہو چکی تھی۔ ان دونوں نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو کچھ بھی بول رہی تھی۔

"بس کر جاؤ آیت کچھ بھی بولتی رہتی ہو رات کو تو بھائی کے سامنے کچھ ایسا ویسا تو نہیں بول آئی۔ تمہارے سے کوئی بعید بھی نہیں۔"

محرم اس کے سر پہ چپت لگاتے ہنستے ہوئے بولی۔ آیت اس کی بات پہ کھسیا کر رہ گئی۔ اس کے برعکس عزہ کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

"آپی ویسے آیت کی بات پہ مجھے بھی سو فیصد سچائی دکھائی دے رہی ہے۔ میں اس کی بات سے کسی حد تک صحمت ہوں کیونکہ آپ کے ساتھ آپ کی موجودگی میں اذلان بھائی جو ہوتے ہیں وہ تنہائی میں نہیں ہوتے اور اب ایسا بھی ممکن نہیں ہے کہ شادی کے بعد کوئی شوہر اتنا کہاں کسی پہ لٹو ہوتا ہے۔"

عزہ بھی آیت کی بات سے قدرے متفق تھی تبھی سمجھنے والے انداز میں بولی۔ محرم ان دونوں کی فضول گوئی سے اکتا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور ان دونوں کے سر پہ ایک چپت لگاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ابھی اسے بیڈ پہ نیم دراز ہوئے پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ موبائل پہ آنے والے فون کی آواز پہ اسے سرعت سے اندازہ ہو چکا تھا کہ کون ہو سکتا ہے تبھی بنا دیکھے ہی فون کان سے لگایا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپکی۔"

مقابل کی بھاری آواز سنتے ہی اسے اپنے تھکے تھکے اعصابوں پہ پھوار سی پڑتی محسوس ہوئی۔

"جانتی تھی آپ کا ہی فون ہو گا۔"

محرم مسکراتے لہجے میں بولی۔ اذلان نے فائل سے اپنی ہٹاتے مکمل طور پہ کال پہ موجود اپنی زندگی کی جانب مبذول کرائی تھی۔

"اچھا تو مطلب اب ہمارے فون کالز کا بھی پتہ لگ جاتا ہے آپکو۔ اتنی محبت جانم۔"

وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔ محرم ہولے سے پشت چھوڑتے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

جواباً اس کے اعتراف پہ اذلان نے سرشاری سی کیفیت میں مدھم سا قہقہہ لگایا۔

"چلیں رات میں ملاقات ہوتی ہے اس وقت تک اپنا خیال رکھیے گا۔"

وہ محبت سے لبریز لہجے میں بولتے کال کاٹ گیا۔ محرم نے بھی فون بند کرتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا تھا۔ایک بار پھر آیت اور عزہ کی باتیں اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہونے لگی تھی۔ جو جو بات ان دونوں نے کی تھی وہ تو اس کے بابت سب جانتی تھی مگر وہ ان دونوں کے سامنے کر کے بات کو مزید پھیلانا نہیں چاہتی تھی تبھی خاموشی اختیار کر گئی تھی۔ابھی بھی مسلسل آتی نیند بھی اس نے بہت قابو پانے کی کوشش کی مگر نیند کے تیز جھونکے نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا تبھی وہ نیند کی وادیوں میں اترتی چلی گئی ویسے بھی رات میں صائم اور آیت کا ولیمہ تھا تو وہاں بھی اچھی خاصی تھکاوٹ ہونے والی تھی۔

****

آیت اور صائم کی ولیمے کی تقریب چونکہ رات کو انجام پانی تھی اس لیے سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ محرم بھی ایک گھنٹہ آرام کر کے اٹھ چکی تھی مگر ابھی بھی سر پہ نیند کا غلبہ شمار تھا تبھی محرم صوفے پہ ایک جانب سمٹ کر بیٹھی ستانے میں مصروف تھی۔ کچھ دنوں سے عجیب سی بے چینی سے اسے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی ابھی بھی وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں دیکھتے ہوئے اس آنٹی کی باتیں یاد کرنے میں مگن تھی جنہوں نے نا جانے کون کونسی باتیں اسے کر دی تھی کہ کب آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر گرا پتہ ہی نہیں چلا۔ کیا اولاد ہونا نا ہونا ان کے بس میں تھا یہ تو اس ذات کے کام ہیں نا تو لوگ بولنے سے قبل پھر سوچتے کیوں

نہیں۔اس دن توکسی طرح وہ ضبط کرگئی تھی مگر آج پھر سے ایک بار ضبط کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔اس کی اور پریشے کی شادی ایک ساتھ ہوئی تھی توپریشے بھی تواب اس خوشی کو جی رہی تھی وہ ہی کیوں خالی ہاتھ رہ گئی تھی۔وہ ایسا قطعی سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر نا جانے کیوں یہ باتیں دل میں خود بخود ڈیرا جما لیتی تھی۔

"کیا ہوا محرم بچے ایسے کیوں بیٹھی ہو طبیعت نہیں سنبھلی کیا۔"

تحریم بیگم جو زمان صاحب کیلیے چائے بنانے کچن کی جانب جا رہی تھی اسے صوفے پہ یوں تنہا بیٹھا دیکھ تشویش زدہ سی اس سے مخاطب ہوئی۔ محرم نے سرعت سے اپنے آنسو پونچھے۔

"نہیں ماما بس طبیعت تھوڑی سی عجیب ہے اس لیے بے چینی ہو رہی ہے۔سونے کی بہت کوشش کی ہے مگر اگلے ہی لمحے آنکھ کھل جاتی ہے۔"

محرم نے اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے ان کی گود میں سر رکھ لیا۔اس کا یوں آنکھیں صاف کرنا ان کی نگاہوں سے چھپا نہیں رہ سکا تبھی وہ پریشانی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"میرا بچہ اپنی ماما سے بھی باتیں چھپانے لگا ہے۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی تو محرم ان کی گود میں سر رکھے پھپھک پھپھک کر رو دی۔اس کے بری طرح رونے پر تحریم بیگم کو تشویش نے آگھیرا۔انہوں نے بے ساختہ اس کے بال سہلائے۔

"ادھر دیکھو کوئی پریشانی ہے کیا کسی نے کچھ کہا ہے اذلان سے کوئی لڑائی ہوئی ہے یا پھر۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے محبت سے بولی تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ماما اللہ نے میری جھولی کیوں نہیں بھری اب تک۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتی انہیں ساکت کر گئی۔

"محرم۔"

انہوں نے بے یقینی سے اسے پکارا جو چہرہ جھکائے بیٹھی تھی۔

"میں آپ سے کم از کم ایسی امید نہیں رکھتی اور شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے میری جان۔ان کاموں میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔کوئی کمی تھوڑی ہے میری جان میں۔یہ اللہ کے کام ہے وہ بہتر جانتا ہے اور یقین رکھو وہ بہترین ہی کرے گا۔میں نہیں جانتی کہ آپ کو کس نے کچھ کہا ہے لیکن کبھی بھی کسی چیز کیلیے ناامید نہیں ہونا جو ہوتا ہے اچھے کیلیے ہوتا ہے میری جان چلو اٹھو اب فریش ہو جاؤ کیا حالت بنائی ہوئی ہے۔"

وہ اس ک گال تھپتھپاتے ہوئے بولی تو محرم پہلے تو ان کی بات پہ حیران رہ گئی کہ انہیں کیسے اندازہ ہوا کہ کسی نے اسے کچھ کہا ہے لیکن پھر وہ بھی وہ ان کی پریشانی کم کرنے کی خاطر ہلکا پھلکا سا ہو کر مسکرا دی۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھتی آیت کو اپنی جانب ہی آتا دیکھ دوبارہ وہیں ٹک گئی۔آیت بھی آکر اس کے ساتھ صوفے پہ جگہ سنبھال گئی۔

"آپ کی طبیعت کیسی ہے اب آپی۔"

کچھ یاد آنے پر وہ اس کی طرف رخ موڑ کر بولی۔

"مجھے کیا ہوا میں تو بلکل ٹھیک تم سناؤ ہوش و حواس ٹھکانے پہ ہے نہ۔"

وہ شرارت سے مسکرا کر بولی تو آیت اس کی بات پہ جھینپ گئی۔

"آپپی نہ کریں نہ۔"

آیت منہ بنا کر بولی۔ایک تو ویسے بھی ان کا سامنا کرتے ہوئے ایک جھجک آڑے آرہی تھی۔

"لو جی میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں بھائی کی غیر موجودگی میں تمہاری یہ حالت ہے لگتا ہے بھائی کو فون کرنا پڑے گا کہ جلدی آئیں تا کہ ہمیں بھی اندازہ ہو کہ آپ کے سامنے آپ کی بیگم کیسے رہتی ہے۔"

وہ اسے ٹھوکا مارتے ہوئے شریر لہجے میں بولی تو آیت کھلکھلا کر ہنس دی۔ محرم نے بے ساختہ اس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

"یہ عزہ اور حجاب کہاں ہیں۔"

آیت اطراف میں نظریں دوڑاتے ہوئے بولی۔

"وہ دونوں محترمائیں کھانے کے بعد پھر سے ٹن ہو گئی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ان کی تیاری میں بس پانچ منٹ لگنے ہیں۔"

محرم کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔

"لو آ گئے تمہارے سیاں جی۔"

وہ شرارت سے کہتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تو آیت بوکھلا گئی۔اس سے پہلے کہ محرم مسکراتے ہوئے آگے کی جانب بڑھتی آنکھوں کے سامنے تاریکی چھانے کی بدولت وہ بڑی طرح لڑکھڑائی اور اپنا توازن برقرار نا رکھتے ہوئے بری طرح زمین بوس ہوئی تھی۔آیت کے دل کی دھڑکن رک گئی۔

"محرم آپی۔"

آیت کی چیخ پر صائم اور معاذ جو آپس میں محو گفتگو تھے چونک کر بھاگتے ہوئے وہاں تک پہنچے تھے۔صائم سرعت سے دو زانوں اس کے قریب جھکا۔

"محرم بچے آنکھیں کھولو۔"

صائم اس کا سر گود میں رکھ کر اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"یا اللہ خیر کیا ہو گیا میری بچی کو۔"

تحریم بیگم پریشانی سے صائم سے بولی تو زمان صاحب نے انہیں دلاسہ دیا۔ صائم عجلت میں اسے اٹھائے کمرے کی طرف چل دیا اور فوراً اپنی فیمیل کولیگ کو فون کر کے گھر بلایا تھا۔ تحریم بیگم نے اس کے چہرے پہ پانی کی چھینٹے پھینکی لیکن وہ ہنوز ہوش وحواس سے بیگانہ تھی اسے ارد گرد کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ صائم نے زیرک نگاہوں سے محرم کی جانب دیکھا اور گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی ڈاکٹر کی آمد ہوئی تو صائم انہیں کمرہ دکھا کر ایک ضروری کال کرنے کمرے سے نکل گیا۔

"ایسا کریں کے آپ لوگ تھوڑی دیر کیلیے باہر چلے جائیں مجھے پیشنٹ کا تفصیل سے چیک اپ کرنا ہے۔"

وہ پیشہ وارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی تو سب کمرے سے نکل گئے۔ تحریم بیگم ابھی بھی پریشانی سے محرم کو ہی دیکھ رہی تھی اسی دوران انہیں اپنے کندھے پہ نرم ہاتھ کا لمس محسوس ہوا انہوں نے بے ساختہ مڑ کر دیکھا تو آیت تھی۔

"چلیں آجائیں۔"

آیت انہیں اپنے حصار میں لیتے کمرے سے باہر آگئی۔

"ماما پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے سب بہت اچھا ہو گا انشااللہ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔"

صائم ان کا ماتھا چومتا ہوا تسلی آمیز لہجے میں بولا کیونکہ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے علامات جس چیز کی طرف اشارہ کر رہی تھی وہ تو پھر بہت خوشی کی بات تھی تحریم بیگم نے اس کی بات پہ سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر مسکراتے ہوئے باہر آئی تو سب نے حیرانگی سے انہیں دیکھا جبکہ صائم کو اپنے شک کی تصدیق ہوتی دکھائی دی۔

"کونگرچولیشنز آپکی بیٹی ایکسپیکٹ کر رہی ہے ابھی تھرڈ ویک ہے اور یہ کمزور بھی کافی ہے میں نے اپنے لحاظ سے چیک تو کر لیا ہے ڈاکٹر صائم مگر پھر بھی انہیں کسی سینئیر ڈاکٹر سے مسٹ چیک کروائیں اور اس لحاظ سے ان کی ڈائیٹ کا پروپر خیال رکھیے گا کیونکہ ایسی حالت میں لاپرواہی بلکل بھی نہیں برتنی چاہیے۔"

ڈاکٹر پیشہ وارانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو سب کے پریشان چہروں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ تحریم بیگم کی آنکھوں میں تو تشکر کے مارے نمی آ گئی آیت کا تو اچھلنے کو دل کر رہا تھا لیکن سب کی موجودگی کا خیال کر کے قابو کر گئی لیکن پھر عزہ اور حجاب کا سوچتے دانت پیستے ہوئے ان کے کمرے کی طرف چل دی جنہیں اس بابت کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔

"کہاں چلی۔"

صائم بھنویں اچکا کر بولا۔

"وہ عزہ حجاب کے پاس آتی ہو۔"

وہ اسے بتا کر وہاں سے فوراً غائب ہو گئی جبکہ باقی سب کمرے میں چل دیے۔

"محرم اٹھو بیٹا۔"

تحریم بیگم اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے نرم لہجے مین بولی اتنی دیر میں عزہ حجاب اور آیت بھی آندھی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوئی کہ سب گھبرا گئے جبکہ سب کو اپنی جانب متوجہ پا کر وہ تینوں بوکھلا گئی۔

"کیا ہوا آپ سب یہاں کیسے پتہ نہیں کیسے چکر آ گئے پتہ نہیں چلا آپ لوگ پریشان نہ ہو میں ٹھیک ہوں بلکل۔"

وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی تو تحریم بیگم نے اسے غصے سے گھورتے واپس بٹھایا زمان صاحب، صائم اور معاذ اسے سر پہ پیار دیتے کمرے سے باہر چل دیے ان کی حرکت پہ محرم اچھنبے سے سب کو دیکھنے لگی۔ سب اس کے تاثرات سے حظ اٹھا رہے تھے۔

"بہت بہت مبارک ہو میری جان ہماری خوشی تو ڈبل ہو گئی اور اللّٰہ نے آپ کی بھی سن لی۔"

تحریم بیگم اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی پہلے۔ محرم نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ اسے ان کی بات بات سرے سے کک سمجھ نہیں آئی تھی مگر اگلے ہی لمحے جیسے ہی وہ شعور کی منزل تک پہنچی اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی آہستہ آہستہ آنکھوں میں نمی نے ڈیرہ جما لیا۔

"ماما۔"

وہ بے یقینی کی کیفیت میں سسکی لیتی ان کی گود میں سر چھپائے تشکر سے رو دی۔

"بس بس میری جان رونا بلکل نہیں ہے اور ابھی بلکل آرام کرنا ہے یہاں سے اٹھنا نہیں ابھی اور آیت بیٹا بیوٹیشن آنے والی ہو گی آپ تیار رہیے گا۔"

"جی آنٹی اوہ سوری ماما۔"

وہ ماتھے پہ ہاتھ مار کر بولتی سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"ہائے اللہ آپی ہم خالہ بننے والی مجھے تو یقین نہیں آ رہا۔"

عزہ اور حجاب اس کے گلے لگتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی لیکن جیسے ہی نظر آیت پر پڑی تو اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا آیت بھی ان کے ساتھ ہی مل گئی۔

"بس ہماری فیملی کی آبادی بھی بڑھنے والی ہے معاذ بھائی اور پریشے آپی کا بے بی آپ کا بے بی اور پھر اس آیت کا بھی تو ہو گا نہ۔"

عزہ اسے ٹہو کا مارتے ہوئے بولی تو وہ بری طرح جھینپ گئی اسی دوران ملازمہ نے بیوٹیشن کے آنے کی اطلاع دی تو وہ ان کو دیکھتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"ویسے آپی۔"

محرم جو نا جانے کیا سوچ کر مسکرا رہی تھی عزہ کی آواز پہ ہوش میں آئی۔

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ اذلان بھائی کو کیسے بتائیں گی آپ۔"

عزہ آنکھیں نچا کر بولی تو محرم کے مسکراتے لب سکڑ گئے اور وہ پریشانی سے ہونٹ چبانے لگی۔ یہ بات تو اس نے سوچی ہی نہیں تھی۔

"مام بتا دیں گی نہ۔"

محرم ایک دم کچھ سوچ کر خوشی سے بولی۔ عزہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا مطلب شوہر وہ ان کا تھا مگر بتائے گی مام یہ کیا بات ہوئی۔ وہ جی بھر کر بدمزہ ہوئی تھی۔

"ارے ارے نہ نہ بھابھی جی یہ کام ہم سے نہ ہو پائے گا۔"

اس سے پہلے کے عزہ کچھ بولتی عفان اور مسٹر اینڈ مسز شاہ کی آمد پر وہ حیرانگی سے جھجکتی ہوئی بیڈ سے اٹھنے لگی کہ شازیہ بیگم نے ایک دم خوشی سے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔

"ہمیں تو جیسے ہی تحریم نے بتایا ہم فورا یہاں آ گئے۔"

شازیہ بیگم خوشی سے بولی۔احتشام صاحب نے محرم کے سر پہ پیار دیا اور زمان صاحب سے ملنے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"اچھا ہم کہاں تھے ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اپنے سیاں جی کو یہ خبر آپ خود دیں گی آخر کو ان کا بھی کچھ حق بنتا ہے۔"

عفان شرارت سے آنکھ دبا کر بولا تو محرم کا حلق تک سوکھ گیا جبکہ شازیہ بیگم نے اسے آنکھیں دکھائی اور محرم کو آرام کی تلقین کرتے ہوئے حجاب کے بلانے پر کمرے سے چلی گئی۔

"آپی آپ ان کی باتوں پہ دھیان نہ دیں اور آرام کریں۔"

عزہ اس کے پیچھے کشنز لگاتے ہوئے بولی۔

"تم سے کسی نے بات کی۔"

عفان بھنویں اچکاتا ہوا بولا تو عزہ نے حیرانگی سے اس کا سنجیدہ پن دیکھا لیکن اس کے منہ پھیرنے پر سبکی کے احساس سے پیر پٹختے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

"یہ کیا تھا۔"

اس کے جانے پر محرم نے حیرانگی سے عفان کو مخاطب کیا۔

"یہ کچھ بھی تو نہیں بس تھوڑا سا تنگ کرنے کا حق اب مجھے بھی ہے۔۔"

وہ آنکھوں میں شرارت لیے بولا تو محرم اس کی بات پہ تاسف سے ہنس دی۔

"چلو میں چلتا ہوں تم بات کر لو بھائی سے فون بج بج کر پاگل ہو گیا ہے۔"

عفان اس کی توجہ موبائل کی طرف مبذول کرواتا ہوا بولا جو نا جانے کب سے بج رہا تھا۔ محرم نے ہڑ بڑا کر موبائل پکڑا تو عفان ہنستے ہوئے باہر نکل گیا۔

"اسلام و علیکم۔"

محرم فون اٹھاتے ساتھ ہی دھیمی آواز میں بولی۔

"وعلیکم السلام کہاں غائب تھی اتنی دیر سے فون کر رہا تھا اٹھا کیوں نہیں تھیں طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔"

ازلان کے تابڑ توڑ سوالوں پر محرم ہڑ بڑا کر رہ گئی۔ایک اس انسان کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا وہ اس کے معاملے میں پاگل تھا اتنا تو اندازہ اسے ہو ہی چکا تھا۔

"میں بلکل ٹھیک ہو شاہ وہ بس عزہ آیت پاس تھی نہ اس لیے پتہ نہیں لگا۔"

وہ اسے تسلی کراتے ہوئے بولی۔

"کل کے بعد طبیعت ٹھیک رہی نہ آپ کی۔"

ازلان مشکوک لہجے میں مستفسرانہ انداز میں گویا ہوا جبکہ اس کی اتنی فکر مندی پر محرم مسکرا دی۔

"جی بلکل ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہو اور اپنے کام پہ دھیان دیں۔"

وہ تصور میں اس کا چہرہ لاتے ہوئے شرارت سے بولی اور سکون سے کشنز کے ساتھ پشت ٹکالی۔

"اپنے کام پہ ہی دے رہا ہوں اگر کوئی شک ہے تو پاس آکر دے لیتا ہوں مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔"

جواباً وہ بھی معنی خیزی سے بولا تو وہ جھینپ گئی۔

اس طرح ہی چھوٹی موٹی باتوں کے درمیان محرم نے اذلان کو وقت کا احساس دلاتے ہوئے کال بند کی اور خود تھوڑی دیر آرام کرنے کیلیے لیٹ گئی لیکن اس خبر پر اذلان کا ردِ عمل سوچ کر وہ مسکراتی آنکھیں موند گئی۔

****

وہ ڈریسنگ کے سامنے تیار کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی معاً پیچھے ہونے والی آہٹ پر مڑ کر دیکھا تو معاذ بھی تیار کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو بیگم۔ چلنا نہیں۔"

معاذ نے اس کی طرف قدم بڑھاتے پوچھا۔

"چلنا ہے نا پر۔"

پریشے نے پریشانی سے استفسار کیا پر پوری بات نہیں بتائی مبادہ وہ غصہ ہی نا کر جائے۔

"پر کیا کچھ ہوا ہے کہیں درد ہے ہاسپٹل چلیں۔"

معاذ نے پریشان ہوتے ایک ساتھ ہی سوالات کی لائن لگادی۔ معاذ کے اس طرح پریشان ہونے پر وہ آسودگی سے مسکرائی پھر اپنی بات مکمل کی۔

"دیکھیں نا معاذ میں۔ میں کتنی موٹی ہوگئی ہوں۔"

پریشے رونی صورت بناتے ہوئے معاذ سے مخاطب ہوئی نگاہیں ابھی بھی آئینے میں نظر آنے والے اپنے سراپے کو جانچ رہی تھی۔ معاذ جو پورے دھیان سے اس کی بات سن رہا تھا پہلے تو ہونقوں کی طرح اسے دیکھا کہ آیا وہ ہوش میں تو ہے پھر اچانک ہی فضا میں اس کا بلند بانگ قہقہہ بلند ہوا۔ اسے یوں ہنستا دیکھ کر پریشے کڑھ کر رہ گئی۔

"اتنا کھاؤ گی تو موٹی ہی ہو گی نا۔"

معاذ نے بات مزاق میں اڑائی مگر جوں ہی نگاہ پریشے کے چہرے کی جانب اٹھی جو بالکل رونے کی تیاری کر رہی تھی فوراً سے بیشتر سنجیدہ ہوا تھا۔

"اچھا اچھا مزاق کر رہا تھا دیکھو تم بالکل موٹی نہیں ہوئی۔ بھلا تین مہینوں میں کوئی موٹا ہوتا ہے۔"

معاذ نے اپنے مطابق معاملہ ٹالنے کی کوشش کی۔ پریشے نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں دیکھ نہیں رہے اتنی موٹی لگ رہی ہوں۔ سوٹ بھی بلکل فٹ ہو گیا ہے۔ اب ایسے سب کے سامنے جا کر اپنا مذاق ہی بنواؤں گی اور آپ آپ بھی تو مجھ سے محبت نہیں نا کریں گے ویسی بھلا آپ کے ساتھ میرا کیا جوڑ ہو گا اتنا بڑا محسوس ہو گا مجھے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے تلخی سے گویا ہوئی۔ معاذ کے چہرے کے تاثرات یکلخت بگڑے۔

"پری ادھر دیکھو پہلے بھی میں نے تمہیں ایک بات باور کروائی تھی کہ میری تم سے محبت ظاہری خوبصورتی کی محتاج نہیں ہے اور یہ تو ہونا تھا نا آج نہیں تو کل تو یہ لازمی ہونا تھا۔ اس ذات نے اتنی بڑی خوشی ہمیں سونپی ہے میں بھلا کیوں اس خوشی کا مزاق اڑاؤں گا۔ پاگل لڑکی اس طرح رو کر خود پر ظلم نا کیا کرو اور سچ میں فلحال تم بالکل موٹی نہیں ہوئی لیکن۔۔"

معاذ نے پوری بات سنجیدگی سے کہہ کر ہمیشہ کی طرح پریشے کو اپنی محبت کا یقین دلایا لیکن بات کہ آخر میں لیکن پہ رک کر پریشے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"لیکن کچھ وقت بعد تم ضرور موٹی ہو جاؤ گی۔ پھر میں تمہیں بھینس بلایا کروں گا۔"

وہ شرارت سے بولتے قہقہہ لگا اٹھا اور محبت سے اس کے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھے تھے۔

"آپ نہایت ہی کوئی برے انسان ہے معاذ۔"

وہ اس کے بازو پہ دھمو کا جڑتے ہوئے تلملا کر بولی۔

"افف تمہارا تو ہاتھ بھی مردانہ ہوتا جا رہا ہے۔"

وہ ایک بار پھر اپنا بازو سہلاتے اسے تنگ کرنے سے باز نا آیا۔ پریشے خونخوار نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتی پیر پٹخ کر رہ گئی۔

****

مطلوبہ بینکویٹ پہنچ کر آیت اور صائم کو اسٹیج پر بٹھایا گیا جبکہ باقی سب بھی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ عزہ اور حجاب اسٹیج پر آیت کے پاس آئیں تھی جبکہ باقی سب بھی پہلے سے ہی وہاں موجود تھے۔ اسٹیج پر وہ سب اپنے مزاق مستی میں مصروف تھے کبھی کسی بات پر ایک دوسرے کو چھیڑتے تو کبھی مشترکہ قہقہے لگاتے۔

اسی سب کے دوران حجاب کی نظر ہال کے دروازے سے اندر آتی فبیحہ کی جانب اٹھی تو وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔ وہ انھی کی طرف بڑھ رہی تھی اسے دیکھ کر حجاب نے ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام دانتوں تلے چبا لیا ہو۔ اس سے زیادہ حیرت اسے ایان کو دیکھ کر ہوئی تھی جو اس کی موجودگی میں ایسے مسکرا رہا تھا جیسے نا جانے کونسا ہیرا مل گیا ہو۔ اب وہ

ایان سے مل رہی تھی جس پر سب نے حیران نظروں سے اس میک اپ کی دکان کو دیکھا جو آج بھی اپنے میک اپ کی وجہ سے سب میں نمایاں ہی لگ رہی تھی۔سب سے سلام کرنے کے بعد وہ حجاب کی طرف بڑھی تو بمشکل مسکراتے حجاب نے بھی اس سے مصافحہ کیا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس میک اپ کی دکان کا تھوبڑا سوجھا دیتی جس نے اسے جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔تقریباً پانچ منٹ ان سب کے ساتھ کھڑے رہ کر آیت کو مبارکباد دیتی اسٹیج سے اتر گئی کیونکہ ایان نے اسے انوائٹ کیا تھا تو وہ اس کے پیچھے ہی نیچے اتر گیا تاکہ اس کی مہمان نوازی کر سکے جبکہ حجاب کو یہ بات بلکل بھی پسند نا آئی تبھی اشتعال کے عالم مہں ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"کیا ہوا حجاب سب ٹھیک ہے۔"

اسے یوں غصے میں دیکھ کر ساتھ بیٹھی عزہ نے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔"

اسے جواب دیتی وہ اسٹیج سے نیچے اترتے ایان کی جانب بڑھی جو اب تنہا ایک جانب کھڑا تھا۔

"ایان میری بات سنو۔"

وہ بمشکل مسکرا کر بولتی اسے کھینچ کھانچ کر اپنے ساتھ ایک جانب لے آئی تاکہ دوٹوک لہجے میں بات کر سکے۔

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔تم نے پھر اس میک اپ کی دکان کو بلایا۔میں نے سمجھایا تھا نا تمھیں"

حجاب نے غصے سے اسے تنبیہہ کی۔ایان نے کچھ کہنے کے لئے لب وا ہی کئے تھے کہ وہ پھر بول اٹھی۔

"کیا ضرورت تھی اسے بلانے کی پتا ہے نا تمھیں تم صرف میرے بڑی ہو۔"

اس نے شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے جتایا جبکہ اچانک پیچھے سے آتی آواز پر وہ دونوں چونک کر اس طرف مڑے۔

"میرے خیال سے یہاں مہمانوں کو ڈیل کرنے کا کوئی رواج نہیں۔"

ان دونوں کو ساتھ دیکھتے فبیحہ نے طنزیہ کہا۔ حجاب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"کیا مطلب ہے آپکا باجی۔"

حجاب نے بھی باجی لفظ کہہ کراپنے دل کی بھڑاس نکالتے کسر پوری کردی جبکہ فبیحہ خود کو باجی کہنے پر ایک مرتبہ پھر غصے سے کڑھ گئی۔

"حجاب تم جاؤ میں آتا ہوں۔"

بات بڑھتی دیکھ ایان نے حجاب کو وہاں سے بھیجنا چاہا لیکن آج تو جیسے وہ فبیحہ سے سارے زندگی کہ بدلے لینے کا ارادہ رکھتی تھی تبھی اسے شرربار نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"میں نہیں جارہی چلو تم وہاں سب انتظار کررہے ہیں۔"

حجاب نے اسے صاف صاف منع کیا اور ضدی انداز میں اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔

"میں نے کہا نا میں آرہا ہوں تم جاؤ۔"

اس کے ضدی انداز پر ایان نے دانت پیستے غصے سے غراتے ہوئے اسے حکم صادر کیا حجاب نے صدمے کی کیفیت میں آنکھوں میں آنسو لیے اس کی جانب دیکھا جبکہ اس کے یوں کہنے پر فبیحہ شاطرانہ مسکرائی جیسے کہنا چاہ رہی ہوں دیکھ لو جیت میری ہی ہوئی۔ اس کے انداز پر حجاب غصے سے وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔ ایان نے بے بسی و بے کسی سے اس کی پشت کو تکا اور فبیحہ کو باقی سٹاف کے ساتھ کھڑا کرتے وہ خود سٹیج کی جانب بڑھ گیا جہاں حجاب کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

****

"عفان بیٹا یہ چابی پکڑو ایسا کرو آپ حجاب اور عزہ کو گھر چھوڑ آؤ میں اور آپ کی مام آپ کا یہی انتظار کرتے ہیں۔"

ہال سے واپسی سب گھر جا رہے تھے اسی دوران احتشام صاحب نے عزہ اور حجاب کو بینکویٹ سے باہر نکلتے دیکھ عفان سے کہا۔

"ارے انکل گاڑی کی کیا ضرورت ہے میں ہوں نہ میں لے جاتا ہوں انہیں اپنی گاڑی میں۔"

ایان تو جن کی طرح وہاں نازل ہوا تھا۔ عفان نے بروقت اسے تھمزاپ کا اشارہ کیا تھا اور دونوں نے شرارتی مسکراہٹ چہرے پہ سجالی۔

"چلیں ٹھیک ہے پھر ہم نکلتے ہیں۔"

وہ دونوں کہتے ہی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

"چلو آؤ عزہ حجاب تم دونوں کو گھر چھوڑ دے۔"

ایان ان کے پاس آکر سنجیدگی سے بولا۔ نظریں حجاب کے چہرے پہ جمی تھی۔ عفان پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔ حجاب نے تو اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ ایان اس کی بے رخی پہ سرد آہ بڑھ کر رہ گیا عزہ عفان کو گاڑی میں دیکھ کر حیران تو ہوئی لیکن پھر حیرانگی کا تاثر چھپاتے خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ سب کو ہی نا ہی اس خاموشی سے وحشت ہونے لگی تھی وہ سب ایک دوسرے کے بولنے کے منتظر تھے لیکن سب انا کے مارے تھے اسی لیے کسی نے بھی بات کرنا گوارا نہیں کیا تھا۔

"اتنی جلدی گھر بھی پہنچ گئے ایان۔"

عزہ حیرانگی سے بولی کیونکہ ابھی انہیں نکلے ہوئے دس منٹ ہی ہوئے تھے۔

"ہاں جی شارٹ کٹ راستہ لیا تھا نہ۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو وہ سب اندر کی طرف چل دیے اور خاموشی سے جا کر صوفے پہ ٹک گئے۔ گھر میں ہر جانب خاموشی کا راج تھا کیونکہ وہاں کسی زی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

"یہ عفان کہاں رہ گیا۔"

ایان حیرانگی سے اطراف میں نگاہیں گھماتے ہوئے بولا۔

"چھوڑو تم انہیں میں پانی لے کر آتی ہوں۔"

عزہ بے نیازی سے کہتے ہوئی کچن کی طرف چل دی تو ایان نے بھی لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"حجاب ایسا کب تک چلے گا۔"

اس کے جاتے ہی ایان تھک ہار کر حجاب سے مخاطب ہوا۔

"مجھ سے بات کر رہے ہو۔"

حجاب اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناسمجھی سے بولی۔

"افففف اچھا تمہارے لیے ایک گفٹ ہے تمہارے کمرے میں آؤ دیکھیں۔"

ایان کہتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن حجاب نے کوئی ردِ عمل نہ ظاہر کیا یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ سے ہی ٹس سے مس نا ہوئی۔

"اٹھو بھئی۔"

ایان زبردستی اس کا بازو اپنی گرفت میں لیتے کمرے کی طرف چل دیا۔ حجاب مسلسل کسمساتے اس کے ساتھ کھینچتی چلی جارہی تھی۔ عزہ کچن میں موجود پانی پی کر ہٹی ہی تھی کہ باہر سے چیخنے چلانے کی آوازیں سن کر ڈر کے مارے گلاس ہی ہاتھ سے گر کر چکنا چور ہو گیا۔ اس نے خوفزدہ انداز میں باہر دیکھا تو ایان اور حجاب سرے سے ہی غائب تھے جبکہ باہر سے آنے والی آوازیں مزید تیز ہوتی جارہی تھی۔ ڈرتے ڈرتے وہ ان کی تلاش میں جیسے ہی باہر لان میں پہنچی منہ پہ ہاتھ رکھتے ساکت رہ گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں زمین پہ گرے وجود کو دیکھا تھا۔ سامنے ہی عفان زمین پہ گرا بری طرح تڑپ رہا تھا جبکہ خون فوارے کی مانند تیزی سے زمین بہہ رہا تھا۔ دو نقاب ہوش آدمی اس کے پاس ہی منہ پہ ماسک پہنے ہاتھ جھاڑ رہے تھے خون آلودہ چاقو پاس ہی گرا پڑا تھا یہ سب دیکھ عزہ کی آنکھیں کب آنسوؤں سے بھری پتہ ہی نہیں چلا۔ اس کے برعکس وہ آدمی عزہ کو دیکھتے ہی سرعت سے وہاں سے فرار ہو گئے۔ عزہ نے ڈرتے ڈرتے ہچکیاں بھرتے قدم عفان کی جانب بڑھائے اور اس کے نزدیک بیٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے اس کا کندھا ہلایا۔

"عف۔ فاان اٹھیں۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔ مگر اسے ہونہی ساکت دیکھ کچھ سوچتے اندر بھاگ کر اس نے بری طرح روتے ایان اور حجاب کو آوازیں دینا شروع کر دی اس کی چیخ وپکار پہ وہ دونوں پریشانی سے کمرے سے باہر نکلے تھے۔

"کیا ہوا عزہ۔"

ایان اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ کر بولا تو حجاب بھی پریشانی سے اس کے پاس آئی۔

"وہ وہ باہر۔"

اس نے کہتے ہی باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ایان اور حجاب بھی اس کے پیچھے باہر بھاگے تھے۔

"یہ سب کیا ہوا عزہ۔"

ایان عفان کے پاس بیٹھتا ہوا پریشانی سے بولا۔جبکہ عزہ کو دیکھتے حجاب بھی اب رونا شروع کر چکی تھی۔

"پتہ نہیں کیا ہوا انہیں کہو نہ اٹھیں اب نہیں کروں گی بلکل بھی تنگ پکا۔"

عزہ روتے ہوئے ایان سے بولی۔

"اس کی تو نبض بھی بہت آہستہ چل رہی ہے عزہ ایسا کرو کہ تم اذلان بھائی کو فون کرو میں ہاسپٹل کیلیے نکلتا ہوں۔"

وہ عفان کو سہارہ دیتے ہوئے بولا۔

"سہی سے دیکھو کچھ نہیں ہوا ہو گا مذاق کر رہے ہونگے۔"

عزہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کسی امید کے تحت بولی۔ایان اور حجاب نے عفان کی جانب دیکھا اگلے ہی بلند بانگ قہقہے کی آواز پہ ان دونوں نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"سہی پہچانا میں بھلا آپ کی امیدوں پہ پانی پھیر سکتا ہوں۔میں تو آپکی امیدوں پہ ہمیشہ پورا اتروں گا۔"

عفان کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھتے ہوئے بولا۔عزہ نے ساکت نگاہوں سے جبکہ حجاب حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی جو کس قدر پر سکون تھا۔

"آجاؤ بھئی۔"

عفان کے بلانے پر وہ دونوں نقاب پوش اس کے پاس آکر کھڑے ہو گئے غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ دونوں اس کے کلاس فیلو تھے۔

"ویسے کیچپ بہت مزے کی لگ رہی ہے کھاؤ گی کیا۔"

عفان مزے سے اپنی شرٹ سے کیچپ انگلی پہ لگا کر کھاتا ہوا بولا۔ عزہ کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا اور بپھرتی شیرنی کی طرح اس تک پہنچ کر اپنے ہاتھوں میں اس کا گریبان جکڑتے پھنکار اٹھی۔ عفان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی کسی کے احساسات کے ساتھ کھیلتے ہوئے۔ نہیں۔ آپ کو کیسے آئے گی آپ کا مذاق تو کسی بھی حد تک جا سکتا ہے نا۔ آپ کو کسی سے کیا لینا دینا عفان شاہ۔ چاہے اس سے پھر کسی کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے لیکن پھر بھی مجھے آپ سے ایسی حرکت کی بلکل امید نہیں تھی۔"

وہ اس کو جھنجوڑتے چیختے ہوئے بولی۔ اس کی حالت دیکھ اب عفان کو بات بگڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ معاملے کی سنگینی دیکھ اس نے بات سنبھالنا چاہی۔

"عزہ میری۔"

"شٹ اپ میرا نام بھی مت لیں آپ اور مجھ سے بات کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے اب سے آپ اپنے راستے اور میں اپنے راستے اور تم ایان تم سے ایسی امید نہیں تھی مجھے۔ تم بھی ان کی طرح ہی نکلے ہو دھوکے باز احسان فراموش۔"

اس سے پہلے کے عفان کچھ بولتا عزہ ان دونوں کو بولتی شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی اندر کی طرف بڑھ گئی جبکہ عفان سہی معنوں میں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"ویسے عفان بھائی اس سے ایک بات تو ثابت ہوئی۔"

حجاب سنجیدگی سے بولی تو عفان اور ایان نے بیچارگی سے اسے دیکھا۔

"کہ عزہ بھی آپ کیلیے کچھ کچھ محسوس کرتی ہے مطلب آگ دونوں جانب برابر کی لگی ہوئی ہے۔"

حجاب کھلکھلا کر شرارت سے بولی تو عفان کے چہرے پہ بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

"چلو یہ تو ڈن ہوا کہ عزہ بھی تمہیں پسند کرتی ہے۔اب منانے کا کام تو خود دیکھ لینا مجھے ایسے ہی فضول میں پھنسا دیا رہی بات اس کی تو میری والی تو ٹھیک ہو گئی۔"

ایان جل بھن کر کہتا آخر میں آسمان کی جانب دیکھتے شکر کرنے والے انداز میں بولا۔ حجاب کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"یہ میری والی کیا ہوتا ہے۔"

حجاب ماتھے پہ بل ڈال کر بولی۔ایان نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا۔

"ارے کچھ نہیں ہوتا میری ماں مجھے معاف کر۔"

ایان ہاتھ جوڑ کر کہتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا جبکہ عفان ابھی بھی عزہ کی باتوں میں کھویا ہوا تھا۔

"او بھائی کس مراقبے میں چلے گئے سب آچکے ہیں اپنا حلیہ درست کریں اٹھ کر۔"

حجاب نے گاڑی کے ہارن سن کر عفان کو ہوش دلائی تو وہ بھی ہڑبڑا کر واشروم کی طرف بھاگ گیا۔حجاب بھی کندھے اچکا کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

****

"کیا سوچ رہی ہیں جانم کیا زیادہ ہینڈسم لگ رہا ہوں۔"

اذلان اسے بے خودی کی کیفیت میں اپنی جانب تکتا پا کر بولا۔ محرم سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔ وہ لوگ ولیمے سے سیدھا گھر ہی آ گئے تھے یا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ اذلان کھینچ کھانچ کر اسے لے آیا تھا کیونکہ وہ اسے مزید ایک بھی دن خود سے دور نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کی بات پہ محرم یکدم چونکی لیکن پھر اس کی بات نے اسے چہرہ جھکانے پر مجبور کر دیا۔ دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ اذلان کو کیسے اس بابت بتائے۔

"چلیں آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں کہ میرا خود پہ بھی بس نہیں چل رہا۔ اتنے دنوں کی دوری کے بعد اب یہ تو میرا حق بنتا ہے نا۔"

محرم کا دلکش سراپا اذلان کو بار بار بہکا رہا تھا تبھی گہری نظروں سے اسے دیکھتے اذلان نے ذو معنی انداز میں کہا اور محرم کے چہرے پر جھکا اس سے پہلے کہ وہ کوئی شرارت کرتا محرم نے گھبرا کر اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا۔ اذلان نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ وہ ایکدم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"وہ وہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

محرم چہرہ جھکا کر بولی جبکہ ہاتھ ابھی بھی اس کے سینے پہ تھے۔

"جی بولیں"

اذلان اس کی گھنی پلکوں پہ نظریں جمائے بولا۔ محرم نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"وہ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔"

وہ لبوں کو حرکت دیتی ہوئی بولی۔ اذلان نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"جی جانم بولیں نہ میں آپ کو ہی سن رہا ہوں۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں میں بھرتا ہوا محبت سے بولا لیکن وہ بتاتی کیسے ایک تو اس کی قربت اسے کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی اوپر سے بات ہی ایسی تھی جسے بتانے میں جھجک آڑے آ رہی تھی۔

"وہ وہ آپ۔"

اس کے کپکپاتے لبوں نے جنبش کی لیکن پھر بے بسی سے وہی رک گئی۔ اذلان حیرانگی سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ میری طبیعت۔"

ابھی محرم اتنا ہی بولی تھی کہ اذلان نے فکرمندی سے اس کے ماتھے کو چھوا۔ ساری باتیں قیک سیکنڈ میں وہ فراموش کر چکا تھا۔

"کیا ہوا طبیعت کو۔"

وہ ماتھے پہ بل ڈال کر تشویش زدہ لہجے میں بولا۔ محرم نے ایک نظر دیواروں پہ جمائی اور آنکھیں موند کر گہرا سانس بھرا۔

"وہ آپ۔"

اس کی بات پہ اذلان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا آپ محرم کچھ بولیں بھی۔"

وہ ناسمجھی سے بولتے آخر میں چڑ گیا جس کی زبان نا جانے کیوں بار بار لڑکھڑا رہی تھی۔

"آپ سمجھ جائیں نہ۔"

وہ بیچارگی سے بولی جبکہ اس کی بات پہ اذلان نے بھنویں اچکا کر اسے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کردی ہو۔

"آپ کچھ بولیں گی تو سمجھو گا نہ۔"

اذلان ماتھے پہ بل ڈال کر دبے دبے لہجے میں بولا تو محرم کا چہرہ سبکی کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔

"آپ بابا بننے والے ہیں اتنی سی بات سمجھ نہیں آرہی آپ کو کب سے سمجھا رہی ہوں۔"

اس بار محرم جھنجھلاتے ہوئے بولی جبکہ اذلان کے دماغ میں تو ایک ہی لفظ گونج رہا تھا باقی بات پہ تو وہ غور ہی نہیں کر پایا تھا وہ مسلسل حیرت اور خوشگواری کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہا تھا جس نے اسے گویا زندگی کی نوید سنا دی تھی۔

"کیا بولا آپ نے محرم۔"

وہ بے یقینی کی بدولت کپکپاتے ہاتھوں سے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔

"آپ بابا بننے والے ہیں۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو تھامتی ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں نا۔"

وہ اسے کندھوں سے تھامتا ہوا بولا تو محرم نے مسکرا کر اس کی تصدیق کی۔ اذلان نے بنا کسی وقت کی تاخیر کیے شدت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"میں بتا نہیں سکتا محرم آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے تھینکیو سو مچ جانم۔ میں تو شاید آپ کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔"

وہ اسے مسلسل اپنی گرفت میں لیے محبت سے بول رہا تھا اور اس کے چہرے پر محبت بھرے پھول کھلائے چند لمحے کمرے میں معنی خیز خاموشی چھائی رہی۔ محرم اس کے سینے پہ ہاتھ ٹکائے اپنا سر دوبارہ اس کے دھڑکتے دل کے مقام پہ رکھتے آنکھیں موند گئی۔ اذلان نے اس کے سیاہ گیسوؤں پہ اپنے تشنہ لب رکھے تھے۔ محرم کھل کر مسکرا دی تھی اور اس مسکراہٹ پہ ہی تو وہ صدقے واری چلا گیا تھا۔

****

ہفتہ انہی مصروفیات کے نذر ہو گیا تھا زندگی اپنے معمول پہ آ رہی تھی۔ آج صائم نے سب کو اپنی شادی کی دعوت دینی تھی تو سب انہی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آیت بھی نک سک سی تیار کھڑی جھنجھلاتے ہوئے پورے کمرے میں پھیرے لگا رہی تھی۔ غصے سے برا حال تھا۔

"پتہ نہیں یہ کھڑوس خان کہاں رہ گئے کہا بھی تھا کہ جلدی آ جائے گا لیکن نہیں کبھی کسی کی سنی ہو تو پھر نہ۔"

وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے الماری سے اس کا سوٹ نکال رہی تھی لیکن اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کیا نکالے۔

"اب مجھے سمجھ بھی نہیں آ رہا کہ وہ کیا پہنیں گے۔ دل تو میرا چاہ رہا ہے کہ گھر ہی بیٹھ جاؤں۔"

وہ تلملا کر بولتے سر جھٹک گئی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی بہت غصے میں ہے۔"

وہ عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیتا ہوا سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ آیت نے قہر برساتی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا جو اسے اشتعال میں مبتلا کر کے خود کس قدر پرسکون تھا۔

"ہاں تو آپ پہ ہو ہی غصہ اتنی لیٹ کوئی کرتا ہے کیا۔ پتہ بھی ہے جانا ہے مگر نہیں کبھی کسی کی سنی ہو تو پھر نا۔"

وہ کپڑے بیڈ پہ پٹختے ہوئے بولی تو صائم نے مسکراہٹ دبائی۔

"ارے لیکن میری تو سنو۔"

وہ اسے اپنی جانب متوجہ کرتا ہوا بولا۔ آیت نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرے منہ مت لگے آپ۔"

وہ چیختے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔

"تم منہ لگنے کب دے رہی ہو۔"

وہ دائیں آنکھ دباتے ہوئے مزے سے بولا۔ آیت اس کی بے ہودگی پہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔

"کوئی انتہائی فضول انسان ہیں آپ۔"

وہ شرم سے سرخ پڑتی بولی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ صائم نے ایک تفصیلی نگاہ اس کے سراپے پہ ڈالتے اس کا جائزہ لیا جو سیاہ اور گلابی رنگ کے کرتے میں ملبوس اب بالوں کو جوڑے میں مقید کر رہی تھی۔

"اس میں بھی تمہارا ہی ہاتھ ہے۔"

وہ افسوس کرتے ہوئے بولا۔ آیت نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں کیا بچپن میں آپ کو گود میں لے کر میں آپ کو کوئی پیار محبت یا بے شرمی کے بھاشن دیا کرتی تھی جو میرا ہاتھ ہے ایوی فضول گوئی سے پرہیز کیا کریں یقین کریں آپ یہ سب باتیں کرتے ہوئے بلکل اچھے نہیں لگتے۔"

وہ غصے میں نتھنے پھلا کر بولی۔ صائم نے زیرِ لب مسکراتے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"بچپن میں تمہارا تو یاد نہیں لیکن میں نے تمہیں گود۔"

اس سے پہلے کے وہ بے شرمی کی تمام حدود پھلانگتے مزید کچھ بولتا آیت نے اس کے شانے پہ مکوں کی بوچھار کر دی۔ صائم اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کھلکھلا کر ہنس دیا۔

"ارے ارے شوہر کا استقبال ایسے کرتی ہو کیا تم۔ شرم نہیں اتی کیا۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے اسے سینے میں سموتے محبت سے بولا۔ لہجہ ہنوز مسکراتا ہوا تھا۔

"مجھ سے بات نہ کریں آپ ایسے مجھے تنگ کرتے ہیں اور پھر میں کچھ غلط بول دیتی ہوں تو آپ مجھے ڈانٹتے ہیں جانتے بھی ہیں میری اپنی زبان پہ کوئی قابو نہیں ہے۔"

وہ منہ بسور کر سر جھٹکتے ہوئے بولی تو صائم کو بے ساختہ اس پر پیار آیا اس سے پہلے کے وہ اس پہ اپنا پیار جتاتا آیت نے سرعت سے اس سے فاصلہ قائم کرتے اس کے ہاتھ میں کپڑے تھمائے اور واشروم کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ صائم اس کی حرکت پہ منہ بناتے ہوئے واشروم کی جانب بڑھ گیا تاکہ وقت پہ فریش ہو سکے۔

"آیت تیار ہو تم لوگ۔"

اسی وقت عزہ اور حجاب نے کمرے میں دھاوا بولا تو وہ گھبرا گئی۔

"ہاں میں تو تیار ہوں میری محرم آپی سے بات ہوئی تھی وہاں بھی اذلان بھائی کا انتظار ہو رہا ہے تو گر کچھ دیر دیری بھی ہو گئی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

آیت نے ہنستے ہوئے ان لوگوں کو آگاہ کیا اور اپنا حجاب لپیٹنے لگی۔ وہ دونوں بھی بیڈ پہ بیٹھی ٹانگیں جھلاتی کھل کر ہنس دی۔

****

"آج کیا ہو گا مجھے تو بہت پریشانی ہو رہی ہے۔"

اذلان جو سیاہ رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس نک سک سا تیار خود پہ پرفیوم سپرے کرنے میں مصروف تھا اس کی بات پہ حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا۔ محرم نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ بھول گئے کیا۔"

محرم نے اس کو اپنی جانب اس طرح تکتے دیکھ کر سادہ سے لہجے میں سوال کیا۔

"جی ہاں میرے نزدیک یہ اتنی یاد رکھنے والی بات نہیں جو ہونا ہے وہ تو ہو کے ہی رہے گا۔"

وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر بولا۔ محرم نے اچھنبے سے اس کا ریلیکس انداز دیکھا جسے کسی قسم کی پریشانی لاحق نہیں تھی۔ کاش وہ بھی اتنی ہی پر سکون ہوتی۔

"اور ویسے بھی جس وقت آپ میرے ساتھ ہو تو کسی کی بات نہیں ہونی چاہیے۔ صرف ہماری بات ہو یا پھر ہمارے درمیان آنے والے تیسرے وجود کی۔"

وہ اس کے گال پہ لب رکھتے ہوئے محبت سے بولا۔ محرم کی سفیدی مائل رنگت میں سرخیاں سی گھل گئی۔ اذلان نے دلچسپی سے اس کے تاثرت جانچے تھے۔

"ویسے میں کیا سوچ رہا تھا کہ۔"

اذلان اس کی انگلیوں میں انگلیاں الجھاتے ہوئے بولا تو محرم نے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی اذلان نے بے ساختہ اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کرایا۔

"کہ میری خواہش تو ادھوری رہ جائے گی کہ کبھی آپ بھی میری طرف پیش قدمی کریں گی۔"

اذلان مصنوعی بیچارگی سے بولا تو محرم نے مسکراہٹ دبائی اور اس کے غم میں برابر کی شریک ہوئی تو اذلان نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ اس سے قبل کہ اذلان اس سے بدلہ لینا باہر سے دروازہ کھٹکھانے کی آواز پہ وہ دونوں یکلخت ہوش کی دنیا میں لوٹے تھے۔

"بھائی بھابھی جلدی کریں نہ باقی کا رومانس واپس آکر جاری کر لیجیے گا۔"

عفان کمرے کا دروازہ ناک کرتے ہوئے بولا تو محرم بوکھلا کر پیچھے ہوئی اور اپنا حلیہ درست کرتی اذلان کو گھورتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے ہڑبڑی میں باہر نکلنے پہ عفان نے دانت نکوستے ہوئے اسے دیکھا اگلے ہی لمحے اس کی گردن اذلان کے شکنجے میں مقید تھی۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز کب آؤ گے۔"

اذلان غصے میں اس سے استسفار کرتے ہوئے بولا۔ لہجہ آگ برساتا ہوا تھا۔ عفان نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائی۔

"جب میری بیوی آجائے گی۔"

عفان نے ہر بار بولے جانے والا جملہ دہرایا تو اذلان ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا کیونکہ عفان سے سیدھے ہو جانے کی امید قطعی نہیں تھی۔ اذلان نے ایک جھٹکے میں اس کی گردن اپنی گرفت سے آزاد کی تو عفان نے اپنی شرٹ کا کالر درست کیا۔

"چلیں بھائی اب کس کا انتظار کر رہے ہیں محرم تو نیچے جا چکی۔"

عفان اسے کھینچتا ہوا بولا تو اس کا ہاتھ جھٹکتا اپنا کوٹ درست کرتا نیچے کی جانب چل دیا۔ عفان بھی منہ بناتے ہوئے پیچھے پیچھے آ گیا۔

"اچھا مام ڈیڈ نکل رہے ہیں ہم چلیں محرم۔"

اذلان شازیہ بیگم کا ماتھا چومتا ہوا بولا اور ساتھ ہی محرم کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی شازیہ بیگم محرم کو اپنا خیال کرنے کی تلقین کرنا نہ بھولی جبکہ ان کی فکر پر محرم سر جھکا کر ہولے نسے مسکرا دی وہ سب ان دونوں سے اجازت لیتے باہر کی طرف چل دیے۔

****

"یہ اذلان وغیرہ کہاں رہ گئے تم مجھے کہہ رہی تھی تمہارے خود کے بھائی صاحب کدھر ہے۔"

معاذ خشمگین نظروں سے پریشے کو گھورتے ہوئے بولا تو وہ گڑ بڑا گئی اور کھسیاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"تم بھی میرے پیچھے پڑی ہوئی تھی دیکھو تمہاری محرم آپی کہاں ہے۔"

صائم آیت کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے بولا تو وہ بھی پریشے کو دیکھ کر خفت سے سرخ پڑ گئی۔

عزہ اور حجاب مسلسل مسکراہٹ دبائے انہیں دیکھ رہے تھے جن کی شامت آئی ہوئی تھی۔

"ہیلو ایوری ون۔"

عین اسی وقت ایان کسی عذاب کی مانند ان سب کے سروں پہ نازل ہوتے بلند آواز میں بولا تو آس پاس کے میز کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"وعلیکم السلام۔"

جواباً حجاب اسے گھورتے ہوئے اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی تو وہ کھسیا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہ گیا اور ایک نظر اطراف میں نظریں گھمائی۔

"اور معاذ بھائی سب تیار ہے نہ پھر۔"

وہ معاذ کے ساتھ والی کرسی سنبھالتے ہوئے بولا تو وہ اسے دیکھ کر تھمبز اپ کا اشارہ کرتے آنکھ دبا گیا۔

"کس چیز کی تیاری کی بات ہو رہی ہے یہاں۔"

عزہ جو کب سے خود کو لاپرواہ ظاہر کر رہی تھی تنگ آکر بولی۔

"تمہاری شادی کی۔"

جواباً ایان مسکراتے ہوئے بولا تو معاذ نے اس کے پاؤں میں زور سے پاؤں مارا وہ ایکدم کراہ کر رہ گیا۔

"ارے مطلب معاذ بھائی کی شادی کی۔"

ٹال مٹول سے کام لیتے وہ پھر کچھ الٹا سیدھا بول گیا تبھی پریشے کی شرربار نظریں خود پر محسوس کر کے اسے احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط بولنے کی کوتاہی کر چکا ہے۔

"پاگل کر چھوڑا ہے مجھے تم سب لوگوں نے۔ارے میری شادی کی بات ہو رہی ہے۔"

وہ تصور میں اپنی شادی کو سوچتے ہوئے محفوظ کن مسکراہٹ سمیت بولا۔

"اچھا تمہاری شادی بہت شوق ہے نہ تمہیں شادی کا۔ تمہاری دلہن کو تو میں اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں سے خود سجاؤں گی۔"

حجاب اسے تصور ہی تصور میں اور مزے کراتے ہوئے بولی تو سب نے مسکراہٹ چھپائی۔ایان خیالی دنیا میں کھویا ہوا تھا۔

"ابے بس کر بہت گھوم لیا آسمان میں واپس زمین پہ آجا۔"

معاذ اس کی کمر میں جھانپڑ مارتے ہوئے بولا تو وہ اپنی جگہ سے اچھلتے ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

"شادی سے پہلے ہم سے مشورہ لازمی کر لینا۔"

صائم جو کب سے ان سب کی لن ترانیاں سن رہا تھا سنجیدگی سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے بولا تو آیت نے ایک زوردار چٹکی اس کے بازو میں بھری تھی۔

"دیکھ لو اثرات دن رات یہی برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

صائم نے اس کی توجہ آیت کی حرکت کی جانب مبذول کروائی تو وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"لو آ گئے وہ سب بھی۔"

حجاب نے سب کی توجہ قریب آتے اذلان محرم کی طرف مبذول کرائی تو سب نے باقاعدہ سکون کا سانس لیا سب سے ملنے کے بعد وہ اپنی اپنی کرسی کھینچتے جگہ سنبھال گئے۔

"عفان بھائی کہاں رہ گئے۔"

حجاب سے رہا نہ گیا تو بول اٹھی۔

"آرہا ہے۔"

اذلان نے سنجیدگی سے جواب دیا اتنی دیر میں عفان بھی ان کے میز کے نزدیک آگیا جسے عزہ نے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیا۔ اس کا منہ موڑنا عفان کو شدت سے محسوس ہوا تھا لیکن جیسے ہی نظریں گھومتی ہوئی ساتھ والی کرسی پہ گئی حجاب کو وہاں بیٹھا دیکھ اس کی تیوریاں چڑھ گئی جو اس کے منع کرنے کے باوجود یہ حرکت سر انجام دے چکی تھی۔

"اس چڑیل کو میں نے کہا بھی تھا کہ اٹھ جائے لیکن نہیں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بڑبڑانے والے انداز میں خود سے بولا اور ساتھ ہی اشاروں میں حجاب کو وہاں سے اٹھنے کا کہا حجاب ڈھیٹوں کی طرح مسکراتے ہوئے چڑانے والے انداز میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"ہیلو بیوٹیفل لیڈیز۔"

عفان بھی ایان کی طرح بلند آواز میں گویا ہوا تو سب نے کینہ توز نظروں سے اسے دیکھا۔ سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے وہ خجل سا ہو گیا۔ عزہ مسلسل موبائل استعمال کرنے میں مصروف تھی جیسے کسی سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہو۔ وہ خاموشی سے اپنی کرسی کی جانب بڑھ گیا۔

"اففف اللہ۔"

عزہ حجاب کی کرسی کی پاس پہنچتے ہی عفان نے ایکدم تکلیف سے کراہتے اپنا پاؤں تھام لیا۔ سب نے پریشان نظروں سے اس کی جانب دیکھا اس کے برعکس حجاب نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا کیونکہ عفان سے اسے کچھ اچھی امید نہیں تھی۔ عزہ ایک نظر اس ڈرامے باز کو دیکھ کر دوبارہ رخ موڑ گئی۔

"حجاب بیٹھی دیکھ کیا رہی ہو اٹھو جگہ دو عفان دیکھے اسے کیا ہوا ہے۔"

محرم کی غصیلی آواز پہ حجاب ہوش کی دنیا میں لوٹی اور دانت پیستی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شکریہ پیاری بہنا میں آپکا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولتے آخر میں رونی صورت بنا کر بولا تو حجاب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"کیا ہوا پاؤں کو۔"

اب کی بار اذلان بھی سنجیدگی سے گویا ہوا کیونکہ اس کے چہرے پہ واضح تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔

"بھائی لگتا ہے موچ آگئی ہے۔"

وہ مصنوعی دکھی ہو کر بولا تو سب نے جیسے اس کے ساتھ افسوس میں سر ہلایا۔ اس کے بعد سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہوگئے۔ عفان نے موقع دیکھتے عزہ کی جانب رخ کیا۔

"کیسی ہو۔"

عفان عزہ سے ایسے مخاطب ہوا جیسے صدیوں سے بری اچھی بول چال رہی ہو اور ان دونوں کے درمیان سب سے بہترین دوستی ہو جسے عزہ نے سن کے بھی ان سنا کر دیا۔

"میں معافی مانگ تو رہا ہوں۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں سرگوشیانہ لہجے میں بولا۔ باقی سب اپنی باتوں میں مصروف تھے تبھی کسی نے دھیان نہیں دیا جبکہ معاذ ایان اور حجاب کی شرربار نگاہیں اسی پہ جمی تھی ایکدم کچھ سوچتے ہوئے ان تینوں نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھا اور کچھ سمجھ کر سر ہلا گئے۔ اسی دوران کھانا آگیا تو وہ سب کھانے کی جانب اپنی توجہ مبذول کروا گئے جبکہ عفان مسلسل عزہ کو منانے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا۔ کچھ سوچ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھی ایک نظر سب کو دیکھتے ہوئے اس نے کیچپ کی بوتل ہاتھ میں تھامی اور اپنی پلیٹ میں سوری کے الفابیٹ لکھتے وہی پلیٹ عزہ کی جانب بڑھائی تھی عین اسی وقت عزہ کے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔ اس نے ٹھٹھک کر میز سے موبائل اٹھاتے دیکھا جہاں عفان کا میسج جگمگا رہا تھا۔

"کیچپ نے ہی کام خراب کیا تھا امید ہے اسی سے ہی سنور جائے پلیز گومی آ چانس۔"

وٹس ایپ کھولتے ہی اس کے لب اس میسج کو پڑھتے مسکراہٹ میں ڈھلے جسے وہ اگلے ہی لمحے فوراً سے بیشتر سمیٹ گئی اور دوبارہ چہرے پر سنجیدگی طاری کرلی۔ اس نے اس پلیٹ کو ایک جانب کرتے دوبارہ اپنی پلیٹ کی جانب توجہ کروائی تھی۔ اس کی حرکت پہ عفان کو اپنے ساری ترکیبیں فلاپ ہوتی محسوس ہوئی اس نے مدد طلب نظروں سے معاذ اور ایان کی جانب دیکھا تو انہوں نے بے نیازی سے کندھے اچکا دیے۔ عفان نے تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔

"عفان کھانا کیوں نہیں کھا رہے۔"

صائم اسے مسلسل ادھر ادھر نظریں گھماتے دیکھ کر بولا۔

"کھا رہا ہوں بھائی دیکھیں۔"

وہ ایک کباب کا پیس اپنی پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولا تو صائم سر ہلاتے دوبارہ اپنی پلیٹ پہ جھک گیا۔عزہ نے ہلکی سی گردن موڑ کر عفان کو دیکھا تو اسے اپنی جانب ہی دیکھتا پا کر گڑبڑا گئی۔

"مطلب لڑکی پٹ رہی ہے لیکن اصلی پکچر تو ابھی باقی ہے پتہ نہیں کیسے ہوگا۔عفان گھبرانا نہیں ہے یو کین ڈو اٹ بی کونفیڈینٹ۔"

وہ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے پریشانی میں بولا مگر پھر خود کو ہی تسلی دینے لگا۔اب بھلا پریشانی میں کام الٹا تھوڑی نا کروانا تھا۔

"بھائی ہم نے آپ کیلیے کچھ پلین کیا ہے آپ سب ہمارے ساتھ آئیں ذرا۔"

کھانے سے فراغت حاصل کرتے ہی ایان ان سب کو کہتا ہوا ایک طرف جانے لگا تو سب نے اس کی تقلید کی تھی۔سب کے چہروں پہ الجھن بھرے تاثرات نمایاں تھے۔جیسے ہی سب مطلوبہ جگہ پہ پہنچے وہاں کی سجاوٹ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے ایان نے آنکھوں کے راستے بے ساختہ عفان کو اشارہ کیا تو اس نے گردن نفی میں ہلائی۔

"کیا ہے یہ سب۔"

اتنی دیر میں اذلان کی سنجیدہ آواز فضا میں گونجی تو محرم نے بے ساختہ اس کا ہاتھ دبا کر خاموش رہنے کا احساس دلایا جبکہ محرم کی اس حرکت پہ اذلان نے ایسی نظروں سے اسے دیکھا کہ اس نے اذلان کا ہاتھ چھوڑنا ہی مناسب سمجھا مگر اذلان نے اس کا ارادہ سمجھتے ہوئے اس کا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھام لیا۔

"وہ بھائی یہ سب میں نے کیا ہے کسی خاص مقصد کیلیے۔"

عفان نے ڈرتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا۔سب نے بھنویں اچکا کر اس کی جانب دیکھا جیسے اس سے وجہ جاننا چاہ رہے ہو جبکہ عزہ نے ناک منہ چڑھایا۔

"وہ میں کہہ رہا تھا کہ۔"

اس نے بلا خر اپنی بات کی تمہید باندھی اسی دوران ایان نے اس کے ہاتھ میں ایک گلابی رنگ کا مخملی ڈبیا تھمائی تو وہ تھوک نگلتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا عزہ کے سامنے جا کھڑا ہو گیا۔صائم کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا اس کے برعکس عزہ نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔نا جانے وہ سب کی موجودگی میں اب کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"ول یو میری می۔"

وہ اس کے سامنے وہ ڈبیا کرتے ہوئے خوفزدہ انداز میں بولا۔عفان ان سب کی نظروں سے اچھا خاصہ کنفیوز ہو چکا تھا اسی بدولت وہ اپنے ہاتھ میں موجود ڈبیا کھولنا بھی وہ بھول چکا تھا۔

"ابے باکس تو کھول۔"

ایان کی آواز پہ وہ سرعت سے ہوش میں آیا جبکہ سب ابھی بھی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔صائم کا تو اس کی جرأت پہ غصے سے برا حال ہو گیا کیسے وہ اس کے سامنے دھڑلے سے اسی کی بہن کو پرو پوز کر رہا تھا لیکن اگلے ہی لمحے جیسے ہی عفان نے باکس کھولا مرا ہوا کاکروچ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ دیکھ کر عزہ کے حلق سے ایک چیخ برآمد ہوئی جبکہ اس کی نظروں کے تعاقب میں جب سب لڑکیوں کی نگاہ اس جانب اٹھی تو ان کا بھی یہی حال تھا۔

"کیا ہو گیا ہے ہم سب گھر میں نہیں بیٹھے ہوئے۔"

اذلان کرخت آواز میں سب سے مخاطب ہوا تو انہیں سانپ سونگھ گیا اب عفان کی شرر بار نگاہیں ایان اور معاذ پہ تھی جو مسلسل مسکراہٹ دبا رہے تھے ان سے سہی والا ڈبہ جھپٹنے کے انداز میں لیتے ہوئے اس نے دوبارہ وہی لائنز دہرائی تو اس بار صائم سے ضبط نہ ہوا۔ وہ غصے سے تن فن کرتے اس کی سمت بڑھا عفان کو اس کا یوں اشتعال کے عالم میں اپنے سمت بڑھنا کسی خطرے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ صائم نے آتے ہی عفان کا گریبان اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ اذلان کو معاملے کی سنگینی کا احساس شدت سے ہوا تھا۔ وہ محرم سے ہاتھ چھڑوا کر اس کی سمت بڑھا باقی سب کو بھی حقیقتاً اب ڈر لگنے لگ گیا تھا۔

"خان بات سنیں۔"

آیت اس کے پاس جا کر سرگوشی کے انداز میں بولی تو صائم نے آنکھوں کے اشارے سے اسے واپس پیچھے جانے کا کہا تو وہ خاموشی سے پیچھے ہو گئی۔ اسے سب کے سامنے اس کے یوں کرنے پہ سبکی سی محسوس ہوئی تھی۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔"

صائم دھاڑ کر بولا تو عفان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اب کی بار اذلان کے ماتھے پہ بھی بل پڑے۔

"صائم گریبان چھوڑو تمام لوگ ہماری طرف ہی متوجہ ہے۔"

اذلان نے بھی دھیمی آواز میں غصے سے اسے وارن کیا لیکن صائم نے دھیان نہ دیا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں یہ کیا طریقہ ہے تمہیں شرم نہیں آتی ایسے میرے سامنے ڈٹ کر میری بہن کو پرپوز کرتے ہوئے۔

وہ اس کے کالر کو جھٹکا دیتے پھنکارا۔ عزہ ایک جانب کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"نہیں مطلب اگر بندے کو پرپوز کرنا ہی ہے تو پہلے طریقہ ہی سیکھ ہے تم کھڑے ہو کر پرپوز کر رہے ہر جبکہ نیچے گھٹنوں پہ بیٹھ کر کرتے ہیں۔"

عزہ جو صائم کی گرجدار آواز پہ کپکپا گئی تھی اس کی اگلی بات پہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔سب نے پہلے حیرانگی سے اسے دیکھا پھر بے ساختہ سکون کا سانس لیا۔

"توبہ ہے صائم بھائی تراہ ہی نکال دیا تھا میرا۔"

عفان روہانسا ہو کر بولا۔اس کی حالت سچ میں صائم کا غصہ دیکھ غیر ہو چکی تھی۔سب کے فلک شگاف قہقہے ابل پڑے۔

"تو کیا تنگ صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔"

صائم آئبرو اچکا کر تمسخرانہ لہجے میں بولا تو وہ بھی اپنی درگت پہ ہنس دیا۔اس کے بعد سب کی موجودگی میں اس نے اس بار پوری ہمت سے زمین پہ دو زانوں اس کے سامنے بیٹھتے تیسری بار وہ الفاظ دہرائے تھے تو عزہ نے ذرا سی نظریں اٹھا کر سب کی طرف باری باری دیکھا سب کا رویہ مثبت دیکھ کر اس کی گردن خود بخود ہاں میں ہل گئی۔عفان نے ہرے کا نعرہ لگاتے ہوئے خوشی خوشی اسے انگوٹھی پہنائی سب کی تالیوں کی گونج سے محفل اور رنگین ہو گئی۔ہر جانب کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھی۔

"آپی یہ سب کیسے ہوا کیا ہوا۔"

عزہ محرم کے پاس آکر پریشانی سے بولی۔

"یہ سب تو بہت جلدی جلدی میں ہوا مت پوچھو بس دونوں فیملیز کے درمیان یہ بات ہو چکی تھی اور ہمیں آپ کا بھی پتہ تھا کہ کس طرح سے آپ میرے دیور پر فریفتہ ہے۔"

وہ آنکھیں گھما کر بولی۔ عزہ نے مسکراہٹ دباتے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تیار ہو نہ میری دیورانی بننے کیلیے۔۔"

محرم شرارت سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولی تو وہ شرمیلی سی ہنسی ہنس کر چہرہ جھکا گئی۔

اس کے چہرے پر کھلتے رنگوں کو دیکھتے ہوئے اس نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا تھا۔

ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرتے اذلان اور محرم ایک دوسرے کی تقلید میں ریسٹورینٹ سے باہر نکل رہے تھے جبکہ باقی سب بھی ان کے پیچھے ہی آرہے تھے۔ ابھی وہ لوگ کچھ قدم آگے ہی پہنچے تھے کہ سامنے سے آتے فائق کو دیکھتے محرم کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں باقاعدہ ٹھنڈے پڑ گئے۔ اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر محرم نے ایک قدم پیچھے لیتے گھبرا کر اذلان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے اس طرح گھبرانے پر اذلان نے تسلی بخش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کو سرے سے نظر انداز کرتے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ فائق کی آواز پر اس کے آگے کی جانب بڑھتے قدم وہی تھم گئے۔ محرم نے اذلان کو دیکھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے آپ لوگوں سے بات کرنی ہے۔ پلیز منع مت کیجیئے گا۔"

اس نے ہچکچاتے اپنا مدعہ بیان کیا تو اذلان نے سنجیدگی سے ایک نظر اسے دیکھا پھر وہیں رک گیا مگر بولا کچھ نہیں۔ انہیں یوں رک کر خاموش دیکھتے فائق نے دوبارہ اپنی بات شروع کی۔ محرم کی حالت ابھی بھی جوں ہی توں ہی تھی۔ پرانے زخموں سے خون ایک بار پھر رسنا شروع ہو چکا تھا۔

"میں جانتا ہوں جو میں نے کیا وہ بہت برا تھا مجھے ایسا بلکل نہیں کرنا چاہیے تھا مگر نا جانے اس وقت مجھے کیا ہو گیا تھا شاید میں اپنے حواسوں میں نہیں تھا میں اپنے کیئے پر بہت شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر دیں۔"

اس کے یوں کہنے پر محرم نے حیران ہو کر اسے دیکھا کہ کتنی آسانی سے یہ شخص اتنا سب کرنے کے بعد کہہ رہا تھا معاف کر دیں کیا اس کی غلطی معافی کے قابل تھی؟ وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ فائق نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

"محرم میں سچ میں بہت شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر دو میں جانتا ہوں کہ یہ سب بھولنا آسان نہیں ہے مگر تم چاہو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے باقی جیسی تمہاری مرضی مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہو گا۔"

اس نے محرم کی جانب دیکھتے اس سے معافی مانگی۔ محرم نے اس کی بات پہ ایک نظر اسے اور پھر اذلان کو دیکھا جو سنجیدگی سے فائق کی باتیں سن رہا تھا۔اس سے قبل کہ محرم کوئی جواب دیتی کہ پیچھے سے باقی سب بھی آ گئے وہ سب باہر کی جانب ہی بڑھ رہے تھے کہ ایک جانب پر اذلان اور محرم کو کسی شخص کے ساتھ کھڑا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ غور کرنے پہ معلوم ہوا کہ وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ فائق نامی بلا ہے۔ عزہ کی نگاہ جوں ہی اس کی جانب اٹھی وہ اشتعال کے عالم میں خونخوار تیوروں سمیت اس کی جانب بڑھی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو اور آپ لوگ بھائی آپ سب کیوں سن رہے ہیں اس کی بات چلیں یہاں سے۔"

وہ پہلے غصے سے اسے کہتی ہوئی اذلان کی طرف مڑی۔

"میں تم سب سے معافی مانگنا چاہتا ہوں عزہ۔

پلیز تم سب مجھے معاف کر دو۔ میں نے بہت بڑی غلطی کر دی تھی مجھے کسی بھی صورت سکون میسر نہیں ہے۔"

وہ شرمندہ سا عزہ کی طرف مڑا تھا۔

"آئندہ میرا نام مت لینا سمجھے اور جو تم نے کیا کیا وہ کم تھا جو دوبارہ آ گئے ہو وہ کسی صورت بھی معافی لائق نہیں ہے اسے لیے اپنی شکل گم کرو ورنہ دوسرا گال بھی سوجھا دوں گی۔"

عزہ نے وارن کرنے والے انداز میں اسے جتایا۔ فائق نے اس کے ہتک آمیز لہجے پہ سختی سے لبوں کو آپس میں بھینچ لیا۔

"میں معافی مانگنے آیا ہوں اور مجھے احساس ہو گیا کہ تم نے اس دن جو تھپڑ مارا تھا وہ بالکل ٹھیک تھا تم اگر وہ مجھے نا مارتی تو شاید مجھے اپنی غلطی کا احساس کبھی نہ ہوتا۔"

فائق نے وضاحت دی ابھی عزہ غصے میں کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اذلان نے ٹوکا۔

"عزہ کام ڈاؤن۔"

فائق کو یوں شرمندہ ہوتے دیکھ اذلان نے عزہ کو ریلیکس رہنے کا کہا تو وہ اس کا احترام کرتے خاموشی اختیار کر گئی جبکہ فائق اب اذلان کی طرف متوجہ تھا۔

"آپ لوگ مجھے معاف کر دیں پلیز۔"

اس کے اس طرح بار بار دھرانے پر عزہ نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا جبکہ اذلان نے سنجیدگی سے سر کو جنبش دی اور مزید کوئی بات کیے بغیر ان سب کو چلنے کا کہتے محرم کو اپنے حصار میں لئے آگے کی جانب بڑھ گیا وہ اس پہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ ان سب کی باتوں سے اسے بلکل بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔ محرم نے ایک نظر مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جو سپاٹ چہرے سمیت ناک کی سیدھ میں آگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اسے اج اندازہ ہوا تھا کہ اسے خالی محرم نہیں بلکہ اس کے محرم کے روپ میں زندگی بھر کا سکون بھی میسر آیا ہے۔

****

"میرے سے دور رہیں آپ اور مجھ سے بات کرنے کی بھی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ صوفے پہ بیٹھی ہوئی صائم کے رویے کے متعلق سوچتے کڑھ رہی تھی کہ عین اسی لمحے صائم نے اسے مخاطب کیا جس کا جواب اس نے چڑ کر دینا ضروری سمجھا۔

"میں دور رہو تم سے لیکن میں تمہارے قریب کب آیا بی بی۔"

صائم بھنویں اچکاتے ہوئے ناسمجھی سے بولا تو اس کے ہتک آمیز لہجے پہ وہ غصے سے لال پیلی ہو گئی۔

"ابھی نہیں آئے مگر کبھی نا کبھی تو آئیں گے نا۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ صائم نے بڑی مشکلوں سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"نہیں میں کبھی بھی نہیں آؤں گا میری جان۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے کھسک کر اس کے نزدیک ہوا۔ آیت نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو بول کچھ رہا تھا اور کر کچھ رہا تھا۔

"قسم سے آپ مجھے انتہائی سوبر انسان لگتے تھے مگر آپ سے شادی کر کے اندازہ ہو رہا ہے کہ انسان کی ظاہری حالت دیکھ اس سے کبھی بھی شادی کیلیے ہامی نہیں بھرنی چاہیے۔"

وہ چڑ کر بولتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"مگر مجھے تم پہلے بھی پھوہڑ ہی لگتی تھی اور تم اب بھی پھوہڑ ہی ہو تم میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا۔ کیا کبھی میں نے تمہیں اس بات کا طعنہ دیا نہیں نا تو آئندہ تم بھی مجھے مت دینا۔"

آیت نے اس کی بات پہ صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی شانِ بے نیازی عروج پہ تھی۔

"بھلا کون اپنی بیوی سے ایسے بات کرتا ہے وہ بھی مجھ جیسی بیوی کو لاکھوں میں ملتی ہے۔وہاں سب کے سامنے اتنے غصے سے اشارہ کیا تھا آپ نے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔صائم اس کی ناراضگی والی بات جانتے ساکت رہ گیا۔

"اُفف آیت اب کیا میں تمہیں یوں کہتا کہ آیت میری جان میری ڈارلنگ پیچھے ہو جاؤں ناورنہ میرا ضبط ٹوٹ جائے گا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے کٹیلے لہجے میں گویا ہوا۔آیت اس کے بولنے کے انداز پہ کھلکھلا کر ہنس دی۔صائم نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا جس کی ناراضگیاں بھی اس کی طرح ہی بلاوجہ سی تھی۔

****

"آیت میں کہہ رہی ہوں مت کرو رہنے دو فضول میں وقت کا ضیاع کر رہی ہو۔"

عزہ آیت کو کچن میں کچھ بناتے دیکھ تنگ آکر بولی مگر وہ کچھ سننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ابھی ان کی شادی کو کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آیت کو کھانا بنانے کا شوق چڑھ چکا تھا اور کسی کی ایک نا سنتے ہوئے وہ کچن میں آکر پتہ نہیں کیا بنانے میں مصروف تھی۔اصل میں اسے صائم کا خود کو پھوہڑ کہنا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

"تم چپ کرو عزہ مجھے میرا کام کرنے دو۔"

ایت کے غصے سے ٹوکنے پر حجاب کا قہقہہ بلند ہوا اور عزہ نے گھور کر ان دونوں کو دیکھا۔

"اچھا بھابھی جی کم از کم بتا ہی دیں کہ کیا بنا رہی ہیں۔"

حجاب نے بھابھی جی پر زور دیتے ہوئے دانتوں سے سیب کترتے ہوئے پوچھا۔

"بریانی بنا رہی ہوں کھاؤ گی۔"

آیت نے اسے آنکھیں دکھا کر بولتے سر جھٹکا جیسے اسے پتہ ہی نا ہو کہ وہ کیا بنا رہی ہے۔

"ہیں بریانی میں دودھ کب ڈلتا ہے۔"

عجیب ہونقانہ سوال حجاب کی جانب سے آیا۔

اس کے سوال پر آیت نے ماتھا پیٹا جبکہ عزہ نے مسکراہٹ چھپائی کیونکہ وہ اپنی حرکتوں سے اسے عاجز کر چکی تھی۔

"میری ماں رس ملائی بنانے کی کوشش کر رہی ہوں تم اب چپ کرو تاکہ میں دھیان سے بنا سکوں۔"

آیت نے نرمی سے اسے وضاحت دیتے خاموش رہنے کو اشارہ کیا۔

"ہاں حجاب چپ رہو بچی پہلی بار بنا رہی ہے خراب بنی تو بے عزتی ہوگی نا۔"

عزہ بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولی تو کچن میں ان دونوں کے قہقہے گونجے۔آیت کے ذہن میں ایک بار پھر صائم کا فقرہ گونجا۔

"تم دونوں جاؤ باہر میرا کام خراب کرو گی۔"

آیت منہ بگاڑتے ہوئے بولی۔

"اچھا اچھا نہیں بگاڑتے دیکھ رہے ہیں بس۔"

عزہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے جواب دیا۔

کچھ دیر خاموشی سے کھڑے رہنے کے بعد پھر سے ان لوگوں کی شرارتیں شروع ہو گئی تھیں۔اب ان کی حالت کچھ یوں تھی حجاب آگے آگے بھاگ رہی تھی جبکہ آیت اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے پیچھے۔سارے لاؤنج میں انکی کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھیں۔ابھی وہ لوگ لاؤنج میں ہی تھے کہ تحریم بیگم ان کی آوازیں سن کر کمرے سے باہر نکلی۔

"ارے ارے کیا کر رہی ہو لگ جائے دونوں کو۔"

وہ متفکر ہوئیں۔

"ماما یہ حجاب دیکھیں یہ مجھے کام نہیں کرنے دے رہی۔"

آیت نے منہ بسورتے ہوئے انہیں حجاب کی شکایت کی مگر اس کی کام والی بات پر تحریم بیگم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"حجاب کیوں تنگ کر رہی ہو بھئی اور کونسا کام نہیں کرنے دے رہی۔"

تحریم بیگم نے حجاب کو ڈپٹتے ہوئے حیرت سے آیت کی جانب دیکھا۔

"ماما یہ آیت کچن میں پتہ نہیں کیا بنا رہی ہے ہم نے منع کیا پھر بھی۔"

عزہ نے رس ملائی کو پتہ نہیں کیا کا نام دیتے کہا کیونکہ اس بابت وہ سرے سے ہی نہیں جانتی تھی کہ وہ گھر میں بھی بن جاتی ہے۔انہیں بس محرم کے ہاتھ کا بنا کھانا کھانا آتا تھا۔

"ماما میرا دل ہو رہا تھا بنانے کا اس لئے بس لیکن یہ دونوں کب سے تنگ کر رہی ہیں۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔حجاب عزہ اب نہیں تنگ کرنا میری بیٹی کو وہ جو بنا رہی ہے بنانے دو۔"

تحریم بیگم نے آیت کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

جس پر آیت کھل اٹھی جبکہ عزہ اور حجاب نے منہ بسورا تھا۔ کچھ دیر بعد رس ملائی تیار ہوتے ہی وہ اسے فریج میں رکھتے خود تیار ہونے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ فریش ہو کر جوں ہی نیچے آئی تو سب کو وہیں بیٹھا پایا شاید وہ سب شاید اسی کے انتظار میں تھے۔ وہ بھی آ کر خاموشی سے عزہ کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تو پھر بن گئی تمھاری ڈش۔"

حجاب نے آنکھیں سکیڑتے اس کی جانب دیکھا۔

"لڑکی پہلے تو تھوڑی تمیز سے بات کرو بھابھی ہوں تمھاری۔ ایسا فتہ ڈالوں گی نا تمہیں مزے آجائیں گے۔"

آیت نے فرضی کالر جھاڑے۔

"جاؤ جاؤ پہلے تو نہیں یاد آئی یہ بات۔"

حجاب نے بھی ناک سے مکھی اڑائی۔

"چھوڑو اسے تم یہ تو بتاؤ بنایا کیا ہے۔"

عزہ نے آیت کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"بتایا تو تھا رس ملائی بنائی ہے اور کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔"

آیت کو ان کے بھول جانے پر غصے تو بہت آیا پھر ضبط کر گئی۔

"بنانا آتی تھی یا پیکٹ سے کام چلایا ہے۔"

حجاب نے پھر سے ٹھوکا مارا۔ آیت نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور بھاگنے والے انداز میں اس کے تعاقب میں بڑھی۔

"میں تمھاری طرح نکمی نہیں ہوں اب بچو مجھ سے رکو حجاب تمہارا تو میں قیمہ بناؤں گی۔ کب سے مجھے تنگ کر رہی ہو۔"

آیت نے بھاگتے بھاگتے اپنی بات مکمل کی اور اس کی تیز رفتاری پہ تھک ہار کر اسے وہی رکنے کا اشارہ جو بندروں کی طرح سرے صوفوں پر کود رہی تھی۔

"نہیں رکوں گی ایسے ہی پکڑ سکتی ہو تو پکڑ لو۔"

حجاب نے اسے منہ چڑاتے پھر سے دوڑ لگائی لیکن آیت اس کے پیچھے جانے کے بجائے سامنے کی طرف سے جانے لگی۔ اس طرح کے اب حجاب جس سمت میں بھاگ رہی تھی وہ آیت کی طرف ہی آ رہی تھی۔ آیت نے کمال ہوشیاری سے اس کے نزدیک دور لگائی تھی؟ اس سے پہلے آیت سامنے سے نکل کر اسے پکڑتی حجاب نے اس کا دوپٹہ دیکھتے اپنا راستہ وہی سے موڑ لیا اب پھر سے آیت حجاب کے پیچھے پیچھے تھی اچانک ہی حجاب کی نظر اندر آتے ہوئے صائم کی جانب اٹھی تو وہ شیطانیت سے مسکراتے تیزی سے اس کے پیچھے سے ہوتے نکل گئی جبکہ بے دھیانی میں آتی آیت کا اس سے زوردار تصادم ہوا تھا

اگر بروقت صائم اسے نا تھامتا تو وہ ضرور زمین کو سلامی دے چکی ہوتی۔

"افففف اللہ۔ آپ کہاں سے آ گئے سانڈ۔"

وہ اپنا ماتھا سہلاتے ہوئے تکلیف سے گویا ہوئی۔ صائم نے اس کا ہاتھ ہٹاتے خود ہی نرمی سے اس کا ماتھا سہلایا اور اسے لیتے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔

"چھوڑیں مجھے۔"

آیت اس طرح اس کی گرفت میں عزہ اور حجاب کے سامنے شرمندہ ہوتی ہلکا سا غرائی۔

"چپ کر کے کھڑی رہو۔"

صائم نے غصے سے اسے ٹوکا تو وہ منہ بسور گئی کیونکہ اس نے کرنی تو اپنی ہی تھی۔

"یہ کیا کر رہے تھے آپ سب۔"

صائم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ان تینوں کی جانب دیکھتے ان سے سوال کیا۔

"بھائی یہ آیت نے ہمیں کہا تھا پکرم پکڑائی کھیلتے ہیں تو بس وہی۔"

حجاب نے آیت کو دیکھتے شرارت سے آنکھ دبائی۔ آیت نے شدید مشتعل ہوتے اپنے پیچھے سے کشن نکالتے اس کی جانب اچھالا تھا جو سیدھا نشانے پر لگا۔

"میں نے تمھیں کہا تھا۔"

اس سے قبل کہ آیت خطرناک تیوروں سمیت اس کی جانب بڑھتی صائم نے اس کی کلائی کو اپنے شکنجے میں لیتے واپس اپنی جگہ پہ بٹھایا۔

"آپ۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی صائم نے اس کی انگلی کو پکڑتے نیچے کیا۔

"بیٹھ کر بھی بات ہو سکتی ہے ناتو پھر بیٹھ کر کرو بلاوجہ اچھلنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

صائم کے کہتے ہی وہ خاموشی سے واپس بیٹھ گئی جبکہ ان لوگوں کی نوک جھوک اب بھی جاری تھی جسے صائم مسکرا کر سن رہا تھا۔

کھانے کی میز پر آیت مسکراتے ہوئے اپنی کھانے والی چیزیں لے کر آئی تو سب نے بے ساختہ اسے شاباشی دی تھی۔آیت تو اتنی تعریفیں موصول ہوتے دیکھ پھولے نہیں سما رہی تھی۔

"ماشاءاللہ بہت اچھا بنایا ہے میری بیٹی نے سب کچھ سیکھو تم لوگ بھی۔"

تحریم بیگم عزہ اور حجاب کو لتاڑتے ہوئے بولی تو انہوں نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔ کھانا کھاتے ہی زمان صاحب اور تحریم بیگم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ باقی سب ابھی بھی کھانے سے بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھے۔

"کیسا بنا ہے سب کچھ۔"

آیت اشتیاق سے انہیں کھاتا دیکھ کر بولی۔

"پتہ نہیں چل رہا بس زبردستی کھا رہے ہیں۔"

عزہ کندھے اچکا کر رس ملائی کھاتے ہوئے بولی تو عزہ نے دانت کچکچائے۔ حجاب سے اس نے خود ہی پوچھنا گوارا نہ کیا کیونکہ اسے یہ بات اچھے سے از بر تھی اس نے بھی عزہ جیسا ہی جواب دینا ہے۔

"آپ بتائے نہ کیسا بنا ہے۔"

اب آیت صائم کی طرف متوجہ ہو کر بولی تو صائم نے اسے دیکھ کر ایک نظر کھانے کو دیکھا۔

"بس اچھا ہے۔"

وہ ہلکی سی مسکراہٹ سمیت بولا اور دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔آیت کا چہرہ اتر گیا۔

"آپ سب سے تو پوچھنا ہی فضول ہے نہیں پسند آیا تو اتنا ٹھونسا کیوں ابھی یہاں محرم آپی ہوتی تو وہ میری سہی سے تعریف کرتی۔"

وہ فوراً اگروہانسی ہو کر بولی اور پیر پٹخ کر کمرے کی طرف چل دی مطلب یہ ناراضگی کا واضح اظہار تھا اس کے جاتے ہی ان تینوں نے بیچارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا جو اپنی حرکتوں سے اسے اچھا خاصہ زچ کر چکے تھے۔

****

"بھائی اس بار میں رہنے آئی ہوں تو آپ کو مجھے شاپنگ پہ لے کر جانا ہے۔"

پریشے اذلان کے ساتھ جڑ کر بیٹھتی مسکے لگاتے ہوئے بولی تو اذلان نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ابھی تو وہ آفس سے آیا ہے اور تمہیں شاپنگ کی پڑ گئی ہے۔"

شازیہ بیگم اس پہ غصہ ہوتے ہوئے بولی۔

"اوہو مام کچھ نہیں ہوتا اتنی دنوں بعد اس نے مجھ سے کوئی فرمائش کی ہے اور وہ میں پوری بھی نہ کروں۔"

وہ پریشے کے ماتھے پہ پیار دیتا ہوا بولا تو وہ تفاخر سے مسکرا دی۔اتنی دیر میں محرم پانی لے آئی تو اذلان نے ایک نظر اسے دیکھ کر وہ تھام لیا۔

"بھائی میں بھی اتنے دنوں بعد آپ سے کچھ فرمائش کر رہا ہوں۔"

عفان دانت نکوستے ہوئے بولا تو محرم جو پاس ہی صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی اس نے مسکراہٹ چھپائی کہ ابھی یہاں عفان کی کلاس لگنے والی تھی۔

"شاید دو تین دن پہلے ہی اسی مسکے کے ساتھ آپ کی فرمائش پوری کی ہے میں نے"

وہ تند نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جھوٹ موٹ کا شرما دیا۔

"ڈرامے باز۔"

احتشام صاحب اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے اس کے ساتھ ہی صوفے پر براجمان ہو گئے اتنی دیر میں ملازمہ نے سب کو شازیہ بیگم کا کھانے کی ٹیبل پہ آنے کا پیغام دیا تو سب وہاں چل دیے کھانا ان سب کی کھٹی میٹھی نوک جھوک میں خوشگوار ماحول میں کھایا گیا کھانے سے فارغ ہو کر احتشام صاحب کمرے کی طرف چل دیے جبکہ باقی سب لاؤنج میں ہی براجمان تھے۔ محرم نے کچھ سوچ کر عفان کی جانب دیکھا جو موبائل میں پب جی کھیلنے میں مصروف تھا۔

"عفان لڈو کھیلے۔"

محرم منت کرنے والے انداز میں بولی تو عفان نے اس آگے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیے۔ وہ کھیل کھیل کر اکتا چکا تھا مگر مجال ہے جو وہ تنگ آئی ہو۔

"مجھے معاف کر دو تم کیا کیا کروا رہی ہو میرے سے۔ میری سمجھ سے باہر ہے۔"

اس کی بات پہ اذلان نے ماتھے پہ بل ڈال کر اس کی جانب دیکھا۔ محرم نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے چہرہ جھکا لیا۔

"بھائی مجھے مت ایسے گھوریں آپ۔آپ کی بیگم صبح سے شام تک یہ کام کرتی ہیں اور اب تو پریشے بھی اس بات کی گواہ ہے۔"

وہ پریشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو محرم دل مسوس کر بیٹھ گئی۔اذلان نے سنجیدگی سے محرم کی جانب دیکھا تھا۔

"ارے بس کرو اس کا دل کر گیا ہو گا کیوں تنگ کر رہے ہو میری بیٹی کو۔"

شازیہ بیگم نے عفان کو لتاڑا۔اذلان کی نگاہیں ہنوز محرم پہ جمی تھی۔

"نہیں کر رہا میرا دل اب۔"

محرم بھرائے لہجے میں بولتی وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تو عفان نے کھسیاتے ہوئے اذلان کی طرف دیکھا تو وہ اسے ہی گھور رہا تھا۔پریشے بھی تاسف سے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں دیکھتی ہوں عفان کیا ضرورت تھی یار یہ موڈ سوینگز ہوتے ہیں تو پیار سے ڈیل کرنا پڑتا ہے فضول میں اسے اتنا کچھ بول دیا۔"

پریشے بھی اس پہ برستے ہوئے بولی۔

"لیکن میں نے تو بس مذاق۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا اذلان نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی۔

"آپ کے مذاق ہمیشہ مہنگے پڑ جاتے ہیں اسی لیے خیال کیا کریں ورنہ کسی دن میں نے کچھ ایسا کر دیا تو یقیناً آپ سے برداشت نہیں ہو گا۔پریشے بیٹا آپ بیٹھو میں دیکھتا ہوں"

وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچا وہ کمبل سر تک تانے سونے کی کوششوں میں تھی۔ اذلان گہرا سانس بھرتے اس کی جانب بڑھا۔

"محرم اٹھیں۔"

اذلان نے اسے پچکارتے ہوئے اٹھانا چاہا لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے جیسے ہی نرمی سے محرم کے منہ سے کمبل ہٹایا اس کی بھیگی آنکھیں دیکھتے تڑپ کر رہ گیا۔

"کیوں رو رہی ہیں جانم۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا۔ محرم نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا ادھر دیکھیں لڈو کھیلنی ہے نہ آپکو چلیں اٹھیں میں کھیلتا ہوں آپ کے ساتھ۔"

وہ اسے سہارہ دے کر بٹھاتے ہوئے بولا۔ محرم نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جیسے اس بات کی بلکل بھی توقع نا ہو۔

"سچی۔"

وہ روتے روتے چہکتے لہجے میں بولی۔ اذلان اس دھوپ چھاؤں سے منظر میں کھو ہی تو گیا تھا۔

"مچی۔"

وہ اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا ہوا جذبوں سے لبریز لہجے میں بولا۔

"رکیں میں ابھی لے کر آئی۔"

محرم اسے کہتے ساتھ ہی اس سے پہلے اپنی جگہ سے اٹھتی اذلان نے اسے ٹوک دیا۔

"آپ بیٹھیں میں لے کر آتا ہوں۔"

وہ اسے واپس بیٹھنے کی تلقین کرتے خود کمرے سے باہر نکل گیا۔ محرم نے آسودگی سے مسکراتے اس کی پشت کو تکا تھا جو اپنی تھکن کا خیال کیے بغیر اس کی خواہشات ایسے پوری کرتا تھا جیسے اس پہ فرض ہو۔

"بھائی آپ کیا کرنے لگے ہیں لڈو کا۔"

عفان سے برداشت نہ ہوا تو بول پڑا۔

"میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔"

اذلان اسے سختی سے باور کراتے اپنے کمرے کی جانب چل دیا جبکہ پریشے اور شازیہ بیگم مسلسل اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"ماما آپ نے دیکھا بھائی کو کبھی ہمارے ساتھ تو نہیں کھیلی۔ اب محرم کے ساتھ کھیلیں گے۔"

عفان کا تو صدمہ ہی کم ہونے کو نہیں آ رہا تھا۔

"ایک شوہر ہی اپنی بیوی کو سمجھ سکتا ہے اور وہ بھی ایسی حالت میں بیوی کو سب سے زیادہ شوہر کی ہی ضرورت ہوتی ہے کچھ ہی ہوتے ہیں جو اس صورتحال میں تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور میرا بیٹا تو میرا غرور ہے۔"

وہ ممتا بھرے انداز میں بولی تو پریشے نے ان کی تائید میں سر ہلایا کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں تھا۔

"مام میری بھی شادی کروائیں نہ مجھے بھی تو پتہ چلیں پھر۔"

عفان کی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی تو بول اٹھا۔ شازیہ بیگم اس کی ایک ہی تکرار سے عاجز آتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پریشے نے بھی اپنے کمرے کی راہ لی تھی۔

کافی دیر تک بھی لڈو کھیلنے کے باوجود جب محرم کا دل نہ بھرا تو ازلان نے اسے خود ہی وقت کا احساس دلاتے ہی لڈو بند کی اور تنبیہی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"چلیں جلدی لیٹیں ٹائم چیک کریں۔"

ازلان نے دیوار پہ لٹکی گھڑی کی جانب اشارہ کیا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔وہ مسلسل ڈیڑھ گھنٹے سے اسی کھیل میں مصروف تھے۔یکلخت محرم کو شرمندگی نے آن گھیرا۔

"اففف اتنا ٹائم ہو گیا آپ نے صبح آفس بھی جانا تھا سوری وہ مجھے۔"

اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی ازلان نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی۔

"آپ دونوں کیلیے کچھ بھی۔"

وہ اس کے تل پہ شدت سے اپنا لمس چھوڑتے ہوئے تو محرم جھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔

"پتہ نہیں میرے میں آپ کو کیا پسند آیا اللہ کہ آپ نے ان کو میرے لیے خوشنودی بنا کر بھیجا ہے جس نے میرے سارے زخم بڑھ دیے جو میرے لیے ٹھنڈی چھاؤں ثابت ہوا جس نے مجھے اپنے محفوظ کن حصار میں لیتے ہر سرد و گرم سے بچا لیا مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی کہ میں آپ کا شکر کیسے ادا کروں۔بس اتنا ہی کہ سکتی ہوں کہ اس شخص کے بدلے میں میں پوری زندگی بھی شکرانے کے نفل ادا کرتی رہوں نا تو وہ بھی کہی نا کہی کم ہے۔

****

صبح محرم کی آنکھ کھلی تو ازلان بیڈ پہ نہیں تھا واشروم میں پانی کی آواز سے اندازہ ہوا کہ وہ شاور لے رہا ہے۔اس نے کسلمندی سے اٹھ کر بیڈ کراؤن سے پشت ٹکالی آج اسے تھیسز ورک کیلیے یونی بھی جانا تھا۔ازلان نے تو ادے کچھ

نہیں کہا تھا مگر شازیہ بیگم نے اس کی طبیعت خرابی کی بدولت اچھا خاصہ ٹوک چکی تھی کہ یوں زیادہ تھکاوٹ اس کیلیے بلکل درست نہیں تھی۔اس کا جانا بھی ضروری تھا لیکن جانے کا ذرا دل نہیں تھا۔وہ ہنوز بیٹھی اسی متعلق سوچ رہی تھی کہ اتنی دیر میں اذلان بھی شاور لے کر آ گیا۔

"محرم آپ جلدی سے تیار ہو جائیں تاکہ آپ کو یونی ڈراپ کرو جاتے ہوئے۔"

اذلان اسے کہتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے بال سنوارنے لگا۔محرم ایک نظر اسے دیکھ کر کندھے اچکاتے چپل پیروں میں اڑستے فریش ہونے چلی گئی۔

کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جیسے ہی پانی کے دو تین چھپاکے چہرے پہ مار کر باہر آئی اذلان کی تیاری دیکھ کنگ رہ گئی۔مخصوص بلیک پینٹ کوٹ پہنے جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا چوڑی کلائی میں موجود بلیک ڈائل کی گھڑی بالوں کو اچھی طرح جیل سے سیٹ کیے وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنی تیاری پہ نظرِ ثانی کر رہا تھا۔

"آج خیریت ہے۔"

محرم سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھی جبکہ اس کی بات پہ اذلان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میرا مطلب ہے اتنا تیار شیار ہو کر جا رہے نہ۔"

وہ گڑبڑا کر تصیح کرنے والے انداز میں بولی تو ساری بات سمجھتے ہوئے اذلان نے مسکراہٹ دبائی۔

"جی وہ بس ایک کلائنٹ سے ضروری میٹنگ ہے جسے میں کسی قیمت پہ ہاتھوں سے نہیں جانے دینا چاہتا بس اسی کیلیے ہلکی پھلکی تیاریاں ہو رہی ہے۔"

وہ اسے تفصیل سے ساری بات بتاتا ہوا بولا۔ محرم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اچھا تو وہ کلائنٹ۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی اذلان کا موبائل بجنے لگا۔ اس نے چونک کر موبائل کی جانب دیکھا اور اس سے ایکسکیوز کرتے ہوئے فون اٹھانے لگا۔

یس مس فنزینہ آپ سب کچھ ریڈی رکھیں میں بس کچھ دیر میں پہنچ رہا ہوں آگے سے نا جانے کیا کہا گیا کہ اذلان مدھم سا مسکرادیا تھا شاید وہ کچھ زیادہ ہی ہنس مکھ تھی جو اذلان بھی اس سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔ محرم تو بس یہی سوچ سکی۔

Nothing like that miss focus on your work.

اذلان فوراً ہی سنجیدہ ہو کر بولا اور اگلے ہی لمحے کال کاٹ دی۔ محرم ہنوز اس کی جانب دیکھتے اس کا چہرہ پڑھ رہی تھی۔

"یہ مس فنزینہ کون ہے۔"

حجاب پن اپ کرتے ہوئے وہ سرسری سے لہجے میں بولی تو اذلان کو ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا۔ آج سب اسے حیران کرنے کے درپے تھے۔

"کیا کہنا چاہتی ہے آپ کھل کر بات کریں محرم۔"

وہ اپنی حیرانگی چھپاتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کراتا ہوا بولا۔

"میں نے تو ایسے ہی پوچھا ہے وہ پہلے کوئی اور تھی نہ کیا نام تھا شاید لیناہاں اب کیا تبدیل کرلی آپ نے۔"

محرم تفشیشی انداز میں بولی تو اذلان اس کے لہجے میں شک محسوس کرتے بہم سا مسکرایا۔

"کیا آپ میرے پہ شک کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔اب کی بار حیرت کا جھٹکا لگنے کی باری محرم کی تھی۔

آپ پہ کون شک کر سکتا آپ پہ مجھے مکمل یقین ہے۔اپنے آپ سے زیادہ بھروسہ میں آپ پہ کرتی ہوں۔"

وہ سادہ سے انداز میں بولتی سیدھی اذلان کے دل میں اتر گئی۔اذلان نے گہری پر تپش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور ایسی عنایت کیوں ہم غریب پہ۔"

وہ اسے اپنے بازو کے گھیرے میں لیتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔ محرم نے اس کا کوٹ درست کرتے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے تھے۔

"جو شخص کچھ بھی کر کے اپنے پیار کو حاصل کرنے کی ہمت رکھتا ہوا لیکن کچھ بھی غلط کیے بغیر وہ سب کچھ اللہ پہ چھوڑ دے اور اپنی محبت کو پاک رکھیں تو اس پہ شک نہیں بلکہ رشک کرنا چاہیے۔"

اس کا محبت بھرا لہجہ اذلان کو ساکت کر گیا۔وہ یک ٹک اس کے چہرے کو تک رہا تھا جس سے اس نے زندگی میں سب سے زیادہ محبت کی تھی۔

"کہاں کھو گئے چلنا نہیں کیا۔"

وہ اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولی تو اذلان نے بے ساختہ ہوش کی دنیا میں لوٹتے اس کے ماتھے پہ لب رکھے۔

"یہ میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں ہے جانم۔"

وہ اسے اپنے سینے میں سموتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا تو محرم آسودگی سے مسکرادی۔

"چلیں اب۔"

وہ حجاب ٹھیک کر کے مکمل تیاری کے ساتھ بولی تو اذلان اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

نیچے سب ناشتے کی ٹیبل پہ موجود تھے شازیہ بیگم نے انہیں آتے دیکھ ناشتے کرنے کی تاکید کی تھی۔

"ناشتہ کریں آپ میں ایک ضروری کال کر کے آتا ہوں۔"

اذلان اسے سختی سے تنبیہہ کرتے ہوئے بولا اور موبائل اٹھاتے لاؤنج کی جانب بڑھ گیا۔ جانتا تھا وہ کھانے میں معاملے میں کس قدر تنگ کرنا شروع ہو چکی ہے ابھی بھی اس کی بات پہ محرم نے منہ بناتے شازیہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ خود بھی واپس آ گیا تھا۔

"آج بلکل دل نہیں ہے واپسی پہ کھالوں گی پلیز۔ صرف آج سن لیں۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی تو اذلان نے نفی میں سر ہلایا۔

"صحت کے معاملے میں نو کومپروماِئز محرم جلدی ختم کریں اسے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تو محرم نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے ایسے مت دیکھیں آپ کے ایسے دیکھنے سے بھی مجھ پہ کوئی اثر نہیں ہونے والا۔ یہ دودھ بھی پینا ہے ابھی آپ نے۔"

چند نوالے ذہر مار کرتے ساتھ ہی وہ اپنی کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑی ہوئی تو اذلان نے کڑی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"دیکھیں سارا ختم کیا ہے۔"

وہ منہ بنا کر ناراضگی سے بولی تو سب اس کی حرکت پر مسکرا دیے۔ ناشتے سے فارغ ہوتے ہی وہ دونوں سب سے ملتے یونی کے لیے چل دیے۔

راستہ انہی باتوں کے درمیان گزرا تھا۔یونی کے گیٹ پہ گاڑی رکتے ہی جیسے ہی محرم اترنے لگی تو اذلان نے گاڑی لاک کر دی۔ محرم اس کی حرکت پہ بھونچکارہ گئی۔

"یہ کیا حرکت ہے۔"

محرم خشمگین نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"میری تمام باتیں یاد ہے نہ دوبارہ سے ذہن نشین۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا محرم بول پڑی۔

"طبیعت ذرا بھی ڈاؤن لگے تو آپ کو اسی وقت کال کرنی ہے تھوڑی دیر بعد کچھ کھانا ہے اور زیادہ تھکنا نہیں ہے زیادہ چلنا پھرنا نہیں ہے دیکھ لیں سب کچھ یاد ہے۔"

وہ چڑ کر بولی تو اذلان نے مسکراہٹ دبائی۔

That's like my girl.

وہ اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا تو محرم گاڑی میں ایسی حرکت پہ اسے گھور کر رہ گئی جبکہ اذلان کو اس چیز سے رتی برابر فرق نہیں پڑا۔ ساتھ ہی اس نے لاک کھول دیا تو محرم اسے اللہ کی امان میں بھیجتی اندر کی طرف بڑھ

گئی۔ جب تک وہ اندر نہیں گئی وہ وہی کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔ جیسے ہی وہ یونی کے اندر داخل ہوئی اذلان نے گاڑی آفس کی جانب بڑھادی۔

****

"میں آپ سے کہہ رہی ہوں مسٹر کھڑوس جلاد خان میں نہیں جاؤنگی مطلب نہیں جاؤنگی سمجھ لگی میری بات۔"

وہ غصے سے صائم کو گھورتے ہوئے بولی۔ صائم نے پرسکون انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اور میری مسز کو یہ خوش فہمی کیوں کر ہوئی کہ میں اس کی بات مان لونگا۔"

اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے صائم نے جواب دیا۔ آیت اس کی پرسکون انداز پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"مجھے نہیں پتہ بس میں نے کہہ دیا میں نہیں جاؤنگی یونیورسٹی بھئی شادی کے بعد کون پڑھتا ہے بھلا اور میں نے تو شادی بھی اسی لیے کی ہے کیونکہ مجھے آگے نہیں پڑھنا تھک گئی ہوں میں۔ اب یہاں پہ آکر مجھے مصیبت پالنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

آیت نے اسے وضاحت پیش کرتے جھنجھلاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی مگر صائم بھی اپنے موقف پہ قائم تھا۔

"کیوں بھئی محرم نہیں مکمل کر رہی اپنی پڑھائی ویسے بھی کوئی پڑھے یا نہیں تمھیں پڑھنا ہے کیونکہ میں کہہ رہا ہوں اور میری بات ٹالنی قطعی نہیں ہے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

اس کی بے جا ضد کو کسی کھاتے میں نہ لاتے صائم نے اسے باور کرایا۔

"میں نے شادی اس لئے نہیں کی تھی کہ آپ بھی زبردستی مجھے یونیورسٹی بھیجیں۔ جتنا پڑھا کافی ہے ناں کیوں میری جان کے دشمن بن گئے ہیں کونسا میں نے پڑھ لکھ کر ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنی ہے۔"

اپنی ساری کوششیں ناکام ہوتے دیکھ آیت نے منہ بسور کر اسے جتایا۔

"تو پھر کس لئے کی تھی شادی۔"

صائم نے سنجیدگی سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے استفسار کیا۔آیت اس کی برجستہ بات پہ بوکھلا گئی اب بھلا اسے کیا وضاحت دے۔

"وہ تو میں نے۔آپ بات مت کریں مجھ سے آپ کے دل میں سینہ ہی نہیں ہے کھڑوس خان۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتی چیخ اٹھی۔

"دل میں سینہ نہیں سینے میں دل ہوتا ہے جو کہ میرے پاس موجود ہے اور اگر اب تم نے منہ بگاڑا تو پھر بچ کر دکھانا مجھ سے۔"

اس کی بات پر مسکراہٹ ضبط کرتے صائم نے بے ساختہ اس کی تصحیح کی اور اس کے بات بات پہ منہ بگاڑنے پر سختی سے اسے ٹوکا۔

"اچھا نہیں بگاڑتی پر آپ کو میری بات ماننی ہو گی۔"

اس نے اسے منانے کی ایک اور کوشش کرتے کوٹ اسے تھمایا۔صائم نے ہنوز نفی میں سر ہلایا۔

"بالکل نہیں میں بالکل تیاریوں اور گاڑی میں تمھارا انتظار کر رہا ہوں جلدی سے آجاؤ شاباش۔"

صائم دوٹوک لہجے میں بولتے اس کا گال تھپتھپاتے جانے لگا اسی دوران وہ پھر بولی۔

"میں کہہ رہی ہوں نہ مجھے نہیں پڑھنا آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔"

ایک بار پھر سے ضبط ٹوٹتے ہی آیت نے جھنجھلا کر اپنی بات مکمل کی۔

"ٹھیک ہے مت پڑھو میں تو ویسے بھی چاہ رہا تھا کہ تم پڑھائی پر فوکس کر لو تا کہ تمھیں تھوڑا وقت مل جائے مگر اگر تم نہیں پڑھنا چاہتی تو یہی ٹھیک ہے۔"

جہاں صائم کی پہلی بات پر وہ کھل اٹھی تھی دوسری پر حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایسے مت دیکھو محترمہ میں اپنی بیوی کی بارہ بچوں والی فرمائش کی بات کر رہا ہوں۔"

اس کی حیران نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ معنی خیز لہجے میں گویا ہوا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"آپ۔"

"تمھارے پاس دو آپشن ہے اب سوچ لو کیا کرنا ہے تم نے۔ پڑھنا ہے یا گھر بیٹھ کر میرے بچوں کو پالنا ہے۔"

اس کی بات پوری ہونے سے قبل ہی صائم اپنی بات کہہ کر باہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی آیت غصے سے پیر پٹختی ہوئی اپنا بیگ اٹھاتی کمرے سے باہر چل دی۔ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر صائم نے ان تینوں کو لے کر حجاب کو پہلے کالج چھوڑ کر بعد میں عزہ اور آیت کو یونی اتارا جبکہ آیت کا منہ ابھی تک پھولا ہوا تھا لیکن صائم اگر زیادہ دھیان دیتا تو آیت زیادہ چور ہو جاتی اسلیے وہ سنجیدگی سے گاڑی آگے بڑھا گیا۔ اس کی جرأت پر آیت دانت پیستی رہ گئی۔

"بس کر جاؤ منہ ایسے بنایا ہوا جیسے بھائی نے تمہیں دوزخ میں بھیج دیا ہے"

عزہ اس پہ مسلسل منہ بنانے پر کڑھ کر بولی تو آیت چیخ گئی۔

"تم تو اپنا منہ بند ہی رکھو تمہیں میرے دکھ کا اس وقت اندازہ ہو جب شادی کے بعد تمہارا شوہر بھی تمہیں یوں ہی یونی پہنچا دیتا۔"

"اسی لیے تو میں نے ابھی کرنی ہی نہیں آرام سے ریلیکس ہو کر ایک سال بعد جب پڑھائی مکمل ہو جائے گی"

عزہ گردن اکڑاتے ہوئے تفاخر بھرے لہجے میں بولی جیسے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

"اور تمہیں یہ کس نے کہا کہ میں سال انتظار کروں گا۔"

پیچھے سے آنے والی عفان کی آواز نے اس کی ساری اکڑ نکال دی۔

"تم کیا جن کی طرح ہر جگہ نمودار ہو جاتے ہو۔"

آیت اس کے اچانک ٹپکنے پر چوٹ کرتے ہوئے بولی۔

"جیسے آپ چڑیلوں کی طرح نازل ہوتی ہے۔"

جواباً وہ بھی آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے معصومیت بھرے لہجے میں بولا تو آیت اتنی بے عزتی پہ جل کر راکھ ہو گئی لیکن جیسے ہی نگاہ سامنے بینچ پہ بیٹھی لڑکی کی جانب اٹھی تو اسے محرم کا گمان ہوا تھا۔

"عفان کیا محرم آپی آئی ہے یونی۔"

آیت اور عزہ بیک وقت بولی تو اس نے بے ساختہ اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے تھے۔ وہ دونوں تیز قدموں سے چلتی اس کی جانب بڑھ گئی۔

"آپی کیسی ہیں آپ یہاں کیا کر رہی اتنی دھوپ میں اور یونی کیوں آئی ہیں آپ۔"

عفان سے تصدیق ہوتے ہی ان دونوں نے محرم کے قریب پہنچتے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

"ہاں تھیسز سے متعلق کوئی کام تھا اور تم اتنی جلدی یونی آگئی۔"

محرم حیرانگی سے بولی جبکہ اس کی بات پہ آیت کا دکھ پھر سے تازہ ہو گیا۔

"مت پوچھیں آپی آپ کے کھڑوس بھائی نے کتنا ظلم کیا ہے میرے پہ مجھے زبردستی یونی بھیج دیا۔"

وہ اپنا رونا ڈالتے ہوئے بولی تو ان سب نے مسکراہٹ چھپائی۔

"اسے چھوڑو محرم تم بتاؤ کچھ کھایا یا نہیں۔"

اس کی بات پہ ان دونوں نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا جبکہ محرم کا منہ اس کی بات کھلا کا کھلا رہ گیا۔ مطلب وہ جو صبح ناشتہ کر کے آئی تھی وہ کس کھاتے میں آتا تھا پھر۔

"ڈونٹ ٹیل می عفان کہ شاہ نے تمہیں بھی کہا ہے۔"

محرم شاک کی کیفیت میں بولی۔ عفان نے بے ساختہ اپنے سر کو خم کیا۔

"آفکورس مجھے بھی کہا ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ تم اپنا بلکل خیال بلکل نہیں کروں گی کمزور سی تو ہو کہی گر پڑ گئی تو بھائی کہاں ڈھونڈیں گے تمہیں۔"

عفان شرارت سے بولا تو محرم نے رجسٹر اس کے بازو پہ مارا تھا۔ وہ اس کی حرکت پہ کھل کر ہنس دیا۔

"اچھا میری کلاس ہے میں جا رہی ہوں۔ مجھے بھی لیتی جاؤ۔"

آیت سب کو کہتی جانے لگی کہ اس کی بات پہ عزہ بول پڑی۔

"آپ ہمارے ساتھ جایئے گا نہ ہم آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔"

عفان بائیں آنکھ دباتے مسخرے پن سے گویا ہوا تو عزہ عادت کے مطابق تپ اٹھی۔

"شٹ اپ۔"

اس کے منہ پہ لفظوں کا تمانچہ مار کر عزہ یہ جا وہ جا۔ عفان کی حالت پہ پہ محرم نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔

"تم لوگ جاؤ میں محرم کو کچھ لا دیتا ہوں کوئی انرجی ڈرنک شرنک۔"

وہ شرارت سے کہتا وہاں سے غائب ہو گیا تو عزہ کی نظروں نے مسکراتے ہوئے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ آیت کے ٹہوکا مارنے پر وہ ہوش میں آئی تو ان دونوں کو اپنی جانب ہنستا دیکھ کر خجل سی ہو گئی۔

****

صائم اپنے کیبن میں بیٹھا کسی مریض کا معائنہ کرنے میں مصروف تھا کہ اسی دوران اس کا فون بجا فون ہاتھ میں لیتے ہی اذلان کالنگ دیکھ کر اس نے بنا کسی تاخیر کے فون اٹھایا تھا مگر مقابل کی جانب سے جو خبر اسے سننے کو ملی وہ اسے پریشان کر دینے کو کافی تھی۔

لیکن تم نے تو کہا تھا کہ اسے ابھی کچھ عرصہ تک لاک اپ میں ہی رکھا جائے گا۔ پھر ایسے کیسے وہ اتنی بڑی کوتاہی کر سکتے ہیں۔"

صائم ماتھا مسلتے ہوئے تشویش زدہ لہجے میں بولا۔ وہ مریض خود ہی اپنی جگہ سے اٹھتے لڑکھڑاتے قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اس کا معائنہ تو ہو ہی چکا تھا اب بس صائم سے نسخہ ہی لکھ کر دے رہا تھا۔

"ہاں میری تفصیل سے بات ہوئی ہے ان کا کہنا ہے کہ وہ ہمارے گھر کی عورتوں کے خلاف مغلظات بک رہا تھا جس کی بدولت ان کے کانسٹیبل نے اس سے سچ اگلوانا چاہا تھا بس اسی دوران اس کے سر پہ وار ہوتے ہی اسے بہت گہری چوٹ آئی تھی تو اسے سرعت سے ہسپتال لے جایا گیا تھا مگر وہاں وہ کسی کو پہچان نہیں رہا تھا۔ خیر جتنا سبق اسے مل سکتا تھا مل گیا ہے تم پریشان مت ہو انشاءاللہ سب بہترین ہو گا۔"

اذلان نے اپنے طور پر اسے مکمل طور پہ تسلی دینا چاہی لیکن صائم کا دل کسی طور پر آمادہ نہیں تھا۔

"لیکن پھر بھی۔ وہ جا کہاں سکتا ہے۔"

صائم پریشان ہوتے ہوئے بولا تو اذلان گہری سانس بھر کر رہ گیا کیونکہ اس کا ڈر بھی غلط نہیں تھا اب معاملہ اس کی بیوی کا تھا۔

"تم تسلی رکھو وہ کہیں بھی جائے گا مگر ذہنی توازن بگڑنے کی بدولت گھر کبھی نہیں پہنچ پائے گا نا ہی وہ کسی کو پہچان رہا ہے اور بعد میں بات ہوتی ہے امپورٹنٹ میٹنگ ہے میری۔"

اذلان نے الوداعی کلمات ادا کرتے ہی کال کاٹ دی۔اس کا فون بند ہوتے ہی صائم بھی اپنے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچ کر کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

اسی دوران ایک نرس نے افرا تفری میں اس کے کیبن میں آتے ایمرجنسی کیس آنے کی اطلاع دی تو وہ سب سوچوں کو ایک طرف رکھ کر مضبوط قدموں سے ایمرجنسی وارڈ کی طرف چل دیا لیکن جیسے ہی اندر قدم رکھا اندر موجود شخص کو دیکھ کر ماتھے کی رگیں تک پھول گئی جبکہ بھینچی ہوئی مٹھیاں اس کے ضبط کی گواہ تھی۔چہرہ بلکل سپاٹ ہو چکا تھا۔وہ اس وقت اس شخص کا سامنا بلکل نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ڈاکٹر ہونے کے ناتے اس پہ یہ ذمہداری عائد تھی اس لیے تمام تر دشمنیوں اور رنجشوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے وہ اس کی ٹانگ کا معائنہ کرنا شروع ہو گیا لیکن اس دوران اسے بلانا بلکل بھی گوارا نہ کیا تھا۔اس کی تمام تر توجہ فقط موبائل کی جانب تھی۔

"مجھے معاف کر دو میرے سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی اس دن۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کپکپاتے لہجے میں بولا لیکن صائم نے پھر بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ جو حرکت اس نے کی تھی اس کے بعد وہ اسے معاف کرنے کا بلکل ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"میرے بیٹے کو معاف کر دو وہ سچ میں اپنی غلطی پہ پشیمان ہے اپنے پاپا کے لیے ہی معاف کر دو۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بولے جبکہ ان کے ہاتھ اپنے سامنے جڑے دیکھ کر صائم نے مشکل سر ہلایا تو وہ تشکر سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ صائم کے جبڑے غصے سے بھینچے ہوئے تھے۔ اس کا اچھی طرح معائنہ کر کے وہ اپنے کیبن کی طرف مڑ گیا کیونکہ اس سے زیادہ اس شخص کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا صائم کی برداشت سے باہر تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے جان سے مار ڈالے مگر ان کو دیکھتے وہ خود پہ ضبط کر گیا تھا ورنہ اسے خود سے ہی کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اس کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

****

رات وہ سونے کی تیاری کرتے ہی اپنے بیڈ پر نیم دراز ہوتے بیٹھی ہی تھی کہ چنگھاڑتے ہوئے فون پر نظر پڑی تو مسکرا کر نفی میں گردن ہلاتی فون اٹھا کر کان سے لگایا۔ جانتی تھی کس کا فون ہو گا اور کیوں ہو گا۔ آج وہ اچھا خاصہ تھک چکی تھی تبھی کچھ دیر بس ستانا چاہتی تھی۔

"کہاں ہو یار پری کب سے کال کر رہا تھا۔"

فون سے ڈائریکٹ معاذ کی جھنجھلاتی ہوئی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تو ناچاہتے ہوئے بھی ایک سادہ سی مسکراہٹ اس کے شگرفی لبوں پہ پھیل گئی۔

"اوہ ہوا ابھی آئی ہو کمرے میں تو فون دیکھا اور فوراً اٹھایا ہے بولیں کیوں فون کیا تھا آپ نے۔"

پریشے نے وضاحت دیتے ساتھ ہی اس سے سوال کیا اور سکون سے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔

"بندہ کوئی حال چال ہی پوچھ لے لیکن تمھیں کہاں خیال میرا۔ تم تو یہاں آ کر مجھے بھول ہی گئی ہو۔"

معاذ نے دہائی دینے والے انداز میں کہا۔ اس سے قبل کہ پریشے اس کی بات کا کوئی جواب دیتی کہ پہلے ہی بول اٹھا۔

"اچھا باقی باتیں بعد میں ابھی کھڑکی کھولو۔"

اس کے اچانک کہنے پر پہلے پہل تو اس کی بات کے معنی وہ سمجھ نہ سکی مگر جب بات شعور کی منزل طے کر گئی تو اس نے ہونقوں کی طرح فون کی جانب دیکھا جیسے وہاں فون نہیں بلکہ معاذ ہو۔

"ہیں آپ کیا کر رہے ہیں کھڑکی پر۔"

تم بعد نے تفتیش کر لینا۔ابھی بس کھڑکی کھولو اگر اپنے شوہر کی سلامتی چاہتی ہو تو ورنہ مجھے نیچے گرنے میں اب مزید ایک لمحہ بھی نہیں لگنا۔

معاذ نے دانت کچکچاتے ہوئے ایک آہ بھری۔پریشے عجلت میں اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک جھٹکے سے کھڑکی کے دونوں پٹ واں کیے تھے۔چند ساعتوں بعد ہی معاذ چھلانگ لگاتا داخل ہوا تھا۔

"یہ کیا تھا۔"

اسے آرام سے اپنے بیڈ پر پھیلتا دیکھ کر وہ بولی۔

"تمھاری یاد آرہی تھی تو بس آگیا ملنے۔"

معاذ نے لاپرواہی سے بولتے کندھے اچکائے اور بیڈ پہ چت لیٹ گیا۔

"کبھی کوئی کام سیدھے طریقے سے کرنا آتا ہے آپ کو۔"

پریشے نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے سوال کیا اور کھڑکی بند کرتے بیڈ کی دوسری جانب براجمان ہوگئی۔معاذ نے محبت پاش نگاہوں سے اس کے بھرے بھرے وجود کو تکا تھا؟

"نہیں ناں سیدھا آتا ہوتا تو تم سے محبت ہوتی بھلا۔"

اس نے زبردست قسم کا قہقہہ لگاتے بات ہوا میں اڑائی۔

"کیا مطلب۔"

پریشے نے الجھ کر پوچھا۔

"مطلب یہ ڈیئر وائفی کہ بقول آپکے میں ہر کام الٹے طریقے سے کرتا ہوں لیکن محبت سیدھے طریقے سے کی تھی تبھی تو ہم آپ پہ فریفتہ ہیں۔"

وہ مسکراکر کہتا اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے اپنے حصار میں چھپا گیا جیسے اس کی موجودگی کو محسوس کرنا چاہتا ہو۔اس کی بات سنتے وہ بھی آسودگی سے آنکھیں موند گئی ایکدن کچھ یاد آتے ہی وہ اس کا حصار کھولتے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"چلیں جائیں اب۔"

اس کے یوں بولنے پر معاذ نے حیرت سے منہ کھولے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب جائیں میں کہیں نہیں جارہا اب۔"

واپس اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے وہ دوبارہ لیٹ گیا۔پریشے نے ہونق پن سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جس کی سوئیاں رات کے بارہ بجارہی تھی۔

"کیا مطلب نہیں جارہے ایک تو سیدھے طریقے سے آئے نہیں اب جانا بھی نہیں ہے چلیں جائیں شاباش۔اس سے قبل کہ کوئی دیکھ لے۔"

وہ اسے کھینچ کھانچ کر اٹھاتے ہوئے بولی۔

"ارے ارے ظالم سماج چلا جاؤنگا تھوڑی دیر صبر تو کرلو۔ ابھی تو میں نے تمہیں محسوس بھی نہیں کیا۔"

"کوئی صبر نہیں چلیں جائیں۔"

پریشے نے اس کی ایک نہ سنتے اسے کھڑکی کی جانب دھکیلا تھا۔

"کیا اب میں یہاں سے جاؤنگا۔"

معاذ نے حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کردی ہو۔

"جی بالکل جیسے آئے تھے ویسے ہی جائیں گے۔"

معاذ نے نفی میں گردن ہلاتے غصے سے دروازے کا رخ کیا۔

"معاذ کیا کر رہے ہیں ایک تو چھپ کر آئے اوپر سے سب کے سامنے جانا ہے آپکو۔ ایسے تو سب نا جانے ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے۔"

اسے پریشان ہوتے دیکھ کر معاذ اس کی جانب ہلکا سا جھکا اور اس کے چہرے پہ بکھرے بالوں کو سمیٹتے اس کا گال سہلایا تھا۔

"میں نے کب کہا میں چھپ کر آیا تھا۔ میں تو سب سے مل کر آیا تھا بس اپنی بیوی سے ملنے کے لئے ہر بار نئے طریقے ڈھونڈتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے انسپائر ہوتی رہے۔"

وہ شرارت آمیز لہجے میں بولتے اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا اور اسے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ پریشے نے صدماتی کیفیت میں اس کی پشت کو تکتے باقاعدہ اپنا ماتھا پیٹا۔

****

ایک خوشگوار شام شاہ ولاس کے لان میں اتری تھی۔ آج شاہ ولا میں معمول سے ہٹ کر گہما گہمی تھی ہر جانب خوشیوں بھری کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھی کیونکہ آج احتشام صاحب اور شازیہ بیگم کی شادی کی سالگرہ تھی جو تمام بچوں نے دھوم دھام سے منانے کا فیصلہ کیا تھا گھر کے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا رنگ برنگے برقی قمقموں کی لڑیاں ہر طرف لگی ہوئی تھی روشنیوں سے جگ مگ کرتا لاؤنج ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔

"عفان سب تیاری پوری ہوگئی ہے ناں۔"

پریشے نے ایک آخری نظر ساری تیاری پر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سب تیار ہے بس ہماری بھابھی محترمہ سے کیک کا پوچھنا ہے۔"

عفان نے بھی ساری تیاری کا جائزہ لیتے ہوئے اسے جواب دیا۔

"کہاں ہے محرم میں پوچھ لیتی ہوں پھر تیار بھی ہونا ہے۔"

وہ اس سے سوال کرتی محرم کے تعاقب میں کچن کی جانب بڑھ گئی۔ عفان بھی اس کے عقب میں ہی تھا۔

"محرم کیک بن گیا کیا کچھ کام ہے تو بتاؤ۔"

"نہیں بس آل موسٹ ریڈی ہے۔"

محرم نے اس کے سوال کا جواب مصروف انداز میں دیا۔

"محرم میں ٹیسٹ کر کے بتاؤں کیسا ہے۔"

عفان نے معصومانہ شکل بناتے پوچھا۔

"بالکل نہیں جاؤ تم تیار ہو میرا کام ہو ہی گیا ہے میں بھی جا کر ریڈی ہوتی ہوں مہمان آنے والے ہونگے۔"

ان کو تیار ہونے کی ہدایت دیتی محرم بھی کیک فریج میں رکھ کر کمرے کی جانب چل دی۔

تیاریاں وغیرہ مکمل کرتے ہی کچھ دیر بعد وہ سب مکمل تیار لاؤنج میں موجود تھے جہاں باقی لوگوں کی آمد بھی شروع ہو چکی تھی مسٹر اینڈ مسز شاہ سب سے خوشدلی سے ملتے اپنی بتیسویں اینیورسری کی مبارکباد وصول کر رہے تھے۔ کچھ دیر میں ہی محرم اور آیت کی پوری فیملی آچکی تھی ان کا بھی بہت اچھے سے استقبال کرتے وہ سب آپس میں ملتے ہوئے آگے کی جانب چل دیئے۔

"محرم آپی پریشے آپی کیسی ہیں آپ دونوں۔"

وہ سب آتے ہی ان کے پاس آکر اپنی باتوں میں مصروف ہو گئی جبکہ بڑے سارے ایک ساتھ محو گفتگو تھے۔

"ہم دونوں ٹھیک ہے تم لوگ بتاؤ کیسی ہو۔"

پریشے نے مسکراتے جواب دیا۔

"کیا بتاؤں پریشے آپی بس دل نہیں لگتا آپ کے بنا۔"

عزہ ایک نظر معاذ اور پھر پریشے کو دیکھتے بہت زیادہ دکھی لہجے میں گویا ہوئی اشارہ اس کے یہاں رکنے پر تھا۔

"اچھا۔"

اس نے اچھا کو اچھا خاصہ کھینچتے ہوئے اپنی بات پہ زور دیا تھا۔ اسی طرح کچھ باتوں کے کچھ ہنسی مزاق کے دوران سب نے انہیں متوجہ کیا کہ اب کیک کاٹنا ہے تو وہ لوگ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لاؤنج میں کئے سیٹ اپ کی جانب چل دیئے جہاں چھوٹا سا اسٹیج بنایا تھا اسٹیج پر مسٹر اینڈ مسز شاہ نے تالیوں کی گونج کے دوران کیک کاٹا اور سب

سے تحائف وصول کئے۔ کیک کاٹنے کے بعد احتشام صاحب کی آواز مائک میں گونجی جس نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

Excuse me Ladies and Gentle Man's May I have your Attemtion please.

ان کی آواز سنتے سب انہی کی جانب متوجہ ہوئے۔ تمام لوگوں کو اپنی جانب متوجہ پا کر انہوں نے عفان کو عزہ کے ساتھ اسٹیج پر آنے کا اشارہ کیا اور دوبارہ اپنی بات شروع کی۔

"آج اس خوشی کے موقع پر میں ایک اور خوشی کی بات آپ لوگوں سے شئیر کرنا چاہتا ہوں۔"

انہوں نے عفان اور عزہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اور وہ یہ کہ میرے اس نالائق سپوت نے زندگی میں پہلی بار کوئی اچھا کام کیا ہے اس بچی کو پسند کر کے اور میں آج کے دن اپنی چھوٹی بیٹی سے آپ سب کو متعارف کروانا چاہتا ہوں۔"

ان کے کہنے کے انداز پر سب نے مسکراہٹ چھپائی جبکہ عفان نے اپنے مخصوص انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"یہ ہیں عزہ زمان میرے جان سے عزیز دوست کی بیٹی میری بڑی بہو کی چھوٹی بہن اور اب سے اس نکمے کی منگیتر بھی۔"

ان کے تعارف کروانے پر سارے ہال تالیوں سے گونج اٹھا وہی عفان نے منہ بسورا تھا کیا بھلا اداکا تعارف نکما کہہ کر کروانا ضروری تھا۔ وہ اسٹیج سے اترے تو سب لوگ انہیں مبارک باد دینے لگے۔

"پھر کیسا لگ رہا ہے میرے نام سے منسوب ہو کر اپنا تعارف سننے میں۔"

عفان نے اس کی جانب جھکتے سرگوشی میں کہا۔

"بہت برا۔"

عزہ آنکھیں چڑھا کر بولتی جلدی سے اسٹیج سے اتر کر محرم اور باقی سب کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"تمھیں تو میں بتاتا ہوں۔"

عفان بڑبڑانے والے انداز میں بولتے سر جھٹک گیا یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی اس کے سر چڑھ کر بول رہی تھی۔اسٹیج سے اترنے کے بعد کوئی نہ کوئی آکر ان دونوں کو بھی مبارکباد دے رہا تھا۔

"ہیلو ایوری ون۔"

ان سب کو ساتھ بیٹھا دیکھ کر لائبہ بھی وہیں ان سب کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئی معاً وہ کچھ یاد آنے پر عزہ کی جانب مڑی۔

"کونجریچولیشنز عزہ آپ دونوں کو بہت بہت مبارک ہو۔"

وہ مسکرا کر خوشدلی سے ان دونوں کو مبارکباد دینے لگی۔

جس پر انہوں نے مسکرا کر شکریہ کہا تو وہ بھی ہولے سے مسکرادی۔

"ویسے عفان بڑے چھپے رستم نکلے تم بتایا بھی نہیں کچھ اور یہ سب اچانک۔"

اس کے انداز پر وہ کھل کر مسکرا اٹھا جس سے اس کے گالوں پہ پڑتے گڑھے چھب دکھلا کر غائب ہو گئے۔عفان لائبہ کو جواب دے نہی رہا تھا اور عزہ کی نگاہیں اس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔اسے اپنی جانب یوں دیکھتا پا کر عفان نے رخ اس کی جانب کرتے بھنویں اچکائی تو وہ گڑبڑا کر پہلو بدل گئی۔

"کیا بہت زیادہ اچھا لگ رہا ہوں۔"

عفان نے آہستہ آواز میں اسے مخاطب کیا جسے عزہ نے بمشکل سنا تھا۔

"منہ دھو رکھیں اپنا۔"

"منہ کیا دھو رکھوں میں پورا دھلا دھلایا ہوں۔"

مزے سے کہتا وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ عزہ وہیں بیٹھی تھی کہ محرم نے کچھ یاد آتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"عزہ ویسے تو سب ریڈی ہی تھا پھر بھی ایک بار چیک کر لو کچن میں سب کچھ ٹھیک ہے ناں۔ عین وقت پہ کوئی گڑبڑ نا ہو جائے۔"

محرم نے عزہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچن میں ساری چیزیں مکمل دیکھ کر اس نے اپنے لئے فریج سے پانی کی بوتل نکالی وہ پانی گلاس میں ڈال کر پینے لگی پانی پانی پی کر وہ ایک طائرانہ نگاہ تمام چیزوں پہ ڈالتے جوں ہی مڑی سامنے کچن کے دروازے پہ ایستادہ عفان کو دیکھ وہ سانس روک گئی۔

"کہاں کی تیاری ہے ڈارلنگ۔"

عفان نے پورے لوفرانہ انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"پہلی بات یہ چیپ الفاظوں سے مجھے نہ پکارا کریں۔ دوسرا راستے سے ہٹیں۔ اور آخری بات کہ میری کہیں کی تیاری نہیں ہے۔"

عزہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی انگلی اٹھا کر وارن کرتے وہاں سے گزرنے لگی کہ عین وقت پہ عفان پھر سے اسکے راستے میں حائل ہو گیا۔

"بات تو سن لو پھر چلی جانا۔"

عفان نے صلح آمیز لہجے میں کہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"بولیں۔"

اس نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے احسان کرنے والے انداز میں جواب دیا۔

"یہاں نہیں ناں چلو میرے ساتھ۔"

"آپ کو جو کہنا ہے یہیں کہہ دیں مجھے آپی کے پاس جانا ہے۔"

عزہ نے وہاں سے فرار ہونے کا ایک اور جواز پیش کیا۔

"سن لو میری بات ورنہ کھڑی رہو سارا دن مجھے کیا۔"

عفان نے کندھے اچکائے تو وہ اس کا ضدی انداز دیکھ کر رہ گئی۔

"سن تو رہی ہوں۔"

وہ ہار مانتے ہوئے تند لہجے میں بولی کیونکہ اس سے جیتنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ عفان نے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھائے۔

"کہا ناں میں بھی یہاں نہیں کہونگا ساتھ چلو بتا دیتا ہوں۔"

عفان کو آگے بڑھتا دیکھ اس کے قدم بے اختیار ہی پیچھے کی جانب اٹھنے لگے تھے۔ اس نے خوفزدہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"آپ۔"

عزہ نے کچھ کہنا چاہا مگر پیچھے فریج سے لگتے اور اسے اپنے سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا دیکھ زبان بھی تالو سے چپک گئی۔ وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"کیا میں۔"

عفان نے ایک اور قدم آگے کرتے اس کی اطراف میں ہاتھ رکھ کر راہ فرار سرے سے ہی بند کر دی۔

"ی۔یہ۔پیچھے ہوں۔"

اس کے ہاتھ اطراف میں دیکھ کر عزہ نے پہلے گھبرا کر دروازے کی سمت دیکھا پھر اسے دیکھ کر بمشکل لبوں سے یہ لفظ ادا کیے کیونکہ یہاں کسی کے بھی آنے کا خدشہ تھا۔

"جب کہہ رہا تھا تب آرام سے سن لیتی بات۔"

عفان نے اب بھی سکون سے جواب دیا جیسے اسے کسی سے بھی کوئی فرق ناپڑتا ہو۔

"عفان پیچھے ہو جائیں اور مجھ سے اتنی نزدیکی سے بات نہ کیا کریں مجھے نہیں پسند۔"

عزہ زچ آگئی تھی اس کی حرکتوں سے تبھی غصے میں بولتے سر جھٹک گئی۔جسکا مقابل کو ذرا برابر بھی اثر نہ ہوا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمھارے نزدیک آنے کا۔"

عفان نے اس کے مزید نزدیک ہوتے اس کے کان کے بالکل نزدیک جھکتے گھمبیر سی سرگوشی کی۔تو وہ اپنا سانس روک گئی لیکن اس کی اگلی بات سنتے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"بس تمھاری یہ حالت دیکھ کر بہت مزا آتا ہے"

بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹتے اس نے مزے سے جواب دیا اور خاموشی سے اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

"آپ نہایت ہی بے شرم بدتمیز اور بے ہودہ انسان ہیں۔"

عزہ نے غصے سے گھور کر اسے باور کرایا۔

"وہ تو میں ہوں کوئی شک۔"

فخریہ کالر جھاڑتے عفان پیچھے سلیب کی جانب مڑا اور سلاد کی پلیٹ سے کھیرا اٹھا کر منہ میں ڈالتے ایک گہری اندر تک اتر جانے والی نگاہ اس پہ ڈالتے باہر کی جانب چل دیا۔ عزہ بھی دانت پیستے وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔

"کہاں تھی تم۔"

پہلے عفان اور پھر کچھ لمحوں بعد عزہ کو کچن سے نکلتے حجاب نے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے تیکھے چتونوں سمیت استسفار کیا۔

"کچن میں تھی آپی نے بھیجا تھا۔"

عزہ نے منہ بناتے جواب دیا

"اور عفان بھائی وہاں کیا کر رہے تھے۔"

حجاب نے پوچھا تو عزہ کو عفان پر غصہ آیا کیا ضرورت تھی اس کے پیچھے آنے کی۔

"کیا کرتے ہیں کچن میں ہر وقت تو بھوک لگی ہوتی ہے انکو اس لئے آئے تھے۔"

عزہ نے سرخ چہرے سمیت چڑ کر جواب دیا اور جا کر محرم کو اطلاع دی کہ سب چیزیں تیار ہیں اس کے برعکس حجاب ہنوز پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تک رہی تھی۔

****

"تم سے ایک کام کہا تھا تم وہ بھی ڈھنگ سے نہیں کر سکتے۔"

وہ فون کے دوسری جانب موجود شخص پر چلاتے ہوئے بولا تو وہ شخص گھگھیا گیا۔

"سرجی میں وہاں گیا تھا لیکن وہاں اتنے لوگ موجود تھے اور اگر اتنے لوگوں کی موجودگی میں اسے اٹھاتا تو میں اپنے پیڑوں پر ہی کلہاڑی مارتا۔"

وہ فوراً وضاحت دیتے ہوئے بولا تو وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

مجھے لگتا ہے تم سے نہیں کچھ ہو پائے گا تم ایک ناکارہ انسان ہو مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا۔

وہ مکروہ مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے کٹیلے لہجے میں بولا تو دوسری جانب موجود شخص بھی اس کی بات پہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"فون رکھو اب کام کے وقت یاد کروں گا اب اگلی پلیننگ کے ساتھ۔"

وہ قہقہہ لگاتے فون بند کر گیا۔

"اب دیکھتا ہوں صائم کیسے بچا پاتا ہے اپنے گھر کی عورتوں کو ایسی بھٹی میں جلاؤں گا کہ ساری عمر خان ہاؤس کے لوگ اسی آگ میں جلتے رہ جائیں گے"

اس پہ مکمل طور پر شیطان حاوی ہو چکا تھا تبھی شیطانیت سے بھرپور انداز میں قہقہہ لگا اٹھا۔ اس کے قہقہے سے گھر کے در و دیوار لرز اٹھے تھے۔

****

"ایان۔"

حجاب نے سب کو جاتے دیکھ اسے مخاطب کیا جو الگ تھلگ سا ایک جانب بیٹھا موبائل میں غرق تھا۔

"ہمم۔"

ایان جانے کس سوچ میں تھا جو اس کی بات پہ دھیان نہ دے سکا۔ حجاب نے کمینی مسکراہٹ سمیت سر تا پا اس کا جائزہ لیا اور وہاں سے اٹھتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔ اب دماغ میں جو باتیں آئی تھی اس پہ عمل بھی تو ضروری تھا نہ ورنہ اسے سکون کہاں میسر آنا تھا۔ چند ساعتوں بعد وہ جوں ہی کچن سے نکلی اس میں ہاتھ میں پانی کا ایک جگ بھی تھا جس میں برف بھی تیر رہی تھی۔ اس کے نزدیک پہنچتے ہی اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے لاؤنج میں دوڑائی اور تشکرانہ انداز میں آسمان کی جانب دیکھا صد شکر تھا کہ کوئی نہیں تھا۔

"ایان بات سنو میری کہاں گم ہو۔"

حجاب نے جھنجھلا کر ایان کا کندھا ہلایا تو وہ جو کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا ہوش کی دنیا میں آیا۔ اس نے پریشانی سے حجاب کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اپنے منہ پہ گرنے والے ٹھنڈے یخ پانی کی بدولت اسے اپنا وجود سنسناتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے حجاب کی جانب دیکھا جو اب مستقل ہنس رہی تھی۔ اس کے کپڑے بری طرح بھیگ کر جسم کے ساتھ چپک چکے تھے۔

"کس سوچ میں گم تھے تم۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے مشکوک لہجے میں بولی۔ اگلے ہی لمحے اس کی کلائی ایان کی مضبوط گرفت میں مقید تھی۔ حجاب نے ٹھٹھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جو ذومعنی انداز میں مسکرا رہی تھی۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

چھوڑو ایان مجھے کیا کر رہے ہو کوئی دیکھ لے گا۔

وہ کسمساتے ہوئے اس کی گرفت سے کلائی آذاد کروانے کے چکر میں ہلکان ہوتے ہوئے بولی۔ ایان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ توازن برقرار نا رکھتے سیدھا اس کے پہلو میں آبیٹھی۔ بروقت اس کے شانے کا سہارہ لیتے اس نے خود کو اس کے اوپر گرنے سے بچایا تھا۔

"ایسے ہی چھوڑ دوں تمہیں تو میں نے خود سے باندھ کر رکھنا ہے۔"

وہ گہری جائزہ لیتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے مزے سے بولا۔ حجاب کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"میں سوچ رہا تھا کہ کبھی ہماری بھی ایسے اینیورسری ہو گی کتنا اچھا لگے گا نہ یہ سب اس وقت۔"

ایان کی بات پر حجاب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔

"کیا مطلب ہماری۔"

وہ بے یقینی کی کیفیت میں چیخنے والے انداز میں بولی۔ ایان نے باقاعدہ اپنے کانوں پہ ہاتھ جمائے۔

"کیا ہو گیا ہے لڑکی کان کے پردے پھاڑو گی میرے۔"

ایان نے فوراً ہوش میں آتے ہی اسے لتاڑا تو وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"تم نے کیا کہا تھا ابھی۔"

اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنی بات پہ ذور دیتے پوچھا۔ ایان کا چہرہ سفید پڑ گیا اگر اس خونی ڈائن کو پتہ لگ جاتا کہ وہ کیا بول گیا بے اختیاری کی کیفیت میں تو وہ اس کا خون پی جاتی۔

"وہ تو میں نیند میں تھا تمھاری آواز سے جاگا ہوں۔"

وہ مصنوعی اونگھتے ہوئے بولا۔ حجاب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تم نیند میں بولتے ہو اور جاگتے ہوئے بھی سوتے ہو۔ یہ تمہاری الگ ہی منطق ہے۔"

حجاب نے دانت پیستے ہوئے اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

"ہاں تو۔ ویسے بھی تم کونسا میری بیوی ہو جو تمھیں میری عادات سے مسئلہ ہو۔"

اس نے بات سرے سے ہوا میں اڑائی۔ حجاب تو آج اس کی باتوں پہ ہی حیران تھی کہ وہ کس قسم کی بے ہودہ گفتگو کر رہا تھا اس کے ساتھ۔

"شٹ اپ یہ تم کس قسم کی بکواس کر رہے ہو میرے ساتھ آئندہ مت کرنا اور اٹھو مجھے آئسکریم کھانی ہے ابھی اور تم لے کر جا رہے ہو مجھے۔"

حجاب اسے جھڑکتے ہوئے آخر میں تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ ایان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اوئے کس خوش فہمی میں ہو کہ میں تمھیں لے جا رہا ہوں۔ چلو اگر میں لے بھی جاؤں تو باقی سب جو جانے کی تیاری میں ہیں ابھی اس وقت بلکل اچھا نہیں لگتا پھر کسی دن یا کل پکا۔ فلحال ارادہ ترک کر دو۔"

ایان نے اس کا موڈ خراب ہوتا دیکھ عجلت میں پوری وضاحت دی مبادہ وہ پھر سے ناراض نا ہو جائے اور پھر اس کی ناراضگی کے پیچھے اسے اتنے پیسے خرچ کرنے پڑتے تھے وہ تو سوچ کر ہی جھرجھری لے گیا۔ حجاب نے ہمیشہ کی طرح اس کے بہانے بنانے پہ منہ بگاڑا۔

"ٹھیک ہے مگر یاد رکھنا تم مجھے بعد میں لے کر جاؤ گے اور اپنی بات سے مکر نا مت ورنہ۔"

حجاب نے بعد کی ڈیل کرنا ضروری سمجھا اور ساتھ ہی شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہہ بھی کر دی۔

"جو حکم سرکار اب چلیں۔"

ایان نے مسکرا کر سر کو خم کرتے اس کی بات پہ نرمی سے بولا تو حجاب تفاخر سے مسکرا دی۔

****

"پریشے بے بی ریڈی ہو۔"

معاذ نے وہاں سے نکلنے سے قبل پریشے کے کمرے کا رخ کیا تھا کیونکہ اس کا ارادہ آج پریشے کو واپس اپنے ساتھ لے جانے کا تھا۔ ویسے بھی اب وہ اتنا عرصہ یہاں رہ لی تھی اور اب اس کا گزارا ابھی گھر میں تنہا مشکل ہو رہا تھا تبھی اسے ساتھ لے جانے کا سوچا تھا۔

"کیوں میں نے کیا کرنا ہے تیار ہو کر۔"

پریشے نے بالوں میں برش پھیرتے شان بے نیازی سے اس کی جانب دیکھا۔ معاذ نے گہرا سانس بھرتے خود میں حوصلہ پیدا کیا۔

"گھر چلنا ہے پری چلو نہ تیار ہو جاؤ میں منتظر ہوں تمہارا اب میرا گزارا حقیقت میں مشکل ہے۔"

معاذ نے اس کے شانوں پہ ہاتھ جماتے آئینے میں اس کی بگڑتی صورت کا ملاحظہ کرتے ہوئے مدھم لہجے میں جواب دیا۔ اس کے لہجے میں بیچارگی کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

"مجھے نہیں جانا ابھی کچھ دن مزید رہنا ہے یہاں۔"

پریشے نے آئینے میں اس کے ابھرتے عکس کو دیکھتے سنجیدگی سے جواب دیا۔ معاذ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"پھر آ جانا ناں یہاں ابھی تو کم از میرے ساتھ چلو۔ میں تمہارے یہاں رہنے پہ مان گیا تھا اس وجہ سے نہیں کہ تم واپس نا جاؤ۔"

معاذ نے تحمل سے بولتے اسے منانا چاہا۔

" بالکل نہیں میں نہیں جانا چاہتی آپکو سمجھ نہیں آ رہا۔ "

اچانک ہی پری شے غصے سے بولی۔ پہلے پہل تو معاذ حیران ہوا پھر گہرا سانس بھرتے اس کے نزدیک آیا۔

"پری دیکھو میں منع تو نہیں کر رہا ناں تم پھر آ جانا پہلے ہی تین دنوں سے یہاں ہو۔ "

معاذ اپنا ایک ہاتھ اس کے گال پر رکھتے اسے محبت سے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"میں جب کہہ رہی ہوں مجھے ابھی رہنے دیں یہاں پر آپ کو اپنی ہی کرنی ہوتی ہے مجھے گھر میں رکھنا چاہتے ہیں ناں آپ چاہتے ہی نہیں میں کہیں جاؤں۔ "

وہ سوں سوں کرتی اسکا ہاتھ جھٹک کر رخ موڑ گئی۔ اس کے انداز پر وہ صرف ٹھنڈی آہ بھر تا رہ گیا کیونکہ اس کا موڈ اب زیادہ تر ایسا ہی رہتا تھا۔

"اچھا ادھر دیکھو بات تو سنو میری رونا بند کرو۔ "

اس کے آنسو صاف کرتے معاذ نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور پانی کا گلاس تھمایا جس میں سے دو گھونٹ بھرتے وہ سائیڈ ٹیبل پہ گلاس رکھ گئی۔

"اور چاہیئے۔ "

اس کے پوچھنے پر اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

"ٹھیک ہے اب میری بات سنو مجھے کوئی مسئلہ نہیں تمھارے یہاں رہنے پر لیکن مجھے فکر رہتی ہے نہ کہ تم اپنا خیال رکھ رہی ہو یا نہیں میڈیسن ٹائم پر لے رہی ہو یا نہیں اور اب تمھارے ساتھ کی عادت ہو چکی ہے مجھے سکون نہیں ملتا تمھارے بغیر۔"

معاذ اس کے دونوں ہاتھ تھامتے تسلی اور پیار سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے کہ یہ لوگ مجھ سے بڑھ کر خیال رکھتے ہیں پر پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ میری پری میرے ساتھ رہے فلحال پھر بعد میں چاہے تو آ جانا رکنے کوئی انکار نہیں ہے اور میں بالکل بھی تمھیں گھر میں نہیں رکھنا چاہتا تم جب کہتی ہو لے کر آتا ہوں ناں پھر اب بھی کہو گی تو لے آونگا میں نے پہلے کبھی تمہاری بات سے انکار کیا ہے اور نا ہی آئندہ کبھی کروں گا میری جان۔"

اپنی بات مکمل کر کے وہ رکا جبکہ پریشے مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اب چل رہی ہو نا میرے ساتھ تمھارے ساتھ کی ایسی عادت ہوئی ہے کہ مجھے نیند بھی نہیں آتی تمھارے بغیر اور یہاں تمہیں میری پرواہ ہی نہیں ہے۔"

سنجیدگی سے اپنی پوری بات مکمل کرتے اس نے پریشے کی طرف آس بھری نگاہوں سے دیکھا جو اسی کی جانب متوجہ تھی پر بولی اب تک کچھ نہیں تھی۔ اسے خاموش دیکھ کر وہ پھر سے بولتے تھک ہار کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے تمھیں رکنا ہے کوئی بات نہیں رک جاؤ میں جاتا ہوں اب اپنا خال رکھنا مجھے تم واپسی پہ بلکل ٹھیک چاہیے ہو۔"

وہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے اس سے پہلے کہ باہر کی جانب بڑھتا اس کی مضبوط کلائی پریشے کی گرفت میں مقید تھی۔ اس نے چونک کر مسکراتی پریشے کو دیکھا جواب اس کے مقابل آ رہی تھی۔

"آپ چلیں میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں یہ ڈریس بہت ہیوی فیل ہو رہا ہے اور سوری میں تلخ ہو گئی تھی پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے اچانک ہی سمجھ ہی نہیں آتی آپ کو بھی ہرٹ کر جاتی ہوں۔"

وہ اپنی اسی ڈریس کی جانب اشارہ کرتی بولی جو شام کو تیار ہوتے پہنا تھا پھر یاد آنے پر وہ شرمندہ ہوتے ہوئے معافی مانگنے لگی کیونکہ کچھ عرصے سے وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ واقعی غصہ ہو جاتی تھی جو کہ بلکل ٹھیک نہیں تھا۔

اس کی بات پر معاذ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اس کی ناک دبائی۔

"کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے اس حالت میں ایسا اب تم چینج کر و ٹھیک ہے جب تک میں مام ڈیڈ کو بتا دوں کے تم ساتھ چل رہی ہو۔"

وہ مسکرا کر اسے تاکید کرتے نیچے کی جانب چلا گیا۔ پریشے بھی دلکشی سے مسکراتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ اسے کبھی کبھی بہت حیرت ہوتی تھی معاذ کے رویے سے جس نے کبھی بھی اس کے غصے کا جواب غصے سے نہیں دیا تھا بس اس کے لہجے میں ہمیشہ سے ایک مٹھاس ہوتی تھی جو پریشے کا دل موہ لیتی تھی۔ اس نے جو اپنی دعاؤں میں مانگا تھا آج بلکل ویسے ہی اذلان کی طرح کا شخص اس کی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔

****

رات کے سائے ہر جانب اپنے پر پھیلا رہے تھے۔ ہر جانب سناٹے کا راج تھا۔ ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا۔ جاڑے کی آمد آمد تھی تبھی ہر جانب ٹھنڈی ہوائیں اپنے پر پھیلائے سردیوں کو خوش آمدید کہ رہی تھی۔ پتوں کی سرسرانے کی آواز ماحول میں ایک ارتعاش سا پیدا کر رہی تھی۔ کہی دور سے آنے والی گاڑی کے ہارن کی آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔ ایسے موسم میں وہ سب لان میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ساتھ چائے کا دور چل رہا تھا۔ صائم تو ہسپتال سے ہی ریر سے لوٹا تھا تبھی آرام کی نیت سے کمرے کی جانب جا چکا تھا۔ آیت آج دوپہر میں قریشی ہاؤس گئی تھی تبھی اس کی صبح سے ہی صائم سے ملاقات نہیں ہوئی تھی واپسی بھی اسے ایان ہی چھوڑنے آیا تھا۔ آیت بھی چائے کا کپ میز پہ رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان سب کو بتاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی غیر معمولی خاموشی نے اس کا استقبال کیا تھا۔ وہ حیرت سے چاروں اطراف میں نگاہیں گھما رہی تھی کیونکہ صائم کہی بھی موجود نہیں تھا۔ اس نے اپنا بیگ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور خود آگے کی جانب بڑھی۔

"خان کہاں ہیں آپ۔"

وہ ناسمجھی سے بولتی آگے کی جانب بڑھی۔ اگلے ہی لمحے کسی نے عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"کہاں تھے آپ خان۔"

وہ جھنجھلاتے لہجے میں بولی۔ صائم نے ہولے سے اپنی انگلیوں کی مدد سے اس کے چہرے پہ جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔

"مائی لیڈی کیا آپ میرے ساتھ ڈنر پہ جانا پسند کریں گی۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ٹھہرے لہجے میں بولا۔ آیت نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کینڈل لائٹ ڈنر۔"

وہ ایکدم اس کے ہاتھوں کو تھامتی چہکتے ہوئے بولی۔ صائم نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ مجھے کینڈل لائٹ ڈنر پہ جانا بے حد پسند ہے۔ میری وش لسٹ میں سے ایک ہے۔"

وہ کھلکھلاتے ہوئے حسرت آمیز لہجے میں بولی۔ صائم اس کے چہرے پہ پھیلتی خوشی بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"بس مجھے علم ہے کہ یہ میری بیوی کی وش لسٹ میں سے ایک ہے اور تمہاری تمام خواہشات کو عملی جامہ پہنانا تمہارے اس شوہر پہ فرض ہے۔"

وہ چاہت بھرے لہجے میں بولا۔ آیت نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا۔ صائم نے نرمی سے اس کی آنکھوں پہ کپڑا باندھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ آیت کو محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ اسے لے کر باہر ٹیرس کی جانب بڑھ رہا ہے مگر وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ باہر ٹیرس پہ کیا ہوگا۔

"اب میں کھول رہا ہوں۔"

وہ اس کے نزدیک جھکتے سرگوشیانہ لہجے میں گویا ہوا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ صائم نے کپڑے کی گرہ کھولتے جوں ہی کپڑا کھولا آیت میچی ہوئی آنکھیں مزید میچ گئی۔ اس نے ہولے سے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی مگر اطراف کی سجاوٹ دیکھ اس کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔ بے یقینی کی کیفیت میں ہاتھ لبوں پہ آ

ٹھہرا۔ چھوٹے سے ٹیرس کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ بس سنہری رنگ کے برقی قمقمے ہر جانب روشنی پھیلانے میں کامیاب ہو رہے تھے۔ وسط میں میز کے ساتھ دو کرسیاں جس پہ سرخ رنگ کا مخملی کپڑا بچھایا گیا تھا میز کے چاروں اطراف میں گلابی رنگ کے غبارے انتہائی دلکش منظر پیش کر رہے تھے سونے پہ سہاگہ گلاب کے پھولوں کی مہک جو روح تک کو معطر کر رہی تھی۔ اس نے چونک کر صائم کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں جذبات کا ایک جہاں آباد تھا۔

"میں تو آپ کو ایسے ہی کھڑوس سمجھتی تھی آپ کو انتہا کے رومینٹک نکلے مگر اب اتنا تو مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ جو جتنا کھڑوس ہوتا ہے وہ اندر ہی اتنا ہی ترسا ہوا ہوتا ہے۔"

ستائشی انداز میں بولتے آخر میں وہ شرارتی ہوئی۔ صائم نے اس کی فضول بات پہ کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور پوری شان سے اس کے بازو میں بازو ڈالتے آگے کی جانب بڑھی تھی۔ ایک جانب سے آنے والی میوزک کی مدھم آواز ماحول کو نہایت دلکش اور معنی خیز بنا رہی تھی۔

صائم نے سب سے پہلے اس کیلیے کرسی کھسکائی تو وہ مسکراتے ہوئے اس پہ براجمان ہو گئی۔ ابھی بھی وہ بے یقین سی تھی اسے یہ سب ایک خواب سا محسوس ہو رہا تھا۔

"مے آئی ہیو یور اٹینشن پلیز میم۔"

صائم کی گھمبیر آواز پہ آیت کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔ اس ماحول کی سنگینی کا احساس اسے اب ہوا تھا۔ صائم نے بغور اس کا جائزہ لیا جو سی گرین اور سیاہ امتزاج کا گھٹنوں کو چھوتا فراک پہنے ہوئی تھی۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے پہنے بالوں کو جوڑے میں مقید کیا ہوا تھا۔ سرد ہوا کی بدولت اس کے لال گال مزید گلابی ہو گئے تھے جو اس

کے چہرے کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔ صائم نے اس کا مومی ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے سرخ رنگ کی مخملی ڈبیا کھولی اور اس میں سے ایک جگمگاتی ہوئی ڈائمنڈ رنگ نکالتے اس کے ہاتھ کی تیسری انگلی کی زینت بنائی تھی۔ وہ حیرت اور اشتیاق کے ملے جلے تاثر سمیت یک ٹک اس کے چہرے کو تک رہی تھی۔ ہلکے پھلکے ماحول میں ڈرنک پیتے ہی صائم نے اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تو آیت بھی بغیر کسی تردد کے اس کا ہاتھ تھامتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ٹیرس کے عین وسط میں آتے صائم نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں اس کی انگلیاں الجھائی تھی۔ آیت خواب کی سی کیفیت میں ہنوز اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"آئی لو یو میرے کھڑوس خان۔"

وہ اس کی ناک کے ساتھ ناک سہلاتے کھنکھتے لہجے میں بولی تو صائم نے کھلکھلاتے ہوئے اسے خود میں سمویا تھا۔

"آئی لو یو ٹو کھڑوس کی خانم۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے محبت سے لبریز لہجے میں بولتے اسے کھلکھلانے پہ مجبور کر گیا۔ اس کی کھنکھتی ہنسی آسمان کی بلندیوں تک پہنچی تھی۔ نیچے لان میں بیٹھے زمان صاحب اور تحریم بیگم اپنے بچوں کی دائمی خوشیوں کی دعا مانگتے طمانیت سے مسکرا دیے تھے۔

****

"ماما بس یہ بہت ہے اتنا زیادہ نہیں کھایا جاتا اور تم دونوں بھی جلدی ٹھونسو اور بھائی آج آپ نے تھوڑا لیٹ آنا ہے لینے ایک ایکسٹرا کلاس ہے اسلیے۔"

آیت اور حجاب تو عزہ کو دیکھ کر ناک منہ چڑھا رہی تھی جس کی زبان فراٹے بھر رہی تھی۔

"اچھا اب بس بھی کر جاؤ اور آپ نے کوئی لیٹ نہیں آنا میں جلدی ہی فری ہو جاؤ گی۔"

آیت چیخ کر عزہ کو دیکھ کر بولی۔ صائم نے حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

"بھائی میں تو کہہ رہی ہوں سب کچھ چھوڑیں سب اپنے کمروں میں جا کر سوتے ہیں۔ نا کوئی جائے گا نا لانے کی مصیبت۔"

حجاب کی گوہر افشانی پر عزہ اور آیت نے منہ ٹیڑھا کر کے اسے دیکھا۔ زمان صاحب تحریم بیگم اور صائم ہونقوں کی طرح ان تینوں کو بولتے دیکھ رہے تھے جو رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"جلدی سے ناشتہ ختم کرو تینوں اور باہر گاڑی میں پہنچو پانچ منٹ کے اندر اندر۔"

وہ ان کی باتوں پہ سخت لہجے میں انہیں باور کراتا اپنا کوٹ درست کرتا باہر کی جانب چل دیا۔

"اللہ حافظ ماما بابا۔"

وہ تینوں بیک وقت بولی اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔ تحریم بیگم نے آیت الکرسی پڑھتے ان پہ پھونکی تھی نا جانے دل کی حالت آج عجیب سی تھی۔

"پتہ نہیں کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے عزہ اور آیت کو منع بھی کیا تھا کہ آج یونی سے آف لے لیں لیکن عزہ نہیں مانی۔ بقول اس کے اس کی ضروری کلاس ہے بھلا ایک چھٹی کرنے سے کیا جاتا ہے۔"

تحریم بیگم ان کے جانے کے بعد پریشانی سے زمان صاحب سے مخاطب ہوئی تو وہ ان کی فکر پر مسکرا دیے۔

"آپ پریشان نہ ہو بیگم سب کچھ ٹھیک ہو گا وہ بچی تھوڑی ہیں اور آپ جانتی ہیں کہ عزہ پڑھائی کے معاملے میں کس قدر سنجیدہ ہے میں بھی نکلتا ہوں اب آفس کیلیے۔"

وہ انہیں تسلی دیتے الوداعی کلمات کہتے باہر کی جانب چل دیے جبکہ تحریم بیگم کی پریشانی کسی صورت کم نہیں ہوئی تھی۔اب وہ گھر میں تنہا تھی اور یہ بات بھی انہیں اچھے سے اذبر تھی کہ اب گھر میں تنہا رہ کر انہوں نے پریشانی سے آدھی ہو جانا ہے۔ حجاب کو کالج اتارنے کے بعد گاڑی یونی کی راہ پہ گامزن تھی۔

"میں بتا رہی ہوں آپکو کل چھٹی کرنی ہے میں نے یونی سے۔"

آیت جمائی لیتے ہوئے بولی تو صائم نے ماتھے پہ بل ڈال کر اس کی جانب دیکھا جس کی نیند پوری ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر تمہاری بات مان کر میں پھر اپنی بات پہ عمل کرتا ہوں کیا کہتی ہو۔"

صائم بھنویں اچکاتے تمسخرانہ لہجے میں بولا تو آیت نے دانت پیسے جبکہ عزہ ان دونوں کی ہوتی تکرار سے مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"بس کر دیں یہ ایک ہی تھرڈ کلاس ڈائیلاگ بول بول کر تھکتے نہیں ہیں کیا۔"

وہ کڑی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی جیسے ابھی سالم نگل جائے گی۔

"بلکل بھی نہیں جو تم جیسی بیوی کو برداشت کرتے نہیں تھکتا اس کے لیے یہ چھوٹی موٹی باتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتا ہوا بولا تو آیت نے اسے عجیب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

اتنی دیر میں یونی آگئی تو وہ دونوں بیگ پکڑتی یونی کی جانب بڑھ گئی لیکن ایک نظر مڑ کر صائم کو دیکھنا نہ بھولی ان کے دیکھتے ہی صائم نے اس کی جانب مسکراہٹ پاس کی اور گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔ تقریباً بیس منٹ کی مسافت طے

کرتے وہ ہسپتال کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ گاڑی پارک کرتے وہ عجلت میں ایمرجنسی وارڈ کی جانب بڑھا تھا۔ وہاں ایک تفصیلی معائنہ کرتے اب اس کا رخ اپنے کیبن کی جانب تھا۔

"ارے عفان تم یہاں۔"

صائم جو مریضوں کو چیک کر کے اپنے کیبن میں آیا تھا عفان کو وہاں موجود دیکھ کر پریشانی سے استسفار کیا۔

"ہاں جی میں یہاں کل سے طبیعت بہت خراب لگ رہی تھی تو بھائی نے سیدھا یہاں بھیج دیا اب میں انہیں انکار تو کرنے سے رہا وہ میرا منہ نا توڑ دیں۔"

وہ منہ بنا کر بولا جیسے اسے اذلان کا یہ کام بلکل بھی پسند نہ آیا ہو۔

"بہت اچھا کیا اس نے ہلکا ہلکا بخار ہے تمہیں لگتا ہے ہمارے شیر جوان کو نظر لگ گئی ہے کل کی اناؤنسمنٹ کے بعد تم تو بہت نازک نکلے اب میں اپنی بہن کو کیسے تمہیں سونپوں۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کر کے شرارت آمیز لہجے میں بولا تو عفان کے ماتھے پہ تیوریاں چڑھی۔

"پلیز صائم بھائی اگلی بار ایسی بات مذاق میں بھی مت کیجیے گا ایک بھائی کے سامنے یہ بات کہتے ہوئے جھجکنا تو چاہیے لیکن اس سے دوری کا خیال ہی میرے لیے سوہانِ روح ہے۔"

اس کے الفاظوں کی شدت کو محسوس کر کے صائم کو اچھی خاصی حیرانگی ہوئی کہ عفان جیسے مزاج کا بندہ بھی کسی کیلیے شدت پسند ہو سکتا ہے۔

"خیر میں نے صرف مذاق کیا ہے تم تھوڑی دیر یہی بیٹھو یا ایسا کرو لیٹ جاؤ میں آتا ہوں۔"

وہ اسے لیٹنے کی تاکید کرتے ہوئے باہر نکل گیا تو عفان بھی سر میں اٹھتی ٹیسوں کو برداشت کرتے ہوئے آنکھیں میچ گیا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ جوں ہی واپس آیا سب سے پہلے اس کا ماتھا ہی چھو کر چیک کیا تھا۔

"بخار تو قدرے کم ہے ایسا کرتا ہوں آیت وغیرہ کو لینے کو جا ہی رہا ہوں اسے بھی گھر ڈراپ کر دوں گا۔ اس حالت میں تن تنہا بھیجنا تو بلکل درست فیصلہ نہیں ہے۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولا اور ساتھ ہی عفان کا کندھا ہلایا تو وہ ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔

"افف ڈرا دیا آپ نے بھائی۔"

وہ انگلیوں سے پوروں سے آنکھیں مسلتے ہوئے بولا تو صائم نے اسے اپنے ساتھ ہی چلنے کا کہا جسے سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ صائم گاڑی کی چابی پکڑتا باہر کی طرف چل دیا عفان نے بھی اس کی تقلید میں قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

"بھائی میں چلا جاتا خود ہی آپ کو لمبا چکر پڑے گا ایسے۔"

عفان اسے اپنی جانب سے تسلی دیتے ہوئے بولا مگر جواب میں صائم کی سنجیدہ نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"کوئی لمبا چکر نہیں پڑے گا بس عزہ آیت کو لے کر سیدھا تمہیں ہی شاہ ولاس چھوڑوں گا اور اس کے بعد انہیں ڈراپ کر کے واپس ہسپتال۔"

وہ بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے بولا تو اس کی نے نیازی پہ وہ عش عش کر اٹھا۔ اتنا لمبا سفر کرتے ہوئے اس کی تو جان ہی نکل جائے اور صائم کیلیے یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اب طبیعت بہتر ہے نا تمہاری۔"

صائم گاڑی کا گئیر بدلتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔ عفان جو ونڈ سکرین کے پار مناظر کو پوری دلجمعی سے تک رہا تھا چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"بخار تو قدرے بہتر ہے بھائی بس عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ بہت عجیب سی ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کچھ غلط ہو رہا ہے کہی۔"

وہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا جس کی دھڑکن معمول سے تیز چل رہی تھی۔ صائم نے متفکر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اس کے سر پہ چپت لگائی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا ایسی طبیعت میں یہ تو ایک معمولی سی چیز ہے۔"

وہ نرمی سے بولتے گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا۔

****

"میری بات سمجھ گئے ہو نہ تم کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

وہ اپنے ساتھ موجود شخص پر غراتے ہوئے بولا تو اس نے ڈرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ تنفر سے سر جھٹک گیا۔ آج تک ان کے خلاف وہ بھی پلینز بنائے تھے وہ سرے سے ہی ناکام ہو گئے تھے مگر اب اسے کچھ ایسا کرنا تھا کہ بھینس بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔

"آج کوئی گڑبڑ ہوئی نہ تو میں تمہیں پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوں گا یہ بات ذہن نشین کر لو اور اس سے بڑھ کر اپنے انہی ہاتھوں سے تیری جان بھی لے لوں گا۔"

وہ یونی کے گیٹ پہ نظر رکھتے ہوئے بولا۔اسے بس ان کے باہر آنے کا انتظار تھا۔اس کی واپسی کا وقت تو ویسے بھی ہو چکا تھا۔ہاتھوں میں موجود بوتل پہ اس نے ایک شیطانی نظر ڈالی۔

"تمہاری وجہ سے میری اتنی بے عزتی ہوئی میری اتنے لوگوں کی موجودگی میں تھپڑ تک مار دیا۔چھوٹی سی تو خواہش کی تھی تم سے لیکن نہیں اب دیکھو تمہارا میں کیا حال کروں گا کہ ساری عمر اپنی شکل دیکھ کر پچھتاؤں گی۔"

وہ مکروہ قہقہہ لگاتے ہوئے دل ہی دل میں اس کی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے بولا تو ساتھ کھڑا اس کا ساتھی بھی قہقہہ لگا اٹھا۔

"اپنی تیاری پوری رکھو میں کام ختم کرتے ہی ادھر آجاؤں گا گاڑی تیار رکھنا۔"

وہ آنکھوں میں شیطانی چمک لیے بولا تو اس کے ساتھی نے تائید میں سر ہلایا۔

****

"یہ اتنی ٹریفک کیوں بلاک ہے آج۔ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔"

عفان روڈ پہ بنی گاڑیوں کی قطار کو دیکھ کر نا سمجھی سے بولا تو صائم نے کندھے اچکائے۔

"یونی کا ٹائم بھی اوور ہو گیا ہے ٹریفک بھی انتہا کی ہے لگتا ہے بیچ راستے میں کسی نے گاڑی کھڑی کر دی ہے۔"

عفان اپنے آپ سے ہی بولا تو صائم نے اسے ایک گھوری سے نوازا جو خود ہی سوال اور خود ہی جواب دینے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا یہاں سے کام بن پائے گا پتہ نہیں کب تک ٹریفک بلاک رہے۔"

صائم پریشانی سے پیچھے بنی قطار دیکھتے ہوئے بولا۔

"اب کیا کریں۔"

عفان نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ خود بھی اضطراب پھیلا ہوا تھا۔

"یہ بھائی کہاں رہ گئے اب تک تو آجانا چاہیے تھا میرا تو ایکسٹرا لیکچر بھی ہو گیا اب۔"

عزہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولی۔

"اندھی ہو کیا اتنی لمبی لائن نہیں نظر آرہی تمہیں اسی لیے لڑکیاں اندر ہی انتظار کر رہی ہیں کہ گارڈ انکل بتا دیں گے انہیں لیکن نہیں تمہیں ہر کام الٹا ہی کرنا ہے۔"

آیت اس کی ایک ہی تکرار سے چڑ کر بولی تو عزہ نے منہ بنایا۔ٹریفک بلاک ہونے کی وجہ سے گیٹ کے باہر اکا دکا ہی لڑکیاں تھی۔انہوں نے بھی اندر واپس جانے کا سوچا اس سے قبل کہ وہ آگے کی جانب بڑھتی آیت نے اپنے سر پہ ہاتھ مارتے عزہ کی جانب دیکھا تو وہ بھی اس کی سمت متوجہ ہوئی تھی۔

"اف یار میرے نوٹس تو کلثوم کے پاس رہ گئے میں ابھی لے کر آئی تم میرا یہی انتظار کرنا میں آرہی ہوں۔"

آیت ایک دم سے کچھ یاد آنے پر اسے بولتے اپنی کلاس فیلو کے بابت بتاتے ہوئے بولی اور اسے تاکید کرتی اندر کی طرف بڑھ گئی جبکہ عزہ نے اس کی بات پہ اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے کندھے اچکائے اور دوبارہ روڈ پہ نظریں جمادی جہاں گاڑیوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ہارن کی آواز اس کی سماعتوں پہ پتھر بن کر برس رہی تھی۔

"کیسی ہوں عزہ۔"

آیت کے جاتے ہی اپنے عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ عزہ نے چونک کر اپنی پشت پہ دیکھا مگر وہاں کھڑے فائق کو دیکھ وہ سختی سے دانت پہ دانت جما گئی۔ ایک اس انسان سے جس قدر اسے نفرت تھی یہ شخص اتنا ہی اسے غصہ دلانے کا سبب بنتا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

وہ ماتھے پہ بل ڈال کر بولی جیسے اسے فائق کا یہاں آنا بلکل پسند نہ آیا ہو۔

"میں کچھ خاص نہیں بس یہاں سے گزر رہا تھا تو تم پہ نظر پڑ گئی اس لیے ہائے ہیلو کرنے آ گیا۔"

وہ دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو عزہ نے نحوست سے آنکھیں گھمائی۔

"پتہ نہیں یہ آیت کہاں رہ گئی ہے۔"

وہ دل ہی دل میں اسے مہذب گالیوں سے نوازتی ہوئی بولی کیونکہ اس کے سامنے اب تنہا کھڑا ہونا اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔

"آپ نے مجھے معاف کر دیا نہ۔"

وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ عزہ کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"دیکھو میرے منہ مت لگو صاف بات ہے تمہارا کیا دھرا اتنا کم نہیں ہے جو آسانی سے معاف کر دیا جائے اور اس دن تم نے جو اپنی اوقات دکھائی تھی نہ تو وہ کم سے کم میرے لیے بھولنے کے قابل نہیں ہے۔ اسی لیے اپنی شکل گم کرو۔"

وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر اسے اچھا خاصہ سناتے ہوئے بولی تو فائق کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا۔ آنکھوں میں ایک الگ سا تاثر اگلے ہی لمحے ابھرا۔ وہ اتنا زیادہ سنا تو چکی تھی لیکن اب اپنے ارد گرد لوگوں کی ناموجودگی اسے کچھ غلط ہو جانے کا احساس دلا رہی تھی۔ عزہ نے طائرانہ نگاہ ہر جانب دوڑائی۔ گارڈ انکل بھی گیٹ کے اندر ہی کرسی رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے بے چینی سے پہلو بدلا کیونکہ اس کی نگاہیں عزہ کے چہرے پہ ہی جمی تھی۔

"اب اوقات کی بات تم نے کر ہی دی ہے تو کیوں نہ اوقات دکھائی جائے۔"

وہ مکروہ مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے ہوئے اگلے ہی سیکنڈ میں وہ شیشی اس کی نظروں کے سامنے کرتا ہوا بولا۔ عزہ نے ٹھٹھک کر اس چھوٹی سی شیشی کو دیکھا مگر شیشی پہ موجود نام پڑھ کر عزہ کے چہرے کا رنگ فوراً سے بیشتر بدلا تھا۔ جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں اسے آج معلوم ہوا تھا اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے فائق کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ شیطانیت ناچ رہی تھی۔ اس نے حلق تر کرتے مٹھیاں بھینچی کیونکہ اسے کمزور بلکل نہیں پڑنا تھا۔ اگر وہ کمزور پڑ جاتی تو فائق اسے مزید ڈراتا دھمکاتا۔

"پتہ تھا مجھے کہ کسی گھٹیا پلیننگ کے تحت ہی آئے ہو تم غلیظ انسان کیوں سب کی نظروں میں اتنا گر رہے ہو۔ شروع سے جانتی تھی میں تمہیں اپنی غلطیوں پہ پشیمان ہونا تم نے کبھی سیکھا ہی نہیں ہے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو فائق نے ناقدرانہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہ نہ معافی مانگنا بھی بہت مشکل کام ہے ویسے اور وہ بھی جھوٹ موٹ کی کہ مجھے کونسا پچھتاوا ہے بھلا مجھے کیوں پچھتاوا ہوگا۔ اس دن میرے منہ پہ تھپڑ مار کر تم نے میرے اندر کے جانور کو جگایا ہے عزہ خان اور اب جو تمہارے ساتھ ہوگا وہ تم نے جو مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی تھی اسی کا نتیجہ ہوگا جب یہ تمہارے چہرے پر گرے گا اور تم

زندگی بھر کیلیے تڑپو گی تو مجھے سکون ملے گا۔ وہی میرے سکون سا سامان ہو گا۔ تمہارے جھلسے ہوئے چہرے کو دیکھ کر میں خود پہ بیتا ہر غم بھلادوں گا۔"

وہ بے ہنگم انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ کوئی دور سے انہیں دیکھتا تو یہی شک پڑتا کہ وہ کوئی عام گفتگو کر رہے ہیں مگر یہ تو عزہ جانتی تھی کہ وہ آہستہ آہستہ اپنی باتوں سے اس کی روح فنا کر رہا ہے۔

"دیکھو فائق اپنی حد میں رہو۔"

عزہ وارن کرنے والے انداز میں بولی تو فائق نے بے ساختہ گردن نفی میں ہلائی اور ایسڈ کی شیشی کا ڈھکن ایک جھٹکے سے کھولا۔ عزہ کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لزرنے لگا لیکن وہ پھر بھی دل مضبوط کر کے کھڑی رہی۔ وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی۔ اس کے دل نے بے ساختہ کسی کے آنے کی شدت سے دعا کی تھی۔ فائق نے ارد گرد نگاہ دوڑاتے ہی اگلے ہی لمحے ایسڈ کی شیشی اس کے چہرے پر پھینکی۔ اس کی چھینٹے اڑتے ہی فضا میں ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی اور ساتھ ہی ہر طرف سکوت چھا گیا۔ ماحول میں ایک عجیب سی ویرانی چھا گئی۔ زندگی نے جیسے اپنے ختم ہونے کا اعلان کیا تھا۔

****

چھ ماہ بعد۔

ہسپتال کی راہداری میں وہ پریشانی سے آپریشن تھیٹر کو دیکھتے ہوئے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔ چہرے سے اضطراب صاف جھلک رہا تھا۔ مٹھیاں سختی سے بھینچی ہوئی تھی۔ آنکھوں کے دریچوں میں بار بار وہ منظر لہرا رہا تھا۔ اس نے بے ساختہ ہاتھ فضا میں بلند کرتے اس کی زندگی کیلیے شدت سے دعا مانگی تھی۔ پریشے کی اچانک طبیعت بگڑنے کی

وجہ سے معاذ اور فوزیہ بیگم اسے ہوسپٹل لے کر بھاگے تھے۔ تھوڑی دیر تک شازیہ بیگم ازلان کے ساتھ وہاں پہنچ چکی تھی۔

وہ سب پریشانی سے بیٹھے ہوئے دونوں کی صحتمند زندگی کیلیے دعا گو تھے۔ معاذ کے چہرے سے بے چینی صاف واضح تھی۔

"حوصلہ رکھو معاذ اللہ پاک اپنا کرم کریں گے۔"

ازلان اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا ہوا تسلی آمیز لہجے میں بولا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ تقریباً اسی دوران تھکی تھکی سی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی تھی۔ ان سب کے دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"مبارک ہو آپ سب کو بہت بہت۔ بیٹی ہوئی ہے آپ کی اس ذات نے آپ سب کو اپنی خاص رحمت سے نوازا ہے اور آپ کی وائف بھی بلکل ٹھیک ہے گھنٹے تک انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا پھر آپ سب اس سے مل سکتے ہیں۔"

تین گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹر نے یہ خبر جوں ہی ان کی سماعتوں کی نذر کی تو معاذ نے بے ساختہ سکون کا سانس فضا کے سپرد کیا سب کے چہروں پہ خوبصورت سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ان سب نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد نرس نے کمبل میں لپٹی سرخ و سفید رنگت کی حامل نازک کی گڑیا ان کے حوالے کی تھی۔ معاذ نے کانپتے ہاتھوں سے اسے جوں ہی تھاما ایک چاہت بھرا احساس اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی اس نے بے ساختہ اس کے ماتھے پہ لب رکھے اور اسے فوزیہ بیگم کے حوالے

کرتے ہوئے اندر کمرے کی سمت قدم بڑھائے تھے اب اسے بس پریشے سے ملنا تھا۔اس کی حالت کے بابت سوچتے ایک بار پھر حال بے حال ہوا تھا۔

"پریشے یہ تو بلکل تم پر ہے تھوڑا تھوڑا معاذ بھائی پہ بھی ہے آنکھیں تو بلکل تمہارے جیسی ہیں۔ دیکھو تو سہی اسے۔"

محرم کی مسکراتی آواز پہ اس نے مندھی مندھی آنکھیں کھولی اور تکلیف کو دباتے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جو ابھی عفان کے ساتھ آئی تھی۔

مراد صاحب نے بچی کے کانوں میں اذان دی۔ باقی سب لوگ بچوں کے ساتھ مصروف تھے جب معاذ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا اور کسی کی بھی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر بے ساختہ جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔پریشے آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

"بہت شکریہ مجھے مکمل کرنے کیلیے تم نہیں جانتی کتنی بڑی خوشی دی ہے آج تم نے مجھے۔ شکریہ تو شاید اس کے آگے کچھ نہیں ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا تو وہ دھیما سا مسکرائی۔

"اس کا نام کیا سوچا ہے آپ دونوں نے۔"

عفان کی آواز پہ وہ دونوں ہوش کی دنیا میں لوٹے اور ایک نظر عفان کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"روشانے۔"

پریشے مسکراتے ہوئے بولی تو عفان نے محبت سے پریشے کے سر پہ لب رکھے اور اسے مبارکباد دی۔

"اتنے عرصے بعد کوئی خوشی کا موقع آیا ہے ورنہ تو اس حادثے کے بعد سب بری طرح ڈر چکے تھے تو اس لیے رونا بلکل بھی نہیں۔"

محرم پریشے کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے تنبیہی لہجے میں بولی۔

"اور جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ عفان کا نکاح بھی تو کرنا ہے پھر۔"

محرم عفان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ اس کی بات پہ عفان کا مسکراتا چہرہ بلکل سپاٹ ہو چکا تھا۔دل اور لب ایک ساتھ سکڑ گئے تھے جیسے زندگی نے انہیں کسی بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا ہو لیکن پھر سب کی باتوں میں مصروف ہو کر اس دن کو بھلانے لگا جس نے اس کی زندگی میں سب کچھ بدل کے رکھ دیا تھا۔یہاں تک کہ وہ ہنستا مسکراتا عفان بھی کہی کھو گیا تھا۔

****

"کیا سوچ رہے ہو عفان۔"

محرم جو اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی عفان کو ٹیرس سے کھڑے کسی گہری سوچ میں گم دیکھتے اس کے پاس آ کر استسفار کیا تو عفان ہوش میں آتے ہولے سے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے اسے تسلی دینے لگا لیکن اس کی مسکراہٹ میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی جو محرم نے شدت سے محسوس کی تھی۔اس نے محسوس کیا تھا اب عفان جب بھی مسکراتا ہے اس کی آنکھیں اس چیز میں اس کا بلکل بھی ساتھ نہیں دیتی تھی۔ایک ہنستے کھیلتے انسان کی مسکراہٹ کیسے روپوش ہو گئی تھی محرم نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"عفان ایسا کب تک چلے گا اس بات کو چھوڑ دو اور اپنی زندگی میں آگے بڑھو اور ہو سکے تو اس سے ایک بار مل لو کیا پتہ وہ تمہاری طرف سے پیش قدمی کے انتظار میں ہو اور میری بات یاد رکھنا کہ ایک لڑکی کبھی پہل نہیں کرتی تمہیں تھوڑی ہمت دکھانی ہے نکاح ہونے والا ہے تمہارا اور تم بات بھی نہیں کرتے ہو اس سے کیا پتہ وہ اسی وجہ سے کترا رہی ہو۔اس کی ہمت بنو اس سفر میں پہلا قدم تمہیں ہی جمانا ہے ایک مرد ہونے کی حیثیت سے تبھی ایک عورت ان قدموں کے نشان پہ یقین سے کھڑی ہو سکے گی۔"

محرم اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تو عفان نے گہرا سانس بھرا اور اس کی بات پہ اعتراف کرتے اثبات میں سر ہلایا۔وہ فلحال محرم سے کسی بھی قسم کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا تبھی عجلت میں اسے ٹال گیا تاکہ وہ بات کو مزید طوالت نا بخشیں اور وہ بھی اس بات کو جو سوائے اذیت کے کچھ نہیں دیتی۔

"کب سے یہاں کھڑی ہو بھائی نے دیکھ لیا نہ تو میری بینڈ بجا دیں گے تم جاؤ کمرے میں ہم صبح ملتے ہیں اور اس متعلق بات بھی کر لیں گے۔"

وہ اس کی حالت کے پیشِ نظر بات کو مزاح کا رنگ دیتے ہوئے بولا لیکن محرم پھر بھی وہی کھڑی رہی۔نگاہیں گاہے بگاہے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جو دن بدن پھیکا پڑتا جا رہا تھا۔ان سب کو تو وہی ہنستا مسکراتا عفان واپس چاہیے تھا۔

"کیا ہوا آپ دونوں کو یہاں کیا کر رہے ہیں اور تم سونے نہیں گئے ابھی تک۔"

ازلان کافی دیر سے محرم کا کمرے میں محوانتظار تھا لیکن اسے مسلسل کمرے میں نہ آتا دیکھ کر وہ خود ہی اکتا کر چپل پیروں میں اڑستے اس کی تلاش میں باہر آگیا جو اسے باہر راہداری میں ہی عفان کے ساتھ ٹیرس پہ کھڑی ملی تھی۔ان کے چہروں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اسی متعلق بات کر رہے ہیں۔

"جا رہا ہوں بھائی آپ وقت گزاری کریں اپنی محبوبہ کے ساتھ۔"

عفان شرارت سے بولتے کمرے کی جانب چل دیا جبکہ اس کے خود کو محبوبہ کہنے پر محرم جھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔

"اور آپ یہاں کھڑی کیا کر رہی ہے۔"

عفان کے جاتے ہی وہ اب محرم سے استفسار کرتے ہوئے بولا۔

"نہیں کچھ نہیں بس عفان سے بات کر رہی تھی اور ایسے ہی ٹھنڈی ہوا میں سکون مل رہا ہے۔"

محرم گہرا سانس بھر کر موسم کی تازگی کو محسوس کرتے ہوئے بولی تو ازلان نے آئبرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا۔

"اور آپ کی کنڈیشن ایسی ہے کیا کہ آپ اس موسم کو محسوس کریں اور یہ پاؤں کیوں سوجھ رہے ہیں آپ کے۔"

وہ کڑے تیوروں سمیت گویا ہوا اگلے ہی لمحے اس کے پاؤں پہ نظر پڑتے ہی پریشانی سے پوچھا۔محرم نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں جوں ہی نگاہیں اپنے پاؤں کی جانب اٹھائی تو وہ ہلکے ہلکے پھولے ہوئے تھے۔

"کچھ بھی نہیں ہے ایسا ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔"

وہ مسکرا کر اسے تسلی دیتے ہوئے بولی تو ازلان نے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کمرے کی جانب قدم بڑھائے اور اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہی معمول کے مطابق دودھ کا گلاس پکڑ کر اس کی جانب بڑھایا۔محرم بس خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھی۔

"میں بلکل نہیں پیوں گی شاہ آج بلکل دل نہیں کر رہا میرا پلیز دیکھ لیں نہ۔"

محرم خوشامدانہ انداز میں بولی جسے دیکھ کر اذلان نے مسکراہٹ دبائی۔

No more arguments Mehram Finish it.

وہ وارن کرنے والے انداز میں بولتے ہوئے اپنا آرام دہ لباس وارڈروب سے نکالتے واشروم میں بند ہو گیا۔ محرم نے واشروم کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے دانت پیسے اور جھنجھلا کر دودھ کے گلاس کو دیکھا جس سے اسے عجیب قسم کی چڑ تھی۔

"پیا نہیں ابھی تک۔"

اذلان واشروم سے نکلتے ہی میز پہ رکھا جوں کا توں دودھ کا گلاس دیکھتے تیوریاں چڑھاتے اشتعال آمیز لہجے میں بولا۔ محرم کا دل لرز اٹھا۔

"پینے لگی ہوں۔"

وہ اس کے ماتھے پہ بڑھتی تیوریاں دیکھ کر جلدی سے بولی اور جلدی سے گلاس پکڑ کر منہ کے ساتھ لگا لیا۔ اذلان نے اس کی حرکت دیکھتے ہوئے بہت مشکل سے مسکراہٹ روکی اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ محرم اس کے غصے سے ڈرتی ہے۔

"چلیں اب جلدی لیٹیں کافی ٹائم ہو گیا ہے۔"

وہ اسے سہارہ دے کر لٹاتے اس پہ کمبل اوڑھاتے ہوئے بولا اور سائڈ لیمپ آف کرتا اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"شاہ۔"

محرم کچھ یاد آنے پر بولی تو اذلان نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

"کیا ہوا۔"

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھا۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ جو اس دن ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا عفان ٹوٹ کر رہ گیا ہے اس حادثے کے بعد سے۔"

محرم آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ اذلان نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے محرم وہ جلد ٹھیک ہو جائے گا اور اسی میں شاید کوئی بھلائی ہو گی چلیں اب لیٹیں اور کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ہی طبیعت کیوں خراب کرنی اپنی۔"

وہ اسے لیٹا کر اس کے بال سہلا کر ماتھے پہ بوسہ دیتا ہوا بولا تو وہ آنکھیں موند گئی۔

"آپ کیوں نہیں بات کرتے اس سے اس متعلق۔"

وہ کچھ یاد آنے پہ دوبارہ بولی۔

"کیونکہ بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فائدہ اس وقت ہو جب وہ میری بات سننے اور سمجھنے کا خواہاں ہو وہ فلحال صرف خود کو دیکھ رہا ہے کسی کی بھی نہیں سنے گا وہ۔"

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ آپ کی سنے گا آپ ایک بار اس سے بات تو کر کے دیکھیں میرے لیے پلیز۔"

وہ اس کے سینے پہ ٹھوڑی ٹکائے کسی امید کی تحت بولی۔ اذلان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔ محرم آسودگی سے مسکراتے وہی سر رکھے رکھے آنکھیں موند گئی۔ اذلان کی انگلیاں نرمی سے اس کے بالوں میں حرکت کر رہی تھی۔

"شاہ۔"

"ہمم۔"

محرم کی آواز اسے دوبارہ سنائی دی تو اذلان نے آنکھیں موندیں ہی ہولے سے جواب دیا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

محرم کی روہانسی آواز پہ اذلان کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیا ہوا ہے جانم طبیعت ٹھیک ہے نہ۔"

وہ اس کا رخسار سہلاتے ہوئے متفکر سا بولا تو اس نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا۔ اذلان تڑپ کر رہ گیا۔

"میں آپ کے ساتھ ہوں نہ پھر کیا پریشانی ہے جانم اور ویسے بھی ابھی کچھ دن ہیں نہ آپ ریلیکس کریں سب سے پہلے۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے پچکارتے ہوئے بولا تو اس نے سسکی دبائی۔

"آپ جانتی ہیں نہ آپ کی آنکھوں میں آنسو مجھے بلکل نہیں برداشت لیکن پھر بھی کیوں تکلیف دے رہی ہے خود کو۔"

اذلان کی سنجیدہ آواز پہ محرم سہم گئی اور ساتھ ہی گالوں پہ بہتے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے اس کی جانب دیکھا جس کی تنبیہی نگاہیں اس کے چہرے پہ ہی جمی تھی۔

"ادھر دیکھیں میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں میری جان چوٹ آپ کو لگتی ہے تکلیف مجھے ہوتی ہے۔ پلیز مجھے یوں مت تڑپائیں اور میرے پہ ترس کھائیں۔ آپ کے آنسو مجھے عجیب سی گھبراہٹ سے روشناس کروا رہے ہیں۔"

وہ اس کی آنکھوں پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے ملتجیانہ لب و لہجے میں بولا تو نا چاہتے ہوئے بھی اسے تسلی دینے کی خاطر محرم دھیما سا مسکائی ورنہ اپنا دل تو اس کا سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"چلیں آنکھیں بند کریں اپنی شاباش۔"

اذلان کے کہنے پر محرم نے فوراً عمل کیا تو وہ بھی اسے ایک نظر دیکھتا اسے اپنے حصار میں لیے آنکھیں موند گیا۔ اسے تو اپنے لہجے اور عمل سے تسلی دے دی تھی مگر اب خود پہ ضبط کرنا اسے مشکل ترین مرحلہ محسوس ہو رہا تھا۔

****

"خان مجھے بھی جانا ہے پریشے آپی کا بے بی دیکھنے۔"

صائم جب سے ہسپتال سے آیا تھا آیت نے سو بار یہ بات دہرا کر اس کی جان کھالی تھی۔ اب کی بار صائم نے غصیلی نگاہ اس پہ ڈالی جو اس کے سر پہ سوار تھی۔

"آیت کہہ تو رہا ہوں کہ کل لے جاؤں گا لیکن نہیں سمجھ ہی نہیں آ رہی یہ بات تمہیں۔"

صائم اب کی بار چڑ کر بولا تو آیت نے سب کے سامنے اس طرح بولنے پر شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی سمت دیکھا اور پیر پٹختے ہوئے کمرے کی سمت چل دی۔

"افففف میں نے ایک بات ہی تو کی ہے بس اب آپ دیکھ لیں ماما اپنی بہو کو۔"

صائم آیت کی شکایت تحریم بیگم کو لگاتے ہوئے بولا تو تحریم بیگم نے گھور کر اسے دیکھا۔

"یہ کونسا طریقہ تھا بیٹا جی بات کرنے کا۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو جیسے مرضی بول کر آخر میں یہ کہہ دو کہ میں نے تو بس ایک بات ہی کی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے استفسار کرتے ہوئے بولی تو صائم ان کی بات پہ سر کھجا کر رہ گیا۔ تحریم بیگم میز سے ٹوکری اٹھاتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"بھائی آپ سب کچھ چھوڑیں یہ بتائیں یہ کیسے بنے ہیں۔"

حجاب اس کے آگے کباب سے بھری پلیٹ کرتے ہوئے بولی تو صائم کی بھوک چمک اٹھی۔ اس سے پہلے کے وہ پلیٹ ہاتھ میں پکڑتا بروقت کسی نے اس کے ہاتھ سے پلیٹ چھینی تھی۔ اس نے صدمے کی کیفیت می اس نے جوں ہی دائیں جانب دیکھا وہاں آیت پلیٹ ہاتھ میں تھامے صوفے پہ ٹانگیں چڑھا کر آرام سے کھانے میں مصروف تھی۔ پہلے تو صائم کو اس کی حرکت پہ بے تحاشہ غصہ آیا لیکن اس کا کھانے کا انداز دیکھ کر صائم کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ سب نے مسکراہٹ دبائی۔ جبکہ ان سب کو اپنی جانب یوں ہنستا پا کر آیت خجل سی ہو گئی۔

"کیا ہے مجھے مت گھوریں آپ ذہر لگتے ہیں آپ مجھے۔ کبھی جو میری بات مانی ہو بس اگلے انسان پہ چڑھائی کرنی آتی ہے آپکو۔"

وہ ہٹیلے لہجے میں باور کرانے والے انداز میں بولی۔ اشتعال کے عالم میں نتھنے پھول رہے تھے۔ صائم اس کی بات پہ اپنی پیشانی مسل کر رہ گیا کیونکہ وہ ایک بار پھر سے اسے ناراض کر چکا تھا۔

"حجاب بیٹا عزہ نے کھانا کھایا اور درد تو نہیں تھی اسے۔"

ایکدم صائم نے کچھ یاد آنے پر پوچھا۔

"نہیں بھائی پہلے اسے بھوک نہیں تھی اب میں لے کر جا رہی ہوں بس پھر اس نے دوائی لے کر سونا بھی ہے آرام کا وقت ہے اسکا۔"

حجاب کھانے کی ٹرے ہاتھ میں پکڑتے سب کو شب بخیر کہتی کمرے کی سمت چل دی۔

"پتہ نہیں میرے گھر کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔"

تحریم بیگم اداسی سے بولی تو زمان صاحب نے رخ موڑ کر ان کی جانب دیکھا جب سے عزہ سے ساتھ وہ واقع پیش آیا تھا گھر کا ایک ایک فرد بکھر کر رہ گیا تھا۔

"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں اللہ پاک ہے نہ وہ ہر کام کسی نہ کسی بہتری کیلیے ہی کرتا ہے۔"

ان کی بات پر صائم نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا کیونکہ وہ بھی ان کی بات سے کسی حد تک متفق تھا۔

"بے شک ماما بابا بلکل ٹھیک کہ رہے ہیں۔آپ پریشان ہو کر اپنی طبیعت خراب نہ کریں ریسٹ کریں جا کر میں عزہ کو دیکھتا ہوں۔"

وہ ان کے ماتھے پہ بوسہ دیتا وہاں سے اٹھ گیا۔

"عزہ جلدی سے اٹھو کھانا کھاؤ میں نے بنایا ہے آج۔"

وہ اس کا شانہ ہلاتے ہوئے اشتیاق سے بولی تو اس نے مندی مندی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کب سے اس کے سر پہ کھڑی اسے اٹھانے کا فریضہ. سرانجام دے رہی تھی۔

"میرا بلکل دل۔"

اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی صائم نے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی۔وہ ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا اور یہ بات بھی اسے اچھے سے ازبر تھی کہ عزہ کھانے کے معاملے میں ایسے ہی تنگ کرتی ہے

"کیوں دل نہیں ہے میرے بچے کا کہی درد تو نہیں ہو رہا۔"

وہ اس کے زخم کا معائنہ کرتے ہوئے نرمی سے بولا۔ عزہ کی آنکھیں اس کی بات پہ پل بھر میں بھیگی تھی۔ صائم نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا اس کی شیرنی بہن اب ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ بھی رو پڑتی تھی۔ اس کا حوصلہ ہی بکھر چکا تھا جو اسے واپس جوڑنا تھا اسے بلکل پہلے جیسا بنانا تھا۔

"ہو رہا ہے بھائی یہ سوچ کر درد ہو رہا ہے کہ میری وجہ سے گھر میں اس قدر پریشانی چل رہی ہے سب پریشان ہیں دکھی ہیں۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے بولی تو صائم نے بے ساختہ اسے سینے سے لگاتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے۔

"حجاب مجھے ٹیوب پکڑاؤ میں لگا جاتا ہوں خود ہی اور یہ آیت کہاں رہ گئی ہے۔"

وہ حجاب سے بولا اور ساتھ ہی آیت کے متعلق پوچھا۔

"میرا نام لیا میں حاضر۔"

آیت فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولی تو صائم نے اس کے زخم پہ دوا لگاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی کیونکہ اس کی بیوی کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

"جانے دو شیطان کا نام لیا شیطان حاضر۔ تصیح کر کے بولا کرو۔"

حجاب بے ساختہ اس کی تصیح کرتے ہوئے بولی تو آیت نے ایک جھانپڑ اس کی کمر پہ رسید کیا۔ وہ تکلیف سے بلبلا کر رہ گئی۔

"بھائی کے ساتھ رہ رہ کر تمہارے ہاتھ اچھے خاصے مردانہ ہو چکے ہیں بھائی آپ کیسے برداشت کرتے ہونگے تم میرے مظلوم بھائی پہ تشدد تو نہیں کرتی نا۔"

وہ ایکدم اپنی کمر سہلاتے تنک کر صائم سے مخاطب ہوئی جبکہ آیت اس کی بات پہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی نہیں مطلب ان سب نے اسے سمجھ کیا لیا تھا۔

"بس دیکھ لو آپ سب کو میری ہمت کی داد دینی چاہیے جو اس آفت کے ساتھ گزارا کر رہا ہوں ایک زندہ مثال۔"

وہ مدھم سا مسکراتے ہوئے مصنوعی دکھی لہجے میں بولا۔ آیت نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں بڑا ہی کوئی تشدد کرتی ہوں نا میں آپ کو۔"

وہ سر جھٹک کر رعونت ذدہ لہجے میں بولی۔

صائم اور عزہ ان دونوں کی نوک جھوک پہ مسکرا دیے۔

"چلو حجاب کھانا کھلا کر سلا دینا اسے میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔"

وہ آیت کو اشارہ کرتے کمرے سے باہر نکل گیا۔ آیت نے اس کے اشارے کو سرے سے ہی کسی کھاتے میں نہیں لیا تھا۔

"میں بھی آج یہی رہوں گی۔"

وہ اپنے بازو پھیلا کر بولی۔ اگلے ہی لمحے وہ اس کی چہکتی ہوئی آواز سن کر واپس کمرے میں آیا اور خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اپنی ٹانگوں پہ سلامت جانا چاہتی ہو نہ آیت۔"

وہ مسکراتے ہوئے تنبیہی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تو اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے آیت نے مسکراہٹ دبائی۔

"نہیں میں آپ کی ٹانگوں پہ چل کے جانا چاہتی ہوں میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ جب آپکی ٹانگیں مجھے لگیں گی تو میں کتنی لمبی ہو جاؤں گی۔"

اس نے اپنی جانب سے اسے چڑانے کی بھرپور کوشش کی تھی اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گیا۔

"آیت مجھے تم اگلے پانچ منٹ میں کمرے میں چاہیے ہو میری بات اپنے زہن میں بٹھالو۔"

وہ تنبیہی آواز میں اسے بولتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"بول تو ایسے رہے جیسے خرید کر لائے ہیں۔"

وہ منہ بنا کر اس کی نقل اتارتے ہوئے بولی اور ان دونوں کو شب بخیر کہتی کمرے سے نکل گئی جبکہ اس کے جاتے ہی وہ دونوں فقط مسکرا کر رہ گئی۔ کھانا کھاتے ہی حجاب نیچے جا کر برتن سمیٹ کر آئی اور تھک ہار کر بستر پر دراز ہو گئی۔

"چلو سو جاؤ تم بھی میڈیسن کھالی تھی نہ۔"

حجاب بھنویں اچکا کر سوالیہ انداز میں بولی اور ساتھ ہی اس کی دوائیوں کو الٹ پلٹ کرنے لگی۔ عزہ نے سنجدگی سے سر ہلایا۔ حجاب بھی اسے ایک نظر دیکھتی سونے کی تاکید کرتے کروٹ بدل کر آنکھیں موند گئی جبکہ آج بھی عزہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی اپنے ہاتھ کے زخم کو دیکھتے ہوئے اس کا ذہن نا چاہتے ہوئے بھی چھ ماہ پیچھے یونیورسٹی میں ہونے والے واقعے کی جانب چلا گیا جس واقعے نے اس کی زندگی بدل کر رکھ دی تھی۔

فائق نے جیسے ہی اس کی چہرے پہ ایسڈ پھینکا تو ایک کے حلق سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی تھی۔ آیت جو یونی سے گیٹ سے باہر آ رہی تھی عزہ کو ہاتھ پکڑے تڑپتا دیکھ بھاگ کر اس کے پاس پہنچی جبکہ پاس ہی فائق زمین پہ گرا تڑپ رہا تھا جس کے چہرے کی ایک طرف حصہ بری طرح جھلس چکا تھا۔ آیت کی آنکھیں ان کی حالت دیکھ پھٹی کی پھٹی رہ

گئی اور ہاتھ پاؤں بری طرح کپکپانے لگے۔ عفان جو گاڑی میں بیٹھ کر نا جانے کب سے یونی کے باہر ایک لڑکا لڑکی کو کب سے باتیں کرتا دیکھ رہا تھا اس لڑکی پہ اسے شدت سے عزہ کا گمان ہوا تھا۔

"لیکن عزہ کیسے ہو سکتی ہے وہ تو کسی ایرے غیرے سے بات ہی نہیں کرتی۔"

عفان بڑبڑانے والے انداز میں بولا تو صائم نے ناسمجھی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا۔ عفان نے کچھ نہیں کہہ کر بات ختم کردی لیکن جیسے جیسے گاڑی آگے بڑھتی گئی عفان کا شک یقین میں بدل گیا اور ساتھ کھڑا شخص یقیناً کوئی اور نہیں بلکہ فائق تھا سب سے زیادہ جھٹکا تو اسے اس کے پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں میں موجود چیز سے لگا تھا۔ عفان کو کسی انہونی کا احساس شدت سے ہوا اس نے بے ساختہ ٹریفک کی صورتحال دیکھی جو جوں کی توں تھی۔ اس کا دل مزید گھبرانے لگا۔ وہ یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے قطعی نہیں بیٹھ سکتا تھا اسے کچھ تو کرنا ہی تھا اس لیے کچھ سوچتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولا صائم کو بتائے بغیر پیدل ہی یونی کی طرف دوڑ لگادی۔ پیچھے سے صائم اسے آوازیں دیتا رہ گیا جو جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا بھاگ رہا تھا۔ اس سے قبل کے فائق کے ہاتھ میں موجود عزہ کے اوپر گرتا عفان نے بروقت پہنچ کر فائق کا ایسڈ والا ہاتھ پیچھے پھینکا جس کے نتیجے میں ایسڈ گر کر عزہ کا ہاتھ اور فائق کا چہرہ بری طرح جھلسا گیا۔ عزہ کو یوں اپنا ہاتھ پکڑ کر تڑپتا دیکھ عفان سب کچھ چھوڑ کر اس کے پاس پہنچا اتنی دیر میں صائم بھی گاڑی وہی لاک کرتے وہی آگیا اور ساکت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ آیت اور عزہ کو روتے دیکھ اور عزہ کا جلا ہوا ہاتھ دیکھ کر اسے جھٹکا لگا وہ چہرے پہ غضبناک تیور کیے فائق پر جھپٹا اور اس کی شرٹ کا کالر تھامتے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے اس دن ہسپتال میں بھی ناٹک ہی کر رہے تھے نہ پتہ نہیں کس قسم کے گھٹیا انسان ہو اللہ کے قہر سے ڈرو لیکن نہیں جن پر شیطان حاوی ہو جائے وہ کبھی نہیں بدل سکتے تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔"

"صائم بھائی آپ عزہ کو ہسپتال لے کر جائیں آیت کے ساتھ اس کا کام میں نپٹا کر آتا ہوں۔"

عفان سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ صائم کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"واہ واہ کیا محبت ہے لیکن میری بات بھی یاد رکھنا جب جب تم دونوں ساتھ ہو گے تو جان سے جاؤ گے میرا اگلا نشانہ تم ہی ہو یہ لڑکی جس وجود سے جڑے گی اس وجود کو میں صفحہ ہستی سے بے دردی سے مٹا دوں گا مگر اسے کبھی خوش نہیں رہنے دوں گا۔"

وہ درد کے مارے تڑپتا پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے بولا۔ وہ سب حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ عزہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ وہ ساکت نگاہوں سے عفان کی جانب دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ شدتِ جذبات سے سرخ پڑ رہا تھا۔ اسی دوران اس کا ساتھی گاڑی لے کر آ گیا تو وہ کسی کو بھی پتہ لگے بغیر الٹے قدموں سے بھاگتا ہوا گاڑی تک پہنچا اور وہاں سے گاڑی بھگا لے گیا۔

درد سے بے حال عزہ کے کانوں میں فائق کے الفاظ گونجے تو وہ اسے سوچ کر آنکھیں میچ گئی۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا میں یہ نہیں ہونے دوں گی۔"

وہ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے بولی۔

عفان اس کے پیچھے پوری تیزی سے بھاگا مگر اس وقت تک وہ گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔ عفان کی نگاہوں نے دور تک فائق کی گاڑی کا پیچھا کیا لیکن وہ فرار ہو چکا تھا۔ اس نے بھی کچھ سوچتے ہوئے اذلان کا نمبر ڈائل کیا اور تمام صورتِحال سے اسے آگاہ کیا تھا۔

ہسپتال پہنچتے ہی وہ دونوں افرا تفری میں ایمرجنسی وارڈ میں پہنچے تو وہ تینوں وہی موجود تھے جبکہ صائم اس کے زخم پہ مرہم لگانے میں مصروف تھا۔ عفان سے برداشت کرنا اب مشکل ہوتا جا رہا تھا اور اسی وقت اس نے ایک فیصلہ کیا جس کے بارے میں وہ گھر جا کر صائم اور اذلان سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اذلان نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تو وہ سہارا پاتے ہی درد کے مارے اور زیادہ سسکنے لگی۔

"حوصلہ کرو بچے آپ تو اتنے بہادر ہو۔"

وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر مشفقانہ لہجے میں بولا تو عفان سے مزید ضبط نہ ہوا۔

"نہیں بہادر ہے تو کیا اب درد میں آنسو بھی نہیں آتے کیا۔"

عفان جو اس کی حالت پہ پہلے ہی تڑپ رہا تھا ماتھے پہ تیوریاں چڑھائے تند لہجے میں بولا۔ محرم رشتہ نہ ہونے کی وجہ سے عزہ کو دلاسہ وہ دے نہیں سکتا تھا اسے یہ چیز ہی کھائے جا رہی تھی۔

جبکہ اس کی بات پہ اذلان نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تو عفان فقط منہ پھیر کر رہ گیا۔ اذلان نے اپنا رخ اب کی بار صائم کی جانب کیا۔

"اس فائق کا کچھ کرنا پڑے گا یہ ہمارے لیے بہت بڑا خطرہ ثابت ہو رہا ہے پولیس کو میں نے اطلاع دے دی ہے ویسے تو کسی ہسپتال میں ہی گیا ہو گا وہ بھی علاج کیلیے دعا ہے جلدی مل جائے۔ پورے علاقے کے ہسپتال چھانے جائیں گے سب سے قبل۔"

اذلان سنجیدگی سے صائم کو ساری تفصیلات بتاتے ہوئے بولا تو صائم نے پریشانی سے سر ہلایا۔ عزہ نے بھی ان سب کو پریشان دیکھ کر دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر لیا تھا جس پر عمل کرنا اب بے حد ضروری تھا۔ عفان اور عزہ کی نظریں جوں ہی ملی تو ایک کی نظروں میں دوسرے کیلیے محبت ہی محبت تھی جبکہ دوسرا اس کی نظروں میں پنپتے جذبوں سے ہی نگاہیں چرا گیا۔

وہ دونوں بے خیالی میں اپنے دل میں عہد و پیمان کرنے میں مصروف تھے لیکن دونوں ہی اس بات سے ناآشنا تھے کہ زندگی نا جانے انہیں کیا رنگ دکھانے والی ہے ابھی تو ایک اور امتحان باقی تھا۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک درد تو نہیں ہو رہی۔"

حجاب نے کروٹ بدلتے مندی آنکھوں سے عزہ کو بیٹھے دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں لاتعداد آنسو دیکھ کر وہ پریشانی سے اٹھ بیٹھی اور اس کا ہاتھ تھام کر استسفار کیا تو عزہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بس سونے لگی ہوں اب ویسے بھی زخم بھر رہا ہے تم پریشان نہ ہو۔"

حجاب نے اس کے لہجے کا بھاری پن شدت سے محسوس کیا تھا لیکن اس کو آنکھیں موندتا دیکھ وہ بھی کروٹ بدل کر آنکھیں موند گئی۔

آنکھیں موندتے ہی گزرے دنوں کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو آنسو ایک بار پھر سے پلکوں کی باڑ توڑ کر گرنے لگے۔

ان دنوں ہی کی بات تھی جب وہ حادثہ پیش آیا تھا تو گھر میں سب پریشان ہو گئے تھے اسی دوران عفان نے صائم اور اذلان سے نکاح کی بات کر لی تھی اور انہوں نے بغیر کسی تردد کے گھر میں سب سے بات کر لی تھی مسئلہ کو کسی کو نہ تھا بس صرف عزہ سے پوچھنا باقی تھا۔

یہ بات انہوں نے اس وقت کی تھی جب محرم اس سے ملنے آئی تھی اور عزہ اس سے ملتے ہی بری طرح رونے لگ گئی تھی۔

"آپی۔"

اتنا کہہ کر وہ پھر سے ہچکیوں سے رونے لگی۔

"بس عزہ چپ کر جاؤ ایسے رو کر اپنی طبیعت اور خراب کر لو گی چلو بس خاموش۔"

محرم نے اسے متانت سے سمجھایا تو اس نے ایک نظر اسے دیکھا مگر آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے سب کو پریشان کر دیا میں نے۔"

روتے ہوئے بس وہ یہی بول پائی تھی۔ محرم نے اس کے آنسو صاف کرتے اس کی پیشانی کو چوما تو وہ مزید بکھر گئی۔

"کسی کو پریشان نہیں کیا اور جو ہونا تھا ہو گیا ناں اب شکر ادا کرو کے زیادہ کچھ نہیں ہوا ویسے بھی اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔اس کی رضا میں راضی رہنا سیکھوں سب راستے سہل ہو جائیں گے۔"

محرم اسے سمجھا رہی تھی جبکہ وہ مسلسل اسے دیکھتے آنسو روکنے کی کوشش میں تھی۔ وہ لوگ اسی طرح بیٹھی باتوں میں مصروف تھی کہ کچھ دیر بعد صائم بھی عزہ کے کمرے میں آ گیا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں عزہ بچے درد تو نہیں اور دوائی لے لی آپ نے۔"

صائم نے مسکراتے استفسار کی تو عزہ نے گردن ہلاتے جواب دیا۔

"اچھا بات سنو ہم دونوں نے آپ سے بات کرنی ہے۔"

اس کے کہنے پر عزہ نے پریشانی سے ان کی طرف دیکھا جن کے چہرے پہ سنجیدگی کا راج تھا۔

"پریشان مت ہو عزہ بات دراصل یہ ہے کہ کچھ دنوں پہلے جو ہوا اس حادثے نے سب کو ڈرا دیا ہے لیکن امید ہے اب سب ٹھیک ہو گا۔"

صائم نے بات کرنے کی تمہید باندھی اس بات پر اس نے دل میں انشاءاللہ کہا تھا۔

"اور اسی پریشانی میں عفان بھی کافی ڈسٹرب ہو گیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تمھارا نکاح ہو جائے رخصتی پھر سٹڈیز کے بعد۔"

صائم اور محرم عزہ کو ہی دیکھ رہے تھے جس کا چہرہ نکاح والی بات پر لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا اور آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آئے تھے اور گردن بے ساختہ نفی میں ہلی تھی اس کی یہ حالت دیکھ کر وہ دونوں سچ میں پریشان ہو گئے تھے۔

"عزہ کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو۔ ابھی صرف نکاح کی بات ہو رہی ہے رخصتی اس وقت ہی ہو گی جب تم چاہو گی۔"

محرم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے سمجھایا مگر وہ ایک بار پھر بری طرح روتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں مم۔ میں نہیں کرونگی یہ نک۔ نکاح۔"

اس نے اٹک اٹک کر اپنی بات مکمل کی۔ سب نے فق چہروں سمیت اس کی جانب دیکھا جو ناجانے کیا سوچ کر نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"مگر عزہ اس میں حرج کیا ہے اور ایک طریقے سے ٹھیک ہے ناں یہ فیصلہ۔ کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں صرف آپ سے پوچھنا باقی تھا۔"

صائم نے عزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے شفقت سے سمجھایا لیکن اس نے جیسے منع کرنے کی ضد ہی پکڑ لی تھی۔ وہ مسلسل اپنے موقف پہ قائم تھی۔

"بھائی۔ میں نہیں کرنا چاہتی آپ پلیز منع کر دیں۔"

اس نے بمشکل لڑکھڑاتی زبان سمیت اپنی بات مکمل کی۔ اس کی حالت کے پیش نظر ان دونوں نے ایک نظر ایک دوسرے جو دیکھا پھر زیادہ اصرار نہیں کیا۔

"اچھا اچھا اب رومت جیسا آپ چاہو گی ویسا ہی ہوگا اوکے۔"

صائم نے اسے پیار سے سمجھایا تو وہ اسے دیکھتی رہ گئی جو کس قدر جلدی اس کی بات سمجھ گئے تھے۔

"چلو اب میں باہر جاتا ہوں آپ لوگ باتیں کرو۔"

اس کے سر پر پیار کرتے وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سمیت باہر کی جانب چل دیا۔

"کوئی وجہ ہے عزہ کیوں انکار کیا تم نے۔"

صائم کے جانے کے بعد محرم نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے مشکوک لہجے میں سوال کیا۔

"کوئی وجہ نہیں آپی بس میں نہیں چاہتی۔"

اس کی بات پر محرم نے جانچتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہمم ٹھیک ہے مگر عفان کا کہنا بھی ٹھیک تھا کہ نکاح کے بعد وہ تمھاری حفاظت زیادہ اچھے سے کر سکتا تھا کیونکہ اس دن سے وہ بہت زیادہ پریشان ہو گیا ہے پر جیسا تم چاہو۔"

اس کی بات پر عزہ نے کوئی جواب نہیں دیا بس خاموشی سے اسے سنتی رہی۔

"چلو تم آرام کرو ایسا کرو تھوڑی دیر سو جاؤ ٹھیک ہے۔"

محرم کے کہنے پر وہ آسودگی سے مسکرادی۔ دل اندر سے پھٹ رہا تھا نا جانے عفان اب اس کی بات پہ کیا ردِ عمل دینے والا تھا۔

سارہ منظر یاد کرتے وہ مسلسل رو رہی تھی جبکہ اس کے سارے آنسو تکیے میں جذب ہو رہے تھے فائق ان کی زندگی میں کسی طوفان کی طرح آیا تھا جو سب کچھ برباد کر دینا چاہتا تھا اور اپنے طور ہر بار سر توڑ کوشش بھی کرتا تھا۔ اس نے شدت سے دل میں اس کے نیست و نابود ہونے کی دعا کی تھی۔

****

"عفان تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

وہ لاؤنج میں بیٹھا اپنے فون میں شاید اس دن کی تصویریں دیکھ رہا تھا جس دن ان کی منگنی اناؤنس ہوئی تھی۔ اذلان کی آواز سن کر اس کی جانب متوجہ ہوا اور فون بند کرتے ایک جانب رکھا۔

"کچھ نہیں بھائی ایسے ہی بیٹھا ہوں۔ بس جا رہا تھا روم میں۔ آپ کو کوئی کام تھا کیا۔"

موبائل بند کرتے جیب میں رکھ کر بمشکل چہرے پر مسکراہٹ لاتے اس نے جواب دیا۔

"نہیں رکو فلحال کچھ دیر مجھے بات کرنی تھی۔"

اذلان نے کہتے اس کے سامنے صوفے پر جگہ سنبھالی۔

"جی بولیں بھائی۔سب خیریت ہے۔"

اس نے سیدھا ہوتے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

"ہمم۔یہ بتاؤ ایسے کب تک چلے گا کیا حالت بنائی ہوئی ہے اپنی۔"

اذلان نے سنجیدگی سے اس کے سامنے مدعے کی بات کی تو وہ ایک پل کو چپ سا ہو گیا پھر جلد ہی خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں ہوا بھائی دیکھیں فٹ ہوں بالکل۔آپ سب زیادہ ہی محسوس کر رہے ہیں اتنی اسانی سے نہیں جان چھوڑتا آپ سب کی کیا ہوا کچھ دن کا روگ ہے ختم ہو جائے گا تو زندگی کی جانب لوٹ آؤں گا اب اس معاملے میں میرا خود پہ کوئی ذور نہیں ہے۔"

اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے اس نے جواب دیا تو اذلان نے سرد نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی۔

"کہاں سے فٹ ہو ذرا آئینے میں دیکھو خود کو یہ وہ عفان تو نہیں جو پہلے ہمارے ساتھ ہوا کرتا تھا شرارتی سا۔یہ تو کوئی اور ہی ہے۔کیا سوچ کر تم نے اپنی یہ حالت کر رکھی ہے شکر کرو کہ زیادہ نقصان نہیں ہوا اس دن اور عزہ ٹھیک ہے۔"

اذلان اسے سمجھا رہا تھا جبکہ وہ سنجیدگی سے اس کی بات سنتے سر ہلا گیا۔ مزید بولنے کی اس میں سکت نہیں تھی۔ عزہ کا نام سن کر ہی اس کا چہرہ بلکل سپاٹ ہو جایا کرتا تھا۔

"بھائی پہلے پہل تو آپ سب اس شرارتی عفان سے ہی پناہ مانگتے تھے۔"

وہ تلخی سے بولتے اس کے چہرے کے تاثرات جانچنے لگا جو اس کی بات پہ بری طرح بگڑ گئے تھے۔

"کیا سننا چاہتے ہو آپ۔"

اس نے پتھریلے لہجے میں استسفار کیا۔ چہرے پہ کرختگی چھائی ہوئی تھی۔ عفان ہڑ بڑا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئندہ ایسی فضول بکواس کرنے سے گریز کرنا عفان اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اب سب بہتر ہے اور اپنا بھی خیال کرو تھوڑا۔"

اذلان کی فکر پر وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"جی بھائی ٹھیک ہے اب آپ بھی سو جائیں تھکے ہوئے ہیں میں بھی جاتا ہوں کمرے میں۔"

عفان نے اس سے کہہ کر کمرے کا رخ کیا جبکہ اذلان بھی ایک نگاہ اس کی پشت پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔ کمرے میں آکر وہ فریش ہونے کے بعد سونے کے ارادے سے لیٹا ہی تھا تاکہ سکون سے سو سکے مگر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ کروٹوں پہ کروٹیں بدلتے جھنجھلا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے متعلقہ ٹیرس کی جانب بڑھ گیا۔ وہاں کھڑے ہوتے ہی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرایا تو وہ اس میں سکون محسوس کرتے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ ذہن خود بخود ماضی کے پنوں کو پلٹنے لگا تھا۔ حال کی پرچھائی آنکھوں میں دھندلی ہونے لگی اور ماضی کا عکس آنکھوں کے دریچوں پہ واضح ہو گیا تھا۔

ہستال میں صائم نے عزہ کے زخم پر دوائی لگا کر اسے وہیں آرام کرنے کا بولا تھا اس نے کچھ مریضوں کو دیکھنا تھا وہ جانے لگا تو عفان نے ایک نظر عزہ کو دیکھا پھر اذلان کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتے باہر نکل گیا۔

صائم کو روکتے اس نے اپنی بات کہنا شروع کی۔

"صائم بھائی رکیں آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔۔"

کیبن کے باہر اس نے صائم کو روکا تھا۔

"ہمم۔ کہو۔"

وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"وہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ فیملی میں بات کریں میرے اور عزہ کے نکاح کی۔"

اس کے اچانک کہنے پر دونوں نے حیران نظروں سے اسے دیکھا کہ اچانک اسے کیا ہوا۔

"آج جو کچھ ہوا وہ سب ناقابل قبول ہے اور مجھے پتہ ہے فائق اب بھی باز نہیں آئیگا۔ میں چاہتا ہوں نکاح ہو جائے تا کہ مجھے تسلی رہے اس کی جانب سے ابھی صرف نکاح ہو گا رخصتی جب عزہ کہے اس وقت ہی۔"

عفان نے ان کی حیران نظریں دیکھتے وضاحت دی۔

"مگر عفان نکاح کے بعد بھی تو وہ خان ہاؤس میں ہی رہے گی ناں تو پھر کیسی تسلی۔"

صائم نے مزید ایک جواز پیش کیا۔

"بھائی آپ سمجھ نہیں رہے ابھی کچھ دیر پہلے وہ کیا کچھ کہہ کر گیا ہے کتنی دھمکیاں دی ہیں مجھے ڈر ہے وہ پھر سے کچھ کر نہ دے اور عزہ اس کی بھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی فلحال۔"

اس کی بات پر صائم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے لگتا ہے عفان ٹھیک کہہ رہا ہے۔ چلو ہم بات کرتے ہیں گھروں میں۔"

صائم نے بھی اذلان کی تائید کی۔

"میں بھی گھر جا کر بات کرتا ہوں۔"

اس کے کہتے ہی اذلان جانے کے لئے مڑ گیا کیونکہ وہ ایمرجنسی میں آفس سے آیا تھا وہاں کام باقی تھا صائم بھی مریضوں کو دیکھنے چلا گیا جبکہ عفان نے جانے سے انکار کیا اور وہیں صائم کے کیبن میں بیٹھ گیا۔ جہاں عزہ آرام کر رہی تھی اس کی نظر جیسے ہی اس کے ہاتھ اور آنسوں کے مٹے نشانوں پر پڑی تو اس کا دل کیا فائق کو بھی اتنی ہی اذیت دے پر وہ بے بس تھا کیونکہ فائق بھاگ چکا تھا اور وہ فالوقت اس پہ کوئی حق بھی نہیں رکھتا تھا کہ عزہ کو دلاسہ ہی دے دے۔ وہ بے بسی و بے کسی کے احساس اور غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا نکاح کی بات تو وہ کر ہی چکا تھا اور امید بھی تھی کہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا مگر وقت کیا پلٹا کھاتا ہے اس بات سے انجان تھا۔ اگلے دن اسکو جب علم ہوا کہ گھر میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں تو وہ مطمئن ہو گیا تھا لیکن جب اسے عزہ کے انکار کا پتہ چلا تو اس کا ذہن جھنجھنا کر رہ گیا تھا۔ یہ بات تو سرے سے ہی اس کے توقع کے برعکس تھی اسنے گھر والوں سے اس بابت پوچھا کر اس سے خود بات کرنا چاہی جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا کہ شاید عفان کے سمجھانے پر وہ مان جائے۔

عفان اس کے کمرے میں اس سے بات کرنے کی غرض سے گیا تب وہ آنکھوں پر ایک ہاتھ رکھے لیٹی ہوئی تھی جبکہ زخم والا ہاتھ کمفرٹ کے اوپر پیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ عفان کو اندازہ نہیں ہوا وہ جاگ رہی ہے کہ یا سو رہی ہے اس کی نیند کا سوچتے وہ واپس جانے ہی لگا تھا مگر اس کی مدھم سسکیوں کی آواز کر تڑپ کر اس کی طرف آیا۔

"عزہ کیا ہوا کیوں رو رہی ہو درد ہو رہا ہے۔"

عفان نے آہستہ سے اس کے ہاتھ کو تھامتے نرمی سے پوچھا تو اس کے رونے میں اور شدت آئی جبکہ بولی کچھ نہیں۔

"بتاؤ تو ہوا کیا ہے۔"

اس کے پریشان ہونے پر وہ بمشکل سے اپنے آنسو روکتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"لو پانی پیو۔"

سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اسے دیتے پینے کی تلقین کی مگر اس کے سیدھے ہاتھ پر زخم دیکھ کر خود ہی پانی پلا کر گلاس سائیڈ پر رکھا۔

"چلو بس اب بہت رو لیا آنکھیں دیکھو اپنی اب نہیں رونا بلکل بھی۔"

عفان نے اسے پیار سے سمجھایا تو دوبارہ اس کے لہجے کی مٹھاس پہ اس کی آنکھیں ایک بار پھر سے بھیگیں۔ اسے روتا دیکھ کر عفان یہی بھول گیا تھا کہ اس کو بات کیا کرنی تھی جب یاد آیا تو اس کی طرف دیکھا جواب بھی سوں سوں کرتی آنسو روک رہی تھی لیکن پہلے سے کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی۔

"چلو اب بتاؤ کیوں انکار کیا ہے نکاح سے۔"

عفان کے پوچھنے پر اس نے کوئی جواب نہ دیا بس اپنی گود میں رکھے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں عزہ کیا حرکت ہے یہ کیوں منع کیا ہے"

اب کہ عفان نے کچھ غصے سے اسے مخاطب کیا تو اس نے ایک نظر عفان کی جانب دیکھ کر پھر نظریں جھکا لیں۔

"میں نہیں کرنا چاہتی۔"

اس نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

"تو وہی پوچھ رہا ہوں کیا وجہ ہے انکار کی کوئی تو وجہ ہو گی ناں۔"

اب کی بار عفان نے بہت ضبط سے پوچھا اور کڑی نگاہیں اس کے چہرے پہ جما دی۔

"نہیں ہے کوئی وجہ۔"

عزہ نے اس کی جانب دیکھتے جواب دیا اسکا جواب سن کر عفان غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے مرضی تمھاری۔"

وہ بھاری لہجے میں بولتے اس سے پہلے باہر کی جانب بڑھتا عزہ کی آواز پہ وہی تھم گیا۔

"ف۔فاان۔"

اس نے اٹکتے لہجے میں اسے پکارا وہ جو دروازے کے پاس پہنچ گیا تھا مڑ کر اس کی جانب دیکھا جو اٹھ کر بیڈ سے اتر چکی تھی۔

"آپ ناراض ہو رہے ہیں۔پلیز میری بات سمجھیں۔"

اس نے اس کی جانب آتے ملتجیانہ لب و لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"تم وجہ بتاؤ گی تو سمجھوں گا نا۔کیا وجہ ہے بولو۔"

اسے یونہی خاموش دیکھ کر وہ غصے میں اس کی جانب بڑھا اور اس کی بازو سختی سے جکڑ کر پوچھا۔اس کے بازو پکڑنے پر عزہ کے رکے ہوئے آنسو درد کی وجہ سے دوبارہ بہنے لگے تو عفان کو اپنی کوتاہی کا احساس شدت سے ہوا۔

"سوری عزہ ایم سو سوری پلیز رو مت اچھا چپ پلیز میں غصے میں۔"

اسے روتا دیکھ کر عفان نے اپنے آپ کو کوسا کیا ضرورت تھی اتنا غصہ ہونے کی تبھی اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ ملائمت بھرے لہجے میں بولا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ خود وہیں زمین پر دو زانوں اس کے نزدیک بیٹھا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیے۔

"اب بتاؤ کوئی وجہ تو ہو گی ناں ایسے کون انکار کرتا ہے۔"

اب بھی وہ بہت ضبط سے پوچھ رہا تھا مگر عزہ کی سماعتوں میں تو اب تک صرف فائق کا وہ جملہ گونج رہا تھا جس نے اس کے حواس جھنجھنا کر رکھ دیے تھے۔ وہ چاہ کر بھی اس بات کو فراموش نہیں کر پا رہی تھی۔

"بس میں نہیں چاہتی۔ کیا آپ لوگوں کے لئے میری کوئی مرضی اہمیت نہیں رکھتی۔"

اس کے اس طرح کے سوال پر عفان پھر سے غصے میں آ گیا۔

"تمھاری مرضی کی اہمیت ہے جبھی پہلے صائم بھائی اور محرم نے بات کی اور اب میں کرنے آیا ہوں مگر تم تو نا جانے کیا سوچ کر بیٹھی ہوئی ہو۔ چاہتی کیا ہو آخر جان سے مار دو مجھے تم مگر یوں پل پل کی اذیت سے روشناس مت کرواؤ۔"

عفان کو تپ چڑھی تھی اس کی مرضی والی بات پر تبھی قہر برساتے لہجے میں دھاڑ اٹھا۔

"تو پھر کیوں کر رہے ہیں آپ سب فورس جب میں ابھی نہیں کرنا چاہتی نکاح۔"

اس نے بہت مشکل سے جی کڑا کر کے یہ الفاظ کہے تھے وہ یہی جانتی تھی۔ اس کی ایک ہی تکرار سن کر عفان نے ایک نظر غصے سے اسے دیکھا پھر تھک ہار کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی اب کوئی تمہیں فورس نہیں کرے گا اور میری طرف سے بھی مکمل خاموشی ہی ملے گی۔ ویسے بھی ہمارے راستے جدا کرنے کا ارادہ تو تم کر ہی چکی ہو۔"

عفان کی بات پر عزہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا کہ اس نے تو ایسا کچھ نہیں سوچا تھا مگر اسے ہنوز اپنی جانب دیکھتے پا کر رخ پھیر کر آنسو صاف کئے مگر کہا کچھ نہیں۔ عفان ایک حسرت بھری نگاہ اس پر ڈالتے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔اس کے قدموں کی آواز پر عزہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ شکستہ قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھ رہا تھا اس کی نظروں نے دور تک عفان کا پیچھا کیا تھا اس کے جانے بعد وہ وہیں بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جبکہ آنکھوں سے

آنسو مسلسل جاری تھے۔ کیا اس کی قسمت میں اس کا ساتھ نہیں تھا وہ اپنے ہاتھ کی لکیروں میں اس کے نام کی لکیر ڈھونڈتی رہ گئی جو شاید سرے سے تھی ہی نہیں کیونکہ وہ خود ہی اسے اپنی قسمت سے بے دخل کر چکی تھی۔

فون کی رنگ ٹیون پر وہ حال میں واپس آیا جہاں شاید اس کے کسی دوست کی کال تھی اس کی کال اٹھا کر کچھ کام کی بات کر کے اس نے فون رکھا اور وال پیپر پر لگی اپنی اور عزہ کی منگنی والی تصویر کو دیکھ کر تلخی سے مسکرایا پھر سر جھٹک کر واپس کمرے میں آ گیا۔ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی سی جاگ رہی تھی۔ اس نے حیرت سے اپنی آنکھ سے گرتے آنسوؤں کو صاف کیا تھا جو فقط عزہ کی بے وفائی کی بدولت تھا۔

****

صائم جو ہسپتال جانے کیلیے زینے اتر رہا تھا موبائل پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا اذلان کالنگ دیکھ کر اس نے فوراً ہی بغیر کسی تردد کے فون اٹھایا حال احوال پوچھنے کے بعد اذلان مدعے کی بات پہ آیا۔

"آج میرے پاس تمہارے لیے ایک خوشی کی خبر ہے فائق پکڑا گیا ہے ابھی ابھی پولیس سٹیشن سے ہی آ رہا ہوں بہت برے حال میں ہے وہ تو مکمل دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے چہرہ بہت بری طرح خراب ہو چکا ہے۔"

اذلان سنجیدگی سے اسے تفصیل بتاتے ہوئے بولا۔ صائم نے تشکرانہ انداز میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی۔

"ایسے لوگوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے پتہ نہیں
کیسے کسی گھر کی بیٹیوں پہ نشانہ بنا لیتے ہیں مجھے تو وقاص انکل اور آنٹی کیلیے افسوس ہو رہا ہے کہ انکی اکلوتی اولاد نے یہ رنگ دکھا دیے ہیں۔"

وہ افسوس کرنے والے انداز میں بولا جبکہ نیچے لاؤنج میں بیٹھی عزہ کا رنگ ان دونوں کی گفتگو سے پھیکا پڑ چکا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا اپنے ہاتھوں سے سب کچھ برباد کر دیا میں نے فائق تو پکڑا گیا ہے اب۔ وہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہو گا نہ اب اگر نکاح ہو بھی گیا تو ہمارا وہ حساب نہیں ہو گا۔ وہ سمجھے نہ کہ یہ سب کچھ میں نے اسی کیلیے کیا ہے۔ وہ مجھے ہی غلط گردانے گا۔ کاش میں نے اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کی ہوتی۔ یہ سارا کچھ اس فائق کی وجہ سے ہوا ہے۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے بڑبڑانے والے انداز میں بولی۔

اپنی اولاد تو اچھی تعلیم کیلیے باہر بھیجے لیکن ان کی مکمل طور پر نگہداشت کریں آیا وہ کسی غلط کام میں ملوث تو نہیں یا کسی غلط صحبت کا شکار تو نہیں ہو رہے والدین کی طرف سے بے جا لاڈ پیار یا لاپرواہی ایسی اولاد کو بگاڑ دیتی ہے پھر معاشرے میں فائق جیسے لوگ جنم لیتے ہیں جنہیں اچھے یا برے کام کی پہچان ہی نہیں ہوتی اس کا نتیجہ پھر ان کے والدین اور آس پاد جینے والے لوگوں کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔

****

کسی بچے کے گلہ پھاڑ کر رونے کی آواز پہ اس نے اپنی مندی مندی کھولی دو منٹ تو سمجھ نہیں آئی کہ کیا ہو رہا ہے لیکن جیسے ہی وہ شعور کی منزل پہ پہنچا تو ہڑبڑا کر اپنی جگہ دے اٹھا تھا کیونکہ وہ کسی اور کی آواز نہیں اس کی اپنی عزیز و جان بیٹی تھی جو اپنا کام دکھا کر رونے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ معاذ نے ایک نظر پریشے کو دیکھ کر اسے اپنی گود میں اٹھایا تاکہ پریشے کی نیند نہ خراب ہو لیکن اسی دوران اس کا ہاتھ پریشے کے بازو پہ لگنے کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ جب سے وہ پیدا ہوئی تھی ذرا ذرا سی آہٹ پہ اس کی آنکھ کھل جایا کرتی تھی ابھی بھی یہی ہوا تھا۔ معاذ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا۔"

وہ آنکھیں ملتی ہوئی بولی تو معاذ نے نفی میں سر ہلایا اور روشانے کے ماتھے پہ پیار کیا جو کہ ان دونوں کو نیند سے جگا کر اب گہری نیند میں جا چکی تھی شاید اسے کسی کی گود کا انتظار تھا جو گود میں جاتے ہی پر سکون ہو چکی تھی۔

پریشے بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر محبت پاش نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جب سے روشانے پیدا ہوئی تھی معاذ نے اس کا خیال کرنے میں کوئی کمی نہیں آنے دی تھی اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا تھا آدھی آدھی راتوں کو جاگنا اسے بلکل بھی تنہا محسوس نہیں ہونے دیا تھا؟ فوزیہ بیگم الگ اسے سر آنکھوں پہ بٹھا کر رکھتی تھی کہ کبھی کبھی پریشے کو خود پہ رشک آتا تھا۔

"تم سو جاؤ یہ سو گئی ہے۔"

وہ روشانے کے ماتھے پہ ایک بار پھر سے پیار کرتا ہوا پریشے سے مخاطب ہوا تو پریشے نے آگے ہو کر اس کے کندھے پہ سر رکھ دیا۔

"معاذ آپ اتنے اچھے کیوں ہیں۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولی۔ آنکھیں ہنوز بند تھی۔ معاذ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"کیونکہ تم اچھی ہو جب ایک انسان اچھا ہوتا ہے نا تو اسے اپنے اطراف میں بسنے والا ہر انسان ہی خوبصورت لگتا ہے میری جان۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولا تو پریشے کھل کر ہنس دی تھی۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ مہینہ ہو گیا ہے اسے ہمارے پاس آئے ہوئے اور یہ تو مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی ہے لیکن ایک نہ ایک دن یہ ہمیں چھوڑ کر چلی جائے گی پھر ہم کیا کریں گے۔ میں تو اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تم اس کی باری ریت بدل دینا ہم گھر جمائی ڈھونڈیں گے اس کیلیے۔"

جبکہ اس کی اتنی افسردہ بات پہ پریشے کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ مسلسل ہنستے معاذ کی جانب دیکھ رہی تھی جس کی منطق ہی نرالی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے آپکو معاذ ایک مہینے کی ہماری بیٹی ہے اور آپکو اسکی شادی کی فکر لگ گئی ہے۔ ابھی تو کم از کم پریشان مت ہو۔ عجیب باتیں کرتے ہیں آپ بھی۔"

پریشے مستقل ہنستے ہوئے بولی جبکہ اسے ہنستا دیکھ معاذ چڑ گیا۔

"تم ہنس لو میرے پہ۔"

معاذ منہ بناتے ہوئے بولا تو پریشے نے مسکراہٹ دبائی اور اس کی گود سے روشانے کو لیتے اس کا پیمپر چیک کیا تھا۔

"ارے ارے ناراض ہوتے ہوئے کتنے کیوٹ لگتے ہو آپ۔"

وہ اس کے گال کھینچتے ہوئے بولی تو معاذ نے اسے ایک جھٹکے میں اپنی طرف کھینچا۔

"آؤ تمہیں اپنی پروپر کیوٹنیس دکھاؤں۔"

وہ آنکھ مارتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا اس کے شدید ردِ عمل پہ پریشے بوکھلا گئی۔ اسی دوران روشانے کی رونے کی آواز کمرے کی فضا میں گونجی تو پریشے اسے گود میں لیے ہڑبڑا کر ایک جانب ہو گئی اس کی حالت دیکھتے اب ہنسنے کی باری معاذ کی تھی۔ اسے ہنستا دیکھ پریشے نے مکہ اس کے بازو میں مارا۔

"موٹی ہاتھ کا وزن بھی بڑھ گیا ہے۔"

وہ اپنا بازو سہلاتا ہوا مصنوعی تکلیف سے بولا اور واشروم کی طرف دوڑ لگا دی۔ پریشے کی خونخوار نظریں اب واشروم کے دروازے پہ ٹکی تھی معاً کچھ دیر تک اسے باہر نا نکلتا دیکھ وہ روشانے کا پیمپر تبدیل کرنے میں مصروف ہو گئی جس نے رات کے اس پہر اس بدولت بکھیڑا کھڑا کیا ہوا تھا۔

****

عزہ نے صائم کی بات جب سے سنی تھی اس کا دل مسلسل پچھتاوے کی زد میں تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ سب کچھ ٹھیک کیسے ہو گا یہ بات تو وہ اچھے سے جان گئی تھی کہ وہ عفان کا دل بہت بری طرح دکھا چکی ہے اب یہ اسے ہی ٹھیک کرنا تھا لیکن کیسے کرنا تھا یہ سمجھ سے باہر تھا۔ کچھ سوچتے ہی اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک لہرائی لیکن جلد ہی ماند پڑ گئی کیونکہ اس کے نزدیک یا اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی وہ اس کا فون اٹھائے گا اب تو نکاح میں بھی چار دن رہ گئے تھے اس سے پہلے وہ سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتی تھی مگر اسے کچھ بھی درست ہونے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ایک مسلسل بے چینی نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا

"اففففف کیا کروں یا اللہ کوئی راستہ دکھا دو پلیز۔"

وہ سر کے بال مٹھی میں جکڑتے ہوئے بولی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکل آئے تھے۔ وہ تھک گئی تھی اس عذاب کو جھیلتے اس فائق نے تو اس کی زندگی کو دوزخ سے بھی بدتر بنا دیا تھا۔ وہ نا یہاں کی رہی تھی اور نا ہی وہاں کی۔ اسی دوران آیت کمرے میں داخل ہوئی اسے روتا دیکھ بے چینی سے اس کے پاس آئی۔

"کیا ہوا عزہ کہیں درد ہو رہا ہے کیا۔ ابھی بھی ٹھیک نہیں ہوا تمہارا گھاؤ۔"

آیت پریشانی سے اس کا ہاتھ دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں ہو رہا ہے درد بہت زیادہ ہو رہا ہے گھاؤ کہاں اتنی جلدی بھرتے ہیں اور گھاؤ بھی وہ والے جو دل میں لگے ہو دل میں بہت درد ہو رہا ہے آیت۔ اتنے اچھے اور مخلص انسان کا دل توڑ کر درد ہو رہا ہے میں کیا کرتی میں نے صرف اس کیلیے یہ سب کیا تھا میں نہیں چاہتی تھی کہ میری وجہ سے اس پہ کوئی آنچ آئے تم بتاؤ میرا کیا قصور ہے اس سب میں۔ میں اسے نہیں کھو سکتی تھی اس فائق نے اتنی بری دھمکی دی تھی میں کیسے ان سب باتوں کو فراموش کر دیتی۔"

عزہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی ورنہ وہ یہ سب کسی کو بھی بتانے سے گریز کرتی۔

جبکہ اس کی باتوں پہ آیت ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے حقیقتاً سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس متعلق بات کر رہی ہے۔

"یہ کہی تم عفان کی بات تو نہیں کر رہی۔"

ایک دم سے آیت کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تو وہ آنکھوں کی پتلیاں سکیڑتے ہوئے بولی۔ عزہ ایک دم جیسے ہوش میں آئی اور اپنے آنسو سرعت سے صاف کیے۔ گھبراہٹ اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ آیت نے ہولے سے اس کے چہرے سے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے نزدیک صوفے پہ بٹھاتے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔

"تھک گئی ہو نا۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھا گئی۔ عزہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"تمہاری اس تھکان کا علاج صرف واحد اسی شخص کے پاس ہے جو اس وقت تم سے شدید ناراض ہے جسے تم نے توڑا ہے عزہ۔ میری ایک بات مانو ایک مخلصانہ مشورہ دوں گی ایک بار فون کرنے میں کیا حرج ہے اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر فون کرلو زندگی سہل ہو جائے گی۔ اسے وقت دو زخم اسے بھی آئے ہیں درد اس کے دل میں بھی اٹھتا ہو گا تکلیف اسے بھی ہوتی ہو گی مگر اسے مرد ہونا کہ کر خاموش کروا دیا جاتا ہو گا۔ میں بھی اپنی زندگی کے ایک سفر میں بہت تھکی تھی وہی فارم ہاؤس والے مرنے کو جی چاہتا تھا مگر پھر تمہارے بھائی کی صورت میں مجھے بھی میری تھکان کا حل بہت اچھے سے ملا تھا اور مجھے اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تم بھی یہ کر سکتی ہو اور مجھے پورا یقین ہے کہ تم کرلو گی اسی لیے ہمت بڑھاؤ خود میں اور ڈٹ جاؤ باقی دیکھنا چٹکیوں میں مسئلے حل ہوتے جائیں گے۔"

وہ سمجھانے والے انداز میں بولی اور اس کا موبائل اس کے ہاتھ میں تھماتی خاموشی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی عزہ نے ہمت جمع کرتے ہوئے فون اٹھایا اور نم آنکھوں سے اس کا نمبر ملایا۔ بیل مسلسل جا رہی تھی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ تین سے چار مرتبہ مسلسل فون بند کرنے کے بعد آخر کار دوسری جانب سے فون اٹھایا گیا تھا۔ عزہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا نا جانے وہ کس طرح مخاطب ہو گا۔ وہ بات کرے گا بھی یا نہیں۔

"ہیلو عفان شاہ ہیئر۔"

اتنے ٹائم بعد اس کی آواز سن کر عزہ نے مشکل سسکی روکی۔ عفان جو اپنی پڑھائی مکمل ہوتے ہی اذلان کے ساتھ آفس جانا شروع کر چکا تھا کسی فائل کو پڑھتے ہوئے بے دھیانی میں فون اٹھایا لیکن دوسری جانب مسلسل خاموشی دیکھ کر فون کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا تو اس کے وجود پہ جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔ وہ سانس روکے مقابل کے بولنے کا منتظر تھا مگر دوسری جانب ہنوز خاموشی کا راج تھا۔

"ہیلو کون بات کر رہا ہے۔"

وہ انجان بنتا بے چین دل کے ساتھ بولا جیسے اس کی آواز سننے کو ترس گیا ہو۔ عزہ کے دل کو دھکا سا لگا مطلب وہ اپنے موبائل سے اس کی ہر چیز سے مٹا گیا تھا۔ اس کا نمبر تک ڈیل کر چکا تھا۔

"کیسے ہیں۔"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عزہ کی بھیگی مترنم آواز سنائی دی تو عفان نے آنکھیں بند کر کے اس کی آواز کو جیسے پوری طرح محسوس کیا تھا۔ اس کا شدت سے جی چاہا کہ فون کاٹ دے مگر وہ شاید اس کے جیسا بے حس قطعی نہیں ہو سکتا تھا۔

"کیسا ہو سکتا ہوں یا یہ پوچھو تم نے کسی لائق چھوڑا ہے مجھے۔ مجھے مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تم نے۔"

وہ تلخی سے بولا تو عزہ تڑپ کر رہ گئی جبکہ آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

"مم میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا پتہ نہیں کک کیسے یہ سب۔"

وہ رندھی آواز میں ہکلاتے ہوئے بولی تو عفان جو اس کو روتا سن بے چین ہوا تھا فوراً سے پہلے ہی سنبھل گیا۔ وہ خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"پہلے کسی کو جان سے مار دو بعد میں آ کر اس چیز کی تلافی کر لو یہ کہاں کا انصاف ہے۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں گویا ہوا جیسے اپنا ہی مذاق بنا رہا ہو۔ عزہ نے سختی سے اپنے لبوں پہ ہاتھ جمایا تھا۔ اس نے شکر ادا کیا کہ اس نے اس کا فون نہیں کاٹا۔

"نہیں میری بات تو سنیں۔"

وہ کسی بھی حال میں اسے منانا چاہتی تھی۔ وہ اس سے تفصیل سے بات کرنے کی خواہش مند تھی تبھی حسرت آمیز لہجے میں بولی۔ عفان نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔

"عزہ مجھے بہت ضروری کام ہے میں بعد میں بات کرتا ہوں نہیں نہیں بعد میں بھی شاید کبھی نہیں دوبارہ اس نمبر پہ فون کرنے کی بلکل ضرورت نہیں ہے۔"

وہ موبائل رکھنے ہی والا تھا کہ آگے سے آنے والی اس کی بات سن کر سن رہ گیا۔ دل نے بے ساختہ اس کی بات کی نفی کرنے کی خواہش کی تھی۔

"میرے سے بھی زیادہ ضروری کام۔"

وہ اٹکتے ہوئے بولی دل خوش فہم سا ہوا تھا کہ وہ ابھی نہیں کہے گا لیکن اس کے جواب نے اسے آسمان سے زمین پہ پٹخ دیا۔

"ہاں شاید اللہ حافظ۔"

اس نے دل پہ پتھر رکھ کر کہتے فون بند کر دیا۔ عزہ دم سادھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے موبائل کی سکرین کو تک رہی تھی۔ آنسو تواتر گالوں پہ بہہ رہے تھے۔ یہ رونا ہی تو اس کی زندگی میں لکھ دیا گیا تھا۔

"اتنی آسانی سے کیسے معاف کیا جاتا ہے عزہ میں کسی بھی کمزور لمحے کی گرفت میں آکر تمہیں معاف نہیں کر سکتا اتنا آسان نہیں میرے لیے۔ میری آتی جاتی سانسوں کی ڈور تک کھینچ لی ایک ہنستے مسکراتے شخص کو اجاڑ دیا اور اب چاہتی ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں یہ بلکل بھی ممکن نہیں ہے۔"

وہ سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے سرخ آنکھوں سمیت برفیلے لہجے میں بولا۔ عزہ خالی آنکھوں سے بند فون کو دیکھتی رہ گئی۔

"کیا سب کچھ ختم ہو چکا ہے کیا اب عفان ویسی محبت نہیں کرتا مجھ سے کیا وہ بدل گیا ہے۔ نہیں وہ کیسے کر سکتا ہے ایسا۔"

اس کا دل کرلایا۔

"جب تم اس کے دل کو ٹھیس پہنچا سکتی ہو تم کیا اس پر پابندی ہے۔ وہ ٹوٹا ہوا شخص ہے اور اسے توڑنے والی تمہاری ذات۔"

اس کے دماغ نے اسے آئینہ دکھایا تھا۔ وہ بیڈ پہ موبائل پٹختی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"پھر یہ نکاح کیوں ہو رہا ہے اس نکاح کا مقصد۔"

ایک سوالیہ نشان اس کو منہ چڑھا رہا تھا اور اس سوال کا جواب تلاش کرنا شاید اس کیلیے ناممکنات میں سے ایک تھا۔

****

"مام محرم کہاں ہے۔"

اذلان جو کافی دیر سے محرم کی غیر موجودگی محسوس کر رہا تھا فریش ہو کر آتے ہی شازیہ بیگم سے پوچھ بیٹھا۔ وہ جو لاؤنج میں بیٹھی سویٹر بن رہی تھی مصروف سے انداز میں اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ مضطرب تھا۔

"اس کی ہڈیوں میں چین ہی نہیں ہے مجال ہے جو سن لے کچن میں کچھ تخریب کاری کر رہی ہے میں نے لاکھ منع بھی کیا لیکن اسے کرنا تھا اور تم جانتے ہو وہ اپنی بات سے نہیں پھرتی پھر میں نے اصرار نہیں کیا اور اب تم بھی کچھ نہ کہنا بلاوجہ ہی ناراض ہو گی اور دل برا ہو گا۔"

وہ ساری بات بتاتے ہوئے آخر میں تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی تو اذلان اس کی حرکتوں پہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا جو کسی صورت میں باز نہیں آنے والی تھی۔

"ہاں ایک کام میں وہ آپ ہی کی سنتی ہے اور نہیں کسی کی مانتی۔ چاہے پھر اس کے ترلے منتیں کر لو محرم ہو اور کسی کی سن لیں اچھا خاصہ ضدی ہو چکی ہے اس حالت میں۔

شازیہ بیگم کچھ یاد آنے پر بولی تو اذلان نے سوالیہ نگاہیں ان کی جانب اٹھائی۔

"جو صبح آپ کھلا کر جاتے ہیں بیٹا جی اس کے بعد محرم کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے آپ کی مام کو مگر مجال ہے وہ جو سن لے آپ کی مام ہانپ جاتی ہے اور آخر میں خود ہی توبہ کرتے بے بسی سے ٹک جاتی ہے۔"

احتشام صاحب بتاتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنس پڑے ان کی بات پہ شازیہ بیگم نے گھور کر انہیں دیکھا۔ اب کی بار عفان سے بھی برداشت نہ ہوا تو وہ بھی ہنس دیا جبکہ اتنے دنوں بعد اسے یوں ہنستا دیکھ شازیہ بیگم کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی اذلان نے بھی شکر ادا کیا۔

"مام آپ کو ذبردستی ہی سہی انہیں کھلانا چاہیے۔ چاہے ڈانٹ ڈپٹ کے ہی یہ تو بلکل ٹھیک نہیں ہے ڈاکٹرز نے سختی سے تنبیہہ کی ہوئی ہے لاسٹ مومنٹ پہ وہ ایسی حرکات کریں گی تو خدانخواستہ کوئی مسئلہ بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے تفکر بھرے لہجے میں بولتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھا گیا۔ شازیہ بیگم نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں خود زیادہ نہیں ٹوکتی میری جان اسے بات پہ بات پہ ٹوکنا اسے ہم سے بدگمان کر سکتا ہے وہ بھی اس حالت میں جب وہ اچھی خاصی چڑچڑی ہو چکی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔

"ارے آپ لوگ کب آئے۔"

اسی دوران محرم کچن سے نکلتے ہی حیرانگی کے تاثر سمیت بولی تو اذلان نے سنجیدگی سے ایک نظر اسے دیکھ کر نظریں دوبارہ موبائل پر جمالی۔

ان سب کو خاموش دیکھ کر اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس شدت سے ہوا لیکن پھر اپنے خیال کو جھٹکتے ہوئے ان سب کو ڈنر کا کہتے واپس مڑ گئی اس کے جاتے ہی شازیہ بیگم اذلان پہ غصہ ہوئی تھی۔

"کیا ضرورت تھی اذلان یہ کرنے کی میری بیٹی کا چہرہ دیکھا کیسے ایک سیکنڈ میں اتر گیا میں نے تمہیں سمجھانے کا کہا ہے ناں کہ اس سے ناراض ہونے کا۔"

وہ ناراضگی جتاتے ہوئے بولی تو اذلان نے انہیں تسلی دیتے قدم ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھائے تھے۔

محرم نے ایک نظر اذلان کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے کھانے میں مصروف تھا۔ ناجانے وہ اسے آج کھانے کا کیوں نہیں بول رہا تھا۔

محرم اپنے ساتھ بیٹھے اذلان کے ڈر سے تھوڑا تھوڑا کھانا کھا رہی تھی تا کہ اس کے جانے کے بعد چھوڑ سکیں لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ آج اس کی خیر نہیں تھی۔ اذلان جو سنجیدگی سے اسے کھاتے دیکھ رہا تھا اس سرد نگاہ اس پہ ڈالی تو اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اسے ہنوز یوں ہی کھاتا دیکھ وہ غصے سے پلیٹ میں چمچ واپس رکھتے بول پڑا۔

"محرم مجھے یہ پلیٹ صاف چاہیے آپ کی چلیں جلدی شاباش۔"

وہ اسے پچکارتے والے انداز میں بولا لیکن محرم نے اس کی بات پہ ایسی شکل بنائی جیسے کریلے کا جوس پی لیا ہو۔

"میں کمرے میں لے جاتی ہوں بعد میں کھالوں گی۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔ باقی سب سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"میں آپ کو کیا کہہ رہا ہوں کہ اسے ابھی ختم کرنا ہے لائیں میں کھلاؤں۔"

وہ اس کی پلیٹ کی جانب ہاتھ بڑھایا ہوا بولا لیکن اس نے پلیٹ فوراً پیچھے کھسکا لی۔ اس کی حرکت پہ اذلان کے ماتھے پہ پڑتے بل اس نے واضح دیکھے اور تھوک نگلا۔

"میرا دل۔"

"شٹ یور ماؤتھ محرم اینڈ فنس اٹ کوئکلی اینڈ نو مور ایکسکیوز۔"

اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی اذلان کی سخت آواز پر اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اذلان کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا اس سے پہلے کے وہ آگے بڑھتا شازیہ بیگم نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

"یہ امید نہیں تھی اذلان مجھے آپ سے یہ کیا حرکت ہے۔"

شازیہ بیگم اسے تند نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ تو اذلان ٹیبل پہ ہاتھ مارتا غصے میں وہاں سے کمرے کی طرف چل دیا۔ اذلان کو پہلی بار غصے میں دیکھ کر محرم ہراساں ہو چکی تھی۔ اس کا دل بری طرح کانپ رہا تھا۔ وہ مسلسل ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ شادی کے بعد سے لے کر اب تک جس انسان کا صرف نرم انداز ہی دیکھا تھا اسے یوں غصے میں دیکھ اس کی حالت پتلی ہو چکی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا وہ بس پریشان ہو گا جو ایسے غصے میں آ گیا ورنہ میرا بیٹا ایسا نہیں ہے۔"

شازیہ بیگم اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولی تو محرم نے سختی سے گالوں کو رگڑتے اثبات میں سر ہلایا۔

کیونکہ یہ بات تو وہ بھی جانتی تھی کہ اذلان چاہے جتنا مرضی غصے میں ہو کبھی بھی اتنا ہارش نہیں ہوتا وہ بھی اس کے ساتھ خاص طور پہ۔

"جی وہ بھائی آج پولیس اسٹیشن گئے تھے کسی کام کے سلسلے میں جب سے ہی پریشان ہے۔"

عفان ان کی معلومات میں مزید اضافہ کرتا ہوا بولا تو احتشام صاحب اور شازیہ بیگم نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"چلو جاؤ میرا بچہ کمرے میں۔"

وہ محرم کو اٹھاتے ہوئے بولی تو اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ارے محرم اس جلاد کے ساتھ رہ کر بھی دل بڑا نہیں کر پائی اب مجھے ہی دیکھ لو۔"

عفان اس کی جانب دیکھتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اسے حقیقت میں افسوس سا ہوا تھا۔

وہ آنکھوں کی نمی کو اندر اتارتے کمرے کی طرف چل دی۔

اس نے کمرے میں جیسے ہی قدم رکھا اذلان کہی دکھائی نہ دیا اس کا سوچتے پہلے تو وہ پریشان ہوئی لیکن پھر اس کا لہجہ یاد آتے ہی منہ پھلا لیا۔

"میں بھی نہیں بلاؤں گی انہیں اب یہ کسی کا بھی غصہ مجھ پر اتاریں گے کیا۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولی اور موبائل پکڑتے بیڈ پہ جا کر بیٹھ گئی۔ معاً سیگریٹ کی سمیل سے ایکدم اس کا دل بری طرح متلایا تھا۔ اذلان جو تھوڑی دیر ٹیرس میں ٹھنڈی ہوا لینے کے بعد کمرے میں آیا تو محرم کو بیڈ پہ کروٹ لے کر لیٹا دیکھ ایک بار پھر خود پہ غصہ آیا تھا۔ اس نے اپنی انگلیوں میں دبا سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے واش بیسن سے اچھی طرح ہاتھ صاف کیے اور بیڈ پہ اپنی جگہ پہ لیٹتے ہی اس نے محرم کو اپنی جانب کھینچا تو وہ اچانک اس افتاد پہ ہڑبڑا گئی لیکن معاملہ سمجھتے ہی کسمسا کر اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن مقابل کی گرفت قابلِ ستائش تھی۔

"چھوڑیں مجھے۔"

آخر کار اسے بولنا ہی پڑا جوابا اُس کی گرم سانسیں اپنے کان پہ محسوس کر کے وہ جی جان سے لرز گئی۔

"چھوڑیں مجھے ہاتھ مت لگائیں مجھے آپ سے بلکل بھی بات نہیں کرنی۔"

وہ تنک کر بولی۔ اذلان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

I m really sorry for my harsh behaviour my love.

وہ اسے اپنے اندر بھینچتے ہوئے بولا تو محرم کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"آپ نے مجھ سے اتنی بری طرح بات کی۔"

ایک بار پھر اس کے نرم لہجے پہ اس کا ضبط ٹوٹا تو وہ مسلسل سوں سوں کرتے ہوئے بولی۔ اذلان کو مزید شرمندگی نے آن گھیرا۔

"آپ یہ بات جانتی ہیں کہ میں ایسے کبھی بھی بات نہیں کرتا بس آج تھوڑا پریشان تھا اور آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ آپ کی صحت کے ساتھ میں کوئی کومپرومائز نہیں کرتا لیکن پھر بھی آپ کھانے کے معاملے میں اتنی کوتاہی کیوں برتتی ہے ڈاکٹر کی بات یاد ہے نہ آپ ایکسٹرا ویک ہے اس چیز کیلیے میں نے اس وقت بھی آپ سے یہ بات کہی تھی کہ اگر آپ میں ابھی یہ ذمہ داری اٹھانے کی ہمت نہیں ہے تو ہم ابھی نہیں سوچتے اس بابت یقین کریں مجھے کوئی جلدی نہیں تھی لیکن اس معاملے میں بھی میں نے آپ کی سنی آپ کی مانی کیونکہ آپ اس سفر میں آگے جانا چاہتی تھی اور نتیجہ کیا مل رہا ہے مجھے آگے سے۔ میں ایسے تو آئندہ آپ کی کسی بھی بات پہ یقین نہیں کر پاؤں گا محرم۔"

اذلان نے سنجیدگی سے اس کے آگے سارے پوائنٹ واضح کیے تو محرم کو شرمندگی محسوس ہوئی کیونکہ وہ جو بھی کہہ رہا تھا ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ اسی کی ضد کے آگے ہارتے وہ رضامند ہوا تھا جواب میں وہ اسے ناامید ہی تو کر رہی تھی۔

"میں آپ کو شرمندہ نہیں کر رہا میری جان بس اپنا خیال رکھیں کیونکہ میرے لیے بہت قیمتی ہیں آپ جس طرح میں نے آپ کو پایا ہے نہ یہ میں جانتا ہوں یا میرا اللہ گواہ ہے اس چیز کا۔"

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس کے آنکھوں کی نمی پونچھتے ہوئے بولا۔

"میں آپ کو کھونا نہیں چاہتا۔"

وہ اس کے گالوں کو سہلاتا ہوا بولا جبکہ اس کی پیش قدمی پہ محرم ادھ موئی ہو گئی۔

"شاہ۔"

وہ اٹکتے ہوئے بولی اس کے طرزِ تخاطب پہ ہمیشہ کی طرح اذلان کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا تھا۔ ہمیشہ کی اس کا انداز اذلان کو سب کچھ بھول جانے پہ مجبور کرتا تھا۔

"مجھے گول گپے کھانے ہیں۔"

وہ بچوں سا منہ بنا کر بولی تو اذلان نے اچھنبے سے ایک نظر اسے اور پھر ٹائم کو دیکھا جہاں رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ یکلخت اس کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔

"بلکل بھی نہیں مجھے باہر کی چیزوں پہ بلکل یقین نہیں ہے گھر کا کھانا آپ سے کھایا نہیں جاتا یہ چیزیں آپ کو کھانی ہیں۔"

اس کے بات پہ محرم کا منہ اگلے ہی لمحے اتر گیا۔

"محرم یہ کیا ٹائم ہے گول گپے کھانے کا جانم۔"

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا ہوا بولا تو محرم نے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ چند ساعتوں میں ہی وہ کسی فیصلے پہ پہنچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیں اٹھیں جلدی پانچ منٹ میں آپ نیچے ہو۔"

وہ تنبیہی لہجے میں کہتا کمرے سے نکل گیا۔ محرم ایکدم چہکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی جلدی جلدی میں حجاب کرتی تیز تیز قدموں سمیت اس کے پیچھے چل پڑی۔۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ دونوں اس ٹائم۔"

عفان ان دونوں کو دیکھتا ہوا آنکھیں گھما کر مشکوک انداز میں بولا۔

"گول گپے کھانے تم بھی چلو نہ مزا آئے گا۔"

جبکہ اس کے بچوں کے انداز میں بتانے پر عفان کا قہقہہ فضا میں گونجا جبکہ اذلان نے مسکراہٹ دبائی۔

"کیا ہوا آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔"

وہ ان دونوں کو ناراض نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی تو اذلان نے نفی میں سر ہلایا۔

"محرم میرے لیے پیک کروا کر لے آنا۔"

عفان پیچھے سے ہانکتا ہوا بولا تو محرم اسے ٹھینگا دکھاتی خوشی خوشی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ عفان نے محبت سے مسکراتے ان دونوں کی جانب دیکھا جو اس کیلیے ایک آئیڈیل کپل تھے۔

****

آج خان ہاؤس میں روز کی نسبت زیادہ چہل پہل تھی سارے گھر کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا قمقموں سے ٹمٹماتا لاؤنج ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا جہاں اسٹیج بنایا گیا تھا اسٹیج کے بیچوں بیچ گلاب کے پھولوں کی لڑیوں کا پردہ بنا کر لگایا گیا تھا جس کے دونوں اطراف میں صوفے رکھے تھے اسٹیج کے اطراف کو بھی پھولوں کی لڑیوں سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا آج عزہ اور عفان کا نکاح تھا تو سب اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے مسٹر شاہ کی فیملی بھی آچکی تھی اب بس کچھ ہی دیر میں نکاح کی رسم ہونی تھی۔ مہمانوں کی بھی آیت ہونا شروع ہوگئی تھی

"آیت بیٹا جا کر دیکھ آؤ عزہ تیار ہے۔"

تحریم بیگم نے آیت کو دیکھتے کہا جو شاید ابھی کسی کام سے ہی نیچے آئی تھی۔

"جی ماما دیکھتی ہوں۔"

یہ کہتے آیت پہلے شاہ فیملی سے ملی پھر محرم کو تاکید کرتے عزہ کے کمرے کی جانب چل دی۔

"عزہ تیار ہو تم۔ماما پوچھ رہی تھیں۔"

آیت نے کمرے میں آتے ہی پوچھا جہاں وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔چہرے پہ تھکن صاف واضح تھی۔آیت نے ایک تفصیلی نگاہ اس پہ ڈالی جو ڈیپ ریڈ اور سکن کلر کے غرارے اور لانگ شرٹ جس پر گولڈن زری کا کام ہوا ساتھ بھرا ہوا لال رنگ کا کامدار بھاری دوپٹہ سر پر سیٹ کئے گلے میں لال نگینوں والا سیٹ کانوں میں آویزے اور ناک میں نتھ جو شاید کسی طریقے سے اٹکائی ہوئی تھی اس کے علاوہ برائیڈل میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

"عزہ۔"

حجاب نے اسے کندھے سے ہلاتے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تو اس نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو خود بھی پیروں کو چھوتی پیچ کلر کی میکسی میں ملبوس تھی۔بالوں کو کرل کرتے ایک شانے پہ ڈالا ہوا تھا۔نیچرل سا میک اپ کیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

"ہاں کیا ہوا۔"

اس نے چونک کر پوچھا۔

"کب سے وہ کچھ پوچھ رہی ہیں۔"

اس نے آیت کی جانب اشارہ کیا تو اس نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں آیت کی جانب دیکھا جو گرے رنگ کے بھاری کام والے سوٹ میں بالوں کا میسی جوڑا بنائے مسکرا کر اسی جانب متوجہ تھی۔

"کہاں گم تھیں ویسے ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

آیت نے سوال کرتے ستائشی انداز میں تعریف کی۔

"کہاں گم ہو گی عفان بھائی کے خیالوں میں۔"

حجاب نے شرارت میں اسے ٹہوکا مارا جس پر وہ مسکرا بھی نہ سکی اسکے ذہن میں تو بس ایک ہی بات گھوم رہی تھی کہ عفان تو اس سے ٹھیک سے بات کرنا بھی نہیں چاہتا پھر یہ نکاح کا جواز۔ وہ مسلسل اسی سوچ کے زیرِاثر تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں بتا دیتی ہوں ماما کہ تم تیار ہو وہ لوگ بھی آ گئے ہیں۔"

یہ کہتے حجاب نیچے کی جانب چل دی۔ کچھ دیر بعد زمان صاحب اور تحریم بیگم عزہ کے کمرے میں آئے اسے یوں دلہن بنا دیکھ ان کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آئے تھے انہوں نے اس کے سر پر پیار دیا اور دعائیں دیں ماں باپ کی آغوش پاتے ہی عزہ کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

اس سے ملنے کے بعد وہ اسے ان لوگوں کے ساتھ آنے کا کہتے مہمانوں کی وجہ سے نیچے چلے گئے۔

آیت نے اس کے چہرے پر گھونگھٹ ڈالا اور صائم اسے اپنے حصار میں لے کر آگے بڑھا تھا۔ آیت محرم اور حجاب ان کے پیچھے ہی چل دیں۔

اسٹیج پر چڑھتے ہوئے اس نے ایک نظر سامنے دیکھا جہاں عفان سکن کلر کی شیروانی پہنے سنجیدہ تاثر چہرے پر سجائے بیٹھا تھا جیسے اس سب سے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ ایک نظر اسے دیکھتے وہ نظر جھکا گئی جبکہ عفان نے اسے ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ اس کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔ اس کے چہرے سے جانچنا بے حد مشکل تھا کہ وہ

آخر چاہتا کیا ہے۔ مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات پڑھنا شروع ہو گئے تو چاروں اطراف میں سکوت چھا گیا۔ عزہ کی حالت غیر ہونے لگی۔

"عزہ خان ولد زمان خان کیا آپ کو عفان شاہ ولد احتشام شاہ سے یہ نکاح قبول ہے۔"

مولوی صاحب کے الفاظوں کی آواز کانوں میں پڑی تو وہ ہوش میں آئی اور آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے دوبارہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو اس کا شریکِ حیات بننے جا رہا تھا۔ اس نے ایک نظر ساتھ کھڑے صائم اور زمان صاحب پر ڈالی۔ زمان صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جبکہ صائم نے کندھے پر ہاتھ رکھتے اپنے ساتھ کا احساس دلایا تو اس نے بمشکل خود کو رونے سے باز رکھتے لڑکھڑاتی آواز میں جواب دیا۔

"ج۔ جی قب۔ قبول ہے۔"

تین بار یہی کلمات دہرانے کے بعد اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے تو مولوی صاحب اٹھ کر عفان کی جانب گئے۔

"عفان شاہ ولد احتشام شاہ کیا آپکو عزہ خان ولد زمان خان اپنے نکاح میں قبول ہیں۔"

مولوی صاحب کے کہنے پر اس نے ایک نظر عزہ پر ڈالی اور فوراً ہی مولوی صاحب کی جانب دیکھا جبکہ اس کی خاموشی پر عزہ کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو۔

"قبول ہے۔"

پر جب کچھ لمحوں بعد عفان کی آواز اس کی سماعتوں میں جوں ہی گونجی تو اس نے سکون کا سانس خارج کیا۔

یہی کلمات تین مرتبہ دہرانے بعد مولوی صاحب نے اس کے سائن لئے۔ پھر دعا کرنے کے بعد سب نے انہیں مبارکباد دی۔ مبارکباد کا سلسلہ ختم ہوا تو ان سب نے بیچ سے پھولوں کی لڑیوں کو سائیڈ پر کرتے عفان کو عزہ کے ساتھ زبردستی بٹھادیا۔اس کے ساتھ بیٹھنے پر عزہ خود میں سمٹی تھی۔ عفان نے اس کی حرکت کو شدت سے محسوس کیا تھا۔بدگمانیاں مزید بڑھی تھی۔ کچھ دیر یونہی انہیں مٹھائی کھلا کر سب مبارکباد دیتے رہے۔ تحریم بیگم کے کہنے پہ آیت اور حجاب اسے اپنے حصار میں لیتے واپس کمرے کی جانب چل دی۔ جاتے جاتے بھی وہ ایک نم نگاہ اس پہ ڈالنا نہیں بھولی تھی جو روشانے کے ساتھ مصروف تھا۔

ان لوگوں کو عزہ کو لے جاتے دیکھ عفان نے کچھ سوچا پھر ازلان اور صائم سے بات کرنے کے ارادے سے ان کی جانب چل دیا۔

"مجھے آپ دونوں سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔"

عفان نے ان کے نزدیک آکر انہیں مخاطب کیا۔ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ہمم بولو عفان ہم سن رہے ہیں۔"

ازلان نے سنجیدگی سے کہا۔

"ڈونٹ ٹیل می عفان تم ابھی رخصتی چاہتے ہو۔"

صائم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا جس پر عفان ہلکا سا مسکرایا۔

"بالکل بھائی میں ایسا ہی چاہتا ہوں اب آپ لوگ بات کریں مام ڈیڈ سے۔"

اس نے سنجیدگی سے اپنی بات پہ ذور دیا۔

"پر آج ہی آج تو صرف نکاح ہونا تھا رخصتی تو۔"

صائم نے کچھ کہنا چاہا کیونکہ وہ جانتا تھا عزہ نے انکار ہی کرنا ہے۔ مگر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی عفان سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"رخصتی آج ہو یا بعد میں کیا فرق پڑتا ہے بھائی ہونی تو بعد میں بھی ہے نا بیوی تو میری بن چکی ہے تو آج کیوں نہیں آپ لوگ بات کریں پلیز۔ مجھے امید ہے کہ اس بار ناامیدی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"

عفان کی بات تھی تو ٹھیک ہی پھر بھی اذلان نے کہنا ضروری سمجھا۔

"ہم بات کرتے ہیں لیکن اگر عزہ راضی نہیں ہوئی تو کوئی ضد نہیں کرو گے تم۔"

اذلان نے کہہ کر اس کی جانب دیکھا جو بالکل سنجیدہ تھا۔

"پہلے کب کی تھی بھائی مگر اس بار میں انکار نہیں سننا چاہتا پلیز۔"

عفان ان دونوں کو دیکھتے اذیت سے گویا ہوا۔ صائم نے سختی سے لبوں کو بھینچ لیا۔ کچھ سوچتے اذلان نے سر ہلا دیا جبکہ عفان اب کچھ حد تک مطمئن ہو چکا تھا۔ جانتا تھا اس بار وہ انکار نہیں کر پائے گی۔ اس نے سپاٹ چہرے سمیت قدم واپس سٹیج کی جانب بڑھائے تھے۔

"آلے ماموں کی جان یہاں آجائے۔"

وہ معاذ کی گود سے روشانے کو لیتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا تو وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی۔ عفان کا منہ اس کی حرکت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ صحت مند ہونے کی بدولت وہ اپنی عمر سے بڑی لگتی تھی۔ پریشے نے کھلکھلا کر عفان کے چہرے کے تاثرات دیکھے تھے۔

"نہیں مطلب اب یہ بھی مجھے تیور دکھائے گی۔"

وہ ذور سے اس کے گال کو چومتا ہوا بولا تو وہ پیشانی پہ بل سجائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ معاذ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جان چھوڑ دو میری بیٹی کی ڈر رہی ہے وہ تم سے۔"

معاذ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا بھلا اس کا رونا اسے کہاں برداشت تھا۔

"موٹی ذرا آرام سے ٹھونسو کھا کھا کر پھیلتی جا رہی ہو۔ کہی تمہاری بیٹی بھی تم پہ نا چلی جائے۔"

عفان فرنی کھانے میں مصروف پریشے کو چڑاتے ہوئے بولا مگر اس کے توقع کے عین خلاف وہ چڑنے کی بجائے اس کی بات کو سرے سے ہوا میں اڑا گئی تھی۔

"جو بولنا ہے بولو ایک دن تمہاری بیوی بھی اسی مقام پہ ہو گی۔ پھر تم سے بات کروں گی او پس سوری تمہیں تمہارا جواب اچھے سے مل جائے گا۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے دانت کچکچا کر گویا ہوئی۔ عفان اس کی بات پہ دلکشی سے مسکرا دیا۔

"ہاں تو وہ میری بیوی ہو گی نا وہ تو مجھے دل و جان سے عزیز ہو گی پھر چاہے وہ کیسی بھی ہو۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔ پریشے نے مسکراتی نگاہوں سے معاذ کی جانب دیکھا کہ ابھی وہ جواب دے گا مگر اسے ہنوز خاموش دیکھ اس نے تلملاتے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ نے اسے جواب دینا تھا معاذ۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ مارتے کٹیلے لہجے میں بولی جو کبھی بھی اس کی امیدوں پہ پورا نہیں اترتا تھا۔

"کیسا جواب۔"

وہ بوکھلا کر بولا۔ عفان کا فلک شگاف قہقہہ ماحول کو مزید دلکش بنا گیا۔ اس نے مزے سے آنکھیں گھماتے پریشے کی جانب دیکھا۔

"بس میری بہن تھک گیا ہے بیچارہ جھوٹ بولتے بولتے اسی لیے خاموش ہو گیا ہے۔"

وہ معاذ کو دیکھتے مزے سے بائیں آنکھ دبا گیا۔ پریشے نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو خود اس صورتِ تحال پہ ہونق زدہ رہ گیا تھا۔

"کوئی مجھے تو بتا دے کہ بات کیا ہو رہی ہے۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوا۔ پریشے ضبط کے مارے گہرا سانس بھر اٹھی۔

"بھاڑ میں جائیں آپ۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ اس کی بات پہ روشانے بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔ ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جبکہ پریشے کا چہرہ سرعت سے اتر گیا۔

"بد اولاد ہمیشہ باپ کے ساتھ مل کر ماں کو ذلیل ہی کرواتا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کٹیلے لہجے میں بولی۔ اس کی بات پہ سٹیج کی جانب آتی محرم کا قہقہہ بھی اب معاذ اور عفان کے ساتھ شامل تھا۔

"بچوں کا کام کیا ہوتا ہے پریشے مائیں جتنا مرضی ان کا کر لیں ہمیشہ وہ انہیں ذلیل ہی کروا دیتے ہیں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"تمہیں بڑا معلوم ہے ابھی تو تمہارے پاس آیا بھی نہیں۔"

پریشے منہ بنا کر بولی۔ محرم نے عفان کے ہاتھوں سے روشانے کو لیتے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تو وہ بھی دل و جان سے مسکرائی تھی جیسے اسے محرم کا مسکرانا بے حد پسند آیا ہو۔

"تمہیں دیکھ کر تجربہ ہو گیا ہے بس۔"

محرم شرارت آمیز لہجے میں بولی تو پریشے اس کی بات پہ منہ بنا کر رہ گئی مگر جلد ہی سنبھلتے خود بھی دھیما سا ہنس دی۔ اب بچوں سے کون لڑ سکتا تھا وہ تو بلکل معصوم سے ہوتے ہیں۔ وہ روشانے کو دیکھ کر فقط سوچ کر رہ گئی جو اب محرم کی گود میں بے تحاشہ سکون سے لیٹی روشنیوں کو بے حد خوشی سے دیکھ رہی تھی۔

****

اسے اثبات میں جواب دے کر اذلان اور صائم نے سب سے بات کر لی تھی۔ تحریم بیگم کچھ پریشان ہوئی تھیں یوں اچانک رخصتی پر پھر زمان صاحب کے سمجھانے پر قدرے سمجھ گئی اب عزہ سے بات کرنی باقی تھی گھر والوں کا مثبت جواب دیکھ کر عفان کسی حد تک مطمئن ہو گیا تھا پر کہیں نہ کہیں یہی سوچ آ رہی تھی دماغ میں کہ پچھلی بار کی طرح وہ منع نہ کر دے کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا۔ کچھ ہی دیر بعد اذلان صائم محرم اور آیت نے عزہ کے کمرے کا رخ کیا۔ اس سے بات جو کرنی تھی عزہ ان سب کو اکٹھا اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر کچھ حیران تو ہوئی تھی پھر جلد ہی سنبھل کر ان کی جانب دیکھا۔ کسی غیر معمولی پن کا احساس اس کے رگ و پے میں سرائیت کر گیا۔ جو پہلا خیال اس کے ذہن میں آیا اس کی تو وہ سختی سے نفی کر گئی تھی کیونکہ عفان نے تو یہ نکاح بھی زبردستی کیا تھا رخصتی تو بہت دور کی بات تھی۔

"آپ سب یہاں خیریت۔"

اس کے پوچھنے پر ان سب نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیوں ہم نہیں آسکتے یہاں۔"

آیت کے کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھنے کے انداز پر ان سب نے مسکراہٹ چھپائی۔

"نہیں میرا مطلب۔"

عزہ اس سے پہلے کہ کچھ بولتی کی دوبارہ آیت اس سے مخاطب ہوئی۔

"چھوڑو مطلب تمھارے بھائی تمھیں دعائیں دینے آئے ہیں اور ہم دیکھنے آئے تھے تمھیں۔"

آیت نے اذلان اور صائم کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

اس کی بات پر اذلان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور صائم نے حصار میں لیا۔

"عزہ بچے بات سنو میری۔"

صائم نے اسے ساتھ بٹھاتے ہوئے پوچھا۔اسے اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"جی بھائی۔"

عزہ نے چہرہ جھکائے ہی مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"وہ دراصل عفان آج ہی رخصتی چاہتا ہے۔"

صائم نے ٹھہر ٹھہر کے اپنی بات مکمل کی جبکہ اس بات پر اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ان کی بات سنتے عزہ نے جھٹکے سے چہرہ اوپر کرکے ان سب کو دیکھا جو ہر طرح سے مطمئن لگ رہے تھے۔عزہ کی گردن بے ساختہ نہ میں ہلی

تھی جسے دیکھ کر محرم کی پیشانی پر بل پڑے تھے وہ کچھ بولتی اس سے پہلے ہی اذلان اس کا ہاتھ دباتے بول اٹھا۔ وہ ان رشتوں میں بلکل بھی ذبردستی کا قائل نہیں تھا حالانکہ اسے یہ بات بھی اچھے سے اذبر تھی کہ اس انکار کے بعد عفان بری طرح بکھر جائے گا پھر بھی وہ مکمل طور پہ عزہ کی رضامندی چاہتا تھا۔

"کیا بات ہے عزہ کوئی وجہ ہے۔ اگر ہے تو پلیز بتاؤ ہم حل نکالتے ہیں اسکا اس طرح ہر بار انکار تو ٹھیک نہیں ہوتا نہ۔"

اذلان نے سنجیدگی سے بچوں کی طرح اسے سمجھایا جس پر اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور ایک بار پھر آنسو عفان کی بے رخی کا سوچ کر آنکھوں سے باہر آنے کو بے تاب ہونے لگے۔ وہ اب اسے کیا بتاتی کہ عفان کا رویہ اس کے ساتھ کس قدر تلخ تھا۔ وہ کیسے ایک کمرے میں اس کے ساتھ گزارا کر سکتی تھی وہ بھی ایسے رویے کے ساتھ۔

"کیا ہوا ہے عزہ کیوں رو رہی ہو۔"

آیت کے پوچھنے پر اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"بھائی میں نہیں مطلب ایسے اچانک رخصتی پلیز ناں بھائی آپ منع کر کے کچھ دن بعد رکھ لیں۔"

اس نے ہمت جمع کر کے جی کڑا کر یہ الفاظ کہے تھے۔

"صائم بھائی شاہ آپ دونوں باہر جائیں ذرا ہم لوگ آتے ہیں۔"

محرم کے انداز پر اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جہاں وہ غصے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی صائم اور اذلان کچھ سوچتے ایک نظر اسے دیکھتے کمرے سے باہر نکل گئے ان کے جانے کے بعد وہ عزہ سے مخاطب ہوئی۔

"کیا مسئلہ ہے عزہ پہلے بھی انکار اب بھی انکار کوئی کام اقرار کے ساتھ بھی ہوتے ہیں اور یہ جلدی تو نہیں کتنے ماہ بعد ہوا ہے نکاح اور اب اگر وہ رخصتی کا کہہ رہا ہے تو کچھ غلط نہیں اس میں۔ پہلے بھی تم یہی حرکت کر چکی ہو شاید۔"

وہ کہتی جا رہی تھی اور عزہ خاموشی سے سن رہی تھی اس کی ساری باتیں۔ آیت نے خاموش نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی جہاں ایک منت تھی اب بس ہاتھ جوڑنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔

"جو دل پہلے ایک بار ٹوٹ چکا ہے نہ اسے دوبارہ مت توڑنا عزہ کیونکہ اگر اب اگر یہ ٹوٹا نہ تو دوبارہ جڑنا بہت مشکل ہو جائے گا اور اس میں سب سے زیادہ مسائل تمہارے اور اس کے لئے ہی بنیں گے۔ اتنے ٹائم بعد اس نے خود سے کچھ کہا ہے ورنہ تو اس نے نکاح کا کہنا بھی چھوڑ دیا تھا اب اگر وہ خود سے پہل کر رہا ہے تو کیوں بے جا ضد کر رہی ہو۔ اس کی جانب قدم بڑھاؤ وہ خود تمہارا ہاتھ تھام لے گا یقین رکھو تمہیں تردد کرنے کی بلکل بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

محرم نے ساری بات ایک ہی باری میں کہہ ڈالی جسے عزہ نے بھی خاموسی سے سنا۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بے رخی کی وجہ سے یہ کر رہی ہے بتانا چاہتی تھی کہ اس کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی پر کچھ کہہ نہ سکی بس خاموشی سے گردن ہاں میں ہلا دی۔ اس کے اقرار پر محرم اور آیت نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا محرم نے تشکر بھرا سانس فضا میں سپرد کیا تھا۔ آیت نے نیچے جا کر سب کو بتایا۔ اسی طرح کچھ دیر بعد رخصتی کا شور بلند ہوا تو وہ سب سے ملتے ملاتے دعاؤں کے سنگ ہمیشہ کے لئے عفان کے ساتھ رخصت ہو گئی تھی۔ سارا راستہ خاموشی سے گزرا تھا گھر آنے کے بعد ان لوگوں نے چند رسومات کرنے کے بعد اسے عفان کے کمرے میں پہنچا دیا تھا جہاں اب وہ بیٹھ کر اس کا انتظار کر رہی تھی ساتھ اس کا رویہ سوچ کر ہی جھرجھری آ رہی تھی ایسا سرد انداز۔ اب اسے منانے کا کوئی

طریقہ سوچنا تھا جو اس کی سمجھ سے باہر تھا۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو جائے گا۔اچانک ہی وہ رخصت ہو کر اس کے کمرے میں موجود ہو گی۔

کچھ دیر بعد جب وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا تو پریشے اور محرم وہی موجود تھی۔

"کہاں کی تیاری ہے عفان چلو اندر جانے کا ٹیکس دو۔"

پریشے نے ایک ادا سے اسے مخاطب کیا جسے دیکھ کر وہ سب ہی مسکرا دیئے۔

"کیوں بھئی کس خوشی میں۔"

عفان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں کیا مطلب کس خوشی میں آخر کار تمھاری شادی ہو ہی گئی اتنا روتے تھے شادی کے لئے اب جب ہو گئی ہے تو ایسے مڑیل انداز میں کیوں کیوں کر رہے ہو۔اب ہمیں کچھ ملے گا جبھی اندر جانے دیں گے ناں۔ایسے تو بھول جاؤ اپنی بیوی کو۔"

پریشے نے صدمے کی کیفیت میں اسے جتانے والے انداز میں جواب دیا تو وہ بہم سا مسکرا دیا۔

"چلو یہ لو اور اب بھاگو۔"

عفان نے اس کے سامنے ایک چاکلیٹ لہرائی جسے دیکھ کر باقی سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا جب کہ پریشے غصے سے اسے گھور رہی تھی۔باقی سب نے اس کے نارمل ہونے پر شکر ادا کیا تھا۔

"عفان مت تنگ کرو چلو یہ تو تمہاری بھانجی کی ہو گئی نہ چلو جلدی سے اب ہمارے پیسے دو۔"

محرم نے اسے باور کروایا تو اس نے اس کی طرف دیکھ کر سر کو ہاں میں جنبش دی۔ پھر ان کو ان کی مطلوبہ رقم دے کر اس نے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ان سب سے پیچھا چھڑوا کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا عزہ کو اپنے انتظار میں بیٹھا دیکھ ایک سرد نظر اس پہ ڈالتے الماری میں سے اپنا سوٹ نکالنے لگا۔ عزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو وارڈروب میں جھکا ہوا تھا۔ وہ سرد آہ بھر کر رہ گئی۔ سوٹ نکال کر وہ بے نیازی برتتے فریش ہونے واشروم کی جانب چل دیا جبکہ عزہ جو کب سے اپنے آپ پہ ضبط کر کے بیٹھی تھی اس کا سرد رویہ محسوس کر کے تڑپ گئی اور آنکھوں میں بے اختیار آنسو جھلملانے لگے۔ وہ بلکل تھک گئی اس سفر میں چلتے چلتے پاؤں میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے یہ سفر سچ میں بہت تکلیف دہ تھا اس کیلیے یا پھر اس نے خود ہی اپنے لیے ایسا کر لیا تھا۔

واشروم سے واپس آ کر وہ دوبارہ الماری کھول کر اپنی ایک شرٹ تلاشنے لگا شاید وہ اس کا ضبط آزما رہا تھا۔ عزہ ہمت کر کے اپنی جگہ سے اٹھی تو چوڑیوں کی کھنک سے کمرے کی فضا میں ارتعاش پیدا ہوا تھا۔ وہ گہرا سانس بھرتے اس کی پشت پہ جا کر کھڑی ہو گئی اب کسی کو تو بات کرنی تھی نہ اور اس نے پہل کرنے کا سوچ لیا تھا۔

"کک۔ کیا کر رہے ہیں۔"

عزہ انگلیاں مڑورتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔

"ڈانس کر رہا ہوں کرو گی۔"

وہ جو پہلے ہی جھنجھلایا ہوا تھا اس کے فضول سوال کر چڑ کر بولا جبکہ اس کے اس طرح بولنے پر عزہ روہانسی ہو گئی اس کے بات کرنے کا انداز ہی ایسا تھا کب اس نے عفان کا ایسا رویہ دیکھا تھا۔

"میں دیکھ دیتی ہوں جو چاہیے۔"

وہ بات کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہوئے بولی کہ کسی طرح ہی سہی اس کے اندر ابلتا ہوا لاوا تو پھٹے۔ عفان نے آنکھیں میچتے ضبط سے گہرا سانس بھرا۔

"عزہ پیچھے ہو جاؤ یہاں سے۔"

عفان درشت لہجے میں بولا ورنہ بہت مشکلوں سے اس کے سندر روپ دیکھ کر ضبط کر رہا تھا۔ عزہ کا دل بھر آیا۔ شدت سے دل چاہا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں سے غائب ہو جائے لیکن پھر عفان کی ناراضگی کے خیال سے وہی کھڑی رہی۔ عفان دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا اس سے مزید برداشت نہ ہوا تو ساری شرم بالائے طاق رکھ کر اس نے پیچھے سے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ عفان اس کی حرکت پہ ششدر رہ گیا۔ اسے خود کو مناتا دیکھ عفان کے اندر ایک اطمینان سا اتر گیا۔

"ہٹو پیچھے عزہ۔ میرا ضبط مت آزماؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میں کچھ ایسا بول دوں جو تمہارے اعصابوں پہ ناگوار گزرے۔"

وہ بے دری سے اسے جھٹکتے اپنا کندھا چھڑواتا ہوا مصنوعی ناراضگی سے بولا لیکن وہ پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی اس کی رونے کی آواز پہ عفان نے کھینچ کر اسے اپنے روبرو کیا اور اس کی بھیگی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھی۔ عزہ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

"اب بولو کیا کہہ رہی تھی۔"

وہ ماتھے پہ بل ڈال کر بولا تو عزہ اس کے شانے پہ سر رکھے سسک اٹھی۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز۔"

وہ مسلسل روتے ہوئے بولی تو عفان نے جبڑے بھینچ لیے۔

"کس چیز کی معافی مانگ رہی ہو میرا دل توڑنے کی یا مجھے بے وقوف بنانے کی۔"

اس کی بات پہ عزہ نے تڑپ کر شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا جبکہ عفان نظریں چرا گیا جو جان بوجھ کر اس کا دل جلانے والی باتیں کر رہا تھا۔

"مجھ سے ناراض ہے نہ مجھے ڈانٹیں ماریں جو مرضی کہیں لیکن ایسی باتیں مت کریں اور میرے سے بے رخی مت برتیں یہ میری برداشت سے باہر ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامے شدتوں سے رو دی۔ عفان نے ایک جھٹکے سے اسے الماری سے لگا کر اس کے دائیں بائیں ہاتھ جماتے اسے مکمل طور پہ اپنے حصار میں لے لیا۔

"تم نے مجھے اتنا پریشان کیا ہے اور میں اتنی آسانی سے تمہیں معاف کر دوں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کیا اتنا بڑا دل ہے میرے پاس یا پھر مجھے کوئی کٹھ پتلی سمجھا ہوا ہے کہ میں تمہارے اشاروں پہ ناچتا پھروں۔"

وہ اس کے رخسار پہ جھولتی لٹ کو انگلی کے پوروں سے کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بولا۔

"آپ مجھ سے مزید ناراض ہوئے تو میں مر جاؤں گی۔ میں بری ہوں مگر آپ تو بہت اچھے ہیں نا۔"

وہ سسکتے ہوئے بولی۔

"ایسے مناؤ گی تو کون کافر تم سے ناراض ہو گا میری جان۔"

وہ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہنز دیک کرتے اسے اپنے سینے میں بھینچتا ہوا بولا۔ عزہ مسلسل ہچکیاں بھر رہی تھی۔

"بس کر جاؤ اب پانی کی ٹینکی تو نہیں لگوا آئی۔"
وہ اسے ہنوز روتا دیکھ انگلی کے پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا تو وہ اس کے لمس پر کانپ کر رہ گئی اور ہمت مجتمع کرتے اس نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا جو اب پہلے کی نسبت قدرے پر سکون تھا۔
"آپ ہی رلا رہے ہیں اتنے دنوں سے۔"
وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تو عفان نے ٹیڑھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔
"یہ تو بس چھوٹا موٹا ٹریلر تھا میری جان جتنا تنگ تم مجھے کر چکی ہو نہ یہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔"
وہ اس کے احسان کرنے والے انداز میں بولا تو عزہ نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی جانب دیکھا۔
"یہ کچھ نہیں تھا پتہ نہیں جب کریں گے جب کتنا ہو گا۔"
وہ چہرہ پھیر کر ناراضگی سے دبے دبے لہجے میں بولی۔
"چلو پھر کر کے دکھاؤں بہت کچھ۔"
وہ اس کے گلابی گالوں کو سہلاتے معنی خیزی سے بولا تو عزہ سٹپٹا گئی اور اس کو ذبردات گھوری سے نوازا لیکن زیادہ دیر اس کی جذبات بھری نظروں کا سامنا نہ کر پائی تبھی نظریں جھکا گئی۔
عفان نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھے عزہ نے احتجاج کرنا چاہا لیکن عفان کی گرفت مضبوط تھی۔
"اب میں کسی قسم کی دوری برداشت نہیں کروں گا آج رہائی ناقابل قبول ہے عزہ۔ تم پہلے ہی میری جان تک نکال چکی ہو اب مزید ایسا کچھ مت کرنا جس سے عفان کھو جائے۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بولا تو عزہ نے تھک ہار کر اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔

"ویسے ایک بات تو بتائی نہیں تم نے نکاح سے انکار کا جواز کیا تھا۔"

وہ ایکدم کچھ یاد آنے پر آنکھیں سکیڑتے ہوئے بولا۔ عزہ نے انگلیاں دانتوں تلے داب لی۔

"میں اپنی وجہ سے آپ پہ کوئی آنچ نہیں آنے دینا چاہتی تھی اور اس فائق نے کہا تھا کہ اس کا اگلا نشانہ آپ ہے۔ بس اسی لیے میں ڈر گئی تھی تبھی انکار کر دیا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"اور تمھارے نکاح کے انکار سے میں نے بچ جانا تھا نہ اتنی تم افسرنی رہتی نہیں۔"

وہ اسے گھورتے ہوئے تنک کر بولا۔ عزہ کھسیا گئی۔

"اس وقت یہی سہی لگا تھا تو کر دیا بس منع۔"

وہ بات ختم کرنے والے انداز میں بولی۔ شاید اب وہ اس موضوع پہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ہاں جی جتنا تم مجھے تڑپا چکی ہو نہ اس ایک ایک پل کا حساب لوں گا تم سے اسی لیے اچھے سے تیار رہو۔"

وہ معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتا ہوا بولا تو عزہ نے پہلے نا سمجھی سے اسے دیکھا لیکن اس کے نظروں کا مفہوم سمجھتے اپنا آپ اس کے سینے میں چھپا لیا۔ عفان نے مسکراتے ہوئے بھرپور چاہت سے اسے اپنے اندر سمیٹ لیا تھا۔ اتنے عرصے کے تھکان بھرے سفر کے بعد آخر کار ان دونوں نے اپنی منزل پا لی تھی۔

****

کھڑکی سے چھن سے پڑتی دھوپ کی بدولت عفان نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی اور بے ساختہ اپنی دائیں جانب ہاتھ مارا تھا۔اگلے ہی لمحے اس کی نیند بھک سے اڑی کیونکہ عزہ وہاں سرے سے ہی موجود نہیں تھی اس نے حیرانگی سے مندی آنکھوں سے اطراف میں نگاہیں دوڑائی لیکن وہ پھر بھی کہی نظر نہ آئی۔اگلے ہی لمحے وہ پریشانی سے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھا لیکن بیٹھتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں آنکھیں ملتے اس کی جانب دیکھا جہاں عزہ فریش ہو کر ریلیکس انداز میں صوفے پہ ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی چپس کھانے میں مصروف تھی اور ساتھ ساتھ موبائل بھی استعمال کر رہی تھی۔

"کیا ہوا۔"

عزہ اسے اپنی جانب حیرانگی سے تکتا پا کر عزہ حیرانگی سے بولی تو عفان نے ایک بار پھر باقاعدہ اپنی آنکھیں مسلی۔

"یار تم کہاں سے ایک دن کی دلہن ہو میری تو خواہش ہی رہ جائے گی کہ تم کبھی مجھ سے شرماؤ اور یہ تم نے چپس کہاں سے لی۔"

وہ صدمے کی کیفیت میں بولا اور ساتھ ہی مشکوک لہجے میں استسفار کیا۔اب وہ اپنے گھر سے تو لانے سے رہی تھی ضرور اس کی ہی چڑائی ہو گی۔

"یہ۔یہ تو مجھے اتنی شدید بھوک لگ رہی تھی کل رات سے کچھ نہیں کھایا ہوا تھا اور تو اور اپنی شادی کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا اتنی خواہش تھی کہ اپنی شادی کا کھانا تو جی بھر کر کھاؤں گی مگر صرف آپ کی وجہ سے نہیں کھا پائی۔میں تو مر ہی جاتی اگر اب کچھ نہ کھاتی اس لئے وہ سائیڈ ٹیبل کی دراز سے نکال لی۔"

وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے آخر میں تند نگاہوں سے عفان کو دیکھتے ہوئے جتانے والے انداز میں بولی کہ وہ کل سے صرف اس کی بدولت بھوکی تھی۔

عفان اس کی باتوں پہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا وہ یہ بات کیسے بھول گیا تھا کہ یہ محترمہ بھوک کی کس قدر کچی ہے۔

"مجھے معاف کردیں ملکہ عالیہ آپ کی شان میں گستاخی ہوگئی کہ کچھ کھانے کو پیش نہیں کیا گیا۔"

عفان دانت پیستے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تو عزہ نے شانِ بے نیازی سے احسان کرنے والے انداز میں ہاتھ جھلایا۔ عفان غصے سے کمفرٹر ایک جانب پھینکتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کون کہہ سکتا ہے ویسے کہ جو لڑکی رات کو میری ناراضگی سے ادھ موئی ہوئی جارہی تھی اب بے تحاشہ شوخیاں مار رہی ہے۔"

وہ عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے باقاعدہ ہاتھ نچاتے ہوئے بولا۔ عزہ نے کڑی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ نے مجھے شوخی کہا آپ کو شرم نہیں آتی کیا۔ میں آپ کی ایک دن کی دلہن ہوں۔"

وہ صدمے کی کیفیت میں بولی۔ اب کی بار عفان نے آنکھیں گھمائی اور اسے مزید چڑانے کی خاطر ایک فلائنگ کس سے نوازتا اپنے کپڑے لیے واشروم کی سمت چل دیا۔ عزہ واشروم کے بند دروازے کو دیکھ کر پیر پٹخ کر رہ گئی۔ اتنی دیر میں کمرے کا دروازہ ناک ہوا تو وہ ڈوپٹہ سر پہ جماتی دروازے کی جانب بڑھی دروازے پہ موجود محرم کو دیکھ کر جی جان سے مسکرائی تھی۔

"ارے آپی آپ کیوں آگئی اوپر اس حالت میں۔"

وہ مہندی رچے ہاتھوں سے اس کے ہاتھوں کو تھامتی پریشانی سے بولی۔

"تو کیا تم اکیلی نیچے آ جاتی۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے محبت سے بولی تو عزہ جھینپ گئی۔ محرم نے اس کے چہرے پہ کھلتے رنگوں کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا اسے بس یہی ڈر تھا کہ دونوں کی ناراضگی کوئی ایسا ویسا گل نہ کھلا دے لیکن یہاں کے حالات تو کچھ اور ہی بتا رہے تھے۔

"جانِ من۔"

عفان واشروم سے نکلتا ہوا ہانک لگا کر بولا تو عزہ محرم کے سامنے ایسے طرزِ تخاطب پر دانت پیس کر رہ گئی جبکہ عفان محرم کو وہاں موجود دیکھ کر ایک سکنڈ کیلیے گڑبڑا گیا۔ محرم نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جبکہ آنکھیں مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"ایسا کرتی ہوں میں چلی ہی جاتی ہوں تم لوگ جلدی نیچے آ جانا۔"

وہ ان دونوں کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے بولی۔

تو عزہ مشکل مسکرائی جبکہ عفان نے دانت نکوسے۔

"آپی میں آپ کے ساتھ ہی چلتی ہوں۔"

عزہ اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے عجلت میں بولی تو محرم نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے ہاتھ چھڑوایا عفان اسے بھیگی بلی بنے دیکھ ذیرِ لب مسکرایا۔

"ارے کہاں بھاگ رہی ہو ابھی تو بڑی جھانسی کی رانی بنی پھر رہی تھی۔"

عفان اسے اپنی جانب کھینچتا غور سے اس کے نقوش کر دیکھتے ان پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا اس کی حرکت پر عزہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا پر جیسے ہی عفان کی انگلی اس کے لبوں کے قریب پہنچی اس نے چہرے کو ہلکی کی جنبش دیتے اس کی انگلی کو دانتوں میں دبا کر کاٹ لیا۔ عفان اس کی حرکت پہ کراہ کر رہ گیا اور حیرت سے اپنی انگلی کو دیکھا جس پہ اس کے دانتوں کے نشان واضح تھے۔

"میں ابھی بھی وہی ہوں کسی گمان میں مت رہنا آپ۔"

وہ اپنی ناک سکیڑتے ہوئے بولی تو عفان نے اس کے ماتھے پہ پیار کرتے ہوئے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا تھا۔

"میں چاہتا بھی یہی ہوں کہ تم وہی رہو ہنستی مسکراتی سی میری چڑیل۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بال بنانے لگا۔ جلدی جلدی بال بنا کر عزہ کا ہاتھ تھامتے وہ نیچے کی جانب چل دیا جہاں سب موجود تھے۔ نیچے پہنچ کر سب کی موجودگی میں بھی اس نے عزہ کا ہاتھ نا چھوڑا تو اس نے مزاحمت کی جسے کسی خاطر میں نہ لاتے عفان ڈھیٹ بنا رہا جبکہ عزہ اسے گھور کر رہ گئی۔ سب کو سلام کرنے کے بعد عفان نے عزہ کے لئے بائیں جانب کی کرسی کھسکائی پھر خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگا۔ عزہ نے کسمساتے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کی لیکن وہ بے نیاز بنا رہا۔ عزہ کو ایسے ہی بیٹھا دیکھ کر محرم سے رہا نا گیا تو بول اٹھی۔

"عزہ کیا ہوا ناشتہ کیوں نہیں کر رہی۔"

اس کی بات پر عزہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا پھر ایک نظر عفان کو دیکھا جو لاتعلق بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ وہ کوشش کر کر کہ ہلکان ہو گئی تھی پر عفان نے میز کے نیچے سے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا بظاہر تو سنجیدگی سے ناشتہ کر رہا تھا پر آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔

"عزہ بچے آپ کو کچھ اور چاہئے آپ کچھ کھا ہی نہیں رہیں۔"

شازیہ بیگم کی آواز پر اب کی بار اس نے روہانسی ہو کر عفان کی جانب دیکھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی عفان بول اٹھا۔

"ہاں عزہ کھا کیوں نہیں رہیں ناشتہ کرو۔"

اس کے سنجیدگی سے کہنے پر اس نے ناک منہ چڑھائی اور مجبوراً الٹے ہاتھ سے بریڈ اٹھا کر پلیٹ میں رکھی۔

"الٹے ہاتھ سے کیوں لے رہی ہو۔ سیدھے ہاتھ کا استعمال کرو نا۔"

عفان نے پھر سے اسے چھیڑنا ضروری سمجھا جبکہ ہاتھ وہ خود نہیں چھوڑ رہا تھا عزہ نے غصے سے اس کی جانب دیکھا پھر مسکرا کر گویا ہوئی۔

"سیدھے ہاتھ میں میرے تھوڑی سی جگہ پر زخم باقی ہے اس لئے۔"

اس کی بات پر محرم نے الجھی نظروں سے اسے دیکھا کہ اس کا زخم تو کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا اور کبھی الٹے ہاتھ سے کھاتی نہیں تھی یہاں تک کہ ہاتھ کا زخم ابھی تازہ تھا اس وقت بھی وہ کسی اور کے ہاتھ سے کھا لیتی تھی مگر خود کبھی الٹے ہاتھ سے نہیں کھایا تھا۔ محرم کی نگاہیں خود پر محسوس کر کے وہ خاموشی سے پلیٹ پر جھکی پھر دماغ میں اچانک کچھ کلک ہوا تو فوراً عفان کے پاؤں پر زور سے پاؤں مارا جس سے اس کی گرفت ہاتھ پر ہلکی سی کمزور ہوئی تھی تو ہاتھ چھڑوا

کر کھانے کی جانب متوجہ ہوئی۔اس کی حرکت پر عفان نے مسکراہٹ دباتے کھانا شروع کیا تھا۔عزہ بھی سکون سے بیٹھی ناشتہ کرنے میں مصروف ہوچکی تھی۔ان دونوں کو پر سکون سا مسکراتا دیکھ محرم نے آسودگی سے مسکراتے ہوئے اذلان کی جانب دیکھا جس نے اسے دیکھ کر ہولے سے پلکیں جھپکائی تھی۔محرم گہرا سانس بھرتے نگاہیں جھکا گئی۔

****

"محرم جا کر تیار ہوجاؤ یہاں میں دیکھ لیتی ہوں۔کب سے کچن میں ہی لگی ہوئی ہو۔"

پریشے اسے کچن میں مسلسل کاموں میں مصروف دیکھ کر بولی تو محرم نے سر ہلایا۔

"بس ایک منٹ تم کیسے کروگی روشانے کو دیکھو جا کر بس یہ سامان وغیرہ ایک جانب کرلوں بس پھر جا رہی ہوں۔"

وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ساتھ ساتھ ہاتھ بھی تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔

"اسے میں بھی کہہ چکی ہوں اوپر سے ایسی حالت میں لگاتار لگی ہوئی تھک جائے گی۔ابھی اذلان کی ایک آواز آنے کی دیر ہے یہ دیکھنا کیسے پھرتی سے یہاں سے بھاگے گی۔"

شازیہ بیگم جو کچن میں ہی آرہی تھی پریشے ہی بات سن کر بولی تو پریشے نے محرم کو ایک گھوری سے نوازا۔محرم نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو اسے اذلان کے نام کا ڈراوا دیتی کچن سے باہر بھیجنا چاہ رہی تھی۔

"جاؤ تم اور اب مجھے یہاں نظر نہ آنا۔"

پریشے اس پہ اپنے بڑے ہونے کا رعب جھاڑتے ہوئے بولی تو محرم مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔

"مام اب آپ مجھے ان کے نام سے ڈرائے گی تو میں آپ کو بتادوں کہ وہ گھر ہی نہیں ہیں میں جانتی ہوں تبھی تو پر سکون ہوں۔"

وہ ان دونوں کو دیکھتے دائیں آنکھ دباتے کھلکھلا کر ہنس دی۔اس کی چالاکی پہ ان دونوں کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"محرم آپ کمرے میں آرہی ہیں یا نہیں۔"

اگلے ہی لمحے اذلان کی سپاٹ آواز پہ محرم کے ہاتھ سے پلیٹ چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی۔اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا جواب مشکلوں سے مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔وہاں سے ہوتے اس کی نگاہیں اذلان کی جانب اٹھی جو کچن کے دروازے پہ ایستادہ اذلان کو دیکھتے اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی۔وہ تو اسے تنبیہ کرتے وہاں سے جا چکا تھا۔محرم نے شکایتی انداز میں ان دونوں کی جانب دیکھا جواب اس کی درگت بنتے دیکھ مسلسل ہنس رہی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے گم ہو چکی تھی۔

"یہ بس بھائی کی ہی سن سکتی ہے۔"

اس کے جاتے ہی پریشے ہنستے ہوئے بولی۔

"ہاں بس اللہ میرے بچوں کو ڈھیروں خوشیاں نصیب کرے آمین۔"

وہ تشکرانہ لہجے میں بولی۔پریشے نے بھی دل سے آمین بولا تھا۔

"آپ کب آئے مجھے پتہ ہی نہیں لگا۔"

محرم کمرے میں داخل ہوتے ہی اذلان کو لیپ ٹاپ پہ مصروف دیکھ کر اس کے ناراضگی کے ڈر سے بولی۔

"میں بہت دیر کا آچکا ہوں لیکن آپ کو میری کچھ خبر ہو تو پھر نہ اور نا ہی آپ میری سننا پسند کرتی ہیں۔"

جواباً اس کی گھمبیر مگر ناراضگی سے بھرپور آواز محرم کو سنائی دی جسے سن کر وہ پریشان ہو گئی۔ اس نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں وہ نیچے تھی نہ کچن میں اس لیے پتہ نہیں لگا۔"

محرم صفائی دینے والے انداز میں بولی تو اذلان نے بھنویں اچکا کر بولی۔

"یہی تو قیامت ہے کہ جب بھی میں گھر آتا ہوں میری بیوی کو کاموں سے ہی فرصت نہیں ہوتی میں نے آپ سے اتنی بار کہا ہے کہ محرم یہ وقت ان کاموں کا نہیں ہے میری بات سن کر تھوڑی سی احتیاط مگر نہیں آپ نے تو میری نا سننے کی نا جانے کونسی قسم کھائی ہوئی ہے۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولا۔ محرم شرمندگی سے چہرہ جھکا گئی کیونکہ اس کی ہر بات درست تھی۔

"آپ کیا آج بھی کام میں مصروف کتنا کام کرتے ہیں۔"

وہ اس کی بات کا اثر زائل کرنے کی خاطر اسے تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے بولی تو اذلان اس کا انداز دیکھ کر بہم سا مسکرایا۔ جانتا تھا اب وہ کچھ ایسا ہی کرے گی جس سے بات ٹل جائے اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ بات کا رخ اس کی جانب موڑ چکی تھی۔

"میرا ڈریس نکال دیں آپ تاکہ میں تیار ہو جاؤں۔"

وہ اس کی توجہ الماری کی جانب کرواتے ہوئے بولا تو وہ کھسیا گئی اور الماری میں سے کپڑے نکالنے لگی۔ اپنا سوٹ نکالتے ہی وہ واشروم میں بند ہو گئی۔ اذلان بھی اپنا سوٹ پکڑتا سٹڈی روم کی جانب چل دیا کیونکہ وقت بہت کم تھا۔

محرم نے واشروم کے دروازے سے ایک نظر باہر جھانک کر دیکھا۔اذلان کو بیڈ پہ موجود نہ دیکھ کر اس نے سکون بھری سانس خارج کی کیونکہ اس کی نگاہوں پہ پل باندھنا اس کیلیے بہت مشکل تھا اور فلحال محرم وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔اس کی نگاہوں کی جسارتوں سے ہی وہ گھبرا جایا کرتی تھی اسلیے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی تاکہ اذلان سے بلکل بھی سامنا نہ ہو آنکھوں پہ لائنر مسکارہ لگا کر اپنی آنکھوں کی خوبصورتی کو اس نے مزید اجاگر کیا تھا۔لبوں پہ ہلکے گلابی رنگ کی لپ سٹک بہار دکھا رہی تھی۔اس نے پیچ کلر کی لپ سٹک اٹھاتے لبوں کے عین درمیان میں لگاتے دونوں لبوں کو آپس میں ملایا اور اپنی تیاری پہ نظرِثانی کرنے لگی۔اس میں کوئی شک نہیں تا وہ اتنی سی تیاری میں بھی غضب ڈھا رہی تھی ایک تنقیدی نظر اپنے آپ پہ ڈال کر وہ بالوں کی سمت متوجہ ہوئی کہ عین اسی وقت سٹڈی روم کا دروازہ کھٹکے سے کھلا تو محرم کے اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ہتھیلیاں بے ساختہ نم ہوئی لیکن سب کچھ نظرانداز کرتے وہ کانپتے ہاتھوں سے بالوں کی سمت متوجہ رہی۔

اذلان نے اس کی حرکت کو شدت سے محسوس کیا تھا تبھی ایک تفصیلی نگاہ اس پہ دوڑائی۔

پستہ کلر کے گھیر دار فراک میں اس کا بھرا بھرا سراپا اذلان کو اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔کانوں میں ہم رنگ آویزے پہنے ہلکے میک اپ میں بھی وہ غضب ڈھا رہی تھی اذلان نے اس کا کانپنا شدت سے محسوس کیا اور مسکراہٹ دباتا ہوا آئینے کے سامنے جا کر اپنے بال بنانے لگا۔اب وہ محرم کے عین پیچھے کھڑا بے دھیانی میں اپنے کام میں مصروف تھا اور محرم اس کی قربت میں ہمیشہ کی طرح گھبرا رہی تھی۔

"اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں ریلیکس رہے۔"

وہ اس کے گھبرانے پر چوٹ کرتے ہوئے بولا تو وہ ذبردستی کا مسکرادی۔

"آپ نہ اپنی نظریں یہاں رکھیں تو کوئی نہیں گھبرائے گا۔"

وہ مشکل اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے شیشے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی تو اذلان قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ محرم نے اسے ہنستا دیکھ بے ساختہ اس کی نظر اتاری کیونکہ وہ بہت کم کم مسکراتا تھا کجا کے قہقہہ لگانا وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھے گئی۔ اذلان کے چٹکی بجانے پر وہ ہوش میں آئی۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہے قابو پائیں اپنی اداؤں پہ جانم مجھے بہکنے میں لمحہ بھی نہیں لگنا عام سا بندہ بشر ہوں میں۔"

وہ معنی خیزی سے گویا ہوا جبکہ اس کی بات پہ محرم کے گال دہکنے لگے۔ کانپتے ہاتھوں سے ڈوپٹہ سیٹ کرتے وہ عجلت میں باہر کی طرف بھاگنے ہی لگی تھی کہ اذلان نے کھینچ کر اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔ پہلے تو وہ اس کی حرکت پہ دھک سی رہ گئی مگر اگلے ہی لمحے اس کی جسارت پہ محرم نے ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کے لمس کو جی بھر کر اپنے وجود میں ٹھنڈک کی طرح اترتا محسوس کیا تھا۔ وہ جتنا مرضی اذلان سے بھاگ لیتی لیکن اسے یہ یقین تھا کہ اسے سکون بھی انہی پناہوں میں ملے گا۔ اس کے حصار سے نکلتے ہی وہ باہر جانے لگی کہ کچھ یاد آنے پر رکی اور مسکراتے ہوئے اذلان کے قریب آئی تو اس نے حیرانگی سے محرم کو انگلیاں چٹخاتے دیکھا۔

محرم نے اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر اپنے پاؤں اوپر اٹھائے اور اس کے گال پہ اپنے لب مس کیے تھے اور بھاگنے کے انداز میں وہاں سے باہر نکلی مبادہ اذلان پکڑ نہ لے۔ اس کی پیشِ رفت پہ اذلان کئی لمحے ششدر رہ گیا دروازہ بند ہونے کی آواز پہ وہ ایکدم ہوش میں لوٹا اور اپنے گال پر ہاتھ رکھا تھا جہاں وہ ابھی ابھی اپنا لمس چھوڑ کر گئی تھی۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے دلکشی سے مسکرا دیا۔

****

"عزہ یہ ٹھیک سے بند نہیں ہو رہا کر دو۔"

فریش ہو کر باہر آتے عفان نے اسے دیکھتے کہا جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی جانے کیا کر رہی تھی۔

"کیا بند کرنا ہے کر لیں ناں دیکھیں میں مصروف ہوں۔"

وہ مصروف انداز میں اپنی جیولری پہنتی بولی۔

"نہیں ہو رہا تبھی تو کہہ رہا ہوں پہلے ہی دیر ہو گئی ہے کر دو جلدی۔"

وہ اپنا ہاتھ آگے کرتا بولا جس کی کف کا بٹن ٹائٹ ہونے کی وجہ سے ایک ہاتھ سے بند نہیں ہو رہا تھا۔ عزہ نے جھنجھلا کر اسے جواب دیا۔

"اچھا صبر کریں دو منٹ یہ پہن لوں۔"

وہ اب بھی اس کی جانب دیکھے بغیر بولی جبکہ اس کا مصروف انداز عفان کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھا۔

"پوری تو تیار ہو یہ کر دو پھر پہن لینا ناں۔"

وہ جھنجھلا کر ناراض لہجے میں بولا۔ اس کے ناراض لہجے کو محسوس کرتے وہ اپنی باقی جیولری واپس رکھ کر مڑی اور اس کی جانب ہاتھ پھیلائے۔

"لائیں دیں ہاتھ۔"

اس نے مڑتے ساتھ ہی نرمی سے اسے مخاطب کیا جبکہ وہ عزہ کو دیکھتے ساکت رہ گیا جو ولیمے کی دلہن بنی اس پہ غضب ڈھا رہی تھی۔ ٹی پنک کلر کی لانگ ٹیل میکسی پر ولیمے کی نسبت سے لائیٹ میک اپ اور جیولری کے نام پر گردن میں

نازک سا سیٹ، بالوں پر ماتھا پٹی جس کے اوپر سے ہی دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا۔ عزہ اس کی گہری نگاہوں کے ارتکاز پہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

"دیں بھی پھر میں نے یہ بھی پہننا ہے۔"

وہ سامنے رکھی چوڑیاں اور جھمکیاں دیکھ کر بولی۔ اس کی آواز پر ہوش میں آتے ہی عفان نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ اس کے کف کے بٹن بند کر کے وہ پلٹ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ ایکدم عفان کچھ سوچتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل سے پشت ٹکا کر کھڑا ہو کر اس کی کاروائی کا ملاحظہ کرنے لگا۔ ایک تو وہ سادگی میں بھی اسے بہت اچھی لگتی تھی اب یوں تیار ہو کر اس کا ضبط آزما رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہیں جائیں اب دیر نہیں ہو رہی۔"

الٹے ہاتھ میں چوڑیاں ڈالتے ہوئے اس نے چونک کر قس کی جانب دیکھا اور بھنویں اچکائی۔ عزہ مسلسل الٹے ہاتھ میں چوڑیاں پہننے کی کوشش کر رہی تھی مگر جلن ہونے کی بدولت دقت پیش آ رہی تھی۔

"جب ہاتھ میں تکلیف ہے تو کیوں پہن رہی ہو۔"

عفان نے سختی سے اس کے چوڑیاں پہننے پر چوٹ کی۔

"سیدھے ہاتھ میں ہے چوٹ زیادہ یے میں الٹے میں پہن رہی ہوں یہاں تو قدرے بہتر ہو گیا ہے اور الحمداللہ اب کافی بہتر ہے۔"

اس نے ایک نظر ہاتھ کو دیکھتے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آپ جائیں باقی کی تیاری دیکھ لیں نا اب دیر نہیں ہو رہی آپکو۔"

اسے باقی کی چوڑیاں اٹھاتے دیکھ وہ جلدی سے بولی۔

"جارہاہوں۔"

سنجیدگی سے کہتے اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔ عزہ نے یک نظر اسے دیکھا جسے جانے کیا ہوتا تھا پل میں سنجیدہ پل میں شوخ۔ وہ اس کی ذات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ کبھی کبھی وہ اسے ایک الجھی پہیلی لگتا تھا جسے شاید وہ کبھی سلجھا نہیں سکتی تھی۔ وہ ہنوز اسے ہی دیکھ رہی تھی جب چوڑیاں اس کے ہاتھ میں پہنانے کے بعد جھٹکے سے عفان نے اسے اپنی جانب کھینچا اور مسکراتی نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی۔

"میں یہ بات بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ میں بہت زیادہ ہینڈسم ہوں مسز اب کیا نظر لگاؤ گی۔"

اس کے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیے عہ شوخی سے بولا۔ عزہ نے اس کی بات پہ ناک منہ چڑھایا۔

"منہ دھو رکھیں اپنا آئے بڑے ہینڈسم کبھی شیشے میں دیکھا ہے خود کو۔"

اس کے حصار میں کسمساتے ہوئے بولی۔

"اب تک تو نہیں دیکھا تھا تمہارے ساتھ اب دیکھ لیتا ہوں۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی اس کا رخ اپنے حصار میں ہی آئینے کی جانب کرتے دونوں کو دیکھا جہاں دونوں کا عکس صاف واضح تھا۔

"دیکھو ہوں نا ہینڈسم۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ اس کی سانسیں اپنے کان پر محسوس کرتے وہ جی جان سے کانپی تھی مگر خود کو نارمل ظاہر کرتے دوبارہ آئینے میں دیکھا۔

"جی نہیں یہ تو میری وجہ سے تھوڑے بہت ٹھیک لگ رہے ہیں۔"

عزہ نے ناک چڑھاتے مزے سے جواب دیا تو وہ سمجھنے والے انداز میں مسکرا دیا۔

"یعنی کہ آپ خود کی تعریف کر رہی ہیں محترمہ۔"

اس کی بات پر اس نے زور و شور سے سر اثبات میں ہلایا۔

"لیکن میں نے یہ حق تو تمھیں دیا ہی نہیں۔ تم میرے حق پر قبضہ جما رہی ہو۔

عفان نے اس کے چہرے پر آتی لٹ کو پھونک مارتے پیچھے کیا تو عزہ نے اپنی آنکھیں بند کرتے نفی میں سر ہلایا مگر اس کا سحر ختم ہوتے ہی پٹ سے آنکھیں کھولتے اسے گھورا اور دور ہونے کی تگ و دو میں لگ گئی۔

"ایسے تعریف نہیں کی جاتی میں تمھیں واپسی پر سکھاؤں گا تعریف کرنا۔"

وہ معنی خیزی سے کہتا اس کے ماتھے پر پر حدت لمس چھوڑتا پیچھے مڑ کر خود اپنی تیاری میں مصروف ہو گیا جبکہ وہ وہیں کھڑی اسے تیار ہوتا دیکھ رہی تھی۔

ایک نظر اپنی تیاری کو دیکھتے خود پر پرفیوم چھڑک کر واپس رکھنے لگا ہی تھا کہ دماغ میں خیال آتے ہی مسکرایا اور پیچھے مڑ کر عزہ پر بھی وہی پرفیوم اسپرے کر دیا جبکہ وہ آنکھیں پھاڑے اس کی حرکت کو دیکھتی رہ گئی جواب مزے سے مسکرا رہا تھا۔

"ی۔یہ کیا تھا۔"

اس نے صدمے کی کیفیت میں استفسار کیا۔

"یہ میں نے سوچا تمھیں بھی لگانا چاہئے اس لئے لگا دیا۔"

اس نے اس کی ناک کو دباتے مسکرا کر جواب دیا۔

"مگر یہ جینٹس پرفیوم ہے اور ہم باہر جا رہے ہیں عفان۔ آپ کی حرکتیں کب بدلیں گی۔"

اس نے حیرت سے اس سر پھرے کو دیکھا جو کچھ بھی کر سکتا تھا۔

"تو کیا ہوا۔ تمھارے شوہر کا پرفیوم ہے لگا سکتی ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور خیر سب کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ عزہ عفان شاہ عفان شاہ کے رنگ میں رنگ چکی ہے یہاں تک کہ اس کے وجود پہ بھی عفان شاہ کی مہک رچ بس چکی ہے۔"

اس کی ذو معنی بات پہ عزہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی جبکہ وہ اسے ونک کرتے مزے سے قہقہہ لگا اٹھا۔

****

ریسیپشن کی جگہ پر پہنچ کر ان کی اینٹری ایک خوبصورت اسپاٹ لائٹ کی روشنی میں ہوئی اسٹیج کے قریب پہنچ کر عفان نے اوپر چڑھ کر عزہ کو چڑھنے میں مدد دی کچھ دیر اسٹیج پر بیٹھ کر سب سے مبارک باد وصول کرنے کے بعد اب انہوں نے سکون کا سانس لیا تھا کہ حجاب اور آیت ان کے سر پہ آ پہنچی۔

"آج کیا لینے آئی ہو دونوں۔"

عفان نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے اچھنبے سے پوچھا۔

"کیا مطلب کیوں آئی ہیں آپ نے نکاح کے ساتھ رخصتی کروائی جلد بازی میں تو ہماری رسمیں رہ گئیں جواب کرنی ہے ہم نے۔"

حجاب نے مسکرا کر اس کے اعصابوں پہ بم پھوڑا۔

"نہیں بھئی نکاح پر ہوتا ہے یہ سب اب تم لوگوں کو کچھ نہیں ملنا۔ غائب ہو جاؤ شاباش۔"

عفان نے سنجیدہ تاثر چہرے پر سجائے ان لوگوں کو ہری جھنڈی دکھائی۔ آیت اور حجاب اس کی بات پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"کیا مطلب بھئی یہ غلط ہے۔"

آیت نے دہائی دی۔

"مطلب یہ کہ رخصتی کی رسمیں تھی رخصتی پر آپ نے نہیں کی تو یہ الگ بات ہے۔ اب اگلے دن کون یوں دھاوا بولتا ہے۔"

عفان نے ان کی حرکتوں سے جان چھڑوانی چاہی۔

"تو آپ نے ہی اچانک رخصتی کروائی تھی ہمیں نہیں پتہ ابھی آپ ہماری رسمیں کریں نہیں تو ہم نے عزہ کو اپنے ساتھ واپس لے جانا ہے۔"

حجاب اور آیت تو اب باقاعدہ دھمکیوں پر آگئیں تھی تبھی دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔

"اور آپ لوگوں کو کیوں یہ خوش فہمی لاحق ہوئی کہ میں ایسا ہونے دونگا۔"

عفان کے اطمینان میں اب بھی ذرا برابر کمی نہیں آئی تھی۔

"بھائی دیکھیں ناں عفان بھائی کو۔"

حجاب نے اذلان اور صائم کی جانب دیکھتے ہوئے شکایتی انداز میں کہا۔ عزہ نے بروقت اس کے ہاتھ میں چٹکی بھری تو وہ بلبلا کر رہ گیا اور خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"عفان کیوں تنگ کر رہے ہو۔"

صائم نے تند نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی جسے دولہا بنے بھی چین میسر نہیں تھا۔

"میں کہاں تنگ کر رہا ہوں صائم بھائی خود دیکھیں اب رخصتی کی رسمیں ولیمے پر کرنی ہے اس نے۔ عجیب سر پہ چڑھ کر ناچ رہی ہیں یہ۔"

عفان کے پاس بھی جواز تھا تبھی بلبلا کر بولا۔

"تو اچانک رخصتی ہوئی ہے یہ ہمیں نہیں پتہ ہم نے رسم تو کرنی ہے اب آپ ایسے ہی مان جائیں ورنہ آپ کی دلہن تو ہے ہی ہماری۔"

آیت نے دوبارہ سے اپنی بات چبا چبا کر دہرائی جبکہ اس کی بات سن کر اب کی بار عزہ سمیت سب مسکرا دیئے۔

"اچھا اچھا بار بار دھمکیاں تو نا دو ظالموں۔ ایک اتنی دیر بعد تمہاری بہن میسر آئی ہے ایسے کیسے جانے دو اور پیسوں سے بڑھ کر تھوڑی ہے تمہاری بہن میرے لیے منگتیوں۔"

عفان نے سیز فائر کرتے ہوئے ان کی بات مانی تو وہ دونوں خوشی سے جھوم اٹھی۔

"یہ تو مامی کا شہزادہ بیٹا ہے۔"

محرم چٹا چٹ روشانے کے دونوں گالوں کو چومتے ہوئے بولی تو سب اس کے محبت بھرے مظاہرے پہ مسکرا دیے۔ وہ سب کے درمیان ہی بیٹھی روشانے کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

"شاہ یہ دیکھیں۔"

اذلان جو زمان صاحب سے باتوں میں مصروف تھا چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا جواب روشانے کی جانب اسے متوجہ کروا رہی تھی۔

"یہ کتنی پیاری ہے نا کیوٹ سی چھوٹی سی۔"

وہ ایک بار پھر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی تو اذلان اس کی محبت پہ مسکرا کر رہ گیا۔

"روشانے کے ساتھ اتنے محبت کے مظاہرے کر رہی ہو تم اپنے بچے کے ساتھ کیا کرو گی۔"

پریشے اس کی کیفیت پہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اسے تو میری بیگم پھر کھا ہی جائے گی۔"

اذلان کی برجستہ بات پہ ایکدم محفل زعفران ہو گئی اور محرم جھینپ کر چہرہ جھکا گئی۔

رسم کرنے کے بعد اسٹیج سے اتر کر آیت تحریم بیگم اور عالیہ بیگم کے پاس کھڑی کچھ بات کر رہی تھی اسی دوران اچانک سے بہت زور سے چکر آنے کی بدولت وہ لڑکھڑا کر وہیں بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا آیت ٹھیک ہو۔"

تحریم بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔ سب ہی اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"جی ماما صبح سے طبیعت کچھ عجیب سی ہے آپ فکر مت کریں شاید تھکاوٹ کی بدولت۔"

اس نے مسکرا کر سر تھامے ہی انہیں جواب دیا تاکہ وہ پریشان نا ہو تو انہوں نے تفتیشی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

"کیا کچھ ایسا کھایا تھا جس سے طبیعت خراب ہو۔"

عالیہ بیگم اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولی۔

"نہیں ماما آپ لوگ فکر نہیں کریں ٹھیک ہوں بس چکر آرہے ہیں ہو سکتا ہے بی پی لو ہو گیا ہو۔"

اس کے کہنے پر وہ کچھ حد تک نارمل تو ہو گئی تھی مگر پھر بھی ایک پریشانی سے انہیں اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

"ڈاکٹر کی ضرورت ہے تو چلیں میں صائم سے کہتی ہوں۔"

"نہیں ماما اس طرح اچانک جانا مناسب نہیں لگتا اور ویسے بھی وہ کسی کام سے گئے ہیں باہر پریشان ہو جائیں گے۔"

آیت نے بات سنبھالی۔

"چلو ٹھیک ہے لیکن گھر جا کر لازمی ڈاکٹر کے پاس چلی جانا۔"

انہوں نے تنبیہہ کی کہ اس کی طبیعت کے جو آثار انہیں دکھائی دے رہے تھے ڈاکٹر کے پاس جانا تو ضروری تھا۔ وہ جہاندیدہ خاتون تھی بہت کچھ اچھے سے سمجھ گئی تھی۔

انکی بات پر مسکرا کر سر کو ہاں میں جنبش دیتے وہ واپس اسٹیج کی جانب چل دی۔ سٹیج پہ چڑھتے ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانے کی بدولت وہ ایک بار پھر لڑکھڑائی تھی مگر بروقت وہ ایان کو تھام کر اس کا سہارہ لے گئی۔

"دھیان سے آیت ابھی گر جاتی تو۔"

ایان کے کہنے پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"کچھ نہیں ہوا ہے ٹھیک ہوں میں۔ بس پاؤں پھسل گیا تھا۔"

اس نے ان سب کو تسلی دیتے پریشے اور محرم کے ساتھ جگہ سنبھالی اور روشانے کو پریشے کی گود سے لے کر کھلانے لگی۔

"طبیعت ٹھیک ہے آیت تمھاری کچھ ہوا ہے کیا۔"

پریشے نے اسے فیڈر تھماتے استسفار کیا۔

"نہیں پریشے آپی بس صبح سے چکر آرہے اور کمزوری فیل ہورہی ہے۔"

اس کی بات سنتے ہی پریشے اور محرم کے درمیان معنی خیز مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا تھا۔

"چلو پھر لازمی ڈاکٹر کے پاس چلی جانا اپنے اُن کے ساتھ اور اپنا خاص خیال رکھو میری جان۔"

محرم اسے اپنے ساتھ لگاتی شرارت آمیز لہجے میں بولی تو وہ جھینپ کر دوبارہ روشانے کے ساتھ ہی مصروف ہوگئی۔ کچھ دیر ہونہی وہ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے اسی دوران صائم بھی واپس آگیا تھا تحریم بیگم نے اسے بتایا تھا کہ آیت کی طبیعت خراب ہے تو وہ سب سے پہلے اسی کے پاس آیا تھا اس سے طبیعت کا پوچھنے کے بعد کچھ حد تک تسلی تو ہوئی تھی مگر جو باتیں وہ اسے بتارہی تھی وہ بیماری نہیں البتہ اللہ کی نعمت ضرور تھی اس نے بے ساختہ دل میں اللہ کا شکرادا کیا اور اسے بعد میں ہسپتال چلنے کی تاکید کی تھی جس پر وہ بنا کسی تردد کے سر اثبات میں ہلا گئی۔ کچھ دیر بعد وہ لوگ ریسیپشن سے فری ہوکر گھر کے لئے روانہ ہوگئے تو صائم آیت کو لیکر ہسپتال کی جانب مڑ گیا جبکہ باقی سب گھر کی جانب چل دیئے۔ ہسپتال پہنچ کر اس نے آیت کو اپنی کسی فی میل کولیگ کے کمرے میں بٹھا دیا جہاں وہ اس کا تفصیلی چیک اپ کرسکے اور کچھ دیر میں آنے کا کہتے ایک راؤنڈ مریضوں کو دیکھنے کے لئے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے آیت کے ساتھ رکھی چیئر پر جگہ سنبھالی۔

"جی سب خیریت ہے اندازہ تو ہے ہی آپ کو ڈاکٹر صائم۔"

انہوں نے مسکرا کر اس کو بہت کچھ باور کرایا تھا تو اس کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس نے ایک نظر آیت کو دیکھا جو ریلیکس سی کرسی سے پشت ٹکائے بیٹھی تھی۔

"کب تک آجائیں گی رپورٹس۔"

"بس آنے والی ہیں بس ایمرجنسی میں بنوائی ہیں تاکہ آپ کو انتظار کی زحمت نا اٹھانی پڑے۔"

انہوں نے جواب دیا ہی تھا کہ ایک نرس آیت کی رپورٹس کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئی اور فائل ان کی جانب بڑھائی تھی۔وہ جوں جوں رپورٹس پڑھتی جا رہی تھی ان کے لب خوشگوار انداز میں پھیلتے جا رہے تھے۔

"کونگریچولیشنز مسٹر اینڈ مسز صائم۔یو آر گوئنگ ٹو بی پیرنٹس۔"

انہوں نے گہرا سانس بھرتے فائل بند کی اور مسکرا کر ان دونوں کو اطلاع دی۔ان کے کہنے کی دیر تھی صائم کی خوشی کی انتہا نہ تھی البتہ آیت کا رنگ ایک لمحے کیلیے فق ہو گیا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں صائم کی جانب دیکھا جس کی خوشی دیدنی تھی۔

"آپ یہ رپورٹس دیکھیں میں آتی ہوں۔"

وہ ان دونوں کو وقت دینے کی خاطر ان سے ایکسکیوز کرتی باہر کی جانب چل دیں جہاں شاید انہیں کسی پیشنٹ کو دیکھنا تھا۔ان کے جاتے ہی صائم نے فوراً سے اٹھ کر آیت کی جانب دیکھا جو مسلسل سکتے کی کیفیت میں تھی۔صائم نے اسے ساکت دیکھ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھاتے خود سے لگاتے ماتھے پر بوسہ دیا۔وہ ایکدم ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔

"یہ ڈاکٹر نے کیا کہا ابھی خان۔"

وہ چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے بولی۔

"انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو مبارک ہو آپ کے بارہ بچوں میں سے پہلے نے آنے کی تیاری پکڑ لی ہے۔"

وہ اس کی ناک دباتے شرارت آمیز لہجے میں بولتے اسے سٹپٹانے پہ مجبور کر گیا۔اس نے بے ساختہ اسے گھورنے چاہا مگر اس کی والہانہ نگاہوں کی تاب نالاتے وہ نگاہیں جھکا گئی۔چہرے پہ بڑی خوبصورت مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔اسے اب سمجھ آئی تھی کہ محرم اور پریشے مسکرا کیوں رہی تھی۔

" تھینکیو سو وووو مچ آیت بہت بڑی خوشی دی ہے تم نے مجھے "

وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولا۔

"میں ایسے ہی تھینکیو قطعی قبول نہیں کرونگی مجھے گھمانے لے کر جائینگے آپ۔"

آیت نے اپنی بات کی تو صائم نے مسکراتے حامی بھری۔

"ٹھیک ہے پر صرف اس بار تمھاری مان رہا ہوں آگے باقی گیارہ بار ایسے ہی تھنکیو پر گزارا کرنا پڑے گا۔میں اب اتنا خرچہ تھوڑی نا کروں گا۔"

صائم نے شرارت سے اسے جواب دیا تو آیت نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں مسلسل شرارت سے جگمگا رہی تھی۔

"کیا ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں۔"

اسے اس طرح خود کو دیکھتا پا کر اس نے بلند باگ قہقہہ لگایا۔

"کھڑوس خان پیچھے ہو جائیں یہ آپ کا کمرہ نہیں ہے۔ ہسپتال کا کمرہ ہے اور وہ بھی آپ کی کولیگ کا۔"

اس نے دانت کچکچا کر بولتے اسے شرم دلانی چاہی تو وہ اپنا سر کھجا کر رہ گیا۔

****

سب کو واپسی کی راہ لیتے دیکھ حجاب جلدی سے ایان کے پاس پہنچی مبادہ اسے چھوڑ ہی نہ جائے ان کے بیچ طے ہوا تھا کہ ولیمے سے واپسی پر ایان نے اسے آئس کریم کھلانے جانا تھا اور وہ کوئی بات بھول جائے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا ایان کے پیسے ہو اور وہ نا لگوائے ایسا بھلا کہاں ممکن تھا۔

"ایان چلیں۔"

ایان کے پاس آتے ہی وہ جلدی سے بولی اور ایک نگاہ سب پہ ڈالی جو اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہو رہے تھے۔ایان نے تنقیدی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایسے چلنا ہے تم نے آئس کریم کھانے۔"

وہ اس کے ہیوی ڈریس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو اس نے چونک کر اپنے لباس کو دیکھا اور شانے اچکا دیے۔

"تو اس میں کیا مسئلہ ہے ٹھیک تو ہے۔"

اس کے یوں لاپرواہی سے بولنے پر ایان نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔

"او میری ماں آئس کریم کھانے جانا ہے میری شادی میں نہیں بھلا کوئی سمجھے کہ ہم دونوں نے بھاگ کر شادی کر لی ہے۔"

وہ اسے وضاحت دینے انداز میں بولتے آخر میں اس کے چہرے پہ جھکتے ہوئے بولا۔ حجاب اس کی بکواس پہ دانت پہ دانت جماتے مسکرائی۔

"تم فضول کی ہانکنا نہیں چھوڑو گے نا اور ویسے بھی میں محسوس کر رہی ہوں کہ تمہاری خوش فہمیوں کے پہاڑ بلندیوں کو چھوتے جا رہے ہیں۔"

وہ اس کے چوڑے بازو پہ چٹکی بھرتے ہوئے بولی تو وہ کراہتے اپنے بازو کو سہلانے لگا۔

"ڈائن چڑیل۔"

ایان دل ہی دل میں اسے اس قسم کے القابات سے نوازتا ہوا بولا۔ اس کی باتوں سے اچھا بھلا اس کے موڈ کا ستیاناس ہو جاتا تھا۔

"اچھا چلو ہم گاڑی میں ہی کھا لیں گے ناں آج میں ڈیلے نہیں کرنے والی چلو اب۔"

وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے گاڑی کی جانب چل دی۔ ایان بھی سر جھٹکتے اس کے ساتھ چل دیا۔

گھر والوں کو وہ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ ایان حجاب کو ڈراپ کر دیگا کیونکہ اس نے وعدہ کیا تھا تو اسے پورا کرنا بھی لازم تھا ورنہ حجاب نے گھر کو سر پر اٹھا لینا تھا اس کی بات پر سب نے انہیں ہاں تو کہہ دیا تھا پر جلدی آنے کی تاکید کرنا نہیں بھولے تھے۔ آئسکریم پارلر کے سامنے گاڑی روکتے ایان نے آئسکریم آرڈر دے دی آئس کریم آنے تک وہ لوگ آپس میں باتوں میں مشغول رہے آئسکریم آئی تو ایان نے حجاب کے جانب بڑھائی جس کو اس نے خوش ہوتے تھام لیا۔

"اوہ ایان یو آر گریٹ۔"

وہ فرطِ مسرت سے بولتی آئسکریم کھانے میں مصروف ہوگئی جبکہ وہ اسے دیکھ کر مسکرا اٹھا جو اطراف سے بے نیاز بس پوری دلجمعی سے کھا رہی تھی۔

"تم بلکل بچوں کی طرح کھا رہی ہو زرا منہ دیکھو اپنا۔"

ایان نے ہنستے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور اسے سرزنش کی۔

"تو کیا مطلب ہے تمھارا میں بچی ہی ہوں ابھی۔"

حجاب نے منہ بسورا۔اسے اس کی بات پہ پتنگے ہی لگ گئے تھے۔

"ہاں تم تو بوڑھی ہو کر بھی بچی ہی رہو گی۔"

اس کے سنجیدگی سے کہنے پر حجاب نے قہقہہ لگایا۔

"یہ لو صاف کرو اپنا منہ۔"

ایان نے رومال اس کی جانب بڑھایا تو حجاب نے چونک کر اس کے ہاتھ کو دیکھا اور ایک نگاہ اپنے دونوں ہاتھوں کی جانب ڈالی جہاں ایک ہاتھ میں کپ اور دوسرے میں کون تھامی ہوئی تھی۔اس نے مسکرا کر ایان کی جانب دیکھا اور اپنا چہرا اس کے آگے کر دیا۔

"تم کر دو اب میں اسکو کہاں رکھوں۔"

حجاب نے منہ بنایا تو ایان نے سر جھٹک کر رخ اس کی جانب کرتے رومال سے اس کا چہرہ صاف کیا اور سنجیدگی سے پیچھے ہوتے پشت کرسی سے ٹکالی۔اس کی نگاہیں گاہے بگاہے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

"جلدی ختم کرو پھر چلتے ہیں۔"

اس کے سنجیدہ ہونے پر حجاب نے ٹیڑھی نگاہوں سے اسے دیکھا جو نا جانے کیوں ایکدم سیدھا ہو گیا تھا۔اس نے بے نیازی سے کندھے اچکاتے اپنی کون کی سمت توجہ مبذول کرائی تھی۔ایان کے لبوں کی تراش پہ مدھم سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم کو گئی۔اس نے ایک نگاہ اپنی کلائی میں موجود گھڑی پہ ڈالی جو رات کے ساڑھے گیارہ بجا رہی تھی۔وہ اس کی دیری پہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

****

"افف یہ آفس کے لوگ تو پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں قسم سے جیسے ان کے پیسے لے کر بھاگا ہوں میں جانتے بھی ہیں کہ شادی ہوئی ہے میری میری نئی نویلی دلہن کمرے میں انتظار کر رہی ہو گی مگر نہیں اپنی ہی بکواس جاری ہے وہ بھی زور و شور سے۔"

آفس کے کچھ کولیگز عفان کو شادی کے مبارکباد دینے کیلیے اسے اپنے درمیان میں گھیرے بیٹھے تھے اور اب وہ نہایت مشکلوں سے ان سے جان چھڑوا کر کمرے کے پاس پہنچا تھا تبھی بڑبڑاتے ہوئے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہا تھا۔

"کل تو سارا ٹائم ناراضگی میں گزر گیا اصل دن تو آج ہو گا آج میں اس سے اپنے دل کی ہر بات کر دوں گا۔"

عفان تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔اس نے ہلکے سے دروازہ کھولتے جوں ہی کمرے میں قدم رکھا تو گلاب کی پھولوں کی ءخوشبو نے اس کا استقبال کیا تھا۔عفان نے آنکھیں موندتے اس خوشبو میں گہرا سانس بھرا۔اسے معاذ اور ایان پہ بے تحاشہ پیار آیا تھا۔یقیناً وہ دونوں اس کے پاس ہوتے تو وہ ضرور اس کا منہ چوم لیتا۔

"واہ میرے یار تو میرا غرور ہے میرے کہنے سے پہلے ہی اتنا اہتمام کر دیا۔"

بیڈ کو گلاب کی پتیوں سے سجایا گیا تھا سائیڈ ٹیبلز پہ موم بتیاں جل رہی تھی یہ سارا اہتمام ایک خواب ناک ماحول پیش کر رہا تھا اور عفان وہ تو خوشی سے ہر جانب اچھلتا پھر رہا تھا۔

وہ ایک نظر گھونگھٹ نکالے بیٹھی عزہ کو دیکھ کر جی جان سے مسکرایا اور مضبوط قدموں سمیت اس کی جانب بڑھنے لگا۔اس کے قدموں کی چاپ کمرے کے فسوں خیز ماحول میں ارتعاش سا پیدا کر رہی تھی۔

"کیسی ہو جانِ من۔"

وہ ایک جھٹکے سے اس کے پاس بیڈ پہ نیم دراز ہوتا ہوا بولا لیکن اس نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔عفان پہلے تو حیران ہوا پھر کچھ سوچ کر لوفرانہ انداز میں مسکرایا تھا۔وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ اس سے شرما رہی ہے۔ایکدم نجانے اسے کیا ہوا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کسی ڈسکو میں جائے کسی ہوٹل میں کھائے۔"

اس کی سماعتوں میں عفان کی آواز گونجی تو اس نے سختی سے لبوں پہ ہاتھ جما لیا۔وہ اونچی آواز میں گاتے ہوئے ساتھ ساتھ کمر بھی ہلا رہا تھا۔

گونگھٹ میں بیٹھی عزہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے عفان کو دیکھا جسے ایک دم سے نجانے کونسا دورہ پڑ گیا تھا جو پورے کمرے کا دوڑہ کرتے ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہا تھا۔

"آج لگتا ہے میں ہواؤں میں ہوں آج اتنی خوشی ملی ہے۔"

وہ کہتے کہتے اس کا گونگھٹ اٹھانے لگا لیکن اس نے اس کے اٹھانے سے قبل ہی مضبوطی سے اپنا گھونگھٹ تھام لیا۔عفان نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"یار آج بلکل بھی نہیں آج میں یہ بلکل نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ آنکھیں بند کیے اس کے ہاتھ کو اپنے چہرے کے قریب لاتے ہوئے بولا جیسے اسے محسوس کرنا چاہتا ہو۔

"عزہ یہ تمہارے ہاتھ اتنے سخت کیوں ہو رہے آج کیا لوشن لگانا بھول گئی ہو۔"

وہ آنکھیں کھولیں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔ جو اس کی بات پہ اب اپنے ہاتھ گھونگھٹ کے اندر چھپا رہی تھی۔ ایکدم اس نے اپنی ایک انگلی باہر نکال کر کچھ اشارہ کیا۔ پہلے پہل تو اسے سمجھ نہیں آیا لیکن کچھ سمجھ آنے پر وہ دلکشی سے ہنس دیا۔ وہ اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا اب وہ جیسی بھی تھی۔ تھی تو اس کی بیوی ہی نا۔

"اچھا اچھا ایک اور گانا سننا ہے میری پیاری آواز میں۔ میری جان ایک کیا میں آج ہزار گانے بھی تمہیں سنانے کو تیار ہوں۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا اور ہاتھوں کو ہوا میں جھلانے لگا۔

"اب تو ہوش نہ خبر ہے یہ کیسا اثر ہے تم سے ملنے کے بعد دلبر۔"

وہ جھومتا ہوا بسوری آواز میں گاتے بولا تو وہ بھی ایکدم جوش میں آکر زمین پہ پاؤں رکھتے اس کے ساتھ ہی ناچنے لگی۔ عفان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو پھرتی سے اپنی کمر ہلا رہی تھی۔

"دلبر دلبر دلبر ہا دلبر دلبر۔"

اس کی آواز آہستہ آہستہ کم ہو گئی۔ عفان ایک جست میں اس تک پہنچا اور ایک جھٹکے سے اس کا گھونگھٹ الٹ دیا تھا۔

"یہ تو عزہ نہیں یہ ایان۔"

اس نے جوں ہی گھونگھٹ الٹا اپنے مقابل کھڑے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ایان کو دیکھ وہ بھونچکارہ گیا۔اہانت کے احساس سے شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"تو بچ جا آج میرے سے جاہل انسان۔"

وہ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے دانت پیس کر غرایا لیکن ایان تھ کہ اس کے ہاتھ ہی نہیں لگ رہا تھا۔

"ابے رک نہ کدھر جا رہا ہے میں بھی تو ہوں تھوڑے مزے میں بھی تو لے لوں۔"

بیڈ کے نیچے سے معاذ برآمد ہوتے ہوئے دانت نکوستے ہوئے بولا تو عفان اس کے سامنے بھی جی بھر کر شرمندہ ہوا کہ وہ کیا حرکتیں کر رہا تھا اور وہ سب اس کا ملاحظہ کر رہے تھے۔

"تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کسی کے پرسنلز میں جھانکتے ہوئے۔"

وہ معاذ کے کمر پہ دھموکا جڑتے ہوئے بولا تو معاذ نے دانت نکوسے جبکہ جواب میں جو آواز اسے سننے کو ملی وہ اسے بے ہوش کرنے کو کافی تھی۔

"آپ بھی۔"

وہ حیرت زدہ سا الماری کے پیچھے سے صائم کو نکلتے دیکھ کر بولا تو صائم شانِ بے نیازی سے مسکرایا۔

"اور کیا تم سب کو پریشان کیے رکھتے ہو کبھی ہمیں بھی تو موقع ملنا چاہیے تھا نہ۔"

وہ آنکھ دباتا ہوا مزے سے بولا تو وہ سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے جبکہ عفان نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے تینوں کو دیکھا کیونکہ یہ سب اسی کا کیا دھرا تھا جواب اس کے سامنے آ رہا تھا۔

"چل آ جا ناچیں میری جان۔"

ایان میوزک پلیئر پہ دلبر گانا چلاتے ہوئے ڈھمکا لگاتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی پورے جوش و خروش سے ناچنے لگا معاذ نے بھی اس کا بھرپور طریقے سے ساتھ دیا تھا۔

ناچ نا بسنتی ویسے ماننا پڑے گا کمر بڑے مزے کی شیک کرتا ہے تو۔

ایان اس کی کمر کو خود ہی ہلاتے شیطانیت سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا مگر عفان کا ضبط ٹوٹتے ہی اگلے ہی لمحے ایان کے بال عفان کی گرفت میں مقید تھے۔ اذلان جو اس کے کمرے کے باہر سے گزر رہا تھا غیر معمولی شور سن کر کمرے کی سمت متوجہ ہوا۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی جو منظر اسے دیکھنے کو ملا وہ اسے پریشان کرنے کو کافی تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تو سب کو گویا سانپ سونگھ گیا جبکہ صائم نے ان سب کو اپنی اپنی جگہ پہ ساکت ہوتے دیکھ قہقہہ لگایا۔

"صائم تم بھی یہاں۔"

وہ صائم سے استسفار کرتا ہوا بھینچے ہوئے لہجے میں بولا۔ صائم اس کی بات پہ زیرِلب مسکرایا۔

"ہاں نہ ہم نے سوچا اس کو جواب ذرا اسی کے طریقے سے دینا چاہیے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے عفان کی جانب اشارہ کر گیا جو مسلسل ناک منہ چڑھا رہا تھا۔ اذلان نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"چلو سب باہر اور عزہ کہاں ہے۔"

وہ ان سب کو تاکید کرتا ہوا بولا اور ساتھ ہی عزہ کے متعلق پوچھا۔

"بھائی آپ نے کچھ نہیں کہا ان سب کو مجھے تو بہت ٹوکتے تھے انہوں نے میری عزت کا فالودہ نکال دیا ہے۔"

عفان منہ بسورتے ہوئے اذلان سے شکایتی انداز میں بولا۔

"بیٹا جی یہ آپ کے کیے کا پھل ہے اسی لیے خوشی خوشی بھگتے اب اسے۔"

وہ مسکراتے ہوئے اسے جتانے والے انداز میں بولتے کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ اس کے نکلتے ہی باقی سب بھی ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئے عفان ان کے جاتے ہی سر پکڑ کے کمرے کی حالت دیکھنے لگا جو کچھ دیر قبل کیسے چمک دمک رہا تھا اب کسی کبڈی کا منظر پیش کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر تک محرم مسکراہٹ دباتے عزہ کو کمرے میں چھوڑ گئی تو عفان نے دانت پیستے ہوئے ان دونوں کو دیکھا۔

"تم نہیں بچتی میرے سے اب۔"

محرم کے جاتے ہی عفان اس کو اپنی جانب کھینچتا ہوا بولا تو عزہ اس کی حالت دیکھتے قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ عفان نے دل ہی دل میں اس کی ہنسی کی نظر اتاری اور بے خودی کی کیفیت میں اس کے اوپر جھکنے ہی لگا جب اس کی آواز پر رکا۔

"اوئے مسٹر پنکھے پہلے میری منہ دکھائی۔"

عزہ نے اپنا ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی تو عفان نے مسکراتے ہوئے اس کی ہتھیلی پہ اپنا لمس چھوڑا۔

"کیا یہ منہ دکھائی کیا ہوتی ہے۔"

عفان نے پر سوچ انداز میں اس کی جانب دیکھا تو وہ اس ڈرامے باز کو دیکھ کر رہ گئی۔

"آپ زیادہ ڈرامے نہیں کریں دیں میری منہ دکھائی۔"

عزہ نے منہ بناتے اسے پیچھے کرنا چاہا پر عفان نے اس کی کوشش ناکام بنادی۔

"اتنے بار دیکھے ہوئے منہ کو کون جاہل منہ دکھائی دیتا ہے اس منہ کو دیکھ دیکھ کر تو بڑا ہوا ہوں معذرت یہ ہم سے نا ہو پائے گا۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا۔ عزہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ عفان نے اس کی پیشانی پہ ہولے سے چپت لگاتے اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے الماری سے ایک ریڈ مخملی ڈبیا نکال کر اس کی جانب بڑھائی تھی۔

"یہ کیا ہے۔"

عزہ نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے پوچھا۔

"دیکھ لو خود۔"

یہ بول کر عفان نے اس کے تاثرات جانچنے چاہے جو دلچسپی سے اس ڈبیا کو کھول رہی تھی مگر ڈبی کے اندر موجود چیز دیکھ کر وہ منہ بنا گئی۔

"یہ تو لونگ ہے۔اور میں تو پہنتی ہی نہیں۔"

عزہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"نہیں پہنتی تو اب پہن لینا ویسے بھی سوٹ کرے گی تمہیں۔"

وہ اس کے گال پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا تو وہ دو قدم پیچھے ہوتے اس نے فاصلہ قائم کر گئی۔

"مگر مجھے نہیں پسند۔"

وہ اپنی بات پہ ذور دیتے ہوئے بولی۔ بھلا وہ کیوں اس کی بات مانتی۔

"مگر مجھے ہے ویسے بھی بیویوں کو شوہر کی ہر بات ماننی چاہئے اب محرم کو ہی دیکھ لو ایسے ہی تو بھائی اس پہ فریفتہ نہیں ہیں۔"

اس کا اتراہوا منہ دیکھ کر اس نے عزہ کو جتایا۔

"ویسے ایک بات بتاؤں تمہیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ لڑکی ایک دن کی دلہن ہے۔"

عفان نے سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا تو وہ فورا اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا مطلب ہے آپکا۔"

اس مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے بولی جبکہ عفان مسکرایا کہ اس کا دھیان فلحال لونگ سے ہٹ چکا تھا۔

"مطلب یہ کہ دلہنیں شرماتی ہوئی اچھی لگتی ہیں اور ایک میری دلہن ہے کیسے سکون سے بیٹھی مجھے گھور رہی ہے۔"

اسے جواب دیتے ہی عفان بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا۔

"تو میں عزہ ہو اور سب دلہنیں عزہ نہیں ہوتی۔"

وہ اترا کر بولی عفان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے اوپر گرایا تھا۔

"آوچ۔ کیا کر رہے ہیں پیچھے ہوں۔"

اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے عزہ نے پیچھے ہونا چاہا مگر عفان نے اس کے گرد حصار بناتے کروٹ لے کر اسے بھی بیڈ پر لٹادیا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں کہ میری تمھیں شرماتا دیکھنے کی خواہش پوری ہو جائے۔"

وہ بے باکی سے کہتے اس کے نقوش کو اپنی انگلی کے پوروں سے چھونے لگا۔

"ہٹیں پیچھے بے شرمی میں تو آپ نے پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔بے شرم لوفر انسان۔"

وہ اسے بری طرح پیچھے دھکیلتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے منہ چڑاتی بھاگنے والے انداز میں ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔اس سے قبل کہ عفان ایک بار پھر اسے اپنی گرفت میں لیتا وہ سرعت سے اندر گھستے دروازہ لاک کر چکی تھی۔عفان اس کی حرکت پہ تلملا کر رہ گیا جو اسے عاجز کرنے کی مکمل تیاری کیے بیٹھی تھی۔

****

اگلی صبح کا دن خوشیوں بھرا تھا۔پرندے چہچہاتے اپنی آمد کا اعلان کر رہے تھے۔موسم بھی قدرے ابر آلود تھا۔محرم نے ایک نگاہ گلاس ڈور سے باہر جھانکتے مناظر پہ دوڑائی جہاں ہر جانب سبزہ پھیلا ہوا تھا۔تمام ملازم اپنے اپنے کاموں میں غلطاں تھے۔قد آور درختوں کے پتے تیز چل رہی ہواؤں کی بدولت سرسراتے اسے ایک عجیب سے احساس سے دوچار کر رہے تھے۔اگلے ہی لمحے اس کا دل بری طرح گھبرایا تھا۔

"آپ آج نہ جائیں آفس۔"

محرم اس کی ٹائی باندھتے ہوئے بے دلی سے بولی تو اذلان نے ناسمجھی سے بھنویں اچکائی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ۔"

اذلان اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ فوراً فکرمندی سے بولا تو محرم اس کی فکر پر دھیما سا مسکائی۔

"میری بہت ضروری میٹنگز ہے اگر پہلے بولا ہوتا تو میں لیو لے بھی لیتا مگر فلحال اتنی ایمرجنسی میں منع کرنا ناممکن سا ہے عفان سے بھی کہہ دیتا مگر آپ جانتی ہیں اسے جاتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔"

وہ اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے وضاحت کرنے والے انداز میں بولا تو محرم آسودگی سے مسکرا دی۔ محرم کو اپنی طبیعت صبح سے ہی کچھ بوجھل سی لگ رہی تھی لیکن وہ کچھ بھی کہ کر اذلان کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے فقط مسکرا دی۔ اگر وہ اسے کچھ بھی بتاتی تو یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ اذلان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہی بیٹھ جاتا جو وہ قطعی نہیں چاہتی تھی۔

"چلیں میں نکلتا ہوں آپ نے اپنا بہت خیال رکھنا ہے زیادہ اوپر نیچے مت ہوئیے گا ما م جو بھی کہیں مان لیجیے گا اور کھانے کے معاملے میں بلکل بھی انکار نہیں محرم سمجھ رہی ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

وہ تنبیہی انداز میں اسے روزانہ والا رٹا لگواتا ہوا بولا تو محرم ہنس پڑی۔ جیسے جیسے محرم کے دن قریب آ رہے تھے اذلان نے اس کا مزید خیال رکھنا شروع کر دیا تھا۔ اب تو وہ اسے سیڑھیاں چڑھنے اترنے بھی نہیں دیتا تھا۔

"آپ بلکل پریشان نہ ہو ریلیکس ہو کر آفس جائیں میں اپنا مکمل خیال کروں گی۔"

وہ مسکرا کر تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوئی اور ساتھ ہی عادت کے مطابق آیت الکرسی پڑھ کر اسے اس پہ پھونکی تو اذلان نے فرطِ جذبات سے اس کا گال چوم لیا اس کی حرکت پہ محرم سٹپٹا کر رہ گئی۔

"چلیں نیچے ہفتہ ہونے کو آ گیا ہے عفان کی شادی کی چھٹیاں ہی نہیں گزر رہی اس کی اب خیر نہیں ہے۔"

وہ اپنا کوٹ پہنتا ہوا غصے سے بولا۔ محرم کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آج عفان کی کلاس پکی ہے اس لیے مسکراہٹ دباتے ہوئے اس کی تقلید میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی نیچے کی جانب چل دی۔

وہ دونوں نیچے پہنچے تو عفان کو ریلیکس انداز میں صوفے پر بیٹھے دیکھ کر اذلان کے ماتھے پر لاتعداد بل نمودار ہوئے تھے۔ اس نے شرربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر پرسکون تھا۔

'چلو عفان جلدی سے تیاری پکڑو ہو آفس نہیں جانا کیا۔"

ازلان نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"کیا بھائی ابھی سے آفس ابھی تو میری شادی ہوئی ہے کچھ دن اس کے بھی انجوائے کرنے دیں نا بعد میں تو پرانی ہو جائے گی۔"

عفان نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا تو عزہ اور محرم نے مسکراہٹ چھپائی۔

"ایک ہفتہ ہو چکا ہے آپکی شادی کو اور چھٹیاں ہی نہیں ختم ہو رہی آپکی۔ کتنی انجوائے منٹ چاہیے آپکو۔"

ازلان نے اس کی جانب دیکھتے تنک کر پوچھا۔

"بھائی میری بیوی نے منع کیا ہے سختی سے کہ اب ایک مہینے تک آفس کو شکل نہیں دیکھانی میں اب اس کی بات سے قطعی نفی نہیں کر سکتا آپ جو مرضی کہیں یا پھر میری بیوی سے رابطہ کریں۔"

اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے سارا ملبہ عزہ کے اوپر پھینک دیا۔ عزہ اس کی بات پہ بدک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی حرکت پر ازلان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر پھر بات سمجھ آنے پر نفی میں سر ہلاتے تند نگاہیں اس کی جانب اٹھائی جبکہ عزہ اس کی باتوں پر ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

"بھائی میں نے نہیں کہا بلکہ میں تو انکو یہی بول رہی تھی کہ انہیں آفس جانا چاہئے اتنے دن ہو گئے ہیں گھر کیوں بیٹھے ہوئے ہیں آپ بھی تو اپنی شادی کے اگلے ہی دن آفس گئے تھے تو ان کے جانے میں کیا مضائقہ ہے۔"

عزہ نے جلدی سے اپنی بات مکمل کی مبادہ وہ مزید جھوٹ نا بول دے۔اس کی جلد بازی پر جہاں محرم مسکراتے چہرہ جھکا گئی وہی عفان نے اسے گھور کر چپ رہنے کا اشارہ کیا لیکن عزہ بھلا کب خاموش رہ سکتی تھی۔

"آدھے گھنٹے کے اندر اندر آپ مجھے آفس میں ملو اٹس مائی آرڈر عفان شاہ اینڈ نو مور ایکسکیوزز۔"

عزہ کی بات سنتے ہی سر کو ہلکی سی جنبش دیتے وہ دوبارہ عفان کی جانب متوجہ ہوا۔

"مگر بھائی۔"

"مزید کوئی بات نہیں عفان اٹس ڈن۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے اپنا بیگ اور گاڑی کی چابیاں میز پہ سے اٹھاتے باہر کی جانب چل دیا جبکہ عفان اس کی باتوں کے زیرِ اثر کئی لمحے تو وہیں بیٹھا رہا مگر پھر یاد آنے پر کہ آدھے گھنٹے میں آفس پہنچنا ہے اٹھ کر کمرے کی جانب چل دیا۔اسے جاتا دیکھ عزہ کا کب سے روکا ہوا قہقہہ بے ساختہ تھا۔محرم کی اپنی ہنسی بمشکل قابو کی ہوئی تھی مگر عزہ نے روکنا بھی ضروری نہیں سمجھا اور بنا رکے ہنستی چلی گئی اسے یوں ہنستا دیکھ زینے چڑھتا عفان تپ اٹھا تبھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے غیض کے عالم میں آدھے راستے سے ہی واپس اس تک آیا۔

"اتنا کیوں ہنس رہی ہو تم۔"

عفان نے مٹھیاں بھینچ کر جلتے بھنتے اس کے سامنے کھڑے ہو کر بھنویں اچکائی مگر عزہ نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کا غصے سے تپتا چہرے دیکھ کر پھر سے ہنسنے لگی۔اس کے جواب نہ دیتے دیکھ کر عفان نے نظر گھما کر ایک مرتبہ محرم کو دیکھا جو بمشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو رکھی ہوئی تھی اور واپس عزہ کی جانب دیکھا تھا اگلے ہی لمحے کچھ سوچتے وہ ایک جست میں اس کے قریب ہوتے جھکا اور جھٹکے سے اسے اپنی باہوں میں بھرتے کمرے کی جانب چل دیا۔اس کی

حرکت پر عزہ کی مستقل ہنسی کو سرعت سے بریک لگی چہرہ اس کی بے باکی پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس نے ایک نظر گھما کر اطراف میں دیکھا جہاں محرم کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا مگر محرم بھی کیوں وہ اس کے سامنے بھی اس کی حرکت پر شرمندہ ہو گئی۔

"فان نیچے اتارے مجھے کیا بد تمیزی ہے یہ۔"

عفان کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے غصے سے بولا جس پر عفان نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیئے۔عزہ نے نروٹھے پن سے اس کی جانب دیکھا۔

"اتاریں نیچے محرم آپی بیٹھی ہیں یہیں آپ کو شرم نہیں آتی۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔اس کی بات سن کر عفان نے زچ کر دینے والی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی اور اسے جواب دینے کے بجائے سیڑھیوں کے پاس جا کر رکا۔عزہ نے بے ساختہ سکون کا سانس لیا کہ اب وہ نیچے اتارے گا۔اس کی منتظر نگاہیں عفان کے چہرے پہ جمی تھی جواب نا جانے کیوں محرم کی جانب دیکھ رہا تھا۔کسی غیر معمولی پن کا احساس اسے شدت سے ہوا تھا اور اس کی توقع کے عین مطابق اس کی اگلی بات پہ عزہ باقاعدہ روہانسی ہو چکی تھی۔اس قدر شرمندگی اس قدر ذلت اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عفان کا سر کسی دیوار میں مار دے۔

"محرم میں اپنی وائف کو کمرے میں لے کر جا رہا ہوں یو نو ناں تیاری میں ہیلپ کرے گی میری آخر کو آفس بھی جانا ہے مجھے۔"

اس کی بات پر محرم کا مدھم سا قہقہہ لاؤنج کی فضا میں گونجا اور عزہ نے اپنا ماتھا پیٹ لیا اس بندے سے کوئی بعید نہیں کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی کر دے۔ محرم کو اطلاع دینے کے بعد عفان مزید نہیں رکا اس دوران عزہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی مگر عفان نے بھی سب نظرانداز کرتے ہوئے اسے کمرے میں لا کر ہی دم لیا تھا۔

"اب اتاریں مجھے نیچے پتہ نہیں آپی کیا سوچ رہیں ہو نگی۔"

عزہ دانت پیستے ہوئے پہلی بات اونچی جبکہ دوسری بڑبڑانے کے انداز میں بولی۔ دروازے کے پاس ہی عزہ کو اتارتے دروازہ کے ساتھ ہی اسے پن کیا ایک ہاتھ اس کی سائیڈ سے گزارتے دروازے کو لاک کیا اس طرح وہ اس کے مزید قریب ہو چکا تھا۔

"ہمم تو کیا کہہ رہی تھی نیچے۔"

دوسرا ہاتھ اس کے چہرے کی جانب لے جاتے دروازے پر رکھتے پوچھا اس طرح کے اب وہ مکمل اس کے حصار میں مقید ہو چکی تھی۔

"آپ۔ یہ کیا حرکت تھی عفان شرم نہیں آتی آپکو۔ پتہ نہیں آپی کیا سوچیں گی ہمارے بارے میں۔"

عزہ نے اس کے بدلے تیور دیکھتے گڑبڑا کر وضاحت دی۔

"تمھاری آپی کچھ نہیں سوچیں گی فلحال اس پر دھیان دو کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بوجھل لہجے میں بولا۔ عزہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"جائیں آپ تیار ہوں جائیں دیر ہو رہی ہے۔"

عزہ اس کی قربت پہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔عفان نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

"بہت ہنس رہی تھی ناں مجھ پر اب کیا ہوا اب نہیں ہنسوں کی جان من یا ترا نکل گیا ہے۔"

عفان نے ہلکا سا چہرہ اوپر کرے اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھی۔عزہ خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔اس کی حرکت پر عفان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے وہ جتنا خود کو نڈر ظاہر کر لیتی اس کے آگے اس کی قربت سے ہمیشہ گھبرا جاتی تھی مگر ظاہر نہیں ہونے دیتی اور اس کی یہی ادا ہی تو عفان کو پسند تھی۔

"ویسے تو بڑی شیرنی بنی پھرتی ہو اب کیوں بھیگی بلی بن گئی۔"

عفان نے ہلکا سا مسکراتے اس سے سوال کیا جس پر عزہ کے چہرے پہ محفوظ کن مسکراہٹ ابھری تھی۔اس کی پلکیں لرز کر سرخ عارض پہ سجدہ ریز ہوئی تھی۔

"آپ جائیں یہاں سے اچھا ہوا اذلان بھائی نے آفس آنے کا کہا ہے آپکو اب دیر ہو گی تو مزید ڈانٹ پڑے گی پھر مزہ آئیگا آپ کو۔"

اس کی بات سنتے عزہ نے خود کو کمپوز کرتے اسے جواب دیا جس پر عفان قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا ہے ناں لیٹ ہو گا تو کہونگا میری بیگم نہیں آنے دے رہی تھی۔"

کان کے قریب ہوتے سرگوشی میں کہتے اچانک ہی اس کے گال کو شدت سے چوم گیا۔

"آپ۔میں اذلان بھائی سے کہونگی سارا دن آپ کو وہیں رکھے بہت بے شرم ہیں آپ۔گھر واپس ہی نا آنے دیں وہ آپکو۔"

عزہ کو کچھ سمجھ نہ آیا تو دھمکی دیتے ہوئے بولی۔

"کیا کہو گی ان سے کہ میرا شوہر بے شرم یعنی رومینٹک ہے۔ کوئی بات نہیں کہ دینا مگر یقیناً وہ تمہاری کسی بھی بات کو کسی کھاتے میں نہیں لائیں گے کیونکہ خود بھی وہ ایسے ہی ہونگے میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔"

ہنستے ہوئے کہتا وہ عزہ کو زہر سے بھی برا لگا تھا۔

"جائیں یہاں سے تیار ہوں ورنہ۔"

عزہ نے وارن کرنے کے انداز میں کہا۔

"ورنہ کیا۔"

عفان نے چیلینجنگ انداز میں کہتے چہرہ اس کے قریب کرتے اس کے گال کو انگلی سے چھوا۔اس کے انداز پر عزہ دلکشی سے مسکرائی اور ایک جست میں اپنا پیر ایک بار پھر عفان کے پیر پر زور سے مارا تھا۔

"افففف ظالم لڑکی کیا کرتی ہو تمہیں قدر ہی نہیں اتنے اچھے شوہر کی۔"

عفان دہائی دیتے پیچھے ہوا تو عزہ نے دل جلانے والی مسکراہٹ اسے پاس کی اور ساتھ ہی ڈریس اسے تھمایا تھا۔

"جلدی ریڈی ہو کر آئیں آپ کو آفس بھی جانا ہے۔"

عزہ نے اسے کپڑے تھماتے جلدی سے واشروم کی طرف بھیجا اور سکون کی سانس لی۔ابھی وہ واپسی کیلیے مڑی ہی تھی کہ عفان نے اس کا ہاتھ کھینچ کر سامنے کرتے ماتھے پر بوسہ دیا اور مسکراتے ہوئے واشروم کی جانب بھاگ گیا۔عزہ بھی ایک نظر اس کی پشت کو دیکھ کر مسکراتی باہر کی جانب چل دی لیکن جب کافی دیر تک عفان نیچے نہیں آیا تو اسے پریشانی سی ہونے لگی۔تحریم بیگم کے کہنے پہ وہ اسے بلانے کی غرض سے دوبارہ کمرے میں آئی تو وہ آرام سے بستر پر نیم دراز تھا۔عزہ اس کی حرکت پہ کنگ رہ گئی۔

"آپ لیٹے کیوں ہیں جائیں آفس تیار ہوں۔"

عزہ نے پریشانی سے بیڈ کی سائیڈ پر کھڑے ہو کر اس کا شانہ زور زور سے ہلایا۔

"کیوں لیٹنا منع ہے۔"

اس کے سوال پر عفان نے شانِ بے نیازی سے پوچھا۔

"نہیں مطلب آپ نے آفس جانا تھا۔"

اس نے آنکھیں سکیڑتے اس کا جائزہ لیا جو تھا تو بلکل ٹھیک مگر نجانے کیوں سکون سے لیٹا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ اسے ازلان کا بھی کوئی خوف نہیں آرہا تھا۔

"جانا تھا مگر میں نے بھائی کو کل کا کہہ دیا ہے اور یقین مانو ڈانٹ پڑنے کے بعد بہت اچھی نیند آتی ہے اس لئے میں سو رہا ہوں۔"

عفان نے اسے کہتے ساتھ ہی مزے سے کروٹ بدل لی۔

"افففف اللہ۔"

عزہ نے اس کی عجیب منطق پہ ماتھا پیٹتے پیر پٹختے ہوئے باہر کی جانب چلی گئی۔ ازلان کے جاتے ہی محرم کافی دیر سے لاؤنج میں شازیہ بیگم اور عزہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

"محرم بیٹا اب تھوڑا آرام کر لو کافی دیر سے بیٹھی ہوئی ہو جاؤ اور یہ رنگ کیوں پیلا پڑ رہا ہے۔ طبیعت ٹھیک ہے نا۔ ابھی تو دن ہے پھر بھی کیوں زردی مائل رنگت ہو رہی ہے۔"

وہ محرم کو ہدایت دیتی ہوئی ساتھ ہی تشویش سے بولی تو عزہ نے بھی پریشانی سے اس کی سمت دیکھا جس کی حالت اسے صبح سے ہی عجیب سی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہیں نہیں کچھ نہیں میں آرام کر لیتی ہوں ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

وہ مسکرا کر انہیں ٹال کر بولتی صوفے کا سہارہ لیتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن وہ انہیں یہ نہ بتا پائی کہ اسے صبح سے ہی عجیب سا درد تھا لیکن وہ لاپرواہ بنی بیٹھی ہوئی تھی۔

"جاؤ عزہ آپی کو کمرے میں چھوڑ آؤ میں ملازمہ کے ہاتھ دودھ بھجواتی ہوں۔"

وہ عزہ کو اسے لے جانے کی ہدایت کرتی کچن کی طرف چلی گئی عزہ نے بھی اس کے ہاتھ پکڑ کر اس کے کمرے کا رخ کیا۔

"آپ یہاں بیٹھے میں ایک منٹ میں آئی۔"

وہ کہتے ہی جھپاک سے واشروم میں بند ہوگئی تو محرم نے موبائل ہاتھ میں پکڑا کہ شاید اذلان کا کوئی فون میسج آیا ہو لیکن خالی سکرین دیکھ کر دل مسوس کر رہ گئی۔ اتنی دیر میں عزہ بھی واپس آگئی۔ عزہ نے اس کی پشت پہ تکیے لگاتے اسے سہارہ دے کر لٹایا تو محرم کو قدرے سکون ملا تھا۔

"یہ عفان پھر سے سو گیا کیا۔"

محرم حیرانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی تو عزہ نے کوفت سے شانے اچکائے۔

"ان کے مطابق ڈانٹ کھا کر زیادہ اچھی والی نیند آتی ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتی ہوں وہ میری تو بلکل نہیں سنتے۔"

وہ اس کا لاجک بیان کرتے ہوئے بولی تو محرم بے ساختہ ہنس پڑی اسی دوران ملازمہ دودھ کا گلاس لے آئی جسے عزہ نے تھام کر محرم کی جانب بڑھایا تھا۔

"شاہ نہیں ہیں یہاں تو تم شاہ کی کمی کو پورا کر لو۔"

وہ مصنوعی ناراضگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو عزہ نے جلدی جلدی سے دودھ ختم کرنے کی تاکید کی تھی۔ کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد عزہ اسے لٹا کر اچھی طرح تسلی کر کے کمرے کی لائٹ بند کرتے باہر آگئی تو محرم نے بھی سکون سے آنکھیں موند لی مگر ابھی بھی وجود میں ہلکی ہلکی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ تقریباً مغرب کے

وقت اذانوں کی آواز پہ اس کی آنکھ کھلی تو وہ بوکھلا کر اٹھی لیکن ایکدم اٹھنے کی بدولت جسم میں ایک ٹیس سے اٹھی مگر وہ ہنوز نظرانداز کرتے نماز پڑھنے کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کسی نے اٹھایا بھی نہیں اتنا کیسے سو گئی میں۔ کبھی بھی اتنی دیر نہیں سوئی۔"

وہ سر مسلتے ہوئے واشروم کی سمت چل دی تاکہ وضو کر سکے۔ وضو کرتے حجاب چہرے کے گرد لپیٹتی جوں ہی باہر نکلی تو درد ایکدم سے بڑھ گیا۔ بڑے ضبط سے چلتے ہوئے وہ دیوار کا سہارہ لیتے بیڈ پر بیٹھی عین اسی وقت موبائل پہ آنے والی کال دیکھ کر اس کے ہونٹ خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"کہاں تھی پہلے بھی دو دفعہ فون کیا۔"

کال اٹھاتے ہی اذلان نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا جو ہنوز مسکرا رہی تھیہ

"وہ پتہ نہیں کیسے اتنی دیر سوئی رہ گئی اب آنکھ کھلی ہے تو نماز پڑھنے لگی تھی۔

آہہ۔"

اچانک سے بولتے بولتے درد ایکدم بڑھتا چلا گیا۔ وہ تکلیف سے کراہ اٹھی تو اذلان کی دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔

"محرم آپ ٹھیک ہیں نہ مجھے سچ سچ بتائیں۔"

وہ سارے کام چھوڑ کر اپنی چابیاں پکڑتا ہوا بولا۔

دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑک اٹھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"آپپ گھ گھر آجائیں پپ۔ پلیز۔"

وہ درد سے کراہتے ہوئے بولی تو اذلان نے لفٹ کی جانب دوڑ لگائی اور ساتھ ہی شازیہ بیگم کا نمبر ٹرائے کرنے لگا لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا یکدم ذہن میں خیال آتے ہی اس نے عفان کے نمبر پر فون کیا جو پہلی بیل پہ اٹھا لیا گیا۔

"عفان فوراً عزہ کے ساتھ میرے کمرے میں پہنچو محرم کی طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

وہ پریشانی سے انگیشن میں چابی گھماتے ہوئے بولا۔۔اس کی بات سنتے ہی عفان بوکھلا کر دوڑتا ہوا اذلان کے کمرے کی سمت بھاگا جاتے جاتے عزہ کو شازیہ بیگم کو بلانے کا کہنا نہ بھولا مگر دروازہ کھولتے ہی جو منظر اسے دیکھنے کو ملا وہ اس کی جان نکالنے کیلیے کافی تھا۔

وہ تیز قدموں سے چلتے زمین پر درد سے بے حال ہوتی محرم کے پاس بیٹھا جو زمین پر گری درد سے دوہری ہو رہی تھی۔

"میری بچی کیا ہو گیا عفان فوراً گاڑی نکالو۔"

عزہ تو اس کی حالت دیکھتے باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی عفان بنا کسی وقت کی تاخیر کیے محرم کو گود میں اٹھاتا باہر کی سمت بھاگا تو وہ دونوں بھی اس کی تقلید میں نکلی۔ ہسپتال پہنچتے ہی اسے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تھا۔

"فان آپی کو کچھ ہو گا تو نہیں نہ۔"

عزہ اس کا بازو پکڑتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں بولی تو عفان اسے اپنے حصار میں لیتا ہوا شازیہ بیگم کے پاس آیا اور انہیں تسلی دی۔ حالانکہ وہ خود اس وقت نہایت سہا ہوا تھا۔ وہ بھی ایسی صورتِ حال میں گھبرا گیا تھا۔ اتنی دیر میں تحریم بیگم زمان صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔

"یہ اذلان کہاں رہ گیا ہے۔"

احتشام صاحب نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے استفسار کیا۔اس سے پہلے کے عفان کوئی جواب دیتا ڈاکٹر کے ایمرجنسی میں باہر آنے پر سب ان کی سمت متوجہ ہوئے تھے۔

"دیکھیے آپ کی بہو کو میں نے پہلے بھی بتایا تھا شاید وہ پریشے بیٹی کے ساتھ آئی تھی جب کی بات ہے کہ وہ اس لحاظ سے ابھی بہت کمزور ہیں انہیں میں نے تھوڑا مزید وقت لینے کو کہا تھا کہ ابھی اتنی جلدی نہیں ہے اس چیز کیلیے فزیکلی مضبوط ہونا بے حد ضروری ہے لیکن وہ کسی صورت نہیں مانی لیکن اب ان کی حالت کافی تشویشناک ہے آپ لوگ خاؤ دعا کریں۔"

وہ تو پیشہ وارانہ انداز میں انہیں یہ خبر سنا کر جا چکی تھی مگر جاتے جاتے سب کا سکھ چین سب کچھ ساتھ لے کر جا چکی تھی۔عفان نے پریشانی سے پیشانی مسلتے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اذلان کو سکتے کی حالت میں کھڑا دیکھ ساکت رہ گیا جس کی آنکھیں ضبط کے مارے سرخ ہو رہی تھی لیکن جلد ہی وہ خود پہ قابو پاتے اس تک پہنچا تھا۔اذلان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا۔اس کا سر بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں ہلا تھا۔

"وہ ایسا کیسے کر سکتی ہیں میرے ساتھ مجھے پوچھنا تو دور مجھے بتانا تک گوارا نہیں کیا۔کیا یہی اہمیت ہے ان کی زندگی میں میری۔میں نے کبھی کسی چیز کیلیے انہیں پریشرائز نہیں کیا کہ مجھے ابھی ہی چاہیے مگر انہوں نے مجھے میری ہی نگاہوں میں گرا دیا ہے۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے بولا جبکہ اس کی آنکھوں کی نمی اور اس کے لبوں سے ادا ہوتے الفاظ سب کے دل چیر گئی۔

"بھائی میری بات سنیں۔"

عفان نے اسے قابو کرنا چاہا لیکن وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا شاید تبھی شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وہی روک دیا۔

"تمہارے فون کا انتظار کروں گا۔"

"کہاں جا رہے ہو اذلان یہ ٹھیک نہیں ہے اس ٹائم پہ اپنے شوہر کی ہی ضرورت ہوتی ہے ایک بیوی کو تمہیں تو یہ بات اچھے سے اذبر ہونی چاہیے کم از کم۔"

شازیہ بیگم اسے لتاڑتے ہوئے بولی۔ اذلان نے تلخ مسکراہٹ سمیت ان کی جانب دیکھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے بے دردی سے اس کے منہ پہ تمانچہ مارا ہو۔ وہ انہیں نظرانداز کرتے اپنے چہرے پہ پتھریلے تاثرات سجاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اپنے غم میں تو وہ یہ بات بھول ہی گیا تھا شاید کہ وہ اندر اسی کی اولاد کی خاطر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے۔

"میری بچی۔"

تحریم بیگم عزہ کے گلے لگتے تکلیف سے رو دی جبکہ اس بار عزہ بھی اپنے آنسوؤں پہ قابو نہ رکھ پائی۔ وہ ہسپتال سے نکلتے ہی بے مقصد سڑکوں پہ گاڑیاں دوڑاتا رہا تھا۔ اس کے دماغ میں بس ڈاکٹر کے وہ الفاظ گونج رہے تھے جس نے اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحتیں مفلوج کر دی تھی۔ پریشانی میں وہ مسلسل سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔ اس کی زندگی میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

"میں آپ کو بلکل معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا محرم اتنی بری بات مجھ سے چھپا کر آپ نے بلکل اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔"

اسی دوران رنگ ٹون کی آواز پہ گاڑی کی فضا میں ارتعاش پیدا ہوا وہ سرعت سے موبائل کی سمت متوجہ ہوا جو مسلسل بج رہا تھا عفان کالنگ جگمگاتا دیکھ اس نے بنا کسی دیری کے فوراً فون اٹھاتے کان سے لگایا لیکن دوسری جانب کی خبر سنتے ہی سٹیرئینگ پہ اس کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ آنکھوں میں ابھرتی نمی کو اس نے بڑی مشکلوں سے چھپایا اور گاڑی آگے کی سمت بڑھادی کیونکہ اگر وہ ہسپتال چلا جاتا تو اپنے آپ پر قابو نہیں کر پاتا اور وہ اپنا ایسا رویہ ظاہر کر دیتا جو اس کی برداشت سے باہر ہوتا۔ اس نے کچھ سوچتے پریشے کو فون ملایا جو دوسری بیل پہ ہی اٹھالیا گیا تھا۔

"کیوں چھپایا آپ نے مجھ سے پریشے۔"

وہ پریشے کو فون کرتے ہی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتا ہوا مدعے کی بات پہ آیا۔ اس کے لہجے کا بھاری پن پریشے نے صاف محسوس کیا تھا۔ ایک نئے سرے سے پشیمانی نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

"بھائی وہ محرم۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی وہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ گیا۔

"بہت غلط کیا آپ نے۔ میرے سے ذکر تو کرتی ک از کم اگر آج انہیں کچھ ہوتا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے۔"

وہ کرب کی انتہا پہ تھا۔ اس کا نم لہجہ محسوس کر کے پریشے کو شرمندگی نے آن گھیرا۔ وہ جہاں کی تہاں رہ گئی یہ بات تو اس نے سوچی ہی نہیں تھی۔

"بھائی پلیز مجھے معاف کر دیں لیکن اب تو وہ۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی اذلان نے دکھتے سر کو دباتے فون کاٹ دیا اور سر سیٹ ٹکاتے اپنی جلتی آنکھیں موند لی۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کچھ تہس نہس کر دے۔ ڈاکٹر کی باتیں یاد کرتے ایک لمحے کیلیے اس کی دھڑکن پھر سے رکی تھی اگر انہیں سچ میں کچھ ہو جاتا تو پھر اذلان کا کیا ہوتا۔

****

اذلان کے جانے کے تقریباً پونے گھنٹے بعد ڈاکٹر مسکراتی ہوئی آپریشن تھیٹر سے باہر آئی اور مسکراتے ہوئے انہیں گویا زندگی کی نوید سنائی تھی۔ یہ بات ان سب کے تھکن زدہ چہروں پہ زندگی کی لہریں دوڑا گئی۔ ان سب نے تشکرانہ انداز میں اس ڈاکٹر کی جانب دیکھا تھا۔

"مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔"

یہ پانچ الفاظ ان سب کو اس وقت دنیا کے سب سے قیمتی الفاظ لگے تھے تحریم بیگم تو ان کی اگلی بات سنے بغیر ہی فوراً شکرانے کے نفل ادا کرنے پریئر روم کی جانب چلی گئی۔ ڈاکٹر کے تعاقب میں ہی نرس مسکراتے ہوئے نیلے کمبل میں لپٹا ہوا سرخ و سفید رنگت کے گل گوتھنے کو لے کر ان کے پاس آئی شازیہ بیگم نے فوراً سے پہلے آگے بڑھتے اسے تھام لیا آخر کو ان کے جان سے پیارے بیٹے کی اولاد تھی۔ ان کی گود میں آتے ہی وہ بری طرح کسمسایا تھا۔ انہوں نے نم آنکھوں کے ساتھ اس ننھی سی جان کے ماتھے پہ لب رکھے۔

"میری بیٹی کیسی ہیں۔"

تحریم بیگم نے دل پہ جبر کرتے پوچھا تو شازیہ بیگم بھی ڈاکٹر کی سمت متوجہ ہوئی۔

"شی از فائن انڈر آبزرویشن ہے ابھی تھوڑی دیر تک کمرے میں شفٹ کرتے ہی آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"

وہ پیشہ وارانہ انداز میں کہتی مسکراتے وہاں سے چلی گئی تو سب نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔

شازیہ بیگم کی نظروں نے ازلان کو ڈھونڈا تھا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا۔ وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ نا جانے اب وہ لوٹے گا بھی یا نہیں اور اگر محرم نے ہوش میں آتے ہی اس کے متعلق استفسار کیا تو وہ کیا جواب دیں گی انہیں۔ یہی سوچ انہیں پریشان کر رہی تھی۔ انہوں نے اسے تحریم بیگم کے حوالے کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ محرم سے ملنے کمرے میں آ چکے تھے کیونکہ ڈاکٹرز کے مطابق اسے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ احتشام صاحب نے تو پورے ہسپتال میں مٹھائیوں کے ٹوکرے بنٹوائے تھے۔ اتنی بڑی خوشی کی خبر ملتے ہی وہ لوگ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

"یہ تو ماما پکا ازلان بھائی کی کاپی ہے بس غصے میں ان پہ نہ جائیں توبہ توبہ میں مزید ایک ازلان بھائی برداشت نہیں کرونگا۔"

عفان کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا توبہ کرنے والے انداز میں بولا تو سب اس کی بات پہ مسکرا دے۔

"نہیں جی دیکھو اس کی آنکھیں محرم جیسی ہیں۔"

پریشے جو معاذ کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہی ہسپتال آئی تھی عفان کے ہاتھ سے بچے کو لیتے ہوئے بولی۔ ان سب کی ملی جلی آوازوں پہ محرم نے مندی مندی آنکھیں کھولی تو تحریم بیگم کو اپنے اوپر جھکا پایا۔ اس نے مسکرانے کی کوشش کی مگر تکلیف کے باعث مسکرا بھی نا سکی۔

"آج میری بیٹی بھی ماما بن گئی ہے۔"

وہ محرم کا ماتھا چومتے ہوئے بولی تو وہ آنکھوں میں نمی لیے ہمت کرتے مسکرا دی۔ان سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ اس کی نظروں نے شدت سے اذلان کو تلاش کرنا چاہا لیکن نظریں ناامید ہو کر واپس لوٹ آئی اس نے افسردگی سے ان سب کی سمت دیکھا جو صرف بچے کی سمت متوجہ تھے۔کسی نے بھی اس کی جانب دھیان نہیں دیا تھا۔

"یہ تو مجھے اذلان سے بھی کوئی پہنچی ہوئی چیز لگ رہا ہے یہ نا اذلان ہے نا عفان یہ اکیلا ہی سب کو تگنی کا ناچ نچانے والا ہے۔"

احتشام صاحب زیرک نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھتے اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے بولے۔ان کے تبصرے پہ وہ کھل کر مسکرایا تو باقی سب کے منہ حیرے کے مارے کھلے کے کھلے رہ گئے۔اسی دوران عزہ کی نگاہ محرم کی جانب اٹھی جو نگاہیں اطراف میں دوڑا رہی تھی۔

"کیا ہوا آپی۔"

عزہ اس کے پاس آکر بال سہلا کر بولی تو محرم نے آنکھوں کی نمی کو اندر اتارا۔

"شاہ۔"

محرم نے پریشانی سے پوچھا تو عزہ نے حلق تر کر کے نظریں چرائی۔اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اذلان غصے میں وہاں سے جا چکا ہے۔اسے اس کی بات کا جواب دینا بے حد مشکل کام لگا تھا۔

"آپ اتنی بڑی ہو گئی محرم کہ اتنی بڑی بات اپنی ماما تک سے شئیر نہیں کی۔"

جواب عزہ کے بجائے تحریم بیگم کی جانب سے آیا۔محرم نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"اور ماما دیکھیں آپی نے یہ بات جنہیں بتائی وہ بھی مہان ہستی تھی۔"

عزہ ان کی بات پہ ٹکڑا لگاتے ہوئے بولی تو پریشے نے اسے آنکھیں دکھائی لیکن سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر شرمندگی سے نظریں جھکا گئی۔

"چلیں اب تو سب کچھ ٹھیک ہے نہ پریشان نہ ہو۔ کیوں بلاوجہ سب کو پریشان کر رہی ہو۔"

پریشے محرم کا دھیان ہٹانے کو بولی تو سب نے اس کی بات پہ عمل کیا جبکہ محرم کا دل آنے والے لمحات کا سوچتے ہوئے دکھ سے بھر گیا۔ اگر اس بابت اذلان کو علم ہو گیا تھا تو وہ تو غصے کا انتہائی تیز تھا کیا وہ اسے معاف کر دے گے۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچ لیا۔ وہ کہاں تھا اسے تو ہر پل صرف اس کا ہی انتظار تھا۔

سب اس کے آرام کے خاطر بچے کو بے بی کاٹ میں لٹاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔ صرف اس دوران شازیہ بیگم ہی کمرے میں اس کے پاس موجود تھی تا کہ اسے کسی چیز کی ضرورت نا محسوس ہو۔ ایک دائیں جانب رکھے ٹو سیٹر صوفے پہ سکون سے بیٹھ گئی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ہولے سے کھلا تھا اور تھکا تھکا سا اذلان کمرے میں داخل ہوا۔ شازیہ بیگم اسے ایک نظر دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اگر بات کرنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو زیادہ ناراضگی مت جتانا۔ زخم ابھی تازہ ہے تم اس پہ مرہم رکھنے کی بجائے اپنے غصے سے نمک مت چھڑکنا ورنہ تکلیف زیادہ اٹھے گی جو یقیناً نا قابل برداشت ہو گی۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ممتا بھرے لہجے میں بولتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ کسی کے قدموں کی آہٹ پر اس نے مندی مندی آنکھیں کھولی تو وہ بے بی پہ جھکا اسے اٹھا رہا تھا اس گود میں اٹھاتے ہی اذلان نے دنیا جہاں کا سکون اپنے رگ و جان میں اترتا محسوس کیا اس کے ماتھے گالوں ہاتھوں پہ بوسہ دیتے ہوئے وہ کسی اور ہی جہان میں تھا جبکہ اسے

اتنا خوش دیکھ کر محرم طمانیت سے مسکرادی تھی۔ وہ بچے کے ایک ایک نقش کو چوم رہا تھا محبت سے دیکھ رہا تھا اور محرم کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کے زخموں پہ مرہم رکھ رہا ہو۔

لیکن کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی اسے اپنی جانب متوجہ نہ ہوتا دیکھ اس کی آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر اسے نظرانداز کر رہا ہے۔

"یہ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے۔"

وہ لبوں کو چباتے ہوئے دل میں بولی۔ بے چینی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

"شش شاہ۔"

محرم کی رندھی آواز پہ اس کا حرکت کرتا ہاتھ تھم گیا اور ماتھے کی رگیں تن گئی۔ اس نے اس دوران پیچھے مڑ کر دیکھنا گوارا نہ کیا۔ اس کی بے رخی پہ محرم کے آنسو زار و قطار بہنے لگے دل کی دھڑکن سست پڑنے لگی۔ وہ کیسے اس شخص کی بے رخی سہ سکتی تھی جس کا صرف اس نے محبت بھرا انداز ہی دیکھا تھا۔

"پلیز ایسے تو مت کریں۔"

وہ دبے لہجے میں بولتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ اذلان نے نرمی سے بے بی کو واپس لٹا کر فوراً سے پہلے اسے سہارا دیا تھا۔ اس کا سہارا پاتے ہی وہ اس کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو دی اسے روتا دیکھ اذلان نے بری مشکلوں سے اپنے اوپر ضبط کیا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی غلطی کی اسے اتنی بڑی سزا دے۔

"کیا میں آپ کیلیے کوئی معنی نہیں رکھتا محرم کہ مجھے آپ نے بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔ کیوں محرم۔ میرے لیے یقین کریں آپ سے عزیز کچھ نہیں تھا۔ میں سب کچھ ختم کر دیتا آپ۔"

وہ اس کا چہرا دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے کرب سے بولا تو محرم اس کی حالت دیکھتے تڑپ گئی۔

"شاہ میں آپ کیلیے۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ درشتی سے اس کی بات کاٹ گیا۔

Damn it why don't you understand You are important for me or nothing else.

وہ اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے دھیمی آواز میں دھاڑا تو وہ کانپ کر رہ گئی لیکن اس کی حالت کی پیشِ نظر اذلان نے اس کے آنسو سرعت سے صاف کیے اور اس کے ماتھے پہ اپنا پر حدت لمس چھوڑا تھا۔ محرم اس کے پل پل بدلتے مزاج پہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"آپ نے دیکھا بے بی کو۔"

وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے نقاہت ذدہ لہجے میں بولی تو اذلان نے مسکرا کر سر ہلایا اور ساتھ ہی اسے گود میں بھرتے محرم کے پاس لایا۔ محرم نے نرمی سے اسے تھام کر اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"یہ تو بلکل آپ نے جیسا ہے یہ دیکھیں آنکھیں نوز۔"

شدتِ جذبات سے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔ اذلان نے جھک کر دونوں کی پیشانی چومی تھی۔

"یہ بہت پیارا ہے اور مجھے بے حد عزیز ہے صرف اس لیے کہ یہ آپ کے وجود کا حصہ ہے۔"

وہ اس کے گال کو سہلاتے ہوئے محبت سے بولا۔ محرم اس کی اتنی محبت پر سب بھول کر اسے دیکھے گئی کہ اتنا شاندار شخص صرف اس کا ہے۔ وہ ہر بار اپنے عمل سے اسے خود پہ فخر کرنے کا ایک اور موقع دے دیتا تھا۔

"کیا ہم اب اندر آ سکتے ہیں پیٹ میں درد شروع ہو گیا اب تو لیکن آپ لوگوں کا رومینس ہی نہیں ختم ہو رہا۔"

عفان بولتے ساتھ ہی اندر آ چکا تھا اور ان کے ہاتھ سے بچے کو لیتا ہوا بولا۔ اذلان نے پر سکون انداز میں عفان کو دیکھا تھا۔

"یہ تو اپنے چاچو پہ جائے گا۔"

وہ اس کے ماتھے پہ لب رکھتا ہوا بولا تو بچے کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے۔ عفان اور اطراف میں اس پہ جھکے باقی سب اس کی حرکت پہ ساکت رہ گئے۔

"ناٹ اگین بھائی یہ آپ پہ بلکل نہیں جانا چاہیے۔"

اس کے ماتھے پہ شکنیں دیکھ کر جہاں سب کی ہنسی چھوٹی وہی عفان نے روہانسا سا منہ بنایا۔ اذلان اس کی بات پہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔

"اچھا بھائی آپی اس کا نام کا رکھنا ہے۔"

عزہ اس کا گال چھوتی ہوئی بولی۔

"اس کا نام ہم ادیان رکھیں گے۔"

پریشے نے فوراً سے پہلے نام بتاتے ہوئے سب کو دیکھا جیسے سب کی تائید چاہی تو سب نے مسکرا کر سر ہلایا جیسے انہیں نام پسند آیا ہو۔

"تم کس خوشی میں رکھو گی نام بھئی۔"

عفان اس کے بالوں کو کھینچتے ہوئے اسے چڑانے والے انداز میں بولا تو وہ چڑ بھی گئی۔

"اکلوتی پھپھو ہوں بھی اس کی حق بنتا ہے میرا۔"

وہ اترا کر فخریہ گردن اکڑا کر بولی۔

"وہی پھپھو جو جگہ جگہ فساد ڈلواتی ہے۔"

وہ تمسخرانہ نگاہوں سے پریشے کی جانب دیکھتے قہقہہ لگاتے ہوئے گویا ہوا۔پریشے نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ادیان ازلان شاہ۔"

احتشام صاحب اسے عفان سے لیتے ہوئے محبت سے بولے بولے تو محرم اور ازلان نے نم آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا جہاں ایک کی آنکھوں میں دوسرے کیلیے محبت ہی محبت تھی جبکہ دوسرے کی آنکھوں میں عقیدت عزت سب کچھ تھا اس شخص کیلیے جو اس کا متاعِ جان تھا۔

Thanku for completing me.Today i m blessed.

وہ اس کی جانب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تو محرم طمانیت سے مسکرا دی۔

****

آیت کو جب سے محرم کے بیٹے کا علم ہوا تھا وہ مسلسل صائم کا سر کھا رہی تھی مگر وہ بھی سکون سے سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا جیسے اس کی بات پہ کان نا دھرنے کی قسم کھالی ہو۔

"آج آپ مجھے نہ لے کر گئے نہ میں سہی کہہ رہی ہوں میں حجاب کو لے کر اس گھر سے نکل جاؤں گی۔"

آیت اسے انگلی دکھاتے ہوئے بولی تو صائم نے ماتھے پہ بل ڈالتے اس کی جانب دیکھا۔

"ارے ارے تم جاؤ میں تو اس گھر کو چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ۔"

حجاب اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولی تو آیت نے آنکھیں چڑھائی اور کینہ توز نگاہوں سے صائم کی جانب دیکھا جو پر سکون سا صوفے سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ادیان کو دیکھنے جانے کا کہہ رہی میں ہم ہی کیوں ہمیشہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ سب دیکھ لیتے ہیں میں اس کی اکلوتی مامی ہوں۔"

وہ روہانسے لہجے میں بولی تو زمان صاحب نے گھور کر صائم کو دیکھا۔ ان کے گھورنے پہ وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا اور تھک ہار کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آیت کی آنکھیں اس کے اٹھنے سے ہی چمک اٹھی تھی۔

"جا رہا ہوں بابا میں۔ اب آپ مجھے اپنی اس بیٹی کیلیے آنکھوں ہی آنکھوں میں نگلیے گا مت۔"

وہ ہاتھ جوڑ کر اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولتے کمرے کی سمت چل دیا۔ آیت گردن اکڑا کر مسکرا دی اور حجاب کو تیار ہونے کی تاکید کرتی صائم کے پیچھے چل دی۔

"آیت دھیان سے جاؤ بھاگو مت۔"

تحریم بیگم سخت لہجے میں بولی تو اس کے قدموں کی رفتار بے ساختہ سست پڑی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ چہرے کا رخ موڑے کچھ کرنے میں مصروف تھا۔ اس کا چہرہ اس جانب نا ہونے کی بدولت وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

"الے الے میلا بابو ناراج ہو دیا۔"

آیت اسے دیکھنے کی کوششوں میں اچکتے مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی لیکن صائم نے کوئی جواب نہ دیا۔

"خانئنن۔"

وہ اسے خود کو مسلسل نظر انداز کرتا دیکھ چیخ کر بولی۔ صائم نے کانوں پہ بے ساختہ ہاتھ رکھے اور اسے گھور کر دیکھا تھا۔اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ آیت کی آنکھوں میں شرارت ناچی تھی۔

میں کیسے مناؤں پیا،

مینوں پیا منانے دا ڈھنگ نہ۔

وہ ہاتھ اپنے ماتھے پر ٹکاتے ڈرامے لگاتے ہوئے بولی۔

تو صائم نے تاسف سے سر ہلایا۔یہ لڑکی اپنی حرکتوں سے اسے پاگل کرنے کے درپے تھی مگر اب پریشانی اسے اپنے بچے کی بھی تھی جو اب اس کے وجود کا حصہ تھا۔وہ اسے بلکل بھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔

"تمہاری حرکتیں دیکھتے ہوئے مجھے میرے بچے سے کوئی اچھی امید نہیں ہے ویسے۔"

وہ شرٹ پہنتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو آیت اپنی اس قدر ناقدری پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"کیا ہے میری حرکتیں بتائیں گے ذرا۔"

وہ کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تند نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو صائم گہری سانس بھر کر رہ گیا۔اب اتنی لمبی لسٹ اسے کیسے سناتا۔

"یہ دیکھو میری ایک بات مانو۔ تھوڑی سی عقل کا استعمال کروا گر نہیں ہے نہ یہاں تو میرے سے ادھار لے لو یقین کرو میں واپس بلکل نہیں مانگوں گا سمجھ لینا میں نے تمہیں بطور تحفے میں دے دی۔"

وہ اس کے ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں بولا تو آیت نے غصے سے نتھنے پھلائے جبکہ صائم نے بڑی مشکلوں سے مسکراہٹ چھپائی تھی۔

"آپ کیوں مجھے اتنا تنگ کرتے ہیں۔"

وہ بیچارہ سا منہ بنا کر بولی تو صائم نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"مجھے مزا آتا ہے نہ۔"

وہ اس کی تیکھی ناک دباتے ہوئے بولا۔ آیت نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کو مزا آتا ہے نا۔"

وہ اس کے گال کے قریب اپنے لب لے جاتے ہوئے والہانہ لہجے میں بولی۔ صائم کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسی میں کھوتا چلا گیا۔

"ہمم۔"

جواباً وہ مدہوشی میں بولا وہ اس کی قربت میں بہکتا جا رہا تھا۔

"آہہہ۔"

اگلے ہی لمحے صائم زوردار چیخ مار کر پیچھے ہوا اور گھور کر اس کی جانب دیکھا جو اسے کاٹ کر پیٹ پہ ہاتھ رکھے اب مسلسل ہنس رہی تھی۔

"تمہاری تو۔"

اس نے آیت کا بازو پکڑ کر کھینچ کے اپنے قریب کیا تو آیت کی ہنسی سرعت سے غائب ہوئی تھی۔

"نوخان آپ ایسا نہیں کریں گے۔"

وہ اسے اپنے گال پہ جھکتا دیکھ کر آنکھیں میچ کر بولی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اب وہ اس سے بھرپور انداز مین بدلہ لے گا لیکن اپنی توقع کے برعکس اپنے گال پر نرم گرم لمس محسوس کر کے اس نے بے یقینی کی کیفیت میں پٹ سے آنکھیں کھولتے اس کی جانب دیکھا جواب اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

"چلو جلدی نیچے اترو میں جا رہا ہوں۔"

وہ اس کے ماتھے پہ چپت لگاتے نیچے کی طرف چل دیا تو آیت بھی مسکراتے ہوئے حجاب کرنے لگی۔ حجاب کرنے کے دوران بھی وہ اسی کی بابت سوچ رہی تھی جس کے ساتھ زندگی کا ہر لمحہ حسین سے حسین تر ہوتا جا رہا تھا۔

یہ کٹھی میٹھی نوک جھوک ہی تو زندگی کا حصہ ہوتی ہیں جو زندگی کو رنگوں سے بڑھ دیتی ہیں ہے ان کی زندگی میں بھی رنگ اسی بدولت تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہاں پہنچتے ہی وہ دونوں کسی سے بھی ملے بغیر محرم کے کمرے کی طرف بھاگی تھی تو صائم نے بیچارگی سے لاؤنج میں بیٹھے لوگوں گو دیکھا کیونکہ انہیں کسی سے ملنے کی جلدی نہیں تھی انہیں بس ادیان سے ملنا تھا کہ وہ کیا چیز ہے جو ابھی سے ہی سب کو تگنی کا ناچ نچا رہے ہیں۔

"یہ میں۔ میرے گھر والے یا پھر میرا اللہ گواہ ہے کہ میری بیوی نے ایک دن بھی پتہ نہیں کیسے صبر کیا ہے"

اس کے بولنے کے انداز پہ ہی نا چاہتے ہوئے بھی سب کی ہنسی نکل گئی۔

"جس سے پیار ہوتا ہے نہ اس کی اولاد بھی بہت پیاری ہوتی ہے سب کو اور محرم کے ساتھ تو پھر سب کا ہی الگ حساب ہے۔"

شازیہ بیگم ہنستے ہوئے بولی تو صائم نے سر ہلایا۔

"اذلان کہاں ہیں۔"

وہ پشت چھوڑتے ہوئے بولا۔

"اپنے کمرے میں ہے آفس سے جلدی آ گیا تھا اسلیے عفان کو بھیجا تھا اب تو وہ بھی آنے والا ہو گا۔"

احتشام صاحب نے چائے کا کپ ٹیبل پہ رکھتے جواب دیا اور بے ساختہ عفان کو آفس بھیجنے والا وقت یاد کرتے جھرجھری لی۔

"مطلب تباہی آنے والی ہے۔"

صائم قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا۔

"تباہی آنے نہیں والی بلکہ تباہی آ چکی ہے نظرِ کرم کریں ہماری اتنی پیاری صورت پہ۔ مبارک ہو بھئی ماموں بن گئے ہیں ٹریٹ کب دے رہیں ہیں۔"

وہ خوش اخلاقی سے اس کے گلے لگتا ہوا اپنے مطلب کی بات کرتے ہوئے بولا۔

"کیا اس بچے سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

وہ اس کے شانے پہ بازو پھیلاتا ہوا بولا۔ عفان نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہے تو لیکن ایک گڑبڑ ہے کل سے جب جب میں اس کے پاس گیا ہوں یاں تو مجھے گھورتا ہے یہاں ماتھے پہ شکنیں نمودار ہو جاتی ہیں عجیب بچہ ہے ویسے۔ اس حق سے میں تو قطعی ٹریٹ نہیں دوں گا معاف رکھیں مجھے۔"

وہ اپنا دکھڑا روتا ہوا بولا تو وہاں موجود سب کے قہقہے چھوٹ گئے۔

"ہاں نہ عجیب چاچو کا عجیب بھتیجا۔"

وہ ہنستے ہوئے اسے لیے اذلان کے کمرے کی سمت چل دیا تو عفان کو ایک دم اس بچے پہ سوچ کر ہی پیار آنے لگا۔ یہ رشتہ ہوتا ہی ایسا ہے ایک تو اس کا بھتیجا اوپر سے اس کے جان سے پیارے بھائی کی اولاد۔ وہ اذلان کو مذاق میں جو مرضی کہہ لیتا لیکن اس کے بغیر کسی کو سانس بھی تو نہیں آتی تھی آخر کو وہ سب کو ہی اتنا عزیز تھا۔

"آپی یہ تو ابھی سے ہی سڑیل لگ رہا ہے۔"

حجاب اس کے چہرے کے تاثرات کا ملاحظہ کرتے ہوئے بولی جو لمحہ بہ لمحہ بگڑتے چلے جا رہے تھے۔

'ارے تم چھوڑو یہ دیکھنا میرے پاس کیسے خوش ہو گا۔"

عزہ یخنی والا باؤل آیت کے حوالے کرتی اس کے ہاتھوں سے ادیان کو لیتے ہوئے بولی اور اسے پچکارتے ہوئے جھلانا شروع کر دیا لیکن وہ اس بار بھی منہ بسور کر آنکھیں موند گیا۔ عزہ نے اپنی بے عزتی پہ منہ بنا کر سب کو دیکھا۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ میری نیند نہ خراب کرو۔"

محرم انہیں سمجھاتے ہوئے بولی کیونکہ وہ کافی وقت سے جاگا ہوا تھا اب تو ویسے بھی اس کی نیند کا وقت ہو رہا تھا۔

"نہیں وہ یہ نہیں کہہ رہا وہ کہہ رہا ہے ایسی سڑی ہوئی شکل دیکھ کر کون ہنستا ہے۔"

عفان جو صائم کے ساتھ ابھی کمرے میں آیا تھا عزہ کے پھولے ہوئے چہرے پہ چوٹ کرتے کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولا تو عزہ نے دانت پیسے۔

"عفان آپ کب آئے آفس سے۔"

اذلان جو واشروم سے فریش ہو کر واشروم سے نکلا تھا عفان کو دیکھ کر استسفار کیا اور ساتھ ہی مسکرا کر صائم کے گلے لگا۔

"مبارک ہو ایک اور گریڈ بڑھ گیا ہے۔"

صائم اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ خوشدلی سے ہنس دیا۔

"یہ دیکھو یہ دیکھو میرے پاس ہنس رہا ہے۔"

آیت اسے ہنستا دیکھ بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی عزہ اور حجاب کا منہ اس کی بات پہ حیرت کے مارے کھل گیا کیونکہ وہ اب پورے دل سے ہنس رہا تھا۔

"تمہاری حرکتوں پہ بچے ہی ہنس سکتے ہیں۔"

محرم کو پیار دیتے صائم نے سنجیدگی سے جواب دیا اس کا جواب سن کر سب نے مسکراہٹ دبائی۔ لیکن آیت اسے سرے سے نظر انداز کیے ادیان میں ہی مگن رہی تھی۔

"اوئے شرم نہیں آتی اپنی مامی کو پٹا رہا ہے۔"

عفان اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا تو اس نے ایک بار پھر آیت کو دیکھ کر مسکرانا شروع کر دیا۔

"مامی کو نہیں البتہ مامی کی بیٹی کو پٹا سکتا ہے یہ شہزادہ کیوں آیت۔"

حجاب آیت کو ٹہوکا مارتے ہوئے مزے سے بولی۔

"ہاں نا مجھے تمہارے ماموں پٹا چکے ہیں آپ میرے بیٹی کو پٹا لینا مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔"

وہ اس کا گال چومتے ہوئے کھلکھلا کر بولی تو سب اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیے۔

"شرم کر کچھ شرم کیوں بے شرموں کا ریکارڈ توڑنا ہے۔"

عفان نے اس کی ناک دباتے ایک بار پھر اسے چھیڑنا ضروری سمجھا تو وہ اس کی حرکت پہ گلہ پھاڑ پھاڑ کر رو دیا۔ اذلان نے تنبیہی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ جوابا اًدیان کو گھور کر رہ گیا۔ کافی دیر گزرنے کا بعد صائم وقت کا احساس کرتے ان دونوں کو لیتے گھر کی طرف نکل پڑا اور نہ ان دونوں کا اسے کوئی ارادہ نہیں لگ رہا تھا۔

"چلو آپ دونوں بھی آجاؤ محرم کو آرام کرنے دو تھوڑے وقت کیلیے۔"

شازیہ بیگم اس کی تھکی تھکی شکل دیکھ کر عفان اور عزہ سے بولی تو وہ دونوں تابعداری سے اثبات میں سر ہلاتے نیچے کی جانب چل دیے۔

"دکھاؤ اسے میں کاٹ میں لیٹا دو۔"

شازیہ بیگم نے ادیان کو لینے کیلیے ہاتھ بڑھایا تو اذلان نے انہیں ٹوک دیا۔

"رہنے دیں مام یہی پہ ٹھیک ہے۔"

وہ اس کے ساتھ لیٹا اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا ہوا بولا۔ شازیہ بیگم اس کی بات پہ اس کی نظر اتارتے مسکرا دی۔ باپ بننے کا احساس کتنا خوبصورت اور خوش کن ہوتا ہے اور وہ بھی اس عورت سے جسے آپ جنون کی حد تک چاہتے ہوں جس نے آپ کو عشق کے رمزوں سے واقف کرایا ہو۔ اس پہ تو جیسے شکر واجب کر دیا گیا تھا۔

شازیہ بیگم اس کے بال سنوارتی لائٹ آف کرتی اپنے کمرے کی سمت چل دی تو محرم نے بھی دوائیاں کھا کر دودھ پیا اور خاموشی سے آنکھیں موندلی کیونکہ وہ ابھی صرف سونا چاہتی تھی۔

ویسے بھی دوائیوں میں نیند کی گولی ہونے کی بدولت نیند اس پہ جلدی حاوی ہو جاتی تھی۔ ابھی بھی وہ لیٹتے ساتھ ہی آنکھیں موندتے نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

****

واپسی پر آیت اور حجاب کے کہنے پر صائم انہیں آفندی ہاؤس لے آیا تھا۔ ان کی اچانک آمد پر مسٹر اینڈ مسز آفندی خوش ہو گئے تھے۔ اسی دوران وہ سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں میں مشغول تھے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد عالیہ بیگم کچن کی جانب چل دیں تاکہ کچھ انتظامات دیکھ سکیں ان کے نزدیک بھی جمائی کو یوں کچھ بھی کھلائے پلائے بغیر واپس بھیجنا اچھا نہیں مانا جاتا تھا۔ آیت بھی ان کی تقلید میں ان کے پیچھے چلی گئی جبکہ صائم اور آفندی صاحب وہیں بیٹھے اپنی باتوں میں مشغول تھے۔ حجاب آیت کے وہاں سے جاتے ہی بیٹھی بیٹھی اچھا خاصا بور ہو چکی تھی۔ اس نے طائرانہ نگاہ آیت کی تلاش میں گھمائی جو اسے چھوڑ کر خود نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔ وہ ایکدم کچھ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور چور نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیتے ایان کے کمرے کی جانب چل دی۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیونکہ وہاں ایان سرے سے ہی موجود نہیں تھا۔

"یہ ایان کہاں ہے۔"

بڑبڑانے کے انداز میں بولتے وہ متلاشی نگاہیں ہر جانب دوڑا رہی تھی جیسے وہ کسی چوہے کی طرح کسی بل سے نکل آئے گا۔ ٹیرس میں جھانکتے اب وہ سٹڈی روم میں دیکھ رہی تھی مگر وہاں سے بھی ناگواری کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ منہ بناتی اگلے ہی لمحے واشروم کا دروازہ کھلتے ہی بے دھیانی میں ان کا زوردار تصادم ہوا اور حجاب بری طرح اپنے توازن کھوتی زمین بوس ہو گئی۔

"آئی ماما۔"

حجاب کبھی اپنی کمر سہلاتی تو کبھی اپنا ماتھا۔وہ مسلسل درد سے کراہ رہی تھی اور ایان اس وقت اسے اپنے کمرے میں موجود کراہتا ہوتا ہو نقوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔

"تم کب آئی یہاں۔"

ایان نے سنبھل کر اس سے استسفار کیا مگر اٹھانا اسے ابھی بھی گوارا نہیں کیا تھا۔حجاب نے تلملا کر اس کی جانب دیکھا جو اسے سہارہ تک نہیں دے رہا تھا۔وہ دل ہی دل میں اسے ڈھیروں صلواتیں سنا کر رہ گئی۔

"ابھی آئی ہوں بد تمیز انسان اب اٹھاؤ گے یا یہی زمین میں دفن ہو جاؤں۔"

اپنا ماتھا سہلاتے حجاب نے ایک نظر ایان کی جانب دیکھا جو شرٹ لیس تھا۔شاید ابھی شاور لے کر آیا تھا بھیگے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

اس کے بھیگے سینے پر نظر پڑتے ہی حجاب فورا سے پہلے نگاہیں جھکا گئی۔ایان نے بھی ہوش کی دنیا میں لوٹتے اسے سہارہ دے کر اٹھایا اور اسے ایک جانب کرتے الماری کا رخ کیا تھا۔الماری سے ٹی شرٹ نکال کر اس کی جانب آیا جواب بھی جوں کی توں ہی کھڑی تھی۔

"کیا کر رہی تھی یہاں۔"

ایان نے شرٹ پہنتے اس سے پوچھا۔

" ملنے آئے تھے ہم لوگ تو سوچا تمھیں بلالوں پر موصوف تو غائب تھے اور تمھیں شرم نہیں آتی ایسے شرٹ لیس گھومتے ہوئے۔"

حجاب نے اسے وجہ بتاتے ساتھ ہی غصے کا اظہار کیا۔

"تمھیں شرم آتی ہے یوں اچانک کمرے میں آتے ہوئے وہ بھی کسی لڑکے کے۔"

ایان نے دوبدو اس سے سوال کیا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"تو میں بلانے آئی تھی مجھے کیا پتہ تم یوں گھومتے ہو اپنے کمرے میں۔"

"یعنی پتہ ہوتا تو نہیں آتی ناں چلو گڈ اب پتہ چل گیا اب آئندہ کبھی مت آنا۔"

ایان سر جھٹکتے ہوئے چڑ کر بولا۔

"کیا مطلب تم مجھے یہاں سے نکال رہے ہوں۔"

حجاب تو صدمے میں آگئی کہ وہ اسے کیسے اپنے کمرے سے نکال سکتا ہے۔

"بالکل نہیں اور ذرا آہستہ بولو تم سب کو بتا کر آئی ہو یہاں جو چیخ رہی ہو۔"

ایان نے اپنے بال بناتے پوچھنا ضروری سمجھا۔

"نہیں بتایا۔اب چلو جلدی نیچے میں جا رہی ہو۔"

حجاب کو اپنی بیوقوفی کا احساس شدت سے ہوا تبھی جانے کیلیے مڑ گئی۔

"ارے رکو تو حجاب ساتھ چلتے ہیں ناں۔بلکہ ایسا کرتے ہیں ہم یہیں باتیں کرتے ہیں۔"

خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھتے اس نے حجاب کو آفر دی۔حجاب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں مہربانی تم چلو نیچے سب ویٹ کر رہے ہیں۔"

اس نے باہر جانے کو قدم بڑھائے تبھی ایان نے اسکا ہاتھ تھامتے اپنے سامنے کیا۔

"بہت جلدی نہیں ہو رہی تمھیں جانے کی پہلے تو بے دھڑک آ گئی اور اب جب کہہ رہا ہوں بیٹھو تو جانے کو پر تول رہی ہو۔"

ایان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تو حجاب اس کا انداز دیکھ کر دنگ رہ گئی اور اس وقت کو کوسنے لگی جب وہ یہاں آئی تھی۔

"ایان سب نیچے ہیں اور کسی کو پتہ بھی نہیں میں یہاں ہوں چلو ہم چلتے ہیں ناں۔"

حجاب نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ملتجیانہ لہجہ اپنایا جس کی آنکھوں میں نا جانے کونسی چمک لہرا رہی تھی۔

"تو یہ تمھیں بتا کر آنا چاہیے تھا ناں۔اب میرا تو بلکل ارادہ نہیں جانے کا ایک کام کرتے ہیں۔"

ایان نے ایک قدم آگے کرتے حجاب کا چہرے دیکھا جس پر گھبراہٹ واضح نمایاں تھی۔اس کے چہرے کو دیکھ کر بمشکل اپنا قہقہہ روکتے سنجیدہ تاثر چہرے پر سجائے۔

"تم میری ایک بات مانو پھر چلتے ہیں نیچے۔"

"کک۔کیا ہے جلدی بولو۔"

حجاب نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتے کہا اس کے لمس سے بدن میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھی۔ایسا تو نہیں تھا کہ وہ پہلی بار اس طرح سے بات کر رہے ہوں پر آج حجاب کی حالت جانے کیوں خراب ہو رہی تھی اور یہ بات دیکھ کر ایان کو اسے تنگ کرنے میں مزا آ رہا تھا۔

"تم میرے ساتھ لڈو کھیلو گی۔"

ایان نے کہہ کر اس کے تاثر دیکھے جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رکی تھی پھر بات سمجھ آنے پر اس کی جانب بڑھی اور اس کے سینے مکوں کی بارش کر دی۔ ایان اس کا سرخ چہرہ دیکھ بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"یو۔ بد تمیز جاہل انسان یہ بات سیدھے طریقے سے نہیں کہہ سکتے تھے تم۔"

حجاب نے غصے سے اس کے پاؤں پہ پاؤں مارتے تلملا کر کہا تو وہ مزید ہنس دیا۔

"اچھا ناں سوری چلو چلتے ہیں نیچے۔"

ایان نے سوری کہتے اپنی ہنسی کو روکا ورنہ کوئی بعید نہیں تھی حجاب ناراض ہو جاتی اور پھر اسے منانے کے لئے کچھ نیا سوچنا پڑتا جس کی ہمت اس میں بلکل نہیں تھی۔

"ویسے تمھاری شکل دیکھنے والی تھی۔"

نیچے آنے کے بعد ایان نے اس کی جانب جھک کر سرگوشیانہ لہجے میں اسے جتایا تو حجاب غصے سے اسے گھور کر رہ گئی مگر جواب میں کچھ کہنا گوارا نہیں کیا کیونکہ لاؤنج میں سب ہی موجود تھے ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا ہنستا منہ ہی گولی سے اڑا دیتی۔

****

"معاذ میں کیا کہہ رہی ہوں۔"

وہ جو ابھی آفس کے کام سے فراغت حاصل کر کے سکون سے بیٹھا تھا پریشے کے انداز پہ اس کی سمت متوجہ ہوا تو پریشے نے تھوک نگلا کیونکہ وہ جانتی تھی اب جو وہ بات کہنے لگی ہے اس پہ معاذ کا ردِ عمل کیا ہو گا۔ پھر بھی اس نے

ہمت کر کے بات کرنے کی ٹھان لی تھی بھلا وہ کیوں گھبراتی اپنے ماں باپ کے گھر ہی تو جانا تھا۔اب وہ اس پہ وہاں جانے کی پابندی تو نہیں لگا سکتا تھا نا۔

"وہ میں نے نہ گھر جانا ہے رہنے کیلیے۔"

وہ انگلیاں مڑورتے ہوئے مصالحتی لب و لہجے میں بولی۔معاذ نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ابھی تو رہ کر آئی ہو تم پھر سے جانا ہے مطلب۔"

وہ ایکدم غصے میں آتا ہوا بولا تو پریشے خجل سی ہو گئی۔جانتی تھی اس کا ردِ عمل یہی ہو گا۔

"آرام سے بولیں نہ ڈرا کر رکھ دیا بچیوں کو۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے گہرے سانس لیتے ہوئے مصنوعی خوفزدہ انداز میں بولی اور ایک نظر روشانے کی جانب دیکھا جو ہلکا ہلکا کسمسا رہی تھی۔

"بچیاں۔ایک تو نظر آ رہی ہے لیکن دوسرا تو کوئی نہیں ہے البتہ ایک عورت ضرور نظر آ رہی ہے۔"

وہ ایک نظر روشانے کو دیکھتے ارد گرد نگاہ دوڑاتے ہوئے بولا اور آخر میں کندھے اچکا دیے۔پریشے نے غصے سے دانت پیسے جیسے دانتوں کے بیچ معاذ ہو۔

"آپ کو شرم نہیں آتی مجھے عورت کہتے ہوئے۔"

وہ آنکھیں پھاڑ کر صدماتی کیفیت میں بولی۔

"شرم۔نہیں آتی تمہارے بھائی سے ہی سیکھا ہر کام ڈنکے کی چوٹ پہ کرو۔اسی لیے ڈنکے کی چوٹ پہ میں تمہیں انکار کر رہا ہوں کہ تم نہیں جاؤ گی۔چلو شاباش اب اس مدعے پہ کوئی بات نا ہو۔"

وہ سنجیدگی سے اسے باور کرواتے ہوئے بولا۔ وہ اسے بھیج بھی دیتا مگر اب بات یہاں اس کی بیٹی کی بھی تھی اب تو وہ کسی صورت اسے جانے کی رضامندی نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے ساتھ ہی کسمساتی روشانے کو گود میں لیا۔

"میرا بچہ جاگ گیا میری جان میری پرنسز۔"

وہ اس کے ماتھے اور گال پہ بوسہ دیتا ہوا نرمی سے بولا تو وہ کسمساتے ہوئے دھیما سا مسکرادی جیسے اس لمس سے آشنا ہو۔ معاذ کے وجود میں توانائیاں سی بھر گئی تھی۔ پریشے جو کافی دیر سے ان کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ رہی تھی جل بھن گئی۔

"آپ ایسے ہی کرتے ہیں معاذ کہا تھا نہ میں نے میں موٹی ہو گئی تو آپ مجھ سے پیار نہیں کریں گے دیکھیں ابھی بھی آپ روشانے سے کر رہے ہیں میری طرف دیکھ ہی نہیں رہے۔"

وہ اس کی نظر اندازی پہ کڑھتے بھرائے لہجے میں بولی بولی تو معاذ اس الزام پہ تڑپ کر رہ گیا۔

"توبہ کرو لڑکی میں نے تمہیں کب نظر انداز کیا اور پیار کرنے کی بات ہے تو آؤ میرے پاس پیار کی کمی نہیں ہے۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے ساتھ ہی اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تو پریشے نے ناراضگی سے منہ پھیر لیا۔ معاذ نے گہرا سانس بھرتے تاسف سے روشانے کی جانب دیکھا کو ٹکر ٹکر اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"دیکھ رہی ہو نا اپنی ماما کو آپ نے ایسی بلکل نہیں بننا بلکہ میرے جیسی بننا ہے ہر کسی کو سمجھنے والی۔ سمجھ گئی نا۔"

وہ مدھم سا ہنستے اس کی ناک دباتے ہوئے بولا تو وہ آنکھیں بند کر گئی۔ معاذ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کی بات کو اچھے سے سمجھ گئی ہو تبھی اسے سینے میں بھینچ لیا۔

"پری مجھے کیوں ہر بار یہ سمجھانا پڑتا ہے کہ میری بیٹی سے پہلے مجھے میری بیٹی کی ماں عزیز ہے کیونکہ تم ہی تو اسے دنیا میں لانے کا باعث ہو تو پھر میں تم سے زیادہ کسی اور سے کیسے کر سکتا ہاں وہ بیٹی ہے شاید اسی لیے تم ایسا محسوس کر رہی ہو اور تم باپ بیٹی کی محبت سے تو واقف ہی ہو گی۔اب ہماری محبت سے کم از کم جلو تو مت۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتے ہمیشہ کی طرح محبت آمیز لہجے میں بولا تو پریشے نے منہ بسورا۔

"لیکن پھر بھی آپ اس سے زیادہ کرتے ہیں۔"

وہ پھر بھی اپنی بات پہ قائم تھی جبکہ اس کی بات پہ معاذ کھل کر مسکرا دیا۔

"تم اپنی بیٹی سے جیلس ہو اور کوئی بات نہیں۔"

وہ مسکراہٹ دباتا ہوا بولا تو پریشے نے سر جھٹکا اور ساتھ ہی روشانے کو اس کی گود سے لیا جو پوری آنکھیں کھولے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"میں کیوں جلو گی اپنی بیٹی سے جلے میرے دشمن ہم دونوں کا آپ پر حق ہے میں تو بس آپ کو تنگ کرنے کیلیے مذاق کرتی ہوں۔"

وہ روشانے کے ہاتھ چومتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔اس کے یوں ہنسنے پہ معاذ اور پریشے کی تو دنیا ہی مسکرا دی۔اس ننھے سے وجود نے جیسے ان کی زندگیوں میں رنگ ہی بھر دیے تھے۔

****

کسی غیر معمولی شور کی آواز پہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی تھی۔دائیں جانب نگاہ پھیرتے ہی اس کا دل دھک سا رہ گیا کیونکہ ادیان اور اذلان دونوں موقع سے ہی غائب تھے ان کی غیر موجودگی پہ وہ ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے

اٹھی تھی لیکن اٹھتے ہی جو منظر اسے دیکھنے کو ملا وہ اسے دلکشی سے مسکرانے پر مجبور کر گیا وہ آنکھوں میں محبت لیے ان دونوں کو دیکھنے لگی جو ارد گرد سے بے نیاز ایک دوسرے سے پتہ نہیں کیا راز و نیاز کرنے میں مصروف تھے۔

ادیان کے ہونے کے بعد اسے اذلان کا ایک الگ ہی روپ دیکھنے کو ملا تھا وہ جو ہر بات پہ ریزرو رہتا تھا اب بات بات پہ مسکرا دیتا تھا۔ محرم ہنوز یک ٹک ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں اس وقت دنیا جہاں کی محبت پنہاں تھی۔

"ارے آپ کب اٹھی کیا شور ہو رہا تھا۔"

اذلان اسے بیٹھا دیکھ پریشانی سے بولا تو وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"یہ کب اٹھا مجھے اٹھا لیتے آپ آپ نے ویسے بھی صبح آفس جانا ہے۔فضول میں تنگ کر رہا ہو گا۔میں سنبھال لیتی" وہ جمائی روکتے ہوئے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے بولی آنکھوں میں نیند کا خمار لیے وہ ادیان کے لیے ہاتھ پھیلا رہی تھی۔اذلان نے محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ممتا کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔

"دکھائیں اسے بھوک لگ رہی ہو گی۔"

وہ اسے اس کے ہاتھوں سے تھامتے ہوئے بولی اور خود کھسک کر بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔اذلان نے تکیہ پکڑتے اس کی پشت پہ سیٹ کیا تھا تاکہ وہ سکون سے بیٹھ سکے۔

"صبح مجھے آفس جانا ہے بلکل لیکن مجھے اس نے بلکل پریشان نہیں کیا بس ادیان کی ماما بہت پریشان کرتی ہیں۔"

وہ اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو محرم نے مصنوعی ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میری تو آپ چھوڑ دیں نہ میں جانتی ہوں میں نے کسے کتنا تنگ کیا ہے فضول میں جھوٹ بولنے کی کوشش مت کریں۔

وہ فیڈر بناتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔

"نہ مجھے میرا بیٹا تنگ کرتا ہے اور نہ ہی اس کی ماما آپ دونوں میں تو میرا سکون ہے جتنا میں آپ لوگوں کو دیکھوں گا میرا سیروں خون بڑھے گا کیونکہ میرا سکون آپ دونوں ہی تو ہے۔"

وہ اس کے بکھرے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا تو ادیان نے باقاعدہ رونا شروع کر دیا۔

"دیکھیں وہ کہہ رہا ہے کہ میری ماما کے پیچھے ہو کر بیٹھیں۔"

محرم کھلکھلاتے ہوئے بولی تو ازلان کی پیشانی پہ تیوری چڑھی۔اس نے ایک نظر محرم کے سینے کی گرمی میں محفوظ سے لگے ادیان کی جانب دیکھا جواب قدرے خاموش ہو چکا تھا۔

"یہ تو کیا مجھے اس کی ماما بھی اس کام سے نہیں روک سکتی اور کیا آپ نے ماما کے ساتھ ٹیم بنالی۔اب مجھے بھی ایک بیٹی چاہیے تاکہ میں اس سے پیار کر سکوں اور آپ کی ماما اس سے اچھا خاصہ جیلس ہو۔"

وہ شدت پسندی سے بولتے بولتے آخر میں دوبارہ نارمل ہو گیا تو محرم نے بے ساختہ اپنا حلق تر کیا اور بے ساختہ شکر ادا کیا کہ زیادہ نہیں بولی ورنہ ازلان کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ غصے میں ہی آجاتا۔

"کیوں اگر آپ نے میرے سے زیادہ ہماری بیٹی سے پیار کیا تو میں آپ سے بات ہی نہیں کروں گی۔"

وہ منہ پھلا کر ادیان کی طرف متوجہ ہوئی جو نیند میں جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ مسکرا بھی رہا تھا۔

"ابھی جو آیا بھی نہیں اس کیلیے ناراضگی جانم۔ دس از ناٹ فئیر اور مجھے اس آفت پہ غصہ کرنے سے روک رہی ہیں آپ جو پوری شان سے میرے حق پہ ڈاکہ ڈال کر بیٹھ گیا ہے۔"

ازلان اس کی جانب جھکتے گھمبیر لہجے میں بولا تو محرم گھبرا گئی۔

"وہ پتہ نہیں کیسے۔"

وہ اس کی نگاہوں میں دیکھتے خجل سی ہو گئی جہاں جذبات کا ایک الگ ہی جہاں آباد تھا۔ وہ جھجک کر لامبی پلکیں سرخ عارض پہ جھکا گئی۔

"آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔"

اسے مسلسل اپنی جانب دیکھتا پا کر محرم ماتھے پہ شکنیں لائے بولی تو ازلان اس کی گھبراہٹ پہ کھل کر ہنس دیا۔

"میری جان سو جائیں۔"

وہ ادیان کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی جو سکون سے ٹکر ٹکر اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کبھی ایسی پیشِ رفت میرے ساتھ تو نہیں کی گئی اور نہ ہی ایسے پیار بھرے ناموں سے مجھے بلایا گیا۔"

وہ آنچ ذدہ لہجے میں بولا اس کے لفظوں کی آنچ محسوس کر کے اسے اپنے گال تپتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"سو جایئے آپ نیند میں لگ رہے ہیں مجھے۔"

وہ ادیان کو لٹاتے خود بھی اس کے ساتھ لیٹتے ہوئے بولی تو ازلان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"شب بخیر۔"

وہ اس کے ماتھے پہ لب رکھتا اپنی جگہ پہ جا کر لیٹ گیا اور محرم کو اپنے قریب کیا۔

"شاہ وہ ادیان۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔

"سو رہا ہے وہ۔"

وہ اسے خاموش کرواتا اپنے حصار میں لے کر آنکھیں موند گیا تو محرم بھی تھک ہار کر سکون سے آنکھیں موند گئی۔ جانتی تھی اس سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔

****

"کیا سوچ رہی ہو محترمہ رات کے اس پہر۔"

عفان جو شازیہ بیگم کی طبیعت خرابی کی بدولت ان دے حال چال پوچھنے گیا تھا واپس کمرے میں آتے ہی اسے کھڑکی سے سر ٹکائے کشادہ آسمان کو گہری نگاہوں سے تکتا پا کر نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا اور مستفسرانہ انداز میں گویا ہوا۔ عزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"کچھ تو سوچ رہی تھی تم اب اپنے طریقے سے اگل رہی ہو یا میں پھر بلواؤں۔"

وہ کڑے تیوروں سمیت بولا تو عزہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"کچھ نہیں بس آپی کے متعلق سوچ رہی تھی وہ واقعہ چاہ کر بھی میرے ذہن سے نہیں نکل پا رہا۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔ عفان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو اس بات کو دل پہ لے کر بیٹھ گئی تھی۔

"عزہ وہ فقط ایک براخواب تھا اسے وہی سمجھ کر بھول جاؤ۔اب ہم حقیقت میں جی رہے ہیں تم بھی سمجھو اب محرم بھی ٹھیک ہے اور ادیان بھی الحمداللہ۔پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے ریلیکس رہو فضول بے لگام سوچوں کو خود پہ حاوی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے اسے ڈپٹنے والے انداز میں گویا ہوا۔عزہ نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔عفان اب اپنا کوٹ اتارتے ہینگ کرنے میں مصروف تھا۔اب وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے سکون سے صوفے پہ نیم دراز ہو چکا تھا۔عزہ کچھ لمحے تو اسی کو گھورتی رہی مگر پھر ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے اس نے عفان کی جانب قدم بڑھائے تھے جواب موبائل میں ناجانے کیا دیکھ رہا تھا۔اس نے جوں ہی عفان کے نزدیک جگہ سنبھالی وہ موبائل کی سکرین پہ ادیان کی تصویر دیکھنے میں مصروف تھا جو اس نے اس کے پیدا ہوتے ہی وال پیپر تبدیل کر کے لگوائی تھی۔

"اللہ نے ادیان کی صورت میں ہمیں کتنی بڑی خوشی دی ہے نایقین کرو جتنا بھی اسے دیکھ لو جی نہیں بھرتا میرا سونے پہ سہاگہ بھائی کی پہلی اولاد بس جی چاہتا ہے دن رات اسے ہی دیکھتا رہوں۔"

اس کے ایک ایک لفظ سے شہد ٹپک رہا تھا۔عزہ نے اس کی بات پہ ہولے سے مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی مگر اگلے ہی لمحے محرم کی حالت اس کی نگاہوں کے سامنے گھومی تھی۔ڈر اس کے رگ رگ میں پھیلتا چلا گیا۔

"اپنی اولاد کو یوں دنیا میں لانا کس قدر مشکل مرحلہ ہے نا عفان۔اس قدر تکلیف اٹھاتی ہے عورت خود ٹوٹ جاتی ہے مگر پھر بھی اپنی اولاد کی زندگی مانگتی ہے۔"

وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بولی۔عفان اس کی بات پہ مدھم سا مسکرایا۔

"مگر پھر اسی اولاد کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر اسے باہوں میں بھینچ کر وہی عورت اپنا ہر درد ہر تکلیف فراموش کر جاتی ہے۔ بھول جاتی ہے وہ اس اولاد کی خاطر سب کچھ جس کی بدولت اس نے یہ تکلیف اٹھائی ہوتی ہے اور ویسے بھی یہ اس ذات کی جانب سے اتنا عظیم رتبہ ہے عورت کیلیے وہ کبھی بھی اتنی بڑی خوشی سے انکاری نہیں ہو سکتی۔"

وہ گہرے لہجے میں بولا۔ اس کے لفظوں میں ایسی کاٹ تھی کہ عزہ کو اپنا پور پور سلگتا ہوا محسوس ہوا۔ عفان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔

"اب میرا ابھی جی چاہ رہا ہے کہ جلد از جلد میری اولاد بھی اس دنیا میں آ جائے تم کچھ کرتی کیوں نہیں۔"

وہ اس کے شانے پہ ٹہوکا مارتے مسکراہٹ کر بولا تو عزہ ہڑ بڑا گئی۔

"عفان بس کر جائیں آپ تو اگلے انسان کو شرمندہ ہی کر دیتے ہیں ویسے بھی میں کچھ سوچ رہی ہوں۔"

اس نے چیخ کر بولتے آخر میں انگلیاں آپس میں الجھاتے بات کی تمہید باندھی۔ عفان نے اثبات میں سر ہلاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

میں وہ۔ میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔

اس کی بات پہ عفان نے نہایت سکون سے اس کی جانب دیکھا۔ عزہ جو اس کی جانب سے کسی شدید ردِ عمل کے انتظار میں تھی اس کا سکون بھرا انداز دیکھ جہاں کی تہاں رہ گئی جواب آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اتنی فضول گوئی کر کیسے لیتی ہو عزہ۔ جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہوں۔"

وہ پہلے ہی اس کی باتوں سے سمجھ گیا تھا کہ عزہ اس سے یہی بات کرنے کی کوششوں میں ہے تبھی خود پہ ضبط کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"وہ مجھے ڈر۔"

"ڈر کس کو نہیں لگتا میں مانتا ہوں عزہ تمہارا ڈر بجا ہے مگر اتنی بڑی بات منہ سے مت نکالو کہ ہمیں اسی کے پچھتاوے کی ضد میں پوری زندگی کیلیے کسی محرومی کا سامنا کرنا پڑے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے التجائیہ لب ولہجے میں بولتے نرمی سے مسکرادیا۔

"مگر پھر بھی عفان مجھ میں اتنی ہمت۔"

"جب یہ رتبہ وہ ذات عطا کرتا ہے ناتو ہمت طاقت سب کچھ اسی کی جانب سے موصول ہوتا ہے ماں کے قدموں تلے جنت ایسے ہی نہیں رکھ دی جاتی اس کیلیے بڑی قربانیاں دی جاتی ہیں میری جان۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ عزہ نے اس کی بات پہ خاموشی سے گہرا سانس بھرتے چہرہ جھکالیا۔ کچھ لمحے یوں ہی سرکے تھے۔ عزہ اپنی بے لگام سوچوں میں غرق تھی اور عفان اسے دیکھنے میں گم تاکہ اس کے مجتمع چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کر سکے۔ عزہ نے ایکدم خود میں ہمت کرتے ایک گہری مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔ عفان اس کے سنبھل جاتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عزہ نے تشکرانہ انداز میں اس کی پشت کو تکا تھا جس میں فلحال اسے شوخ عفان کی جھلک نہیں دکھی تھی وہ پل میں سنجیدہ ہو جاتا تھا۔ عزہ کے دل میں اس کی باتوں کو سوچتے ڈھیروں سکون اترتا چلا گیا۔

****

تقریباً دو ہفتے مصروفیات کی نذر ہو گیا تھا۔ دن گزرتے چلے جا رہے تھے اور انہیں خبر بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔ سب کی زندگی اپنی اپنی ڈگر پہ چل رہی تھی۔ حجاب کا داخلہ بھی انہی کی یونی میں ہو گیا تھا مگر اس نے جینڈر سٹڈیز پڑھنے کو ترجیح دی تھی۔ محرم عزہ وغیرہ کا زیادہ وقت ادیان کے ساتھ ہی گزر جاتا تھا۔ پریشے بھی کافی دنوں بعد معاذ کی منت سماجت کرتے ایک دو دنوں کیلیے شاہ ولا ٹھہرنے آ گئی تھی۔ اس کے مطابق جب سے ادیان ہوا تھا وہ ایک بار بھی نہیں گئی تھی تبھی معاذ نے خاموشی سے اسے اس چیز کی اجازت دے دی تھی۔

آج کے دن سورج شاہ ولا میں نئی امیدیں لے کر نمودار ہوا تھا۔ لاؤنج میں بیٹھے تمام افراد آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایسے میں عفان ادیان کو گود میں لیے اسے خود سے مانوس کرنے کی بھرپور کوششوں میں تھا مگر وہ تھا کہ اس کی اکڑ ہی ختم نہیں ہو رہی تھی تبھی وہ سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔ اتوار کا دن ہونے کی بدولت سب آپس میں بیٹھے اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کرنے میں مصروف تھے۔

"میں تمہارا چاچو ہوں اکلوتا چاچو سمجھ رہے ہو میری بات۔"

وہ اس کے گال کھینچتے ہوئے بولا اگلے ہی لمحے وہ غصے سے گلہ پھاڑ پھاڑ کر رو دیا تھا جیسے اسے عفان کی یہ حرکت بلکل بھی پسند نا آئی ہو۔ اذلان جو صوفے پہ نیم دراز لیپ ٹاپ پہ ای میلز چیک کرنے میں مصروف تھا اس کی حرکت پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"جاہل انسان بچہ ہے وہ چھوٹا سا تمہارے جتنا کھوتا نہیں ہوا ابھی۔"

پریشے اس کے شانے پہ ہاتھ مارتے غصے سے بولی اور اس کے ہاتھ سے ادیان کو لینا چاہا مگر وہ سرعت سے اسے پیچھے کر گیا تھا۔

"پہلے مجھے غور سے دیکھ کر یہ میری شکل پہچانے گا اور آئندہ مجھے دیکھ کر یہ روئے گا نہیں یہ مجھے اس بات کی یقین دہانی کروائے تبھی میں اسے چھوڑوں گا ورنہ یہ میری ہی قید میں رہے گا۔"

وہ مغرورانہ لہجے میں بولا۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو چھوٹے سے بچے سے مقابلہ کرنا چاہ رہا تھا۔اسی دوران شازیہ بیگم کی آواز پہ اس نے منہ بناتے اسے ان کی جانب بڑھایا تھا جو اب اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا سویٹر اسے پہنانے کی تیاریوں میں تھی۔

"واؤ مام یہ تو اتنا پیارا لگ رہا ہے بس ڈن ہوا محرم یہ ادیان کے بعد میرا بیٹا پہنے گا۔"

عفان کی بات پہ عزہ کا شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔اس نے شرربار نگاہوں سے عفان کی جانب دیکھا جو دلچسپی سے ادیان کو دیکھ رہا تھا۔چند ساعتوں بعد ہی وہ اسے سویٹر پہنانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ابھی اسے ذرا ذرا سا بڑا تھا مگر پھر بھی وہ سب کو بے تحاشہ پیارا لگا تھا۔اذلان نے محبت پاش نگاہوں سے محرم کی گود میں موجود ادیان کو دیکھا تھا۔عفان نے ایک ہی جست میں محرم کے ہاتھ سے اسے تھاما اور موبائل کا فرنٹ کیمرہ کھولا تھا۔سب نا سمجھی سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہے تھے۔

"چل میرا شہزادہ جلدی سے پاؤٹ بنا جیسا تیری چاچی بناتی ہے۔"

وہ دونوں کی تصویر بناتے ہوئے مزے سے بولا لیکن اس کا چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔عفان کا دل جل کر راکھ ہو گیا۔

"چلیں میں پکڑتی ہوں آجا آجا خالہ پاس۔"

وہ چٹاچٹ اس کے گالوں کو چومتے ہوئے بولی تو وہ ہولے سے ہنس دیا تھا۔عفان نے فلحال سرعت سے مسکراتے اس خوبصورت تصویر کو اپنی موبائل کی زینت بنایا تھا۔

"تجھے میں بخشوں کا نہیں بھتیجے۔ تو دیکھی جب جب تجھے میری ضرورت پڑے گی کسی بھی کام کے سلسلے میں۔ مجھے اپنے ہمقدم ہی پاؤ گے کیونکہ تمہارا اترا ہوا چہرہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا نا۔"

وہ اسے سینے میں بھینچتے دلکشی سے گویا ہوا۔ اذلان گاہے بگاہے اس کی جانب بھی نظر دوڑا رہا تھا ساتھ ساتھ کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے احتشام صاحب سے بھی باتوں میں مشغول تھا اچانک کچھ یاد آنے پہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عزہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

"مام ڈیڈ ہم کچھ دیر میں آتے ہیں۔"

وہ ان دونوں کو اطلاع دیتے یوں ہی عزہ کو کھینچتے کھانچتے باہر گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ ایک بار پھر عزہ اس کی حرکت پہ شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی۔

"محرم بیٹا شاید اسے نیند آ گئی ہے جاؤ اسے سلاؤ جا کر۔ بعد میں چڑچڑا ہو کر تنگ کرے گا۔"

وہ ادیان کو محرم کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی جو سب مسلسل رو رہا تھا۔ وہ ان کی بات پہ دھیمے قدموں سے چلتی زینوں کی جانب بڑھی اس سے پہلے ہی اذلان نے اس تک پہنچتے ادیان کو اس کے ہاتھوں سے تھامتے اسے سہارہ دیتے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ کچھ دنوں کیلیے وہ محرم کی بدولت نیچے والے کمرے میں شفٹ ہو گیا تھا۔ کمرے میں پہنچ کر اسے بیڈ پہ لٹاتے ہی اذلان نے پردے برابر کرتے ہیٹر آن کیا اور خود اپنا لیپ ٹاپ کھولتے ایک بار پھر صوفے پہ براجمان ہو گیا۔ اسے ایک بار پھر سے لیپ ٹاپ کی دنیا میں گم ہوتا دیکھ وہ دل ہی دل میں اچھا خاصہ جل بھن گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں سیگریٹ کی سمیل اسے اپنے اعصابوں پہ سوار ہوتی محسوس ہوئی۔ اس نے تند نگاہوں سے اذلان کی جانب دیکھا جو بے خبری پہ سیگریٹ پہ پھونک رہا تھا۔

"شاہ۔ میرا نہیں تو کم از کم ادیان کا ہی خیال کر لیں وہ ابھی چھوٹا ہے جانتے بھی ہیں یہ دھواں اس کی صحت کیلیے کس قدر مضر ہے۔"

وہ تڑخ کر گویا ہوئی اور سر جھٹکتے نگاہوں کا زاویہ بدلتے ایک بار پھر ادیان کی جانب رخ کر گئی۔ ادیان نے سرعت سے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے روم فریشنر آن کیا تھا۔ محرم کے رگ رگ میں طمانیت سی دوڑ گئی۔ اذلان ایک لمحے کیلیے یہ بات سرے سے ہی فراموش کر گیا تھا کہ اب اس کمرے میں ایک ننھا سا وجود بھی موجود ہے مگر محرم کا رویہ ابھی بھی اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ ایکدم ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور خود بیڈ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ دوسری جانب آکر نیم دراز ہوتے ہی اس نے گہری سوچوں میں غلطاں محرم کی جانب دیکھا جس نے شاید اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیا تھا۔

"آپ جائیں یہاں سے مجھ سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اس کے کچھ بولنے سے قبل ہی کٹیلے لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"اچھا اتنا غصہ ویسے پھر کسے بلاؤں جانم ایک اور جانم کا انتظام کر لوں کیا۔ ایک نہیں بلائے گی تو دوسری کے پاس۔"

"سوچیے گا بھی مت ایسا کچھ کرنے کا میں اپنی جان لے لوں گی مر جاؤں گی نا جب میں پھر دوسری تو کیا تیسری چوتھی بھی کر لیجیے گا کوئی انکار کرنے والا نہیں ہو گا۔"

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی تڑپ کر بھرائے لہجے میں بولی۔ اذلان اس کے رونے پہ بھونچکا رہ گیا مگر اگلے ہی لمحے اس کی بات پہ اس کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا تبھی اس کی کلائی تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"جانتی ہیں نا میں مذاق کر رہا تھا پھر بھی اس قسم کی فضول بات محرم۔کیسے کر سکتی ہیں آپ یہ۔کیا یقین نہیں ہے مجھ پہ۔"

وہ ناراض لہجے میں گویا ہوا۔لہجے میں ابھی بھی ایک کاٹ سی تھی جو اس نے بہت شدت سے محسوس کی تھی۔

"یقین ہے مگر آئندہ آپ مذاق میں بھی ایسی کوئی بات نہیں کریں گے ورنہ میں ختم جاؤں گی۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔اذلان نے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"کیوں کرتی ہیں ایسی باتیں آپ جان نکال دیتی ہیں وجود میں سے۔جانتی ہیں نا اذلان محرم کے بغیر کچھ نہیں۔یہ جو اذلان پوری دنیا کے سامنے مضبوط ہیں نا یہ بس دنیا کے سامنے ہی مضبوط ہے میری سب سے بڑی کمزوری آپ ہیں۔ہمارا بیٹا ہے میری فیملی ہے۔آپ سب لوگ ہی تو میرا کل سرمایہ ہے۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت کو لبوں سے چھوتے ہوئے اسے اپنی محبت کا یقین بخش رہا تھا اور محرم وہ یک ٹک بس اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی معاً باہر سے آنے والی آوازوں پہ ان دونوں کا تسلسل ٹوٹا تھا۔ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔

"مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں پیچھے ہو۔"

عزہ چلا کر غصے سے بولی۔عفان نے بیچارگی سے اس کی پشت کو دیکھا جو کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر بول رہی تھی۔

"یار عزہ مت کرو ایسا بس ایک ہی تو خواہش تھی۔اگر اپنے شوہر کی خواہش پوری کرو گی تو ثواب ملے گا۔"

وہ اسے سمجھانے والے ہاتھ میں بولا لیکن وہ روتے روتے اس کے دونوں بازو جھٹک گئی۔محرم نے بے ساختہ اپنے لبوں پہ ہاتھ جمائے۔

"ثواب ملے گا لیکن ایسی ذبردستی کون کرتا ہے جان نکل گئی ہے میری اب میرے آس پاس بھی مت بھٹکیے گا ورنہ میرے سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔

"عزہ بیٹا کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔"

شازیہ بیگم نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے استسفار کیا تو وہ ان کا حصار پاتے مزید شدتوں سے رو دی تھی۔ محرم نے تڑپ کر اس کی جانب قدم بڑھائے جواب شازیہ بیگم کے سینے سے لگی زار و قطار رو رہی تھی۔

"عزہ ہوا کیا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو میری جان۔"

محرم اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی مگر اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ عزہ کے چہرے پہ ہی ساکت ہوئی تھی۔ ذہن نے افرا تفری میں کام کرنا شروع کیا تھا۔

"آپی یہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں میری ناک۔ ذبردستی بنوادی اور لونگ پہنادی اس میں اتنا درد ہوا مجھے اور مجھے پسند بھی نہیں تھی یہ اب میری ناک دیکھیں کیسے سوجھی ہوئی ہے۔"

وہ اپنا دکھڑا روتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ محرم نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر عفان کو جس کے چہرے کے تاثرات بھی مختلف نا تھے۔ اس کے برعکس باقی سب ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو صرف ناک بنوانے پہ عفان کو بول رہی تھی۔ شازیہ بیگم کا دل تو لرز گیا تھا اس کے رونے پہ۔

"میرا کوئی قصور نہیں ہے بھائی۔"

وہ سرینڈر کرنے والے انداز میں دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر گیا۔اذلان اس کی حرکت پہ زیرِلب مسکرا رہا تھا جو شاید یہ حرکت کرنے کے بعد اب خود پچھتا رہا تھا۔سب کے سامنے عزہ اس کی عزت کا فالودہ بنا چکی تھی۔

"عزہ میری جان یہاں سب موجود ہیں۔"

محرم دانت پیستے ہوئے اس کی سماعتوں میں سیسہ انڈیلتے ہوئے بولی۔عزہ نے اس کی بات پہ فوراً چہرے سمیت جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر باقی سب کو جو اس کی حرکت پہ زیرِلب مسکرا رہے تھے۔وہ خجالت سے سرخ پڑتے اپنا چہرہ جھکا گئی۔شرمندگی کے مارے مر جانے کو جی چاہا تھا۔اس نے چونک کر عفان کی جانب دیکھا جو شرربار نگاہوں سے اسے گھورتے زینے چڑھ گیا۔عزہ بھی پریشانی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور ڈوپٹے کو انگلیوں میں لپیٹتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے عقب میں ہی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی پورا لاؤنج فلک شگاف قہقہوں سے گونج اٹھا تھا جس کی آواز اپنے کمرے میں جاتے عفان اور عزہ کی سماعتوں میں پوری طرح اتری تھی۔عزہ کا دکھ ایک بار پھر تازہ ہوا تھا۔اس نے ہولے سے اپنی ناک کو سہلایا جہاں سے ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔وہ جھنجھلاتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی۔

****

"کیا کر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب۔"

وہ ٹرے ایک جانب رکھتے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی جہاں وہ ہیٹر کے سامنے ہی بیٹھا ہاتھ سینک رہا تھا۔شدید جاڑے کا موسم تھا اور وہ دونوں اسی موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔آیت نے ایک چائے کا کپ اٹھاتے اس کی جانب بڑھایا جسے وہ مسکراتے ہوئے تھام گیا۔

"کچھ خاص نہیں ایسے ہی بس آج کافی عرصے بعد سکون میسر آیا ہے تو ایسے ہی بیٹھ گیا۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا۔"

وہ اس کا گال چھوتے ہوئے متفکر سا گویا ہوا تو آیت اس کی اتنی فکر پہ ہولے سے مسکرا دی اور کپ لبوں سے لگاتے چسکیاں بھرنے لگی۔ سوچوں کے سارے دھاگے ادیان کی ذات سے منسلک تھے۔

"خان آپ نے دیکھا تھا نا ادیان کو۔"

ایکدم کچھ یاد آنے پہ وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولی۔ صائم نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجاتے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کیا سوچے ہوئی تھی۔

"بلکل دیکھا ہے بلکہ کئی بار دیکھا ہے۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولا تو وہ جھنجھلاتے اس کا بازو تھام گئی۔

"یہ نہیں بول رہی میں بول رہی ہوں کہ جب عزہ نے اس کے سامنے ہماری بیٹی کا ذکر کیا تو وہ کیسے خوش ہوا تھا۔"

وہ کھلکھلاتے لہجے میں بولی۔ صائم اس کی بات پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا اٹھا۔ آیت نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا جو اس کا مزاق اڑا رہا تھا۔

"آیت وہ چھوٹا سا بچہ ہے ابھی جسے اس متعلق کچھ نہیں پتہ وہ کس بات پہ مسکراتا ہے ہنستا ہے روتا ہے کوئی نہیں جانتا کیوں عجیب و غریب باتیں کر رہی ہو اور ویسے بھی ہماری کونسا بیٹی ہو گئی ہے جو ہم اسے ادیان کو سونپ دیں۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ آیت نے بیچارگی سے دونوں ہاتھوں کو اپنی ٹانگوں کے گرد لپیٹتے گھٹنوں میں چہرہ چھپا لیا۔ شاید اسے صائم کی بات بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔

"مگر پھر بھی وہ خوش ہوا تھا اور میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ اگر ہماری بیٹی ہوئی تو ہم اسے ادیان کے ساتھ ہی رکھیں گے ویسے بھی محرم آپی کے بیٹے کے ساتھ شادی مطلب کس قدر سوبر ہو گا ادیان بڑا ہو کر بلکل اذلان بھائی اور محرم آپی جیسا نرم سا پیارا سا مسکرانے والا۔"

وہ تصور کی دنیا میں اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ صائم نے اس کی بچگانہ حرکتوں پہ تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"آیت میں آئندہ تمہارے منہ سے کچھ ایسا نہیں سنوں میں اپنے بچوں کے زہن میں شروع سے ہی کچھ ایسا نہیں ڈالنا چاہتا جو بڑے ہو کر ان کیلیے ہی پریشانی کا سبب بنے۔ ہاں جب وہ بڑے ہونگے اس وقت دیکھیں گے جانچے گے پرکھیں گے کہ کس کا مزاج کس سے ملتا ہے پھر ہی ہم کسی نتیجے پہ پہنچے گے۔"

وہ اس کی ناک کو ہولے سے دباتے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی اور اس کی یہی عادت ہی صائم کو پسند تھی کہ وہ ذیادہ بحث نہیں کرتی تھی خاموشی سے اس کی بات مان جایا کرتی تھی۔ صائم نے ایک نظر اسے دیکھ کر نگاہیں دوبارہ باہر کی جانب جمادی جہاں آسمان پہ چاند پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔ آیت کپ ٹرے میں رکھتے کھسک کر اس کے نزدیک ہوئی اور اس کے بازو میں بازو حمائل کرتے اس کے چوڑے شانے پہ سر ٹکایا تھا۔

"لگتا ہے میری بیوی کا رومینس کا موڈ ہو رہا ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔ آیت نے لبوں کی تراش پہ پھیلنے والی مسکراہٹ کو لبوں میں ہی دبا لیا تھا

"تو اس میں کیا ہے شوہر سے تو رومینس کرنا جائز ہے نا پھر۔"

وہ اس کی چوڑی ہتھیلی کھولتے ہوئے اس کے ہاتھوں کی لکیروں پہ انگلیاں پھیرنے لگی۔ صائم نے محبت سے اس کی جانب دیکھا جس کا سارا دھیان اس کی ہتھیلی کی جانب تھا جہاں نا جانے وہ کیا تلاش کر رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔"

وہ اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔ آیت نے جی بھر کر اس کے حصار میں سکون محسوس کیا تھا۔

"اپنے ساتھ کی لکیر تلاش کر رہی ہوں تا کہ اس پہ کچھ پڑھ کر پھونک سکوں اور اللہ سے دعا کر سکوں کہ مجھے مرتے دم تک صرف آپ کا ہی رکھے۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولتی سیدھا اس کے دل میں اتر گئی۔

"اتنی محبت محترمہ اس جلاد سے۔"

وہ مصنوعی حیرت سے گویا ہوا اور اس کے اسی ہاتھ کو تھام کر اس میں اپنی انگلیاں الجھائی تھی۔

"بلکل بہت محبت بہت بہت بہت زیادہ والی محبت مگر جلاد سے نہیں بلکہ اس انسان سے جو ایک اعلیٰ ظرف عورت کا سپوت تین بہنوں کا اکلوتا بھائی اور مجھ جیسی لڑکی کا نرم خو شہزادہ ہے اور شہزادے سے آیت صائم خان نے اس دنیا میں اپنے بابا کے بعد سب سے زیادہ محبت کی ہے۔"

وہ ایک ایک لفظ سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔ اس کے اچانک اعتراف پہ صائم دم سادھے بیٹھا اس کی نم ہوتی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ بے ساختہ جھکا اور اس کی متورم آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کروایا تھا۔

****

صبح کی تازہ ہوا کے دوش پہ لہراتے جھولتے پتوں کی سر سراہٹ محسوس کرتے مٹی کے ذروں نے بھی فضا میں رقص کرنا شروع کر دیا تھا۔آسمان کی نیلی چادر پہ وہ پوری آب وتاب سے جگمگاتے سورج کی کرنوں تلے ایک روشن اور خوشگوار صبح سانس لینے لگی تھی۔ایسے میں خان ہاؤس میں معمول کے مطابق ذور وشور سے ایک ہی آواز گونج رہی تھی جو کہ صبح گھر کے مکینوں کی سماعتوں میں گھلتے انہیں مسکرانے پہ مجبور کر دیتی۔

"رائم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہیں اٹھا کر نیچے پھینک دوں گی اور یقین کرو مجھے ایسا کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہو گی۔"

وہ جو سیریلیک لیے اس کے پیچھے پیچھے گھوم رہی تھی اسے ہاتھ نہ آتا دیکھ دانت پیستے ہوئے بولی لیکن مقابل بھی رائم خان تھا جو اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے آگے کی جانب ہی بھاگے چلا جا رہا تھا۔وہ اس کی حرکتوں سے عاجز آتے سر ہاتھوں میں تھامے وہی زمین پر بیٹھ گئی۔سب نے اس کی حالت پہ مسکراہٹ دبائی تھی جو اب باقاعدہ اپنا سر پیٹ رہی تھی۔

"نجانے کونسے گناہ کی سزا بھگت رہی ہوں میں جو اس نے مجھے گھما کر رکھ دیا ہے۔عجیب حرکتیں ہیں اس کی بھی شرم ولحاظ ہی نہیں ہے میری اولاد میں۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولتی تحریم بیگم کی جانب دیکھنے لگی جو ہمیشہ کی طرح اسے تسلی رکھنے کی تاکید کر رہی تھی۔رائم نے اسے یوں مشکوک نگاہوں سمیت دیکھا اور دبے پاؤں چلتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کی جانب آیا۔

"مم مم پاپا۔"

وہ اسے روتا دیکھ دوازنوں اس کے نزدیک بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھوں کو تھام کر آنکھیں ٹپٹپا کر ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں اسے بلانے لگا۔ آیت کو بے ساختہ اس پہ پیار آیا تو وہ رائم کے پھولے پھولے سرخ و سفید گالوں کو چومنے لگی۔

"مم مم پالی۔"

وہ خوشی سے تالیاں مارتا ہوا اس کے گال پہ جھکا لیکن اسے چومنے کی بجائے اپنے دانتوں سے کاٹ کر وہاں سے بھاگ گیا۔ آیت اس کی اچانک حرکت پہ کراہ کر رونے والی ہو گئی جبکہ لاؤنج میں بیٹھے سب نفوس انہیں دیکھ کر کھل کر ہنس دیے۔

"ارے تم کیوں ایسے بیٹھی ہو۔"

حجاب جو ابھی یونی سے آئی تھی اسے زمین پہ آلتی پالتی مار کر بیٹھا دیکھ حیران ہوتے ہوئے بولی تو آیت نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا جو پوچھ تو ایسے رہی تھی جیسے اسے کسی بات کی خبر نا ہو۔

"پتہ نہیں کس پہ چلا گیا ہے قسم سے دماغ گھما کر رکھ دیا ہے اس بچے نے میرا۔"

وہ اپنا رونا روتے ہوئے بولی۔ حجاب اس کی بات پہ زیرِ لب مسکرا دی تھی۔

"یہ آپ ہی کے کرموں کا نتیجہ ہے آیت بی بی اب بھگتیں۔"

صائم جو حجاب جو یونی سے لے کر آیا تھا اس کی بات سن کر چڑانے والے انداز میں بولا تو وہ اسے گھور کر رہ گئی جبکہ رائم اب بھاگ کر اس کی گود میں چڑھ چکا تھا۔

"ارے میرا بچہ ماما کی اچھی واٹ لگا کے رکھی ہوئی ہے آپ نے ویسے اچھا بدلہ لے رہے ہو میری طرف سے۔"

وہ رائم کے ساتھ تالی مارتے ہوئے بولا تو وہ اس کی بات سمجھتے کھلکھلا کر ہنس دیا۔اب رائم صائم کی گود سے اتر کر زمان صاحب کی گود میں چڑھ گیا تھا اور معمول کے مطابق اپنی فرمائش جاری کر دی تھی۔اس کی کھلکھلاہٹیں ہی تو تھی جو ان سب نفوس کے وجود میں نئے سرے سے جان ڈال دیتی تھی۔

"دادا چوتیت (چاکلیٹ)۔"

اپنی توتلی آواز میں بولتا ہوا انہیں اتنا پیارا لگا کہ انہوں نے بے ساختہ اس کا گال چوم لیا اور ساتھ ہی ایک چاکلیٹ اسے تھمائی۔رائم نے ایک نظر ان کی جانب دیکھتے وہ کھانا بھی شروع کر دی۔آیت نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ گھر میں سب کی آنکھوں کا تارا رائم صائم خان بلکل آیت کی طرح شرارتی بچہ تھا جسے صائم کے مطابق الٹے کام کرنے کا بہت شوق تھا اور یہ چیز اسے آیت سے وراثت میں ملی تھی جس کا وہ بھرپور انداز میں فائدہ اٹھاتا تھا۔پہلے الٹے کام کے بعد سب کے لبوں پہ بس آیت کا نام ہوتا تھا مگر اب رائم کے آنے کے بعد سب کے لبوں پہ فقط رائم خان کا نام ہوتا تھا۔

"اچھو چاتلیت۔"

زمان صاحب سے کام نکلوا کر اب وہ مسکرا کر بولتے حجاب کی گود میں چڑھ کے بیٹھ گیا۔حجاب نے اس کے ہاتھ پہ بوسہ دیتے چاکلیٹ اس کی ہتھیلی پہ رکھی تھی جو وہ یونی سے واپسی پہ لانا نہیں بھولتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر کسی دن وہ بھول گئی اس کی چاکلیٹ لانا تو گھر میں تباہی آجانی تھی۔آیت پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے کچھ یاد ہو نا ہو مگر یہ لازماً ہوتا تھا کہ کچھ کھانے کی چیز ان سب سے لازم ہتھیانی ہے

"یہ اتنا بھو کا کیوں ہے مما ہمارے گھر میں تو کوئی ایسا نہیں کہ کھاتا رہے اور نہ ہی ایان ایسا ہے پھر یہ کس پہ چلا گیا ہے جب دیکھو یا تو سب سے مانگتا رہتا ہے یا پھر کھاتا رہتا ہے۔"

آیت اسے ہر جانب سے چاکلیٹ بٹورتے دیکھ سوچنے والی انداز میں بولی جبکہ ایان کے نام پہ حجاب کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ رائم کو صوفے پہ بٹھاتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک نظر موبائل پہ ڈالتی اپنا موبائل اٹھاتی زینے چڑھ گئی۔

"کھانے کے معاملے میں ایسی عزہ ہے ہماری۔"

تحریم بیگم ہنستے ہوئے بولی تو سب ان کی بات پہ ہنس دیے۔ آیت کے ذہن میں پرانے دنوں کی شبیہہ لہرائی تو وہ بھی تائیدی انداز میں ذور و شور سے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔ رائم بھی سنجیدگی سے انہی کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں عجہ اچھو۔"

رائم بھی ان کی بات سمجھتے ہوئے توتلی آواز میں بولا تو صائم نے اس کے بال سہلاتے اس کا گال چوم گیا۔ آیت نے نرم گرم نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے رائم نے ایک نظر آیت کو دیکھ کر اسے زبان دکھائی۔ آیت کا منہ اس کی حرکت پہ حیرت کی ذیادتی سے کھل گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ دانت کچکچاتی اس کی جانب بڑھتی صائم ان دونوں کو ایک نظر دیکھتا اسے اٹھاتے تیز تیز قدموں سے کمرے کی سمت چل دیا تو آیت بھی تن فن کرتی اسی کے پیچھے پیچھے کمرے میں آ گئی۔

"آپ اپنے اس بیٹے کو سمجھالیں میرے سے پنگے نہ کیا کریں کسی دن میں نے پنگا کیا نا تو پھر اس کا کچھ نہیں بچنا۔"

وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی اور ساتھ ہی کڑے تیوروں سے رائم کو دیکھا جو چاکلیٹ کھانے میں نہیں صرف بلکہ کھلانے میں بھی مگن تھا اپنے کپڑوں کو۔ وہ دانت پیستے ہوئے اس کی سمت بڑھی لیکن وہ بھی کمال پھرتی سے صائم کی گود میں چڑھتے اس کی گردن میں بازو حمائل کر گیا مبادہ آیت غصے میں اس کا گلہ نہ دبا دیں۔ آیت نے غصے سے اسے تھامنے کی کوشش کی تھی مگر صائم نے بروقت اسے تھامتے آنکھیں دکھائی تھی۔

"یہ دیکھیں اسے ذرا یہ کیسے ہنس رہا ہے مجھے تو یہ میری اولاد کہی سے نہیں لگتی اپنی ماں کا مذاق بنوا رہا ہے۔"

وہ شاکی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی تو صائم نے اسے دیکھ کر آئبرو اچکائے تھے۔

"آپ کر لیں اپنے بارہ بچوں والا شوق پورا۔"

آیت منہ پھاڑ کر بولی تو صائم نے مسکراہٹ دبائی۔

"او ہیلو شوق محترمہ آپ کا تھا بس میں عمل کرنے میں دیری نہیں کرتا۔ ابھی تو بس ایک ہی ہے کہو تو دوسرے کی بھی تیاری پکڑیں ہمیں وقت کا ضیاع نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا تو آیت پیر پٹخ کر وہاں سے جانے لگی عین اسی وقت رائم نے اس کی گود میں چڑھ کر اس کے گال پہ بوسہ دیا تھا۔ آیت نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر اسے ہنوز ہنستا دیکھ آیت اس کی حرکت میں ہولے سے مسکرا دی جواباً آیت نے بھی اس کے ماتھے پہ بھرپور انداز میں بوسہ دیا۔

"اب میری باری۔"

صائم نے بھی مسکراتے ہوئے انہیں ساتھ لگاتے دونوں کے رخسار پر بوسہ دیا تو وہ دونوں ہی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئے۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

"آپ جلدی سے نیچے ملیں مجھے آج کوئی بہانہ نہیں خان شادی میں دن کم ہے اور میری ساری شاپنگ رہتی ہے ابھی۔میں کسی بھی صورت میں کسی سے کم نہیں لگنا چاہتی آخر کو میری نند پلس دوست اور بھائی کی شادی ہے۔"

وہ رائم کو اس کی گود سے لیتی تنبیہی انداز میں بولتی باہر کی جانب چل دی تاکہ وہ بنا کسی بھی وقت کی دیری کیے فریش ہو سکے۔صائم بھی جلدی جلدی میں وارڈروب سے پینٹ شرٹ نکالتے فریش ہونے واشروم کی سمت چل دیا کیونکہ وہ جانتا تھا آج اسے کسی بھی قسم کی چھوٹ نہیں ملنے والی تھی کیونکہ وہ اتنے دنوں سے کبھی ہسپتال تو کبھی کسی اور چیز کا بہانہ بناتے ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔آیت نے نیچے لاؤنج میں آتے ہی رائم کو تحریم بیگم کے حوالے کیا اور خود حجاب کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تاکہ اسے شاپنگ پہ جانے کے متعلق آگاہ کر سکے۔

****

کمرے میں غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔تین نفوس ہونے کے باوجود بھی ہر جانب خاموشی تھی۔ایک وجود آئینے کے سامنے کھڑا اپنے کام میں مصروف تھا جبکہ دوسرا اس کی منت سماجت کرتے اس کے برعکس تیسرے ننھے نفوس کی پیشانی شکنوں سے بھری پڑی تھی۔

"مم آپ تیو لو لئی ہیں۔"

(مم آپ کیوں رو رہی ہے۔)

عزہ جو ابھی ادیان کو کمرے میں چھوڑ کر گئی تھی کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ روہانسی ہوئی محرم کو دیکھتے بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا تھا جو نا جانے اذلان سے کیا بول رہی تھی۔اس کے یوں مخاطب کرنے پہ محرم نے شکوہ کناں

نظروں سے اذلان کو دیکھا جیسے آنکھوں کے اشارے سے کچھ کہنا چاہ رہا ہو جبکہ وہ ان سب سے بے نیاز خود پر فیوم سپرے کرنے میں مصروف تھا۔ کیسی شانِ بے نیازی تھی محرم تو باقاعدہ عش عش کر اٹھی۔

"ڈیڈ۔"

وہ اذلان کا کوٹ کھینچتے ہوئے اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے بولا تو اذلان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

ڈیڈ مم تیو لو لئی ہیں۔

(ڈیڈ مم کیوں رو رہی ہے۔)

وہ سپاٹ انداز میں گویا ہوا۔ اذلان نے مصروف انداز میں ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔

"یہ آپ اپنی ماما سے پوچھیں ادیان۔"

وہ جواباً سنجیدگی سے بولتے اپنا کوٹ پہننے لگا تھا۔ محرم نے ایک ناراض نگاہ اس پہ ڈالتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"مم میلی وجہ شے نئ آپ کی وجہ شے لو لئی ہے۔"

(مم میری وجہ سے نہیں آپ کی وجہ سے رو رہی ہیں)۔

ادیان نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے پچھلے دنوں کی بات کا حوالہ دیا تھا۔ اذلان جو میز سے اپنا موبائل اور والٹ اٹھا رہا تھا جہاں کا تہاں رہ گیا۔ اس نے چونک کر ادیان کی جانب دیکھا وہ چھوٹا سا فتنہ اسے جتا رہا تھا۔ آنکھوں میں باقاعدہ چمک لہرا رہی تھی۔ اذلان کے ذہن کے دریچوں میں وہ منظر کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔

"ادیان بی سیریس آپ کی وجہ سے مجھے آپکی مم کی آنکھوں میں آنسو نظر نہ آئے میں یہ بلکل برداشت نہیں کروں گا آپ ہی کیا کوئی بھی آپ کی مم کی آنکھوں میں اگر آنسو لائے تو آپ نے مجھے بتانا ہے میرے بعد مم کی طاقت میرا بیٹا بنے گا نہ۔ اگر آپ بھی تنگ کرو گے انہیں رلاؤ گے تو پھر تو سب رلائیں گے نا۔ آپ آئندہ انہیں بلکل تنگ نہیں کریں گا ایک شوہر کے بعد جو سہارا کھوکھلا نہیں ہوتا نہ وہ اولاد ہوتی ہے اور آپ تو پھر میرے شیر بیٹے ہو۔ میرے بیٹے نے اپنی مم کا فخر بننا ہے۔"

اذلان اسے اپنے سینے میں بھینچتے سمجھاتے ہوئے بول رہا تھا تو ادیان نے اس کی بات پہ ایسے سر ہلایا جیسے ساری بات اسے سمجھ آگئی ہو۔ اذلان نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ اتنا تو اذلان اور محرم کو اتنے عرصے میں سمجھ آ چکا تھا کہ ادیان باقی بچوں کی نسبت زیادہ سمجھدار ہے اور وہ ہر بار کچھ نا کچھ ایسا کرتے انہیں حیران کر دیتا تھا۔

"ڈیڈ۔"

ادیان اسے کسی سوچ میں غرق دیکھ دوبارہ اس کا کوٹ کھینچتے ہوئے جھنجھلا کر بولا تو وہ ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا اور جھک کر اسے گود میں اٹھا کر اس کا گال چوما تھا۔ ادیان نے اس کے ہاتھوں سے موبائل تھام لیا۔

"ڈیڈ آپ تیا توت رہے تھے۔"

"(ڈیڈ آپ کیا سوچ رہے تھے۔)"

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کے ماتھے سے بال ہٹاتا ہوا بولا۔ محرم کے لبوں کے تراش پہ ایک شرارتی مسکراہٹ مچلی تھی۔

"آپ کی ڈیڈ نہ اب بوڑھے ہو چکے ہیں ادیان اس لیے وہ تھوڑی دیر بعد کسی گہری سوچ میں گم ہو جاتے ہیں۔"

محرم شرارت آمیز لہجے میں بولی تو ازلان نے اس کی بات پہ فقط آئبرو اچکانے پر اکتفا کیا۔ محرم اپنی خود ساختہ حرکت پہ جھینپ گئی۔

"ادیان آپ ڈیڈ سے کہے نہ کہ ہمیں نانو ہاؤس جانے دیں۔"

وہ خوشامدانہ انداز میں بولی تو ادیان کی آنکھیں اس کی بات پہ چمک اٹھی۔ادیان نے مسکراتے ہوئے سرعت سے ازلان کی جانب دیکھا جبکہ ازلان نے شاکی نگاہوں سے محرم کو دیکھا جس نے اچھا اپنا گارڈ ڈھونڈ لیا تھا اور وہ بھی اسے جو ضدی انداز میں اپنی ہر بات منوانا جانتا تھا۔

"جانے دیں نہ اب حجاب کی شادی بھی ہے تھوڑے دنوں کی تو بات ہے۔"

"ادیان آپ فان چاچو سے کہیں ریڈی رہیں کہی جانا ہے۔"

وہ اسے وہاں سے بھگاتا ہوا بولا تو وہ بھی اس کی بات مانتے چھوٹے چھوٹے قدموں سے بھاگتے ہوئے پھرتی سے وہاں سے غائب ہو گیا۔

"ہاں جی تو کیا کہہ رہی تھی اب ان چیزوں کیلیے اپنے بیٹے کا استعمال کریں گی۔"

وہ اس کی جانب متوجہ ہوتے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔ محرم نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور آپ نے تو جیسے مان ہی جانا ہے نہ۔"

وہ تڑخ کر بولی تو اذلان نے اسے اپنے حصار میں لیتے ڈریسنگ پہ بٹھایا اور اس کے سرخ وسفید چہرے پہ جھولتی بالوں کی لٹوں کو انگلی کی پوروں کی مدد سے کان کے پیچھے کیا تھا۔ محرم کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے بے ساختہ اس کے سینے پہ ہاتھ جمائے تھے۔

"چلی جایئے گا لیکن دو دن سے زیادہ نہیں۔۔"

وہ اس کے کان کے قریب چہرہ کرتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں بولا اور ساتھ ہی اس کے گال ہولے سے چھو گیا۔ محرم نے شاک کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔"

وہ اس کا ماتھا چیک کرتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ اذلان نے ناراض نگاہوں سے اسے دیکھا۔ محرم اس کے خفا ہونے پہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"اچھا اچھا سوری آپ نیچے آجائیں میں کچن کا دیکھ لوں ذرا۔"

وہ صلح آمیز لہجے میں بول کر جانے لگی کہ عین اسی وقت اذلان نے کھینچ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا جس سے اس کی پشت اذلان کے سینے سے جا لگی۔ محرم نے تھک ہار کر اس کے سینے سے ہی اپنی پشت ٹکائی تھی۔

"معاوضہ تو دیتی جائیں۔"

وہ گھمبیر لہجے میں سرگوشیانہ لب ولہجے میں بولا۔ محرم نے اپنا حلق تر کیا اور کسمسا کر وہاں سے آزاد ہونا چاہا لیکن بے سود۔ اسے کسمساتے دیکھ اذلان نے سہولت سے اسے خود سے علیحدہ کیا تھا۔ اس کے چھوڑتے ہی محرم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی جانب آئی اور پاؤں کی انگلیوں پہ اونچا ہوتے اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ اذلان اس

کی حرکت پہ آسودگی سے مسکرایا۔ محرم بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔اس کی جلد بازی پہ اذلان نفی میں سرہلاتے مسکرادیا۔ادیان وہاں سے نکلتے سیدھا عفان کے کمرے کی جانب آیا تھا۔

"فان فان خالہ فان تہاں ہے ڈیڈ فان کو بلا لہے ہیں۔"

(فان فان خالہ فان کہاں ہیں ڈیڈ فان کو بلا رہے ہیں۔)"

ادیان بے دھڑک کمرے میں داخل ہوتا ہوا اونچی آواز میں بولا تو عفان جو عزہ کو اپنے حصار میں لیے کھڑا تھا ہڑبڑا کر اسے چھوڑتے اس سے فاصلہ قائم کیا اور دانت پیستے ہوئے اس آفت کو دیکھا جو ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا ہے۔ عفان عزہ کو دیکھ کر کڑھ کر رہ گیا جو مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں لال ہو رہی تھی۔

"اوئے فتنے انسان دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آتے ہیں۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ادیان نے مشکوک نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا مگر عزہ کا سرخ چہرہ دیکھ کر اسے یہی لگا کہ شاید عفان اسے پریشان کر رہا تھا

"اب ایسے کیا گھور رہے ہو کیا آپ کو بھی یہ سب سیکھنا ہے۔"

وہ اسے گود میں لیتا ہوا شرارت آمیز لہجے میں بولا تو ادیان نے ماتھے پہ شکنیں ڈالے اس کی جانب دیکھا۔

"شرم کر لیا کریں خود بچے کے باپ بننے والے ہیں لیکن شرم پتہ نہیں کہاں ہے آپ کی عفان۔"

عزہ اس کے بازو پہ مکہ مارتے ادیان کو گود میں لیتے ہوئے بولی تو ادیان اسے عفان کو مارتا دیکھ مسکرادیا۔

"یہ دیکھو کیسا بدید انسان ہے مجھے مار پڑوا کر خوش ہوتا ہے مت بھول ان چار سالوں میں میں نے ہی تجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ دیکھنا میری بچے آئیں گے نا جب اس دنیا میں تم سے تو میں نے مخاطب ہونا پسند نہیں کرنا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے جتانے والے انداز میں بولا۔ادیان نے اس کی بات پہ آنکھیں چھوٹی کیے کچھ لمحے تو اس کی جانب دیکھا۔

"گڈ بوائے۔'

وہ چہکتے لہجے میں بولا۔ عفان کا منہ اس کی بات پہ کھلا کا کھلا رہ گیا البتہ کے قہقہے نے ادیان کے ساتھ بھرپور انداز میں ساتھ دیا تھا۔

عزہ کو پانچواں منتھ تھا لیکن کبھی کبھی عفان کی حرکتیں اسے سوچنے پر مجبور کر دیتی کہ وہ عفان کو سنبھالے گی یا اپنے بے بی کو کیونکہ اس کے مطابق عفان ابھی تک بڑا نہیں ہو پایا تھا۔

"اسی نے ناکوں چنے چبوادیے ہیں مجھے مجھے اب اپنی حرکتوں پہ افسوس ہوتا ہے کہ میں کیوں سب کی ناک میں دم کیے رکھتا تھا اس نے میرے ناک کان سر منہ ہر چیز پہ درد کر کے رکھ دیا ہے۔"

وہ سر ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا تو عزہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کرتا تھا کیا ہوتا ہے آپ ابھی بھی کرتے ہیں اور یہ اذلان بھائی کی اولاد آپ کا صحیح امتحان ثابت ہوئی ہے۔"

وہ بے ساختہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے بولی تو عفان نے سرے سے ہی اس کی بات ہوا میں اڑا دی۔

ادیان بہت غور سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا لیکن فلحال سمجھنے سے قاصر تھا۔اسی دوران ان کی توجہ موبائل پہ آنے والی کال کی سمت مبذول ہوئی تھی۔ عفان نے ٹھہر کر موبائل کی سکرین کی جانب دیکھا جہاں بھائی کالنگ جگمگا رہا تھا۔

"عفان فوراً سے پہلے نیچے اترو مجھے ضروری بات کرنی ہے۔"

ازلان کی کال اٹھاتے ہی اس کی کرخت آواز سن کر اس نے اوکے بھائی کہتے سرعت سے کال کاٹ دی اور ادیان کو گود میں اٹھاتے نیچے کی جانب دوڑ لگا ئی۔ ناجانے اب ازلان نے اس سے کونسی بات کرنی تھی جو اتنی ایمرجنسی میں بلایا تھا۔ وہ جوں ہی اسے گود میں اٹھائے نیچے پہنچا وہ لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھا اسی کا محو انتظار تھا۔

"کیا ہوا بھائی سب خیریت ہے نہ۔"

عفان اس کے تاثرات کا ملاحظہ کرتا ہوا بولا جو انگلیوں میں انگلیاں الجھائے بیٹھا تھا۔ ازلان نے اس کی بات پہ ہولے سے سر ہلایا تھا۔

"فائق نے جیل سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی جس کی باعث ٹرک کی ٹکر سے اس کا میجر ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ موقع پہ ہی دم توڑ گیا ہے۔"

عزہ جو زینے اتر رہی تھی اس کی بات پہ گرل کو زور سے تھام لیا اس کی حالت پہ پیشِ نظر محرم نے اسے سہارا دے کر صوفہ پر بٹھایا مبادہ اپنا کوئی نقصان نا پہنچالے۔ اس کے چہرے کا ایک رنگ آرہا تھا ایک رنگ جا رہا تھا۔ ادیان اب احتشام صاحب کی گود میں بیٹھا ان سب کی گفتگو کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"اس کے ساتھ یہی ہونا تھا بھائی جو جو وہ کر چکا تھا نہ اس کا انجام ایسا ہی لکھا تھا جو بھی ہوا اچھا ہوا ہے۔"

عفان نے کرخت لہجے میں بولتے ان سب کی جانب دیکھا۔ اس کی بات پہ ازلان نے نفی میں سر ہلایا اور تاسف نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو جلد بازی میں غلط الفاظ کا انتخاب کر رہا تھا۔

"اس کے ساتھ جو ہوا وہ اللہ کی رضا تھی وہ اپنے بندوں کو ایک حد تک آزماتا ہے اور اب اس نے مکمل طور پر یہ آزمائش ختم کر دی ہے تم ایسی باتیں کر کے اپنے آپ کو گناہگار مت کرو۔ بس ایک ہی بات ہے کہ جو ہوا ہمارے حق میں بہتر ہوا اور انشااللہ وہ زات آگے بھی بہترین ہی کرے گی۔"

وہ عزہ کے سر پہ پیار سے ہاتھ رکھتا ہوا نرمی سے بولا تو عزہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔ اس کی اسی نرم مزاجی کی تو وہ قائل تھی۔

"اور تم ایک کام کرو عزہ اور محرم کو خان ہاؤس ڈراپ کر دینا مجھے ایک ضروری کام ہے اس لیے جلدی نکلنا ہے۔ اپنے پی اے کے ساتھ سائیٹ پہ جانا ہے۔"

وہ عفان کو حکم صادر کرتے ادیان کے سر پہ بوسہ دیتا باہر کی طرف چل دیا۔ عفان نے بھی کندھے اچکا کر کمرے کا رخ کیا تاکہ جانے کی تیاری پکڑ سکے۔ محرم اور عزہ کیلیے یہی بہت تھا کہ ازلان مان گیا ہے کیونکہ ازلان مانا تو پھر عفان کی کس نے سننی تھی اور ہوا بھی یہی تھا اس کی رضامندی ملتے وہ تیار ہونے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ عزہ اور محرم نے مسکرا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

****

آسمان پہ موجود سورج زمین پہ زور و شور سے آگ برسا رہا تھا۔ مدھم ہوا کی بدولت کبھی وہ بادلوں کی اوٹ میں ہوتا سکون فراہم کرتا تو کبھی دھوپ کی تمازت سے چہرہ سرخ کر دیتا۔ اسی موسم میں عفان عزہ اور محرم کو لے کر خان ہاؤس آچکا تھا پریشے اور معاذ پہلے سے ہی یہاں تھے سب گھر میں ہی موجود تھے صرف ایان اور ازلان کی کمی تھی ایان کو تو ان لوگوں نے کال کر کے بلا لیا تھا جبکہ ازلان نے اپنی میٹنگ سے فری ہو کر آنا تھا تبھی سہولت سے انکار تھما دیا

تھا۔ سب نے زیادہ اصرار کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ سب ہی اس کے کام کے معاملے میں سخت مزاج ہونے سے واقف تھے۔ وہ سب خان ہاؤس کے لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ کچھ اوپر صوفوں پہ جبکہ کچھ زمین پہ فلور کشنز رکھے آدھے نیم دراز تھے۔

اسی دوران انہیں ایان داخلی دروازے سے اندر آتا دکھائی دیا۔ اس پر نظر جاتے ہی حجاب کا دل زور و شور سے دھڑکنے لگا اپنے دھڑکتے دل کو قابو پاتے کچھ دیر ان سب کے ساتھ ہی بیٹھنے کے بعد اپنے کمرے کی جانب چل دی کیونکہ مزید یہاں بیٹھنا اس کیلیے بے حد مشکل تھا چاہے وہ اس کا دوست تھا مگر پھر بھی اس رشتے کی بدولت ایک جھجک آڑے آ رہی تھی جبکہ ایان اس کے انداز دیکھ کر گہرا مسکرایا۔ آنکھوں میں والہانہ پن اتر آیا۔

"آپی بھوک لگی ہے مجھے۔"

سب کو اپنی باتوں میں مصروف دیکھتے عزہ نے ساتھ بیٹھی محرم کو ٹھوکا مارتے مخاطب کیا تو وہ مسکراہٹ دباتے ادیان کو اسے تھماتی اپنی جگہ سے اٹھی کیونکہ یہ بات وہ اچھے سے جانتی تھی عزہ بھوک کی کس قدر کچی ہے اور اب تو اس حالت میں اس کی بھوک مزید بڑھ گئی تھی۔ ادیان صوفے پہ بیٹھتے اب روشانے سے ناجانے کونسے راز و نیاز کرنے میں مصروف تھا۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں آپی۔"

آیت اسے اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ کر پوچھ بیٹھی تو عزہ نے بے ساختہ اپنا ماتھا پیٹا کیونکہ اس کی بات کی بدولت سب اب ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

"کچن میں جا رہی تھی تمہیں کچھ چاہیے۔"

محرم نے ایک نظر عزہ کو دیکھتے ساتھ ہی آیت سے سوال کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔"

آیت رائم کو بھی ان دونوں کے ساتھ ہی بٹھاتی اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے تعاقب میں چل دی مگر اگلے ہی لمحے عفان کی شوخ آواز پہ ان دونوں کے آگے کی جانب بڑھتے قدم وہی منجمد ہو گئے۔

"محرم کیا کرنے جا رہی ہو یقیناً میری زوجہ محترمہ کو بھوک لگی ہو گی۔"

عفان نے پوچھتے ساتھ بتانا ضروری سمجھا جس پر عزہ اسے گھور کر رہ گئی اور محرم نے مسکراتے سر کو اثبات میں جنبش دی۔ان سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کر عزہ خجل سی ہو گئی۔

"پھر میرے لیے بھی کچھ لے آنا پلیز۔"

عفان نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اپنا کام بھی نکلوانا چاہا۔وہ سر ہلاتی اندر کی جانب چلی گئی آیت بھی اسی کے ساتھ چل دی۔

"ادیان آپ بھی کھیلو ناں ان کے ساتھ اکیلے کیوں بیٹھے ہو۔"

عزہ ادیان کو اپنے پاس سنجیدہ بیٹھے دیکھ کر بولی جس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔ابھی تو وہ ان کے ساتھ ہی تھا پھر اچانک کیسے موڈ خراب ہو گیا تھا اس نے الجھن بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نئی تھالہ مدھے نئی تھیلنا۔"

"(نہیں خالہ مجھے نہیں کھیلنا۔)"

وہ منہ بسور کر دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولا۔وہاں بیٹھے سب نفوس کو اس میں اذلان کی جھلک واضح دکھی تھی۔

"اور کیوں نہیں کھیلنا میرے بے بی کو۔"

عزہ کے پوچھنے پر اس نے ایک نظر عزہ کو دیکھا پھر رائم اور روشانے کی جانب دیکھا جو خود کھیلوں میں مصروف تھے۔

"ایشے ہی۔"

(ایسے ہی۔)

وہ مسکرا کر بولتے آرام سے عزہ کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا کیونکہ اسے ابھی تک محرم کی نصیحت یاد تھی کہ عزہ خالہ کے پاس اچھلنا کودنا نہیں ہے۔ عزہ اس کے دونوں سیب جیسے گالوں کو چومتے مسکرا دی۔

"اوئے چھوٹی دنیا ہٹو میری بیوی کے پاس سے دیکھو تو سہی کیسے پاریاں لے رہا ہے۔"

عفان نے اسے یوں عزہ کی گود میں بیٹھے دیکھ اسے چھیڑا تو معمول کے مطابق اس کے ماتھے پر شکنیں نمایاں ہوئیں۔

"فاااان میں اپنی تھالہ تے پاش شے نئ ہتونگا۔"

(فاان میں اپنی خالہ کے پاس سے نہیں ہٹونگا)

اس کے سنجیدگی سے کہنے پر جہاں سب مسکرائے وہی عفان نے بیچارا سا منہ بنا کر عزہ کو دیکھا جو اس کی حالت پر اپنا قہقہہ روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دیکھا معاذ صائم بھائی دیکھیں اسے سمجھائیں کچھ چاچو ہوں اسکا اور بات ایسے کرتا ہے یہ میرا چاچا ہو۔"

اس کے انداز پر جہاں سب نے قہقہہ لگایا وہی ادیان بھی ہنسنے لگا۔ ہنستے ہوئے وہ سب کو بے تحاشہ پیارا لگا تھا۔ پریشے نے تو اس کے ننھے منھے ہاتھوں کو چوم لیا۔

"ہاں صحیح پوچھ رہا ہے تمھیں آخر کو سب کو تنگ جو کرتے رہے ہو اب کسی نے تو بدلہ لینا ہے ناں تم سے ہمارا ہینڈسم ہنک ہی سہی۔"

پریشے نے ہنستے ہوئے تفاخر بھرے لہجے میں اسے آگاہ کیا۔ عفان اس کی باتوں پہ چڑ گیا۔

"تم تو چپ ہی کرو۔ روشانے رائم ادھر آئو بچوں۔"

عفان نے چیخ کر جواب دیا اور ساتھ ہی ان دونوں کو اپنی جانب بلایا جو ٹوائز آگے رکھے اس کا نا جانے کیا بنانے کے چکروں میں تھے۔ اس کی آواز پر دونوں اپنا کھیلنا چھوڑ کر ان کی جانب آ گئے۔ روشانے کو عفان اور رائم کو ایان نے اپنے پاس بٹھایا اور ان کے ساتھ باتوں میں مصروگ ہو گئے۔ ان بچوں سے ان کے گھر کی رونق مزید بڑھ گئی تھی۔ ہر وقت گھر میں کھلکھلاہٹیں گونجتی رہتی سب کے چہروں پر مطمئن مسکراہٹ تھی۔ سب کو بچوں کے ساتھ مصروف دیکھتے صائم اپنے کمرے کی جانب چلا گیا وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہسپتال سے آیا تھا تبھی فریش ہونے کی خاص تمنا تھی۔

معاذ نے ایک نظر سب کو دیکھا جس میں سے کسی کا دھیان ان کی جانب نہیں تھا۔ وہ کھسک کر پریشے کے نزدیک ہوا جو سب کو ساتھ دیکھتے مسلسل مسکرا رہی تھی۔ اس نے ہولے سے اسے ٹہوکا مارتے اپنی جانب متوجہ کیا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"پری میں کیا سوچ رہا ہوں۔"

معاذ نے ہلکی آواز میں بات شروع کی تو پریشے مکمل طور پہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ہمم بولیں۔"

وہ ہنوز ان سب کو دیکھتے ہوئے بلاکس کو بیگ میں بند کرتے مصروف سے انداز میں بولی۔

"دیکھو سب بچوں کو ایک ساتھ کتنے خوش لگ رہے ہیں ہماری روشانے کے چہرے پہ کھلی ہوئی مسکراہٹ تو دیکھو۔"

معاذ نے دوبارہ اس کا رخ اپنی جانب کیا تو پریشے نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا جو نا جانے کس جواز کی بنا پہ یہ بات کر رہا تھا۔

"ارے میرا مطلب دیکھو بچوں سے کتنی رونق ہو گئی ہے ناں گھر میں تو میں سوچ رہا تھا کیوں ناں روشانے کا ایک اور بھائی یا بہن لایا جائے اب تو کافی وقت بھی ہو گیا ہے اب ہمیں ایک اور بے بی پلین کر لینا چاہیے۔"

معاذ مکمل سنجیدگی سے بولا۔ پریشے جو اسے ہی دیکھ رہی تھی بوکھلا کر سب کو دیکھا لیکن صدِ شکر کوئی ان کی جانب متوجہ نہیں تھا وہ دانت کچکچاتے ایک بار پھر اس کی جانب رخ موڑ کر بیٹھی جو نہایت سکون سے بیٹھا اس کے جواب کا منتظر تھا۔

"تھوڑی شرم خرید لائیں آپ۔ بچے بعد میں کریں گے۔"

"تمھارے بھائی کا ہی اثر آ گیا ہے اور شرم تو ملتی ہی نہیں کیا کروں ایسا کرو تھوڑی تم ادھار دے دو۔"

معاذ نے پہلے عفان کا حوالہ دیا جو عزہ کے ساتھ بچوں کو لے کر بیٹھا تھا۔

"خوف کریں خدا کا اب تو وہ سیدھا بیٹھا ہے کچھ کر بھی نہیں رہا ایسے ہی میرے معصوم بھائی کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

پریشے نے تڑپ کر اپنے بھائی کی طرفداری کی۔

"ہاں کچھ دیر بعد دیکھنا۔"

معاذ سر جھٹکتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں گویا ہوا اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی کہ محرم اور آیت کچن سے باہر آئیں اور بچوں کو فرنچ فرائز تھمائی تھی جو ان تینوں کی پسندیدہ تھیں اور باقی ریفریشمنٹ کا سامان سامنے میز پر رکھتے سکون سے بیٹھ گئیں۔ اب ان سب کا رخ کھانے کی جانب مبذول ہو چکا تھا۔

****

شادی کی تیاریوں میں اسی طرح ہفتہ بیت گیا تھا۔ بالآخر شادی کے جھنجھٹوں میں مصروف بھاگتے دوڑتے مہندی کا دن بھی آ پہنچا تھا۔ صبح سے خان ہاؤس میں شور شرابہ مچا ہوا تھا آخر کو گھر کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی کی شادی تھی۔ سب افراتفری میں یہاں وہاں گھوم رہے تھے پریشانی سب کے چہروں سے عیاں تھی۔

"رائم ادیان کہاں جا رہے ہیں آپ دونوں۔"

روشانے نے کمر پہ ہاتھ رکھے ان دونوں کو دیکھتے استسفار کیا تو رائم نے اس اماں کے پوچھنے پہ منہ بنایا جبکہ اس کے پوچھنے پر ادیان آنکھوں میں چمک لیے مسکرا دیا اسے اپنی یہ باربی جیسی کزن بہت اچھی لگتی تھی اور وہ یہی چاہتا تھا کہ اسے اس کے علاوہ کوئی جواب نا دے تبھی رائم کو ایک جانب کرتے خود آگے ہوا تھا تاکہ اس سے بات کر سکے۔

"ہم تھیلنے جا لئے۔"

"(ہم کھیلنے جا رہے)"

ادیان اسے بال دکھاتا ہوا بولا تو روشانے نے بڑی عورتوں کی طرح سر ہلایا تھا۔

"کیا میں بھی تم لوگوں کے ساتھ کھیل سکتی ہوں۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت دونوں ہاتھوں کو مسلتے ہوئے بولی۔ اس سے پہلے کہ ادیان اس کی بات کا کوئی جواب دیتا رائم بول اٹھا۔

"نئ گرلز نہیں تھیلتی دے والا دیم۔"

(نہیں گرلز نہیں کھیلتی یہ والا گیم۔)

وہ اسے باور کروانے والے انداز میں بولا کیونکہ فلحال اسے بس ادیان کے ساتھ کھیلنا تھا مگر وہ نا جانے کیوں اس کے پاس ہی جم گیا تھا۔اس کی بات پہ جہاں روشانے کا چہرہ اترا وہی ادیان نے سرد نگاہوں سے رائم کی جانب دیکھا۔

"تم تھیلو گی ہمارے ساتھ تو آجاؤ گرلز چھب کج تھیلتی ہیں۔"

(تم کھیلو گی ہمارے ساتھ تو آجاؤ گرلز سب کچھ کھیلتی ہیں۔)

اس کی بات پہ روشانے کا چہرہ پوری طرح سے کھل اٹھا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں چلیں ادیان کھیل کو بعد میں ابھی آپ روم میں چلیں آپکی ماما بلا رہی ہیں۔"

پریشے اس کے بال سنوارتے ہوئے محبت سے بولی تو پہلے تو اس نے ناراضگی سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ ابھی تو وہ کھیلنے لگا تھا اپنی اس باربی جیسی کزن کے ساتھ مگر پھر محرم کا خیال آتے ہی وہ ان کا گال چوم کر وہاں سے بھاگ نکلا۔اب اپنی مم کو تو وہ ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

"رائم آپ بھی جائیں۔"

"نہ نئ۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولا تو پریشے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"ارے کیا ہو گیا میرے بچے کو۔"

زمان صاحب جو وہی سے گزر رہے تھے اسے اپنی گود میں بھرتے پچکارنے والے انداز میں بولے تو وہ ان کے شانے میں چہرہ چھپا گیا۔وہ بھی ہنستے ہوئے اسے اپنے کمرے میں لے گئے۔ان کے جاتے ہی پریشے بھی روشانے کا ہاتھ تھامتی زینے چڑھ گئی۔

"کیسا محسوس کر رہی ہو بی بنو یار کیا یہ تو ابھی بھی چھوٹی ہی ہے کہی ہماری ناک نہ کٹوا دے۔"

آیت عزہ کو ٹہوکا مارتے ہوئے ہنس کر بولی تو عزہ نے بھی اس کا بھرپور ساتھ دیا ان دونوں کی حرکتوں پہ حجاب اب باقاعدہ روہانسی ہو چکی تھی۔

"تم دونوں ابھی تک تیار ہونے نہیں گئی جلدی کرو مہمان آنا شروع ہو جائے گے پھر۔"

محرم ان دونوں کو کمرے سے نکالتے ہوئے بولی جن کا وہاں سے اٹھنے کا ہی دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"آپی یہ دونوں مجھے بہت تنگ کر رہی تھی۔"

حجاب سوں سوں کرتے ہوئے بولی تو محرم نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے محبت سے اس کا تفصیلی جائزہ لیا۔ پیلے رنگ کے فراک میں ملبوس جو کہ پاؤں کو چھو رہا تھا پھولوں سے سجا زیور بالوں کو کرل کیے ایک کندھے پر ڈالے اور مہندی کی مناسبت سے کیے گئے میک اپ میں سجی سنوری حجاب کو تکا جو پریشانی سے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ اس کے چہرے پہ عجیب سے تاثر دیکھ محرم نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے سہلایا تاکہ وہ پرسکون ہو سکے۔

"کس بات کی پریشانی ہے آپکو مجھے بتاؤ کیا آپ اس سب کیلیے تیار نہیں تھی آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ کوئی اور تعلق بننے سے پہلے آپ میں دوستی کا رشتہ ہے اور دوستی کا رشتہ ہر رشتے پہ بھاری ہوتا ہے آپ بلا جھجک ایک دوسرے سے کوئی بھی بات کہہ سکتے ہو ایک دوسرے سے لڑ سکتے ہو میں جانتی ہوں کہ ایک دم سے ایسے رشتے میں بندھنا بہت مشکل ہو گی لیکن ایان بہت سمجھدار ہے میری جان کو سنبھال لے گا۔"

وہ اس کے بال سنوارتے ہوئے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی۔ حجاب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو ناجانے کیسے اس کے دل کی بات سمجھ گئی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو بڑی بہن ہو تمہاری اتنا تو سمجھ ہی سکتی ہوں۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولی تو وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

"مم مم۔"

اسی دوران ادیان جوش میں بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تو محرم نے پریشانی سے اس کی سمت دیکھا جو باقاعدہ ہانپ رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے ادیان کتنی بار سمجھایا ہے ایسے نہیں بھاگتے کہی گر گئے تو خیر کیا ہوا ہے۔"

وہ اس کا کرتا درست کرتے ہوئے ڈپٹنے والے انداز میں بولی تو ادیان نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"ڈیڈ آ گئے۔"

وہ خوشی خوشی بتاتا دوبارہ نیچے کی جانب بھاگ گیا تو محرم اور حجاب اس کی حرکت پہ بے ساختہ ہنس دی۔

"چلو اب تیار ہو نا تو مہربانی کر کے رونے مت بیٹھ جانا نیچے مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں پھر رسم شروع کرتے ہیں۔"

محرم اس کا گال تھپتھپا کر نیچے کی طرف چل دی۔ کچھ ہی دیر میں مسٹر اینڈ مسز آفندی مہمانوں سمیت وہاں پہنچ چکے تھے ان لوگوں کا اچھے سے استقبال کیا گیا۔ ایان تو پھولے نہیں سما رہا تھا اسے اچھی طرح یاد تھا کہ شادی کیلیے اس نے کتنے پاپڑ بیلے تھے۔ پہلے پہل تو حجاب نے یہ سنتے ساتھ ہی گھر سر پہ اٹھا لیا تھا اس کے خیال میں وہ صرف بہت اچھے دوست تھے لیکن جو بات ایان سمجھ چکا تھا وہ حجاب سمجھنا نہیں چاہ رہی تھی۔ گھر والوں کے منانے پر بڑی مشکل وہ

اس چیز کیلیے راضی ہوئی تھی وہ سمجھ رہا تھا کہ حجاب اس رشتے کے تقاضوں سے ڈر رہی ہے لیکن اسے اپنے اوپر بھی پورا بھروسہ تھا کہ وہ اپنی محبت سے سب منوالے گا کیونکہ محبت سے زیادہ خوبصورت جذبہ کوئی نہیں۔اسے یہ بات بھی اچھے سے ازبر تھی کہ انسان کو جہاں محبت ملتی ہے وہ وہی اپنا راستہ بناتا ہے اسے مکمل یقین تھا کہ یہ دوستی کا رشتہ جلد ہی محبت کے رشتے میں تبدیل ہو کر اپنی منزل پالے گا۔

وہ بے خیالی میں انہی سب سوچوں میں غلطاں تھا معاًاس کی نگاہ اچانک ہی تمام لڑکیوں کے گھیرے میں آتی حجاب کی جانب اٹھی تو وہی ساکت رہ گئی۔اس کا اپنی جانب بڑھتا ہر قدم اسے اس سے اور زیادہ محبت کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔وہ کھویا کھویا سا اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"دے بھی دے بھائی اب ہاتھ کہ یہ کام بھی ہمیں کرنا پڑنا ہے۔"

عفان اس کی گدی پہ تھپڑ مارتے ہوئے اسے شرمندہ کرنے کی خاطر بولا تو وہ جھینپ گیا جبکہ سب کے قہقہے بے ساختہ تھے۔ان کے ساتھ بیٹھتے ہی رسم کا آغاز کیا گیا اتنے سالوں کی دوستی ہونے کی باوجود بھی حجاب بری طرح گھبرائی ہوئی تھی اور اپنے آپ میں سمٹی جا رہی تھی ایان نے اس کا گھبرانا شدت سے محسوس کیا تھا اسلیے اس کے ہاتھ کے ہاتھ رکھ کر گویا تسلی دی حجاب کا دل تو اس کے لمس پہ دھڑکنے لگا۔اس نے حلق تر کرتے اطراف کا جائزہ لیا جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا وہ جانتا تھا اس نے اس کیلیے دوستی سے بھر کر کچھ نہیں سوچا مگر وہ اسے اب ریلیکس کرنا چاہتا تھا کیونکہ سب مہمانوں کی نگاہیں انہی پہ جمی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے پاگل لڑکی ریلیکس رہو کھا تھوڑی جاؤ گا تمہیں۔ سمجھو ہم وہی دوست ہیں جس کے ساتھ بیٹھ کر تم کچھ بھی کہ دیتی تھی کر دیتی تھی جس پہ حکم چلاتی تھی چل کرو۔"

وہ فرینک انداز میں اس سے بات کرتا ہوا بولا تا کہ وہ ریلیکس ہو جائے اور ہوا بھی یہی کچھ ہی دیر میں یہ ضرور ہوا کہ وہ قدرے نارمل ہو گئی تھی۔ سب نے اسے ہنستا دیکھ بے ساختہ شکر ادا کیا ورنہ جس طرح وہ پریشان تھی نہ ان کے خیال میں کچھ گڑبڑ تو پکی تھی مگر اس نے یوں ہنس کر سب کے ذہنوں میں پکتے غلط الاؤ کو سرے سے ہی جھٹک دیا تھا۔

ایسا ہمسفر مل جانا ہی تو خوشقسمتی ہے جو اپنی باتوں سے آپ کو ڈرائے نہیں بلکہ بہلائے آپ کو اپنی طرف راغب کریں نا کہ پہلے دن ہی آپ پر اپنی مرضی تھوپ دیں ایسے رشتوں کیلیے لڑکا لڑکی دونوں کو اہمیت دینی چاہیے نا کہ صرف لڑکے کی مرضی کے مطابق چلنا چاہیے اور حجاب ابھی ہی اللہ کا شکر بجا لائی تھی کہ وہ اس کا بڑی ہی ہے جو قدم قدم پہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

وہ ایان کو ایک نظر دیکھتی کھل کر مسکرا دی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ اس سے بلکل نہیں گھبرائے گی مگر فطری شرم وحیا تو جوں کی توں ہی تھی۔

"توبہ توبہ ایسا دن بھی دیکھنا تھا کہ لڑکیاں یوں منہ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے ہونے والے شوہر کو دیکھے۔"

عفان خالص زنانہ انداز میں کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا بولا تو حجاب اپنی شامت پہ بوکھلا گئی جبکہ ایان نے دانت پیستے ہوئے عفان کی جانب دیکھا جو کسی کو بھی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"فان۔"

اس دوران محفل میں ایک غصیلی آواز گونجی تو چاروں اطراف میں سکوت چھا گیا سب حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس چھوٹی دنیا کو دیکھ رہے تھے جو ماتھے پہ بل ڈالے اسے دیکھ کم اور گھور زیادہ رہا تھا۔

"باج آجو۔"

(باز آجاؤ)

وہ اذلان کا ہمیشہ والا فقرہ دہراتا ہوا بولا تو سب قہقہوں سے لوٹ پوٹ ہو گئے البتہ اذلان نے چہرہ جھکا کر اپنی بے ساختہ ابھر آنے والی مسکراہٹ چھپائی جبکہ عفان تو رونی صورت بنا کر زمین پر بیٹھ کر باقاعدہ رونے لگا۔اب اس کی بس اس افلاطون سے بے عزتی کروانا تو باقی رہ گیا تھا۔

"بھائی یہ کیا ہے۔"

وہ اذلان سے استسفار کرتے ہوئے مریل انداز میں بولا۔اذلان نے بے نیازی سے کندھے اچکائے تھے کیونکہ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ کس آفت کو اس دنیا میں لانے کا سبب بنا ہے۔

"میں دیان اجلان چھا ہوں۔"

(میں ادیان اذلان شاہ ہوں)

جواباً ادیان اذلان کی گود میں چڑھ کر تفاخر بھرے لہجے میں بولا۔

"اول میں لائم چھائم خان ہوں۔"

(اور میں رائم صائم خان ہوں)

اس کے دیکھا دیکھی رائم بھی صائم کی گود چڑھتے ہوئے بولا تو سب ان کی بچگانہ حرکت پر ہنس دیے۔

"آپ نہیں بتائینگی۔"

مراد صاحب اپنی گود میں بیٹھی روشانے سے بولے تو وہ شرمیلے پن سے ان کے شانے میں چہرہ چھپا گئی۔ تمام رسموں اور ہنسی مذاق سے فارغ ہو کر تحریم بیگم کے منتیں کرنے کے بعد کہہ جا کر ان سب نے محفل برخاست کی تھی ان کا بس نہیں چلتا کہ بارات یہی بیٹھے بیٹھے نپٹا دیتے ان سب کا ہلہ گلہ ہی ختم ہونے کو نہیں آ رہا تھا۔

اگلے دن بھی اسی طرح خان ہاؤس میں بہت گہما گہمی کا سماں تھا ہر طرف کاموں کا سلسلہ عروج پر تھا کیونکہ آج حجاب کی رخصتی کا دن تھا تو سارے گھر کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ہر کوئی اپنے کام میں مشغول تھا بیوٹیشن آ چکی تھی اور حجاب کو کمالِ مہارت سے برائیڈل میک اپ کرنے میں مصروف تھی۔ آیت نے وقت پہ حجاب کو کمرے میں پہنچا دیا تھا۔ اس کا ارادہ خود تیار ہو کر پھر رائم کو دیکھنے کا تھا ورنہ وہ بارات شروع سے قبل ہی اپنا ستیاناس کر لیتا۔ مہمانوں کی آمد آمد تھی۔

"میم دیکھیں خود کو۔"

بیوٹیشن نے حجاب کو مخاطب کیا تو اس نے اس کی آواز پہ اپنی لامبی پلکوں کی جھالر اٹھاتے خود کو آئینے میں دیکھا تو مبہوت رہ گئی۔ وہ یک ٹک خود کو سجا سنورا دیکھ رہی تھی۔ گہرے سرخ رنگ کے شرارے میں ملبوس جیولری کے نام پہ کانوں پہ سونے کے بڑے بڑے آویزے لمبی صراحی دار گردن میں انتہائی پیش بہا نیکلس اپنی بہار دکھا رہا تھا۔ ناک پہ نتھ ڈالے جو اس کے گلابی رنگ میں رنگے لبوں کو چھو رہی تھی۔ بیوٹیشن نے اس کی محویت بغور محسوس کی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتی محرم اور عزہ نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا تھا۔ انہیں ابھی بھی یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا کہ ان کی چھوٹی سی حجاب اب بڑی ہو گئی ہے۔

"تیار ہو گئی ہماری دلہن۔"

گلابی رنگ کے ہلکے کام والے فراک میں ملبوس عزہ نے اسے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے پوچھا تو وہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب مڑی۔

"ارے ارے یہ جیولری تو ابھی باقی ہے بیٹھو میں پہناتی ہوں۔"

عزہ نے اسے دیکھتے کہا جس نے کلائیوں میں کچھ نہیں پہنا تھا۔ وہ جو انہیں دیکھ کر ان کی طرف آنے لگی تھی واپس بیٹھ گئی۔ عزہ بھی باکس وغیرہ اس کے بیڈ پہ رکھتے اس کے نزدیک ہی بیٹھ کر اسے چوڑیاں پہنانے لگی جبکہ محرم نے سیٹ کو آرام سے درست کیا تھا جو بار بار ڈھلک کر نیچے کی جانب آ رہا تھا۔ اب وہ مزید خوبصورت لگ رہی تھی ایک نظر آئینے میں دیکھ کر وہ شرم وحیا کے باعث خود ہی نظریں جھکا گئی اس کی یہ حرکت ان دونوں اور اندر آتی آیت کی آنکھوں سے مخفی نہ رہی اور آیت کو تو بس بولنے کا موقع مل گیا تھا۔

"ارے واہ ہماری حجاب تو شرماتی بھی ہے۔"

آیت نے شرارت آمیز لہجے میں بولتے کھلکھلاتے ان سب کی تائید چاہی تو وہ سب مسکرا دیں جبکہ ان کے مسکرانے پر حجاب نے روہانسی ہوتے محرم کو دیکھا جس نے اپنی مسکراہٹ سرعت سے چھپا لی تھی۔

"اچھا بس تنگ نہ کرو میری بہن کو پہلے ہی وہ پریشان ہے اور تم لوگ اس کی پریشانی میں اضافہ کرنے پہنچ جاتی ہو۔"

محرم نے اس کی طرفداری کرتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے انہیں ڈپٹا۔

"اچھا آپی نہیں کرتے۔"

عزہ نے اس کی صورت دیکھ ہار مانی تو وہ اور حجاب خوشدلی سے مسکرا دی تھی۔

"اللہ تمھیں ایسے ہی خوش رکھیں۔آپ اس کا دوپٹہ سیٹ کر دیں آیت تم گھونگھٹ ڈال دینا کچھ دیر میں بابا اور باقی سب نے آنا ہے نکاح کے لئے۔"

محرم ان سب کو تاکید کرتی عزہ کے ساتھ باہر کی جانب چل دی۔آیت نے بے ساختہ اس کے یخ ہوتے ہاتھوں کو تھامتے سہلایا تھا۔ایک لڑکی ہونے کی حیثیت سے وہ اس کے احساسات بخوبی سمجھ رہی تھی۔کچھ دیر بعد ان کی پوری فیملی حجاب کے کمرے میں تھی ماں باپ کو سامنے پا کر حجاب نے بمشکل اپنے آنسوں کو روکا تھا جو باہر آنے بے تاب تھے۔صائم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے پیار دیتے رونے سے منع کیا۔مولوی صاحب آچکے تھے تو حجاب گھونگھٹ اوڑھا کر کو صوفے پر بٹھایا گیا۔تحریم بیگم اس کی ایک طرف بیٹھی تھی جبکہ دوسری جانب زمان صاحب اس کے سر پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہوئے تھے۔مولوی صاحب ون سیٹر صوفے پر بیٹھے نکاح کے کلمات پڑھنا شروع ہو گئے تھے باقی سب نے بھی اطراف میں جگہ سنبھال لی تھی۔سب کو بیٹھا دیکھ کر مولوی صاحب نے اونچی آواز میں بولنا شروع کیا۔حجاب سختی سے تحریم بیگم کا ہاتھ تھام گئی تھی۔اس کے ہاتھوں کی لغزش صاف واضح تھی۔

"حجاب خان والد زمان خان کیا آپ کو ایان قریشی ولد آفندی قریشی اپنے نکاح میں قبول ہیں؟

یہ الفاظ کانوں میں پڑتے ہی حجاب کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا تھا۔اس نے اپنے دھڑکتے دل پہ قابو پاتے اطراف کا جائزہ لیا تو وہاں سب اس کے اپنے موجود تھے۔

"قق۔قبول ہے۔"

اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں پر قابو پاتے وہ لڑکھراتے لہجے میں بولی۔اسی طرح تین بار قبول ہے کہتے ہی نکاح نامے پر دستخط کرتے ہی وہ اپنے تمام تر جملہ حقوق ایان کو سونپ چکی تھی۔

یہاں قبولیت کا مرحلہ مکمل ہوتے ہی سب نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور دعا کرنے کے بعد باہر کی جانب چل دیئے جہاں اب ایان کا نکاح ہونا تھا۔مولوی صاحب نے جوں ہی نکاح کے کلمات پڑھنا شروع کیے تو ہر جانب سکوت چھا گیا۔ایان دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے بغور ان کی باتوں کو اپنی سماعتوں میں اتار رہا تھا۔

"ایان قریشی ولد آفندی قریشی کیا آپ کو حجاب خان ولد زمان خان اپنے نکاح میں قبول ہیں۔"

مولوی صاحب کی آواز پر ایان کے ہونٹ بہت خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"قبول ہے۔"

گہری مسکراہٹ سمیت تین مرتبہ ایجاب و قبول کے بعد دعا مانگی گئی اس کے بعد مبارک باد کا سلسلہ عام ہوا تھا۔دونوں جانب سے نکاح کی قبولیت ہوتے ہی کچھ ہی دیر میں حجاب صائم کے سنگ لان کی جانب چلی آئی۔اس کا ہر بڑھتا قدم ایان کو اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہو رہا تھا۔اس کے اسٹیج کے قریب آتے ہی ایان نے کھڑے ہو کر اس کے آگے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تھی جو وہ جھجھکتے ہوئے تھام گئی جبکہ ایان مسلسل زیرِ لب مسکراتے اس کی جھجھک سے محفوظ ہو رہا تھا اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد ان لوگوں کو کافی لوگ آ کر مبارک باد اور تحائف دے جا رہے تھے جنہیں ایان بخوشی قبول کر رہا تھا جبکہ حجاب اس کے ساتھ سمٹ کر بیٹھی خود کو پر سکون ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر سکون تو سرے سے ہی میسر نہیں تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ لوگ کیا بول رہے ہیں ان کے نزدیک آ کر اسے بس ایک عجیب سی بے چینی نے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

"اہم اہم تو حاضر ہیں ہم ہمیشہ والی رسم کے ساتھ۔"

عزہ نے سٹیج پہ دھاوا بولتے ہی ٹرے اس کے سامنے کی جس میں سجا ہوا دودھ کا گلاس رکھا ہوا تھا اور ایک فیڈر بھی دونوں پر اماؤنٹ کی چٹ لگی ہوئی تھی۔ اس ٹرے کو دیکھ کر ایان نے عزہ کی جانب دیکھا جو محرم کو بھی ساتھ لائی تھی کھینچ کر۔

"یہ کیا ہے بھئی محرم یہ فیڈر واپس لے جاؤ تم ادیان کا۔"

ایان سے تو حیرت کی زیادتی سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ عزہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"دودھ ہے یہ اوپر مطلوبہ روم بھی لکھ دی گئی ہے اب جو تم لینا چاہو چوائز تمھاری ہے۔"

عزہ نے شانِ بے نیازی سے کہتے اس کے اعصابوں پہ بم پھوڑا تو ایان نے ہونقوں کی طرح اس کا چہرہ دیکھا جہاں مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"ارے واہ دیکھا میرے ساتھ کا اثر ہے کتنی عقلمند ہو گئی ہے میری شیرنی۔"

عفان نے اسکی حرکتوں سے متاثر ہوتے جی بھر کر اسے داد دی تھی۔ ایان اس کے خوش ہونے پہ جل کر راکھ ہو گیا۔

"چلو ایان دیکھ کیا رہے ہو رخصتی کا ٹائم ہونے لگا ہے جلدی کرو بھئی۔"

اب کی بار آیت نے اسے یاد دہانی کروانا ضروری سمجھا ساتھ ساتھ وہ رائم کو فیڈر پلانے میں بھی مصروف تھی۔

"تم تو چپ ہی رہو لوٹتی رہنا بھائی کو بس۔"

ایان نے دہائی دی تو سب ان کی نوک جھوک پہ مسکرا دیئے جبکہ حجاب نے مسکراہٹ چھپانے کے لئے چہرا مزید جھکا لیا۔

"ارے ابھی کہاں میں نے تو گھر پر لوٹنا ہے ابھی ان کی باری ہے۔ چلو جلدی کرو۔"

آیت نے اس کے سر پر ایک اور بم پھوڑا۔اس کے کہنے پر ایان نے بے چارگی سی عفان کو دیکھا جو لاپرواہی سے کندھے اچکا گیا۔ایان نے ڈھیروں صلواتیں دل ہی دل میں اسے سنائی تھی۔

"چل بیٹا بھگت اب میرے ساتھ جو کیا تھا ناں تم سب نے یاد ہے مجھے اور اس حساب سے تیرے ساتھ ہونا ہی یہی چاہئے۔"

عفان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مظلومیت کا رونا رویا۔کافی تگ ودو کے بعد تھک ہار کر وہ آدھی رقم دینے کو تیار ہوا تھا جو عزہ نے اس کے ہاتھ سے لینے کی بجائے جھپٹی تھی مبادہ وہ یہ بھی نا چھپالے۔ایان اس کی جلد بازی پہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

****

گھر پہنچتے ہی کچھ رسمیں کرنے کے بعد حجاب کو ایان کے کمرے میں پہنچایا گیا آیت تو مزے سے اسے کمرے میں بٹھا کر خود باہر دروازے پر ہی رک گئی تھی۔ معلوم تھا ابھی ایان صاحب نے فوراً آجانا ہے اور ہوا بھی یہی تھا اگلے پانچ منٹ میں ہی وہ کمرے کے دروازے کے عین باہر تھا۔ایان نے غصیلی نگاہوں سے دانت کچکچاتے اس کی جانب دیکھا۔

"اب کیا ہے۔"

ایان چیخ کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"اندر جانا ہے یا نہیں اگر جانا ہے تو چلو پھر نکالو میرے پیسے اور اگر نہیں جانا تو شوق سے صبح تک یہی کھڑے رہو۔"

آیت کے بے نیازی سے کہنے پر ایان نے اسے گھورا۔

"چڑیل تمہیں صائم بھائی پیسے نہیں دیتے جو مجھ سے مانگنے آگئی ہو منگتی ندیدی عورت۔"

ایان کہاں موقع جانے دیتا تھا اسے تنگ کرنے کا۔

"وہ تو دیتے ہیں نہیں دیں گے تو ان کی ایسی کی تیسی فلحال ابھی تم دو ورنہ جاؤ کسی دوسرے کمرے میں سو جاؤ کیونکہ یہاں اندر تو میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔"

آیت نے صاف ہری جھنڈی دکھائی تو ایان کو مجبوراً اسے پیسے دینے پڑے جسے تھام کر وہ مسکراتی ہوئی ایک ادا سے بال جھٹکتی ایک جانب ہو گئی۔ آیان قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے تن فن کرتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔ دروازے پر آہٹ پا کر حجاب خود میں سمٹی تھی جبکہ ایان نے دروازہ بند کرتے اس کی جانب قدم بڑھائے اور بیڈ پر سائیڈ پر بیٹھتے اسے ہولے سے سلام کیا جس کا جواب اس نے سر کو جنبش دے کر دیا تھا۔ ایان کو خود پہ ہی حیرت ہوئی تھی کہ وہ اتنا شریف النفس کب سے ہو گیا جو حجاب کو سلام کر رہا ہے پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ بس آج کے رات کے ہی چونچلے ہیں سارے۔

"کیسی ہو مسز ایان۔"

ایان کے پوچھنے پر اس نے گھونگھٹ کے اندر سے ہلکی سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو اس کی ہی جانب متوجہ تھا تو وہ فوراً نظریں جھکا گئی۔

"ٹھیک۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی مگر لہجہ اس قدر دھیما تھا کہ ایان نے بھی مشکل ہی سنا تھا۔

"اتنا کیوں گھبرا رہی ہوں۔"

"نہیں تو۔"

حجاب نے اس کے پوچھنے پر لڑکھراتے لہجے میں بولتے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔ایان نے خود ہی اس کے نزدیک ہوتے فاصلہ سمیٹا اور اپنی جیب سے گلابی رنگ کی مخملی ڈبی نکالی جس میں ایک خوبصورت سی ڈائمنڈ رنگ پوری آب وتاب سے جگمگا رہی تھی۔ایان نے اس کا مومی ہاتھ تھامتے تیسری انگلی میں وہ انگوٹھی پہنانے کے بعد اسی ہاتھ کو لبوں سے چھوا اور گہرا سانس بھرتے خود میں ہمت مجمع کرتے اس کا ہاتھ چھوڑ کر گھونگھٹ اٹھاتے اس کا من موہنا روپ آنکھوں کے راستے دل میں اتارنے لگا اس کی نظروں کی تپش سے پزل ہوتی حجاب نے اپنا چہرا جھکا لیا۔

"کچھ کہو گی نہیں تم۔"

اس کی اس ادا پر ایان نے مسکرا کر اس کا چہرا اونچا کرتے بات کا آغاز کیا۔

"میں کیا کہوں۔"

اب حجاب کافی حد تک ریلیکس ہو گئی تھی تبھی ہلکی آواز میں بولی۔

"یہی کہ گفٹ کیسا لگا۔"

ایان نے خود ہی بات بناتے ہوئے پوچھا۔اب کچھ نا کچھ بات تو کرنی ہی تھی۔

"بہت خوبصورت۔"

حجاب نے بے ساختہ اپنی انگلی میں موجود اس انگوٹھی کو ستائشی انداز میں دیکھتے تعریف کی۔اسے واقعی وہ رنگ بہت پسند آئی تھی۔

"اور گفٹ لانے والا۔"

ایان نے بات مزید بڑھائی مگر اب اس کے سوال پر حجاب بری طرح گڑ بڑا گئی اور چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ایان نے اس کی حالت سے حظ اٹھاتے زبردست قسم کا قہقہہ لگایا تھا۔

"ارے یار ریلیکس رہو میں وہی ایان ہوں جس سے تم جھگڑتی رہتی تھیں اور اب ایسی دیکھ رہی ہو جیسے میں تمہیں کچا چبا جاؤں گا۔ہمارا رشتہ ایک قدم آگے بڑھا ہے مگر ہمارے دل میں جو دوستی کا احساس ہے نا وہ ابھی بھی سب سے اول پہ ہے۔"

ایان نے اس کے گڑ بڑانے پر چوٹ کی اور ساتھ ہی متانت سے سمجھایا۔

"چلو یہ اتار دو اتنی ہیوی ہے۔"

ایان نے کہتے ہی اس کے دوپٹے سے پنز نکالنا شروع کی پنز نکالنے کے بعد حجاب کو تھمائی تا کہ اب وہ آرام سے جیولری اتار سکے۔اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی حجاب اٹھ کر اپنا سوٹ لیتی واشروم کی جانب چل دی تو ایان بھی اپنا آرام دہ سوٹ لے کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تو حجاب بھی چینج کر کے آچکی تھی اب اپنی جیولری ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔اسے دیکھتے ہوئے ایان اس کی جانب بڑھا اور اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کے ایک ایک نقش کو حفظ کرنے لگا۔حجاب اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا گئی ایان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے مزید قریب کیا تو حجاب اس کی گرفت میں کسمسائی۔

ایان نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے اسے بیڈ پہ بٹھایا اور خود دوزانوں اس کے نزدیک بیٹھا۔ اس اچانک افتاد پر حجاب نے گھبراتے ہوئے اپنی میچی آنکھیں کھولیں۔

"کالم ڈاؤن حجاب۔"

اسے بیڈ پر بٹھا کر ایان نے اسے پھر سے اس کا ہاتھ سہلاتے اسے ریلیکس کرنا چاہا جبکہ اپنی حالت پر حجاب خود پریشان تھی۔ اس کو خاموش دیکھتا ایان بے اس کے چہرے پر آتی لٹوں کو کانوں کے پیچھے کرتے گالوں کو چھوا پھر اونچا ہوتے حجاب کو ایک نظر دیکھا۔

"اگر تم نہیں تیار اس رشتے کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے خود کو پرسکون رکھو حجاب ہم ایک دوسرے کو وقت دے سکتے ہیں اٹس ناٹ آ بگ ڈیل فارمی۔"

ایان نے جس انداز میں کہا تھا اس کا دل دھڑک اٹھا اس نے بے ساختہ ایان کو دیکھا جو کافی پرسکون ہو کر اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر ایکدم کچھ سوچتے اس نے خود سپردگی کے عالم میں اس کے سینے پر سر رکھا تھا جبکہ اس کا ردعمل ایان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

ایان نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیتے خود میں سمیٹ لیا تھا۔

"اگر مجھے یہ اعتبار سونپا ہے تو پوری زندگی مجھ پہ ایسے ہی اعتبار کرنا میں تمہارے بھروسے پہ کبھی آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

وہ اس کے کان میں جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ حجاب نے آسودگی سے مسکراتے اس کے سینے پہ سر رکھے آنکھیں موندی ہوئی تھی۔

****

"تم جا رہے ہو یا نہیں ایان۔"

حجاب اسے دیکھتے ہوئے تنک کر گویا ہوئی جو سکون سے ٹیرس پہ کھڑا چائے کے گھونٹ بھرنے میں مصروف تھا۔ ابھی بھی اس کی بات پہ کان دھرے بغیر وہی کھڑا رہا۔

"یار تمہیں سکون میسر ہے یا نہیں تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ شادی کے اتنے عرصے بعد بھی تمہارا شوہر تمہارا دیوانہ ہے چھٹیاں کرنے سے باز نہیں آتا مگر نہیں تمہیں تو مجھے اس گھر سے باہر نکالنے کی پڑی ہوئی ہے۔"

وہ اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار سے تنگ آتے تنک کر گویا ہوا۔ حجاب نے اس کی بات پہ سر جھٹکا تھا۔

"تم جاؤ فلحال رات کو بھی تو یہی واپس آؤ گے نا تم جانتے ہو میں کس وجہ سے بول رہی ہوں۔"

وہ گرل سے پشت ٹکائے کھڑی بغور اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ ایان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے نرمی سے سہلایا تھا۔ شادی کے تین سال گزر جانے کے باوجود بھی ان کے درمیان انڈرسٹینڈنگ جوں کی توں ہی تھی۔ زندگی اپنی ہی ڈگر پہ چل رہی تھی مگر پھر ایک دن اچانک ایان کی خالہ نے آتے یوں ہی اس کے تمام زخم ہرے کر دیے تھے۔

"حجاب تم ان کی باتوں پہ کیوں دھیان دے رہی ہو جب میں ماما بابا کوئی نہیں دیتا تو تمہیں بھی ان کی باتیں دل پہ نہیں لینی چاہیے۔"

وہ اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لیتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ حجاب نے اس کا حصار توڑتے اس سے فاصلہ قائم کیا اور اسے خاموشی سے نیچے آنے کا اشارہ کیا تھا۔ ایان نے حسرت بھری نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا جواب

اسے یوں ہی نظر انداز کرنے لگی تھی۔ نا اس کے پاس بیٹھتی تھی نا کسی قسم کی باتیں کرتی تھی اور یہی بات ایان کو سخت پریشان کر رہی تھی۔ ابھی بھی اس کے جاتے ہی وہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچتے شفاف آسمان پہ نگاہیں جما گیا۔

"اٹھ گئی آپ محترمہ اب جلدی سے ناشتہ دے دو مجھے تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔"

وہ بے خیالی میں زینے اترتی جوں ہی لاؤنج میں داخل ہوئی صوفے پہ بیٹھی رقیہ بیگم کو دیکھ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔ وہ گہرا سانس بھرتے خود میں ہمت مجتمع کرتے آگے کی جانب قدم بڑھائے تھے مگر ان کی آواز نے اس کے قدم وہی روک لیے تھے۔

"مام آپ کیا لیں گی۔"

اس نے نرمی سے مسکراتے عالیہ بیگم کو مخاطب کیا جنہوں نے ہمیشہ کی طرح محبت سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تم کیوں کام کرو گی میں نے ملازمہ اپنا منہ دیکھنے کیلیے تھوڑی رکھی ہے خیر آپی کی باتوں کو دل پہ مت لیا کرو وہ ایسے ہی تھوڑی بہت تلخ باتیں کر دیتی ہیں۔"

رقیہ بیگم کے وہاں سے اٹھتے ہی وہ اس کے بال سہلاتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی۔ حجاب ان کی بات پہ مسکرا بھی نا سکی معاً کچھ یاد آنے پہ وہ ان کی جانب مڑی تھی۔

"آپ کو کچھ پتہ چلا آیت کے بارے میں مام وہ اسے ہسپتال لے کر گئے ہیں۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے چہک کر گویا ہوئی۔ اس کی کھنکھتی ہنسی محسوس کر وہ دل و جان سے ہنس دی تھی اور دل ہی دل میں اس کی گود بھی ہری ہو جانے کی شدت سے دعا کی تھی۔

"ہاں ابھی ابھی فون آتا ہے آیت نے ایک ننھی سی پری کو جنم دیا ہے۔"

ان کی بات پہ حجاب نے بے یقینی اور خوشگواری کی کیفیت میں دونوں ہاتھ لبوں پہ جما لیے۔

"سچ میں مام میں تو ابھی اسی وقت اس سے ملنے جاؤں گی آخر کو میری بھتیجی آئی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ خود کو گھورتی رقیہ کو دیکھ تاریک پڑا تھا۔ وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

"ہاں ہاں ضرور جاؤ تمہیں تو ضرور جانا چاہیے اور ہو سکے تو آیت بیٹی کا ہی کچھ جھوٹا کھا پی لینا ہو سکتا ہے اسی کے صدقے وہ ذات تمہیں بھی وہ خبر سنا دے۔"

ان کی پہلی بات پہ جہاں اس کی بانچھیں کھلی تھی اگلی بات پہ اس کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس نے آنکھوں میں نمی لیے ان کی جانب دیکھا جو اسے اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی بلکہ لفظوں کے تیر چلاتے اسے بھرپور انداز میں چھلنی کرنے کی تگ و دو میں ہوتی تھی۔ ایان جو ابھی نیچے اترا تھا ان کی بات پہ اس سے قبل کہ اشتعال کے عالم میں ان کی جانب بڑھتا ایکدم عالیہ بیگم نے اس کی مضبوط کلائی تھامتے نفی میں سر ہلایا تھا۔ اس نے بیچارگی سے ان کی جانب دیکھا کو ہر بار ہی اسے روک دیتی تھی۔ وہ غصے سے تن فن کرتا واپس زینوں کی جانب بڑھ گیا جانتا تھا کہ اگر یہی رہا تو آج ضبط بری طرح ٹوٹ جانا تھا۔

"میں ناشتے کا دیکھتی ہوں۔"

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔عالیہ نے افسردگی سے اس کی پشت کو تکا تھا۔

"آپی آپ مت کیا کریں ایسا۔اس کی صورت دیکھی تھی آپ نے کیسے اتر گئی تھی یہ سب چیزیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم کسی کے دکھ کا سامان بنیں۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولی۔

"لو اب میں نے کیا کہ دیا بس ایک سادہ سی بات کی ہے اب دیکھو تمہارے بھی تو ارمان جاگتے ہونگے نا اکلوتا بیٹا ہے کوئی نسل آگے بڑھے مگر یہاں تو سرے سے ہی کچھ ایسا ویسا نہیں ہے۔میں نے تو ایسے ہی بول دیا تھا۔"

وہ سر جھٹک کر بولتی بغور اس کی جانب دیکھنے لگی۔عالیہ بیگم نے ان کی بات پہ خاموشی سے چہری جھکا لیا۔

"آپی ارمان کس ماں کے نہیں ہوتے مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس معاملے میں وہ دونوں قصوروار نہیں ہیں یہ سب اللہ کی جانب سے ہے تو پلیز اب سے آپ کی اجتناب برتیے گا انشاءاللہ اللہ پاک اپنا کرم فرمائے گا۔"

وہ اداسی سے بولتی آخر میں مضبوط لہجے میں بولی جیسے انہیں یقین تھا کہ ان کے آنگن میں بھی یہ پھول کھلے گا۔

"میں کیا کہتی ہوں عالیہ تو ایان کی دوسری شادی۔"

"آپی بس کریں آپ بات کو طوالت کیوں بخش رہی ہیں کسی نے سن لیا تو ایان اب خود پہ ضبط نہیں کر پائے گا مجھے جو بہو چاہیے تھی مل چکی ہے اب کسی کی بھی مزید ضرورت نہیں ہے ویسے آپ بھی ایک ہی بات مسلسل دہرا کر اگلے بندے کا ضبط آزماتی ہیں۔"

وہ اشتعال کے عالم میں بولتے سر جھٹکتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔رقیہ نے اس کی پشت دیکھتے سر جھٹکا تھا۔دل میں حجاب کیلیے ایک عجیب سی چڑ پیدا ہو گئی تھی۔ان کی اپنی تو کوئی اولاد تھی نہیں اور ایان سے انہیں بچپن سے ہی ایک

لگاؤ سا تھا تبھی وہ اس کے بچے دیکھنے کی خواہش مند تھی مگر یہاں تو ہر جانب سے ناامیدی ہی دکھائی دے رہی تھی۔ حجاب جو ناشتے کی ٹرے لیے باہر کی جانب ہی آرہی تھی ان کی بات پہ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ رنگت میں زردیاں سی گھل گئی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت ٹرے ان کے آگے رکھی شیشے کی میز پہ رکھتے خود تیز تیز قدموں سے کمرے کی جانب چل دی تھی۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔ کمرے میں آتے ہی وہ مزید خود پہ ضبط نا رکھ پائی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ ایان جو خود پریشان سا ٹیرس پہ کھڑا اسی متعلق سوچ رہا تھا غیر متوقع آواز پہ واپس اندر بھاگا تھا۔

"حجاب کیا ہوا یار کیوں رو رہی ہو۔"

وہ اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے اس کا سرخ چہرہ دیکھتے ہوئے تفکر بھرے لہجے میں بولا جوابا اُس نے نیچے ہونے والی ساری گفتگو اس کے گوش گزار دی۔ ایان نے اس کی بات پہ نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں شادی کرلوں گا دوسری۔ تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے حجاب ایسی خرافات سوچتی بھی کیوں ہو میں نے اس سے پہلے بھی تمہیں جتایا ہے اور اب پھر سے جتا رہا ہوں کہ ان کی باتوں کو دل پہ لینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے وہ سوچ سمجھ کر نہیں بولتی مگر مجھے اپنے دماغ کا استعمال کرنا اچھے سے آتا ہے۔"

وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں سنجیدگی سے بولا۔ حجاب جو اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی اپنی متورم آنکھیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اسے تسلی ہی دے رہا تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو کسی بھی صورت پر سکون نہیں تھا۔

"ہمارا بے بی کیوں نہیں ہے ایان ہمیں کیوں نہیں اس ذات نے اس خوشی سے نوازا۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ ایان نے سختی سے نفی میں گردن ہلاتے اسے ٹوکا تھا۔

"اس ذات سے شکوہ نہیں کرتے میری جان بس دعا کرتے ہیں کہ جو بھی ہو بس ہمارے حق میں بہتر ہوں سمجھ گئی۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے چاہت بھرے لہجے میں بولا تو حجاب نے دھیما سا مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا۔اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ دیکھ ایک سکون سا اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔اس نے سہولت سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا ماتھا چوما تھا۔

****

"ماما میں یہاں سے کہی نہیں جاؤں گا۔"

اس کی بات پہ محرم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو علیزے کے ساتھ جڑ کر بیٹھا مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔آیت نے اسے دیکھ کر مسکراہٹ دبائی تھی۔ماضی کی باتوں کی جھلک ذور و شور سے اس کے ذہن میں کسی فلم کی مانند ایک بار پھر سے چلی تھی۔

"ادیان ہم پھر سے آجائیں گے نا ابھی تو علیزے چھوٹی سی ہے بلکل دیکھو اور مامی نے بھی توریسٹ کرنا ہے۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتی محبت سے بولی لیکن وہ ہنوز اپنے موقف پہ قائم تھا۔

"نہیں میں لیزے کے ساتھ ہوں مجھے اس کے ساتھ کھیلنا ہے یہ دیکھیں یہ اتنی پیاری ہے بلکل کسی گڑیا کی طرح اور میں مامی کو تنگ نہیں کر رہا نا۔ نہیں کر رہا نا مامی جان۔"

وہ چہکتے ہوئے بول کر اس کی پیشانی چوم چکا تھا ساتھ ہی اس نے معصومیت بھرے لہجے میں اس سے استفسار کیا جواباً آیت نے نرمی سے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بس آپی اب جب اپنے آنے والے بے بی کی آپ خیر منائیں کیونکہ ادیان اسے بھی نہیں بخشنے والا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تو محرم نے اس کی بات پہ چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا جو کبھی علیزے کے ہاتھوں کو چومتا تو کبھی اس کی انگلی کو تھامتے مسکرا اٹھتا۔ روشانے کے بعد اس نے علیزے سے ہی اسے ایسا مانوس دیکھا تھا۔ ابھی وہ دونوں انہی باتوں میں مصروف تھی کہ پریشے روشانے اور اذلان کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

روشانے تو چھوٹے سے بے بی کو دیکھنے سرعت سے بیڈ کر چڑھ کر اس کے نزدیک بیٹھ گئی۔

"آرام سے روشی بے بی ڈر جائے گی۔"

ادیان نے سرزنشی نگاہوں سے روشانے کی جانب دیکھا تو وہ ہولے سے مسکرا اٹھی اور جھک کر اس کے گال پہ بوسہ دیا تھا۔ علیزے اس کے چھونے سے ہی کسمسائی تھی۔ روشانے نے اسے یوں رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ ہاتھ سے تھپکی دینا شروع کر دی۔ جس کی بدولت وہ گلہ پھاڑ پھاڑ کر رو دی تھی۔ سب اس کے رونے پہ بوکھلا گئے البتہ ادیان نے غصیلی نگاہوں سے روشانے کی جانب دیکھا جس کا رنگ بھی اڑ چکا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ ہر اگین روشی ورنہ میں تمہیں ماروں گا۔ اسے صرف میں ہی پکڑوں گا کیونکہ یہ ادیان کی لیزے ہے۔"

وہ اپنے لہجے میں ناراضگی سموئے بولا تو سب نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب اسے گود میں بھرتے خاموش کروا رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس کی گود میں آتے وہ پرسکون بھی ہو گئی تھی۔ سب دلچسپی سے اس منظر کو تک رہے تھے۔

"تم اس کی وجہ سے مجھے ڈانٹ رہے ہو ادیان۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی کیونکہ ادیان نے آج سے قبل اس سے ایسے بات نہیں کی تھی۔

"روشی ڈونٹ بی سیڈ تم تو ہمیشہ پہلے ہو میری دوست ہو مگر لیزے تو چھوٹی سی اگر کوئی اسے رلائے گا پھر دکھ ہو گا نا۔"

وہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا۔ آیت نے اس کے ہاتھوں سے علیزے کو تھاما تھا جسے شاید بھوک کی وجہ سے اب نیند بھی نہیں آرہی تھی مگر اس نے آیت کی گود میں آجانے کے باوجود ادیان کی انگلی نہیں چھوڑی تھی۔

"آپی یہ دیکھیں ذرا علیزے کو۔"

آیت خوشگواری سے ہنستے ہوئے بولی تو سب بھی اس کی معصومانہ حرکت پہ کھل کر ہنس دیے تھے۔ اذلان اپنی کلائی میں وقت دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" چلیں محرم اٹھیں کافی وقت ہو گیا ہے۔"

وہ اس کی طبیعت کی پیشِ نظر اسے کھڑے ہونے کا اشارہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بار ادیان نے بھی کوئی ضد نہیں کی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب سے ملتے شاہ ولا کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ گھر پہنچتے ہی وہ ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ ایک عجیب سی تھکاوٹ نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔

"مم کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں۔"

ادیان جو لیپ ٹاپ پہ کوئی ایکشن مووی دیکھنے میں مگن تھا بھاگا بھاگا اس کی جانب آیا تھا۔ محرم نے مسکرا کر اس کے بال سہلائے جو اس کی ذرا ذرا سی بات پہ پریشان ہو جایا کرتا تھا۔

"جی میری جان آپ جاؤ فلم انجوائے کرو پھر سکول کا کام بھی کرنا ہے۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولی مگر ادیان کی تیز نگاہیں ابھی بھی اس کے چہرے پہ ہی جمی تھی۔

"نہیں آپ ٹھیک نہیں ہیں۔"

وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولا۔ محرم نے اس کی ضد پہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اسے سینے میں بھینچتے اس کا ماتھا چوما تھا۔

"خیریت ہے آج ماں بیٹے میں بہت محبت جاگ رہی ہے۔"

اذلان اسے یوں ادیان کے ساتھ مستیوں میں گم دیکھ کر بولا۔ محرم نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اب اپنا کوٹ ہینگ کر رہا تھا۔

"ڈیڈ مم کو فیور ہے۔"

ادیان نے اس کا بازو کھینچتے اسے محرم کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ محرم نے اسے آنکھیں دکھائی مگر وہ زور و شور سے اس کی سماعتوں میں یہ بات اتار رہا تھا۔ محرم نے بیچارگی سے اذلان کی جانب دیکھا جو تیز قدموں سے اسی کی جانب آرہا تھا۔ وہ جانتی تھی اب کیا ہو گا اذلان اسے بیڈ سے قدم بھی نیچے نہیں اتارنے دے گا اور کوئی کام کرنا وہ بھی ناممکنات میں سے ایک تھا۔

"شاہ کچھ نہیں ہوا مجھے ادیان ایسے ہی بس۔"

"محرم بخار ہے اتنا تیز آپ کو کیا مطلب کچھ نہیں ہوا۔"

وہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے سخت لہجے میں گویا ہوا تو محرم نے ناراض نگاہوں سے ادیان کی جانب دیکھا تھا جس نے سارا کام خراب کر دیا تھا۔

"اوپر ہو کر بیٹھیں محرم۔"

وہ اے سی کی سپیڈ کو کم کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا مگر وہ ہنوز ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔ اذلان نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جانم اوپر ہو کر بیٹھ جائیں یا پھر میں کچھ زحمت کروں۔"

اس کی دھمکیوں کا ہی اثر تھا کہ اگلے ہی لمحے وہ سمٹ کر بیٹھتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی تھی۔ ادیان نے مسکرا کر اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔ محرم نے سہولت سے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے اس کے گھنے بالوں کو سہلایا تھا۔ معاً اذلان کی نگاہ اس کے پیروں پہ پڑی جو کسی حد تک پھولے ہوئے تھے۔ اسے یکلخت پریشانی نے آ گھیرا۔

"محرم آپ کے پاؤں۔"

"شاہ کچھ نہیں ہے یہ ایسے ہی یاد ہے نا ادیان کے ٹائم پہ بھی ہوا تھا۔"

وہ اسے یاد دلانے والے انداز میں بولی مگر کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اپنے پاؤں پہ اس کا لمس محسوس کر اس نے تڑپ کر اذلان کی جانب دیکھا جو اب اس کے پیروں کی مالش کرنے میں مصروف تھا۔

"شاہ چھوڑیں ادیان بھی یہی ہے ایسے اچھا تھوڑی لگتا ہے۔"

وہ سرزنشی لہجے میں بولتے اپنا پاؤں اس کی گرفت سے آزاد کرانے کی تگ و دو کرنے لگی مگر مقابل کی گرفت قابلِ ستائش تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے محرم میرا بیٹا دیکھے تا کہ اسے پتہ ہو کہ اپنے سے جڑے ہر رشتے کا احترام کرنا چاہیے۔ چاہے وہ ماں ہو بہن ہو یا بیوی۔ کیوں ادیان۔"

وہ محبت سے بولتے اذیان کو دیکھتے بھنویں اچکا گیا۔اذیان اس کی بات پہ سرعت سے اس کی جانب آیا تھا۔ محرم نے نم نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا یہ شخص کبھی کبھی اسے دیوانہ محسوس ہوتا تھا۔

"ڈیڈ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔اذلان نے ہولے سے اس کے کان میں کوئی سرگوشی کی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

"میں بھی کروں ڈیڈ۔"

وہ محرم کا دوسرا پاؤں تھامتے ہوئے بولا تو محرم نے بے ساختہ اپنا سر پیٹا تھا۔اذلان اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبا کر رہ گیا۔اذیان نے محبت سے اس کے پیروں کو چومتے اس کی جانب دیکھا تو اس کی حرکت پہ وہ ساکت رہ گئی۔آنکھیں پل بھر میں آنسوؤں سے بھیگی تھی۔اس نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ بھاگتے ہوئے اس کے سینے میں آسمایا۔اذلان کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

"اذیان چلیں جائیں مووی دیکھیں اپنی۔"

اذلان نے جلتی نگاہوں سے ان دونوں کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ اسے واپس جانے کا اشارہ کیا۔ محرم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو پل میں کچھ ہوتا تھا تو اگلے ہی پل میں کچھ۔وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"نہیں مجھے مم کے ساتھ ہی رہنا ہے وہ میری مما ہیں۔"

وہ ایک ایک لفظ اسے باور کرواتے ہوئے بولا۔اذلان کے چہرے کے عضلات تن گئے۔

"وہ آپ کی مم ہونے سے قبل میری بیوی ہیں گوڈاٹ اذیان شاہ۔"

وہ سرد لہجے میں غراتے ہوئے بولا۔ محرم نے گھبرا کر اذیان کی جانب دیکھا تھا جو نہایت پرسکون تھا۔

"ناٹ گوٹ اٹ ڈیڈ۔ شی از مائی مم۔"

وہ منہ بسور کر بے نیازی سے بولتے محرم کے سینے میں چہرہ چھپا گیا۔اذلان نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"شاہ سچ میں آپ مجھے دیوانے لگتے ہیں۔"

وہ اس کے جلنے پہ چوٹ کرتے ہوئے مدھم سا قہقہہ لگا کر ہنس دی۔اس کی ہنسی میں ادیان کی ہنسی بھی بھرپور انداز میں شامل تھی۔اذلان نے ہولے سے مسکراتے اپنی اس چھوٹی سی دنیا کو دیکھا تھا۔

"جی ہاں دیوانہ تو ہوں مگر صرف محرم کا۔"

وہ اس کی ناک دباتے سائیڈ ٹیبل سے دوائی نکالتے اس کی ہتھیلی پہ رکھ گیا تھا جسے اس نے بغیر کسی تردد کے کھالی تھی۔

"ادیان ماما کو تنگ نہیں کرنا چلیں اٹھیں اب آپ انابی اور فہیم کے پاس جائیں خالہ بھی وہی ہونگی مم کو کچھ دیر آرام کرنے دیں۔"

اذلان نے اس کا گال تھپتھپاتے اسے حکم صادر کیا تو محرم کے بالوں پہ بوسہ دیتے خود اپنے دونوں بازو اذلان کی گردن میں حمائل کرتے اس کے ساتھ چپک گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے ادیان۔"

اذلان نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو لبوں پہ دل جلانے والی مسکراہٹ سجائے اس کی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔

"ڈیڈ آپ مجھے چھوڑ کر آئیں گے وہاں۔ میرا چلنے کا دل نہیں کر رہا۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔ اذلان جو اس کے جاتے ہی محرم کے ساتھ کچھ وقت بیتانے کا ارادہ رکھتا تھا اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا جو نا جانے کیوں اس کا دشمنِ اول بنا بیٹھا تھا۔

"یہ آپ حکم کس پہ چلا رہے ہیں ادیان شاہ میں آپکا باپ ہوں نا کہ آپ میرے باپ ہیں۔"

وہ اس کی حرکتوں سے عاجز آتے ہوئے کٹیلے لہجے میں بولا۔ ادیان نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں سرد سا تاثر ابھرا ہوا تھا۔

"ڈیڈ ڈونٹ انڈر ایسٹیمیڈ دی پاور آف ادیان شاہ۔ یقیناً میں باپوں کا بھی باپ ثابت ہوگا اور اس چیز کا اندازہ آپ کو ایک دن بخوبی ہو جائے گا۔"

وہ اذلان کی اوپری جیب سے گوگلز نکالتے اپنی آنکھوں پہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا مگر وہ اس کے چہرے سے بڑے ہونے کی بدولت ناک پہ ہی لڑھک گئے تھے۔ اپنے سات آٹھ سالہ بیٹے کے منہ سے اس قسم کی باتیں سن اسے اب حقیقت میں پریشانی نے آن گھیرا تھا۔ اس نے نہایت سنجیدگی سے محرم کی جانب دیکھا جو خود اس کی بات پہ حق دق بیٹھی تھی معاً وہ ان تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتے دروازہ کھول کر عفان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تا کہ اس فتنے کو وہاں چھوڑ کر آسکے جس نے حقیقت میں ان سب کو تگنی کا ناچ نچا دیا تھا جبکہ ان کے جاتے بھی محرم کی پر سوچ نگاہیں ان کی پشت پہ جمی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں ادیان کی باتوں کو صرف باتوں تک ہی محدود رہنے کی دعا کی تھی۔

****

اس نے ایک نظر صوفے پہ ریلیکس انداز میں بیٹھے اس کی جانب دیکھا اور دبے پاؤں سے چلتی اس کے نزدیک آئی تھی۔اس سے قبل وہ اپنے عقب میں موجود سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرنا نہیں بھولی تھی۔سب نے اس کے اشارے پہ لبوں پہ انگلی جماتے اسے تھمبزاپ کا اشارہ کیا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے جھکی اور عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے سر پہ چہرہ ٹکایا تھا۔

"بھائی آپ کو معلوم ہے کہ آپ ورلڈ کے بیسٹ بھائی ہیں۔"

پندرہ سالہ امائزہ اس کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت سے بولی تو اس کے ہونٹوں پہ دبی دبی مسکان پھیل گئی مگر اس نے کسی بھی قسم کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا البتہ انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پہ حرکت کر رہی تھی۔اس کی حرکت پہ وہاں موجود سب کے چہروں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔امائزہ نے اسے ہنوز خاموش دیکھ دانت کچکچائے۔وہ بھلا اسے جواب کیوں نہیں دے رہا تھا۔

"بھائی میں آپ سے مخاطب ہوں۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو کھینچتے ہوئے شکوہ کناں لہجے میں بولی۔اس چیز کی ہمت بھی صرف اسی میں تھی۔

"کیا چاہیے میری جان کو میرے سے۔"

وہ لیپ ٹاپ سائڈ پہ رکھتا ہوا اس کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس بٹھاتا ہوا بولا تو اس نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بھائی آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں ہمیشہ آپ سے مانگنے ہی آتی ہوں ویسے لگتا تو ٹھیک ہی ہے مجھے نا شاپنگ پہ جانا ہے۔"

وہ پہلے روہانسی ہوتے آخر میں اپنی مطلب کی بات پہ آتے ہوئے کھسیا کر بولی اور ساتھ ہی دانت نکوسے۔ادیان اس کی حرکت پہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنا دھیان پھر سے لیپ ٹاپ کی جانب مبذول کرا پاتا اپنے عقب سے آنے والی آوازوں پہ اس جانب متوجہ ہوا تھا۔

"بھائی ہم بھی جائیں گے۔"

عفان کے اٹھارہ سالہ جڑواں بچے ع

عنابیہ اور فہیم بھی اس کے سر ہو گئے تو اس نے آ ئبرو اچکا کر ان دونوں کی جانب دیکھا جو خوشامدی انداز میں اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ انہیں انکار کرتا روشانے نے سرعت سے اس کی بات درمیان میں ہی اچک لی تھی۔

"میں نے کہا تھا نہ یہ تمہارے بھائی صاحب نہیں کہیں لے کر جائیں گے تم لوگ وقت ہی ضائع کرو گے۔"

روشانے جو امائزہ کے بلانے پر عفان کے ساتھ شاہ ولا آئی تھی انہیں ادیان کے ساتھ مصروف دیکھ کر شانے اچکاتے ہوئے بولی تو وہ خوشگوار حیرت سمیت لیپ ٹاپ چھوڑتے سیدھا ہو کر ہوا۔ایکدم ہی لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ ٹراؤزر کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔اکیس سالہ روشانے جو ادیان کو بلکل ایک موم کی گڑیا لگتی تھی جسے دیکھ کر اس کا دل دھڑک اٹھتا تھا جس کی موجودگی میں وہ سب کچھ فراموش کر جاتا تھا لیکن فلوقت وہ سب کی موجودگی میں اس کے سندر روپ سے وہ نظریں چرا گیا۔

"بھائی ہیلو۔"

روشانے کے پیچھے سے ایک اور انسان جن نمودار ہوا جسے دیکھ کر سب نے مسکراہٹ دبائی اور ادیان نے تیوری چڑھائی۔

"اب مجھے ایسے تو مت گھوریں میں ہی رہ گیا ہوں بس۔"

سترہ سالہ فہد جو معاذ اور پریشے کا بیٹا تھا اپنا کالر درست کرتے ہوئے مزے سے بولا تو ادیان نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے چاروں اطراف میں طائرانہ نگاہ دوڑائی تھی۔

"یہ آپ لوگ میرے سر کیوں ہو گئے ہیں سارے میرا کونسا قیمتی خزانہ نکل آیا ہے جو میں شاپنگ پہ لے کر جاؤ آپکو۔ ابھی پڑھنے والا بچہ ہوں میں۔"

وہ سنجیدگی سے انہیں جتانے والے انداز میں تو امائزہ کا منہ لٹک گیا۔ اسی دوران روشانے اور فہد اب احتشام صاحب اور شازیہ بیگم سے مل رہے تھے عزہ جو عفان کے ساتھ ہی پریشے کے گھر سے آئی تھی ساتھ ہی صوفے پر براجمان ہو گئی۔

"لے جاؤ ادیان کیوں تنگ کر رہے ہو۔"

عفان ان سب کے لٹکے ہوئے منہ دیکھ کر اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو ادیان کا رخ اب عفان کی طرف ہو گیا جبکہ اس کی توپوں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ عفان بری طرح گڑبڑایا تھا جانتا تھا اب کسی صورت نہیں بخشے گا۔

"چاچو آپ تو رہنے ہی دیں آپ خالہ کو کتنا تنگ کرتے ہیں میں نے کبھی آپ کو کچھ کہا اور تنگ بھی کس قسم کا۔"

ادیان آنکھوں میں چمک لیے معنی خیزی سے بولا تو عفان نے دانت پیست جبکہ عزہ پہلو بدل کر رہ گئی۔اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی عفان کا رویہ ویسا ہی تھا بچوں کے ساتھ ان کے جیسا ہی اپنی فیملی کے لئے شرارتی اور عزہ کے لئے انتہا کا شدت پسند مگر ابھی بھی وہ اس فتنے ادیان کی بدولت کسی نا کسی چیز میں مار کھا جاتا تھا۔

Dad i want your credit card please.

ادیان وہی کھڑے کھڑے زینے اترتے ہوئے اذلان کو آواز دیتا ہوا شرارت آمیز لہجے میں بولا تو سب کا رخ اب اذلان محرم کی جانب ہو گیا۔

No bhaiya that's not fair Dad no.

امائزہ نے اس کی فرمائش سنتے ہی باقاعدہ احتجاج کیا اور ساتھ ہی اذلان کی جانب دوڑ لگا دی مبادہ وہ سچ میں اسے کریڈٹ کارڈ نا تھمادیں کیونکہ آج انہیں ادیان کے پیسوں کی شاپنگ کرنی تھی۔

"ارے ارے آرام سے آپکے ڈیڈ کہی بھاگے نہیں جا رہے۔"

محرم اس کی جلد بازی پر چوٹ کرتے ہوئے بولی تو وہ خجل سی ہو کر اس کے سینے میں چہرا چھپا گئی۔اذلان نے محبت سے اس کے سر پہ بوسہ دیا۔

"ادیان ان سب کو شاپنگ پر لے جائیں آپ کل ویسے بھی ذوہان (حجاب ایان کا بیٹا) کا عقیقہ ہے تو جانا بھی ضروری ہے اور اب میرے بچے کو کوئی تنگ نہ کریں جو وہ فرمائش کر رہی ہے اسے حکم سمجھ کر مانا جائے۔۔"

وہ امائزہ کو اپنے حصار میں لیتا سکون سے صوفے پہ براجمان ہو گیا۔ محرم نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا جو آج تک اپنے تمام رشتوں کو متوازن رکھے ہوئے تھا کبھی بھی کوئی جھول نہیں آنے دیا تھا۔ محرم کیلیے تو وہ آج تک

ایک زندہ مثال تھا ایک اچھا بیٹا ایک اچھا بھائی اچھا شوہر اور اس سب سے بڑھ کر ایک نہایت اچھا باپ ثابت ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ انہی سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی عفان کے گلہ کھنکھارنے پر وہ ہوش میں آئی تو آنکھیں نکال کر اس کی جانب دیکھا جوابا اُس نے دانت نکوسے تھے جیسے اس کی آنکھیں دکھانے سے کوئی فرق ناپڑا ہو۔

Ok Dad your order is my command.

"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"

وہ سر خم کرتے ہوئے متانت سے گویا ہوا اور ساتھ ہی عجلت میں زینے چڑھ گیا۔واپس آکر اسے اپنی اسائمنٹ بھی مکمل کرنی تھی جو اس کیلیے اس کے کیرئیر کیلیے بے تحاشہ ضروری تھی۔اذلان نے روشانے کو اپنے پاس بلا کر اسے بھی اپنے حصار میں لیا۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد وہ نک سک سا تیار گاڑی کی چابیاں لے کر نیچے لاؤنج میں آیا اور ان سب کو اپنی تقلید میں آنے کا کہہ کر باہر کی سمت بڑھ گیا اس کے دیکھا دیکھی سب بچے بھی خوشی خوشی اس کی تقلید میں چل پڑے۔آخر کو ادیان شاہ کے ساتھ جانے کا موقع مل رہا تھا وہ بھی اتنے عرصے بعد۔

****

وہ جوان سب کی تیاری دیکھنے کی خاطر اوپر آئی تھی اوپر کمرے کا ماحول اس کے عین مطابق تھا وہ چاروں اطراف میں نگاہیں گھماتے اپنا سر پیٹ کر رہ گئی اور سب سے پہلے کھڑکی کے دونوں پٹ بند کیے تھے جہاں سے ٹھنڈی ہوائیں زیادہ اندر آتے وجود میں سنسناہٹ پیدا کر رہی تھی۔اس کام سے فراغت حاصل کرتے اس نے خشمگین نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لیا جہاں ضرار صوفے پہ بیٹھا گانے پہ بول پہ ناچنے میں مصروف تھا اور علیزے ناسمجھی سے اس کی

بندروں والی حرکات کا ملاحظہ کرنے میں مصروف تھی۔ آیت نے الماری کے پٹ کھولتے ان دونوں کا مطلوبہ ڈرس نکالا اور اب وہ علیزے کو کپڑے تھمانے میں مصروف تھی ساتھ ساتھ بولنے کا کام بھی ذور و شعور سگ جاری تھا؟ صائم نے بیچارگی سے اپنے بچوں کم افلاطونوں کی جانب دیکھا جو اسے ذلیل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

"ہو گیا شوق پورا تمہارا بارہ بچوں کا تین ہی تمہارا بھرتہ بنا چکے ہیں۔"

صائم اس کی حالت کے پیشِ نظر آنکھ دبا کر مزے سے بولا تو اس نے باقاعدہ دانت پیسے اور تنفر سے سر جھٹک گئی۔ سر میں بے تحاشہ ٹیسیں اٹھ رہی تھی اس بے وجہ کے شور شرابے کی بدولت۔

"یہ ٹائم دیکھ رہے ہیں آپ مما کی طرف جانا ہے مگر مجال ہے جو یہ دونوں سن لیں یہ آپ کے دونوں بیٹے میری سنتے ہی نہیں ہے بلکل بھی مجھے تو کبھی ان لوگوں نے ماں سمجھا ہو تو پھر نا بس اپنی مرضی کے مالک ہے بس میری بھولی بچی نجانے کس پہ گئی ہے خاموشی سے جو کہتی جاؤں کرتی جاتی ہے۔"

آیت اب سچ میں رو ہانسی ہو چکی تھی۔ صائم اس کے رونے پہ بوکھلا گیا اور دل ہی دل میں خود کو سو بار لعن طعن کی تھی بھلا کیا ضرورت تھی بلا وجہ اسے چھیڑنے کی۔

Leeza come here bcha and zarar turn off the laptop quick.

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولا جانتا تھا وہ ایسے ہی سنے گے اور اس کی توقع کے عین مطابق اگلے دو منٹ میں وہ دونوں بلکل سیدھی طرح صائم کے سامنے موجود تھے۔

"کیوں تنگ کر رہے ہیں ماما کو۔"

وہ ضرار کے کان پکڑتا ہوا مصنوعی غصے سے بولا تو اس نے کسمسا کر کان چھڑایا مگر اگلے ہی سیکنڈ جو لفظ اس کے لبوں سے ادا ہوئے وہ ان دونوں کو جلا کر راکھ کرنے کو کافی تھے۔

"ہم ماما کو نہیں مما ہمیں تنگ کرتی ہیں۔"

گیارہ سالہ ضرار جیسے اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے بولا تو صائم اس کی باتوں پہ نفی میں سر ہلاتا ہوا لیزا کی طرف متوجہ ہوا جو ڈرتے ڈرتے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہو گیا لیزے۔"

وہ اس کو ڈرتا ہوا دیکھ کر پریشانی سے بولا کبھی کبھی تو صائم خود حیران ہو جاتا تھا کہ یہ کس پر چلی گئی ہے وہ اسے کہی نہ کہی سے محرم کی پرچھائی لگتی تھی لیکن محرم حالات کو سنبھالنا جانتی تھی البتہ لیزے تو ایسی صورتِحال سے ہی گھبرا جاتی تھی پھر بھی وہ محرم کی ہی پرچھائی تھی اتنا تو صائم سمجھ گیا تھا۔

"بابا میں تو ریڈی ہوں۔"

پندرہ سالہ لیزے دھیمی آواز میں بولی تو صائم کو بےساختہ اس پہ پیار آیا۔

"میرا بچہ تو سب سے اچھا ہے وہ ماما بابا کو بلکل تنگ نہیں کرتا چلیں آپ نیچے چلیں دادا دادو پاس ہم بس ابھی آئے۔"

وہ اس کا سر چومتا ہوا بولا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی اور ساتھ ہی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ دیر میں وہ سب مکمل تیاری کے ساتھ لاؤنج میں موجود تھے۔

"رائم اور ضرار کہاں رہ گئے ٹائم پہ پہنچنا تھا شاید ہم نے۔"

زمان صاحب نے انہیں گویا وقت کا احساس دلایا۔اس سے پہلے کہ صائم کڑھ کر کچھ بولتا اس کی نگاہ اس منظر پہ پڑتے ساکت ہوئی تھی۔

"ہم یہاں ہے دادو۔"

وہ دونوں بیک وقت بولتے سب کی توجہ اپنی جانب کروانے میں مکمل طور پہ کامیاب ہو گئے تھے۔انہوں نے بے ساختہ ان دونوں کو دیکھ کر ماشاءاللہ کہا وہ دونوں ایک جیسی ڈریسنگ میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہے تھے آیت نے فوراً سے پہلے آیت الکرسی پڑھ کر اس کے اوپر پھونکی تھی اور دل ہی دل میں صدقے واری چلی گئی۔

Follow us guyz.

وہ دونوں ایک ادا سے گوگلز آنکھوں پہ لگاتے بیک وقت بولتے باہر کی سمت چل دیے ان کی حرکت پہ سب نے ایک دوسرے کو بیچارگی سے دیکھا اور ساتھ ہی قہقہہ لگا کر ہنس دیے اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے کیونکہ یہ بات تو وہ لوگ جان گئے تھے کہ یہ لڑکے بلکل نہیں بدلنے والے۔اتنے سالوں کا فرق ہونے کے باوجود وہ بلکل ایک دوسرے کی پرچھائی تھے باتوں میں بھی اور حرکتوں میں بھی۔

آفندی ہاؤس کے لان میں فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا آج حجاب اور ایان کے بیٹے کا عقیقہ انجام پانا تھا تو سب انہی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔اللہ نے انہیں شادی کے چار سال بعد اس خوشی سے نوازا تھا جس کیلیے وہ اس ذات کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے تھے۔ابھی بھی ہر جانب چہکاریں گونج رہی تھی۔لان کو رنگ برنگے غباروں اور لڑیوں سے سجایا گیا تھا برقی قمقموں سے پورا لان جگمگا رہا تھا گھر کے سب سے چھوٹے بچے کا فنکشن تھا لہذا اسی کے مطابق تیاریاں

کی گئی تھی۔اس کے تمام دوستوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا تاکہ تمام بچے اس فنکشن کو بھرپور طریقے سے انجوائے کر سکے۔

"دادو میں کیسا لگ رہا ہوں۔"

سات سالہ زوہان آفندی صاحب کی گود میں چڑھتے ہوئے معصومیت سے بولا تو انہوں نے ہاتھوں کی انگلی اور انگوٹھے کو باہم ملا کر اسی کے انداز میں اس کی تعریف کی تو وہ کھلکھلا ہنس دیا اور فرضی کالر اکڑائے۔

"دادو آپ نے کبھی میری تو ایسے تعریف نہیں کی۔"

چودہ سالہ ربان ان کو ایک دوسرے کی تعریف کرتے دیکھ ہیزل آنکھوں میں ناگواری لیے تنک کر بولا۔ان لوگوں کو پیار دیکھ کر ہمیشہ کی جل جاتا تھا کبھی کبھی تو اسے اپنا آپ سوتیلا محسوس ہوتا تھا۔

"تو آپ کیوں جل رہے ہیں بھیا۔"

وہ آنکھیں گھما کر بولا تو اس نے ناک منہ چڑھائی۔

"میں امائزہ سے پوچھوں گا دیکھنا وہ میری ہی زیادہ تعریف کریں گی۔"

ربان فخر سے کالر اکڑا کر بولا جیسے اسے مکمل یقین تھا۔ربان نے سرے سے ہی اسے ہوا میں اڑایا تھا کیونکہ ربان کو جلانے والا اس کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ربان اور زوہان آفندی ہاؤس کے دو چشم و چراغ ان کے گھر کی رونق جن میں سب کی جان بستی تھی۔

"چلو چلو زوہان آپ کے فرینڈز بھی آ گئے ہیں جلدی سے لاؤنج میں پہنچیں۔"

اسی دوران حجاب اپنی ساڑھی سنبھالتی لاؤنج میں ان دونوں کو جھگڑتا دیکھ کر بولی جبکہ وہ خوشی سے چیختے لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔ حجاب نے اب اپنا رخ ربان کی جانب کیا تھا مگر اس کا دھیان تو سرے سے ہی کسی اور جانب تھا۔ حجاب نے ناسمجھی سے اس کے تعاقب میں دیکھا۔

"خالہ جانی۔"

ربان کی نظر جیسے ہی اندر آتی محرم پہ پڑی وہ تقریباً دوڑتا ہوا اس تک پہنچا تھا۔ محرم نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ ربان نے چونک کر اس کے عقب میں دیکھتے متلاشی نگاہیں گھمائی مگر نگاہیں ناکام ہی واپس لوٹ آئی۔ اس نے بے دلی سے محرم کی جانب دیکھا۔

"خالہ امائزہ کہاں ہے۔"

وہ پھولتی سانسوں کے درمیان بولا تو محرم مسکرادی اور ساتھ ہی پیچھے کی طرف اشارہ کیا اگلے ہی لمحے ایک ہی جست میں وہ اس کا اشارہ سمجھتے باہر کی طرف بھاگ گیا۔

"بھئی میں تو اندر چلا آپ لوگ دیکھیں شوق سے اسے بھاگتا ہوا چلو عزہ۔"

عفان عزہ کو کھینچتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"چلیں ہم بھی جانم۔"

اذلان دھیمی مسکراہٹ سجاتا ہوا اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا تو محرم اسے گھور کر رہ گئی جو رومینس کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا ابھی بھی اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک مخصوص چمک آجاتی تھی محرم کو دیکھ جو اسے جھجکنے پہ مجبور کرتی تھی۔

"اتنے بڑے بڑے بچوں کے باپ بن گئے ہیں اب آپ تھوڑی سی شرم کیا کریں شاہ۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ مارتے ہوئے بولی تو اذلان نے ستائشی انداز میں دونوں آ ئبرواچکائے اور اس کی جانب جھکا۔

"اور یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ بچے بڑے ہو جائیں تو میں آپ کے ساتھ رومانس نہیں کر سکتا۔"

وہ دھیمی آواز میں استسفار کرتے ہوئے بولا۔ محرم نے لبوں کی تراش پہ ابھر آنے والی مسکراہٹ کو وہی روکا تھا۔

"کسی کتاب میں نہیں لکھا خالو آپ جب مرضی کریں جہاں مرضی کریں جب جی چاہے کریں میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں آپ کا ریکارڈ توڑنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں بشرطیکہ ایک خوبصورت سی نازک سی محرم اپھو جیسی حسینہ مل جائے جو اپنے دو آتشہ حسن سے ہمارے دل کا قرار لوٹ لے جائے۔"

جواب محرم کے بجائے جن کی طرح نمودار ہونے والے رائم کی جانب سے آیا تو محرم بوکھلا گئی۔ اذلان نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس سے اسے واقع میں امید بھی ویسی ہی تھی۔

"آپ کا واقعی کچھ نہیں ہو سکتا۔"

اذلان اس کے گلے لگتا ہوا بولا تو جواباً وہ سر خم کر کے رہ گیا جیسے اس نے بہت فخر کی بات کر دی ہو۔

"آپی مجھے تو یقین ہی نہیں آتا کہ ہمارے بچے اتنے بڑے بھی ہو گئے۔"

آیت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حسرت سے بولی تو سب اس کی بات پہ ہنس دیے۔

"اتنی جلدی یہ عرصہ گزر گیا پتہ ہی نہیں لگا۔"

پریشے بھی باتوں میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے بولی۔

"اور تو اور جسے ہم چھوٹا چھوٹا کہتے تھے اسکے بھی اب دو بچے ہیں۔"

عزہ آیت کے ساتھ قہقہہ لگا کر ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ حجاب ان کی باتوں پہ کڑھ کر رہ گئی تبھی کینہ توز نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"ماما اب آپ دیکھ لیں یہ عزہ کو۔"

حجاب تحریم بیگم کو اس کی شکایت لگاتے ہوئے بولی تو سب اس کے بچگانہ انداز پہ ہنس دیے کیونکہ اتنے بڑے ہو جانے کے باوجود بھی اس کی یہ عادت نہیں بدلی تھی۔ اسی دوران سب کی نظر ادیان اور علیزے کی سمت گئی جہاں وہ لیزے پر غصہ ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے اور وہ خاموشی سے چہرہ جھکائے اس کی سننے میں مصروف۔

"یہ کیا طریقہ ہے بھاگنے کا کم از کم اگلے انسان کو تو دیکھ لو۔ ابھی ہم دونوں ہی گرے ہوتے۔"

محرم فوراً سے پہلے گھبراتے اٹھ کر ان دونوں کی سمت بڑھی۔ صائم اذلان معاذ وغیرہ ساتے ایکسکیوز کرتے اس طرف آ گئے۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ وہ سب بوکھلا کر رہ گئے۔

"یہ کیا طریقہ ہے ادیان بات کرنے کا۔"

محرم ماتھے پہ شکنیں سجائے بولی تو وہ بھی یوں سب کے متوجہ ہو جانے پہ یکلخت شرمندہ سا ہو کر سر کھجانے لگا جو اچانک چھوٹی سی بات پہ اتنا برا برتاؤ کر گیا تھا۔

اذلان کی نظر جیسے ہی تھر تھر کانپتی کھڑی لیزے پر پڑی اس نے اسے ساتھ لگاتے تند نگاہوں سے ادیان کی سمت دیکھا جواب نگاہیں چرا رہا تھا۔

"ایم سوری لیزے میں وہ بس اچانک ہی۔ ایم سوری مم ڈیڈ۔"

وہ ان سے معذرت کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ غصے سے اس کی حالت اب بھی بری ہی تھی۔

"بس میرا بچہ کچھ نہیں ہوا۔"

اس کے جاتے ہی صائم اسے اپنے ساتھ لگاتے پچکارتے ہوئے بولا وہ یہ بات سمجھ چکا تھا کہ اسے ضرور کوئی پریشانی ہوگی ورنہ وہ اتنی جلدی ٹیمپر لوز کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔

"تم سب کیوں ڈرے سہمے کھڑے ہو۔"

عزہ ان سب کو دیکھتے ہوئے حیرت سے بولی لیکن اگلے ہی لمحے شعور کی منزل طے کرتے ہی سمجھ آنے پر بے ساختہ ہنس دی۔ اتنا تو سب جانتے تھے کہ خاندان میں ادیان کا غصہ بہت مشہور ہے اگر وہ نرم دل ہے تو غلط کاموں پہ وہ غصہ بھی جلدی ہو جاتا ہے۔

"ادیان بھائی نے کبھی ایسے بات کی تو نہیں آج ایسے کیوں کیا۔"

وہ آنکھیں پونچھتی سوں سوں کرتے ہوئے بولی تو امائزہ اور عنابیہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اپنے ساتھ لیے آگے بڑھ گئی تاکہ اس کا موڈ بحال ہو سکے جو ادیان کے غصے سے بری طرح ڈر گئی تھی۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی بچے ہمارے ہی ہیں نہ یہ سب تو یہ ہم پہ کیوں نہیں جا رہے نہیں میرا مطلب میری بیٹی میرے جیسی نہیں ہے اور ادیان اسے تو چھوڑ ہی دو وہ نا اذلان بھائی جیسا ہے اور نا ہی محرم آپی جیسا۔"

اس کی بات پہ ایان نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جبکہ باقی سب نے مسکراہٹ دبائی۔ سب کو اپنی جانب دیکھ ہنستا پا کر آیت کو اندازہ ہوا کہ ہمیشہ کی طرح کچھ غلط بول چکی ہے تبھی کھسیاتے اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔

"چلیں کیک کاٹ لیں آجائیں سب۔"

عالیہ بیگم ان سب کی توجہ کیک کی جانب مبذول کراتے ہوئے بولی تو سب مسکراتے ہوئے کیک سٹینڈ کی جانب چل دیے جہاں بڑا سا شیر والا کیک رکھا ہوا تھا۔سب بچوں اور بڑوں کی تالیوں کی گونج میں زوہان نے کیک کاٹا اور باری باری سب کو کھلایا تھا۔وہ سب کیک کاٹنے میں مصروف تھے اسی دوران لیزے کے آگے کسی نے چاکلیٹ لہرائی تھی۔اس نے چاکلیٹ کے تعاقب میں حیرت سے گردن موڑ کر اس جانب دیکھا تو ادیان کو اپنی جانب تکتا پا کر حیرانگی سے اسے اور پھر چاکلیٹ کو دیکھنے لگی۔ادیان نے نرمی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیلی ہوئی تھی۔

"سوری مائی لٹل ڈول آپ بس آج کی ہماری یہ ملاقات کو زندگی کے صفحات سے پھاڑ کر پھینک دینا۔نا جانے اچانک کیا ہو گیا تھا۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا ہوا محبت سے بولا۔وہ اسے بلکل اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی لیکن اسے دیکھتے ہی لیزے کی آنکھوں کی چمک اگر وہ دیکھ لیتا تو کبھی بھی ایسی کوتاہی دوبارہ سرزد نہیں کرتا۔ادیان خود تو مسکراتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گیا اس کے برعکس لیزے کی نگاہیں اسی کی چوڑی پشت پہ پہ ٹکی ہوئی تھی ایکدم وہ سب کچھ بھلاتے اس چاکلیٹ کو دیکھتے دلکشی سے مسکرا دی۔امائزہ جس کی نگاہیں انہی دونوں کے اوپر ٹکی ہوئی تھی مسکراہٹ دباتے اس کے پاس آئی تھی۔

"سب ٹھیک ہو گیا نہ۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی تو باقی سب بھی ان کے پاس آ گئے۔ علیزے نے سب پہ ایک مسکراتی نگاہ ڈالی تھی۔ سب نے بے ساختہ شکر ادا کیا کہ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تو آئی ورنہ اس کا چہرہ جب سے آئی تھی ادیان کی بدولت اترا ہوا تھا۔

"ہو تو گیا ہے لیکن تمہاری وجہ کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ کالی بلی جو ٹھہری۔"

رائم آنکھوں میں شرارت لیے اس کے کالے فراک پہ چوٹ کرتا ہوا بولا تو وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"رائم بھائی نہ کیا کریں۔"

وہ جھنجھلا کر کوفت سے بولی۔ اس کے طرزِ مخاطب پہ رائم کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی تھی۔

"استغفر اللہ لڑکی کتنی بار کہا ہے بھائی مت کہا کرو توبہ توبہ سارا موڈ خراب کر دیا کالی بلی نے سچ میں تم کالی بلی ہی ہو۔"

وہ ہاتھ جھلاتا وہاں سے بوتل کے جن کی طرح غائب ہو گیا مبادہ وہ مزید اس کے موڈ کا بیڑا غرق نا کر دے۔ روشا نے نے ایک جست میں اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ کھینچتے کھولنا شروع کر دی تو وہ ان کی جلد بازی پہ مسکرا دی۔

"بھئی تم دونوں کے پیچ اپ ہونے کی خوشی میں۔"

وہ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتی کندھے اچکا کر بولی۔ انہی باتوں کے دوران ایان نے انہیں گروپ فوٹو کیلیے سٹیج کی جانب بلایا تھا۔ ان سب نے جلدی جلدی سے ہاتھوں کی مدد سے خود کو سنوارتے اس جانب قدم بڑھائے اور عجلت میں اپنی جگہ سنبھالی تھی۔

"سب پورے ہو گئے نا۔"

عفان کی آواز پہ سب نے کورس میں ہاں کہا تھا۔

پورا آفندی ہاؤس ان سب کی شرارتوں اور قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ تمام بڑے ان سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ مسکرا دیے اور ان کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی کیونکہ یہ سب ان کے آنگن کے پھول تھے جن سے ان کا گھر ہمیشہ مہکتا رہتا تھا۔ اذلان ایک نظر محرم کو دیکھ کر مسکرا دیا جو لیزے کو ساتھ لگائے اس سے باتوں میں مصروف تھی اس نے اپنی محبت پالی تھی یہی اس کیلیے سب سے بڑا اعزاز تھا اور اس چیز کا شکر اس پر واجب تھا لیکن ادیان کو دیکھ کر جو باتیں اس کے ذہن میں آرہی تھی وہ باتیں وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ اگر ایسا کچھ ہوتا تو بہت کچھ بکھر سکتا تھا رشتے ٹوٹ سکتے تھے۔ زندگیاں اجڑ سکتی تھی سب کچھ ختم ہونے کا بھی خدشہ تھا۔ اس نے ایک نظر روشانے اور لیزے کو دیکھا اور کچھ سوچتے دوبارہ نظریں محرم پر ٹکا دی جو اس کی پہلی اور آخری محبت اور اس کی بیوی تھی جس کے حصار میں اسے عمر بھی مقید رہنا تھا۔ زندگی کا نیا سفر اب ایک دوسرے کی ہمراہی میں اعتماد اور محبت کے ساتھ طے ہونا تھا۔